https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و کلام پر پہلی مستند کتاب

شرح دیوان

فرید گنج شکر

رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

فیضان الفرید

رحمۃ اللہ علیہ

شارح

ابو احمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ چکمبر پاکپتن شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

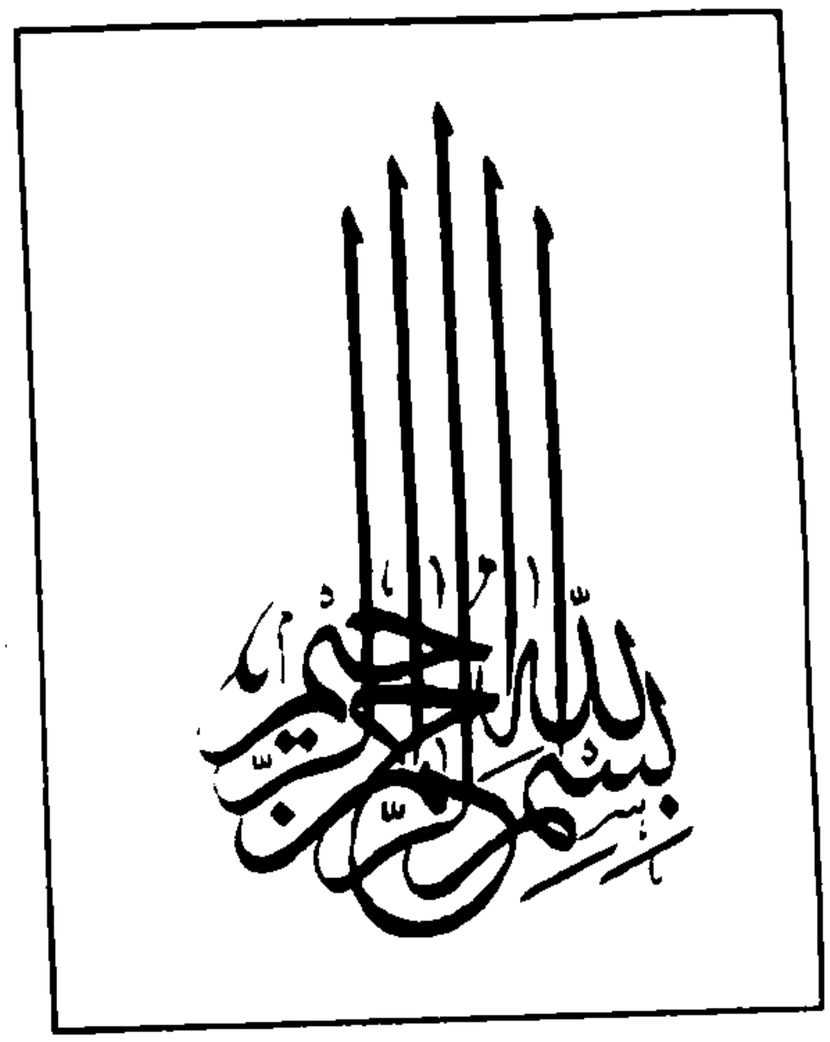

فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بود در جہاں ہر کسے را خیالے ٭ مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Saleh Muhammad Faiz Ahmed Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ ——— ۱۹۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٰہی رب العلمین واصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد۔

الفقیر ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی وجہ سے فی الحال ڈاکٹروں نے تحریری کام کرنے سے روک دیا ہے جس وجہ سے میں خود کچھ لکھنے سے قاصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں خیر و برکت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمات میں مستعد فرمائے اور آپ کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے خصوصاً حیات الفرید اور کتاب ھذا فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید کو شرف قبولیت سے نوازے آمین

تحریر شد آمین فقط

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

سیرانی مسجد۔ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان ۔ فون: ۸۸۱۳۷۱

ADDRESS : SIRANI MASJID, SIRANI ROAD, BAHAWALPUR, PAKISTAN TEL : 881371

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و کلام پر مبنی مستند کتاب

شرح دیوان
فرید گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

فیضان الفرید
رحمۃ اللہ علیہ

بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ

شارح

ابو احمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ چکنبر پاکپتن شریف

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	..... ✿	شرح دیوان فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ المعروف فیضان الفرید رحمۃ اللہ علیہ
شارح	..... ✿	ابواحمد غلام حسن اویسی قادری
ناشر	..... ✿	مشتاق احمد
اہتمام	..... ✿	سلمان خالد
پروف ریڈنگ	..... ✿	محمد احمد اویسی ۔ ابواحمد اویسی
کمپوزنگ	..... ✿	**گل گرافکس**
پرنٹرز	..... ✿	اسد نیئر پرنٹرز، لاہور
قیمت	..... ✿	**600** روپے

سٹاکسٹ: مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاک پتن شریف

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمی یا اصلاح کی گنجائش ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ انشاءاللہ آپ کی آراء کا احترام کرتے ہوئے اگلے ایڈیشن میں درستگی کر دی جائے گی۔ شکریہ

ادارہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

سورۃ فاتحہ معہ منظوم ترجمہ ---------- 15
حمد ---------- 16
نعت شریف ---------- 17
سلام میرا ---------- 17
منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ---------- 18
محفل غوث اعظمؒ دی ---------- 18
مدحت سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ ---------- 19
مدح حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ ---------- 19
ہدیہ تشکر ---------- 20
انتساب ---------- 21
تقاریز ---------- 22
مقدمہ ---------- 26
حیات الفرید ---------- 28
سلسلہ نسب، آباؤ اجداد کی برصغیر میں آمد ---------- 29
بابا فرید مادرزاد ولی کامل ---------- 29
پیدائش مبارکہ ---------- 30
بابا فرید کی تعلیم ---------- 30
مرشد کریم سے پہلی ملاقات ---------- 31
شجرہ طریقت ---------- 33
طے کا روزہ ---------- 34
ہانسی میں قیام، حصول خلافت ---------- 36
کھتوال میں آمد ---------- 37
اجودھن میں قیام ---------- 37
آپ کی ازواج واولاد ---------- 37
ملفوظات گنج شکر ---------- 38
وصال ---------- 38
نعرۂ فریدیہ چشتیہ ---------- 39
بابا فرید کی شاعری ---------- 41
جت دھاڑے دھن وری ---------- 43
جند نمانی کڈھے، ہڈاں کوں کڑکائے ---------- 45
موت کی کیفیت ---------- 47
کافر کی موت کا منظر ---------- 49
مسلمان کی موت کا منظر ---------- 50
مومن کو بشارت ---------- 51
موت کی آرزو کرنا منع ---------- 53
جند دوھٹی مرن ور ---------- 55
موت مٹ جانے کا نام نہیں ---------- 56
والوں نکی پل صراط ---------- 58
پل صراط کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ ---------- 63
درد رویشی گا گھڑی ---------- 65
ملفوظات گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ---------- 65
حکایت ---------- 65
کجھ نہ بجھے کجھ نہ سجھے ---------- 68
دنیا کی حقیقت ---------- 69
فریدا جے جانیں تل تھوڑے ---------- 74
اللہ کی شان ---------- 76
اللہ تعالیٰ کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ ---------- 78
جے جان لڑ تھجناں ---------- 79
ہر بچے کی پیدائش فطرت پر ---------- 80
فریدا جے تو عقل لطیف ---------- 83
گناہوں کے انجام کا منظر ---------- 84

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کا منظر ---------- 85
فریدا جوتیں مارن مکیاں ---------- 88
امیر اہلسنت کی زندہ مثال ---------- 91
امیر اہلسنت کا وصیت نامہ ---------- 91
فریدا جاں توں کھٹن ویل ---------- 92
تقویٰ ---------- 94
انسانی زندگی کے تین درجات ---------- 95
ویکھ فریدا جو تھیا ---------- 99
مشاہدۂ کائنات ---------- 100
موت کی تیاری ---------- 102
ویکھ فریدا جو تھیا شکر ہوئی وس ---------- 103
دنیا زہر قاتل ---------- 104
فریدا اکھیں ویکھ پتیاں ---------- 107
دعوت غور وفکر، غلام کی مثال ---------- 109
موت کا بلاوا ---------- 111
فریدا کالیں جنہیں نہ راویا ---------- 112
مدینہ کہہ کر پکارنا ---------- 112
معجزہ ---------- 113
کرامات اولیاء حق ---------- 114
فریدا کالیں دھولیں صاحب سدا ہے ---------- 116
توبہ کا دروازہ ---------- 120
آپناں لایا پرم نہ لگے ای ---------- 121
عشق کی حقیقت ---------- 123
فریدا جن لوئین جگ موہیا ---------- 128
فریدا کو کیندیاں چانگیندیاں ---------- 130
شیطان ---------- 130
بنی آدم کیلئے خصوصی نصیحت ---------- 136
فریدا! تھیو پواہی دبھ ---------- 137
اچھے دوست اچھی صحبت کا فائدہ ---------- 138

تواضع کی مثالیں ---------- 141
مساجد کی فضیلت وآداب ---------- 143
فریدا خاک نہ نندیے ---------- 147
عاجزی وانکساری ---------- 148
قرآن مجید کی ابتدا [ب] سے کی حکمتیں ---------- 148
تکبر کی مذمت ---------- 151
خاک کی فضیلت ---------- 152
فریدا جاں لوبھ تانیہہ ---------- 153
محبت اور لالچ ---------- 154
معاشرتی بگاڑ ---------- 156
فریدا جنگل جنگل کیا بھویں ---------- 157
اللہ شہ رگ سے بھی قریب ---------- 158
فریدا ایہنیں نکی جنگھیں ---------- 159
جوانی اور بڑھاپے کا فرق ---------- 161
پانچ باتوں کو غنیمت جانیئے ---------- 161
فریدا راتیں وڈیاں ---------- 164
قیام اللیل وتہجد ---------- 165
فریدا جے میں ہوندا واریا ---------- 171
مہمان نوازی کی فضیلت ---------- 173
توکل ---------- 176
فریدا لوڑے دا کھ بجوڑیاں ---------- 178
جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ---------- 178
آخرت میں نیکوں کا استقبال ---------- 180
فریدا گلیں چکڑ، دور گھر ---------- 186
محبت کا ادنیٰ کرشمہ ---------- 191
بھجو سجو کمبلی ---------- 192
مرشد کریم کی حاضری ---------- 194
مرشد کی شان ---------- 194
فریدا [illegible] ---------- 196

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقت دنیا ---------- 201
فرید اشکر کھنڈنوات ---------- 202
فضائل ذکر ---------- 206
فرید اروٹی میری کاٹھ کی ---------- 210
کم رزق پر راضی ہونے کی فضیلت ---------- 212
حساب اعمال کے متعلق عقائد اہلسنت ---------- 216
رکھی سکھی کھائے کے ---------- 217
طعام زیادہ کھانے کے نقصان ---------- 219
اج نہ ستی کنت سیوں ---------- 221
انسان حق تعالیٰ کیلئے ---------- 223
سوہرے ڈھوئی نہ لبھی ---------- 227
دنیا وآخرت متضاد ---------- 230
سوہورے پیئے کنت کی ---------- 233
اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد اہلسنت ---------- 238
ناتی دھوتی سلبھی ---------- 241
غسل میت ---------- 241
جوبن جاندے نہ ڈراں ---------- 244
فریدا! چنت کھٹولا، وان دکھ ---------- 248
حافظ مرید احمدؒ کی قبر سے خوشبو ---------- 252
فیض ملت کی دو مثالیں ---------- 253
برھا برھا آکھیئے ---------- 256
اللہ تعالیٰ کی محبت ---------- 257
فریدا!! ایہہ وس گندلاں ---------- 260
دنیا کی مذمت ---------- 261
فریدا! چار گوائیاں ہنڈھ کے ---------- 264
قبر میں سوالات ---------- 267
فرید ادر دروازے جائے کے ---------- 273
گنہگاروں کے انجام کا منظر ---------- 274
گھڑے گھڑے ماریئے ---------- 278
بڈھا ہویا شیخ فرید ---------- 279
موت کی تیاری اور یاد ---------- 283
بار پرائے بیسنا ---------- 285
سوال کرنے کی ممانعت ---------- 286
کندھ کہاڑا، سر گھڑا ---------- 289
کام ایک نیتیں جدا جدا نیت ---------- 292
فریدا اکناں آٹا اگلا ---------- 294
پاس دماے چھت سر ---------- 298
کوٹھے منڈپ ماڑیاں ---------- 301
دنیا فانی ---------- 302
قبر کی بکثرت یاد کرنے کی فضیلت ---------- 304
فرید ا گنھڑ اگلیاں ---------- 307
روح ---------- 308
روح نکلنے کے منظر ---------- 310
دوھیں دیوے بلندیاں ---------- 312
روح نکلنے کا منظر ---------- 314
ویکھ کیا ہے جوتھیا ---------- 317
فریدا۔ کندھ مصلا صوف گل ---------- 319
منافقین ---------- 321
فرید ارتی رت نہ نکلے ---------- 326
لفظ عشق اور علماء کرام اور اولیائے کرام ---------- 327
ایہہ تن سکھورت ہے ---------- 339
بھے پئے تن کھیں ---------- 341
خوف خدا ---------- 342
تیوں ہر کا بھو ---------- 345
فرید اسوای سرور ڈھونڈلہہ ---------- 348
مرشد کریم کی تلاش ---------- 349
فرید انتڈھی کنت نہ راویو ---------- 353
شادی والے کام ---------- 354

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سات چیزوں کا دائمی ثواب ---------- 355
قبر کی پکار ---------- 356
عذاب قبر کے اسباب ---------- 357
عذاب قبر سے محفوظ رکھنے کے اسباب ---------- 360
فرید اسر پلیا، داڑھی پلی ---------- 360
جوانی سے بڑھاپا ---------- 361
دنیا کی بے وفائی ---------- 361
نیک بختی کی گیارہ علامات ---------- 362
بدبختی کی علامات ---------- 363
فریدا کوٹھے ڈھکن کتیڑا ---------- 364
لہو ولعب ---------- 367
کبوتر بازی، جانور لڑانا۔تاش وشطرنج ---------- 367
فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں ---------- 371
عمارات پہ خرچ کرنے کی حقیقت ---------- 373
صحابی کا عشق حبیب کبریا ---------- 373
فریدا منڈپ مال نہ لاءِ ---------- 374
نبی کریم ﷺ کی بے مثال بشریت مبارکہ ---------- 376
فریدا جنہیں کمیں نہ گن ---------- 378
کھیل کود کا سامان خریدنے کی مذمت ---------- 379
لہو ولعب عقلمندوں کا کام نہیں ---------- 381
دنیا کی حقیقت ---------- 381
کھیل کود ---------- 383
بسنت تہوار یا غضب کردگار نشہ ---------- 383
فضول گفتگو ---------- 387
خاموشی ---------- 388
فریدا صاحب دی کر چاکری ---------- 391
ہمت وحوصلہ کے چند مناظر ---------- 393
تکلیف کے جواب میں تبلیغ ---------- 395
فریدا کالے مینڈے کپڑے ---------- 396
سیاہ عمامہ وچادر ---------- 397
انبیاء معصوم ---------- 399
تتی توءِ نہ پلوے ---------- 400
اطاعت رسول ---------- 402
قیامت کے دن کفار ---------- 404
شفاعت کا منظر ---------- 406
جاں کواری تاں چاؤ ---------- 410
کلر کیری چھپڑی ---------- 411
دنیا کی مذمت ---------- 415
ہنس اُڈرے کودھرے پیا ---------- 418
شانِ اولیاء اللہ ---------- 418
قاضی شہر کی شرارتوں کا انجام ---------- 419
چل چل گھیاں پنکھیاں ---------- 421
قیامت کا منظر ---------- 422
فریدا اِٹ سرہانے، بھوئیں سون ---------- 424
موت (نظم) ---------- 425
عذاب قبر کا ثبوت ---------- 426
فیشن کرنے والو خبردار ---------- 429
اللہ والوں کی شان ہی نرالی ---------- 429
فریدا بھنی گھڑی سونوی ---------- 430
موت کا تذکرہ ---------- 431
غفلت چھوڑ دے ---------- 432
فریدا بھنی گھڑی سونوی ٹٹی ناگرلج ---------- 435
جہنمی دوبارہ دنیا کی خواہش کریں گے ---------- 436
شہید کی انوکھی خواہش ---------- 437
۱۹۶۵ء کی جنگ میں بزرگانِ دین کی شمولیت ---------- 438
تصرفات اولیاء بعد وصال ---------- 439
بے نماز کتیا ایہہ نہ بھلی ریت ---------- 439
کے متعلق ضروری مسائل ---------- 441

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز کی فضیلت ---------- 442
اٹھ فریدا وضو ساز ---------- 445
وضو کی فضیلت ---------- 447
باجماعت نماز فجر کی فضیلت ---------- 448
جو سر سائیں نہ نویں ---------- 449
کوتاہی کا نتیجہ ---------- 451
فریدا کتھے تینڈے ماپے آ ---------- 452
موت یاد کرنے کی فضیلت ---------- 452
موت کا منظر ---------- 453
عبرت کی جا ---------- 454
فریدا من میدان کر ---------- 457
تکبر کی مذمت ---------- 458
فریدا خالق خلق میں ---------- 461
کوک فریدا کوک توں ---------- 462
قبر میں مومن کی شان ---------- 464
دائمی ذکر حق ---------- 464
مرشد کریم سے تعلیم و تلقین ---------- 465
فریدا جیں دینہہ نالا کپیا ---------- 467
انسان کی اقسام ---------- 468
خوف خدا کے واقعات ---------- 472
فریدا میں نوں مار کے منج کر ---------- 472
متکبر کی مذمت ---------- 474
تواضع اور عاجزی کے فضائل ---------- 475
مضرت نفس کی وجوہات ---------- 476
چین چلن رتن ---------- 478
فریدا برے دا بھلا کر ---------- 480
غصہ کی مذمت ---------- 483
فریدا پنکھ پروہنے ---------- 485
دنیا میں مثل مسافر ---------- 488
حضرت لقمان کی وصیت ---------- 489
فریدا رات کتھوری وٹ دیئے ---------- 491
صلوٰۃ اللیل ---------- 492
نماز تہجد ---------- 493
صالحین کا طریقہ ---------- 494
فریدا میں جانیا دکھ مجھ کوں ---------- 496
جہاد کی فضیلت ---------- 497
دکھوں کا اظہار ---------- 497
صبر کا اجر ---------- 500
فریدا بھوم رنگاولی ---------- 502
سانپ ---------- 504
حقیقت دنیا ---------- 504
مرشد کریم کی نظر ---------- 506
باادب بانصیب ---------- 509
اللہ کے محبوبوں سے سچی عقیدت ---------- 509
غوث اعظم کے دھوبی کی بخشش ---------- 510
بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا فائدہ ---------- 511
بزرگوں کی خدمت کے فوائد ---------- 512
ادب ---------- 513
بے ادب بے نصیب ---------- 514
فریدا عمر سہاوڑی ---------- 516
چن توں سوہنا انسان ---------- 518
کندھی وہنی نہ ڈھاہ ---------- 521
حساب کتاب کا منظر ---------- 523
فریدا دکھاں سیتی دینہہ گیا ---------- 526
فرشتوں کی پکار ---------- 527
آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار ہے ---------- 528
لمی لمی ندی وہے ---------- 530
فریدا گلیں ---------- 532

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اچھے دوست کی پہچان ---------- 532
اللہ والوں سے محبت ---------- 534
چہرے پرنور ---------- 536
فریدا ایہہ تن بھوکنا ---------- 537
نفس مطمئنہ ---------- 538
فریدا رب کھجوریں پکیاں ---------- 540
کھجور اور انگور ---------- 542
شہد کے فضائل ---------- 545
فریدا تن سکا پنجر تھیا ---------- 548
بابا فرید کے نام اور القاب ---------- 550
کاگا کرنگ ڈھونڈھولیا ---------- 551
محبت ---------- 552
اللہ ومحبوبانِ حق سے محبت ---------- 553
کاگا سب تن کھائیو ---------- 556
کاگا نین نکاس دوں ---------- 556
مقام قرب ---------- 559
کاگا چونڈ نہ پنجرا ---------- 559
جسم میں دل ---------- 560
فریدا گور نمانی سڈ کرے ---------- 564
آخرت کی پہلی منزل ---------- 567
ذکر قبر وموت ---------- 569
اینہیں لوئیں ویکھدیاں ---------- 570
دعوت غور وفکر ---------- 571
آپ سنواریں میں ملاں ---------- 575
اللہ تعالیٰ کی اطاعت ---------- 576
ذکر اللہ کی فضیلت ---------- 580
اللہ کا اعلان جنگ ---------- 581
کرامات ---------- 581
ساویکھ ترن دیاں ---------- 584

ادلے کا بدلہ ---------- 585
میں جانیا وڈ ہنس ہے ---------- 587
بدھ مذاہب کی دوستی ---------- 590
کیا ہنس کیا بگلا ---------- 592
قدرت کاملہ ---------- 593
توبہ ---------- 595
توبہ اور عبادت ---------- 598
کندھی اُتے رکھڑا ---------- 599
دنیا کی بے ثباتی ---------- 600
فریدا محل مسکن رہ گئے ---------- 601
روحوں کی آپس میں ملاقات ---------- 602
مردوں کے لیے دُعا ---------- 602
فریدا موتے وابناں اینویں دسے ---------- 603
فریدا موتے وابناں ایویں جیویں ---------- 604
عذاب دوزخ ---------- 605
اکناں نوں سبھ سوجھی ---------- 608
فریدا دریاوے کنے بگلا ---------- 609
کھیل کود ---------- 610
زلزلے اور سیلاب ---------- 611
باز پئے تس رب دے ---------- 611
ساڈھے ترے من دیہڑی ---------- 612
دنیا مومن کیلئے قید خانہ ---------- 613
ملک الموت جاں آوسی ---------- 616
ویکھو بندہ چلیا ---------- 617
فریدا ہوں بلہاری ---------- 618
بے ادبی کا انجام ---------- 620
نگاہ امیر اہلسنت کا فیضان ---------- 620
دعوت اسلامی کے شعبے ---------- 621

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیائے کرام کے مجاہدات ---------- 622
فریدا رُت پھری دن کنبیا ---------- 624
فریدا اپاڑ پٹولا دھج کری ---------- 625
اسوۂ حسنہ ---------- 626
کائے پٹولا پاڑتی کمبلوی پھرے ---------- 627
فریدا گرب جنہاں وڈیائیاں ---------- 629
تکبر کی مذمت ---------- 629
فریدا گر بن نہ وڈیائیاں ---------- 632
مرشد کی ضرورت واہمیت ---------- 633
کامل مرشد کی پہچان ---------- 633
آدابِ مرشد ---------- 634
فریدا تنہاں مکھ ڈراونے ---------- 637
نفس امارہ کے غلبے کی علامت ---------- 638
صورتوں کا مسخ ہونا ---------- 638
غافلین کے انجام کا منظر ---------- 639
فریدا پچھلی رات نہ جاگیوں ---------- 642
فریدا کنت رنگاولا ---------- 643
اللہ کی شان ---------- 644
فریدا دکھ سکھ اک کر ---------- 647
صبر کا اجر ---------- 648
فریدا دنی وجائی وجدی ---------- 649
شیطان کی ہمنوائی ---------- 649
جھگڑے سے بچنے کی فضیلت ---------- 649
فریدا دل رتا اس دنی سیوں ---------- 650
دنیا کا رنگ ---------- 651
پہلے پہرے بھلوا ---------- 651
صبح تک سوتے رہنے کی نحوست ---------- 652
تہجد کے وقت اٹھنے کے فضائل ---------- 652
داتیں صاحب سندیاں ---------- 663

ڈھونڈیندے سُہاگ کوں ---------- 654
اللہ بندے دے نال ---------- 655
صبر منجھ کمان اے ---------- 656
صبر اندر صابری ---------- 660
استقلال واستقامت ---------- 660
فیض ملت کا صبر واستقامت ---------- 661
سب سے زیادہ مصائب کن لوگوں پر آتے ہیں ---- 661
صبر ایہہ سُواؤ ---------- 663
صبر دا اجر ---------- 664
فریدا در دویشی گا کھڑی چوپڑی پریت ---------- 667
تن تپے تنور جیوں ---------- 668
مسلسل جدوجہد ---------- 668
تن نہ پتاءِ تنور جیوں ---------- 669
جسم انسانی کے حقوق کا لحاظ ---------- 670
مجاہدہ میں مشاہدہ ---------- 670
ہوں ڈھونڈیندی سجناں ---------- 671
پنکھی ہیکڑو، پھاہیوال پچاس ---------- 672
کون سوا کھر کون گن ---------- 677
فضیلت تلاوت ---------- 678
ذکر اللہ کی فضیلت ---------- 679
فضیلت صلوٰۃ وسلام ---------- 680
حیات حبیب کبریا ﷺ ---------- 681
نون اکھر کھون گن ---------- 685
عاجزی ---------- 685
مت ہوندی ہوئے ایانا ---------- 687
درویشوں کی تین صفات ---------- 688
اک پھکا نہ گالائیں ---------- 695
سجناں من مانک ---------- 696
دل محبت ---------- 697

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوگروہ مومن اور منافقین ---------- 698
مومن اور منافق کا فرق ---------- 701
رتے عشق خدائے ---------- 702
نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب ---------- 704
آپ لیئے لڑلاءِ ---------- 706
مرشد کریم کادر ---------- 707
پروردگار اُپار ---------- 709
اللہ کی شان ---------- 709
اللہ کے مبارک نام ---------- 711
اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد ---------- 712
اچھی صحبت کے فوائد ---------- 714
بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا ---------- 715
تیری پناہ خدایا ---------- 720
دعا ---------- 721
اسم خدا ---------- 722
بولے شیخ فرید پیارے ---------- 725
اج ملاوا شیخ فرید ---------- 726
قبر ---------- 728
جے جانا مرجایئے ---------- 729
بولیئے سچ دھرم ---------- 730
سچ بولنے کی برکات ---------- 730
جھوٹ بولنا علامت نفاق ---------- 731
تقلید کی حقیقت ---------- 732
چھیل لنگھیندے پار ---------- 733
شیخ حیاتی جگ ---------- 734
کتنک کونجاں چیت ڈونہہ ---------- 736
چلے چلن ہار ---------- 738
زمیں پچھے آسمان فریدا ---------- 739
تپ تپ لوہ ---------- 740
روح کی بے چینی ---------- 740
موت ایک پل ---------- 741
روح کا اصل وطن ---------- 741
تیں شوہ من مانہہ ---------- 741
اللہ تعالیٰ کی شان ---------- 743
تیں صاحب کی میں سار نہ جانی ---------- 745
کالی کوئل توکِت ---------- 746
حضرت موسیٰ کے مزار سے آواز ---------- 748
پر ہے بے ہوں کتھ سکھ پائے ---------- 748
وِدھن کھوہی مندھا کیلی ---------- 750
ضرورت مرشد ---------- 751
کرکر پا بر بھے ---------- 751
واٹ ہماری کھری اڈینی ---------- 754
درویشی پل صراط ---------- 755
اس اوپر ہے مارگ میرا ---------- 755
بیڑا بندھ نہ سکیوں ---------- 756
ہتھ نہ لا کسمبڑے ---------- 757
اک اپنی پت لے، شوہ کیرے بولا ---------- 762
محبوبان حق کا مردے زندہ کرنا ---------- 763
کہے فرید سہیلیو ---------- 764
اٹھ فریدا ستیا ---------- 766
تعمیر مسجد ---------- 766
مسجد کی صفائی اور آداب ---------- 768
احکام فقیہ ---------- 770
اج کہ کل کہ چونہہ دیہیں ---------- 773
اچا کرنہ سد فریدا ---------- 777
اساں تساڈی سجنو ---------- 780
آبر ادھنی منجاہ ---------- 781
فرید کناں مند صد دا ---------- 781

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا اک وہاجیں لُون ---------- 783
لعنت کرنے کا وبال ---------- 784
زمانے کو گالی دینے کی مذمت ---------- 784
افضل اسلام ---------- 784
فریدا اکے تاں سکن ---------- 786
اکے تاں لوڑ ---------- 786
آوولدھوسا تھڑو ---------- 788
فریدا ایہہ جو جنگل رُکھڑے ---------- 790
بڈھا تھیا شیخ فرید ---------- 791
فریدا جس تن برھا اُپجے ---------- 792
طے کا رتوزہ ---------- 793
چلہ معکوس ---------- 794
پریتم تم مت جانیا ---------- 796
فریدا پری وسارن ---------- 797
فریدا پیریں بیڑا ٹھیلھ کے ---------- 799
پیریں کنڈھے پندھڑا ---------- 800
تکل کاسہ کاٹھ دا ---------- 801
انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا طریقہ کفار ---------- 802
فریدا تن رھیا میں پھٹیا ---------- 806
تن سمند، منسا لہر اُرتا رُو ---------- 807
فریدتوں توں کریندے جموئے ---------- 808
حیات الانبیاء ---------- 809
فریدا ایہہ مسجدیں ابوتھیاں ---------- 811
سائیں سندے نا دکھے ---------- 812
ٹھکی مارن گا کھڑی ---------- 813
ٹوپی لیندے باورے ---------- 813
ریا کاری ---------- 815
عمامہ کے فضائل ---------- 815
شب بیداری ---------- 818

فریدا جاگنا ای تاں جاگ ---------- 819
فریدا ---------- 820
فرید جتی خوشیاں کیتیاں ---------- 821
ناحق قتل کا انجام ---------- 821
قتل میں مدد دینے والے کی سزا ---------- 822
فریدا جاں جاں جیویں دنی تے ---------- 823
حلال وحرام روزی ---------- 824
جساسے راتیں وڈیاں ---------- 825
جاں موں لگا نیہہ ---------- 826
فریدا جنگل ڈھونڈھیں سنگھنا ---------- 827
فریدا جیں در لگے نیہہ ---------- 828
فریدا جے توں دل درویش ---------- 829
عقیدہ کا مطلب ---------- 829
فریدا جے توں وَنجیں حج ---------- 831
فضائل حج ---------- 831
جے جے جیویں دنی تے ---------- 837
فضائل صدقات وخیرات ---------- 837
چوڑیلی سیوں رتیا ---------- 839
فریدا اڑھیاں لکھ وتن ---------- 841
فریدا در بھیڑا گھر سنگوا ---------- 844
فریدا در سائیاں کانیاں ---------- 845
فریدا درونہ ونجم ---------- 846
فریدا دل اندر دریاؤ ---------- 846
فریدا دمامہ وجیا موت دا ---------- 847
کوٹ ڈھٹھا گھر لٹیا ---------- 848
رونے پیٹنے کی مذمت ---------- 849
فریدا دنی دے لالچ لگیاں ---------- 851
فریدا سکا سک سکندیاں ---------- 852
فریدا ایہہ جر جر ---------- 853
بڑھاپا ---------- 854

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزول مصیبت کی حکمتیں	854	کنت نیناں تن گارڑی	895
مصائب وآلام سبب انعام	855	فریدا کوکیندڑا تاں کوک	896
بڑھاپا انعام ربانی	857	دعا	897
فریدا سودر سچا	858	ناپاک بدن کی مذمت	902
ہجرت	858	فریدا کیا لڑ چھے	903
فریدا سے داڑھیاں کوڑیاں	863	فریدا لہریں سائر کھینہدیاں	904
مذہبی بہروپے	864	فریدا مانک مول اتھاہ	905
فریدا ایسا ہوئے رہو	866	فریدا ماں جے مینڈی کملی	908
صبر کی فضیلت	866	مناں مُن مُنایا	913
فریدا ایسا ہور ہو جیسے کلھ مسیت	868	فریدا منج مکہ منجھ ماڑیاں	914
سائیں سیویاں کھل گئی	870	وحدت الوجود وحدت شہود	916
فریدا پاؤں پسار کے	870	موسیٰ نٹھا موت تھیں	920
فریدا راتیں چار پہر	870	فریدا موں تن اوگن لیتڑے	943
فریدا راتیں سویں کھٹ	871	فریدا میں تن اوگن لیتڑے	944
متوکلین کی صفت	872	وچھوڑا بر یار	945
یاد حق سے غفلت کا نتیجہ	873	سیج وچھارن پاہرو	945
فریدا ستیاں نیند	875	فریدا وڈی ایہہ بہادری	946
فریدا کھیتی اجڑی	875	بری صحبت کا اثر	947
فریدا اجڑی کھیتی گروی	878	فریدا ہاتھی سوھن انباریاں	948
فریدا کڈیں آہ ہکوا	879	فریدا اُتھاں ٹکیئے	949
ہمت مرداں مدد خدا	880	زندگی داوساہ نہیں	950
فریدا کدے آہوں ہیکڑا	881	ہتھڑیں دتوں ہتھڑے	952
فرید چلے پردیس کو	882	تعاون کی اقسام	952
شیخ کامل کی صحبت	884	فریدا جنہیں دا صبر کمان	954
اللہ والوں کی تلاش	884	فریدا (بندے رب دے)	955
واقعہ موسیٰ علیہ السلام خضر کی تلاش کیلئے	889	فریدا ہے جیا گھڑسی	956
خواجہ اویس قرنیؓ	890	فریدا میں نوں منج کر	957
قاعدہ صوفیانہ	892	پچھے آسمان فریدا	958
بے پیر شیطان کا چیلہ	892	فریدا اڑیا اڑیا جا	960
فرید کرن حکومت دنی دی	893	اختتامیہ	960
کناں دنداں اکھیاں	894		

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۶﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)

(ترجمہ سورۂ فاتحہ شریف)

ابتدا ہر کام کی کرتے ہیں بسم اللہ سے — خیر کے طالب ہیں رحمان و رحیم اللہ سے
حمد زیبا ہے خدا کو ہے وہ رب العالمین — اور کوئی برتر نہیں عالم میں اس ذی جاہ سے
ہے وہ رحمٰن و رحیم اور مالک روزِ جزا — پاس ہے امر و نہی کا ڈرتے ہیں اللہ سے
ہے وہی معبود کرتے ہیں اسی کی بندگی — طالب امداد بھی ہیں ہم اسی اللہ سے
ہے دعا اس سے دکھائے وہ صراط مستقیم — راہ ایسی نعمتیں حق کی ہوئیں جس راہ سے
جس طریقے سے ہوئیں اقوام مقہورِ خدا
دے پناہ اس راہ سے اور جادۂ گمراہ سے

(کلیات سخن ڈبائیوی ۲۱۳۔ تجلیات۔ از حضرت صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمد

(از صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

سب کو وہ ہی دے ہے روزی، نعمت اس کی دولت اس کی
رازق داتا پالن ہارا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

ہم سب اس کے عاجز بندے، وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اوّل آخر غائب حاضر اس کو روشن اس پر ظاہر
عالم دانا واقفِ کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

عزت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا
میرا پیارا، میرا آقا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

(نعتیہ کلام ریاض نعیم ص ۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعت شریف

(از حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ)

کل نبیاں دا سرتاج محمد (ﷺ) بَحر عَرَف امواج محمد (ﷺ)
قَـــابَ قَـــوْسَیْـــن اَوْ اَدْنـــیٰ شرف شبِ معراج محمد (ﷺ)
امت تیری کیوں غم کھاوے جنیدی تیکوں لاج محمد (ﷺ)
سچل کوں غم کوئی نا ہیں کیتا لا یَـحْتَـاج محمد (ﷺ)

(کلام سچل سرمست ص ۱۰)

سلام میرا

شاہِ رسل سے کہنا قاصد سلام میرا قدموں پہ سر رکھ کر دینا پیام میرا
غم ہو نہ فکر کوئی ، ہوں ختم کل مشاغل حق حق ہو، یا محمد تکیہ کلام میرا
پیش نظر رہوں میں ، ہر وقت ہو حضوری تاب نظر بڑھائے ذوقِ دوام میرا
نیچی نہ ہوں نگاہیں ، ہم مشربوں کے آگے ہو اک نظر اِدھر بھی چھلکے نہ جام میرا
دنیا کا غم نہیں ہے ، محشر میں شرم رکھنا اتنا ہی آپ کہہ دیں ہے یہ غلام میرا
دو گز زمین عطا ہو ، قدموں میں اپنے آقا زُمرے میں خادموں کے لکھ جائے نام میرا
اور نہ آرزو ، نہ ارماں ہے ، ایک ہی تمنا دیں خود جواب آقا ، لے لیں سلام میرا

پُر ذوق ہو سخن پہ قائم ہے نظم جب تک
مقبولیت کا درجہ پائے کلام میرا !

(جذبات سخن ڈبائیوی صوفی محمد ظفر شاہ ص ۱۴ کلیات سخن ڈبائیوی صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منقبت خلفائے راشدین

(از: پیر سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

چاروں ای یار سول اللہ دے چار گوہر سب اک تھیں اک چڑھندڑے نی ابوبکر تے عمر عثمان علی آپو اپنے گنیں سو ہندڑے نی
جہاں صدق یقین تحقیق کیتا راہ رب دے سلیس وکندڑے نی ذوق چھڈ کے جہانے زہد کیتا واہ واہ اوہ رب دے بندڑے نی
صوبے چار نی شرع محمدی دے ملک دین اندر نبی اندڑے نی پائی فتح کر کے جنگ کافراں تے کیتے تم کفار دے دھندڑے نی
نگہبان ہوئے سرامتاندے جھولن نبی کریمؐ دے جھنڈڑے نی بازو قلم بندر سول دے ڈلک مارن سچے چار موتی لڑی گندڑے نی
جہاں فرق انہا نو چہ کجھ جاتا اوہ دھروں حضور دے کندڑے نی وارث شاہ مدد چار یار دی جی ربا رکھ لئیں فعل جو مندڑے نی

(اصلی تے مکمل ہیر وارث شاہ کلاں پیراں دتہ والی ص ۵۹)

محفل غوث اعظم دی

(الحاج عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ)

ایہہ محفل غوث الاعظم دی اے تھے غوث پیا دیاں باتاں نے ہو رہیاں ساری محفل تے اج نور دیاں برساتاں نے
محفل نوں سجا کے بیٹھے نے میراں دے سارے دیوانے میراں دی نذر گزارن لئی ہنجواں دیاں کول سوغاتاں نے
غوثاں دا غوث ہے غوث جلی جیہدے در تے جھکدے قطب ولی پنجتن دے باغ دی ہے اوہ کلی میراں دیاں اچیاں ذاتاں نے
سب ڈبیاں بیڑیاں تر جاون، ذرے دی بن دے زر جاون سب خالی کاسے بھر جاون، جدوں پیندیاں اُسدیاں جھاتاں نے
اوہدی یاد دے دیوے دے اندر پوندا زہو تیل عقیدت دا پھر ویکھیں ہندیاں نال تیرے کیویں غوث دیاں ملاقاتاں نے
ہے عاجز قلم نیازی دا، میراں غوث دیاں تعریفاں توں میرے ذہن خیال ساتوں اُچیاں میراں دیاں صفت صفاتاں نے

(نوائے نیازی ص ۶۴ کلیات نیازی)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدحت سلطان الہند غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(از محمد اعظم چشتی)

مظہر کبریا غریب نواز — بحر جود وسخا غریب نواز
واقفِ سرِ ظاہر و باطن — گنج حلم وحیا غریب نواز
عالمِ راز ہر خفی و جلی — کانِ مہر و وفا غریب نواز
دردو عالم مزین از ذاتت — مسندِ چشتیا غریب نواز
رُوسیا ہے کہ ہر رات آمد — پاک شد از خطا غریب نواز
خاکِ پائے سگانِ کوچۂ تو — سُرمۂ چشمِ ما غریب نواز

نیست آسان کہ وصف تو گوید
اعظم بے نوا غریب نواز

(کلیات اعظم۔غذائے روح ص:۶۳)

مدح حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(از وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

مودود دا لاڈلا پیر چشتی شکر گنج مسعود بھر پور ہے جی — بابا قطب باندے وچہ ہے پیر کامل جنیدی عاجزی زہد منظور ہے جی
خاندان وچہ چشت دے قابلیت شہر فقر دا پٹن معمور ہے جی — شکر گنج نے آن مکان کیتا دکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی
گنج کھول کے دولتاں وٹڈیاں نے فیض آپ دا فیض گنجور ہے جی — نال اک نگاہ دے خادماں نوں ہویا ترت بقا حضور ہے جی
زُہد الانبیاء نام دھرایا سو آپ صابری وچہ صبور ہے جی — وارث شاہ فریدالدین اُتے رحم رب دا فضل وفور ہے جی

(اصلی تے مکمل ہیر وارث شاہ کلاں پیراں دتہ والی ص:۶۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہدیہ تشکر

الفقیر القادری۔محمد احمد اویسی، محمد فیض احمد اویسی اور محمد احمد رضا اویسی کا بے حد مشکور ہے کہ ان کے تعاون سے فقیر ابو احمد اویسی کو پرسکون ماحول اور فرصت کے لمحات میسر آئے۔

علاوہ ازیں اللہ دتہ (اے ڈی صاحب) 11/KB، استاذ محترم جناب منیر احمد بودلہ صاحب جناب شاہ بہرام وٹو صاحب (کلیانہ) جناب اصغر علی پنوار صاحب محمد شعبان فریدی (پرانا تھانہ پاکپتن شریف) جناب شفقت وسیم (کلیانہ) جناب کلیم اللہ صاحب جناب پیر غلام قادر چشتی، جناب غلام نبی صاحب (قبولہ شریف) جناب اقرار حسین عامر صاحب (11/KB پاکپتن)، صوبیدار محمد عبداللہ، ماسٹر ممتاز حسین (ماڑی ہزارہ) کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے خصوصی تعاون اور حوصلہ افزائی فرمائی، سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ دوست حوصلہ افزائی نہ کرتے تو ہو سکتا ہے کہ فقیر ہمت ہار بیٹھتا اور یہ چند الفاظ کا گلدستہ پیش کرنے سے قاصر رہتا۔

فقیر ابو احمد درج ذیل علمائے کرام کا بھی نہایت مشکور ہے کہ علمی مسائل کے حل میں خصوصی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

1- مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔
2- مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی مدظلہ العالی لیاقت پور۔
3- حضرت علامہ اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی سابق خطیب دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔
4- استاذ العلماء حضرت علامہ ابو الطیب علی محمد اویسی مدظلہ العالی خطیب ہوتہ (پاکپتن شریف)۔
5- محقق دوران حضرت علامہ عبدالمجید ادیسی مدظلہ العالی لیاقت پور۔
6- حضرت علامہ مشتاق احمد اشرفی قادری پرانا تھانہ (پاکپتن شریف)۔
7- حضرت علامہ ابو احمد بشیر احمد فاروقی امیر جماعت اہلسنت پرانا تھانہ پاک پتن شریف۔
8- حضرت علامہ پیر حافظ محمد ارشد چشتی، اڈہ کرمانوالہ (پاکپتن شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب

نبی کریم رؤف الریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی تمام اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام خصوصاً مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے نام بصد ادب واحترام نذر عقیدت۔ علاوہ ازیں امام الاولیاء حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام، حضرت فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کے نام کہ جن کے فیضان نظر سے الفقیر القادری چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کر سکا اور امیر اہلسنت حضرت ابوالبلال محمد الیاس عطاری قادری کے نام کہ جن کی سعی سے الحمدللہ پوری دنیا میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

؎ گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

فیضانِ انبیاء واولیاء کا طبگار

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی

مدرسہ فیض اویسیہ 11/KB ڈاکخانہ کلیانہ (پاکپتن شریف)

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریظ سعید

محقق ابن محقق حضرت علامہ مولانا شفقت رسول سیالوی خطیب اعظم کلیانہ (پاک پتن شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد۔

اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کا فیضان ہے کہ پوری دنیا میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو پنجابی کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ کا کلام سمجھنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں۔

الحمدللہ یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح اردو زبان میں حضرت علامہ ابو احمد غلام حسن اویسی قادری (چک نمبر 11/KB تحصیل وضلع پاکپتن شریف) نے لکھی ہے۔ اس شرح کا مسودہ چند مقامات سے پڑھا ہے۔ بابا صاحب کے کلام کی اتنی ضخیم اور بہترین شرح آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

مؤلف کا انداز تحریر بہترین، آسان اور عام فہم ہے۔ اشعار کے تقریباً ہر لفظ کا معنی مطلب بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اکثر اعراب بھی لگا دیئے گئے ہیں تا کہ اشعار کو پڑھنے میں بھی آسانی رہے۔ شرح کو قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، بزرگان دین کے ملفوظات، حکایات اور اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔ خصوصاً موئی نٹھا موت تھیں والے شعر پہ خوب محنت کی گئی ہے۔

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مؤلف کی سعی قبول فرمائے۔ ان کے علم وعمل اور زور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ مؤلف، معاونین اور ناشر کے لیے ذریعہ نجات بنائے آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

فقط

طالب دُعا

ابو اُسامہ شفقت رسول سیالوی

خطیب اعظم کلیانہ پاکپتن شریف

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریظ سعید

حضرت علامہ مولانا محمد یار شاہ مدظلہ العالی خطیب اعظم جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (پاک پتن شریف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدالانبیاء والمرسلین امابعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی گھڑیاں ہر مومن کو عطا فرمائے۔ ابو احمد غلام حسن اویسی قادری نے اپنے مرشد کریم حضرت علامہ فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی سے اجازت خصوصی اور دعائیں لے کر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کے کلام کی شرح لکھنی شروع کی اور خوب لکھی ہے۔ واضح کر دکھایا کہ اولیائے کرام کا کلام قرآن واحادیث میں بیان کردہ حقائق کا خلاصہ ہوتا ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح بنام فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید چند مقامات سے پڑھی ہے۔

ابو احمد اویسی صاحب نے اس شرح میں ایسے اشعار کی شرح پہ خصوصی توجہ فرمائی ہے جن میں شانِ اولیاء وشانِ انبیاء کا بیان تھا یا کسی طرح بزرگانِ دین کی شان اقدس پہ انگشت نمائی کی جا سکتی تھی خصوصاً موی نٹھا موت تھیں والے شعر کو پڑھ کر عام قاری کے ذہن میں جو خدشات پیدا ہو سکتے تھے انہیں دور کرنے کی بہترین کوشش کی اور اس شعر کی شرح بہترین انداز میں تحریر فرمائی اللہ کرے زورِ بیان اور زیادہ۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ کتاب مؤلف، ناشر اور معاونین اور قارئین کے لیے توشہ آخرت بنائے۔

طالب دعا

محمد یار شاہ

خطیب جامع مسجد دربار حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریظ سعید

شیخ القرآن والتفسیر محقق ابن محقق حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیک یا سید الانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین o

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ وہ نابغہء روزگار شخصیت ہیں جن کی عظمتوں کا ایک زمانہ معترف ہے۔ صدیاں بیت جانے کے باوجود آپ کے نام کی عظمت کا علم چار دانگ عالم میں لہلہا رہا ہے یقیناً رہتی دنیا تک عالم طریقت کے سپوتوں میں ان کے نام کا چراغ روشن رہے گا۔ کیونکہ خالق کائنات کا وعدہ ہے" فاذکرونی اذکرکم "ان کے بہشتی دروازے پر محرم شریف میں ایک جم غفیر جمع ہوتا ہے میرے حضور قبلہ سیدی ومرشدی مفسر اعظم پاکستان قبلہ والد گرامی دامت فیوضاتھم نے بابا فرید کا بہشتی دروازہ رسالہ میں خوب دلائل دیئے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے یہاں حضرت بابا فرید کی شاعری پر بات کرنا ہے آپ کے کلام میں سوز وگداز اور کیف ومستی کا ایک سمندر موجزن ہے اُن کے کلام کو ایک بالغ نظر قاری پڑھ کر فکر کی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔ ایسی فکر انگیزی ہے کہ ایک ایک لفظ اسرار ورموز سے بھرا ہوا ہے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ قد وقامت کی رفعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سکھوں نے اپنی مذہبی مقدس کتاب میں ان کے کلام کو شامل کیا ہوا ہے۔ فقیر ۱۴۲۴ھ نارووال دورہ تفسیر کے لیے جامعہ اویسیہ کنز الایمان میں حاضر ہوا تو حضرت علامہ تبسم بشیر اویسی کی رفاقت میں سکھوں کے ایک بہت بڑے گردوارہ میں سیاحت کے لیے جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے ذمہ دار سردار جی سے مذہبی حوالے سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے ایک کمرۂ خاص دکھایا جہاں ان کی مقدس کتاب پڑھی جارہی تھی یہ سن کر فقیر کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس میں بابا فرید کے اشعار پڑھے جارہے تھے۔ واپسی پر علامہ محمد ارشد خامر القادری کے ذریعے بابا صاحب کے کلام پر تحقیقی مواد پڑھنے کو ملا تو پتہ چلا کہ ان کے بکھرے ہوئے کلام کو یکجا کرنے والے خود بابا گرونانک ہی تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو لوگ آپ کے کلام پر اعتراض کرتے ہیں انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ صرف اللہ عزوجل کا کلام ہی ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے ورنہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے کلام تک میں بھی تغیر وتبدل ہوتا رہا اسی طرح بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بھی یقیناً ترمیم وتنسیخ کی گئی ہوگی۔

بعض اشعار تو عوام الناس کی [illegible] طرح نہیں ہو پاتی۔ اس لیے حضور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تشریح وتوضیح کی مزید ضرورت تھی اہل علم حضرات اس پر صدیوں سے کام کررہے ہیں۔ میرے برادرِ طریقت حضرت علامہ مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی قادری نے قبل ازیں (حیات الفرید) لکھ کر قبلہ بابا صاحب کی سوانح حیات اوران کی خدمات وکرامات کو جمع کر کے ایک قابل تحسین کام کیا ہے جو کہ ارباب علم ودانش کے لیے ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے اب انہوں نے سینکڑوں صفحات پر مشتمل کلامِ بابا فرید پر ایک ضخیم شرح لکھی ہے جو قابل داد بھی ہے اور قابل فخر بھی۔ یوں تو شرح لکھنے والے شروحات لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے لیکن ایک عالم دین جن کے شب وروز پڑھنے پڑھانے میں گزر رہے ہوں ان کی لکھی ہوئی شرح کو اور زاویہء نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ موصوف نے بابا صاحب کے کلام کو ہر طرح سے دیکھا، جانچا اور پرکھا ہے اور پھر اس پر لکھا ہے بالخصوص شریعت مطہرہ کی رو سے جو بحث کی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ فقیر شارح اور ناشرین کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم کاوش کو باریابی نصیب فرمائے اور دارین میں فلاح کا باعث بنائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

فقط

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

محمد فیاض احمد اویسی

دارالعلوم اویسیہ رضویہ

بہ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

۳ ستمبر ۲۰۰۷ء بہاولپور (پاکستان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدمہ

الحمدللہ حیات الفرید کتاب چھپی، دوست احباب خوش بھی ہوئے چند دوستوں نے بھرپور انداز سے حکم فرمایا کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کی ضرورت ہے اور شرح بھی ایسی ہو کہ جس میں آپ کی تعلیمات کو اس طرح بیان کیا جائے گویا کہ ایک عام آدمی پہ بھی واضح ہو جائے کہ اولیاء اللہ قرآن وسنت سے دور رہ کر ولایت حاصل نہیں کرتے بلکہ قرآن وسنت پہ عمل پیرا ہونے اور دین حق کی تبلیغ میں سعی کرنے سے حق تعالیٰ انہیں ولایت کاملہ سے نوازتا ہے کیونکہ بعض بھنگیوں اور چرسیوں نے محض شریعت مطہرہ کے خلاف زندگی گزارنے کو ولایت قرار دیا ہے ایک عام آدمی بھی سمجھ سکے کہ واقعی جیسے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام قرآن وسنت کے خلاف نہیں بلکہ قرآن وسنت ہی سے حاصل کردہ خیالات کو شعروں کے سانچے میں میں ڈھال کر پیش کیا ہے ایسے ہی اکثر بزرگوں کے کلام کا حال ہے اگر کسی بزرگ کے کلام میں جو چونکہ چنانچہ کا سلسلہ قیل وقال چلتا ہے وہ بھی اس کلام کو نا سمجھنے کی بنا پر ہوتا ہے۔

بہر حال خصوصاً محمد ارشد عطاری قادری مدظلہ العالی نے تو خوب اور بار بار تاکید کی کہ بابا صاحب کا کلام عام پڑھنا اور سمجھنا مشکل ہے مہربانی فرما کر اس کی شرح کر دیں تا کہ کلام پڑھنا بھی آسان ہو جائے اور سمجھنا بھی۔ اللہ کے سہارے حامی بھر لی اور کام شروع کر دیا اس سلسلہ میں کتب کی فراہمی والا مسئلہ جناب محمد ارشد قادری عطاری خادم مکتبہ بابا فرید پاکپتن شریف اور صفدر علی صاحب مالک مکتبہ نظامیہ پاکپتن شریف نے کچھ نہ کچھ حل کر دیا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پہ مبنی جتنے بھی مجموعے میسر ہو سکے اکٹھے کیئے۔ لغت کے سلسلے میں معارف فرید یہ از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، پنجابی لغت، فیروز اللغات، تنویر اللغات، نور اللغات، جامع اللغات، جامع نسیم اللغات، جدید لغات فارسی اور تفسیر نعیمی وغیرہ پہ اعتماد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے کام شروع کر دیا بڑے بڑے مسائل نے راستہ روکنے کی سعی کی مگر بحمدہ تعالیٰ حضرت بابا فرید الدین الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے سخی بزرگ کی روحانیت نے خصوصاً مدد فرمائی۔ الفقیر ابو احمد اویسی نے اس شرح لکھنے کے دوران کئی مقامات پر حدیث نبوی کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ کا مشاہدہ متعدد مواقع پہ کیا۔ الحمدللہ۔ خالق کائنات نے توفیق عطا فرمائی کہ یہ شرح مکمل کر سکا اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو بزرگانِ دین کے اقوال [illegible] اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اپنی نیک دعاؤں میں فقیر ابو احمد اویسی، فقیر کے والدین اساتذہ، عزیز واقارب، معاونین، اوراس شرح سے فائدہ اٹھانے والوں اور جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت میں اپنے خصوصی انعامات سے نوازے آمین ثم آمین، بحرمت سید المرسلین۔

طالب دعا

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی
مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر 11/کے بی
ڈاکخانہ کلیانہ (پاکپتن شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیات الفرید

﴿ الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین

اما بعد ﴾

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی شان میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

﴿ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة ﴾

یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(قبر کھل گئی ص ۲ بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

اس لیے الفقیر ابو احمد اویسی نے فیضانِ الفرید شرح دیوانِ بابا فرید پہ کام شروع کیا اللہ تعالیٰ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب محمد ارشد عطاری قادری مدظلہ العالی نے حکم فرمایا کہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ پہ بھی خلاصہ کی شکل میں مضمون شامل کیا جائے۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ مبارک ملاحظہ فرمایئے تفصیلات کے لیے ہماری تالیف کردہ تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے حیات الفرید ایک نہایت مفید کتاب ہے۔ اس میں (1) بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کا تذکرہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ وسلم تک بڑے بہترین انداز میں بیان کیا گیا۔ (2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول[1] پہ بہترین مضمون ہے کم از کم تیس حوالہ جات ہیں۔ (3) حیات الفرید میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے گنج شکر ہونے کے متعلق متعدد روایات بیان کی گئی ہیں۔ (4) بابا صاحب کی کرامات، آپ کے ملفوظات اور تقریباً ساٹھ شلوک معہ ترجمہ پیش کیئے گئے ہیں۔ (5) عام کتب سے ہٹ کر اس کتاب

---

[1] مزید حوالہ جات کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی زیر ترتیب تصنیف میلاد حبیب کبریاؐ اور ۱۲ ربیع الاوّل ولادت حبیب کبریاؐ میں ملاحظہ فرمایئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید نعرہ چشتیہ کے متعلق ایک بہترین مضمون چھ صفحات پہ مبنی درج کیا گیا۔ انشاءاللہ اس تصنیف کی بے شمار خوبیاں پڑھنے سے معلوم ہوں گی۔

سلسلہ نسب:

قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرخ شاہ کابلی کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔

(1) قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ (2) بن شیخ سلیمان۔ (3) بن شیخ شعیب۔ (4) بن شیخ محمد احمد۔ (5) بن شیخ یوسف۔ (6) بن شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی (7) بن شیخ نصیر فخر الدین محمود۔ (8) بن شیخ سلیمان۔ (9) بن شیخ مسعود۔ (10) بن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر۔ (11) بن واعظ الاکبر ابوالفتح۔ (12) بن شیخ اسحاق۔ (13) بن شیخ ابراہیم۔ (14) ابن شیخ ادھم۔ (15) ابن شیخ سلیمان۔ (16) ابن شیخ منصور۔ (17) بن شیخ ناصر۔ (18) بن شیخ عبداللہ۔ (19) بن امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب

آباؤ اجداد کی برصغیر میں آمد مبارکہ:

آپ فرخ شاہ بادشاہ کابل کے خاندان سے تھے اس زمانہ میں سلطنت فرخ شاہ کے ہاتھ مبارک میں تھی کابل کی سلطنت سے پہلے تھی جب حوادثات روزگار سے خلل پذیر ہوئے۔ شاہ غزنی کے قبضہ میں آئے فرخ شاہ کی اولاد بھی دیار کابل میں اپنے املاک اور اسباب میں مشغول رہی یہاں تک کہ چنگیز خاں نے خروج کیا اور ملک ایران کو تہ تیغ لایا اور خوب لوٹ مچائی پھر غزنی کو خراب کیا۔ آپ کے جدامجد شیخ الشیوخ عالم حضرت قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہ تین صاحبزادوں کے ہمراہ اور مال واسباب لے کر لاہور پہنچے۔ (حیات الفرید ص ۸۸)

پھر قاضی شعیب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان نقل مکانی کرتے ہوئے لاہور سے قصور پہنچے تو یہاں قیام فرمایا۔ قصور کا قاضی عدل وانصاف اور مروت میں بڑا مشہور تھا۔ قاضی صاحب نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی عظمت وفضیلت کے تذکرے سنے ہوئے تھے اس لیے اس خاندان کی تشریف آوری کو اپنی خوش نصیبی سمجھ کر خوب تعظیم وتکریم کی۔ اس خاندان کے متعلق قاضی قصور نے سلطان شہاب الدین غوری کو خط لکھا سلطان شہاب الدین غوری نے جواباً دو خط لکھے ان میں سے ایک میں لکھا کہ یہ خاندان خوددار ہے یہ صاحب کردار بھی ہیں اور صاحب کمال بھی اس لیے تم خود ہی شیخ شعیب کو ایسے عہدہ ومنصب کی پیش کش کرو جو ان کے شایانِ شان ہو۔ اس طرح شیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کو کھتوال کا قاضی بنا دیا گیا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی کامل:

آپ کی ولادت باسعادت سے کئی سال پہلے ہی مشائخ عظام نے یہ پیشینگوئی کر دی تھی کہ ہندوستان میں ایک شیخ کامل پیدا ہوگا گنج شکر کے نام سے موسوم ہوگا ہزاروں لوگ فیض حاصل کر کے خدا تک پہنچیں گے آپ کے اکثر مرید قطب وقت ہوں گے۔

حکایت:

آپ ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں ہی تھے ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی آپ کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمسائے کے گھر میں بیری کا درخت تھا اور بیر لگے ہوئے تھے آپ کی والدہ نے چند بیر مالک کی اجازت کے بغیر توڑ کر کھانے چاہے تو پیٹ میں بچہ انتہائی بیزار ہوا یہاں تک کہ آپ کی والدہ بیر نہ کھا سکیں۔ اور بیر اسی بے قراری میں نیچے گر گئے۔ جب آپ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہا کرتی تھیں کہ بیٹا تمہاری وجہ سے دورانِ حمل مجھے اللہ تعالیٰ نے مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب کئی بار آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ بات کہی تو ایک دن بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اماں جان اس قدر آپ میری احسان مند نہ ہوں کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا یہ سن کر آپ حیران ہوئیں اور آئندہ کچھ نہ کہا۔

پیدائش مبارکہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ کے سن ولادت کے متعلق تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ کی ولادت کے متعلق 595ھ۔ 584ھ۔582ھ۔571ھ۔575ھ۔565ھ۔569ھ۔548ھ۔یہ سن بیان کیئے جاتے ہیں۔

ان میں سے زیادہ قرین قیاس بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت 571ھ یا 569ھ ہے کیونکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات اکثریت کے نزدیک 664ھ ہے اگر آپ کے سن وصال کے اکثریت کے قول کو لیا جائے تو پھر آپ کی عمر مبارک دیکھی جائے گی کہ آپ کی عمر مبارک کل کتنی ہے اس سلسلے میں آپ کی عمر مبارک 95 سال اور 93 سال ملتی ہے۔

صاحب سیر الاولیاء نے آپ کی عمر مبارک 95 سال لکھی ہے جبکہ فوائد الفوائد میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے آپ کی عمر مبارک 93 سال بیان کی ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک دوسرے قول کی نسبت زیادہ معتبر ہے اور زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جتنا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عمر مبارک کے متعلق جانتے ہیں اس کے مد مقابل اتنا امیر خورد رحمۃ اللہ علیہ نہیں جان سکتے اس لیے واضح ہوا کہ آپ کا سن ولادت 571ھ ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

فائدہ: اسی طرح مقام پیدائش کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف حیات الفرید کا مطالعہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

آپ کی ولادت مبارکہ کھتوال میں ہوئی جسے آج کل چاولی مشائخ کہا جاتا ہے جسے بعض علاقوں میں حاجی شیر بھی کہا جاتا ہے۔

چاولی مشائخ بورے والا سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف واقع ہے چاولی مشائخ آج کل ضلع وہاڑی میں ہے۔

ابدال کی پیشن گوئی:

ایک دفعہ انتیس شعبان کو آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لوگوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آج بادل ہے آپ فرمائیں تو کل روزہ رکھ لیا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل شک کا دن ہے۔ (یعنی معلوم نہیں کہ کل تیس کا دن ہو یا یکم رمضان) اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد لوگ ایک ابدال کے پاس حاضر ہوئے وہ وہیں رہتا تھا۔ یہی مسئلہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو کہ قطب وقت ہوگا۔ اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پیئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیے اگر وہ بچہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو روزہ نہ رکھنا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی شب بچہ پیدا ہوا۔ دوسرے دن اس نے دودھ نہ پیا۔ اور روزہ رکھا انہیں دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے۔ (حیات الفرید ص ۹۹)

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی:

آپ کا نام مسعود رکھا گیا۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تقریب میں اپنا نام انہیں عطا فرمایا۔ اسی طرح شکر گنج کا خطاب آپ کو اپنے مرشد کریم سے ملا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ خطاب آپ کو عالم غیب سے عطا ہوا۔ اس سلسلے میں کافی واقعات مشہور ہیں کہ آپ کو گنج شکر کیوں کہا جاتا ہے۔ جیسے آپ کا ایک لقب گنج شکر ہے اسی طرح آپ کے ایک سو ایک القاب و اسماء اور بھی ہیں۔ جن کا ورد حاجت روائی میں بے حد مؤثر ہے اور بارہا اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔

فائدہ: گنج شکر آپ کو کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کے متعلق تفصیلات اور آپ کے اور القاب اور ان کے فوائد وغیرہ حیات الفرید میں پڑھیئے۔

تعلیم:

آپ کے والد گرامی کا وصال آپ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اسی لئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام ذمہ داری آپ کی والدہ حضرت بی بی قرسم خاتون پر عائد ہو گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چار سال کی عمر میں اپنے قصبہ کتھوال میں ہی آپ کو قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم دلوانا شروع کر دی۔ آپ کے سوانح نگار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صرف و نحو اور فقہ کی ابتدائی کتب پڑھیں۔

جب آپ کی عمر مبارکہ پندرہ سال ہوئی تو آپ ملتان تشریف لے گئے۔ ملتان میں حضرت مولانا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی۔ اور علوم دینیہ حاصل کیئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے وہاں پانچ سال میں تفسیر و حدیث، فقہ صرف و نحو، منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مرشد کریم سے پہلی ملاقات:

جب آپ کی عمر اٹھارہ سال ہو گئی، تو ایک دن کا ذکر ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے ہے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ مطالعہ فرماتے تو آپ کو گرد و پیش کی کوئی خبر نہ رہتی۔ مگر اس دن مطالعہ میں انہماک پیدا نہیں ہو رہا تھا۔ اچانک ایک بہترین خوشبو نے آپ کو چونکا دیا۔ بابا صاحب نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک روشن چہرہ بزرگ وضو خانے کی طرف جا رہے تھے آپ انہیں دیکھتے ہی رہ گئے۔

وہ بزرگ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ملتان تشریف لائے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا پھر نماز ادا کی۔ اور پھر اسی گوشے کی طرف تشریف لائے جہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹھے رہو فرزند خواجہ صاحب نے پوچھا: کون سی کتاب پڑھ رہے ہو؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باباصاحب نے عرض کیا: نافع کا مطالعہ کررہا ہوں (نافع فقہ حنفی کی بہترین کتاب ہے)

خواجہ صاحب نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: انشاءاللہ یہ کتاب تمہیں بہت نفع دے گی۔

باباصاحب نے عرض کیا: میرا نفع تو حضرت کی نگاہِ کیمیا اثر میں پوشیدہ ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ میں کون ہوں؟ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا بے شک میں آپ کی ذات گرامی سے واقف نہیں مگر میرا دل کہتا ہے کہ آپ کے قدموں سے اٹھنے والا غبار ہی میری منزل ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا: میں شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا مہمان ہوں اور ان ہی کی خانقاہ میں ٹھہرا ہوا اگر تمہیں فرصت ہو تو تم بھی وہاں آجانا۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بابا فرید کو دعاؤں سے سرفراز کرتے ہوئے اپنے خدمتگاروں کے ہمراہ حضرت شیخ بہاؤالدین کی خانقاہ شریف کی طرف تشریف لے گئے۔

رات گذری پھر نماز فجر ادا کرکے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صاحب کی ملاقات کے لیے حضرت خواجہ بہاؤالدین کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ وہاں مشتاقانِ دید کا ایک ہجوم تھا آپ نے خانقاہ کے ایک خادم سے کہا ''میں بھی حضرت قطب (رحمۃ اللہ علیہ) کی قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں؟''

خادم نے جواب دیا: شیخ کو اتنی فرصت کہاں؟ راستے میں کھڑے ہو جاؤ صاحبزادے! شیخ گزریں گے تو دیدار کر لینا۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اصرار کیا تو خادم نے جھنجھلا کر کہا ''شیخ سے کیا عرض کروں؟''

باباصاحب نے کہا: بس اتنا عرض کر دینا کہ طالب علم فرید حاضر ہوا ہے۔ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے نام سنتے ہی فرمایا: اسے جلدی بھیجو ہم اسی کا انتظار کر رہے ہیں۔''

خادم نے واپس آکر کہا: جاؤ شیخ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

جب آپ وہاں پہنچے تو خواجہ صاحب نے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

''شیخ یہ فرید ہے میرا فرید''

خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرمایا ''ماشاءاللہ، ماشاءاللہ'' خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آٹھ دن تک ملتان میں مقیم رہے باباصاحب بھی وہیں رہے۔ ایک دن خلوت حاصل ہوئی تو عرض کیا ''یہ غلام شاہ کے دامن لطف وعنایت سے مستقل وابستگی چاہتا ہے خواجہ صاحب نے فرمایا: انشاءاللہ تمہیں یہ وابستگی بھی حاصل ہو جائے گی۔''

پھر جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی جانے لگے باباصاحب تین منزل تک ساتھ رہے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا:

''بابا! اب تم واپس جاؤ اور کچھ دن تک علم ظاہری حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ملاقات کرو۔ کہ کون کس مقام پر کیا کر رہا ہے پھر دہلی آنا میں آپ کا انتظار کروں گا۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ غمناک آنکھوں سے واپس ہوئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی طور پر بیعت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا اور باقاعدہ رسمِ بیعت کئی سال بعد دہلی میں ادا کی گئی تھی۔

بابا کہلانے کا سبب:

ملتان سے رخصت ہوتے وقت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ کو بابا کہہ کر پکارا۔ غور فرمایئے اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً 18 سال تھی۔ اٹھارہ برس کے نوجوان کو کوئی بھی بابا نہیں کہتا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بابا کہنا علم معرفت کے رازوں میں سے ایک راز تھا۔ جس کا اظہار خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ نگاہِ ولایت کا کرشمہ ہے کہ جو آپ نے بیان فرمایا یہ ولی کامل کی کرامت تھی کہ جس کا اظہار خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے ہوا کہ آپ نے نوجوانی میں ہی مستقبل کے علوم سے واقفیت حاصل کر کے علوم غیب میں سے یہ علم غیب کا اظہار فرمایا۔"

عبادت وریاضت کا شوق:

آپ کچھ عرصہ ملتان شریف رہے ملتان شریف میں تحصیل علم میں مشغول رہے۔ آپ کو عبادت وریاضت کا شوق بچپن ہی سے پیدا ہو گیا تھا۔

حکایت:

بچپن میں آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو نماز پڑھنے کے لیے جس مصلیٰ پر نماز پڑھنے کو کہا کرتی تھیں۔ نماز سے قبل ہی شکر کی ایک پڑیا رکھ دیا کرتی تھیں نماز پڑھنے کے بعد آپ اٹھا لیا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن آپ مصلیٰ کے نیچے شکر رکھنا بھول گئیں۔ بابا صاحب نے نماز پڑھی مصلیٰ اٹھا کر دیکھا تو اس دن مصلیٰ کے نیچے شکر کا خزانہ موجود تھا۔ آپ نے جتنی چاہی شکر اٹھالی۔ اس کا تذکرہ اپنی والدہ ماجدہ سے کیا۔ (حیات الفرید)

عبادت و ریاضت:

آپ اسباق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد عبادت وریاضت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے دنیوی علائق سے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کی گوشہ نشینی اور عبادت وریاضت کی شہرت زمانہ طالب علمی میں ہی ہر طرف پھیل گئی۔

سفر بغداد:

ملتان سے علوم حاصل کرنے کے بعد آپ بغداد شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں کئی بزرگوں کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آپ ملتان سے قندھار تشریف لے گئے وہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد بغداد شریف پہنچے ان دنوں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، سیف الدین باخزری سعدی حموی بہاؤ الدین، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، شیخ اوح الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ جیسے اولیاء اللہ کی مجالس میں رہے پھر کچھ عرصہ بعد آپ دہلی چلے گئے۔ مرشد کریم حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے مرشد کریم نے آپ کو فرمایا "مولانا فرید کار خود تمام کردہ بودی آنگاہ من آمدی یعنی مولانا فرید اپنا کام پورا کرنے کے بعد میرے پاس آئے ہو۔ (۵۸۴ھ) میں حاضر ہو کر مرشد کریم سے باقاعدہ طور پر بیعت کی۔

شجرہ طریقت:

1۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔ (پاکستان)
2۔ حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔ (دہلی ہندوستان)
3۔ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف (ہندوستان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

4۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مکۃ المکرمہ شریف۔(سعودی عرب)
5۔ حضرت خواجہ شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ زندنہ یا شہر زندان قنوج۔
6۔ حضرت خواجہ محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف نزد ہرات دریا کے کنارے۔
7۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف نزد ہرات دریا کے کنارے۔
8۔ حضرت ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشت شریف۔
9۔ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی چشت شریف۔
10۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ چشتیہ چشت شریف چشتیہ عکہ (شام)
11۔ حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ مدفن دینور۔
12۔ حضرت خواجہ امین الدین ابی ھبیر ۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ بیرہ جنگل بصرہ۔
13۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ۔(بصرہ)
14۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت لوط علیہ السلام کے مزار کے قریب۔(شام)
15۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب مکۃ المکرمہ۔
16۔ حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔(بصرہ)
17۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔(بصرہ)
18۔ حضرت امیر لمؤمنین شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔نجف اشرف۔
19۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ المنورہ۔(سعودی عرب)

شرف بیعت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں خواجہ قطب الاسلام کے شرف بیعت سے سرفراز ہوا تو آپ نے کلاہ چارتر کی دعا گو کے سر پر رکھی اور بڑی شفقت فرمائی۔اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علی کرمانی، سید نور الدین مبارک، شیخ نظام الدین ابو المؤید، مولانا شمس ترک شیخ محمود موئنہ اور دیگر عزیز حاضر تھے۔

مختصر یہ کہ حضرت گنج شکر نے مرید ہونے کے بعد غربی دروازے کے برج کے نیچے حجرہ بنایا اور حق کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

چلہ معکوس:

جب حضرت شیخ قطب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہوئی تو آپ نے اُچ شریف (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور) کی مسجد حاج پہنچے۔اور وہاں چلہ کیا۔

طے کا روزہ:

منقول ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ مجاہدہ اختیار کریں۔آپ نے مرشد کریم سے مدعا عرض کیا تو مرشد کریم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا کہ "طے کے روزے رکھا) کرو۔ آپ نے تین دن تک کچھ نہ کھایا پیا تیسرے دن ایک شخص چند روٹیاں لایا۔ آپ نے سمجھا کہ یہ غیب سے آئی ہیں۔ آپ نے روزہ افطار کیا تو پھر دیکھا کہ ایک کوا درخت پر بیٹھا مردار کی آنتوں کے ٹکڑے کر رہا ہے! اسے دیکھتے ہی جی متلایا جو کچھ کھایا تھا وہ قے کے راستے باہر نکل گیا۔ آپ کا معدہ اس کھانے سے خالی ہو گیا۔ آپ نے یہ واقعہ مرشد کریم کے سامنے عرض کیا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسعود! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے تین دن کے بعد جو افطار کیا تھا وہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی کہ تمہارے معدے نے وہ کھانا قبول نہ کیا۔ جاؤ اور پھر "طے" کا روزہ رکھو۔ تین دن بعد جو کچھ تمہیں غیب سے ملے اس سے افطار کرنا۔ آپ نے پھر تین دن کا "طے" کیا یعنی تین دن کا روزہ رکھا اب چھ دن گزر گئے ضعف بڑھ گیا۔

بھوک کی حرارت سے نفس جلنے لگا۔ آپ نے ہاتھ مبارک زمین کی طرف بڑھایا اور زمین سے چند سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈال لیئے وہ شکر بن گئے۔ جب یہ کرامت دیکھی تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ شیطان کا مکر نہ ہو۔ آپ نے وہ سنگریزے تھوک دیئے۔ پھر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے۔ آدھی رات گزری تھی کہ ضعف غالب آتا محسوس ہوا پھر سنگریزے زمین سے اٹھا کر منہ میں ڈالے تو وہ بھی شکر بن گئے۔ وہ بھی تھوک دیئے۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ شیخ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ غیب سے جو کچھ حاصل ہو اس سے افطار کرنا یہی طیب ہوگا۔ صبح مرشد کریم کے پاس حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو مرشد کریم نے فرمایا جو کچھ غیب سے روزی میسر آئی وہ طیب ہے جاؤ تم ہمیشہ شکر کی طرح شیریں رہو گے۔

دادا مرشد کی زیارت:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دوسری مرتبہ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے تو حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے فارغ ہو کر پوچھا "بختیار! مسعود کہاں ہے؟" آپ نے عرض کیا: حضور وہ چلے میں بیٹھا ہے۔ حضرت خواجہ خواجگان نے قطب العالم سے فرمایا چلو! مسعود کے پاس چلیں۔

جب دونوں بزرگ چلہ خانہ میں داخل ہوئے تو بابا صاحب نے آہٹ پا کر آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے پیر و مرشد کو کھڑے پایا۔ تعظیماً کھڑا ہونا چاہا مگر نقاہت کے باعث کھڑا نہ ہو سکے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے سر تعظیماً زمین پہ رکھ دیا۔ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بختیار! اس جوان کو کب تک مجاہدہ کی آگ میں جلاؤ گے اب اسے سچی بخشش دو اور اصل کام بتا دو۔

حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ آپ کی موجودگی میں بندہ کی کیا مجال

آپ نے فرمایا: یہ تمہارا مرید ہے۔ اس کا کشود کار تم پر موقوف ہے۔ پھر از راہِ نوازش فرمایا کہ آؤ ہم دونوں اس کو کچھ دیں۔ خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں طرف کھڑے ہوئے اور خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ کو بائیں طرف کھڑا کیا دونوں بزرگوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی توجہ باطنی سے مالا مال فرمایا اور اسم اعظم کی تعلیم دی۔

ہاتفِ غیبی سے ندا آئی کہ فرید را برگزیدم یعنی ہم نے فرید کو برگزیدہ کیا۔

اس بخشش کے بعد حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خلعت خاص عطا فرمائی خواجہ قطب نے بھی خصوصی عطاؤں سے نوازا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: فرید ایک شیخ کی مانند ہے لہٰذا اس سے ایک جہان روشن ہوگا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خواجہ قطب الا قطاب کی دعا:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں ہانسی چلے جانے کی نیت سے شیخ قطب الدین قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی آنکھیں تر ہو گئیں اور فرمایا "مولانا فرید الدین! میں جانتا ہوں کہ تم جانا چاہتے ہو۔

میں نے عرض کیا: جو حکم ہوگا اس کی تعمیل کروں گا۔

فرمایا: جاؤ! مقدر یہ ہے کہ ہمارے سفرِ آخرت کے وقت تم ہمارے پاس نہ ہو گے پھر حاضرین سے فرمایا فقیر کی نعمت دین و دنیا اور فقر کے اضافے کے لیے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھیں۔ یہ سورتیں سب نے پڑھیں پھر آپ نے مجھے مصلیٰ خاص اور عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری امانتیں یعنی سجادہ، خرقہ اور نعلین قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا۔ وہ پانچویں دن کے بعد تجھے پہنچا دیں گے۔ اسے ملحوظ رکھو کہ ہمارا مقام تمہارا مقام ہے یہ بات جب آپ نے کی تو تمام اہل مجلس نے نعرہ مارا اور سب نے مل کر دعا کی۔

حصول خلافت:

خواجہ قطب العالم نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نوازا۔ خلافت کی سند لکھ کر عطا فرمائی۔ آپ پھر بھی مرشد کریم کی خدمت کرتے رہے۔ ایک دن مرشد کریم نے آپ کو فرمایا: فرید! آپ اسلام کی تبلیغ و اطاعت کی خدمت سرانجام دیں۔ تم میرے وصال کے وقت میرے پاس نہ ہو گے البتہ میرے وصال کی خبر سنتے ہی دہلی آجانا۔

ہانسی میں قیام:

جب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ قطب الا قطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے تو لوگوں کا ہجوم ہوا۔ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے دہلی سے نکل کر ہانسی چلے گئے۔ وہاں ظاہری و باطنی مجاہدوں اور ریاضتوں میں مشغول ہو گئے یہاں اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی آپ کے حالات سے باخبر ہو۔ یہاں تک کہ ایک دن مولانا نور ترک اور (بعض) دوسرے علماء نے آپ کو تعصب کے طور پر ناصبی اور مرجئ کہا حالانکہ آپ ان دونوں فرقوں سے پاک تھے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

مرشد کا وصال:

شیخ الاسلام حضرت قطب الا قطاب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہانسی میں تھے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خرقہ مبارک اور نعلین چوبیں مجھے عطا فرمائیں۔ حضرت خواجہ قطب الا قطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا یہ خرقہ اور نعلین چوبیں فرید الدین مسعود کو دے دینا اور وہ میرا خلیفہ اور جانشین ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امانت دل و جان سے قبول کر لی۔ 14 ربیع الاول 633ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ اسی رات ہانسی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہو گیا آپ صبح سویرے اٹھے اور دہلی کی طرف روانگی اختیار کی۔ آپ وصال کے چار دن بعد دہلی پہنچے۔ مرشد کریم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے پھر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امانت لے کر آپ کے سپرد کر دی۔ آپ نے اس سرمایہ دارین کو بڑی عقیدت و احترام کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ حاصل کیا خرقہ مبارک پہن کر مسند پر بیٹھ گئے یہ دیکھ کر ایک جہان آپ کے گرد جمع ہو گیا۔

سرھنگان کی عقیدت و محبت:

ابھی یہاں تین دن ہی گذرے تھے کہ ہانسی سے سرہنگا نامی شخص آیا اقتباس الانوار میں اس کا نام سرہنگان لکھا ہوا ہے جبکہ سیر الاولیاء میں سرہنگا لکھا ہوا ہے۔ بہر حال سرہنگان بابا صاحب سے ملنے دہلی آیا۔ دربان نے اسے بابا صاحب سے ملنے نہ دیا۔ تین دن تک سرہنگان کی آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جمعۃ المبارک کے دن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے تو سرہنگان روتے ہوئے آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور عرض کیا تین دن ہو گئے ہیں یہاں پڑا ہوا ہوں۔ ملاقات نہ ہو سکی یہ سن کر آپ نے فرمایا میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ حاضرین نے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے یہ مقام آپ کو عطا فرمایا ہے۔ یہ قطعاً مناسب نہیں کہ آپ کہیں دوسرے مقام پر چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا جو نعمت حضرت نے مجھے عطا فرمائی ہے خواہ شہر ہو یا بیابان وہ ہمیشہ میرے پاس ہے یہ کہہ کر آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے گئے۔ آپ کو ہانسی میں گوشہ خلوت حاصل تھا اس لیئے یہاں کافی عرصہ رہے۔

کھتوال میں تشریف آوری:

ہانسی میں جب خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو آپ کتھوال (کوٹھے وال) پہنچے جہاں آپ کے آباؤ اجداد رہتے تھے وہاں آپ کچھ عرصہ رہے۔ یہاں بھی ملتان قریب تھا یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہونے لگا۔ آپ دنیوی شہرت پسند نہیں کرتے تھے۔

اجودھن (پاکپتن شریف) میں قیام:

اس لیئے آپ لاہور جانا چاہتے تھے مگر مغلوں نے لاہور کو تاخت و تاراج کر ڈالا اس لیے آپ لاہور جانے کی بجائے اجودھن (پاکپتن شریف) سکونت اختیار کر لی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً انہتر یا ستر سال کی عمر میں اجودھن تشریف لائے۔ تقریباً 24 سال یہاں گزارے آخر عمر تک آپ نے بقیہ زندگی یہیں گزاری۔ یہاں ایک جوگی رہتا تھا وہ غریبوں پر بہت ظلم ڈھاتا جو ذرا بھی سرتابی کرتا تو اس پہ بلا نازل کرتا اور اسے تباہ و برباد کر دیتا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شکست دی جس سے وہ یہاں سے چلا گیا اس طرح اس جگہ سے کفر و ضلالت اور ظلم کے وجود کا خاتمہ ہوا۔

یہاں کے جادوگروں اور قاضی مشہد نے آپ کو بہت تنگ کیا مگر اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی کے مصداق ولئ کامل کے انوار سے قلوب روشن ہوتے گئے اسلام پھیلتا گیا۔

آپ کی ازواج و اولاد:

(1) آپ کی زوجہ محترمہ شہزادی ہزیرہ بانو۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ آپ غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی تھیں۔
(2) بی بی مجیب النساء۔ (3) ام کلثوم۔

بعض کے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے چار عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ان میں سے تین کے نام تو ملتے ہیں مگر چوتھی کا نام تاریخ میں نہیں ملتا۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ (1) حضرت خواجہ نصیر الدین (2) حضرت خواجہ شہاب الدین گنج علم (3) حضرت خواجہ عبد اللہ (4) حضرت خواجہ سلیمان۔ (5) حضرت خواجہ نظام الدین۔ (5) حضرت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

صاحبزادیاں تین ہیں۔(1) حضرت بی بی مستورہ۔(2) حضرت بی بی شریفہ۔(3) حضرت بی بی فاطمہ رحمہم اللہ اجمعین۔

کرامت:

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یوسف ہانسوی دیرینہ دوست تھے ایک دفعہ جب وہ سفر سے واپس آئے۔ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس سفر میں تم نے کس کس بزرگ کی زیارت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں بزرگ اس طرح مشغول ہے اور فلاں اس طرح مجاہدات کر رہا ہے یہ سن کر آپ کے دل میں رغبت پیدا ہوئی کہ انہیں دیکھنا چاہیے آپ وضو کرنے کے لیے اٹھے لیکن جلد ہی واپس تشریف لے آئے۔ یوسف نے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو بعض مشائخ کی تعریف کی تھی میرے دل میں ان کے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے جا کر سب کو دیکھا ہے۔ سب نے دکانداری کر رکھی ہے اور روزی کی خاطر پیر بنے ہوئے ہیں۔ (حیات الفرید ص ۱۸۳۔ مراۃ الاسرار ص ۷۶۷۔ سیر الاولیاء ص ۱۷۸)

آپ کی کرامات بے شمار ہیں: مزید کرامات ہماری تصنیف ''حیات الفرید'' اور زیر ترتیب تصنیف ''تجلیات الفرید'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

ملفوظات گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

★ غفلت اور گفتگو میں مشغول نہیں ہونا چاہیے تا کہ قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔

★ کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔

★ جس مذہب میں ہم ہیں وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے یہ مذہب بالکل درست ہے۔ اس میں خطاؤں کا احتمال تک نہیں۔

★ جس دل میں علماء اور مشائخ عظام کی محبت ہو ان کی محبت کا ایک ذرہ گناہوں کے ڈھیر کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔

★ علمائے[1] کرام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور مشائخ عظام حق تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔

★ عقل سب سے زیادہ شریف چیز ہے کہ اگر عقل نہ ہوتی تو پھر حق تعالیٰ کی معرفت کا علم بھی نہ ہوتا۔

★ میزبان کے لیے واجب ہے کہ میزبان خود مہمان کے ہاتھ دھلائے۔

★ جو شخص میرے پاس آئے وہ دولت مند ہو یا غریب اسے محروم نہ رکھنا۔

---

[1] اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو یہود و ہنود اور دیگر غیر مسلموں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات ادا کرتے ہوئے علمائے کرام اور مشائخ عظام کے متعلق زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ جاہلانہ قول کہ بگھیاڑ نے چودھویں صدی کے مولویوں کے متعلق کہا تھا کہ اگر میں نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہو تو چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں معاذ اللہ۔ اس قول کی کوئی حقیقت نہیں یہ ایک من گھڑت جاہلانہ قول ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے اس قول کی حقیقت سے مزید آشنائی کے لیے فقیر ابو احمد اویسی کی زیر ترتیب کتاب ''تجلیات الفرید'' کا مطالعہ کیجئے۔ یہاں صرف یہ سمجھ لیجئے کہ یہ جاہلانہ قول من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ تاریخی نقطہ نظر سے بھی دیکھیے کہ عرصہ دراز کئی چودہ صدیوں کے بعد مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی عرصہ بعد ہجرت ہوئی اور پھر اس سے آگے کی صدیاں مراد لینا چہ معنی دارد حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (ابو احمد غلام حسن اویسی)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ جو شخص بزرگان دین کے ہاتھ مبارک کو تعظیم کے طور پر چومتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہے۔

★ جو پیر اہل سنت و جماعت کے طریق پہ نہیں اور اس کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات حدیث اور قرآن مجید کے مطابق نہیں وہ اس راہ (پیری و مریدی) میں ڈاکو ہیں۔

فائدہ: اس سے ان جاہل قسم کے نام نہاد پیر کہلانے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو قران و سنت کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔

(تلك عشرة كامله)

فائدہ: کرامات اور ملفوظات کے سلسلہ میں ہماری تصانیف حیات الفرید اور تجلیات الفرید (زیر ترتیب) کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

وصال:

4 محرم الحرام 664ھ کا دن حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سخت تکالیف میں گزارا مگر اسی شدت کے باوجود آپ نے سب نمازیں باجماعت ادا کیں۔ اپنے اوراد و نوافل بھی پورے کیئے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے تو عرض کیا گیا جی ہاں۔ فرمایا ایک دفعہ اور پڑھ لوں۔ اس طرح تین مرتبہ ادا کی۔ عشاء کی نماز بمعہ وتر ادا کی۔ پھر ایک دوگانہ اور ادا کیا اور سجدہ ہی میں ایک مرتبہ بلند آواز سے یا حی یا قیوم کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا مزار مبارک پاکپتن شریف میں ہے۔
بہشتی دروازہ 6 محرم تا 10 محرم کی راتوں میں کھولا جاتا ہے۔

نعرہ فریدیہ:

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید۔ چشتیہ سلسلہ میں یہ کلمات بڑے ذوق و شوق اور محبت سے والہانہ انداز میں بولے جاتے ہیں خصوصاً جب بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ بیان کیا جائے یا خواجہ گنج شکر کی کرامات سنی یا بیان کی جائیں بہشتی دروازہ گزرتے وقت اپنے جذبات محبت کا اظہار اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید کہہ کر کیا جاتا ہے۔

زبان سے گندے کلمات ادا کریں تو ان کی تاثیر بھی مسلم ہے مثلاً کسی کو گالی دی جائے تو مدمقابل فوراً غصہ میں آکر مرنے مارنے پہ تل جاتا ہے۔ خوشی والی بات سن کر آدمی کے جسم میں خوشی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ غمگین اور افسوسناک خبر سن کر جسم پہ افسوس اور غمگینی کے جذبات طاری ہو جاتے ہیں۔ قرآن پاک سن کر بعض اوقات بندے کے جذبات میں رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام اور بزرگان دین کے بے شمار واقعات پیش کیئے جا سکتے ہیں۔

نعرۂ چشتیہ کی ابتداء:

جب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ آپ کے وصال کے بعد اجودھن (پاکپتن شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تشریف لائے تو آپ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک بنانا چاہا تو غیب سے یہ آواز آئی کہ روضہ شریف کی بنیاد اور حرمت ایسی پاک اینٹوں سے کی جائے جن پر قرآن پاک ختم کیئے گئے ہوں۔ یہ سن کر سلطان المشائخ نے سینکڑوں حفاظ بلوائے اور اینٹوں پر قرآن پاک ختم کیئے گئے پھر ان اینٹوں سے روضہ مبارک تیار کیا گیا۔ جب کام مکمل ہو گیا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی دوبارہ تدفین کے دوران ارواح پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کبار و امامین و پیران شجرہ شریف ظاہر ہوئیں۔ اور جو مشرقی دروازہ (نوری دروازہ) سے باہر تشریف لائیں اور روضہ شریف سے متصل جو چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے جس کا نام ''قدم رسول'' ہے یہاں سب روحیں کھڑی ہو گئیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ۔

''اے نظام الدین با آواز بلند بشارت دو کہ جو بھی اسی بہشتی دروازہ سے گزر جائے گا امان پائے گا۔''

خواجہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! از راہ کرم دیدار سے لوگوں کو مشرف فرما دیں۔ حضور نے آپ کی یہ گزارش قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

''جو کوئی اس وقت آئے بلاشبہ اپنی چشم ظاہر سے مجھے دیکھ لے۔''

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اسی حال میں آپ نے دستک دے کر با آواز بلند اللہ محمد چار یار حاجی قطب فرید، فرید، فرید کہتے ہوئے بہشتی دروازہ میں داخل ہو کر مشرقی دروازہ سے باہر آئے۔

فائدہ: یہ روایت اور اس جیسی دیگر روایات الفقیر ابو احمد اویسی کی تصنیف کردہ کتاب حیات الفرید میں اس موضوع پہ بہترین مقالہ درج کیا گیا ہے علاوہ ازیں تاریخ پاکپتن، انوار الفرید، اسرار عترت فریدی، رسالہ حضرت بابا فرید گنج شکر اور بہشتی دروازہ از پیر محمد امین ساجد، رسالہ بہشتی دروازہ از پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر محمد عبدالرحمٰن چشتی مہاروی، جواہر فریدی، رسومات عرس فریدی از بشیر الدین، خزینۃ البرکات واز سید امام علی شاہ۔ بہشتی دروازہ از فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی وغیرہ میں بھی اس موضوع کے متعلق مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اسی نعرہ چشتیہ کے سلسلے میں مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اس کے عدم جواز کی تو کوئی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت ہے خوشی و مسرت کے اظہار کے وقت یا وجد کی حالت میں یا دکھ سکھ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی زبان پہ جاری ہونا صدہا برکات کا سبب ہے۔ اس کے بعد نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ سلم کا اسم گرامی ہے اسی نام کے آتے ہی ہزاروں مسائل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خود بخود ہی حل ہو جاتے ہیں پھر چار یاروں کا تذکرہ ہے وہ بھی حصول برکات کا سبب ہے آخر میں آپ کے مرشد کریم اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک ہے ان کی وجہ سے کوئی بھی ایسی شرعی قباحت پیدا نہیں ہوتی کہ اسے برا کہا جائے اس لیے اس نعرے کے سلسلے میں اعتراض کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے اور تحقیق کی جائے تو اس نعرے کے موجد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ اولیائے کرام کے سرتاج ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلنے والا نعرہ غلط یا ناجائز نہیں ہو سکتا۔ (حیات الفرید ص ۳۶۵۔۳۶۴)

فائدہ: اس نعرہ کے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے ہماری کتاب حیات الفرید اور مرتب کتاب تجلیات الفرید کا مطالعہ ملاحظہ فرمائیے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری:

قطع نظر اس کے کہ جو شلوک فریدی کے نام سے شلوک پکارے جاتے ہیں یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں یا نہیں۔اس حقیقت پہ اگر غور کیا جائے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کس علاقے میں پیدا ہوئے۔اس علاقے کی مادری زبان کونسی ہے۔اس زبان کا لب ولہجہ کیا ہے۔پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک پڑھے جائیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بابا صاحب کتھوال (ملتان کے قریب) میں پیدا ہوئے۔اس علاقے میں آج بھی زیادہ تر پنجابی اور سرائیکی زبان ملی جلی بولی جاتی ہے۔کھتوال میں آپ نے 18 سال تو مستقل گزارے پھر دوبارہ بھی کچھ عرصہ یہاں گزارا علاوہ ازیں کچھ عرصہ آپ ملتان شریف میں تدریس کے سلسلے میں بھی رہے۔پھر آپ دہلی چلے گئے۔دہلی سے ہوتے ہوئے آپ اجودھن میں تشریف لائے یہاں بھی آپ نے عرصہ دراز یعنی 18 سال یا 24 سال کا گزارا نیز زیادہ تر آپ کی شاعری اگر ہے تو اسی علاقے کے مطابق ہونی چاہیے۔اگر ہے تو پھر اسی علاقے کی زبان میں ہونی چاہیے کیونکہ شب و روز اسی علاقے کے عوام سے رابطہ رہتا ہے اس وقت اتنے علوم عام بھی نہیں تھے کہ ہر آدمی پڑھا لکھا ہو۔کوئی قلیل قلیل ہی پڑھنا لکھنا جانتا تھا۔تو بابا صاحب تکلم علاقائی زبان میں ہی کرتے ہوں گے اسی طور پر بھی واضح ہوتا ہے کہ زیادہ تر آپ کا کلام پنجابی یا ہندی میں ہونا چاہیے۔جو عام لوگوں کی زبان ہے۔

اس دور میں جس علاقے میں آپ رہتے تھے اس علاقے کی زبان کونسی تھی اس سلسلے میں ایک حکایت ملاحظہ کیجئے کافی حد تک اسی ایک ہی حکایت سے علم ہو جائے گا کہ کونسی زبان اس وقت اس علاقے میں بولی جاتی تھی۔

حکایت:

سیر الاولیاء میں جناب بابا صاحب کی زبان مبارک سے فارسی عربی کے علاوہ مقامی زبان میں کچھ ہندی کے ایسے بول ادا ہوئے ہیں جن کو قصرِ اردو کی بنیادی اینٹیں کہا جا سکتا ہے۔مثلاً جب حضرت بابا صاحب کے خلیفہ جناب مولانا جمال الدین ہانسوی کا انتقال ہوا تو ان کی بوڑھی خادمہ (جن کو حضرت بابا صاحب مادرِ مومناں فرمایا کرتے تھے) مولانا کے خورد سال صاحبزادے حضرت برہان الدین صوفی کو لے کر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ازراہِ شفقت و نوازش باپ کی خلافت بیٹے کو عطا فرمائی۔اس پر ان خادمہ نے ہندی زبان میں کہا۔

کھاجا برہان الدین بال ہے۔(سیر الاولیاء۔ص ۱۸۳)

خواجہ چھوٹا

یہ سن کر حضرت بابا صاحب نے فرمایا:

پونوں کا چاند بھی بالا ہوتا ہے۔

پہلی رات

یعنی اے خواجہ! برہان الدین چھوٹا ہے حضرت نے جواب دیا پہلی رات کا چاند چھوٹا ہی ہوتا ہے تدریجاً ترقی کرتا ہے۔

مادر مومناں بخدمت شیخ العالم عرض داشت بزبان ہندی کہ خواجہ برہان الدین بالا ہے۔(انوار الفرید ص ۴۰۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس وقت اس علاقے میں بولی جانے والی زبان پنجابی اور ہندی سے ملتی جلتی تھی اسی زبان میں آپ عام لوگوں سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: پھر یہ بات سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی ہے کہ فارسی وعربی میں شعر کہنے والا عام بول چال والی زبان میں شعر نہ کہہ سکے۔ پس واضح ہوا کہ آپ نے مقامی بولی میں بھی کلام کیا ہے ہوسکتا ہے آپ نے اشعار بھی کہے ہوں محض شلوک کا نام سنتے ہی انکار کر دینا کہ چونکہ یہ سکھوں کی زبان کا لفظ ہے لہٰذا یہ بابا صاحب کے نہیں ہو سکتے قطعاً غلط ہے۔

دوہرہ: جواہر فریدی میں یہ دوہرہ حضرت بابا صاحب سے منسوب کیا جاتا ہے۔

فرید ا دھڑ سُولی ، سر پنجرہ ، تلیاں ٹھوکن کاگ
رب اجیویں باہوری تو دھنی اساڈے بھاگ

(انوار الفرید ص ۴۰۴)

فائدہ: اس دوہرہ کو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شلوکوں سے ملا کر دیکھئے زبان بالکل ملتی جلتی ہے۔ کوئی فرق نظر نہیں آتا پس واضح ہوا کہ غالب گمان یہ ہے کہ یہ شلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ہوں گے۔

فائدہ: تفصیلات کے لیے معارف فریدیہ، بول فریدی اور ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید کا مطالعہ کیجئے۔

.....☆☆.....☆☆.....

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جِت دھاڑے دھن وری

جِتُ دِھاڑے دَھنُ وَرِیّ سَاہے لَے لِکھائے مَلَک جوگنّیں سُنیندا مُونہہ وِکھالے آئے

حل لغات:

*جِتُ: جس۔ *دِہاڑے: دن۔ *دَھن: مال و دولت، عورت جوان عورت، یہاں پر مجازاً یہی معنی ہیں اصل مراد روح ہے۔ *وری: وری (ورن سے) ماضی ہے جو کہ واحد مؤنث کے لیے بولا جاتا ہے بمعنی شادی کر دینا، بیاہ کر لے جانا۔ یعنی سگائی کی گئی۔ مراد جسم سے روح کی نسبت۔ *سَاہے: ساہ کی جمع بمعنی سانس اور ساہا کی جمع بمعنی شادی بیاہ کی مقرر کی گئی تاریخ یہاں یہی مراد ہے۔ * ملک: فرشتہ۔ * مراد حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ * جو۔ جیہڑا۔ * گنّیں: کانوں سے۔ *سُنیندا: سنا جاتا ہے سننے میں آتا ہے۔ * مونہہ: چہرہ۔ *وکھالے: دکھلاوا، چہرہ دکھلانا، چہرے سے نقاب ہٹا کر چہرہ دکھانا۔ * آئے: آ کر۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن سے روح کی نسبت جسم سے طے ہوئی اسی دن (ازل) سے ہی اس کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی شادی سے مراد موت ہے اس کی سانسیں لکھ دی گئی ہیں جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ملک الموت جو سننے میں آتا ہے وہ نقاب کشائی کے سلسلے میں آجاتا ہے۔

مثال:

گویا بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں موت سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے دلہن کی منگنی ہوتی ہے اور شادی کی تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے تو مقررہ تاریخ سے نہ دلہن، نہ دولہا اور نہ ہی دلہن اور دولہا کے عزیز و اقارب ان میں سے کوئی بھی غفلت اختیار نہیں کرتا بلکہ ہمہ وقت ہر ایک کی نظر مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پہ رہتی ہے۔ بڑے زور شور سے شادی کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے دلہا اور دلہن کے ذہن میں ہمہ وقت شادی کا موقع کو نجتا رہتا ہے کوئی لمحہ بھی اس تصور سے غافل نہیں گزرتا ہے۔ بعینہٖ انسان کو بھی ہمہ وقت موت کی یاد میں مگن رہنا چاہیے ایک لمحہ بھی موت سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ جو وقت مقررہ سے غافل ہو جائے وہ عقلمند نہیں بلکہ ایسا غافل بیوقوف ہے۔ زیاں کار ہے، نقصان اٹھانے والا ہے۔ کہ جب اچانک ملک الموت آ گیا تو پھر پچھتانا پڑے گا۔ کیونکہ اس نے موت کے لیے تیاری نہیں کی ہوگی۔ پھر کہے گا کہ مجھے چند لمحات مہلت دے دے مگر اس وقت مہلت نہ ملے گی۔ موت کا وقت آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس دن دلہن کی منگنی ہوئی یعنی جس دن روح اور جسم کی نسبت طے ہوئی اسی دن ہی تقدیر لکھ دی گئی اور موت کی تاریخ اور وقت بھی لکھ دیا گیا۔

قرآن مجید میں انسان کی پیدائش کے متعلق متعدد آیات میں وضاحت کی گئی ہے۔

1۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ العلق)

آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ ترجمہ کنزالایمان۔

2۔ ﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝ۙ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ۙ﴾ (پ۳۰ سورۃ الاعلیٰ)

جس نے بنا کر ٹھیک کیا اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی۔ (کنزالایمان)

3۔ ﴿فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ۙ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ الطارق)

تو چاہئے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا جست کرتے (اُچھلتے ہوئے) پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ سے اور سینوں کے بیچ سے۔ (کنزالایمان)

4۔ ﴿الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ۙ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝﴾

(پ۳۰ سورۃ الانفطار)

جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار کیا جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔ (کنزالایمان)

5۔ ﴿مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ عبس)

اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوہ پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا۔

6۔ ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ۙ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ۙ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ۙ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝﴾ (پ۲۹ سورۃ المرسلت آیت نمبر۲۰ تا ۲۳)

کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں محفوظ رکھا ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر (کنزالایمان)۔

7۔ ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝﴾

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔ (پ ۲۹ سورۃ الدھر)

8۔ ﴿اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ۙ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۙ۝﴾

(پ ۲۹ سورۃ القیمہ آیت ۳۸۔۳۷)

کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ (کنز الایمان)

حدیث 1:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیریں آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے لکھیں۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف)

حدیث 2:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ سچے مصدوق نبی نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے کام اس کی موت، اس کا رزق اور بد بخت یا نیک بخت ہے سب کچھ لکھ جاتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آجاتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے پھر وہاں ہی پہنچتا ہے۔ اور تم میں سے بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب القدر۔ مسلم شریف۔ بخاری شریف)

خلاصہ شرح:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ جب روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم کا واضح بیان ہے کہ جب نطفہ خون بنتا ہے تو پھر خون سے پھٹک اور پھٹک سے لوتھڑا بنتا ہے تو اس وقت ایک فرشتہ آتا ہے اس کے متعلق چار امور لکھ جاتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ جب مقررہ تاریخ آتی ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اسے واپس لے جانے کے لیے آجاتے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آمد اور جسم وروح کی مفارقت کی کیفیت انشاء اللہ کسی مناسب جگہ پر مفصل بیان کی جائے گی۔

----☆☆☆----

جند نمانی کڈھے، ہڈاں گوں گڑ کائے ساہے لکھے نہ چلنی جندو گوں سنجھائے

حل لغات:

★ جند: جان، زندگی، روح ★ نمانی: مسکین، کمزور ★ گوں: بے چاری ★ کڈھے: نکالے۔ ★ ہڈاں:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہڈیاں، ہڈیوں۔ ★ گوں: کو۔ ★ گوکائے: توڑ کر، ٹکڑے ٹکڑے کر کے، ذرہ ذرہ کر کے۔ ★ ساہے: سانس۔ ★ لکھے: لکھے ہوئے، مقررہ، تقدیر کے مقررہ فیصلے۔ ★ نہ چلنی: بس نہ چلنا، تقدیر کے لکھے ہوئے نے ٹلنا نہیں۔ ★ جندو: جان، روح۔ ★ سمجھائے: سمجھادے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام جب مسکین اور بے چاری روح کو جسم سے نکالتا ہے تو اس وقت جسم کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام ہڈیوں کو توڑ کر، کڑ کا کر روح کو جسم سے نکالتا ہے۔ تقدیر کا لکھا اٹل ہے یہ ٹل نہیں سکتا اس لیے کسی کو چاہیے کہ یہ بات کوئی بے چاری روح کو سمجھادے۔

مطلب:

موت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ موت کی کیفیت یعنی ایک غیر محسوس حقیقت کو محسوس طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ معلوم حقائق کے ذریعے نامعلوم کو بیان فرمایا ہے تاکہ موت کی حقیقت کچھ نہ کچھ سمجھی جاسکے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جب جسم سے روح نکالتے ہیں تو جسم بڑی سخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ سارا جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ انسانی جسم میں سخت ترین چیزیں ہڈیاں ہوتی ہیں۔ ان میں بھی بعض چھوٹی چھوٹی اور نرم ہڈیاں ہوتی ہیں جبکہ بعض ہڈیاں بڑی بڑی اور سخت ہوتی ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالتے ہیں تو چھوٹی اور بڑی سبھی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ آپ ہڈیوں کو توڑ توڑ کر، گوکا کر سارے جسم سے روح نکالتے ہیں۔ اس وجہ سے سارا جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ تقدیر کا لکھا اٹل ہے۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ہر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے کما قال اللہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الموت اس لیئے چاہیے کہ کوئی روح کو یہ حقیقت سمجھادے کہ موت سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ موت تو آنی ہے آئے گی کسی حالت میں نہیں ٹلنے والی ہاں البتہ موت کے آنے سے پہلے تیاری کر لے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کر لے، تاکہ موت کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے اور مرنے کے بعد انعامات ربانی حاصل ہوں۔

.....☆☆.....☆☆.....

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موت کی کیفیت

موت کی سختی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، بنی اسرائیل کی قوم کے عجیب عجیب واقعات ہیں پھر یہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ قبرستان پہنچا تو کہنے لگے کہ ہم یہاں نماز پڑھیں اور اللہ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ کسی مردے کو قبر سے اٹھائے اور وہ ہمیں موت کے بارے میں بتائے، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے انتہائی پرانی سیاہ قبر سے اپنا سر نکالا اور کہا اے لوگو تم کیا چاہتے ہو، اللہ کی قسم مجھے فوت ہوئے نوے سال بیت چکے ہیں لیکن موت کی سختی اب بھی یوں محسوس کرتا ہوں جیسے یہ ابھی ابھی آئی ہو تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اصل حالت میں لوٹا دے اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ (تنبیہ الغافلین جلد ص ۳۵۔۳۴)

موت کی سختی کی مثال:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ موت کی شدت اور اس کی تکلیف مؤمن پر اس قدر ہے جیسے تلوار سے کسی کو تین سو ضربیں لگائی جائیں۔ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو موت پر یقین ہے اور وہ جانتا ہے کہ ایک دن آکر رہے گی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ استعداد کے مطابق نیک عمل کرے اور برے برے اعمال سے اجتناب کرے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کب آئے گی حضور علیہ السلام نے صرف امت کی نصیحت کے لیے موت کی شدت اور سختیوں کو بیان فرمایا ہے تا کہ وہ اس کے لیے تیاری کریں اور دنیا کے مصائب پر صبر کریں اس لئے کہ مصائب دنیا پر صبر موت کی سختی پر صبر سے آسان ہے کیونکہ موت کی سختی عذاب آخرت سے اور عذاب آخرت عذاب دنیا سے سخت ہے۔ (تنبیہ الغافلین جلد ۔صفحہ ۳۵)

حکایت حضرت عیسیٰ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے کہ وہ حکم الٰہی سے مردوں کو زندہ کیا کرتے۔ کافروں نے کہا کہ آپ تو تازہ مرنے والوں کو زندہ کرتے ہیں ہوسکتا ہے وہ مومن نہ ہو ذرا کسی قدیم مردہ کو زندہ کر کے دکھایئے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم خود ہی کسی مردے کا انتخاب کرلو تو وہ کہنے لگے اچھا آپ سام بن نوح کو زندہ کریں آپ اس کی قبر پر آئے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے سام بن نوح کو زندہ فرما دیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ان سے کہا گیا یہ کیا؟ آپ کے زمانے میں تو بڑھاپا نہیں ہوتا تھا، سام نے کہا کہ میں نے ایک آواز سنی تو گمان کیا کہ شاید قیامت واقع ہوگئی تو قیامت کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے، سوال کیا گیا کہ آپ کی موت کو کتنا عرصہ ہوا کہنے لگے چار ہزار سال لیکن موت کی سختی کا اثر ابھی تک

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زائل نہیں ہوا۔ کہا گیا ہے کہ مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر حیات اور دنیا کی طرف واپسی پیش کی جاتی ہے تو وہ موت کی سختی کی بناء پر اسے قبول نہیں کرتا لیکن شہدا موت کی شدت نہیں پاتے تب وہ دنیا میں آنے کی تمنا کرتے ہیں تا کہ وہ جہاد میں شریک ہو کر پھر شہید کیے جائیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۲ جلد اول)

حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ موت سے متعلق کوئی بات سناؤ تو انہوں نے کہا کہ موت ایسے کانٹے دار درخت کی مثل ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کے رگ و ریشے میں اپنی جگہ پکڑ لے پھر کوئی طاقت ور انسان اس درخت کو کھینچے جس سے اس کا کچھ حصہ تو ٹوٹ جائے اور کچھ اندر ہی رہ جائے۔ (تنبیہ الغافلین اول ص ۳۹)

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا بیان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد کے سر کے پاس ملک الموت کو دیکھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے صحابی سے نرمی کرنا کیونکہ وہ مومن ہے ملک الموت نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں تو ہر مومن کے لیے نرم ہوں قسم بخدا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جب میں بنی آدم کی روح نکالتا ہوں اور اہل خانہ روتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ چیخ و پکار کیوں؟ قسم بخدا ہم نے اس پر نہ تو ظلم کیا ہے نہ اسے لے جانے میں عجلت کی ہے اور نہ ہی اس کی روح قبض کر کے ہم نے گناہ کیا ہے لہٰذا تم اس حکم الٰہی پر رضی ہو جاؤ تو اجر پاؤ گے اگر تم نے اسے خطاء سمجھا اور جزع فزع کی تو گنہگار ہو جاؤ گے اور تمہاری مرضی کا خیال رکھنا ہم پر لازم نہیں بلکہ تمہارے ذمہ ہمارا قرض باقی ہے ہم دوبارہ آئیں گے لہٰذا ڈرو۔ ڈرو تم۔ خشکی اور تری میں جہاں بھی لوگ بستے ہیں چوبیس گھنٹے ان کے چہروں کو دیکھتا ہوں۔ میں ان کے ہر چھوٹے بڑے سے واقف ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کو جانتا ہوں قسم بخدا اگر میں چاہوں کہ ایک مچھر کی روح قبض کر لوں تو حکم الٰہی کے بغیر میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص پر تعجب ہے کہ موت کے وقت جس کی عقل اور زبان صحیح ہو مگر وہ موت کی کیفیت بیان نہ کرے پھر کہا کہ جب میرے والد کی موت کا وقت آیا تو ان کی عقل اور زبان درست تھی تو میں نے کہا ابا جان آپ تو فرماتے تھے کہ موت کے وقت جس کی زبان و عقل صحیح ہو اور موت کی حالت بیان نہ کرے تو اس پر تعجب ہے، فرمایا بیٹا موت بیان سے باہر ہے پھر بھی کچھ بتا دیتا ہوں، قسم اللہ کی ایسا لگتا ہے جیسے رضوی پہاڑ میرے کندھوں پر رکھ دیا گیا ہو اور میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہو اور ببول کے کانٹے میرے پیٹ میں گھسے ہوئے ہوں جیسے زمین و آسمان کے دونوں طبق آپس میں مل چکے ہوں اور میں ان کے بیچ میں پھنس گیا ہوں، پھر فرمایا اے میرے بیٹے مجھ پر تین حالتیں آ چکی ہیں۔ (1) مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کا جنون تھا۔ اگر انہی دنوں مجھے موت آ جاتی تو میری تباہی لازمی تھی۔ (2) اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی اور حضور علیہ السلام سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہو گئی نیز میں نے جنگوں میں شرکت کی، کاش کہ انہی دنوں میں مر جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرا جنازہ پڑھاتے اور میرے حق میں دعا فرماتے۔ (3) پھر دنیاوی کاموں میں منہمک ہو گئے اب پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرا کیا حال ہو گا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی وہاں سے اٹھا ہی نہ تھا کہ وہ فوت ہو گئے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۰ ج ۱)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافر کی موت کا منظر

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا سے آخرت کی جانب جانے لگتا ہے تو اس کے پاس کالے چہروں والے فرشتے آتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں تو وہ حد نظر تک پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس خبیثہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سختی کی طرف نکل پھر وہ اس کے تمام جسم میں پھیل جاتی ہے تو عزرائیل اس کو ایسے کھینچتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اون سے کنڈی کو کھینچا جاتا ہے جس سے اس کی رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں، جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو دیگر ملائکہ اس سے فوراً لے لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہیں رہنے دیتے اور اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے بدبو نکلتی ہے اور وہ اسے اوپر لے جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا گندہ نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ کہ نہ ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ چلا جائے" پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اس کے اعمال نامے کو سجین میں لکھ دو پھر اس کی روح کو پھینک دیا جائے گا، آپ نے پھر یہ پڑھا۔ ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کو نوچ لیا اور ہوا نے اس کو کسی گندی جگہ جا پھینکا پھر دوبارہ اس کی روح کو اس کے جسم میں ڈالا جاتا ہے تو ملائکہ آ کر اس کو بٹھاتے ہیں۔

اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا، وہ پوچھتے ہیں، اس ذات مقدس کے متعلق کیا کہتا ہے جو تم میں مبعوث کیے گئے؟ وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے ایک آواز آئے گی کہ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے اس کے لیے جہنمی بچھونا بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو جہنم کی گرمی اور لُو اس کی قبر میں داخل ہوگی اور قبر اس پر تنگ ہو جائے گی جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی اور اس کے پاس ایک قبیح صورت آدمی آئے گا جس کے کپڑے گندے اور بدبودار ہوں گے وہ اسے کہے گا کہ آج کے برے دن کی تجھے بشارت ہو جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا برا عمل ہوں تو وہ کہے گا یارب قیامت کو قائم نہ کر یارب قیامت کو قائم نہ کر۔ (تنبیہ الغافلین ص ۵۰۔۴۹ ج ۱)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمان اور کافر کی روح نکلنے میں فرق اور قبر کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مؤمن پر موت پیش ہوتی ہے تو فرشتے مشک وعنبر اور ریشمی کپڑے لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکالتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے اور جب اس کی روح نکالتے ہیں تو اس کو مشک وعنبر میں کر کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے اعلیٰ علیین میں بھیج دیتے ہیں اور جب کافر پر موت آتی ہے تو فرشتے بال سے بنے ہوئے ٹاٹ جن میں کوئلے ہوتے ہیں لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو شدت سے کھینچتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے نفس خبیثہ اپنے رب کی طرف چل تجھ پر سختی کی جائے گی کیونکہ عذاب الٰہی اور رسوائی تیرا مقدر ہے جب اس کی روح نکال لی جاتی ہے تو اس کو کوئلوں میں رکھ کر یوں آواز دی جاتی ہے جیسے ہنڈیا کے جوش کے وقت شوں شوں کی آواز، پھر اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو اس پر ستر ہاتھ تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس پر خوشبوئیں بکھیری جاتی ہیں اور اسے ریشم سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اگر اسے قرآن میں سے کچھ یاد ہو تو اس کو اس کا نور کافی ہوتا ہے نہیں تو سورج جیسی روشنی اس کی قبر میں کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس دلہن جیسی ہوتی ہے جو سوتی ہے تو اسے اہل خانہ میں سے سوائے محبوب کے اور کوئی نہیں اٹھاتا۔ اور ایسے اٹھتی ہے جیسے اس کی نیند مکمل نہ ہوئی ہو۔ اور کافر اس پر تو قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ میں باہم پیوست ہو جاتی ہیں اور اس پر لمبی گردنوں والے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو ہڈیوں تک اس کے گوشت کو کھا جاتے ہیں پھر عذاب کے فرشتے اس پر آتے ہیں جو کہ بہرے، گونگے اور اندھے ہوتے ہیں ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جس سے وہ اس کو مارتے ہیں نہ تو وہ اس کی آواز سنتے ہیں کہ رحم کریں اور نہ اس کو دیکھ سکتے ہیں کہ ترس کریں نیز صبح وشام اس پر آگ پیش کی جاتی ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۵۰۔۵۱ حصہ اول)

مسلمان کی موت کا منظر

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری شخص کے جنازے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روانہ ہوئے قبر پر آئے اور قبر ابھی تیار نہ تھی، پس حضور علیہ السلام بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد ایسے بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں "یعنی ادب سے" آپ کے ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی اور اس سے آپ مٹی کرید رہے تھے پھر آپ نے سر اٹھایا اور دو یا تین بار فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا جب مومن بندہ دنیا سے جنتی کی طرف جانے لگتا ہے تو اس کے پاس ایسے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور ان کے پاس جنتی کفن اور جنتی خوشبو ہوتی ہے وہ بیٹھ جاتے ہیں حدِ نگاہ تک پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت ورضا کی طرف نکل، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کی روح ایسے بہتی ہوئی نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کے قطرے۔ اور ملائکہ اس

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو لے لیتے ہیں اور ایک لمحے کے لیے بھی سہواً عزرائیل کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ وہ اسے جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں جس سے مشک سے زیادہ اچھی خوشبو نکلتی ہے پھر وہ اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ خوشبودار روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے اور وہاں اس کا استقبال ہوتا ہے اور وہ فرشتے دوسرے آسمان تک ہمراہ چلتے ہیں اسی طرح ساتویں آسمان تک اسے لے جایا جاتا ہے پھر ارشاد باری ہوتا ہے کہ اس کے اعمال نامے کو علیین میں لکھو اور اسے زمین پر بھیج دو کیونکہ ان کو ہم نے زمین سے پیدا کیا وہیں اسے لوٹا دو اور پھر وہیں سے ہم دوبارہ ان کو نکالیں گے تو روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے پھر دو فرشتے آکر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ جواب میں کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر ملائکہ سوال کرتے ہیں اس ذات کے متعلق تو کیا کہتا ہے جو تیری طرف مبعوث ہوئے تھے تو وہ جواب دے گا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ کہیں گے تو نے کیسے جانا تو وہ کہے گا میں نے کتاب اللہ پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تو ایک ندا آئے گی میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنتی فرش بچھا دو اور اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دو تا کہ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو پہنچتی رہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کر دو پھر ایک حسین چہرے والا مرد اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ آج کے دن کی آسانی پر خوشی منا جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں پس وہ کہے گا یا اللہ قیامت قائم کر دے یہاں تک کہ میں اپنے گھر اور خدام میں لوٹ جاؤں یعنی جنت میں۔ (تنبیہ الغافلین۔ حصہ اول ص ۴۷۔۴۸)

مرتے وقت مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم عطا فرمائی اور اسے غفلت کی اونگھ سے بیدار کیا اور اسے اپنے خاتمے کی فکر کرنے کی توفیق بخشی، ہم اپنے خاتمہ بالخیر کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اس لیے کہ مؤمن کو بوقت موت اللہ تعالیٰ سے بشارت ملتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ثابت قدم رہے اور کہا گیا ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں اور محرمات سے بچتے ہیں، یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یعنی وہ فعلاً اور قولاً ثابت قدم رہے بعض نے کہا ہے وہ سنت اور جماعت پر قائم رہے تو اس پر رحمت کے فرشتے نازل ہوں گے یعنی ایمان پر قائم لوگوں پر موت کے وقت فرشتے یہ خوشخبری لے کر آئیں گے کہ تم خوف نہ کھاؤ اس سے جو کچھ امر دنیا سے تمہارے سامنے ہے اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کے لئے لسان نبوت سے تمہارے لئے وعدہ کیا گیا تھا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۴۳ جلد اوّل)

کہتے ہیں کہ موت کے وقت بشارت کی پانچ وجوہات ہیں۔

(1) عام مؤمنین کے لیے انہیں کہا جائے گا کہ ابدی عذاب سے خوف نہ کھانا یعنی تم پر ہمیشہ عذاب نہیں رکھا جائے گا کیونکہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے انبیاء کرام اور اولیاء کرام شفاعت فرمائیں گے ثواب کے نہ ملنے پر غم نہ کرو جنت کے لیے خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔

(2) مخلصین کے لیے انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے رد کے جانے پر خوف نہ کھاؤ کیونکہ تمہارے اعمال مقبول ہیں اور ثواب کے نہ ملنے پر ملال نہ کھاؤ اس لیے کہ تمہارے لیے دگنا ثواب ہے اور توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بھی ملال نہ کھا۔

(3) توبہ کرنے والوں کے لیے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اپنے گناہوں سے نہ ڈرو کہ وہ بخشے گئے ہیں اور توبہ کے بعد ثواب نہ ملنے پر بھی غم نہ کھا۔

(4) زاہدوں کے لیے کہ تم حشر اور حساب کا خوف نہ کھاؤ اگر دُگنا ثواب نہیں ملا تو غم نہ کرو خوش خبری سنو بغیر حساب وعذاب کے جنت کی۔

(5) علماء کے لیے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اور عالم باعمل ہیں ان سے کہا جائے گا کہ تم قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرو اور تم غم کرو کہ تمہیں تمہارے عمل کی جزا دی جائے گی خوشخبری ہو کہ تمہارے لئے بھی جنت ہے اور تمہارے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے بھی، خوشی ہے اس شخص کے لیے جس کو آخری لمحے میں بشارت نصیب ہو کیونکہ یہ بشارت اس کے لیے ہے جو مؤمن ہوگا اور اس کے عمل اچھے ہوں گے۔ پھر اس پر فرشتے نازل ہوں گے تو یہ ملائکہ سے دریافت کریں گے کہ تم کون ہو؟ ہم نے تم سے بڑھ کر حسین چہرے والا اور خوشبو والا نہیں دیکھا تو ملائکہ کہیں گے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا میں ہم تمہارے اعمال کو لکھتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں، پس عقل مند کو چاہیے کہ وہ غفلت کی نیند پر متنبہ ہو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کی چار علامتیں ہیں۔

(1) امور دنیا کو قناعت کے ساتھ قابو میں رکھے اور آہستہ چلے۔

(2) آخرت کے کاموں میں حریص ہو جائے اور عجلت کرے۔

(3) دینی کاموں میں علم کے ساتھ تدبیر کرے اور کوشش کرے۔

(4) مخلوق کے متعلق ہمدردی اور حسن معاملہ کا جذبہ رکھے۔ (تنبیہ الغافلین ۴۴ حصہ اول)

اور کافر کی جس وقت موت آتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس اس کی طرف کوئی چیز مکروہ نہیں اس چیز سے جو اس کے آگے ہے وہ ناپسند سمجھتا ہے اس کی ملاقات کو متفق علیہ۔

﴿ وَفِیْ رِوَایَةِ عَآئِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَآءِ اللّٰه ﴾

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ اور موت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے یعنی دار الآخرت میں جانا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے، ملاقات کی محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ جب مومن نزع کی حالت میں ہوتا ہے جس وقت ایمان بھی مقبول نہیں ہوتا تو ایسی حالت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اپنی موت کو اپنی زندگی سے زیادہ چاہنے لگ جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ فرماتا ہے اور اسے اپنی کثیر عطاؤں سے مالا مال فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے جب کافر اپنے لئے تجویز کی گئی سزاؤں کا شمار کرتا ہے تو وہ اپنی گمراہی پر روتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے یعنی اسے رحمت سے دور فرماتا ہے اور سزا دینے کا ارادہ فرماتا ہے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث کے یہ معنی نہیں کہ ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا ہے یا ان کے ناپسند کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناپسند فرماتا ہے بلکہ اس بیان کی غرض یہ ہے کہ جب ان کی ملاقات اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں انتہا کلامہ وتوضیحہ۔

محبت اللہ تعالیٰ کی صفت:

محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندے کی اپنے رب سے محبت اس کی تابع ہے اور اسی کا عکس ہے جس طرح پانی کا عکس دیوار پر ظاہر ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اس کی تائید کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے اپنی طرف مشغول فرما دیتا ہے اور قرآن مجید میں یحبھم سے یحبونہ کو مقدم رکھنے میں اسی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کا ذوق عطا فرمائے اور محبت میں ہی ہمیں تکریم بخشے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ موت کو تو ہم سب بھی ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ ناپسندیدگی مقصود نہیں بلکہ جب مؤمن کے پاس موت آتی ہے تو اس وقت ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان نعمتوں کی بشارت لے کر آتے ہیں جو اس کو عطا ہونے والی ہوتی ہیں تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے سے بڑھ کر کوئی شے محبوب نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے البتہ جب فاجر یا کافر کے پاس موت آتی ہے تو فرشتے اس کے برے انجام سے اس کو ڈرانے کے لیے آتے ہیں تب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ (تنبیہ الغافلین جلد اول ص ۳۴۴)

دعوت عبرت:

موت کی کیفیت کیا ہے؟ ذرا غور فرمایئے ہمارے ہاں اکثر یہ رواج ہے معمولی سی تکلیف ہوئی۔ معمولی سا دکھ ہوا۔ کوئی دلی آرزو پوری نہ ہوئی۔ تو فوراً ہم انتہائی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پکار اٹھتے ہیں کہ یا اللہ! اس سے بہتر تو یہ تھا کہ ہمیں اس جہانِ فانی سے اٹھا لیتا۔ اس جدائی کے صدمے سے تو بہتر تھا کہ یہ وقت آنے سے پہلے ہمیں مار دیتا ہے، یا کوئی فوت ہو جائے تو پھر بھی بعض لوگ نہ جانے بے صبری کے کیا انداز پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے لیے عبرت کا نشان ہے۔ اس شخص سے کبھی پوچھیئے جو موت کے احوال سے گزر رہا ہو۔ اس سے بھی بڑھ کر موت کے متعلق حقائق خالق کائنات اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

موت کی آرزو کرنا ممنوع:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ﴾ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ)

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو شاید کہ وہ نیکی زیادہ کرلے اور اگر وہ بدکار ہے تو ہوسکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے رضامندی چاہیے یعنی توبہ کرلے۔

حدیث نمبر 2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا یَتَمَنّٰی اَحَدَکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهٗ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهٗ اِلَّا خَیْرًا﴾ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ)

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اور اس کے لیے دعا نہ کرے اس سے پہلے کہ اس کو آئے اس لیے کہ جس وقت وہ مرجاتا ہے اس کی امید منقطع ہوجاتی ہے مومن کو اس کی عمر نہیں زیادہ کرتی مگر بھلائی۔

حدیث نمبر 3:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَّاِنَّ السَّعَادَةَ اَنْ یَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَةَ﴾ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ)

مرنے کی آرزو نہ کرو جان کنی کا ہول سخت ہے تحقیق نیک بختی یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اطاعت نصیب کرے۔

فائدہ:

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی آرزو کرنے سے منع فرمایا ہے خصوصاً دنیوی دکھوں تکلیفوں اور مصائب سے عاجز آکر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے بے صبری کا مظاہرہ ہے جو کہ ایک مومن سے ایسی بے صبری کا مظاہرہ متصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں مجبور ہوکر آرزو کرنا ہی چاہتا ہے۔

تو حدیث مبارکہ میں ہے کہ

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلاً﴾

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کسی ضرر کی وجہ سے کہ اس کو پہنچے اگر وہ ضروری طور پر ایسا کرنا چاہتا ہے پس وہ کہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ﴾

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

یا اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھ کو مار جس وقت مرنا میرے لیئے بہتر ہو۔

----☆☆☆----

جِنْد وَوْھٹی مَرن وَرْ، لَے جاسی پَرْنائے آپَن، ہَتھیں جُول کے، کیں گَل لگے دَھائے

حل لغات:

★ جند: جان، روح۔ ★ وَوھٹی: دُلہن، بیوی۔ ★ مرن: موت۔ ★ وَر: دولہا۔ ★ لَے جاسی: لے جائے گا۔ ★ پَرنائے: بیاہ کر، ویاہ کر کے، شادی کر کے۔ ★ آپن: اپنے۔ ★ ہتھیں: ہاتھ سے، ہاتھوں سے۔ ★ جُول کے: رخصت کر کے ،الوداع کر کے۔ ★ کیں: کس کے۔ ★ گل لگے: معانقہ کرے، گلے ملے۔ ★ دھائے: دوڑ کر، جلدی سے دوڑ کر۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ روح دلہن ہے جبکہ اس کا دولہا موت ہے۔ اس لیے وقت آنے پر موت کا دولہا اس روح کو بیاہ کر لے جائے گا۔ عزیز و اقارب سب اس دلہن کو روتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے الوداع کرتے ہیں۔ کس کے گلے ملے؟ گویا سبھی اب بیگانے ہو چکے۔

مطلب:

اس شعر میں بھی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے متعلق وضاحت بیان فرمائی ہے کہ آپ نے اس شعر میں ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جسم انسانی میں روح دلہن کی مانند ہے اور موت کو دولہا کہا گیا ہے بیان فرمایا ہے کہ جیسے دولہا آتا ہے نہایت سج دھج کے ساتھ آتا اپنے ساتھ باراتی لاتا ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ دولہا اپنی دلہن کو بیاہ کر لے جاتا ہے جب دلہن کی رخصتی کا وقت آتا ہے تو دلہن کے والدین، عزیز و اقارب دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے ہیں، انتہائی غمگینی کی حالت میں دلہن کو گلے ملتے ہوئے رخصت کرتے ہیں۔ سبھی سنگی ساتھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں روتے ہیں چیختے چلاتے ہیں مگر اسے جانے سے کوئی نہیں روکتا۔ دلہن اب رخصت ہوتے وقت کس کس کے گلے ملے اب سبھی بیگانوں کی مثل رخصت کر رہے ہیں کوئی بھی اپنا بن کر نہیں روکتا۔

دلھن:

اس شعر میں روح کو وہٹی کہا گیا ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اگر زندگی گزاری ہوگی تو واقعی اس کے لیے عزت کا مقام حاصل ہوگا۔اس کا اپنا گھر ہوگا۔اسے ہمیشہ انعامات سے نوازا جاتا رہے گا جیسے دلہن نیک بی بی شادی کے بعد سسرال جاتی ہے خاوند کی فرمانبردار ہوتو نہایت اعلیٰ مقام پاتی ہے سبھی اس کی عزت کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزار کر جانیو الوں کو نہایت اعلیٰ مقام سے نوازا جاتا ہے۔نافرمان اور بدتمیز پہلے دن ہی سسرال میں تنگی اٹھاتی ہے بقیہ زندگی میں بھی نہایت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنے بیگانے سبھی اسے طعن وتشنیع کرتے ہیں زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے نہایت مشکل اور تکلیف دہ گزرتا ہے۔

اسی طرح جو دنیا میں دنیوی اغراض ومقاصد میں پڑ کر آخرت بھلا بیٹھتا ہے اللہ جل جلالہ ورسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو جس نے پس پشت ڈالے رکھا قبر میں پہنچتے ہی اسے منکر نکیر کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے سامنے مردے کی کیا کیفیت ہوگی اس کی انشاء اللہ وضاحت ہوگی۔اس کے ساتھ قبر کا کیا سلوک ہوگا حشر کے میدان میں ان کا نہایت برا حال ہوگا۔میزان کے موقع پر ان کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا، پل صراط سے گزرتے ہوئے ان کا جو انجام ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے ناقابل بیان ہے۔مختصر یہ کہ اس شعر میں روح کو دلہن کئی وجوہات کی بنا پر کہا گیا ہے۔

موت مٹ جانے کا نام نہیں

﴿وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ﴾

(مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب مایُقال عندمَنْ حَضَرَۃُ الْمَوْتُ۔ابن ماجہ شریف)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا۔

فائدہ: مرنے والا مرنے کے بعد اگر نیست ونابود ہو جاتا ہے تو پھر وہ سلام کیسے دے سکتا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ موت نیست ونابود ہو جانے کا نام نہیں۔

حدیث:

نسائی شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت مومن کو موت آتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لاتے ہیں کہتے ہیں کہ نکل اس حال میں کہ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھ سے راضی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزق کی طرف اور ایسے رب کی طرف جو غضبناک نہیں ہے وہ بہترین مشک کی خوشبو کی طرف نکلتی ہے یہاں تک کہ فرشتے ایک دوسرے سے پکڑتے ہیں اسے لے کر آسمانوں کے دروازوں پر آتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کس قدر خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے مومنوں کی روحیں کے پاس اس کو لاتے ہیں پس وہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس روح کے آنے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔جس طرح ایک تمہارا کسی غائب شخص کے آنے سے خوش ہوتا ہے اس سے پوچھتے ہیں فلاں نے کیا کیا؟ فلاں نے کیا کیا؟ کہتے ہیں اس کو چھوڑ وہ دنیا کے غم میں تھا پس وہ کہتا ہے وہ مر چکا ہے کیا تمہارے پاس نہیں آیا۔وہ کہتے ہیں اس کو دوزخ کی آگ کی طرف لے گئے ہیں اور کافر کو جس وقت موت آتی ہے عذاب کے فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں نکل تو ناخوش تجھ پر ناخوشی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف وہ نہایت بدبودار مُردار کی بو کی طرح نکلتی ہے یہاں تک کہ دروازوں پر اس کو لاتے ہیں۔فرشتے کہتے ہیں یہ بدبو کس قدر بری ہے۔یہاں تک کہ اس کو کافر کی روحوں کی طرف لاتے ہیں۔
(سنن نسائی شریف۔مشکوٰۃ شریف۔کتاب الجنائز)

موت کی حقیقت:

آج کل بعض لوگوں نے موت کا معنی یہ بیان کرنا شروع کر دیا ہے کہ موت کا معنی ہے نیست و نابود ہو جانا۔فنا ہو جانا۔تباہ و برباد ہو جانا۔مرنے والے کا تعلق ہر طرف سے کاٹ دیا جاتا ہے۔حالانکہ موت کا یہ معنی غلط ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے موت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اہل علم کا ارشاد ہے کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا اسم نہیں ہے۔موت تو رُوح کے تعلق کے خاتمے کا نام ہے اور ایک حجاب ہے جو رُوح اور بدن کے مابین قائم ہو جاتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب انتقال کر جانے کا نام موت ہے۔'' (تذکرۃ الموت اردو ترجمہ ص ۴۹)

دائمی زندگی:

اس حقیقت کی وضاحت درج ذیل حوالہ میں ملاحظہ فرمایئے کہ اگر موت نیست و نابود کا نام ہوتا تو شہداء کو:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ (پ۲۔البقرہ آیت ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔(کنز الایمان)

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ شہداء کو حیات دائمی حاصل ہوتی ہے حالانکہ بظاہر وہ شہید ہو چکے اس کے باوجود انہیں مردہ کہنے سے روکا جا رہا ہے اور منع بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لافانی کلام میں کیا ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں پس واضح ہوا کہ موت نیست و نابود ہونے کا نام نہیں۔

انسانی تخلیق:

ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے حضرت بلال بن سعد سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے وعظ میں بیان فرمایا کہ:

''اے دائمی زندگی کے طالبو! تم فناء کے لیے تخلیق نہیں کیے گئے تم ابدی حیاتی کے لیے تخلیق کیے گئے ہو۔ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب منتقل ہونے کے لیے تخلیق کیے گئے ہو۔'' (تذکرۃ الموت ص ۴۹)

مومن کا تحفہ:

حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے زہد و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن طہر سے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔'' (تذکرۃ الموت ص ۵۰)

فائدہ: حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجئے کہ کیا نیست و نابود ہونا مومن کا تحفہ ہے یا حیاتِ ابدی ہونے میں مومن کا اکرام ہے۔ اگر نیست و نابود ہونا مومن کا تحفہ ہے تو پھر منافقین اور کافروں کے لیے موت چہ معنی دارد؟

پس واضح ہوا کہ محض نیست و نابود ہونے کا نام موت نہیں۔ اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے روح کو دلہن کہا ہے چونکہ آپ مومن ہیں اولیاء اللہ میں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزاری اسی لئے آپ نے روح کو دلہن بیان فرمایا جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حبیب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مومن کے فوت ہونے پر جو کچھ اس کی روح کے ساتھ پیش آئے گا سبھی کچھ بیان فرمایا ہے۔

-----☆☆☆-----

وَالُوں نِکّی پُل صِرَاط، گنّیں نہ سُنی آئے فَرِیدا کُوڑی پَوندی اِی ، کھڑا نہ مُہائے

حل لغات:

* والوں: بال سے۔ * نِکّی: چھوٹی، باریک۔ * پُل صراط: صراط بمعنی راستہ اور پل صراط کا معنی گذرگاہ یا مرحلہ جیسے پل دریا، نہر یا راجباہ وغیرہ کے کے اوپر پل ہوتی ہے تو ایک سرے سے اوپر کو پل کا راستہ جاتا ہے تو اس دریا وغیرہ کے اوپر سے گزر کر وہ راستہ دوسرے کنارے پر جاتا ہے اسی طرح موت کا مرحلہ بھی ایسا ہی ہے۔ * کنیں: کانوں سے * نہ سنی آئے، سنائی نہیں دیتی یعنی موت کوئی ایسی آواز وغیرہ جیسی نہیں کہ وہ سنی جا سکے اور سن کر کہی جا سکے کہ یہ موت ہے۔ * فریدا: اے فرید۔ * کُوڑی: آواز، خبر۔ * پوندی ای: پڑتی ہے۔ * کھڑا: کھڑا رہ کر۔ * نہ مُہائے: ضائع نہ کرے نہ گنوائے، نہ لٹا۔

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے موت کے مرحلے کے متعلق فرمایا ہے کہ موت ایک ایسی گزرگاہ ہے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے اس کی آواز کانوں سے سنی نہیں جا سکتی (اور نظر بھی نہیں آتی) اے فرید! اس موت سے متعلق تو سنتا ہے حیران ہو کر محض کھڑے کھڑے ہی اپنا وقت ضائع نہ کر۔ یعنی موت کا وقت آنے سے پہلے اپنا وقت ضائع نہ کر بلکہ نیک اعمال اختیار کر۔

اس شعر میں پل صراط سے مراد پل صراط بھی ہو سکتی ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ موت کی حقیقت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ موت کوئی ایسی آواز نہیں ہے کہ جب موت کسی پر وارد ہو تو کہا جا سکے کہ اس کی آواز سخت ہوتی ہے یا باریک، اس کی آواز نرم ہوتی ہے یا سخت اس کی آواز مدھم ہوتی ہے یا تیز یا اس کی آواز ایسی ہوتی ہے ایسی ہوتی ہے وغیرہ کہ اس آواز کو سن کر کہا جا سکے کہ یہ موت ہے۔ اور نہ ہی موت کوئی ایسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چیز ہے کہ اسے دیکھا جاسکے۔نہ ہی موت کوئی ایسی مادہ چیز ہے کہ اسے محسوس کیا جاسکے۔موت تو محض جسم سے روح کے جدا ہونے کا نام ہے۔جسم وروح کے فناہ ہونے کا نام نہیں۔اے فرید!اس موت کے متعلق کھڑے ہوکر محض حیران و پریشان ہونے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں جب اس نے آنا ہے تو بس آجانا ہے۔اس لیے ایک ایک لمحہ برباد نہ کر،غفلت دور کردے اور نیک و صالح اعمال اختیار کرتا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوجائے۔

یہاں پل صراط سے مراد وہ مخصوص پل صراط بھی ہوسکتی ہے فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اور روایت بیان فرماتے ہیں کہ۔پل صراط جہنم پر بال سے باریک ایک پل ہے جو کہ تلوار سے زیادہ تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے ہیں اور کنڈیاں ہیں۔وہ پوری روایت ہی ملاحظہ فرمائیے۔

پُل صراط:

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کو بروز قیامت یاد رکھے گا؟ آپ نے فرمایا سوائے تین مواقع کے بقیہ ہر جگہ یاد رکھے گا،ایک تو میزان کے وقت ہر کسی کو یہ خوف ہوگا کہ اس کے اعمال کا وزن ہلکا ہے یا بھاری،دوم اعمال ناموں کے ملنے کے وقت یہ خوف ہوگا کہ سیدھے ہاتھ سے ملتے ہیں یا الٹے ہاتھ سے،سوم جب ایک گردن آگ سے نکلے گی اور سب کو گھیرے میں لیتے ہوئے کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مؤکل کی گئی ہوں ان لوگوں پر جو دوسرے (نام نہاد بناوٹی) خداؤں کو پکارتے تھے اور ہر متکبر سرکش اور ہر اس شخص پر جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا تھا۔پھر ان کو اسی طرح گھیرے میں لے کر جہنم کی وادیوں میں ڈال دے گی اور جہنم پر بال سے باریک ایک پُل ہے جو کہ تلوار سے تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے اور کنڈیاں ہیں اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے کودتی ہوئی بجلی کی طرح،تیز ہوا کی طرح،بچتے بچاتے ہوئے اور کچھ زخمی ہوکر منہ کے بل جہنم میں گر جائیں گے۔(تنبیہ الغافلین ص ۶۱ جلد اول)

حدیث شریف:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں دوزخ یاد آگئی تو آپ رونے لگیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا يُبْكِيْكَ تمہیں کون سی چیز رُلاتی ہے؟

ام المومنین نے عرض کی:

﴿ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾

اے مردو! کیا تم قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کرو گے؟

﴿فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ يَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ وَ عِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَآءُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ اَمْ وَرَآءَ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظَهْرِہٖ وَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَیْنَ ظَهْرِیْ جَهَنَّمَ ﴾

(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف باب الحساب والقصاص والمیزان)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین موقعوں میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔

★ میزان کے پاس حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا وزن ہلکا ہے یا بھاری۔

★ نامۂ اعمال ملنے کے وقت جب کہا جائے کہ آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا نامۂ اعمال کہاں پڑتا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے۔

★ اور پل صراط کے نزدیک جبکہ وہ دوزخ کے کناروں کے درمیان رکھا جائے گا۔

فائدہ: یہاں ذکر سے مراد زبان سے ذکر کرنا نہیں بلکہ دل میں سوچنا مراد ہے یہ ہیبت کمال ایمان کی دلیل ہے ورنہ آپ کے جنتی ہونے پر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ دال ہیں آپ یقیناً جنتی ہیں مگر خوفِ خداوند کریم ہے (مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۷)

فائدہ: اس میں خطاب عام خاوندوں سے ہے یعنی اے خاوندو! تم لوگ قیامت میں اپنے بال بچوں کو بخشواؤ گے یا نہیں۔ اس خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں حضور کی شفاعت تو ہر مسلمان کو پہنچے گی۔ چہ جائیکہ خاص اپنے گھر والے لہٰذا مطلب واضح ہے اس سے شفاعت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۷)

کوئی خاوند اس وقت تک اپنے بیوی بچوں کو یاد نہ کرے گا جب تک اسے اپنے متعلق ان تین باتوں کا اطمینان نہ ہو جائے وزن کے وقت نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے، نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں مل جائے۔

پل صراط سے بخیریت پار لگ جائے ان تین منزلوں سے گزر کر مطمئن ہو کر اپنے بال بچوں کو یاد کرے گا۔ جواب شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ان خاوندوں کے متعلق ہے جن کو یہ تین الجھنیں ہوں۔ اسے اپنی فکریں ہوں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن گنہگاروں کی فکر ہوگی اپنی فکر نہ ہوگی۔

حضرت انس نے حضور انور سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ قیامت میں آپ کے ملنے کے مقامات کون کون سے ہیں؟ وہاں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟

تو حضور نے اپنے ملنے کے یہی مقامات بیان فرمائے ہیں میزان، حوض کوثر، پل صراط غرضیکہ یہ سوال و جواب عوام کے متعلق ہے نہ کہ حضور کے متعلق خیال رہے کہ روزِ قیامت پل صراط دوزخ پر رکھی جائے گی جس پر گزرنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے کفار وہاں ہی گر جائیں گے مومن بخیریت گزر جائیں گے۔ وہاں سے گزرنا ضروری ہے کہ جنت کے راستہ میں یہ پل ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۹۸۔۳۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کیا تم صاف دوپہری میں جب سورج کے ساتھ بادل نہ ہو سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو اور کیا تم چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جب بادل نہ ہو شک کرتے ہو؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کیا: یارسول اللہ! نہیں

فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار میں شک نہیں کرو گے مگر ایسا جیسے ان دونوں میں سے ایک کے دیکھنے میں شک کرتے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اعلانچی اعلان کرے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے جائے جس کی وہ پرستش کرتا تھا تو جو بھی اللہ کے سوا بتوں کی اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے اس میں سے کوئی نہ بچے گا مگر دوزخ میں گر جائیں گے حتیٰ کہ جب ان نیک و بدوں کے سواء جو اللہ کی عبادت کرتے تھے کوئی نہ بچے گا تو ان کے پاس رب العالمین آئے گا تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ جا رہی ہے۔

اس پر عرض کریں گے یارب! ہم نے دنیا میں ان لوگوں کو چھوڑے رکھا جب کہ ہم ان کے بہت حاجت مند تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ رہے اور جناب ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ کہیں گے یہ ہی ہماری جگہ ہے حتیٰ کہ ہمارے پاس ہمارا رب آئے۔

پھر جب ہمارا رب جلوہ گر ہوگا ہم اسے پہچان لیں گے۔

جناب ابو سعید (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ رب فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی کہ تم اسے پہچان لو گے۔

وہ عرض کریں گے ہاں!

تو اب (اپنی شان مبارکہ کے مطابق) پنڈلی کھولے گا تو ان میں سے جو دل کے اخلاص سے رب کو سجدہ کرتے تھے کوئی نہ رہے گا مگر اللہ اسے سجدہ کی اجازت دے گا۔ اور جو لوگ اپنے بچاؤ اور دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتے تھے ان میں سے کوئی نہ بچے گا مگر اللہ اس کی پیٹھ ایک تختہ بنا دے گا۔ وہ جب بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا اپنی پیٹھ پر گر جائے گا پھر دوزخ پر پل (پل صراط) رکھا جائے گا اور شفاعت واقع ہوگی اور کہیں گے: الٰہی سلامت رکھ! سلامت رکھ!

تو مسلمان پلک جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور ہوا کی طرح، پرندے کی طرح اور تیز گھوڑے کی طرح، اونٹ کی طرح گزریں گے۔ بعض تو نجات پائیں گے سلامت رہیں گے۔ بعض زخمی ہو کر چھوڑ دیئے جائیں گے بعض دوزخ کی آگ میں گرا دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب مسلمان آگ سے خلاصی پالیں گے تو اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ نہیں ہے تم میں سے کوئی زیادہ جھگڑنے والا اپنے اس حق میں جو تمہیں ظاہر ہو جائے بمقابلہ مسلمانوں کے جو وہ اللہ سے جھگڑیں گے قیامت کے دن اپنے دوزخی بھائیوں کے لیے عرض کریں گے یارب! وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ جنہیں تم پہچانتے ہو نکال لو۔ ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی یہ لوگ بڑی خلقت کو نکالیں گے پھر کہیں گے یارب جن کے متعلق تو نے ہم کو حکم دیا۔ تھا ان میں سے تو کوئی باقی نہ رہا رب فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں دینار برابر بھلائی پاؤ اسے نکال لو تو وہ بڑی خلقت کو نکالیں گے پھر فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھلائی پاؤ اسے بھی نکال لو۔ چنانچہ وہ بہت بڑی خلقت کو نکال لائیں گے۔

پھر عرض کریں گے یارب ہم نے دوزخ میں کسی بھلائی والے کو نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فرشتوں نے شفاعت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرلی، رسولوں نے شفاعت فرمالی، مومنوں نے شفاعت کرلی۔اب سوائے ارحم الراحمین کے کوئی نہیں۔باقی رہا تب آگ میں سے ایک مٹھی بھرے گا تو ان لوگوں کو وہاں سے نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی جو کوئلے ہو چکے ہوں گے انہیں اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے دہانوں میں ہے جسے زندگی کی نہر کہا جاتا ہے تو وہ یوں اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کوڑا میں اگتا ہے پھر وہ نکلیں گے موتی کی طرح ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی۔انہیں لوگ کہیں گے کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں رب نے بغیر عمل کیئے ہوئے بغیر بھلائی آگے بھیجے ہوئے جنت میں داخل فرمادیا تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے لیئے وہ ہے جو تم نے دیکھا اور اس کی مثل (مشکوٰۃ شریف باب الحوض والشفاعۃ)

اس حدیث مبارکہ کے متعلق چند ضروری فوائد۔

☆ بت پرستوں کے تمام بت حتیٰ کہ سورج، چاند بھی وہاں موجود ہوں گے خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مریم کو عیسائیوں نے اور حضرت عزیز کو یہود نے پوجا مگر ان کے فوٹوؤں کو اور صلیب کو پوجا تھا وہ لوگ ان تصویروں اور صلیب کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر تو چاہیے کہ یہ حضرات بھی دوزخ میں جائیں کہ انہیں یہود یا عیسائیوں نے پوجا تھا۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۸)

☆ اور چاند کا دوزخ میں جانا سزا پانے کے لیے نہیں بلکہ دوزخیوں کو سزا دینے کے لیے حتیٰ کہ سورج کی گرمی آگ کی گرمی سے مل کر ان لوگوں کی تکلیف کو اور بھی زیادہ کردے گی لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ان پتھروں کو بلا قصور دوزخ میں کیوں ڈالا گیا اسی طرح دوزخ میں مقرر شدہ فرشتے عذاب دیں گے عذاب پائیں گے نہیں۔(مرأۃ خلاصہ مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۸)

☆ رب کے آنے سے مراد ہے اس کا حکم آنا یا یہ متشابہات میں سے ہے اس ظاہری آنے جانے سے رب پاک ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴۲۸)

☆ وہ علامت ونشانی حجت الٰہی ہے جو ایمان وعرفان کا نتیجہ ہے اس ذریعہ سے ہم رب تعالیٰ کو پہچان لیں گے (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴۲۹)

☆ پنڈلی کھولنے کی بہت توجیہیں کی گئی ہیں مگر صحیح تو یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے رب تعالیٰ پنڈلی وغیرہ سے پاک ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے ان لوگوں کی پنڈلی مراد ہے یعنی ان پر ایسی تکلیف نازل ہوگی کہ ان کی پنڈلی کھل جائے گی۔بعض نے فرمایا کہ اس سے رب کی پنڈلی مراد ہے جو اس کی شان کے لائق ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے رب تعالیٰ کی تجلی صفات مراد ہے اللہ اعلم بمرادہ وحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۲۹)

☆ جب تک سارے مؤمنین بخیریت گزر نہ جائیں گے تب تک انبیاء کرام سلم سلم کہتے رہیں گے صرف دو بار ہی نہ کہیں گے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پل صراط کے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ:

صراط حق ہے یہ ایک پل ہے کہ پشت جہنم پر نصب کیا جائے گا۔ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے پھر اور انبیاء و مرسلین پھر یہ امت پھر اور امتیں گزریں گی اور حسب اختلاف اعمال پل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے بعض تو ایسے تیزی سے گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح کوئی ایسے جیسے بجلی ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ بعض فحص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔ یہ تمام اہل محشر تو پل پر سے گزرنے میں مشغول مگر وہ بے گناہ گنہگاروں کا شفیع پل کے کنارے کھڑا بہ کمال گریہ وزاری اپنی امت عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دعا کر رہا ہے رَبِّ سَلِّمْ ۔ الٰہی ان گنہگاروں کو بچا لے بچا لے اور ایک اسی جگہ کیا حضور اس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوض کوثر پر جلوہ فرما ہیں پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں۔ اور وہاں سے پل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا ہے غرض ہر جگہ انہیں کی دوہائی ہر شخص انہیں کو پکارتا۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۳۰ جلد اول)

فائدہ: پل صراط آج قائم نہیں ہے قیامت میں اس وقت قائم کیا جائے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو دوزخی اس سے پہلے دوزخ میں پہنچائے گئے وہ پل صراط سے نہ گزارے گئے کہ پل تو اس کے دوزخ میں پہنچنے کے بعد قائم کیا گیا۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۴۳۰)

خلاصہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ پل صراط سے موت مراد ہے۔ اگر پل صراط سے مراد موت ہے تو پھر اس کا مطلب ہوا کہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کے لیے موت کے سیدھے راستے سے گزرنا پڑے گا۔ موت کے پل سے گزر کر ہی محبوب تک پہنچا جا سکتا ہے۔

اگر پل صراط سے مراد وہی پل صراط ہو جو قیامت کے دن قائم کی جائے گی تو پھر اس شعر کا مطلب ہوگا کہ بال سے زیادہ باریک جو پل صراط سننے میں آتی ہے۔

اس کی آواز کانوں سے سنی نہیں جا سکتی اور اسے اب نظر سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ حیران و پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں وہ امور سرانجام دے جس سے موت کے پل صراط سے بھی گزرنا آسان ہو جائے اور جو پل صراط دوزخ کے اوپر قائم کیا جائے گا اس سے بھی گزرنا آسان ہو جائے۔ خواہ مخواہ غفلت میں زندگی کے لمحات گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب بیان فرماتے ہیں:

یہ پل صراط وہ راستہ ہے جس کی تلاش میں فقیر لوگ رہتے ہیں اس کا سر تحریر میں نہیں آتا سینہ بہ سینہ ہے یہ پل صراط ایک کسوٹی ہے جو کہ مومنین اور فاسقین کو لگانے سے حق پرست و باطل پرست ظاہر کر دیتی ہے جو مومن ہوتا ہے اس امتحان میں پاس ہو جاتا ہے اور آسانی سے گزر جاتا ہے اور جو فاسق ہوتا ہے وہ فیل ہو جاتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غار میں گر پڑتا ہے۔ (دیوان فرید ص ۲۸)

فائدہ: اگر غور و فکر کیا جائے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ درویش کے لیے دنیا مثل جہنم۔ اس دنیا پر ایک پل صراط یعنی اس دنیا میں درویش کے لیے محبوب کی رضا کے مطابق زندگی گزارنا اسی طرح مشکل ہے جیسے پل صراط سے گزرنا مشکل ہوگا۔ درویشوں کے لیے یہ دنیا بھی مثل پل صراط کے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے معمولی سی غفلت سے راہ حق سے کاٹ کر دنیا کی فریب کاریوں کا شکار ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں بلکہ آناً فاناً شیطانیت کی انتہا تک جا پہنچتا ہے۔ اس لیے گویا آپ فرما رہے ہیں کہ اے درویش! اس دنیا کی پل صراط سے خوب احتیاط سے گزر کہیں معمولی سی غفلت اندھے غار میں نہ گرا دے۔ پس حیران و پریشان کھڑا اپنا وقت برباد نہ کر بلکہ اعمال صالح اختیار کرتا کہ اس پل صراط سے گزر کر محبوب کے حضور سرخروئی نصیب ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا در درویشی کا کھڑی، چلاں دنیا بھت بنھ اُٹھائی پوٹلی، کتھے ونجاں گھت

حل لغات:

★ در: دروازہ، راستہ، روش۔ ★ درویشی: فقیری۔ ★ در: درویشی۔ فارسی ترکیب لفظی ہے جس کے معنی درویشانی روش یا درویش کی زندگی (معارف فریدیہ ص ۷۷) درویشانہ زندگی: درویشانہ رنگ ڈھنگ۔ درویشانہ اندازِ زندگی۔ ★ کا کھڑی: مشکل، کانٹے دار۔ تکلیف دہ ★ چلاں۔ چلنا۔ ★ گھت: کی طرح، نمونہ، انداز، طرز۔ ★ بنھ: باندھ کر۔ ★ اُٹھائی: اٹھالی۔ ★ پوٹلی: گٹھڑی، چھوٹی سی گٹھڑی، تھیلی، گتھلی۔ ★ کتھے: کہاں۔ ★ ونجاں: جاؤں۔ ★ گھت: رکھوں، بچھاؤں۔ ★ کتھے ونجاں گھت: کہاں جا کر رکھوں، کہاں جا کر بچھاؤں۔

درویشی کا دروازہ نہایت مشکل ہے۔ کیوں نہ میں بھی دنیا والوں کی روش اختیار کر لوں۔ میں نے درویشی کی پوٹلی باندھ کر اٹھالی ہے اب اسے کہاں لے جا کر پھینکوں۔

مطلب:

اے فرید!، درویشی (فقر) کا دروازہ نہایت مشکل ہے اس راستے کو اختیار کرنا ہر تیں اور میں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ درویشی کی منزل کو سر کرنا نہایت دشوار ہے اس راستے چلتے ہوئے منزل مقصود کا پالینا بہت کٹھن اور طویل ہے۔ کیوں نہ میں بھی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیاوالوں کی ہی روش اختیار کرلوں۔ جیسے دوسرے لوگ دھوکہ فریب، ٹھگی وغیرہ کی چالیں چلتے ہیں میں بھی انہیں جیسا بن جاؤں۔ کیونکہ دنیا اور دنیا والے خوب تنگی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ اللہ والوں کے لیے نہایت دشواریاں کھڑی کر دیتے ہیں۔ جس وجہ سے درویشانہ رنگ ڈھنگ کو اپناتے ہوئے زندگی گزارنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس راستے میں چلتے ہوئے بڑے بڑے لوگ ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ یا تو اس درویشانہ زندگی کی طرف قدم نہ بڑھاتے وہ الگ بات تھی۔ اب قدم پیچھے ہٹانا کم ہمتی ہے اب جو پوٹلی درویشی والی باندھ کر اپنے سر پر اٹھالی ہے اسے کہاں لے جا کر پھینکوں۔ حق تعالیٰ کا راستہ چھوڑنا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ درویشی اختیار کیئے رکھنا میری مجبوری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔

یہی وہ راستہ جو منزل مقصود تک پہنچنے کا سبب ہے جب یہی راستہ ہی دنیاوالوں کو دیکھ کر ترک کر دیا جائے۔ تو راہ حق سے پھسل جائے گا جو کہ نہایت خسارے کا سبب ہے۔ صراطِ مستقیم کی طرف گامزن رہنے کے لیے یہی پُرامن اور سیدھا راستہ ہے۔ اس لیے منزل پہ بھی پہنچنا ضروری ہے۔ اس راستے کی بجائے کوئی اور راستہ ایسا نہیں جو حق تعالیٰ تک پہنچا سکے۔ اس لیے اسے کیسے چھوڑوں۔ اور یہ راستہ چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

دنیا داری اور درویشی:

دنیاداری تو نہایت آسان ہے مگر فقر اور درویشی نہایت مشکل کام ہے۔ ظاہری طور پر درویشوں جیسی زندگی اختیار کرنا بھی مشکل نہیں کہ درویشوں کی مانند روزے رکھنا، درویشوں کی طرح بال رکھ لینا، درویشوں کی مانند لباس پہن لینا، مختصر یہ کہ ظاہری طور پر درویش بننا بھی مشکل کام نہیں بلکہ آسان ہے ہاں حقیقتِ فقر اور اس کے تقاضے نہایت مشکل ہیں۔ درویشی کا ظاہری رنگ ڈھنگ تو کوئی مشکل نہیں ہاں البتہ درویشی کے تقاضے یعنی فقر اور تقویٰ اختیار کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ ذرا سی لغزش سے سب کچھ آناً فاناً ضائع ہو جائے گا۔

راہِ فقر سے شیطان ڈرتا ہے:

قرآن مجید میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿اَلشَّیْطٰنُ یعھد کم الفقر ویامر کم بالفحشاء﴾

شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور تمہیں بدی کا حکم دیتا۔

درویشی کے متعلق ملفوظاتِ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی ہے اور خرقہ پہننا اس کا کام ہے جو مسلمان وغیرہ کے عیب چھپائے اور کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور دنیاوی مال اس کے پاس ہو تو اسے راہِ خدا میں صرف کرے اور ذخیرہ نہ کرے۔ (راحت القلوب ص ۶)

★ فرمایا: حقیقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہ بچائے بلکہ تمام راہِ خدا میں تقسیم کر دے اسی واسطے کہ درویشی خود فروشی ہے۔

حکایت:

موقع کی مناسبت سے حکایت بیان کی ہے دعا کے لیے حاضر ہوا اور ولی قدس سرہ العزیز کی زیارت کی اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند روز آپ کی خدمت میں بسر کیئے اس عرصہ میں تقریباً چھ ہزار دینار ہر روز آپ کی خانقاہ میں بطور نذر آتے اور سب راہِ خدا میں صرف کیئے جاتے اور رات کو ایک پیسہ بھی نہ بچاتے۔ ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اگر میں کچھ بچاؤں تو مجھے درویش نہیں کہیں گے بلکہ کہیں گے کہ یہ مالدار درویش ہے۔ (راحت القلوب ص ٦)

☆ درویشی قناعت ہے۔ جو کچھ اسے ملے یہ نہ کہے کہ ایسا ملنا چاہیے تھا کیونکہ سلوک اولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کسی درویش کی زیارت کو گئے تو اس کے ساتھ سلوک کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ اسی اثناء میں جو کی دو روٹیاں درویش کے پاس تھیں لیکن بے نمک مالک دینار نے فرمایا اگر نمک ہوتا تو بہتر ہوتا۔ درویش کی لڑکی نے سنتے ہی کوزہ اٹھا کر بقال کی دکان پر گروی رکھا اور نمک لا کر حاضر کیا۔ دونوں نے مل کر کھایا تو مالک دینار نے فرمایا کہ قناعت اسی کا نام ہے۔ لڑکی نے آداب بجالا کر عرض کیا کہ اگر آپ میں قناعت ہوتی تو ہمارا کوزہ بنیئے کی دوکان پر گروی کیوں رکھا جاتا۔ اے مالک دینار سنو! ہماری یہ حالت ہے کہ سترہ سال سے ہم نے نمک بالکل ترک کیا ہوا ہے یہ کیا آپ نے فرمایا ہے کہ درویشی آپ سے بعید ہے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی:

چُوں عمر درگذشت درویشی بہ　　چُوں کار بقسمت است کم کوشی بہ
چُوں ترس حیات است زر پوشی بہ　　چوں گفتہ نوشت است خاموشی بہ

اور ابھی تجھے معلوم نہیں کہ درویش کے سر پر کیا کیا سختیاں گزرتی ہیں۔ (راحت القلوب ص ٦٧)

☆ فرمایا: درویشی پردہ پوشی کا نام ہے پس درویش کو لازم ہے کہ ان چار چیزوں سے الگ رہے۔ (i) آنکھیں اندھی بنالے تا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھے۔ (ii) کانوں کو بہرا کر لے تا کہ نہ سننے کے لائق باتیں نہ سنے۔ (iii) زبان گونگی کر لے تا کہ نہ کہنے والی بات کوئی نہ کہے۔ (iv) پاؤں کو لنگڑا کر لے تا کہ جہاں جانا مناسب نہ ہو وہاں نہ جائے۔

پس اگر کسی میں یہ خصلتیں پائی جاتی ہوں تو سمجھ لو کہ درویش ہے ورنہ جھوٹا مدعی ہے اور اس میں درویشی کی کوئی بات نہیں۔ (راحت القلوب ص ٨)

حکایت:

شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ نے چالیس سال تک آنکھ بند رکھی سبب پوچھا تو فرمایا تا کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں اور اتفاقاً دیکھوں تو پردہ پوشی کروں اور کسی سے نہ کہوں۔ (راحت القلوب ٨)

☆ جس درویش نے دنیا کا کام شروع کیا اور مال و مرتبہ و ترقی چاہی وہ درویش نہیں بلکہ طریقت کا مرتد ہے اس واسطے کہ دنیا سے روگردانی کا نام فقر ہے۔ (راحت القلوب)

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حرائق میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شاہ عراق تین سال تک بیمار رہا خواجہ شہاب الدین تستری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا تا کہ دعا کریں جب آپ نے [illegible] دور ہو گیا اور واپس چلے آئے ایک

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھڑی کے کفارے میں جو بادشاہ کے پاس صرف ہوئی سات سال اہل دنیا سے میل جول قطع کر دیا۔

☆ یہ بھی فرمایا کہ اس بارے میں مشائخ طریقت کہتے ہیں کہ فقراء کے لیے دنیا کی صحبت زہرِ قاتل ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دولت مند آدمیوں سے جس قدر پرہیز کیا جائے اُسی قدر خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اہل دنیا کی محبت جس قدر ان کے دل میں ہوگی اسی قدر نقصان ہوگا اس واسطے کہ فقر تقرب اور طریقت کا مذہب یہ ہے کہ درویش کے دل میں ذرہ بھر بھی اہل دنیا کی محبت نہ رہے۔ (راحت القلوب ص ۱۳)

☆ فرمایا: درویش کو ذکر میں ایسا فرد ہونا چاہیے کہ اس کے بدن کا ہر ایک بال زبان بن جائے۔ (راحت القلوب ص ۱۳)

☆ فرمایا: اس راہ میں بڑا اصول حضوری دل ہے اور حضوری دل، حلال لقمہ کھائے اور اہل دنیا سے پرہیز کیئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ (راحت القلوب)

☆ فرمایا: جو صوف پہنے اُسے چرب اور شیریں لقمہ نہیں کھانا چاہیے۔ اور نہ ہی دنیا سے میل جول رکھنا چاہیے۔ (راحت القلوب ص ۱۴)

☆ فرمایا: خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ میں لکھا دیکھا ہے کہ اس راہ کا اصول دل کی صلاحیت ہے اور یہ صلاحیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ باطن تمام مذمومات دنیاوی یعنی غل وغش، حسد وتکبر اور حرص وبخل سے پاک کرے اور دل مذموم کو اس سے صاف کرے جو کام کی بات ہے اور درویشی کا جوہر بھی اسی مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔ (راحت القلوب ص ۱۲)

﴿تلك عشرہ کاملہ﴾

یہاں دس اقوال بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ چند حکایات بھی عرض کی ہیں انہیں ملاحظہ فرمایئے اور غور فرمایئے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ درویشی کا دروازہ نہایت مشکل کام ہے دنیا والوں کی روش نہایت آسان ہے۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جی میں تو جاتا ہے کہ میں نے یہ کیسا مشکل راستہ اختیار کر لیا ہے مگر غور تو کر کتنے ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جو اس راستے کو اپنا چکے ہیں درویشی کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو اب اسے کہاں چھوڑیں یہ مردوں کا کام تو نہیں بہادر اٹھے ہوئے قدم واپس نہیں اٹھاتے وہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہتے ہیں۔ علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں نہ تدبیریں نہ شمشیریں
اگر ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ:

؎ نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

حکایت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں تربوز کا چھلکا پڑا تھا۔ کسی نے تربوز کھایا تھا اور چھلکا راستے میں ہی پھینک کر چلا گیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھے کہ یہ کسی کے کام کا نہیں اور نہ ہی کسی کی ملک ہے۔ وہ چھلکا اٹھا لیا۔ تربوز کے کھیت والے کو تلاش تھی کہ تربوز چوری توڑنے والے کو پکڑے۔ وہ چور کو تلاش کرتا کرتا حضرت صاحب تک پہنچا اس نے جب دیکھا کہ آپ کے پاس تربوز ہے تو اس نے جانا کہ تربوز میرے کھیت میں سے توڑے ہوں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گے۔ یہ خیال کر کے اس مردود نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مارا جب وہ مار رہا تھا اس وقت تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کچھ نہ کہا مگر آپ کے دل مبارک میں یہ بات آئی کہ افسوس کہ فقیری کی قیمت تربوز کا ایک چھلکا بھی نہ ہوئی۔ جب اس فقیری کا حال دنیا میں یہی ہے تو فقیری کے اس بوجھ کو اُٹھائے پھرنے سے کیا فائدہ؟ یہ فقیری یعنی درویشی والا بوجھ پھینک دینا چاہیے۔ جب تربوزوں کے کھیت کا مالک حضرت کے ساتھ خفا ہو کر واپس اپنے کھیت میں پہنچا۔ تو جا کر دیکھا کہ کل تربوز کھیت میں آدمیوں کے کاٹے ہوئے سر ہو گئے ہیں۔ اتنے میں اس کی جان تو قالب سے گئی کہ شاید بادشاہ مجھے مار دے گا۔ کیونکہ مجھ سے قصور ہوا۔ وہ فقیر تو خدا کا دوست (ولی کامل) تھا۔ وہ فوراً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر قدموں پہ گرا اور زار زار رونے لگا کہ حضرت! میرا قصور معاف کیجئے۔ میرا دین بھی گیا اور دنیا بھی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے رحم دل تھے۔ آپ کے دل مبارک میں رحم پیدا ہوا۔ آپ نے اسے فوراً معاف کر دیا۔ کھیت فوراً ٹھیک ہو گیا۔ حضرت صاحب کو تکلیف دینے والا جزامی ہو گیا۔ یہ ضلع ہوشیار پور کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جہاں آپ تشریف لے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تا زمان حال اس کی جد سے ایک برائی ضرور ہوتا رہتا ہے۔
(خلاصہ از دیوان فرید ص ۳۰)

فائدہ: بے ادب بے نصیب۔ اس موضوع پہ مزید مطالعہ کے لیے شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث، فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تصنیف لطیف باادب بانصیب بے ادب بے نصیب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

فائدہ: نفس امارہ کی خواہشات کو رد کر کے حق تعالیٰ سے لو لگانا حق تعالیٰ سے قرب کا سبب ہے یہی درویشی کی قلیل لفظوں میں حقیقت ہے۔

نفس کو مارتے تو پھر بیڑا ہے پار دشمن جان سے تیرا یہ دوست دار

-----☆☆☆-----

کُجھ نہ بُجھے ، کُجھ نہ سُجھے دُنیا گجھی بھاہ سَائیں میرے چَنگا کیتا، تاں ہُنبھی ونجاہاہ

حل لغات:

کجھ: بعض کتابوں میں کجھ یعنی ک کے نیچے زیر آیا ہے مگر ہم نے آج کل کی زبان کے مطابق ک پہ پیش لگا دیا ہے تا کہ اُسے پڑھنا اور عام لوگوں کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے، کجھ بمعنی کچھ، کچھ بھی۔ * بجھے: پتہ لگے، علم ہو: ٹھنڈی ہو، ٹھنڈی ہو جائے، بجھ جائے۔ * سجھے: بمعنی سوجھے۔ سمجھ آئے: اندازہ ہو۔ * گجھی: پوشیدہ۔ * چھپی ہوئی، گہری، پراسرار، انوکھی۔ * بھاہ: آگ۔ * سائیں: مالک، آقا، محبوب، رب۔ * اچھا: بہتر، بھلا۔ * کیتا: کیا۔ * ناہیں: نہیں۔ * تاں: تو۔ * ہُنبھی: (ھن بھی) یعنی میں بھی۔ * ونجاں ھاہ: چلا جاتا، جل جانا، تباہ و برباد ہو جاتا۔

دنیا ایک ایسی پوشیدہ آگ کی مانند ہے کہ اس کی حقیقت کی سمجھ نہیں آتی۔ کہ نہ تو یہ بظاہر نظر آتی ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ دنیا ایک پوشیدہ آگ ہے۔ اور اس آگ سے بچنا نہایت مشکل کام ہے۔ میرے مالک، میرے مولا نے بڑا اچھا کیا کہ اس سمجھ نہ آنے والی [illegible] بچا لیا۔ [illegible] ملتا۔ جیسے دوسرے دنیا دار دنیا کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگ میں جل رہے ہیں میں بھی انہیں کی طرح اس آگ میں جلتا رہتا۔تباہ و برباد ہو جاتا۔

مطلب:

دنیا کی حقیقت سمجھنا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہاں میں نے دنیا کا پتہ لگانے کی بہت کوشش کی کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے کونسی چیز اس میں اچھی ہے اور کون سی چیز میرے لئے نقصان دہ ہے؟ حتیٰ الوسع کوشش کی مگر کچھ بھی سمجھ نہ آئی۔ کیونکہ دنیا ایک پوشیدہ آگ، ایسی پوشیدہ آگ کہ جو بظاہر دیکھنے سے نظر نہیں آتی مگر بندے کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتی ہے۔اس دنیا میں مگن سے رجحان اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے کی بجائے شیطانی امور کی طرف ہو جاتا ہے روحانیت میں ترقی کی بجائے تنزلی شروع ہو جاتی ہے۔ بظاہر نیک اعمال صالح معلوم ہوتے ہیں مگر ریاکاری کی نظر ہو کر راکھ کر ڈھیر بن جاتے ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا۔اس دنیا کے مکر و فریب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو میرا بچنا بھی مشکل تھا۔میرے مالک نے کرم فرمایا تو حقیقت سمجھ آئی ورنہ میں بھی دنیا داروں کی طرح بربادی کی دلدل میں پھنس جاتا۔

دنیا کی حقیقت:

دنیا بظاہر بڑی خوبصورت ہے اس کی دلکشی پورے عروج پر ہے۔اس کی خوبصورتی دیکھ کر اسی میں دل لگا لینا قطعاً مناسب نہیں جب تک اس کی حقیقت سے آشنائی نہ حاصل کر لی جائے۔مثلاً سانپ کو دیکھئے بظاہر سانپ کتنا خوبصورت نظر آتا ہے۔ظاہری خوبصورتی کے باوجود ہم اس سے بچنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ محض اس لئے کہ سانپ کی خوبصورتی کا قرب حاصل کرتے کرتے سہواً ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو سکتے ہیں کیونکہ بظاہر سانپ بڑا خوبصورت نظر آ رہا ہے مگر حقیقتاً بڑا زہریلا ہے۔اس کا معمولی سا ڈسنا ہمارے لیے نقصان دہ ہے ہمیں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔محض ظاہری خوبصورتی انسان کو حقیقت سے آشنا نہیں کر سکتی بلکہ بعض اوقات انسان اس کی دلفریبی میں آ کر دھوکہ کھا جاتا ہے جو کہ نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

آگ کا انگارہ:

دیکھئے بظاہر آگ کا انگارہ کتنا خوبصورت لگتا ہے۔دہکتا انگارہ خوبصورتی کے لحاظ سے بڑا خوبصورت ہے مگر اس کا ظاہری قرب انسان کو جلا دیتا ہے۔اگر ہم اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اس سے کھیلنا شروع کر دیں تو جیسے ہم اس کے ساتھ پیار کریں گے بظاہر اسے بھی پیار کے جواب میں پیار ہی کرنا چاہیے۔اگر ہم اس آگ کے انگارہ کے ساتھ کھیلیں تو اس انگارے کو بھی چاہیے کہ محض کھیل کی حد تک ہی رہے۔مگر نہیں کبھی اس آگ کے انگارہ سے کھیلتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر دیکھئے اپنی خوبصورتی کے باوجود جونہی ہمارے ہاتھوں سے مس کرے گا فوراً ہمارے ہاتھوں کو جلائے گا۔کیونکہ اس کی فطرت جلانا ہے اس نے اپنی فطرت پہ ہی عمل کرنا ہے۔اس نے جلانا ہی ہے اس نے یہ نہیں دیکھنا کہ آپ تو اس کے ساتھ کھیلنا چاہتے۔آپ تو اس کے ساتھ دوستانہ بڑھانا چاہتے ہیں۔اس کا تمہارے ساتھ دوستانہ یہی ہے کہ وہ تجھے جلائے گا۔بظاہر خوبصورت نظر آنے والا انگارہ حقیقت کے لحاظ سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے ہاں ذرا دور رہ کر ایک حد کے دوران رہتے ہوئے اسی سے فائدہ حاصل کرنا چاہے گا تو تیرے لیئے کھانا پکانے کا سبب بھی بن سکتا ہے پانی گرم کرنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔چائے پکانے کے کام بھی آ سکتا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔دودھ گرم کرنے کے بھی کام آسکتا پس اسی طرح آگ سے ہزاروں فوائد حاصل کیئے جاسکتے ہیں مگر زیادہ قرب نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

فائدہ: دنیا میں موجود اکثر چیزوں کا یہی حال ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے ان سے ایک خاص فاصلے پر رہتے ہوئے ہزاروں فوائد حاصل کیئے جاسکتے ہیں مگر اندھا دھند ان کا قرب نقصان کا سبب بن سکتا۔

دنیا:

دنیا کے معانی ہیں: (1) کرۂ ارض۔ (2) کائنات۔ (3) بہت سی چیزیں۔

دنیا سے مراد ہوتا ہے اس کائنات میں جو کچھ ہے سب کچھ دنیا میں شامل ہے۔مگر درویش اکثر یہ لفظ دین کے الٹ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔اور یہ لفظ دین کے متضاد کے لیے استعمال کیا جانا عام ہے۔مثلاً دنیا دار کے معانی ہیں۔(1) دنیا کے دھندوں میں پھنسا ہوا آدمی۔(2) ظاہری اخلاق کا آدمی۔(3) چالاک آدمی (فیروز اللغات) یہ تینوں معانی دین کے متضاد چلنے والے شخص کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔اسی طرح دنیاداری کے معانی ہیں: (i) دنیا کے دھندے۔(ii) بال بچے، رشتہ داریاں۔ (iii) ملنساری، میل جول، یہ معانی بھی اکثر عام استعمال ہوتے ہیں دین کے ساتھ خصوصیت نہیں۔

دنیا ساز:

کے معانی ہیں ظاہرداری کرنے والا۔دنیادار یہ معانی بھی محض ظاہری طور پر استعمال ہوتے ہیں دین کے متضاد کے لیے کیونکہ دین میں محض ظاہرداری کسی کام کی نہیں ہوتی دین میں تو ظاہر و باطن یکساں ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

دنیاسازی:

ظاہرداری کی باتیں بناوٹ، نمائش یہ معانی بھی دین کے متضاد معانی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔

دنیائے دنی:

بمعنی کمینی دنیا۔

دنیاوی:

دنیا کا، دنیا سے نسبت رکھنے والا، دینی کا الٹ۔

دنیوی:

دنیاوی۔

فائدہ: ان تمام الفاظ کے معانی فیروز اللغات سے لیئے گئے ہیں اور ان معانی میں سے اکثر دین کے متضاد معانی میں استعمال ہوتے ہیں اسی لئے درویش اکثر دنیا کو دین کے متضاد کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں جہاں بھی دنیا کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ وہاں دنیا سے مراد وہی دنیا ہے جو دین کے متضاد ہوتی ہے۔ہاں یاد رکھیئے جو بظاہر دنیوی امور ہوتے ہیں مگر ان کا تعلق دین سے بھی ہو اسے دین کے متضاد معنی میں استعمال نہیں کر سکتے جیسے عام لوگ بھی کمائی کرتے ہیں مگر اللہ والے حلال ذرائع کو اپناتے ہوئے حلال روزی کماتے ہیں حلال ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کو جائز امور میں خرچ کی جائے اسے دین کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالف دنیا کے نام سے موصوف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے اب غور فرمائیے کہ دین کے خلاف امور سرانجام دینے والا اللہ کا دوست کیسے ہو سکتا ہے پس واضح ہوا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق کمائی ہوئی دولت اور اسی راستے میں لگائی جانے والی دولت وغیرہ ساز و سامان کو دین کے مخالف نہیں کہا جا سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس مقام پر دنیا سے مراد مطلقاً دنیوی امور ہیں ان کا تعلق وہاں محض دنیا سے ہو یا دین سے۔ پس واضح ہوا کہ جہاں دنیا کی مذمت ہے وہاں وہ دنیا مراد ہے جو دین کے خلاف ہو۔

احادیث کی روشنی میں دنیا کی حقیقت

حدیث:

حضرت مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

﴿وَاللّٰہِ مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مِثْلُ مَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ ۔ ﴾ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الرقاق پہلی فصل)

اللہ کی قسم! نہیں ہے آخرت کے مقابل مگر ایسی جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

فائدہ: یہ بھی فقط سمجھانے کے لیے ہے ورنہ فانی اور متناہی کو باقی غیر فانی غیر متناہی سے وجہ نسبت بھی نہیں جو بھیگی انگلی کی تری کو سمندر سے ہے۔ خیال رہے کہ دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے، عاقل عارف کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے اُس کی دنیا بہت ہی عظیم ہے غافل کی نماز بھی دنیا ہے جو وہ نام و نمود کے لیے کرتا ہے، عاقل کا کھانا پینا، سونا جاگنا جینا مرنا بھی دین ہے کیونکہ حضور کی سنت ہے مسلمان اس لیے کھائے، پیئے، سوئے، جاگے کہ یہ حضور کی سنتیں ہی حیاۃ الدنیا اور چیز ہے حیوۃ فی الدنیا اور حیاۃ للدنیا کچھ اور یعنی دنیا کی زندگی، دنیا میں زندگی، دنیا کے لیے زندگی، جو دنیا کی زندگی میں ہو مگر آخرت کے لیے ہی دنیا کے لیے نہ ہو وہ مبارک ہے مولانا فرماتے ہیں:

آب در کشتی ہلاک کشتی است　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

کشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاک ہے، مومن کا دل مال و اولاد میں رہنا چاہیے مگر دل میں اللہ و رسول کے سوا کچھ نہ رہنا ضروری ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳)

حدیث 2:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھیڑ کے مرے ہوئے بچے پر گزرے تو فرمایا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ یہ اُسے ایک درہم کا ملے صحابہ کرام نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی چیز کے عوض ملے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿فَوَ اللّٰهِ اَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ﴾

اللہ کی قسم! دنیا اللہ کو اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسی یہ تمہارے نزدیک ہے۔(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ: صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا دار کو تمام جہان کے مرشد ہدایت نہیں دے سکتے، تارک الدنیا دیندار کو سارے شیاطین مل کر گمراہ نہیں کر سکتے، دنیا دار دینی کام بھی کرتا ہے تو دنیا کے لیے اور دیندار دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو دین کے لیے۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷۔ص ۳)

حدیث 3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ﴾

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الرقاق)

فائدہ: مومن دنیا میں کتنا ہی آرام میں ہو مگر اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا، جیل اگرچہ اے کلاس ہو پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اس کے لیے دنیا باغ اور جنت ہے وہ یہیں دل لگا کر رہتا ہے۔لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا اے ابوذر! دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ، جنت اس کے رہنے کا مقام اور دنیا کافر کے لیے جنت ہے۔موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ۔(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴ بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ)

حدیث 4:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں وہ دنیا کی تروتازگی ہے، دنیا کی زینت ہے جو تم پر کھول دی جائے گی تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے فرماتے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسینہ مبارک پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟

غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا خیر شر کو نہیں لاتی جسے بہار اُگاتی ہے اس میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کر دیتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے سوائے اس جانور کے جو سبزی کھائے حتیٰ کہ اس کی کوکھیں تن جائیں تو دھوپ میں آجائے تو لوٹے پوٹے پیشاب کرے پھر لوٹ جائے اور کھائے اور یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے تو جو اُسے اُس کے حق سے لے اور اس کے حق میں خرچ کرے تو وہ اچھا مددگار ہے اور جو ناحق لے وہ اس کی طرح ہوگا جو کھالے اور سیر نہ ہو یہ مال اس کے خلاف

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق۔ مسلم شریف، بخاری شریف)

حدیث 5:

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً﴾

اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 6:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَ مَا وَالَاهُ وَ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ﴾

ہوشیار رہو! دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور سوائے اس کے جو رب کے قریب کر دے اور عالم کے اور طالب علم کے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ ومشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 7:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچا لیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچا لیتا ہے تو باقی کو فناہ ہونے والی پر اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 8:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یونہی دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 9:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کے لیے وہ جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

حدیث 10:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شراب گناہوں کی جامع ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقائق)

﴿تلك عشرة كامله﴾

دنیا کے متعلق حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دین تے دنیاں سکیاں بھیناں، تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہو
دونویں اکس نکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمیندا ہو
جویں اگ تے پانی تھاں اکے وچ واسا نہیں کریندا ہو
دوہیں جہانیں مٹھا باہو جیہڑا دعویٰ کوڑا کریندا ہو

(ابیات باہو ص ۱۳۱۹ از پروفیسر سلطان الطاف علی)

فائدہ: دنیا کی حقیقت کے متعلق مزید بزرگان دین کے اقوال انشاء اللہ کسی اور مقام پہ عرض کیئے جائیں گے۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا ایک ایسی نظر نہ آنے والی آگ ہے جو بظاہر بڑی محبوب محسوس ہوتی ہے مگر حقیقتاً نقصان دہ ہے حق تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اس کی حقیقت سے آشنائی بخشی کہ میں اس دنیا کے مکر و فریب سے بچ گیا سائیں سے مراد مرشد کریم کی ذات بھی ہو سکتی ہے اگر مراد مرشد ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کریم نے خصوصی مہربانی فرمائی اور مجھے دنیا کی گندگی سے لتھڑنے سے بچالیا کہ اس کی حقیقت مجھ پہ واضح کر دی ورنہ میں بھی عام لوگوں کی طرح اس نہ نظر آنے والی آگ کا شکار ہو جاتا۔

-----☆☆☆-----

فریدا جے جانیں تِل تھوڑے، سنبھل بُک بھریں جے جاناں شَوہ نڈھڑا، تھوڑا مان کریں

حل لغات:

* جے: اگر حرفِ شرط۔ * جانیں: تو سمجھے۔ * تل: ایک مشہور و معروف زرعی جنس جس سے تیل نکلتا ہے، سفید اور سیاہ دو رنگ کے تل ہوتے ہیں، انسانی چہرے یا کسی اور مقام پہ سیاہ نقطہ، آنکھ کی پتلی: ذرہ مگر یہاں تل زندگی کے لمحات مراد ہیں۔ * تھوڑے: بہت کم، تھوڑے کی تصغیر یعنی بہت ہی کم۔ * سنبھل: احتیاط سے، خوب دھیان سے، احتیاط کر کے، سوچ سمجھ کر۔ * بُک: دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر بھرنا، مگر اس سے مراد فضول خرچی ہے، زندگی کے لیل و نہار ہوشمندی سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا۔ * شوہ: خاوند، میاں، مالک، سائیں، محبوب شوہر۔ * نڈھڑا: چھوٹا سا، تھوڑی عمر والا، کم عمر، نوجوان، بے پرواہ، یہاں یہی مراد ہے، لاپرواہ نڈھڑا، نڈھا کے آخر میں "ڑا" تصغیر کے لیے۔ * تھوڑا: کم۔ * مان: فخر، غرور، ناز، تکبر، گمان، نخرہ، لاڈ، گھمنڈ، عزت۔ * کریں: کرنا۔

اے فریدا! اگر تو جانتا ہے کہ تل کم ہیں یعنی زندگی کا وقت کم ہے زندگی کی سانسیں کم ہیں، تو پھر زندگی کے لمحات نہایت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھداری سے گزارنے چاہئیں۔اگر معلوم ہے کہ محبوب بے پرواہ ہے اور محبوب کو عاجزی پسند ہے تو پھر عاجزی اختیار کرنا، فخر وغرور اور تکبر نہ کرنا۔

مطلب:

اے فرید! اگر تو جانتا ہے کہ تل تھوڑے ہیں یعنی زندگی کا وقت کم ہے زندگی گزارنے کے لیے بہت کم سانسیں ہیں تو دونوں ہاتھ سے لپیں بھر بھر کر خرچ نہیں کرنے چاہئیں۔اس لیے ہمیں فضول کاموں میں یہ زندگی کا نہایت قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے اپناتے ہوئے زندگی کا ایک ایک سانس نہایت ہوشیاری اور سمجھداری سے گزارنا چاہیے۔اگر یہ حقیقت تجھ پہ آشکارا ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو عاجزی پسند ہے تو پھر عاجزانہ روش اختیار کر۔فخر غرور اور تکبر چھوڑ دینا چاہیئے۔مان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ محبوب سے دوری کا سبب ہے۔

شرح:

اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ (بابا فرید عورت کو نصیحت کرتے ہوئے انسانیت کا پیغام دیتے ہیں) اگر تجھے پتہ چل جائے کہ تل تھوڑے ہیں (تیرے دن تھوڑے ہیں) تو دونوں ہاتھ بھر بھر کے نہ خرچ کرنا (فضول وقت نہ ضائع کرنا (اگر تجھے علم ہو جائے کہ تیرا محبوب یا شوہر (تیرا رب) بے نیاز ہے تو زیادہ مان اور نخرے مت کرنا (تیرا رب بے نیاز ہے اس لیے غرور میں نہ رہنا بلکہ نیک عمل کرنا۔(معارف فرید ص ۸۰)

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اے فرید! اگر میں جانتا کہ تل تھوڑے ہیں تو احتیاط کے ساتھ ان سے مٹھی بھرتا یعنی اگر میں جانتا کہ زندگی کا وقت تھوڑا ہے تو اس زندگی کے لمحات کو سوچ سنبھل کر گزارتا اور اگر میں یہ جانتا کہ میرا مالک بے پرواہ ہے تو میں اپنے اعمال پر اتنا زیادہ اعتماد نہ کرتا کہ نجات کا انحصار عملوں پر نہیں ہے خدا بے پرواہ ہے وہ گنہگاروں کو بخش دیتا ہے اور عابدوں زاہدوں کو پکڑ سکتا ہے۔(کلام بابا فرید گنج شکر ص ۲۸) فائدہ: درج بالا دونوں حوالہ جات میں معمولی سی تبدیلی کی ہے۔

فائدہ: اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔

مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ اے فرید! اگر تو جانتا ہے کہ تل کم ہیں تو پھر سنبھل کر دونوں ہاتھوں سے تل خرچ کرنا احتیاط کرنا کہیں بے احتیاطی تیرے لیئے پچھتاوے کا سبب نہ بن جائے اسی طرح اگر تو جانتا ہے کہ محبوب بے پرواہ ہے اس نے تیری نہیں مانی بلکہ اپنی منوانی ہے بے پرواہ محبوب اپنی منواتا ہے وہ محبوب جو ہے جب محبوب کی ہی ماننی ہے تو پھر من مانی نہ کرنا کہیں نقصان نہ اٹھا بیٹھے محبوب کو ناراض نہ کر بیٹھے۔

اس مثال کے ذریعے ان دیکھے حقائق بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ دیکھے ہوئے حقائق کے ذریعے سمجھا رہے ہیں۔نامعلوم حقائق کو معلوم حقائق کے ذریعے سمجھا رہے ہیں۔مشکل ترین حقائق آسان ترین مثال کے ذریعے سمجھا رہے کہ ارے انسان تجھے جو عمر عطا ہوئی ہے تجھے تو معلوم نہیں عمر کم ملی ہے یا زیادہ؟ تو جانتا نہیں کہ تیری موت کا ڈنکا کب بج جانا ہے تیری زندگی کا کب اختتام ہو جانا ہے گویا یوں سمجھ لیجئے جو معلوم بھی نہیں اسے ہونے کے باوجود سمجھ لے جو نظر نہیں آتا اس پر پوری احتیاط سے اللہ تعالیٰ کو راضی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے ہوئے گزار دے جب نیا سانس میسر آجائے اسے بھی نہایت احتیاط سے گزار اسی طرح جو جو سانسیں میسر آتی جائیں وہ نہایت احتیاط اور سمجھداری سے گزارتا چلا جا۔ حق تعالیٰ پہ نظر رکھ ایک لمحہ بھی غفلت کا شکار نہ ہو جانا۔ کیونکہ جو زندگی عطا کر رہا ہے اس نے اس کے متعلق پوچھنا بھی ہے کہ وہ زندگی تو نے کیسے گزاری ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزار کیونکہ تو نہیں جانتا کہ آئندہ سانس تجھے ملے گا یا نہیں۔

چند گنتی کی سانسیں تجھے میسر آئی ہیں انہیں برباد ہونے سے بچا نہایت احتیاط سے ہر سانس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے نہایت احتیاط سے گزارتا کہ محبوب حقیقی ہر سانس گزرنے پہ راضی ہو اس کی ناراضگی بڑی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان:

کوئی بھی انسان اس کی ناراضگی کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی بھی علیٰ کُلّ شَیْءٍ قدیر نہیں سوائے خالق کائنات کے خالق کائنات کی شان ہے کہ وہ اللہ علی کل شیءٍ قدیر ہے۔

سب حاکموں سے بڑا حاکم:

اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔

﴿اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ o﴾ (پ۳۰ سورۃ التین)

کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔ (کنز الایمان)

سب کا حساب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ o﴾ (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ)

(ترجمہ کنز الایمان) پھر بے شک ہماری طرف ہی ان کا حساب ہے۔

﴿وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ o﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ (کنز الایمان)

﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ o﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔ (کنز الایمان)

﴿وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ o﴾ (پ۳۰ سورۃ البروج)

اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (کنز الایمان)

﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا o﴾ (پ۲۹ سورۃ الدھر)

بے شک وہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾ (پ۲۹سورۃ المزمل)

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(کنزالایمان)

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (پ۲۹سورۃ المزمل)

وہ پورب کا رب ہے اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔(کنزالایمان)

﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّين ۝﴾ (سورۃ الفاتحہ)

روز جزا کا مالک۔(کنزالایمان)

﴿اَللّٰهُ الصَّمَد﴾ اللہ بے نیاز۔

﴿تلك عَشَرَةٌ كَامِلَه﴾

بہر حال محبوب حقیقی بڑا عظیم ہے تمام عظمتیں اسی سے ہیں اگر اس کا قرب میسر ہے تو تمام عظمتیں حاصل ہوں گی اگر وہ ناراض ہو جائے تو کچھ بھی میسر نہ ہوگا کیونکہ جو کچھ حاصل ہونا ہے اسی سے ہی حاصل ہونا۔ جو کچھ ہونا ہے تو محض اس کی مہربانی اور عنایت سے ہونا ہے۔ محبوب حقیقی کی تو یہ شان ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ۔

﴿اَللّٰهَ الصَّمَد ۝﴾ (سورۃ اخلاص پ۳۰)

اللہ بے نیاز ہے۔

اس بے نیاز کے سامنے تیری میں نہ چل سکے گی۔ اپنی خودی اس ذات کے سامنے ختم کر دے اپنے معمولی معمولی اعمال کو سب کچھ نہ سمجھ بیٹھ کیونکہ ان کی قبولیت بھی تبھی ہے جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ورنہ تیرے اعمال کس کام کے۔ ہاں اس مالک و خالق کی رضا کے لیے اعمال اختیار کرے گا تو تب تیرے اعمال کی اہمیت ہوگی۔ وہ ایسا بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو گنہگاروں کو معاف کر دے اور چاہے تو بظاہر نیکو کاروں کو جہنم میں پھینک دے کیونکہ وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔

حدیث 1:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق بندہ دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے۔ اور جنتیوں کے کام کرتا ہے اور وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے نہیں اَعمَال کا اعتبار خاتمہ کے ساتھ ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

حدیث 2:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بنی آدم کے سب دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں مانند ایک دل کے اس کو جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔(مسلم شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ:

وہ (اللہ تعالیٰ) جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا نہ تھکے نہ اوکتائے تمام عالم کا پالنے والا۔ ماں باپ سے زیادہ مہربان، علم والا، اُسی کی رحمت ٹوٹے دلوں کا سہارا، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا، گناہوں کا بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا۔ اس کی پکڑ نہایت سخت جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کردے جس کو چاہے راہِ راست پہ لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے ظلم سے پاک وصاف ہے نہایت بلند وبالا ہے وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ نفع وضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ مظلوم کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے اس کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے۔

اور بُرے سے ناراض۔ اس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔ اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو اس پر کچھ واجب نہیں مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے ہاں اس نے اپنے کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں اور اس کے وعدہ ووعید بدلتے نہیں اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ (بہارِ شریعت جلد اول حصہ اول ص ۷)

رحمت حق بہانہ می جوید:

اللہ تعالیٰ جس پہ چاہے فضل وکرم کرے اور اسے خصوصی عنایات سے نواز دے جس کے تھوڑے عمل سے راضی ہوجائے کسی کے دفتروں کے دفتر قبول نہ فرمائے فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص کو چلتے ہوئے راستے میں شدید پیاس لگی تو اس نے کنواں تلاش کیا اور پھر اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ کتا پیاس سے تڑپ رہا ہے اور ٹھنڈی مٹی پر منہ مار رہا ہے اس شخص نے کہا شاید اس کتے کو بھی پیاس لگ رہی ہے جس طرح کہ مجھے لگی تھی پھر وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزہ میں پانی بھرا اور اسے منہ میں دبا کر باہر نکلا پھر اس کتے کو پانی پلا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جانوروں سے ہمدردی کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر جانور سے ہمدردی کرنے پر اجر ملتا ہے۔ (تنبیہہ الغافلین حصہ دوم ص ۸۲)

فائدہ: دیکھئے اللہ تعالیٰ نے محض کتے کو پانی پلانے پر بخش دیا۔

مختصر یہ کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر مبارک میں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ زندگی کے لمحات کا کوئی شمار نہیں نہ جانے کتنے میسر آئیں ان کو نہایت احتیاط سے اعمال صالح اپناتے ہوئے گذاریں۔ پھر اپنے اعمال پہ نازاں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ محبوب

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقی کو محض بے روح اعمال کی ضرورت نہیں اسے تو تیرا خلوص سے کیا ہوا تھوڑا عمل بھی قبول ہے اور بے خلوص کیئے ہوئے اعمال کے دفتروں کے دفتر بھی بے کار ہیں وہ بے پرواہ ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔اس کے سامنے اپنے اعمال کی وجہ سے فخر، غرور اور تکبر اختیار نہ کر۔وہ چاہے تو تیرے اعمال قبول کرے چاہے تو خلوص نہ ہونے کے باعث رد کر دے اس لیئے فخر و غرور کے بت کو پاش پاش کر دے۔

-----☆☆☆-----

جے جاناں لڑ چھجناں ، پیڈھی پائیں گنڈھ تَیں جے وَڈ مَیں نہ کُو، سبھ جگ ڈِٹھا ہَنڈھ

حل لغات:

* جے: اگر۔ * جاناں: جانتا۔ * لُو: پلہ، کنارہ، پلو، کپڑے کا پلو، دامن، آنچل چادر کا وہ پلو کہ جس کے ساتھ چادر کو باندھنے کے لیے چادر میں اڑس لیتے ہیں تا کہ چادر جسم سے الگ نہ ہو جسے پنجابی میں ڈب بھی کہتے ہیں۔ * چھجناں: پرانا ہونا، خستہ، پتلے کپڑے کے دھاگے الگ الگ ہو کر اس کی بناوٹ کا خراب ہونا، نرم ہو کر کپڑے کا کھل جانا، پھٹ جانا۔ * پیڈھی: پکی، مضبوط۔ * پائیں: پانا، لگانا۔ * گنڈھ: گرہ باندھنا، بندھن۔ * تَیں: تُو، تیرے تجھ۔ * جے: جیسا۔ * تیں جے: تجھ جیسا، تیرے جیسا۔ * وَڈ: بڑا۔ * نہ: نہیں۔ * کُو: کوئی۔ * سبھ: تمام، سارا، پورا۔ * جگ: جہاں، دنیا جہان کائنات، مخلوق۔ * ڈٹھا: دیکھا۔ * ہنڈھ: چل پھر کر، تجربہ کر کر کے دیکھ لینا، بار بار تجربہ کرنا، آزما کر، پرانا کر کے، جانچ پڑتال کر کے۔

اگر جانتا ہے کہ کنارہ یعنی پلہ چھجناں ہے تو پھر پختہ اور مضبوط گرہ دے لیجئے۔تا کہ پھٹنے سے محفوظ رہے۔تیرے جیسی عظمتوں کا مالک کوئی بھی نہیں ہے میں نے سارا جہان دیکھ لیا ہے۔

مطلب:

اگر جانتا کہ پلہ چھجناں ہے۔خراب ہونے والا ہے پختہ گرہ دے لیجئے تا کہ پھٹنے سے محفوظ رہے۔یعنی اگر راہِ حق سے بھٹکنے کا خوف لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن وسنت) کو مضبوطی سے تھامنا چاہیے۔

یا اللہ! میں تیرے جیسی عظمتوں کا مالک نہیں ہوں۔میں نے سارا جہان دیکھ کر آزما لیا ہے بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یا اللہ میں تجھ جیسا نہیں ہے تو عظیم ہے میں ناچیز ہوں، تو اکبر ہے۔میں تیری رحمتوں کے سہارے پہ ہوں۔تو خود مختار علیٰ کل شیٔ قدیر ہے میں عاجز و مسکین ہوں۔سارے جہان میں تیری عظمتوں کے مقابل کوئی نہیں تو عظیم ہے اگر کسی کو کوئی عظمت ملی ہے تو تیری ہی بارگاہ سے ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق:

اللہ تعالیٰ سے انسان کا تعلق کیسا ہونا چاہیے؟ اس شعر میں اسی سوال کے متعلق بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ جب تمام ارواح کو تخلیق کیا تو سب سے پہلے بھی ارواح سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو قَالُوْا سبھی ارواح نے جواب دیا تھا کہ بَلٰی ہاں یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو ارواح کے تخلیق کرنے کے ساتھ ہی اپنی ربوبیت کا اقرار کروالیا تھا جس نے یاد

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھا اس نے یاد رکھا جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ ان ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم انور میں رکھا۔ یہی ارواح اپنے اپنے وقت پر اس دنیا میں آتی رہیں سبھی انسان پیدا ہوتے ہی چست و چالاک نہیں ہوتے، گنہگار و خطا کار نہیں ہوتے بلکہ سبھی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے۔

ہر بچے کی پیدائش فطرت پر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾

ہر بچہ دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور بے عیب بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک کان کٹا پاتے ہو پھر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا اللہ کی خلق میں تبدیلی نہیں یہ ہی سیدھا دین ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب القدر)

فائدہ: فطرت کے لفظی معنی ہیں چیرنا ایجاد کرنا یہاں اصلی اور پیدائشی حالت مراد ہے یعنی ہر انسان ایمان پر پیدا ہوتا ہے عالم ارواح میں رب تعالیٰ نے تمام روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا سب نے بلی کہہ کر اقرار کیا اس اقرار پر قائم رہتے ہوئے دنیا میں آئے یہ اقرار و ایمان سب کا فطری اور پیدائشی دین ہے۔ بچہ ہوش سنبھالنے تک دین فطرت توحید و ایمان پر قائم رہتا ہے ہوش سنبھالنے پر جیسا اپنے ماں باپ اور ساتھیوں کو دیکھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۰۰)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو فطرت پر ہی پیدا کیا اور اس جہان فانی میں بھیجا یہ انسان اس دنیا میں آتے ہی سبھی قول و قرار بھول گیا دنیا کی بہار کیا دیکھی دین و ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا حالانکہ جاننے والے تو والدہ کے شکم میں بھی ہوں تو اپنی آنکھوں سے اپنی منزل اوجھل نہیں ہونے دیتے۔

حکایت:

مشائخ چشت کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ جس وقت حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں تھے ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی آپ کے ہمسایہ کے گھر میں ایک بیری کا درخت تھا جس پر پختہ بیر لگے ہوئے تھے انہوں نے درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر چند بیر توڑ لیے اور آپ کھانا چاہتی تھیں کہ پیٹ کے اندر بچہ بے قرار ہو گیا یہاں تک کہ وہ بیر نہ کھا سکیں اور بیر ہاتھ سے گر گئے جب حضرت اقدس پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہتی تھیں کہ بیٹا تمہاری بدولت حمل کے دوران مجھے اللہ تعالیٰ نے مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب آپ نے کئی بار یہی بات والدہ ماجدہ سے سنی تو ایک دن فرمایا کہ اماں جان! اس قدر میری احسان مند نہ ہو، کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا۔ یہ بات سن کر آپ حیران ہوئیں اور آئندہ کچھ نہ کہا۔ (اقتباس الانوار ص ۴۳۴، حیات الفرید ص ۹۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بڑا مشہور و معروف واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ہر روز قرآن مجید تلاوت فرمایا کرتی تھیں آپ اس وقت والدہ محترمہ کے شکم میں تھے جب آپ اس جہان فانی میں جلوہ افروز ہوئے۔ دن مہینوں اور سالوں میں بدلے جب آپ کو قرآن مجید پڑھنے کے لیے استاد نے پڑھانا شروع کر دیا تو سبحان الذی اسریٰ بعبدہ یعنی پندرہویں پارے تک آپ نے قرآن مجید زبانی سنا دیا استاد محترم نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ نے یہ کہاں سے یاد کیا تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ اتنا قرآن پڑھا کرتی تھیں میں نے اپنی والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں ہی اتنا قرآن مجید حفظ کر لیا ہے اس سے آگے آپ مجھے پڑھائیں۔

فائدہ: اسی طرح نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ایک طرف کا دودھ پینا اور دوسری طرف کا دودھ چھوڑ دینا جسے تقریباً سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی قبیل سے متعلق ہے۔

حکایت:

یہ حکایت جو بیان کی جا رہی ہے اس سے ملتی جلتی کئی بزرگوں کی حکایات مشہور و معروف ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ 29 شعبان کو آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے لوگوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر مسئلہ دریافت کیا کہ آج بادل چھایا ہوا چاند صحیح طور پر نظر نہیں آ رہا اگر آپ فرمائیں تو کل ماہ رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھ لیں۔

حضرت قاضی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل شک کا دن ہے (یعنی یقینی طور پر کچھ بھی معلوم نہیں کہ کل تیس شعبان کی ہوگی یا یکم رمضان المبارک کی تاریخ ہوگی) اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے اس کے بعد وہ لوگ ایک ابدال کے پاس حاضر ہوئے اس ابدال کا اسم گرامی بردویرا تھا اور اسی قصبہ کوٹھیوالہ میں رہتے تھے جب یہ مسئلہ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو کہ قطب وقت ہوگا اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پیئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیے۔ اگر وہ بچہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو تمہیں بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

اسی رات بچہ پیدا ہوا اور اسی دن اُس بچے نے دودھ نہ پیا اور روزہ رکھا۔ ان کو دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے ایک پستان سے افطاری کے وقت دودھ پیتے اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیتے رہے۔ (حیات الفرید، ص ۱۹۹ اقتباس الانوار ص ۲۳۵، ۲۳۴۔ تجلیات خواجگان چشت ص ۲۶۳۔۲۶۴)

تعلق:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اتنا کمزور اور ٹوٹ جانے والا ہے حالانکہ اس تعلق کا آغاز روحوں کی تخلیق کے وقت ہی سے قائم ہو گیا تھا مگر افسوس کہ عالم ارواح سے آتے ہی دنیا کی ہوا لگتے ہی وہ تعلق اور رابطہ ٹوٹتا نظر آنے لگا پلہ جھکنے والا ہے یعنی تعلق ٹوٹنے والا ہے۔ تو اسے مضبوط رکھنے کی غرض سے قرآن و سنت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیتا یا باندھ لیتا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث 1:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منکر کے سوا میری ساری امت جنت میں جائے گی۔

عرض کیا گیا منکر کون؟ فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی بہشت میں گیا جس نے میری نافرمانی کی منکر ہوا۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 2:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 3:

حضرت بلال ابن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری مردہ سنت کو جو میرے بعد فنا کر دی گئی زندہ کرے اسے ان تمام کے برابر ثواب ہوگا جو اس پر عمل کریں اس کے بغیر اُن عاملوں کے ثواب سے کچھ کم ہو اور جو گمراہی کی بدعت ایجاد کرے جس سے اللہ و رسول راضی نہیں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عامل ہوں۔ اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 4:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن سیکھا پھر اس کی اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے گمراہی سے بچائے گا اور قیامت کے دن سخت عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 5:

ایک روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں کہ جو قرآن کی پیروی کرے گا وہ دنیا میں گمراہ اور آخرت میں بد بخت نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ کہ جو میری ہدایت کی اتباع کرے وہ نہ گمراہ ہو اور نہ بدنصیب۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 6:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر بچھڑا اس نے اس اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔ (ابوداؤد شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث 7:

حضرت مالک ابن انس رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں وہ چھوڑی ہیں جب تک انہیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے پیغمبر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت)۔ (مؤطا امام مالک۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

فائدہ: یہ وہ چیزیں جنہیں مضبوطی سے [illegible] راہ حق سے ڈگمگاتا نہیں۔ اس لیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جسے محسوس ہو کہ وہ دنیا کی بھول بھلیوں میں بھٹک سکتا ہے اسے چاہیے کہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق مضبوطی سے زندگی گزارے انشاءاللہ شیطان کی تمام چالیں ناکارہ ثابت ہوں گی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سارا جہان گھوم پھر کر دیکھ لیا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اس جیسا کوئی نہیں۔اس لئے اس کے احکام کا خلاف نہیں کرنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جے تُوں عقل لطیف کالے لِکھ نہ لیکھ آپنے گریوان میں، سِر نیواں کر ویکھ

حل لغات:

* فریدا: اے فرید، حضرت بابا فرید الدین شکر گنج اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید۔ * جے: اگر * تُوں: تو اسی طرح بعض کتابوں میں تیں لکھا ہوا ہے اور تیں کا معنی بھی تُو ہی ہے۔ * عقل: دانائی، سمجھ، فہم، شعور، ادراک۔ * لطیف: نرم، نازک، صاف، شفاف، پاکیزہ۔ * عقل لطیف: باریک بیں عقل، باریک باتیں سمجھنے والی عقل، بات کی تہہ تک پہنچ جانے والی عقل، حقیقت کو سمجھ جانے والی عقل، نازک باتوں کو سمجھ لینے والی عقل، حکمت و دانائی کی حقیقت کو جانچ لینے والی عقل۔ * کالے: سیاہ، مگر یہاں کالے مراد بداعمالیاں، گناہ، بدکاریاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف امور کو سرانجام دینا۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں، برے اور گندے کام۔ * لیکھ: قسمت، مقدر، لکھت، اعمال نامہ۔ * آپنے: اپنے گریوان بعض کتابوں میں یہ لفظ گریبان بھی لکھا ہوا ہے مراد گریباں یعنی قمیض یا کرتے وغیرہ کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔ * سِر: سر۔ * نیواں: نیچا کر کے، جھکا کر۔ * ویکھ: دیکھ لے۔

اے فرید! اگر تو عقل لطیف رکھتا ہے تو پھر اپنے نامۂ اعمال میں سیاہ اعمال نہ لکھ یعنی اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں پہ مبنی خطا کاریوں میں زندگی نہ گزار سر جھکا کر اپنے گریبان میں دیکھ۔

مطلب:

اے فرید اگر تیری عقل پاک صاف ہے۔اگر تو عقل سلیم رکھتا ہے عقل اور دانائی تیرے پاس ہے تو پھر برے اعمال سے اپنا عملنامہ سیاہ نہ کر اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ۔اپنے ضمیر سے مشورہ کر کیونکہ ضمیر تجھے حق کی صدا سے آشنا کر دے گا۔گناہ کے کام سے ضمیر کو ٹھیس پہنچتی ہے۔کھٹکا سا پیدا ہوتا ہے۔دل پہ دھبے پڑ جاتے ہیں۔جس وجہ سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے یا ناراضگی کا سبب ہے۔غور و فکر کر۔

عقل لطیف:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر تو عقل لطیف ہے؟ اگر تجھے عقل لطیف حاصل ہے اگر تو سمجھدار ہے اپنا بھلا برا سب کچھ جانتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کالے لیکھ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو عقلمند ہے تو کالے لکھ نہ لیکھ۔ کالے بمعنی سیاہ۔ کالے لیکھ سے مراد ہے بداعمالیاں اختیار نہ کر گناہوں کی زندگی سے پرہیز کر، گناہوں سے دوری اختیار کر۔

گناہوں کے انجام کا منظر:

قرآن واحادیث میں گناہوں کے انجام کا منظر بڑا بھیانک بیان کیا گیا سارے گناہوں کا انجام اس مختصر کتاب میں بیان نہیں کیا جا سکتا بطور نمونہ چند گناہوں کے انجام کا منظر ملاحظہ فرمایئے اور ان سے توبہ اختیار کیجئے تا کہ ایسے بھیانک انجام سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا صدقہ ہمیں ایسے مناظر سے نہ دوچار کرے۔ اپنی خاص رحمت کرتے ہوئے ایسے نادیدنی مناظر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، قرآن مجید میں ہے کہ

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۘ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۘ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۘ﴾ (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ آیات 1 تا 7)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی۔ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں۔ مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔ نہایت جلتے چشمے کا پانی پلائے جائیں۔ ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں۔ (کنز الایمان)

جہنم کے دروازے اور دخولِ جہنم کا منظر

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جبرائیل کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی مانند ہیں عرض کیا نہیں وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں، اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گناہ زیادہ گرم ہے، دشمنانِ الٰہی کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی جو پیچھے نکل آئے گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو الٹا کر کے پس پشت زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ہمراہ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، ملائکہ لوہے کے گرز سے ان کو ماریں گے کوئی بھی اس غم و دکھ سے نکلنا چاہے گا تو پھر اسے اسی میں دھکیل دیا جائے، حضور علیہ السلام نے فرمایا جبرائیل ان درازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق، اور اصحاب مائدہ سے کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں اس جگہ کا نام ہاویہ ہے دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں اس جگہ کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے، چوتھے دروازے میں شیطان اور اس کے متبعین اور مجوسی ہیں اس جگہ کا نام لظی ہے، پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے، چھٹے میں عیسائی ہیں اور اس کا نام السعیر ہے پھر حضور علیہ السلام سے جدا کرتے ہوئے جبریل رک گئے تو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے والوں کے متعلق بھی بتادو، عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے جو بغیر توبہ کیے مر گئے، تو آپ یہ سن کر غش کھا کر گر گئے، جبریل علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبریل میرے لئے یہ بات عظیم مصیبت اور شدید غم کی ہے کہ میری امت میں سے کوئی شخص جہنم میں جائے، جبریل نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ کی امت کے اہل کبائر جہنم میں جائیں گے، پھر حضور علیہ السلام رونے لگے اور جبریل بھی رونے لگے۔ اور آپ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے اور لوگوں سے کنارہ کشی فرمائی، صرف نماز کے لیے آتے اور پھر اندر چلے جاتے۔ دو دن یونہی تنہائی اور گریہ وزاری میں گزر گئے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۸۲ جلد اول)

گنہگاروں کے ٹھہرنے کے مقام جہنم کا منظر

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نار جہنم کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک وہ تاریک ترین رات کی طرح سیاہ ہوگئی۔ یزید بن مرثد سے مروی ہے کہ ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یوں وعید دی ہوتی کہ اگر گناہ کیا تو تو ہمیشہ جہنم میں محبوس رہے گا تب بھی حق یہ ہے کہ میرے آنسو نہ رکتے لیکن یہاں تو وعید ایسی ہے جس میں محبوس رکھنے کی ہے جس کو جہنم سے نکالنے کی مدت تین ہزار سال ہے، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کی مثل سانپ ہیں جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک تکلیف میں مبتلا رہے گا، اور خچروں جیسے بچھو ہیں وہ بھی جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک اس کی تکلیفوں میں مبتلا رہے گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ تمہاری یہ دنیاوی آگ نہار جہنم سے ستر حصے کم ہے، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ تمہاری یہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جہنمیوں میں کمترین عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے، جس سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہوگا، اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی ہوگی، اس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر اس کے قدموں میں پڑی ہوں گی وہ سمجھتا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب میں میں مبتلا ہوں حالانکہ وہ اہل نار میں سے کمترین عذاب میں مبتلا ہوگا۔
(تنبیہ الغافلین ص ۷۷۔۷۶)

اصحاب جہنم کی فریاد پر جوابِ ایزدی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ دوزخی لوگ مالک نامی داروغہ جہنم کو پکاریں گے تو چالیس سال تک ان کو جواب نہیں ملے گا پھر داروغہ ان سے کہے گا کہ تم نے بس ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہیں گے "اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال دے۔ اگر پھر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے" تو انہیں پوری دنیا کی مدت کی دگنی مقدار تک جواب

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں دیا جائے گا، پھران سے کہا جائے گا کہ ''راندے ہوئے اس میں رہو اور تم بات نہ کرو'' صحابی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم پھر وہ قوم ایک جملہ تک نہیں بولے گی پس بعد ازاں جہنم میں ان لوگوں کی چیخ وپکار ہوگی ان کی آوازیں گدھوں جیسی ہوں گی جس کی اول کو زفیر اور آخر کو شہیق لیتے ہیں، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قوم لیا تمہارے لئے اس سے کوئی پناہ ہے یا لیا تم اس پر صبر کر سکتے ہو، اے قوم اطاعت الٰہی تم پر آسان ہے لہٰذا اس کی اطاعت کرو، کہا جاتا ہے کہ جہنمی ہزار سال تک چیختے رہیں گے مگر انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا، پھر وہ کہیں گے اگر ہم دنیا میں صبر کرتے تو چھٹکارا مل جاتا۔ تو وہ ایک ہزار سال تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی تب وہ کہیں گے ''ہمارے لئے برابر ہے ہم فریاد کریں یا صبر کریں اب ہمارے لیے کوئی نجات نہیں ہے'' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے پیاس اور شدت عذاب کی وجہ سے ایک ہزار سال تک بارش کی دعا کرتے رہیں گے تا کہ حرارت اور پیاس میں کمی ہو جب وہ ایک ہزار برس تک الحاح وزاری کرتے رہیں گے تب اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا۔ یہ کیا شے مانگتے ہیں جبرائیل عرض کرے گا اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ بارش کا سوال کر رہے ہیں پھر ایک سرخ بادل ظاہر ہوگا وہ گمان کریں گے کہ بارش برسے گی لیکن اس سے خچر کی مانند بچھو گریں گے اگر وہ ان میں سے ایک کو بھی ڈسے گا تو ایک ہزار سال تک اس کا درد نہ جائے گا پھر وہ بارگاہ الٰہی میں ایک ہزار سال تک بارش کی دعا مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا تو وہ کہیں گے یہ بارش والا بادل ہے یکن ان پر اونٹ کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہوگی، اگر وہ کاٹ لے گا تو ایک ہزار سال تک اس کے درد میں افاقہ نہ ہوگا اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ ہم ایک عذاب پر دوسرے عذاب کو زیادہ کر دیں گے ان کے فساد کی بناء پر'' یہی اللہ تعالیٰ کا انکار اور معصیت کی وجہ سے۔

گناہوں کا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ہیں انہیں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

1: مرجئہ۔ قدریہ (دونوں گمراہ فرقے ہیں) (البدور السافرہ فی احوال الآخرۃ ص ۴۷۸)

2: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس سے دوزخیوں کے لیے پیپ بہتی ہے اور وہ مکذبین (جھٹلانے والوں) کے لیے ہے۔ (البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ بحوالہ بیہقی ص ۵۳۵)

3: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ الْحُزْن (غم کا کنواں) سے پناہ مانگو۔ عرض کی گئی حب الحزن کیا ہے؟
فرمایا وہ وادی ہے جس سے جہنم روزانہ (100) بار پناہ مانگتی ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ وہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔
عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوں گے؟
فرمایا ریاکار، قاری (حافظ عالم وغیرہ) اپنے بداعمال کی وجہ سے۔
(ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، طبرانی، البدور السافرہ فی احوال الاخرت ص ۵۳۹)

4: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مالک مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ تین ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے نہ ان پر نگاہِ کرم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائے گا اور وہ منسا میں ہوں گے اور منسا جہنم میں ایک کنواں ہے وہ تین یہ ہیں۔(i) تقدیر جھٹلانے والا۔(ii) دین میں بری بدعت کی بنیاد ڈالنے والا۔(iii) ہمیشہ شراب پینے والا۔(البدور السافرہ ص ۵۳۹)

فائدہ: اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے اس میں دین میں بری بدعت کی بنیاد ڈالنے والے کی بجائے اولاد سے بیزار ہونے والا ہے۔

5: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بسا اوقات انسان کوئی بات کہہ بیٹھتا ہے اسے علم نہیں ہوتا کہ اس میں کتنا گناہ ہے وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا وہ اتنا بعید ہے جیسے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت۔(بخاری شریف، مسلم شریف، البدور السافرہ ص ۵۴۱)

6: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خواتین تم صدقہ کیا کرو۔اور استغفار کی کثرت کرو کیونکہ میں دوزخ میں تمہیں زیادہ دیکھتا ہوں۔ان میں سے ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے، ہم کیوں دوزخ میں زیادہ ہوں گی فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔(بخاری شریف، مسلم شریف)

فائدہ: اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم خیر و بھلائی کو ٹالتی ہو۔

7: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے تو فرمایا دیکھو کیا شے تمہیں نظر آتی ہے ہم نے عرض کی گھونسلہ نظر آتا ہے اس میں کوا ہے جس کے دو پاؤں سفید ہیں اس کی چونچ سرخ ہے آپ نے فرمایا عورتیں جنت میں نہ جائیں گی مگر وہ جو کوے کی طرح گھونسلے میں ہوں (یعنی ہر دنیوی آلائش سے آزاد)

(البدور السافرہ ص ۵۷۹)

فائدہ: اس سے وہ خواتین عبرت حاصل کریں جو مسلمان کہلاتی ہیں مگر گیمز کے نام پر شریعت مطہرہ کا مذاق اڑاتی نظر آتی ہیں۔ ہیں بھی مسلمان مگر آرٹ کے نام سے ناچ پارٹیوں کا تماشہ بنتی ہیں۔بغیر حجاب کے گلیوں، بازاروں، سیر گاہوں اور دیگر پبلک مقام پر دعوت نظارہ بنی پھرتی ہیں۔

8: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل نار وہ تندخو (بدمزاج جلد ناراض ہونے والا) اجڈ اکھڑ مزاج، متکبر دنیا کا مال جمع کرنے والا اور خیر و بھلائی کو روکنے والا اور اہل جنت میں ضعفاء (ضعیف کی جمع) مغلوب ہوں گے۔(البدور السافرہ ص ۵۷۹)

9: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک آدمی کو قیامت میں لا کر ڈالا جائے گا تو اس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر دوزخ میں پڑی ہوں گی اور وہ ان کے اردگرد ایسے چکر لگا رہا ہوگا جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے اس پر دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تمہیں کیا ہو گیا تو ہمیں نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے روکتا تھا؟ وہ کہے گا میں نیکی کا حکم کرتا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا لیکن میں خود اس برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔(البدور السافرہ ۵۷۹ بحوالہ بخاری شریف۔ مسلم شریف)

فائدہ: اس سے بے عمل علماء، حفاظ، واعظین اور مبلغین کو عبرت حاصل کرنی چاہیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

10: حضرت عبید اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت مند دوزخ میں زیادہ جانے والا ہے۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۱ بحوالہ دارمی)

11: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں دو زبانوں والا (منافق) ہو تو اس کی قیامت میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۲)

فائدہ: مزید احادیث کے لیے کتب احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

اپنے گریوان میں سرنیواں کرکے ویکھ:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ کی نافرمانی کرے تو پھر تجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا لہٰذا اب تک جو گناہ کیئے ہیں ان کے متعلق توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشوا سچی توبہ کر۔ گزشتہ گناہوں کی وجہ سے شرمندگی اختیار کر توبہ کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ تہیہ کر۔ کیونکہ جو گناہ کیئے انکا اثر دل پہ یہ ہوتا ہے کہ دل پہ گناہوں کا ایک دھبہ لگا دیا جاتا ہے جب انسان توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جو تَیں مارن مُکیاں، تنہاں نہ ماریں گھُم آپنے گھر جایئے، پَیر تنہاں دے چُم

حل لغات:

* جے: اگر۔ * تیں: تو، تجھے۔ * مَارن: ماریں، تکلیف دیں، دکھ پہنچائیں۔ * تنہاں: انہیں، ان کو۔ * نہ ماریں: نہ مارنا، مت مارنا، نہ تکلیف دینا نہ دکھ پہنچانا۔ * گھم: پھر کر، گھوم کر، پلٹ کر، مڑ کر، بدلہ لینے اور انتقام لینے کی غرض کے لیے۔ * آپنے: اپنے۔ * پَیر: پاؤں۔ * تنہاں دے: اُن کے۔ * چُم: چُوم۔ * مارن مُکیاں: مٹھی بند کر کے ماریں۔

اے فریدا! جو لوگ تجھے مٹھی بند کر کے ماریں تو بدلہ لینے کی غرض سے گھوم کر تو بھی انہیں نہ مار۔ بلکہ ان سے معافی مانگ کر اپنے گھر چلا جا۔

مطلب:

اے فرید! اگر لوگ تجھے کے ماریں، تجھے تکلیف دیں۔ تو اس کا انتقام لینے کی غرض سے گھوم کر تو اُن کے درپے آزار نہ بن۔ اُن پہ جوابی حملہ کرتے ہوئے۔ ان سے بدلہ لینے کی غرض سے تو بھی انہیں مارنا نہ شروع کر دے۔ بلکہ ان کے قدم چوم کر اپنے گھر چلے جانا چاہیے یعنی ان سے بدلہ یا انتقام نہ لے بلکہ دشمن سے دشمنی اختیار کرنے کی بجائے ان سے پیار و محبت سے پیش آ برائی کا جواب برائی سے نہیں، اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں بلکہ محبت سے دے، نفرتوں کا جواب محبتوں سے، پتھروں کا جواب پھولوں کی پتیوں سے دے (یہی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم) اور صوفیاء کرام کا طریقہ مبارک ہے)

فائدہ: اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عفو و درگزر سے کام لینے، اگر کوئی زیادتی کرے تو اسے معاف کر دینے اور انتقام نہ لینے، ان سے معافی مانگ کر نہیں آ جانے، برداشت اور صبر اختیار کرنے اور توکل

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا درس دیا ہے۔

فریدا جو تیں مارن مُکیاں تنھاں نہ ماریں گھم:

آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! جو تجھے ماریں اسے اس کے جواب میں اس سے بڑھ کر نہ مارنا یعنی انتقام نہ لینا۔ بلکہ انہیں معاف کر دینا۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَّ الْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ﴾

مومن بھولا بزرگ ہوتا ہے فاجر چالاک بخیل اور بداخلاق ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

فائدہ: اسی لئے مومن جب نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک اور قرآن کی تعلیمات کو سماعت کرتا ہے تو اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے یہ نہیں سوچتا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہئے اگر غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر مد مقابل مخالف کو پیس کر رکھ دوں بلکہ معاف کر دیتا ہے۔ اور یہی طریقہ سید الانبیاء محبوب کبریا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ان مشائخ اور علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو عام لوگوں سے ترشروئی اختیار کرتے ہیں۔

دوسروں کی اذیتیں برداشت کرنے والے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت مبارکہ تھی کہ آپ دوسروں کی اذیتیں برداشت کرتے تھے حضرت علامہ امام محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ صَفُوْحٌ عَنِ الزَّلَّاتِ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زَلَّاتٌ جمع ہے زَلَّۃٌ کی جس کا معنی ہے لغزش مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ جرائم پر مواخذہ نہ فرماتے، لغزش سرزد ہوتی تو اس پر مواخذہ نہ فرماتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے کیونکہ آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ دوسروں کی اذیتیں برداشت کر لیتے لیکن کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ (مطالع المسرات اردو ترجمہ شرح دلائل الخیرات ص ۲۶۸)

عَفُوٌّ:

نبی کریم رؤف الرحیم کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم گرامی عَفُوٌّ ہے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرماتے اور درگذر فرماتے تھے۔ حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ دلائل الخیرات کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا خُذِ الْعَفْوَ معاف کرنے کو عادت بنایئے نیز فرمایا (فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ) انہیں معاف کرو اور درگذر کرو اور صفح کا معنی ایک ہے مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ جرائم پر مواخذہ فرماتے اور لغزشوں سے درگذر فرماتے یعنی اگر کسی سے آپ کی ذات سے متعلق لغزش سرزد ہوتی تو اسے معاف فرما دیتے اور اس پر گرفت نہ فرماتے، کیونکہ آپ کی عادت [illegible] دوسروں کو اذیت نہ دیتے اللہ تعالیٰ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے آپ کو حکم دیا

''اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' اچھے طریقے سے دفع کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔ کسی مسلمان پر کبھی لعنت نہیں فرمائی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی اپنے دست اقدس سے کسی کو تکلیف نہیں دی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شخص نے آپ کو تکلیف دی ہو اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو یا اپنی ذات کے لیے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو البتہ! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی مخالفت کرتا تو خدا کے لیے انتقام لیتے اور ناراض ہوتے، اس وقت کوئی چیز آپ کی ناراضگی کو فرو نہ کر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں آپ کی صفت بیان فرمائی کہ آپ تند مزاج، سخت دل اور بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہیں ہیں اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف فرما دیتے ہیں اور درگذر کرتے ہیں۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی طرف نازل کردہ وحی میں بھی اسی طرح تھا۔

مشرکین نے احد کے دن آپ کے اگلے دانت، ہونٹ، پیشانی اور رخسار مبارک زخمی کر دیئے خود کی کمانیاں ٹیڑھی کر دیں۔ آپ کو پتھر مارے یہاں تک کہ آپ کے پہلو کے بل ایک گڑھے میں چلے گئے، خون آپ کے چہرہ انور پر بہہ رہا تھا، یہ سب واقعات اسی ایک دن میں ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت گراں گزرے، عرض کیا کاش! آپ ان کے خلاف دعا فرماتے، آپ نے فرمایا مجھے لعان بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے یا فرمایا میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ وہ نہیں جانتے۔ آپ پر جادو کیا گیا، زہر پلائی گئی، کچھ لوگ آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے لیکن آپ نے سب کو معاف فرما دیا۔ (مطالع المسرات اردو ترجمہ شرح دلائل الخیرات ص ۲۳۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو معافی:

وحشی سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے تمام مسلمان اس کے قتل کرنے کے بہت درپے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی فرما دیا تھا مگر وہ طائف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا یہاں تک کہ جس زمانہ میں طائف کا وفد حضور کی خدمت میں جا رہا تھا تو لوگوں نے کہا تو بھی وفد کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں پہنچ جا کیونکہ حضور قاصدوں کو قتل نہیں کرتے۔ تو ان کے ساتھ چلا جا اور ایمان لے آ۔ اس پر وہ ان کے ہمراہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا **اشهد ان لَّآ اِلٰـه اِلَّا اللّٰـهُ واشهد ان محمد ارّسول اللّٰهِ**۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تو وحشی نہیں ہے؟

اس نے کہا: ہاں میں وحشی ہوں۔

فرمایا: بیٹھ جا اور مجھے بتا کہ تو نے میرے چچا کو کیسے شہید کیا؟

اس کے بعد اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پوری کیفیت بیان کی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے نہ آنا اور اپنا چہرہ مجھے نہ دکھانا۔

وحشی بیان کرتے ہیں کہ جب بھی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا تو میں آپ کے سامنے نہ آتا اور بھاگ کر آپ کے پس پشت بیٹھ جاتا۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ میں مسیلمہ کذاب سے جنگ ہوئی تو میں بھی اسلام کے لشکر کے ساتھ اس جنگ میں چلا گیا اور وہی حربہ [illegible] مسیلمہ کذاب پر پھینکا چنانچہ حربہ اس

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی پشت سے باہر نکل گیا اس کے بعد ایک انصاری آیا اس نے تلوار سے اس پر حملہ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ میرے حربہ کی ضرب سے مارا گیا یا اس کی تلوار سے زخمی ہوا لیکن میں نے ایک عورت کو ایک چھت کے اوپر سے یہ کہتے سنا کہ ایک سیاہ رو غلام نے مسلیمہ کذاب کو ہلاک کر دیا۔

منقول ہے کہ وحشی کہا کرتے تھے کہ قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ۔
میں نے زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر شخص کو شہید کیا اور زمانہ اسلام میں سب سے بدتر شخص کو قتل کیا۔

(مدارج النبوت جلد۲ص ۵۰۳۔۵۰۲)

فائدہ: نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید واقعات اس سلسلے میں پڑھنے ہوں تو کتب سیرت۔ تفاسیر، کتب احادیث وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طور پر اولیائے کرام کا بھی یہی دستور رہا ہے کہ وہ معاف کر دیا کرتے تھے۔

اس پُر فتن دور میں امیر اہل سنت کی زندہ مثال:

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات مبارکہ یقیناً محتاج تعارف نہیں آپ دامت برکاتہم العالیہ شریعت مطہرہ اور طریقت منورہ کی وہ یادگارِ سلف شخصیت ہیں جو کہ کثیر الکرامات بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ علماً وعملاً، قولاً وفعلاً ظاہراً وباطناً احکامات الٰہیہ کی بجا آوری اور سنن نبویہ کی پیروی کرنے اور کروانے کی بھی روشن نظیر ہیں آپ اپنے بیانات، تحریری رسائل، ملفوظات اور مکتوبات کے ذریعے اپنے متعلقین و دیگر مسلمانوں کی اصلاحِ اعمال کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔

الحمد للہ عزوجل آپ کے یک رنگ قابل تقلید مثالی کردار تابع شریعت، بے لاگ گفتار نے ساری دنیا میں لاکھوں مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا کر دیا ہے۔ آج کے پرفتن دور میں یہ آپ کی زندہ کرامت ہے کہ پوری دنیا میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق اپنے سروں پہ تاج المؤمنین عمامہ شریف سجائے ہوئے نظر آتے ہیں پوری دنیا کے ممالک میں سبز گنبد خضریٰ کی نسبت سے سبز عماموں کی بہار ہمارے قلوب کے لیے دلوں کا قرار، ہماری آنکھوں کے لیے نور، اور ہمارے اذہان کے لیے سرور کا سبب ہے۔

مزید آپ کا تعارف انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور مقام پر بیان کیا جائے گا۔

امیر اہل سنت کا وصیت نامہ

امیر اہل سنت مدظلہ العالی وصیت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

مجھے جو گالی دے، برا بھلا کہے، زخمی کر دے یا کسی طرح بھی دل آزاری کا سبب بنے میں اسے اللہ عزوجل کے لیے پیشگی معاف کر چکا ہوں۔

مجھے ستانے والوں سے کوئی انتقام لے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالفرض کوئی مجھے شہید کردے تو میری طرف سے اُسے میرے حقوق معاف ہیں وَرثاء سے بھی درخواست ہے کہ اسے اپنا حق معاف کردیں اگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقے محشر میں خصوصی کرم ہوگیا تو ان شاء اللہ عزوجل اپنے قاتل یعنی مجھے شہادت کا جام پلانے والے کو بھی جنت میں لیتا جاؤں گا۔ بشرطیکہ اُس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

اگر میری شہادت عمل میں آئے تو اس کی وجہ سے سے کسی قسم کے ہنگامے اور ہڑتالیں نہ کی جائیں۔ اگر "ہڑتال" اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کے کاروبار زبردستی بند کروائے جائیں، مسلمانوں کی دکانوں اور گاڑیوں پر پتھراؤ وغیرہ ہو۔ بندوں کی ایسی حق تلفیوں کو کوئی بھی مفتی اسلام جائز نہیں کہہ سکتا۔ اس طرح کی ہڑتال حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اس طرح کے جذباتی اقدامات سے دین و دنیا کے نقصانات کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ (مدنی وصیت نامہ ص ۱۱۔۱۰)

فائدہ: اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ اگر کوئی تنگی، تکلیف، مصیبت، دکھ، درد کے اسباب تیرے لیئے پیدا کرتا ہے تو اسے معاف کردینا چاہیے کیونکہ اپنی ذات کے لیے سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مقدس یہ ہے کہ اپنی ذات کے لیے انتقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیتے تھے بلکہ آپ معاف کردیا کرتے تھے اولیائے کرام کی بھی یہی تعلیمات ہیں اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے بھی یہی تعلیم دی ہے کہ اے فرید! اگر کوئی تجھے دکھ پہنچاتا ہے تو اسے دکھ کے جواب میں دکھ، تکلیف کے جواب میں تکلیف نہ پہنچا تو اسے اینٹ کے جواب میں پتھر نہ مار بلکہ تو انہیں معاف کردے بلکہ ان سے معافی مانگ کر اپنے گھر چلا جا ایک نہ ایک دن انہیں احساس ہوگا کہ میں نے اس بھلے آدمی کو جو تکلیف دی اس نے مجھے اس کے جواب میں تکلیف نہیں دی بلکہ الٹا مجھ سے ہی معافی مانگ کر چلا گیا حالانکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے تھی۔ میں نے کتنا برا کیا اُس نے کتنا بھلا کیا۔ واضح ہوا کہ وہ تو واقعی محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ اپنائے ہوئے ہے جیسے آپ طائف کے لوگوں کو راہ حق کی تبلیغ کے سلسلے میں گئے تو وہاں کے لوگوں نے شریر لڑکے پیچھے لگا دیئے۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کردیا جب فرشتے نے عرض کی اگر حکم ہو تو ان سبھی کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں مگر آپ نے فرمایا نہیں میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں ان لوگوں کو سمجھ نہیں اگر سمجھ ہوتی تو اس طرح نہ کرتے بلکہ الٹا انہیں کے لیے دعا فرمائی۔

جب انہیں احساس ہوگا کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مشغول ہو کر انعامات ربانی کا مستحق ہو رہا ہے اور میں کفار کی روش اپنائے ہوئے ہوں تو یہ احساس پیدا ہوتے ہی وہ خود بخود شرمندہ ہوں گے اور راہِ حق کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔

----☆☆☆-----

فَرِیدا جاں تُوں گَھٹن ویل، تاں تُوں رَتا دُکھی سِیُوں مَرگ سَوائی نِینہہ جاں بَھر یا تاں لُدیا

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * تُوں: تو۔ * گھٹن: کمی۔ * ویل: ویلا، وقت، موقع۔ * تاں:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تب، پھر، اس وقت۔ * تُوں: تُو۔ * رَتّا: لال، رنگین، موٹا تازہ، مست۔ * دُنی: دنیا کی جمع یعنی لوگ، دنیا والے، دنیا کے دھندے۔ * سیُوں: تو تھا، ساتھ تھا۔ * مرگ: موت، اجل۔ * سوائی: زیادہ سے زیادہ، اصل سے زیادہ۔ * بنیہہ: بنیاد رکھی۔ * جاں: جب، جد۔ * بھریا: بھر گیا۔ * تاں: تب۔ * لدیا: انڈیلا، خالی کر دیا۔

مطلب:

اے فرید! تیرے پاس جو وقت تیرے لئے کچھ کمانے اور حاصل کرنے کا وقت تھا وہ وقت تو موٹا تازہ تھا۔ عیش و عشرت کا دلدادہ رہا۔ غفلت کی زندگی گزارتے ہوئے عیش پرستی کی روش اختیار کیئے رکھی۔ دنیاوی مشاغل میں مست رہا۔ مگر یہ بھی ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ جان کے ساتھ موت کو بھی محبت ہے۔ اسی لیے جو زندہ ہے اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جونہی موت نے آنا ہے تو زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا پس ایسی صورت میں انڈیل کر خالی کر دیا جائے گا۔

فریدا جاں توں کھٹن ویل:

اے فرید! جب تیرے پاس کمائی کرنے کا وقت تھا انسان کی دنیوی زندگی پیدائش سے شروع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو دنیا میں اپنی عبادت کے لیے بھیجا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔﴾

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو دنیا میں اپنی عبادت کے لیے بھیجا راہِ حق دکھانے اور عبادت کرنے کے صحیح طریقے بتانے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء کرام اور رسول تشریف لاتے رہے۔ مخلوق خدا تک خالق کائنات کا پیغام پہنچاتے رہے۔ سب سے آخر میں سید الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پہ اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا، قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o ﴾

﴿ الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙo الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙo وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭo اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o ﴾ (سورۃ البقرہ پ۱)

ترجمہ کنزالایمان:

الٓمّٓ۔ وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین [illegible] اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: پہلی آیت مبارکہ حروف مقطعات پہ مشتمل ہے اس کا حقیقی مفہوم اللہ اعلم ورسولہ۔ دوسری آیت مبارکہ میں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پہ اترنے والی لافانی کتاب قرآن مجید کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ خبردار اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں پھر قرآن مجید ہی کی صفت بیان ہوئی کہ قرآن مجید متقین یعنی پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ پھر متقین کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ متقین وہ لوگ ہیں جو بے دیکھے ایمان لاتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز قائم رکھتے ہیں۔ ہماری عطا کردہ روزی میں سے ہماری ہی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی انفاق فی سبیل اللہ۔ تمام انبیاء کرام پہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا اس پہ ایمان لاتے ہیں۔ آخرت پہ یقین رکھتے ہیں۔ ان صفات کے حامل افراد ہی ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

متقی یعنی پرہیز گار:

تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک وکبائر وخواہش سے بچے بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھے بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کو ترک اور فرائض کو ادا کرنا بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تقویٰ کے مراتب

(1) عوام کا تقویٰ:

ایمان لاکر کفر سے بچنا۔

(2) متوسطین کا تقویٰ:

اوامر ونواہی کی اطاعت۔

(3) خواص کا تقویٰ:

ہر ایک ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان بحوالہ تفسیر جمل)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے نزدیک تقویٰ کی اقسام:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تقویٰ سات قسم کا ہے۔

1۔ کفر سے بچنا یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

2۔ بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔

3۔ ہر کبیرہ سے بچنا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

4۔ صغائر سے بھی بچنا۔

5۔ شبہات سے احتراز۔

6۔ شہوات سے بچنا۔

7۔ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر نور العرفان میں حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد، برے اعمال سے بچنے والے، تقویٰ دو طرح کا ہے۔ (i) جسمانی۔ (ii) قلبی۔

(1) جسمانی تقویٰ:

گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے کا نام ہے۔

(2) قلبی تقویٰ:

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی تعظیم کا نام ہے۔ رب فرماتا ہے۔

﴿ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾

عقیدہ: یہاں متقین سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی یہ جو متقی تم کو نظر آ رہے ہیں وہ اسی قرآن کی ہدایت سے متقی بنے ہیں سمجھ لو قرآن کیسا ہے (تفسیر عزیزی) صحابہ کا تقویٰ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

فائدہ: اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غلیظ الفاظ میں یاد کرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ مختصر طور پر دورہ تفسیر القرآن فیض العرفان المعروف دورہ تفسیر القرآن میں عقائد و اعمال کے متعلق قدرے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مقصد:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مقصد یہ ہے کہ اے فرید جس انداز سے زندگی گزارنے کی ضرورت تھی تو اس طرح زندگی کما حقہ نہیں گزار سکا کیونکہ انسانی زندگی میں کئی قسم کے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے یہ زندگی عطا فرمائی گویا انسانی زندگی کا مقصد وحید تو یہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اس کے علاوہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد نہیں دیکھنا یہ ہے کہ عبادت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کا نام عبادت ہے۔ اس میں حقوق اللہ بھی شامل ہیں اور حقوق العباد بھی شامل ہیں۔ افسوس کہ ہم حقوق اللہ سے بھی غافل ہیں اور حقوق العباد کا بھی خیال نہیں کرتے۔ پھر ہم نے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر جواب دہ بھی ہونا ہے۔ اب بتایئے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر ہم کیا جواب دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھا کہ ارے انسان میں نے تجھے اپنی عبادت کے لیے زندگی عطا کی تھی تو کیسے کیسے کام کر کے آیا تو اس وقت ہم کیا جواب دیں گے۔

انسانی زندگی کے تین درجات:

انسانی زندگی کے تین درجات ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(1) بچپن :

انسان کی یہ زندگی بڑی عجیب ہوتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی انسان کا بچہ کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے یہ ایک ایک لمحہ گزارتے ہوئے بڑا ہوتا جاتا ہے والدین خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بیٹا بڑا ہوتا جا رہا ہے لیکن حقیقتاً انسان کی زندگی کم سے کم ہوتی چلی جا رہی ہے بچپن سے لڑکپن آجاتا ہے۔ چونکہ ابھی تک عقل پختہ نہیں ہوتی۔ پوری سمجھ نہیں ہوتی اس لئے کوئی فریضہ اس کے ذمے نہیں ہوتا ہاں البتہ والدین کے لیے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اولاد کو نماز پڑھنا سکھائیں وغیرہ۔

(2) جوانی:

جب جوانی کا دور شروع ہوتا ہے تو سمجھ بھی پوری ہوتی ہے ہر بات سمجھنے لگتا ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں جو بیان فرمایا گیا ہے کہ فریدا جاں توں کھٹن ویل کہ اے فرید جب تیرے کمانے کے دن تھے وہ یہی جوانی کا دور مراد ہے۔

کیونکہ جوانی کے دنوں میں جسم میں توانائی اپنے جوبن پہ ہوتی ہے، پٹھے مضبوط ہوتے ہیں بندہ بڑے سخت سے سخت کام سرانجام دے سکتا ہے۔ انسانی اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں' آنکھیں' کان، دل، دماغ مختصر یہ کہ تمام جسم توانائیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ مشکل سے مشکل کام بچوں کو کھیل معلوم ہوتا ہے، کوئی مشکل مشکل معلوم ہی نہیں ہوتی۔ نظر خوب تیز ہوتی ہے۔ کان خوب کام کرتے ہیں، زبان میں قوت گویائی پورے جوبن پہ ہوتی ہے۔ دل و دماغ بھی توانائیوں سے بھرپور ہوتے ہیں ہاتھ اور پاؤں شیر سے مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی دور کے متعلق بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جوانی کا دور وہ ہے اگر تو ہمت کرتا تو سارا سارا دن اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتا اور تجھے ذرہ بھی تکلیف یا مشکل کا احساس تک نہ ہوتا۔ جنگلات طے کرنا، دریاؤں سے گزرنا کچھ بھی تیرے لیئے ناممکن نہ محسوس ہوتا۔ وہ وقت تو عبادت میں گزارتا۔ مگر اس وقت تو نے اس طرح توجہ ہی نہ کی۔ بلکہ اس وقت تو تو دنیا میں اتنا مست اور مگن ہوا کہ شاید تو نے ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے۔ شاید یہ دن تجھے ہمیشہ اسی طرح حاصل رہیں گے۔ ایسا قیمتی دور تو نے عیش و عشرت میں گزار دیا، لڑائی جھگڑوں اور دنگا فساد میں گزار دیا۔ گناہوں کی وادی تیرے لیئے سیر گاہ بنی رہی۔

دنیا کے تند و تیز طوفان کو تو موڑنے کی طاقت رکھتا تھا مگر افسوس کہ تو خود ہی اس طوفان کو موڑنے کی بجائے اسی کا حصہ بن گیا۔ اسی کا ساجھی اور حصے دار بن گیا۔ جب تیری جوانی کا وقت تھا حالانکہ اللہ سے قرب حاصل کرنے کا وقت تو نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے منہ موڑے رکھا غفلت کا شکار رہا۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

وہ وقت تھا کہ تو تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتا۔ اولیاء کرام کے بتائے ہوئے راستے کو اپناتا تاکہ صراطِ مستقیم پہ چلنا نصیب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد حق میں ہمہ وقت گزارنے کا وقت تھا مگر افسوس کہ اس وقت تو دنیا میں شیطان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنستا چلا گیا حتیٰ کہ دنیا سے کوچ کا وقت قریب آگیا نیکی کمانے کا وقت گزر گیا۔

جوانی کا دور:

جوانی کے دور میں تو موٹا [illegible] دور اور وقت [illegible] نہیں آتے تھے۔ مگر تو عیش و عشرت میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مست دنیا کے حصول کی دوڑ کے مقابلہ میں تو بھی شامل ہو گیا دنیا کے حصول کے سلسلے میں نہ جائز دیکھا نہ ناجائز ہر طرح سے دنیا میں کامیابی کے خواب دیکھے بلکہ دنیا کے حصول میں نظر آنے والے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی کوشش کی اس سلسلے میں تو نے بہت کچھ ضائع کیا وقت ضائع کیا، نیکیاں برباد کیں، گناہوں کے ڈھیر لگا لیئے۔

بڑھاپا:

انسانی زندگی کا آخری دور بڑھاپا ہوتا ہے۔ بڑھاپے کے دنوں میں انسان کے اپنے اعضاء بھی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑتے چلے جاتے ہیں رہ رہ کر حسرت ہوتی ہے کہ کاش مجھ سے ہو سکتا تو آج لوگوں کو حقیقت سے آشنا کرتا مگر زبان بھی اس سلسلے میں ساتھ نہیں دیتی۔ کسی کو نیکیوں کی طرف راغب کرنا چاہتا ہے اس سلسلے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہے تو آنکھیں معذرت کرتی ہیں پاؤں جواب دے جاتے ہیں۔ اب کوئی اہم کام کرنا نہایت دشوار ہوتا صرف موت کا ہی انتظار رہ جاتا ہے۔ موت کے انتظار میں انسان دن گنتا رہتا ہے۔ مگر

اب کیا ہو وت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

فائدہ: قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (پ۳۰ سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنزالایمان)

فائدہ: رب کائنات نے ارشاد فرمایا اِنَّ الانسان لفی خسر ۝ بے شک آدمی نقصان میں ہے کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کے لیے اس دنیا میں بھیجا تو رأس المال کے طور پر زندگی عطا فرمائی۔ اصلی پونجی کی حیثیت سے گنتی کے سانس عطا فرمائے۔ وہ رأس المال تو لحہ بہ لحہ کم ہوتا جا رہا ہے پیدا ہوتے ہی خرچنا چاہا تب بھی یہ رأس المال خرچ ہوتا گیا نہ خرچنا چاہا تب بھی یہ رأس المال کم ہوتا گیا اور یہ انسان ہے کہ غفلت میں پڑا رہا۔ اس کے بدلے میں انسان نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنی تھی۔ رأس المال خرچ ہوتا گیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رخ ہی نہ کیا حتیٰ کہ بہترین رأس المال ضائع کر بیٹھا اب آخری چند کوڑیاں رہ گئیں تو پھر اس طرف دھیان ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی انسان کو خبردار کر دیا تھا کہ خبردار تیری زندگی کے شب و روز ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا گزرتے جا رہے ہیں تو گھاٹے کا شکار ہوتا جا رہا ہے سنبھل جا، ہوشیار ہونے میں ہی فائدہ ہے مگر غافلانہ روشنی نہ چھوڑی کہ آج یہ دن دیکھنا پڑا۔

درسِ عبرت:

گزرا وقت تو واپس آ نہیں سکتا اب موجودہ وقت سے ہی سنبھل جا! ہوشیار ہو جا گزرے دنوں میں کیئے ہوئے بداعمال سے توبہ کر آئندہ راہِ راست اپنا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طالب مولا بن:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو طالب مولا بن تا کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ ہر چیز تیری طلب کرے۔ (حیات الفرید)

توبہ:

ارے انسان! زندگی کے جتنے لمحات بھی رہ گئے ہیں خدارا! انہیں لمحات کو غنیمت جان کیئے ہوئے گناہوں سے شرمندہ ہوتے ہوئے حق تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر سچے دل سے توبہ اختیار کر اور آئندہ ایسے امور نہ کرنے کا پختہ تہیہ کر لے توبہ کے متعلق حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

﴿اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَه﴾

جو شخص گناہوں سے توبہ کرے وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۴ ہشت بہشت)

حکایت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مرنے سے پہلے توبہ کرنی چاہیے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کا باعث کونسی بات ہوئی؟

فرمایا: ایک روز میں شراب خانے میں بیٹھا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے بشر حافی موت سے پہلے توبہ کر لے۔ جب یہ آواز سنی تو توبہ کر لی اور پھر ان گناہوں کے نزدیک بھی نہ پھٹکا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا:

(اسرار الاولیاء فصل ۴ ص ۲۵ ہشت بہشت)

خلاصہ یہ کہ جوانی کا دور بڑا بہترین دور تھا۔ ولولے اور جوش کی وجہ سے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا مگر افسوس کہ وہ دور ضائع کر بیٹھے جان کے ساتھ موت کو بھی ایک خاص تعلق ہوتا ہے ایک خاص محبت ہوتی ہے۔

پس جونہی موت کا وقت آیا تو زندگی اپنے اختتام کو پہنچ جائے گی پس انسانی وجود سے روح نکال لی جائے گی جسم کا پنجرہ خالی رہ جائے۔

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نہیں چھوڑیا
جیہڑے اتے دل آیا ، اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہوگئے ویران اوئے
بندیا جہان اتے کریں نہ گمان اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ویکھ فَرِیْدا جو تِھیا ، دَاڑِھی ، ہوئی بھُوْر اَگا نیڑے آیا، پِچھا رِہیا دُوْر

حل لغات:

★ ویکھ: دیکھ لے۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ جوتھیا: جو کچھ گذر گیا، جو کچھ ہو گیا، جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہوا۔ ★ بھُور: بھُوری، آدھی سفید آدھی سیاہ، آدھی سفید ★ اَگا: سامنے والا، آگے والا حصہ، مراد زندگی کا آخری وقت، اور اس سے مراد موت کا وقت دنیا کے بعد قبر اور حشر کا وقت، قیامت کا وقت کہ جب بندے سے اس کا مالک وخالق پوچھ گچھ کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے سے دنیا میں گزارے ہوئے ایام کے متعلق پوچھے گا۔ ★ نیڑے: قریب۔ ★ پچھا: ماضی، گزشتہ: گزرا ہوا زمانہ، زندگی کا گزرا ہوا دور، پیدائش کا وقت بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ★ رِھیا: رہ گیا۔

اے فرید! جو ہو گیا ہے کہ داڑھی بھی اب تو آدھی سفید اور آدھی سیاہ ہو گئی ہے۔ آگا یعنی موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور پچھا یعنی پیدائش کا وقت دور ہو چکا ہے۔

مطلب:

اے فرید! ذرا دیکھ تو سہی۔ یہ حقیقت تجھ پہ روشن ہو جائے گی۔ اب تک جو زندگی تو نے گزاری ہے۔ جیسے تیسے گزاری ہے۔ ماضی سے تو سبق سیکھ۔ عبرت حاصل کر تیری داڑھی سفید ہو گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے۔ موت اب تیرے قریب آ گئی ہے۔ گزرا ہوا زمانہ اب بہت دور جا چکا ہے۔ کیونکہ جو لمحات گزر چکے ہیں انہیں تو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں آگا یعنی سب کے بعد تیرے سامنے موت آنی ہے اب اس کا وقت قریب آ گیا ہے موت کا پیغام تجھے تیری داڑھی کے سفید بالوں نے دے دیا ہے۔

بڑھاپا:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسان کو متنبہ فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ دیکھئے۔ تیرے جسم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ کہ بلا سبب نہیں ہیں۔ ان کی وجوہات ہیں ان میں غور وفکر کر۔ گویا آپ اس شعر میں غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں۔

مشاہدۂ کائنات:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم میں پیدا ہونے والی تبدیلی یعنی بال سیاہ تھے۔ اب تک انسان دیکھتا آیا کہ میرے تمام بال سیاہ تھے اب آدھے سفید ہو گئے ہیں کیوں؟ اس کیوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے انسان کو غور وفکر کرنا پڑے گا۔ اپنے وجود اور اپنے وجود سے باہر مشاہدہ خصوصی انداز سے کرنا پڑے گا تا کہ یہ گتھی سلجھائی جا سکے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک عالم دین تھے اس لیئے آپ مشاہدہ کائنات سے پہلے اپنے ہی جسم کا مشاہدہ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ جو انسان اپنے ہی جسم کا مشاہدہ نہیں کر سکتا وہ اتنی بڑی کائنات کا مشاہدہ کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ اپنا جسم تو ہمہ وقت اپنے پاس ہی رہتا ہے جبکہ کائنات کی بقیہ چیزیں ہر وقت ساتھ نہیں رہتیں۔ پہلے کیسے تھیں اب کیسے ہیں۔ اس تبدیلی میں کتنا وقت لگا۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ ہمارا اپنا جسم تو ہر وقت ہمارے ساتھ [illegible] مَنْ عَرَفَ نفسہ کا سبق دینا چاہتے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ویکھ فَرِیْدا جو تِھیا ، دَاڑِھی ، ہوئی بھُوْر اَگا نیڑے آیا، پِچھا رِہیا دُوْر

حل لغات:

★ ویکھ: دیکھ لے۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ جوتھیا: جو کچھ گذر گیا، جو کچھ ہو گیا، جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہوا۔ ★ بھُور: بھُوری، آدھی سفید آدھی سیاہ، آدھی سفید ★ اَگا: سامنے والا، آگے والا حصہ، مراد زندگی کا آخری وقت، اور اس سے مراد موت کا وقت دنیا کے بعد قبر اور حشر کا وقت، قیامت کا وقت کہ جب بندے سے اس کا مالک وخالق پوچھ گچھ کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے سے دنیا میں گزارے ہوئے ایام کے متعلق پوچھے گا۔ ★ نیڑے: قریب۔ ★ پچھا: ماضی، گزشتہ: گزرا ہوا زمانہ، زندگی کا گزرا ہوا دور، پیدائش کا وقت بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ★ رِھیا: رہ گیا۔

اے فرید! جو ہو گیا ہے کہ داڑھی بھی اب تو آدھی سفید اور آدھی سیاہ ہو گئی ہے۔ آگا یعنی موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور پچھا یعنی پیدائش کا وقت دور ہو چکا ہے۔

مطلب:

اے فرید! ذرا دیکھ تو سہی۔ یہ حقیقت تجھ پہ روشن ہو جائے گی۔ اب تک جو زندگی تو نے گزاری ہے۔ جیسے تیسے گزاری ہے۔ ماضی سے تو سبق سیکھ۔ عبرت حاصل کر تیری داڑھی سفید ہو گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے۔ موت اب تیرے قریب آ گئی ہے۔ گزرا ہوا زمانہ اب بہت دور جا چکا ہے۔ کیونکہ جو لمحات گزر چکے ہیں انہیں تو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں آگا یعنی سب کے بعد تیرے سامنے موت آنی ہے اب اس کا وقت قریب آ گیا ہے موت کا پیغام تجھے تیری داڑھی کے سفید بالوں نے دے دیا ہے۔

بڑھاپا:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسان کو متنبہ فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ دیکھئے۔ تیرے جسم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ کہ بلا سبب نہیں ہیں۔ ان کی وجوہات ہیں ان میں غور وفکر کر۔ گویا آپ اس شعر میں غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں۔

مشاہدۂ کائنات:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم میں پیدا ہونے والی تبدیلی یعنی بال سیاہ تھے۔ اب تک انسان دیکھتا آیا کہ میرے تمام بال سیاہ تھے اب آدھے سفید ہو گئے ہیں کیوں؟ اس کیوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے انسان کو غور وفکر کرنا پڑے گا۔ اپنے وجود اور اپنے وجود سے باہر مشاہدہ خصوصی انداز سے کرنا پڑے گا تا کہ یہ گتھی سلجھائی جا سکے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک عالم دین تھے اس لیئے آپ مشاہدہ کائنات سے پہلے اپنے ہی جسم کا مشاہدہ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ جو انسان اپنے ہی جسم کا مشاہدہ نہیں کر سکتا وہ اتنی بڑی کائنات کا مشاہدہ کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ اپنا جسم تو ہمہ وقت اپنے پاس ہی رہتا ہے جبکہ کائنات کی بقیہ چیزیں ہر وقت ساتھ نہیں رہتیں۔ پہلے کیسے تھیں اب کیسے ہیں۔ اس تبدیلی میں کتنا وقت لگا۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ ہمارا اپنا جسم تو ہر وقت ہمارے ساتھ [illegible] مَنْ عَرَفَ نفسہ کا سبق دینا چاہتے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشاهدۂ کائنات :

بہر حال مشاہدہ کے معنی ہیں ایک دوسرے کو آمنے سامنے (دیکھنا) فیروز اللغات میں اس کے معنی (دیکھنا، معائنہ کرنا، صوفیوں کی اصطلاح میں نور الٰہی کا نظارہ کرنا) بیان ہوئے ہیں۔ اردو زبان میں یہ لفظ غور و فکر کے ساتھ دیکھنے کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ کائنات کے معنی ہیں (دنیا، حقیقت، حیثیت (فیروز اللغات))

اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی شائع کردہ اسلامیات اختیاری انٹرمیڈیٹ میں کائنات کے معانی (تمام وہ چیزیں جن کا وجود ہے اور اس سے مراد ہے زمین و آسمان میں پائی جانے والی تمام چیزیں ہیں۔) اس طرح مشاہدہ کائنات کا مطلب بنتا ہے اپنے اردگرد پائی جانے والی تمام چیزوں کو غور و فکر کے ساتھ دیکھنا۔ (اسلامیات اختیاری یونٹ ۱ تا ۹ ص ۱۱۷)

اس کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کو غور و فکر سے دیکھنا۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر متعدد آیات میں انسانوں کو مشاہدۂ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ ﴾

بے شک آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، دن اور رات کے بدلتے رہنے میں بھی عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔ (سورۃ آل عمران: ۱۹۰)

﴿ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ: ہر انسان ان مناظر کو دیکھتا ہے لیکن ہر انسان ان میں غور و فکر نہیں کرتا۔ معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی غور و فکر کرے کہ کوئی معمولی سے معمولی چیز خود بخود نہیں بن جاتی اتنی بڑی زمین اور ایسا عجیب و غریب آسمان خود بخود کیسے بن گیا بے اختیار انسان کے منہ سے یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں کہ بلاشبہ ان کو تخلیق کرنے والا کوئی ہے جو کہ واقعی بڑی قوت و حکمت والا ہے۔ اس مالک نے ان چیزوں کو فضول اور بے مقصد نہیں بنایا یہ سب کچھ ایک خاص مقصد کے لیے بنے ہیں۔

سر کے بالوں کا سفید ہونا:

اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وجود میں غور و فکر کرنے کے لیے توجہ دلائی ہے۔ گویا آپ انسان کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ ارے انسان اس دنیا میں غافلانہ زندگی مناسب نہیں ہے اس جہان میں ہر چیز مسلسل ایک خاص حکمت کے تحت تبدیل ہوتی نظر آ رہی ہے [illegible] سمجھنے کی کوشش کر۔ اگر غور و فکر کرے گا تو اس میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیرا ہی بھلا ہے۔

مثلاً یہی دیکھ کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو کتنا بڑا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تیرے جسم میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کچھ قوت آئی تو اپنے اختیار سے تو انہیں ہلانے جلانے لگا شاید پہلے محسوس کرتا ہوگا کہ بس یہ حرکت ویسے ہی ہے حالانکہ تیری اس حرکت میں بھی مالک وخالق کی بڑی حکمتیں پوشیدہ تھیں کہ ان ہاتھوں پاؤں کی حرکات کے ذریعے ہی تو تمام کام سرانجام دے گا۔ انہیں کی حرکات وسکنات کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کرسکتا ہے اور ان ہاتھوں پاؤں یعنی جسمانی حرکات و سکنات سے ہی تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا بھی مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

یہی تیرے اعضاء جب قدرے مضبوط ہوئے تو آہستہ آہستہ اٹھنے اور چلنے لگا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تو اپنے مدمقابل کسی کو بھی کچھ نہ جاننے لگا حالانکہ تجھے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ میری ان جسمانی تبدیلیوں میں قدرت اللہ تعالیٰ کی شامل ہے مگر جونہی قدرے قدرت وطاقت تجھے میسر آئی تو حق تعالیٰ سے غافل ہوگیا انسان کی اس غفلت کو دور کرنے کے لیے جب جوانی ڈھلنے لگی۔ جوانی پورے جوبن سے ڈھلنے کے قریب ہوتی ہے تو عموماً سر کے بال سفید ہونا شروع ہوجاتے ہیں یہ ایک حیثیت سے انسان کے لیے انتباہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ انسان اب تو تیری زندی کا جوبن زوال پذیر ہونے والا ہے دیکھ تیرے بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل گئی ہے اور سیاہ بال سفید ہونے لگے ہیں۔

یعنی بال سیاہ تھے تو سفید ہونے لگے ہیں جب انسان جوان ہوتا ہے جوانی کے بھرپور ایام کے دوران لال سرخ اور سفیدی مائل نظر آتا ہے خوبصورتی کا شاہکار نظر آتا ہے۔ مگر جوں جوں جوانی ڈھلتی جاتی ہے سیاہ بال سفید ہوتے چلے جاتے ہیں اور خوبصورت نظر آنے والے چہرے پہ سیاہی پھیلتی نظر آتی ہے۔ خوبصورتی میں آہستہ آہستہ کمی لاحق ہوتی جاتی ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ اب تیرے وجود کی توانائیوں میں زوال شروع ہوگیا۔ داڑھی سفید ہونی شروع ہوجاتی ہے سر کے بال بھی سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ نظر کمزور ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ انسانی جسم آہستہ آہستہ بے شمار بیماریوں کا شکار ہونے لگتا ہے کبھی کوئی تکلیف کبھی کوئی تکلیف، کبھی کوئی بیماری لاحق ہوئی تو کبھی دانت درد کرنے لگے تو کبھی آنکھوں کی تکلیف دکھ میں مبتلا کرنے لگی۔ کبھی کانوں میں درد شروع ہوگیا تو کبھی ٹانگیں درد کرنے لگیں، مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ یہ جسم بیماریوں کا ڈیرہ بن جاتا ہے۔ انسانی جسم میں یہ تمام تبدیلیاں انسان کے لیے وارننگ کی حیثیت رکھتی ہیں مگر ان سے عبرت وہی حاصل کرتا ہے جو سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے۔

اور بے وقوف ان سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ تکلیف کے وقت ہی اللہ یاد آتا ہے۔ تندرستی حاصل ہوتے ہی وہ پھر اپنی بے ڈھنگی چال چلنے لگتا ہے۔

درس عبرت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں ہمیں درس دے رہے ہیں کہ ارے انسان اسی وقت کو ہی غنیمت جان لے۔ یہ جو تیرے جسم میں آئے دن کی تبدیلیاں ہیں یہ تجھے متنبہ کر رہی ہیں کہ اب تو بوڑھا ہوتا جا رہا ہے اور بڑھاپا موت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

موت کا ہے پیغام ذرا غور کر انسان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابھی تک جو غفلت کا شکار ہے اس غفلت کو ترک کر کے حقیقت سے آشنائی حاصل کر۔

غلط سوچ کی تردید :

ہوسکتا ہے کہ تو سوچتا ہو کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ سر کے بال سفید ہوتے ہی یہ حقیقت پہچان کہ اب تو جوان نہیں رہا۔ اب بوڑھاپے کا عروج آنے والا ہے۔ یاد کر اتنی لمبی زندگی تو نے کیسے برباد کر دی اب اگا یعنی تیری زندگی کے آخر میں جو آنے والا ہے یعنی موت کا وقت وہ قریب آ گیا ہے قبر تجھے پکار رہی ہے۔ اور تیرا پیچھا یعنی پیدائش کا وقت تو بہت دور چلا گیا ہے۔ تیری موت اب تیرے سر پہ کھڑی ہے کسی بھی لمحے تجھے دبوچ لے گی جیسے جانور جو ذبح ہونے والا ہوتا ہے اسے چارہ خوب ڈالا جاتا ہے پانی پلایا جاتا ہے گرمی ہو تو بعض اوقات نہلایا جاتا ہے وہ جانور سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ حسبِ عادت ہو رہا ہے مگر اچانک جب اس کے گلے پہ چھری چلتی ہے تو اسے حقیقت سمجھ آتی ہے۔ ان سفید بالوں کو عام حالات تصور نہ کر بلکہ یہ تجھے ایک طرح کا پیغام دے رہے ہیں کہ اب تیری تیاری کا وقت قریب سے قریب آتا جا رہا ہے۔ موت تیرے سر پہ کھڑی ہے قبر تجھے پکار پکار کر بلا رہی ہے۔

موت کی تیاری:

اس لیے انسان کو موت کی تیاری کی طرف راغب ہونا چاہیے۔

افضل انسان وہ ہے جو موت کی تیاری میں لگا رہے

کہا گیا ہے کہ پانچ خصلتیں جس شخص میں ہوں وہ تمام لوگوں سے افضل ہے۔

(1) اپنے رب کی اس طرح عبادت کرے کہ وہ مقبول ہو۔

(2) خلق خدا کے لیے اس کا نفع ظاہر ہو۔

(3) لوگ اس کے شر سے مامون و محفوظ ہوں۔

(4) لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی توقع نہ رکھے۔

(5) موت کے لیے ہمیشہ تیار رہے۔ جان لے میرے بھائی کہ ہم مرنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور اس سے چھٹکارا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔" بے شک تو مرنے والا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ" کہ "اے پیارے نبی آپ فرما دیجئے کہ تمہارا فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہ دے گا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو۔" پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ "کہ "تم موت کی تمنا تو کر کے دیکھو اگر تم سچے ہو لیکن وہ کبھی بھی ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے باعث جو انہوں نے اپنے ہاتھوں کیے ہیں،" پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ جو سچے ہیں وہ موت کی تمنا کرتے ہیں اور جو جھوٹے ہیں وہ اپنے برے اعمال کے [illegible] سے بھاگتے ہیں۔ [illegible] تیار رہتا ہے اور وہ اپنے رب سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملاقات کی تمنا رکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں محتاجی کو پسند کرتا ہوں تا کہ اپنے رب کے لیے متواضع رہوں اور میں بیماری کو پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔

فائدہ: جب صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا موت کے متعلق عمل یہ ہے تو انبیاء کرام موت کو کیسا تصور کرتے ہوں گے۔ بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام اس لیے موسیٰ تھا کا وہ مطلب نہیں جو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان نیک ہو یا بد موت اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے اگر وہ نیک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نیکوکاروں کے لیے بھلائی ہے، اور اگر وہ گنہگار ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو مزید مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کرے اور ایسوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

دانا مومن:

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ موت مؤمن کی سواری ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا.....سب سے افضل مؤمن کون ہے؟ فرمایا جس کا اخلاق اچھا ہے پھر دریافت کیا گیا دانا مومن کون ہے؟ فرمایا جو بکثرت موت کو یاد کرتا ہے اور موت کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں دانا وہ ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور وہ شخص ذلیل ہے جو نفسانی خواہشات کی اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی آرزو رکھے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۴۶۔۴۵)

-----☆☆☆-----

ویکھ فریدا جو تھیا، شکّر ہوئی وِس سائیں باجھوں آپنے، ویدن کہیئے کِس

حل لغات:

* ویکھ: دیکھ۔ * فریدا: اے فرید! * جو: جو کچھ۔ * تھیا: ہوگیا، ہوا۔ * وِس: زہر۔ * سائیں: خدا، آقا، رب، مالک مولیٰ شوہر، بھکاری، وہ کلمہ کہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ * باجھوں: بنا، بغیر، سوا، علاوہ۔ * آپنے: اپنے۔ * ویدن: روگ، دُکھ، درد، تکلیف، مصیبت، مشکل۔ * کہیئے: کہیں، سنائیں۔ * کس: کسے، کس کے سامنے، کس کو۔

اے فرید! دیکھ تو سہی (حالات کیسے بدل گئے ہیں) تیری حیات مستعار کی شکر جیسی میٹھی اور پیاری زندگی بھی گناہوں کی کڑواہٹ کے سبب زہر کی مانند تلخ ہوگئی ہے۔ تیری زندگی نے تمام شیرینیوں کو زہر میں بدل دیا ہے۔ اس لیئے اب یہ دکھ اور مصیبت مالک وخالق کے بغیر کس کے سامنے بیان کریں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

اے فرید! جو کچھ ماضی میں بیت چکا ہے اسے دیکھ۔غور کر۔غور وفکر سے کام لے۔کیا سے کیا ہو گیا ہے حالات کیسے بدل گئے ہیں۔جو کچھ کبھی شکر کی طرح میٹھا محسوس ہوتا تھا۔اب وہی زہر کی مانند ہو گیا ہے۔بڑھاپے کی وجہ سے کسی چیز کا بھی لطف نہیں رہا۔کتنے افسوس کا مقام ہے۔تو کتنے دکھوں اور مصیبتوں میں گھر گیا ہے۔مگر اسی کا تذکرہ کرنے کی جگہ بھی تو کوئی نہیں رہی سوائے ایک جگہ کے۔وہ کون ہے کہ جس کے سامنے اس مصیبت کا اظہار کرے سوائے مالک ومولا کے۔ایسا کوئی بھی نہیں کہ جس سے اپنی یہ مشکل اور دکھڑا بیان کرے۔

دنیا زہر قاتل:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب دیوان فرید میں لکھتے ہیں کہ:

﴿الدنیا سم قاتل لا دوائه﴾

دنیا زہر قاتل ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔

نعمتیں دنیا کی یہ جملہ یہاں　　زہر قاتل ہیں بحکم امتحان

فائدہ: حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا میں وہ زہر قاتل ہے تو ایک معصوم انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔جب انسان اس جہان فانی میں آتا ہے تو ہر قسم کے عیوب اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔اسی حال میں فوت ہو جائے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہوگا اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوگی کیونکہ اس نے ابھی تک گناہ نہیں کیا ہوگا اب جوں جوں اس کے تعلقات دنیا کے ساتھ قائم ہوں گے اگر قسمت اچھی ہے صحبت اچھی ملی تو بہتر ورنہ یہی معصوم صورت ننھا منھا بچہ بڑا ہو گا تو اللہ اعلم یہ چور بنے گا، اچکا بنے گا، ڈاکو بنے گا، قاتل بنے گا۔کافر بنے گا، مشرک بنے گا نہ جانے کیا کیا بنے گا۔اس پہ دنیا کا ہی جادو چلا کہ یہ معصوم سا انسان، اس دنیا کے ساتھ لگ کر کیا سے کیا بنے گا۔اس لیے کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا ایک ایسی زہر قاتل ہے کہ جس کا تریاق کوئی چیز نہیں۔اب دیکھیے جیسے زہر بظاہر دیکھنے میں چھوٹی سی گولی ہوتی ہے ٹیبلٹ بنی ہوئی ہوتی کبھی کیپسول کی شکل میں ہوتی ہے کبھی سفوف کی شکل میں ہوتی ہے۔مائع شکل میں بھی زہر ہوتی مختصر یہ کہ زہر کے مختلف رنگ، مختلف روپ، مختلف شکلیں مختلف حالتیں ہوتی ہیں ایسی شکلوں میں مفید ترین ادویہ بھی ہوتی ہیں۔جس سے انسان بے شمار بیماریوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔اور اسی جیسی زہر بھی ہوتی ہے جو انسان کی تکلیف دور کرنے کی بجائے انسان کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

یہی حال دنیا کا بھی ہے دنیا کے بھی مختلف روپ ہوتے ہیں مختلف رویوں میں اسے پہچاننا اسی طرح مشکل ہو جاتا ہے جیسے بیماریوں کا علاج کرنے والی گولی اور زہر کی گولی یا کیپسول یا سفوف وغیرہ میں عام آدمی کے لیے امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کی حقیقت سے آشنائی حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے بعض اوقات دنیا والے کے چہرے پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک جیسی سنت بھی ہوگی۔قرۃ عینی فی الصلوٰۃ والا عمل نماز بھی وہ ادا کر رہا ہوگا۔کبھی حج کرتے ہوئے کعبے میں بھی نظر آئے گا۔عام انسان اس کی داڑھی دیکھ کر دھوکا کھا جائے، نماز ادا کرتے دیکھ کر دھوکا کھا جائے گا۔بظاہر جذبہ جہاد سے سرشار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجاہد کو بظاہر شہادت کے مرتبہ پہ فائز ہوتے ہوئے دیکھ کر دھوکہ کھا جائے گا اس کی اصلیت واضح نہ ہوگی مگر حدیث مبارکہ کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے یہ البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ جو کہ حافظ الملت والدین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے اس کا اردو ترجمہ شیخ القرآن والحدیث فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی رظلہ العالی نے احوال آخرت کے نام سے لکھا اور اسے عطاری پبلشرز کراچی کی جانب سے شائع کیا گیا یہ کتاب احوال آخرت کے متعلق ایک بہترین تصنیف ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے تین شخصوں سے حساب لیا جائے گا۔

★ شہید لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور انہیں اچھی طرح معلوم کرا لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا۔ میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ بات تو صحیح ہے لیکن تو اُس لیے جنگ لڑا تھا کہ لوگ کہیں تو بڑا بہادر ہے تو تجھے یوں ہی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد حکم ہوگا اسے کھینچ کر منہ کے بل دوزخ میں پھینکا جائے۔ یہاں تک کہ وہ دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

★ عالم دین جس نے علم دین پڑھا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا وہ انہیں خوب یاد کرائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم تیری خاطر پڑھا پھر تیری خاطر قرآن پڑھا اور پڑھایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا کہ لوگ کہیں یہ بڑا عالم ہے بڑا قاری ہے حکم ہوگا اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں پھینکا جائے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

★ مالدار (غنی) کو جسے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال عطا فرمایا اسے لایا جائے گا اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا وہ انہیں اچھی طرح جان لے گا تو اسے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا کہ میں نے کسی خرچ کرنے کی جگہ کو نہیں چھوڑا ہر طرح تیرے لیئے میں نے مال لٹایا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے کیا کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا سخی ہے تیرے لیئے اسی طرح کیا گیا۔ حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل دوزخ میں پھینکا جائے چنانچہ ایسے ہی کیا جائے گا۔ (البدور السافرہ ص ۵۸۱۔۵۸۰)

فائدہ: اس طرح بعض لوگ نمازی ہوتے ہیں مگر ان کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ﴾

(پ۳۰ سورۃ الماعون)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔(ترجمہ کنزالایمان شریف)

فائدہ: مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ: اسی طرح دنیا کی حقیقت بھی عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے۔اس کی حقیقت بڑے بڑے نام نہاد مولوی بھی سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جل جلالہ انبیائے کرام اور اولیائے کرام ہی اس کی حقیقت صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے متعلق کیا بیان فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سو نہدی ہُو
نقش نگار کرے بہتیرے زن خوباں سَہ مونہدی ہو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ہُو
حضرت عیسیٰؑ دی سِلھ وانگوں باہو راہ وَیندیاں نوں کونہدی ہُو

دنیا ڈھونڈن والے کتے دَر دَر پھرن حیرانی ہُو
ہڈی اُتے ہوڑ تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہُو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہُو
باجھوں ذکر ربے دے باہو کوڑی رام کہانی ہُو

دنیا ست عین جیفہ کلاب اند طالباں — دیں قول واضح است از نبی آخر الزمان
بیر نج و محنتِ تو چوروزی دھد خدا — محنت چرا کشی پے جیفہ چُوں سگان

یعنی دنیا فضول محض ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور یہ قول حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔جب خدا تعالیٰ تمہیں بے رنج وزحمت روزی عطا کر رہا ہے تو پھر کتوں کی طرح اس کے پیچھے کیوں سرگرداں ہے۔

(دیوان سلطان باہو فارسی۔حاشیہ ابیات باہو ص ۳۲۷)

دنیا کا اثر:

اس دنیا کا بے گناہ انسان پہ کیا اثر ہوا۔جو قیمتی زندگی کی سانسیں لے کر آیا تھا۔وہ گزارتا رہا۔آہستہ آہستہ دنیا کے جادو کے اثر میں غیر محسوس طریقے سے آتا چلا گیا حتیٰ کہ حقیقت سے کوسوں دور جا پڑا۔حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جب انسان ایک گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کا اثر دل پہ ایک سیاہ نشان کی صورت میں لگتا ہے دوسرا گناہ کرنے سے دوسرا دھبہ پڑا حتیٰ کہ ایک وقت وہ آتا ہے کہ انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جب اس کے سارے دل پہ سیاہی پھیل جائے تو وہ نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے بلکہ الٹا بدیاں اور گناہ اسے اچھے لگتے ہیں اور نیکیاں اسے اچھی نہیں لگتیں۔اسی حالت کے متعلق حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا ہے کہ دیکھ فریدا اے فرید! اب دیکھ تو سہی دنیا کی کیسی حالت ہوگئی ہے کہ زندگی جو شکر جیسی شیریں تھی وہ کس طرح زہریلی بن گئی ہے۔ نیکی بدی کی پہچان نہ رہی، اپنے بیگانے کی پہچان بھول گئی۔ باپ بیٹے سے دور دور جا رہا ہے بیٹا باپ سے نفرت کر رہا ہے۔ والدہ اولاد سے بیزار نظر آ رہی ہے۔ اولاد والدہ سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اپنے بیگانے بنتے جا رہے ہیں ایمان اور اسلام کا تعلق بھی بس برائے نام ہی رہ گیا ہے۔ حقیقت کو سمجھنا ہی کوئی نہیں چاہتا۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کہا جا رہا ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ احساسات اپنے وقت کے ہیں کہ جس وقت آج سے ہزاروں گنا اچھی حالت تھی اگر آج بابا صاحب اس دنیا والوں کو ملاحظہ فرماتے تو ان کے متعلق ان کا کیا احساس ہوتا۔

دوسرا مطلب:

ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتا رہا مگر جب بڑھاپا طاری ہوا تو سارے اعضائے جسمانی جواب دینے لگے۔ جسم میں شکر زیادہ ہوگئی تو میٹھی چیزیں نہیں کھا سکتے کیونکہ صحت کے لیے مثل زہر قاتل ہے۔ ہاضمہ خراب ہوگیا۔ دانت منہ میں نہ رہے جس وجہ سے کھانا تناول کرنا مشکل ہوگیا۔ کھانا کھاتے ہی بدہضمی کی وجہ سے پیٹ میں گیس اور پیٹ درد شروع ہوگیا۔ اس طرح کھانے والی چیزیں زہر کا کام دینے لگیں۔ گویا آخر بڑھاپے کے دور میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کچھ بھی نہیں کھایا پیا جا سکتا اگر کھا پی لیا تو ہضم نہیں ہو سکتا جو صدہا تکالیف کا سبب اسی لیئے آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں شکر بھی صحت کے لیے زہر کی پڑیہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ دکھ تکلیف اور مصیبت کس کے سامنے بیان کریں۔

تیسرا مطلب:

اللہ والوں کا دل دنیا اور دنیا والوں کے احوال دیکھ دیکھ کر کڑھتا رہتا ہے۔ مسلمان ہو کر اللہ و رسول اللہ کی نافرمانی چہ معنی دارد؟ مگر مسلمان قرآن پڑھتے بھی ہیں مگر نافرمانی بھی کرتے ہیں۔ احادیث کا مطالعہ بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں اللہ والے گمراہی پھلتی ہوئی دیکھتے ہیں تو ان کا دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہتے ہیں ہمیں جو ان اسباب کی وجہ سے دکھ اور تکلیف پہنچ رہی ہے وہ ہم کس کے سامنے بیان کریں ہمارے دکھ درد سننے والا کوئی بھی نہ رہا سبھی ایک ایک کر کے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے اگر کوئی اِکا دُکا رہ بھی گیا ہے تو اس تک ہم پہنچ نہیں سکتے پھر ہم اس کے سامنے اپنی دکھ اور تکلیف کا اظہار کیسے کریں۔ بس اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارے دکھ درد کو سننے والا کوئی نہیں رہا اب اپنے مالک و خالق کے سوا کس کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کریں۔

-----☆☆☆-----

فریدا اَکھیں ویکھ پتیئیاں، سُن سُن رِنّھے گن ساکھ پگندی آئی آ، ہور گریندی ون

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ اَکھیں: آنکھیں۔ ★ ویکھ: دیکھ۔ ★ پتیئیاں: تھکی ہاری، پتھرائی ہوئی، تھک گئی ہیں، دیکھنے کے قابل نہیں رہ گئی ہیں۔ ★ سُن سُن: سن سن کر ★ رِنّھے گن: تھک گئے، سننے کے لائق نہ رہے، تھک گئے،

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پک گئے، خراب ہو گئے۔ ★ گن: کان۔ ★ ساکھ: شاخ، ٹہنی، کھیتی۔ ★ اعتبار: بھرم، نیکنامی مگر یہاں شاخ، ٹہنی یا کھیتی مراد ہے۔ ★ پکّندی آئی آ: پک گئی ہے۔ ★ ہور: اور۔ ★ کریندی: کرتی ہے، بدلتی ہے۔ ★ وَن: رنگ، روپ۔

مطلب:

اے فرید! آنکھیں دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں بلکہ تھک کر پتھرا گئی ہیں۔ کان سنتے سنتے بہرے اور بیزار ہو چکے ہیں۔ بولے ہو گئے ہیں کہ اب تو یہ کان مزید کچھ سننے سے قاصر ہو گئے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری زندگی کی کھیتی اب تو پک کر تیار ہو چکی ہے۔ اس کا رنگ روپ بھی مختلف تغیرات کا شکار ہو کر کچھ کا کچھ ہو گیا۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۙ۝ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝﴾ (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۵۔۱۶)

اور اس نے زمین میں بڑے بوجھ پہاڑ گاڑ دیئے کہ کہیں وہ تمہیں لے کر ہلنے کانپنے نہ لگے اور اس نے ندیاں راستے بنائے شاید کہ تم راہ پالو۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ مالک و خالق بڑی قدرتوں کا مالک ہے وہ جو چاہے کرنے پر قادر ہے وَاللّٰہ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قدیر اس نے زمین پر بڑے بوجھ گاڑ دیئے ہیں کہ زمین اِدھر اُدھر حرکت نہ کرنے لگے۔ اگر حرکت کرنے لگی تو اس میں موجود سب کچھ تہس نہس ہو جائے گا۔ کسی چیز کو بھی سکون حاصل نہ ہو سکے گا۔ یہ اس کی قدرت کاملہ ہے جس نے ہمارے سکون کے لیے زمین کو کانپنے سے روکنے کے لیے پہاڑوں کا انتظام کیا تاکہ جن انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے وہ پرسکون ہو کر اپنے خالق و مالک کی عبادت کر سکیں۔

ندیوں سے مراد پانی کے مقامات یعنی نہریں، چشمے، ندیاں بھی ہو سکتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو اس میں علم و عرفان کی ندیاں یعنی علمائے کرام، اولیائے کرام اور سب سے بڑھ کر انبیاء کرام بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ علم و عرفان کے سمندر ہیں۔ ان سے علم و عرفان کے پیاسے اپنی پیاس بجھاتے ہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ انہیں سے حق تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ پاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ عام آدمی میں بھی ولایت کاملہ پیدا کر کے اسے ہدایت حاصل کرنے کا سبب بنا دیتا ہے۔ جن کا تعلق حق تعالیٰ سے ہوتا ہے ان سے معجزات و کرامات کا اظہار گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے جس سے پہچانا جا سکتا ہے کہ یہ مقام ایسا ہے جہاں سے راہ حق کا درست سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ علم و عرفان کا حصول یہاں سے ممکن ہے۔ علم و عرفان کے پروانے اِدھر دوڑے آتے ہیں۔ اور اپنی اپنی منزل پاتے ہیں۔

عبادت کے لیے سکون:

یہ حقیقت ہے فقہی مسئلہ بھی ہے کہ کھانا تیار ہو اور بھوک خوب لگی ہوئی ہو۔ نماز کا وقت بھی ہو تو حکم یہ ہے کہ پہلے کھانا کھا لے اور پھر نماز ادا کرے تاکہ پرسکون حالت میں نماز ادا کر سکے۔ تاکہ نماز کے دوران توجہ کھانے کی طرف ہی بار بار منعطف نہ ہو اور سکون میسر ہو۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدرت کاملہ:

اللہ تعالیٰ قدرتِ کاملہ کا مالک ہے اس کا ہر کام مبنی بر حکمت ہوتا ہے ہماری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ہماری اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ حق تعالیٰ کے ہر امر اور کام میں ہزار ہا حکمتیں موجود ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو تدریجی طور پر اس کی زندگی کے اختتام تک پہنچاتا ہے۔ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو یکدم پیدا ہی بڑھاپے کی شکل میں کر دیتا یا جوانی کے عالم میں پیدا کر دیتا۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو زندگی عطا فرمائی۔ یا حضرت حوا کو زندگی سے نوازا۔ انہیں کب ہماری طرح بچپن اور لڑکپن دکھایا۔ اسی طرح ہر انسان کو تخلیق کرنے پر قادر ہے مگر یہ اس کی حکمت ہے کہ وہ انسان کو آہستہ آہستہ زندگی کے آخر مقام تک پہنچاتا ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف ادوار:

انسانی زندگی میں مختلف ادوار آتے ہیں۔ انسان پیدا ہوتے ہی کوئی کام کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ پھر آہستہ آہستہ تدریجاً اپنے عروج کی طرف گامزن ہو جاتا ہے انسان پہ ایک وہ وقت تھا کہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا ایک وہ وقت آیا کہ سب کچھ بن بیٹھا۔ فخر و غرور اور تکبر میں کتنی ترقی (جو حقیقت میں تنزل تھی) کی کہ اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا، اپنے جیسے انسانوں سے سجدہ کرانے لگا۔ جب یہ وقت آیا تو جس خالق و مالک نے نیست سے ہست کیا تھا۔ کچھ بھی نہ تھا تو جس خدا نے زندگی جیسی نعمت سے نوازا اسی خدا کو بھول بیٹھا بلکہ انا ربکم الاعلیٰ کی صدا بلند کرنے لگا۔ اس کے باوجود اس بے خبر کو کیا علم کہ چند ہی ساعتوں بعد جب زندگی اختتام پذیر ہونے والی ہوگی تو کیا حشر ہوگا۔ اپنے آپ کو خدا کہلانے والے کو جوتے لگائے جائیں گے تو اسے سکون حاصل ہوگا گویا اپنے ہی غلاموں سے جوتے کھائے گا تو کچھ سکون ہوگا۔ حتیٰ کہ جوتے کھاتے کھاتے اس کا دماغ بھی درست ہوگا، اسے سکون بھی آئے گا اور اسی حالت میں ہی مر جائے گا۔

بہر حال بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمری اور بڑھاپا یہ انسانی زندگی کے مختلف ادوار ہیں۔ ان ادوار میں سے ہر ایک دور میں انسان کی حالت مختلف ہوتی ہے۔ اس دور کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ اور یہ سب ادوار یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے بعد آتے چلے جاتے ہیں ایک دور گزرا تو دوسرا آ گیا، دوسرا دور گزرا تو تیسرا دور آ گیا علیٰ ھذا القیاس حتیٰ کہ بڑھاپا آ گیا۔

تدریجی عمل:

انسانی زندگی تدریجی عمل سے گزرتی چلی جاتی ہے پہلے انتہائی کمزور پھر آہستہ آہستہ قوت آنی شروع ہو جاتی ہے آہستہ آہستہ اقتدار بھی حاصل ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ انسان اپنا عروج حاصل کرتا ہے پھر جوانی کے بعد ادھیڑ عمری اور آخر میں بڑھاپا یہ سب تدریجی طور پر گزرتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ یکدم انسان جوان ہو گیا ہو اس میں ہمارے لیئے درس عبرت ہے کہ تدریجی طور پر پورے قواعد و ضوابط سے کیا ہوا کام ٹھیک رہتا ہے۔ اسی طرح احکام اسلام بھی اللہ تعالیٰ نے تدریجی طور پر بھیجے تا کہ ان پہ عمل پیرا ہونے میں آسانی رہے۔

دعوتِ غوروفکر:

اس میں انسان کے لیے ایک دعوت ہے کہ [illegible] اور بیکار سلسلہ نہیں چلایا۔ پس

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان تو جو اس جہان فانی میں آیا ہے محض فضولیات اور بے کار امور کی خاطر نہیں آیا کہ اپنی متاع عزیز زندگی کی بہاریں ضائع کر رہا ہے تو عبادت کے لیے بھیجا گیا ہے اگر تو عبادت کرے گا تو فائدہ میں رہے گا ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

غلام کی مثال:

ایک غلام کو اس کے آقا نے کچھ مال متاع دیا اور فرمایا کہ جاؤ تیرے پاس اتنے عرصے کا وقت ہے اس وقت کے دوران تو نے تجارت کرنا ہے اتنے عرصے بعد واپس آنا ہے اگر تو نے نقصان کے امور سرانجام دیئے تو اس کی تجھے سزا ملے گی اور اگر تو نفع بخش کاروبار سے نفع حاصل کر کے آیا تو تجھے انعام سے نوازا جائے گا۔ جب نیا نیا کاروبار کی خاطر نکلا تھا تو نیا جوش تھا نیا جذبہ تھا۔ اس وقت اپنے مالک کا خیال رکھتا اس کے فرمان کے مطابق تجارت کرنے لگا مگر آہستہ آہستہ جب آزادی دیکھی، لوگوں کی دیکھا دیکھی یہ بھول گیا کہ میں غلام ہوں۔ سامانِ تجارت کسی نے دیا ہے اس نے حساب کتاب لینا ہے۔ نفع بخش کاروبار ہوا تو انعامات سے نوازا جاؤں گا۔ نقصان کر کے واپس گیا تو سزا پاؤں گا۔ بہر حال جب دنیا کی رنگینیاں دیکھیں تو آہستہ آہستہ اپنی حقیقت بھولتا چلا گیا۔ ابھی تو پورا سال پڑا ہے بڑا وقت ہے چند ہی ماہ میں منافع کما کر واپس چلا جاؤں گا۔ اسی طرح ایک ایک دن ضائع کرتا رہا۔ دولت بھی برباد ہوتی رہی حتیٰ کہ جب آخر وقت آیا تو اب چونکہ اپنی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، سارا کاروبار بھی ٹھپ ہو گیا آخر وقت آ گیا اسے مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ اب پچھتانے لگا مگر مرتا کیا نہ کرتا۔ بالآخر اسی حال میں مجبوراً خالی ہاتھ لوٹنا پڑا۔ تباہ و برباد کی ہوئی دولت پہ بھی حسرت اور افسوس اور مالک کے سامنے ہونا بھی بڑا دشوار۔ جب مالک کے حضور حاضر ہوا، پشیمانی، افسوس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا بالآخر اپنے مالک کے عتاب کا مستحق ٹھہرا۔

تو یہی مثال ہماری زندگی کی ہے ہم سبھی نے مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ حساب کتاب ہونا ہے وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جانے میں ہی فائدہ ہے۔

بڑھاپے کی حقیقت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بچپن سے اب تک زندگی کے سب ادوار دیکھے۔ دیکھتے دیکھتے اب تو آنکھیں دکھنے لگی ہیں نظر کمزور ہو گئی ہے بلکہ آنکھیں دیکھتے دیکھتے پتھرا گئی ہیں۔ دنیا اور دنیا سے متعلق باتیں سنتے سنتے کان پک چلے ہیں تھک گئے ہیں۔ زندگی کی کھیتی اب پک گئی کہ اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے رنگ روپ بھی بدل گیا ہے بڑھاپے کے تمام لوازمات چھا چکے ہیں۔

جب بڑھاپا آتا ہے تو آنکھیں خود بخود کمزور ہو جاتی ہیں۔ قوت سماعت بھی زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔ جسم بے جان سا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اپنے ہی جسم پہ کنٹرول کمزور پڑ جاتا ہے۔ جب آتا ہے تو جانے کے لیے نہیں آتا بلکہ زندگی کا مستقل روگ بن جاتا ہے بلکہ سارے انسان کو ہی قبر تک لے جانے کے لیے آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ہم بڑے شوق سے کھاتے تھے اب دانت انہیں چبانے سے قاصر رہ جاتے ہیں کیونکہ اولاً تو سارے دانت ہی ٹوٹ جاتے ہیں کوئی چیز بھی دانتوں سے چبائی نہیں جاتی۔ بڑے شوق سے کھائی جانے والی چیزیں بھی اب تو چبائی نہیں جا سکتیں جس کی وجہ سے کھانا کھانا بھی [illegible] اگر کھانا کسی طرح کھا بھی لیا جائے تو وہ ہضم ہی نہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا ہے کھانا کھاتے ہیں تو بھی تکلیف نہیں کھاتے تو بھی تکلیف ہر حال میں بڑھاپا اپنا رنگ دکھاتا ہے۔

تغیر و تبدل:

عجب وقت آیا ہے کہ جب بڑھاپا آجاتا ہے تو آدمی ایک عجیب ٹریجڈی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو باتیں ہمارے کانوں اور آنکھوں کو بھلی لگتی تھیں اب ان سے بیزاری ہو گئی ہے اب ان چیزوں کو دیکھنے اور سننے سے طبیعت بے زار رہنے لگی ہے کیونکہ کسی چیز سے سرور تو تب آئے جب کہ جسم کو سکون میسر آئے۔ جب کسی طور پر جسم کو سکون میسر نہیں تو بیزاری کے سوا کیا ملے گا۔

موت کا بلاوا:

آنکھوں کا پتھرا جانا ، کانوں کا سماعت سے جواب دے جانا۔ قوت گویائی کا سلب ہو جانا، ہاتھوں پاؤں کا بے طاقتی کا مظاہرہ کرنا، ہمارے اپنے وجود کا ہمارے کنٹرول میں نہ رہنا یہ تمام امور انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ میرا اپنا ہاتھ میرے کہے کے مطابق عمل پیرا کیوں نہیں ہو رہا۔ میرے اپنے پاؤں ہیں مگر چل نہیں رہے بلکہ چلنے سے قاصر ہیں۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ سب قوتیں کہاں گئیں سوچنے کا مقام ہے۔ جیسے یہ قوتیں جواب دے گئیں اس طرح ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ روح بھی اس جسم کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ گویا بڑھاپا ہمیں متنبہ کرنے آتا ہے کہ غافل انسان! غفلت دور کر، ہوشیار ہو جا یہ وقت بھی غنیمت جان۔ اس وقت سے بھرپور فائدہ اٹھا لے۔ کیونکہ بالوں کی سفیدی تجھے متنبہ کر رہی ہے کہ اب موت قریب آئی ہے کسی بھی لمحے تجھے دبوچ لے گی۔ بڑھاپا نزدیک آنے سے سمجھ لے کہ زندگی تجھ سے روٹھنے والی ہے۔ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تو اپنے خالق و مالک کہ جس نے تجھے زندگی جیسی نعمت سے نوازا تھا اس کے حضور حاضر ہو۔ اس کا بلاوا آنے والا ہے۔ اس کے حضور حاضری کا وقت اب آ گیا ہے۔

﴿ اِلَی اللّٰہِ مرجعکم جمیعا ﴾

تمہارا سب کا مرجع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

اب اسی وقت کو یاد کر جب تو حق تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہو گا۔ یہ دنیا کے کھیل کود تماشے سب ختم ہونے والے ہیں۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی ، سدا نہ صحبت یاراں

آج کے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے رجوع الی اللہ کر، اپنی حیات مستعار کے بقیہ لمحات کو ہی اطاعت حق میں سنوار لے ورنہ یہ وقت بھی تو ضائع کر بیٹھے گا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کالیں جنہیں نہ رَاوِیا، دَھولیں رَاوِے کوئے کر سائیں سیوں پڑ ہڑی، رنگ نویلا ہوئے

حل لغات:

* نویلا نویکلا: نرالا، علیحدہ، الگ۔ * نیا: تازہ، البیلا، بانکا، نیا نویلا۔ * سیوں: سے، تو تھا، ساتھ تھا۔ * پرھڑی: محبت پیار، لگاؤ، پریت * ہوئے۔ ہو۔ * فریدا: اے فرید۔ * کالیں: کالے، سیاہ، سیاہ بالوں کے دور میں یعنی جوانی کے دور میں کیونکہ جوانی کے ایام میں اکثر کے بال سیاہ ہوتے ہیں الا شاذ اور کالیں یعنی کالے سیاہ بالوں کے وقت۔ * جنہیں: جس نے۔ * نہ رَاوِیا: نہ خوش کیا، راضی نہ کیا، مائل نہ کیا۔ * دھولیں: سفید بالوں کے وقت یعنی بڑھاپے کے وقت، بڑھاپے کے دور میں، سفید بال۔ * راوے: مائل کرنا، متوجہ کرنا، خوش کرنا، راضی کرنا، مائل کرنا۔ * کوئے: کوئی یعنی بڑھاپے میں کوئی ہے جو اپنے خالق و مالک کو راضی کر لے تو کر لے ایسا کوئی کوئی ہی ہوتا ہے ورنہ اس طرف تو کسی کا رجحان بھی پیدا نہیں ہوتا۔ * سائیں: آقا، رب، مولا، مالک، اکثر درویش اس لفظ کے ساتھ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ حالانکہ اس لفظ کے اکثر معانی کو ملاحظہ کیجئے۔ بابا فرید کے ہاں اس لفظ کا استعمال ملاحظہ فرمایئے یہ پنجابی لفظ ہے بلکہ سرائیکی زبان میں تو یہ لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے استعمال کے مطابق ہی اس کے معانی متعین کیئے جاتے ہیں۔

مدینہ:

سوال: دعوتِ اسلامی والے بعض اوقات مدینہ کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ السلام علیکم کہنا چاہیے۔

جواب: الحمدللہ ہمیں تمام اہلسنت کو دعوتِ اسلامی سے پیار ہے اور ایسی محبوب جماعت سے پیار ہونا بھی چاہیے کیونکہ یہ جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف توجہ دیتی ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ جلاتی ہے جہاں تک مدینہ کہنے کا تعلق ہے۔ مدینہ سلام کی حیثیت سے نہیں کہا جاتا بلکہ مخاطب کو مخاطب کرنا مقصد ہوتا ہے۔ مخاطب کو متوجہ کرنا مقصد ہوتا ہے۔ مخاطب کو متوجہ کرنے کے لیے مدینہ کہہ دیا جاتا ہے تاکہ مخاطب سن کر ادھر متوجہ ہو جائے۔

اسی طرح مدینہ کہہ کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جیسے اوئے، ارے، ابے وغیرہ الفاظ زبان سے ادا کر کے یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں کوئی حرج نہیں بعینہ مدینہ کہہ کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں بھی حرج نہیں جیسا کہ اوئے ارے وغیرہ جیسے الفاظ پکار کر ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کی بجائے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب شہر کا نام لے کر ایک دوسرے کو مخاطب کر لیتے ہیں تاکہ مخاطب کو بھی علم ہو جائے کہ مجھے مخاطب کیا جا رہا ہے اور محبوب کے محبوب شہر کی یاد بھی سوچوں میں پیدا ہو جائے۔ جیسے عمومی الفاظ کے ذریعے ایک دوسرے کو مخاطب کرنے میں حرج نہیں ایسے ہی مدینہ کہہ کر پکارنے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس میں بے شمار فوائد محسوس ہوں گے۔

1۔ مدنی تاجدار کی یاد تازہ ہو جائے گی۔
2۔ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کوئی بیگانہ نہیں بلکہ کوئی اپنا ہی مخاطب ہے۔
3۔ اس مخاطب کا ملنا نقصان کا باعث نہیں بلکہ انشاءاللہ فوائد کا سبب ہوگا۔
4۔ مخاطب کرنے والا کوئی خالص نیا اجنبی نہیں بلکہ دیندار ہے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

5۔ کسی نہ کسی فائدے کا سبب ہی ہوگا۔ وغیرہ۔

قبلہ فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بھی ایک فتوی میں اس کے جواز کو واضح کیا ہے۔

(فائدہ) اسی طرح بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض نا سمجھ لیٹرین میں بیٹھے ہوئے ہوں اور باہر سے مدینہ کہا جائے تو وہ لیٹرین میں بیٹھے بٹھائے ہی مدینہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے بلکہ خاموش رہنا چاہیے۔ ایسی حالت میں تو سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔

مطلب:

اے فرید! جس نے سیاہ بالوں کی حالت میں یعنی نوجوانی اور جوانی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی۔ وہ سفید بالوں کی حالت میں یعنی بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کو کیسے یاد کرے گا حالانکہ جوانی کے ایام میں طاقت بھی ہوتی ہے۔ ولولہ، جذبہ اور جوش بھی جوبن پہ ہوتا ہے۔ کچھ نہ کچھ کر چکنے کی انسان میں ہمت بھی ہوتی۔ اگر ساری ساری رات رب کائنات کی عبادت میں گزارنا چاہے تو جسم بھی ساتھ دیتا ہے۔ ایسے وقت جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا وہ بڑھاپے کی حالت میں خاک یاد کرے گا حالانکہ بڑھاپے میں جسمانی کمزوری، ہمت جواب دے جاتی ہے، تمام ولولے، جذبے اور جوش ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اگر اس طرف متوجہ ہو بھی جائے تو جلد ہی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ آخر کار ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیسے کرے گا۔

بہر حال آپ بیان فرماتے ہیں کہ جسمانی حالت خواہ کیسی ہی گر جائے۔ جسمانی حالت خواہ کیسی ہی ہو۔ ہر حال میں اپنے خالق و مالک سے محبت کرنی چاہیے۔ اگر اپنے مالک سے محبت کرے گا تو روحانی رنگت ایسی چڑھتی ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔ پھر بندے میں عملی لحاظ سے ایسی فتوحات حاصل ہوتی ہیں کہ جسم اللہ تعالیٰ کی رضا میں عبادت کرتے کرتے تھکتا نہیں۔ خواہ قدموں پہ سوجن آجائے یا کوئی اور تکلیف ہر حال میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں ان پہ روحانی اور جسمانی رنگ ہی کچھ اور چڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اولیائے کرام کو خصوصی کرامات سے نوازتا ہے۔

فائدہ: کرامات اور معجزات حق ہیں ان کا انکار حقائق کے خلاف ہے کیونکہ کرامات و معجزات کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

معجزہ کا بیان:

نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور منکروں کو اس کی مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ عزوجل اس کے دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو بہت ہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص ۱۲)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقیدہ:

جو شخص نبی نہ ہو۔ وہ نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۲)

فائدہ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مؤمنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجار یا کفار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۲)

کرامت اولیاء حق ھے:

کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ:

مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خرق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا، دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۵۶)

دیوبند مکتبہ فکر کے نزدیک کرامت کی حقیقت:

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلافِ عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا خفی ہوں پس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں ہے۔

(واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند ص ۱۹)

فائدہ: کرامت اس وقت کہلائے گی جب اس کا اظہار مومن متبع سنت کامل تقویٰ والے سے ہو۔

(واقعات و کرامات اکابر علمائے دیوبند ص ۱۹)

کرامت بحکم خدا ظاھر ھوتی ھے:

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کا ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامات ولی کے لئے اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔

(واقعات و کرامات اکابر علمائے دیوبند ص ۱۹)

کرامت کی تین قسمیں:

کرامت کی تین قسمیں ہیں:

★ ایک یہ کہ علم بھی ہو اور ارادہ بھی ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔

(ابو شیخ کتاب العظمہ، تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کا زہر قاتل پی جانا اور زہر کا آپ پر اثر نہ کرنا۔

(دلائل نبوت بیہقی وابو نعیم وحیاۃ الحیوان دمیری)

☆ دوسری قسم یہ ہے کہ علم ہو مگر ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم میووں اور پھلوں کا آنا۔

☆ تیسری قسم یہ ہے کہ نہ علم ہو نہ ارادہ ہو جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوگنا تین گنا ہو جانا اسی لئے خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم وارادہ کا پہلے سے نہ ہونا ثابت ہوا۔ کرامت کی ان تین قسموں میں سے پہلی قسم پر تصرف وہمت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے دوسری اور تیسری قسم کو تصرف نہیں کہہ سکتے البتہ برکت وکرامت کہیں گے۔ (واقعات وکرامات اکابر علماء دیوبند ص ۲۰)

عبادت و ریاضت کے سلسلے میں حضور کو اللہ کا حکم:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ؕ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ؕ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ﴾ (سورۃ مزمل پ ۲۹)

ترجمہ: اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا، وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں۔ اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ: مراد یہ ہے کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا نصف شب یا اس سے زیادہ ہو (بیضاوی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب وبقولے فرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے:

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ﴾ (تفسیر نور العرفان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات میں عبادت کرنا:

متعدد روایات میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اسی قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جایا کرتا تھا۔ لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ بخشے بخشائے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(حکایات الصحابہ ص ۶۹۔تبلیغی نصاب)

حکایت:

ثابت کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کی نماز ایسی تھی کہ گویا لکڑی ایک جگہ گاڑ دی۔ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن زبیر جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آکر کمر پر بیٹھ جاتیں۔بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ تمام رات صبح تک رکوع میں ہی رہتے بعض اوقات سجدہ اتنا ہی لمبا ہوتا کہ پوری رات گذر جاتی جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا۔جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اڑا اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حلق اور داڑھی کے درمیان سے گذرا مگر ان کو کوئی انتشار نہ ہوا اور نہ رکوع سجدہ مختصر کیا۔ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے بیٹا جس کا نام ہاشم تھا پاس سو رہا تھا چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ سے لپٹ گیا۔وہ چلایا گھر والے سب دوڑے ہوئے آئے۔شور مچ گیا اس سانپ کو مارا۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے سلام پھیر کر فرمانے لگے، کچھ شور کی آواز آئی تھی کیا تھا؟ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے بچے کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔فرمانے لگے تیرا ناس ہو اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔(حکایات صحابہ ۶۹ بحوالہ ہدایہ وغیرہ)

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نماز وغیرہ دینی امور میں خصوصی شغف اپنایا اسی طرح اولیائے کرام نے بھی اس طرف خاص توجہ کی۔تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں خصوصی انعامات سے نوازا۔ان سے خصوصی کرامات گاہے گاہے۔ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

خصوصی فضل و کرم:

اللہ تعالیٰ انبیائے کرام اور اولیاء کرام پہ خصوصی فضل و کرم فرماتا ہے ان کا رجحان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہتا ہے دن ہو یا رات وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔سارا سارا دن یاد حق میں مشغول رہتے ہیں۔ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ہمہ وقت یاد حق میں مشغول رہنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر کرم کا نتیجہ ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کالیں دھولیں صاحب سدا ہے، جے کو چت کرے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ کالیں: کالے سیاہ بالوں کے دور میں مراد جوانی کے دور میں۔ ★ دھولیں: سفید بالوں کے وقت مراد بڑھاپے کے دور میں۔ ★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا۔کلمۂ تعظیم: شریف۔ ★ سدا: ہمیشہ، ہر وقت، لگاتار، مسلسل، متواتر۔ ★ جے: اگر۔ ★ کو: کوئی۔ ★ چت: پشت کے بل: جسم کے رُخ، نظر، دل، رجحان، توجہ، دھیان۔ ★ چت کرے: دھیان کرے، توجہ کرے، رجحان پیدا کرے، دل لگائے، [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کالے دھولیں صاحب سدا۔ سیاہ بالوں کا وقت یعنی جوانی کے وقت اور سفید بالوں کے وقت یعنی بڑھاپے کے وقت۔ جب بھی تو اپنے رب سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں اور ہر وقت مہربان ہے۔

مطلب:

اے فرید! سیاہ بال ہوں یعنی عالم جوانی ہو یا بڑھاپے کا دور ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اگر جوانی کا دور ہو پھر بھی اسی مالک وخالق کا قرب چاہئے اور اگر بڑھاپے کا دور ہو تو پھر بھی ہمہ وقت اور ہمہ جہت اسی سے لو لگانی چاہیے۔ اگر شامتِ اعمال کے باعث جوانی کا دور غلط کاریوں میں گزار کر تباہ و برباد کر چکا ہے تو اچھا تو نہیں کیا بہر حال پھر بھی یہ بات نہیں کہ اب بھی اس تباہی میں گر کر پڑا رہے۔ نہیں بلکہ اگر جوانی تباہ کر چکا ہے تو پھر بقیہ زندگی کے ایام کو تو سنوار لے۔ بقیہ ایام زندگی کو تو تباہ و برباد ہونے سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جب بھی حاضری کا شرف حاصل کرے گا اسے ہمہ وقت رحیم و کریم پائے گا۔ ستار و غفار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ تواب، ستار اور غفار ہے۔ جب بھی اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا وہ عنایات سے نوازتا ہے۔ بس شرط یہ کہ تو اس طرف دل لگا کر تو دیکھ۔ اس طرف اپنا رجحان پیدا کر۔ تو جونہی اس سے دل لگائے مالک وخالق تجھے عنایات سے نواز دے گا۔ وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ اتنا بڑا سیاہ کار ہے۔ اتنا بڑا گنہگار ہے وہ تو تیری تمام بدکاریوں کو معاف کر دے گا۔ اس لیے جو بھی وقت میسر ہے فوراً اس بارگاہ میں حاضر ہو۔ اس طرف رجحان پیدا کر کے اپنی قسمت کا ستارہ چمکا لے۔

حضرت اعز مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْہِ فِیْ مَائَۃَ مَرَّۃٍ﴾

لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ میں اللہ کی طرف دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

فائدہ: توبہ واستغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔

زاہداں از گناہ تو بہ کنند
عارفاں از عبادت استغفار

سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دنیا میں دو امانیں ہیں ایک نے پردہ فرما لیا اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۷۸)

☆ حضرت اعز مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو! دیکھو میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

(مسلم شریف، مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۷۹ مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ)

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ لوگوں سے مراد مسلمان ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف توبہ کروائے مسلمانو! سب کے سب (کنز الایمان) اور ہوسکتا ہے کہ سارے انسانوں سے خطاب ہو یعنی اے کافرو کفر سے توبہ کروائے گنہگارو گناہوں سے باز آجاؤ۔ اے نیک کارو اپنی نیکی کو کم جانو اور توبہ کرو۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص توبہ کا حاجت مند ہے جو پہلے عرض کیا گیا اس کی تائید اس جملے سے ہوگئی۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تعلیم کے لیے توبہ کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ جب ہم معصوم ہو کر روزانہ سو بار توبہ کرتے ہیں تو تم کو چاہیے کہ تم ہزاروں بار توبہ کیا کرو۔

(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۷۹)

★ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ﴾

بندہ جب اقرار گناہ کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ)

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرے اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی ہے حتی کہ دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا رب تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ یعنی ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دی۔

(مشکوٰۃ شریف، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف)

فائدہ: حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے کہ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنی یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

فائدہ: خیال رہے کہ انسان کا دل شفاف آئینہ کی طرح ہے ذرا سے غبار سے دھندلا ہو جاتا ہے گناہ دل کے غبار ہیں اور کفر دل کا زنگ، قلب کا قالب سے گہرا تعلق ہے جیسے جڑ کا شاخوں سے، اس لیئے گناہ جسم کرتا ہے اور سیاہ دل ہوتا ہے دیکھو غم و فکر دل کو ہوتا ہے اور جسم دبلا و پیلا پڑ جاتا ہے۔ جسم کو صاف رکھنے، غسل کرانے، اچھی ہوا دینے سے دل کو شفا ہوتی ہے یہ بھی خیال رہے کہ جیسے گناہ بہت آہستگی سے دل کو میلا کرتا ہے ایسے ہی توبہ اور نیک اعمال بہت آہستگی سے میلے دل کو صاف کرتے ہیں مگر نبی کی عداوت یکدم شفاف دل کو میلا نہیں بلکہ زنگ آلود کر دیتی ہے جیسے شیطان کا حال ہوا کہ لاکھوں کی سال کی عبادت ایک سیکنڈ میں برباد ہو کر اس کا دل نا قابل علاج زنگ آلود ہو گیا اور مقبول بندے کی نگاہ کرم ایک آن میں زنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر پالش کر دیتی ہے موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر، مومن، صحابی، صابر اور شہید ہو گئے حضور غوث پاک کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبت با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
یک زمانہ صحبت با انبیاء — بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
یک زمانہ صحبت با مصطفیٰ — بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ ﴾

بے شک اللہ تعالیٰ اس مومن کو پسند فرماتا ہے جو فتنوں میں گھرا ہوا توبہ کرتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار و التوبہ فصل سوم)

★ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے نے فرمایا:

﴿ اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ﴾

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا گناہ تھا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

★ شرح سنہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی آپ نے فرمایا:

﴿ اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ وَالتَّائِبُ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ﴾ (مشکوٰۃ شریف، باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

ندامت توبہ ہے اور توبہ والا ایسا ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں۔

★ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا ﴾

اس کے لیے بہت خوبیاں ہیں جو اپنے نامہ اعمال میں بہت استغفار پائے۔ (ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبہ فصل سوم)

★ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں عرض کیا کرتے تھے الٰہی مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکیاں کریں اور خوش ہو جائیں اور گناہ کریں تو معافی مانگ لیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمی مار ڈالے پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تو ایک پادری کے پاس پہنچا اس سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا نہیں اس نے اسے بھی مار ڈالا اور مسئلہ پوچھتا پھرا پھر اسے کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں جا۔ اس حال میں اسے موت آ گئی تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا۔ اس کے متعلق رحمت و عذاب کے فرشتوں نے جھگڑا کیا۔ رب نے اس بستی کی طرف حکم بھیجا کہ قریب آ جا اور اس بستی کی طرف کہ دور ہو جا پھر فرمایا دونوں بستیوں کے درمیان ناپو پھر وہ اس بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب استغفار والتوبہ بخاری شریف)

فائدہ: اس طرح گر کر مرا کہ اس کا چہرہ اور سینہ تو اس عالم کی بستی کی طرف تھا جہاں جا رہا تھا اور پیٹھ اس گناہوں کی بستی کی طرف جہاں سے آ رہا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے کو [illegible] وسلم کے شہر کی تعظیم اور اس کی طرف منہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر کے سونا یا مرنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہے سنت یہ ہے کہ مومن کعبہ کو منہ اور سینہ کر کے سوئے، میت کو کعبہ کے رخ دفن کرو۔ بعض عشاق مدینہ منورہ یا بغداد شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز غوثیہ میں بعد نماز گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چلتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا مانگتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۳ ص ۳۸۲)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوبوں کے محبوب مقامات کی طرف گناہوں کی توبہ مانگتے ہوئے جانا اللہ تعالیٰ کو نہایت درجہ محبوب ہے الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ولیٔ کامل حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور کی طرف اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے اس دروازہ میں سے گزرنے کی سعادت حاصل کرتے جسے بہشتی دروازہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کا وہ شخص سچے دل سے گناہوں کی مغفرت کے لیے اس بستی کی طرف گیا۔ پہنچا بھی نہیں موت واقع ہوگئی اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی اسی طرح انشاء اللہ سچے دل سے گناہوں کی بخشش طلب کرنے اور سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے جب بہشتی دروازہ سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خصوصی مہربانی فرماتا ہے۔ گناہوں کی بخشش فرمادے گا۔ بہشتی دروازہ کے متعلق قدرے تفصیل ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید میں ملاحظہ فرمائیے۔ نیز ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید میں بھی تفصیلی مضمون انشاء اللہ تعالیٰ مطالعہ کو ملے گا۔

توبہ کا دروازہ:

انسان خواہ کسی ہی حالت میں زندگی ضائع کرتا رہا ہو۔ زندگی کے لیل و نہار تباہ و برباد کر بیٹھا ہو۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر لے اپنے کیئے پہ پچھتانے لگے واقعی صحیح احساس پیدا ہو جائے کہ میں اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھا پھر اس کیئے ہوئے بداعمال کو بخشوانے کے لیے بارگاہِ حق میں جھک جائے۔ وہ وقت جوانی کا وقت ہو یا بڑھاپے کا دور ہو۔ ہر وقت ہی اللہ تعالیٰ کی بخشش کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جب بھی کوئی پکارتا ہے اللہ تعالیٰ پکار کا جواب دیتا ہے۔ جوانی کا عالم ہو انسان راہِ حق کی طرف متوجہ ہو جائے تو بارگاہِ حق سے رحمتوں کی برسات کا نزول ہو جاتا ہے۔ ساری عمر بیت گئی۔ عمر کا آخری دور آ گیا یعنی ضعف کی انتہا ہو گئی بڑھاپے نے خوب جکڑ لیا۔ ایسے حال میں بھی رب ذوالجلال کے جلال کے پیش نظر جھک گیا کیئے ہوئے بداعمال سے تائب ہوا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے۔ انعامات ربانیہ کی بہار چھا جاتی ہے۔ توبہ کے متعلق کلام ربانی ملاحظہ فرمائیے

﴿فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ﴾

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۳ پ ۱۰)

تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔ (کنزالایمان)

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(سورۃ نور آیت نمبر ۵)

مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور سنور جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان: (ترجمہ کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توبہ کے متعلق حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:

★ فرمایا: توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ (i) دل اور زبان سے توبہ۔ (ii) آنکھ کی توبہ۔ (iii) کان کی توبہ۔ (iv) ہاتھ کی توبہ۔ (v) پاؤں کی توبہ۔ (vi) نفس کی توبہ۔

(1) دل اور زبان سے توبہ:

جب توبہ کی دل سے تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے تو توبہ درست ہی نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے کہ جب تک دل دنیا کی دوستی، کھوٹ، حسد، دکھ، فحش، ریا اور برائی وغیرہ سے پاک نہ ہو جائے اور ان معاملات سے دل توبہ نہ کرے اس کی توبہ توبہ شمار نہیں ہوتی۔ (اسرار الاولیاء ص ۳۳ ہشت بہشت)

★ فرمایا: آنکھ کی توبہ تین قسم کی ہے اول ممنوعہ اشیاء کے دیکھنے سے دوسرے اگر مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور کچھ دیکھ لے تو اس سے توبہ کرے کہ میں نے کیوں دیکھا۔

★ آنکھ دیکھ لے تو کسی کے آگے اسے بیان نہ کرے۔

★ کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نا قابل شنید باتوں سے توبہ کرے اور کوئی ممنوعہ شے نہ سنے پھر اس کی توبہ شمار ہوتی ہے۔

★ توبہ ہاتھ کی یہ ہے یعنی کوئی چیز ایسی نہ چھوئی جائے جس کا پکڑنا منع ہے۔

★ پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ جن مقامات پہ جانا مناسب نہیں ہے وہاں نہ جائے اور خواہش سے پاؤں باہر نہ رکھے۔

★ چھٹی توبہ نفس کی ہے بس چاہئے کہ نفس کو تمام خواہشات، ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے اور ان سب سے توبہ کی جائے۔ اور نفس کی خواہش کے مطابق عمل نہ کیا جائے قرآن شریف میں ہے **وَمَنْ خَافَ مَقَامَ ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھیٰ لما ویٰ** یعنی جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشات سے نفس کو روکے تو اس کا مقام بہشت میں ہوگا۔ (اسرار الاولیاء فصل چہارم)

فائدہ: حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ جس وقت بھی بندہ اپنی سابقہ روش چھوڑ کر رب تعالیٰ سے محبت کرے گا اسی وقت اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے رب تعالیٰ نہیں دیکھتا کہ اس نے بڑھاپے میں توبہ کی ہے یا اس نے جوانی میں توبہ کی۔ جس وقت بھی رب تعالیٰ سے محبت کی جائے اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔ مگر

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

-----☆☆☆-----

آپنا لایا پرم نہ لگے ای، جے لوچے سبھ کوئے ایہہ پرم پیالہ خصم دا جیں بھاوے تیں دے

حل لغات:

★ آپنا: اپنا۔ ★ لایا: لگایا، اپنی خواہش سے لگایا۔ ★ پرم: پریم، محبت، عشق، پیار، دوستی، لگاؤ۔ ★ نہ لگے: نہیں لگتا۔ ★ جے: اگر۔ ★ لوچے: چاہے، خواہش کرے ★ سبھ: سب ★ کوئے: کوئی ★ ایہہ: یہ ★ خصم: کتابوں میں خصم بھی لکھا ہوا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔بہر حال خصم: مالک، خدا، آقا، شوہر، یہاں بمعنی خدا ہے۔ * جَیں: جسے، جس کو۔ * بھاوے: پسند کرے، چاہے۔ * تیں: اُسے، اُس کو۔ * دے: عطا کرے، لے دے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت اپنے لگانے سے نہیں لگتی خواہ سارا جہان ہی کیوں نہ چاہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کا پریم پیالہ تیں میں کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آجاتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

مطلب:

پیار، محبت یا عشق ایسی چیز نہیں کہ جو چاہے اسے میسر ہو جائے۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے عشق حقیقی کا طالب ہو تو یہ اس کی خام خیالی ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اپنے لگانے سے یعنی اپنی مرضی سے عشق حقیقی نہیں لگ سکتا کہ جس کا جی چاہے اسے عشق حقیقی کا جام مل جائے اگر سارے انسان بھی اس کے طلبگار ہوں تو پھر بھی عشق حقیقی سے محرومی ہو گی۔ ہاں یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا کر دے۔ اللّٰہ یعطی من یشآء ۔ جسے اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اسے عشق حقیقی حاصل ہو جاتا ہے۔

محبت:

محبت ایک ایسا جادو ہے جو سر کے چڑھ کے بولتا ہے۔ جب ایک دفعہ بول اٹھے تو اس کا آوازہ آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ ہر طرف اسی کے چرچے ہوتے ہیں ہر طرف اسی کی باتیں سننے میں آتی ہیں۔

محبت ایک ایسا پھول ہے جس کی خوشبو آناً فاناً ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ دیکھنے میں نہایت خوبصورت مگر جو ایک دفعہ سونگھ لیتا ہے ساری زندگی کے لیے روگ بن جاتا ہے بلکہ اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت واضح کرتے ہوئے الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

پیار یہ کیا ہے پھول زہر میں بسا ہے　　نادان اسے کیا جانے ، نہ جانے یہ کیا ہے

فائدہ: اس شعر میں پیار و محبت کے متعلق سوال کیا گیا ہے اور اسی کا جواب دیا گیا ہے کہ پیار کی حقیقت کیا ہے؟ بس یوں سمجھ لیجئے کہ محبت ایک زہر میں بسا ہوا پھول ہے جسے سونگھنے والا پھول سمجھ کر سونگھتا ہے مگر حقیقتاً وہ پھول نہیں مگر زہر کو سونگھ رہا ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں پھول سونگھ رہا ہوں اب بظاہر دیکھنے اور سونگھنے کے لحاظ سے پھول ہوتا ہے مگر اس میں اثر زہر کا ہوتا ہے سونگھ پھول کو رہا ہے۔ اثر زہر دکھا رہا ہے۔ جیسے زہر اپنا اثر غیر محسوس طریقے سے دکھاتا ہے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ زہر ہے اسی طرح محبت آہستہ آہستہ ہونا شروع ہوتی ہے غیر محسوس طریقے سے محبت ہونے لگتی ہے محسوس ہی نہیں ہوتا کہ محبت کا بھوت سوار ہوتا جا رہا ہے مگر جیسے زہر میں بسا ہوا پھول سونگھتے سونگھتے اتنا اثر ہو جاتا ہے کہ انسان کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں محب جان دینے کو گوارا کر لیتا ہے مگر محب سے دوری میں ایک لمحہ بھی گزارنا ناممکن نظر آتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ زہر اچھی طرح دماغ پہ اثر کر جاتا ہے دبے پاؤں آنے والی محبت بھی اپنا ایسا رنگ جماتی ہے کہ پورے دل و دماغ پہ کنٹرول سنبھال لیتی ہے۔ جیسے زہر میں بسا پھول سونگھتے سونگھتے انسان پہ اتنا اثر دکھاتا ہے کہ سارا جسم مدہوشی کے عالم میں چلا جاتا ہے اسے دنیا جہان میں سے کسی چیز کی سدھ بدھ نہیں رہتی بلکہ اسی کے نشے میں ہی گٹ ہو جاتا ہے اس کے دماغ میں اور ہی جہان آباد ہو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا ہے نہ وہ اس جہان کو چھوڑنا چاہتا ہے اور نہ وہ جہان اسے چھوڑنا چاہتا یہی کیفیت محبت میں مبتلا ہونے والے انسان کی ہو جاتی ہے۔

عشق نے نکما کر دیا غالب ورنہ ہم بھی انسان تھے کام کے

عشق کی حقیقت:

محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل کو عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔صاحب (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی تصنیف لطیف عشقِ رسول کریم ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

قارئین کرام! میں اپنے تئیں عشق کو محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل قرار دیتا ہوں۔اسی لئے تو عشق محبت کی انتہا ہے اور محبت عشق کی ابتداء (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

عشق اگر چہ یہ لفظ قرآن حکیم میں نہیں آیا تاہم اس لفظ نے عربی ادب میں خاصی اہمیت حاصل کر لی ہے، بڑے بڑے عالموں، دانشوروں، فلاسفروں اور صوفیوں نے عشق کے اسباب اور اس کے درجات کے بارے میں مفصل اظہار خیال کیا ہے۔

عشق کی تعریف بیان کرنے کی کوشش میں الجاحظ کے رسالہ فی العشق کا نام لیا جا سکتا ہے علاوہ ازیں جالینوس اور بقراط کے اقوال بھی بیان کیئے گئے ہیں صوفیوں کے ہاں عشق کا ولولہ کسی قدر مزاحمت کے باوجود اندھی زندگی کا ایک جزو کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔فلسفیوں نے بھی عشق کو ایک عقلی چیز مانا ہے۔(عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

عشق و محبت کے مقامات:

عشق و محبت کے مقامات کے متعلق جناب متین رفیق ملک صاحب لکھتے ہیں کہ عشق و محبت کے مقامات پر حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، استفسارات اور ملفوظات پر مبنی کتاب ''مکالمات'' میں سے چند ایک ملفوظات ملاحظہ کیجئے۔

★ محبت محب سے ہے اور محبت عرفان ہے۔

★ بزرگانِ دین محبت کے تھوک بیوپاری ہوتے ہیں وہ نفرت کا کھوٹا سکہ لے کر محبت اور خلوص کا کھرا مال دیتے ہیں اور یہ بڑا نفع کا سودا ہوتا ہے۔

★ محبت ہر مقام پر ایسے تعین سے پاک رہتی جیسے مہندی کے پتے پر میں رنگ، رنگ پتے میں موجود رہتا ہے۔پتا تعین رکھتا ہے لیکن رنگ جو اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کیئے ہوئے ہے تعین سے پاک۔

★ محب کو نہ دکھ نظر آتا ہے نہ راحت، نہ دھوپ نظر آتی ہے نہ چھاؤں، نہ کوہ نظر آتا ہے نہ مرغزار اگر وہ کسی کو دیکھتا ہے تو صرف محبوب کو اور اس کی بدولت ہر شے کو دیکھتا ہے یعنی ہر شے میں اس کی جلوہ گری پاتا ہے۔

★ عقل جب دکھاتی ہے اپنا گھر دکھاتی ہے اور عشق جب دکھاتا ہے محبوب کا گھر دکھاتا ہے۔

فائدہ: مکالمات میں استفسارات بھی درج ہیں ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ کریں عشق کی اہمیت و افادیت مزید واضح

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوجائے گی اور یہ علم ہوتا ہے کہ عشق ایک مبارک شے ہے۔

سوال: خودی تکبر، مان اور گمان انسان سے کس طرح ختم ہوسکتے ہیں؟

جواب: عشق صرف عشق سے۔ جس گھر میں عشق کے مبارک قدم آجاتے ہیں وہاں سے خودی، تکبر، مان اور گمان خود بخود رخصت ہوجاتے ہیں اور وہ وہاں چلے جاتے ہیں جہاں ان کا مقام ہوتا ہے یعنی مقام غرض وغایت چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:

عقل آمد دین و دنیا شد خراب　　عشق آمد ہر دو عالم کامیاب

قارئین محترم! یہ اقوال میری اس بات کا ثبوت ہیں کہ عشق، محبت ہی کی متحرک شکل ہے اور یہ محرک خواہش جو پوری دنیا میں جاری وساری ہے عشق کا ئناتی ہے اور پھر اسلام نے محبت شفقت اور عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے بلکہ اصل دین ہی محبت اور عشق ہے۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲۔۴۱)

عشق کے معنی:

★ عشق (ع) مذکر۔ از حد محبت۔ شوق۔ عادت۔ ایک قسم کا جنون۔ (فیروز اللغات ص ۸۷۷)

★ عشق: بے پناہ اور بے انداز۔ محبت جو جنون کی حد تک چلی جائے

شاد باش ای عشق خوش سود ای ما　　اے طبیبِ جملہ علّت ہای ما

فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی ص ۶۶۰ از ڈاکٹر محمد عبداللطیف ایم اے پی ایچ ڈی۔

★ عشق: (ع۔ا۔ مذکر) حد سے زیادہ محبت۔ (فیروز اللغات اردو جدید ص ۴۸۲)

★ (ع۔ا۔مذ) (i) محبت۔ فریفتگی: پریم۔ پیار۔ چاہ۔ (ii) شوق۔ خواہش
جامع فیروز اللغات اردو پرونا ؤنسنگ ڈکشنری از الحاج مولوی فیروز الدین۔

★ عشق: ع۔ بہت محبت کرنا۔ کسی شے سے ایک قسم کا جنون (کریم اللغات ص ۱۰۱)

★ عشق محبت ہی کی متحرک شکل ہے اور یہ محرک خواہش جو پوری دنیا میں جاری وساری ہے عشق کا ئناتی ہے اور پھر اسلام نے محبت شفقت اور عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے بلکہ اصل دین ہی محبت اور عشق ہے۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲)

★ محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل کو عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

★ میں اپنے تئیں عشق کو محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل قرار دیتا ہوں اسی لئے تو عشق محبت کی انتہا ہے اور محبت عشق کی ابتدا۔ (عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱)

★ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد　　اوز حرص و عیب کلی پاک شد
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلا طون و جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد　　کوہ در رقص آمد و چاک شد

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جس کے وجود نفسانی کا جامہ عشق سے چاک ہو گیا وہ حرص اور ہر عیب سے پاک ہو گیا۔

اے ہمارے عشق خوش سوداء اور ہماری تمام بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔

اے ہماری نخوت وغرور کی دوا۔ اے ہمارے عشق تو ہی ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔

جسم خاک عشق سے افلاک پر پہنچا۔ پہاڑ رقص میں آ کر چست وچالاک ہو گیا۔

ان اشعار میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عشق خوش سودا کو تمام بیماریوں کا طبیب اور اسی عشق کو اپنی نخوت وناموش کی دوا اور اسی عشق کو اپنا افلاطون اور جالینوس فرما کر اس کی مدح فرمائی ہے پہلے شعر کے ساتھ ان اشعار کو ملا کر پڑھیئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفہوم آپ پر واضح ہو جائے گا کہ زورِ گندم عشق نہیں کیونکہ وہ انسانی خواہشات کو ابھارتا اور انسان کو بے شمار امراضِ قلبیہ میں مبتلا کر دیتا ہے عشق تو ان کے نزدیک ایک ایسا جوہر لطیف ہے کہ اگر وہ کسی کے وجودِ نفسانی کا جامہ چاک کر دے تو وہ حرص اور عیب سے پاک ہو جائے وہ فرماتے ہیں کہ عشق ہی تمام بیماریوں کا طبیب اور نخوت وناموس کی دوا ہے اسی عشق نے جسدِ خاکی کو افلاک پر پہنچایا اور عشق سے پہاڑ رقص میں آیا۔ (شرح درود تاج ص ۳۰۱۔۳۰۰)

★ تمام اہل لغت نے لفظِ عشق پر کلام کرتے ہوئے اس کے معنی فرطِ محبت کے لکھے ہیں: (شرح درود تاج ص ۳۰۲)

★ مختار الصحاح میں ص ۴۷۳ میں ہے۔

﴿ اَلعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ ﴾ (شرح درود تاج ص ۳۰۲)

★ لسان العرب جلد ۱۰ ص ۲۵۱۔

★ تاج العروس ج ۷ ص ۱۳۔

★ قاموس جلد ۳ ص ۲۶۵۔

★ قاموس میں ہے۔

﴿اَلْعِشْقُ ..... اِفْرَاطُ الْحُبِّ وَ یَکُوْنُ فِیْ عَفَافٍ وَ فِیْ دَعَارَۃٍ۔﴾

(قاموس ج ۳ ص ۲۶۵)

یعنی عشق کا معنی افراطِ محبت ہے جو پاک دامنی میں ہوتا ہے اور جنت میں بھی معلوم ہوا کہ عشق اور محبت میں شدت اور افراط کے سوا کوئی فرق نہیں۔ (شرح درود تاج ص ۳۰۳)

★ یہ لفظ قرآن مجید میں نہ سہی مگر حدیث میں عشق کے الفاظ موجود ہیں بروایت خطیب بغدادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

﴿ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ شَہِیْدًا ﴾

جس کو کسی سے عشق ہوا پھر اس نے چھپایا اور پاک دامن رہتے ہوئے مر گیا وہ شہید ہے۔

(شرح درود تاج ص ۳۰۳ بحوالہ الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۵۷ مصر)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: اگر چہ ان دونوں حدیثوں میں ضعف کا قول کیا گیا ہے لیکن اس حدیث کو امام سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں اسانید متعددہ سے وارد کیا۔ بعض میں کلام کیا اور بعض کو برقرار رکھا۔ جن اسانید کو برقرار رکھا وہ ضعیف نہیں چنانچہ امام سخاوی نے اس حدیث کی اسانید میں سے ایک سند کے متعلق فرمایا وَهُوَ سندٌ صَحِيحٌ (مقاصد حسنہ ص ۴۲۰)

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام خرائطی اور ویلمی و غیر ھما نے روایت کیا بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَصَبَرَ فَهُوَ شَهِيدٌ جس کو کسی سے عشق ہو گیا پھر وہ پاک دامن رہا اور اسے چھپایا اور صبر کیا تو وہ شہید ہے اور امام بیہقی نے اسے طرق متعددہ سے روایت کیا (مقاصدِ حسنہ ص ۴۱۹) اہل علم جانتے ہیں کہ طرق متعددہ سے سند ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے مختصر یہ کہ لفظ عشق حدیث میں وارد ہے۔

فائدہ: درود تاج شریف کی بہترین شرح شیخ القرآن والحدیث، شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے شرح درود تاج کے نام سے کی۔ الحمد للہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (پاکستان) کی طرف سے حضرت علامہ محمد عطاء الرسول اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ نے شایانِ شان طریقے سے اسے شائع کیا۔ اس شرح مبارکہ میں درود تاج پہ جتنے بھی بے بنیاد قسم کے اعتراضات کیئے جاتے ہیں ان سبھی کی خوب قلعی کھولی گئی ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس تصنیف لطیف کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

فائدہ :

- پس واضح ہوا کہ اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے چند لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ لفظ عشق اتنا برا نہیں ہے کہ جس کے استعمال کو اتنا غلیظ سمجھ لیا جائے کہ چڑ ہونے لگے۔ جیسے بعض لوگوں کو لفظ عشق سے چڑ ہوتی ہے۔ اگر بالفرض محال بعض لوگوں کے ذہن کے مطابق وہی معنی کیئے بھی جائیں جو ان کی ذہنی اختراع پہ مبنی من گھڑت معنی ہیں تو پھر لفظ محبت کو استعمال کرنا بھی نا ممکن ہو جائے گا۔

محبت کا مفہوم:

- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک لطیف میلان قلبی کا نام محبت ہے۔

حالانکہ یہی لفظ محبت حسن و شباب کے تعلق، نفسانی خواہش اور زورِ گندم کے معنی میں بکثرت مستعمل ہے حدیث میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں مثلاً بخاری شریف میں ہے۔

﴿ اِنَّهَا كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَاَبَتْ ﴾

یعنی غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں میں سے ایک نے کہا میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے میں ایسی محبت کرتا تھا جیسی شدید ترین محبت مردوں کو عورتوں سے ہوتی ہے لہٰذا میں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ (شرح درود تاج بحوالہ بخاری شریف = جلد اول ص ۳۱۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقتِ حال:

پس واضح ہوا کہ عشق کے نام سے بدکنا اور لفظ محبت استعمال کرنا یہ دوڈھنگی چال سمجھ میں نہیں آتی۔ دونوں کے معانی ایک ہیں۔ ہاں لفظ عشق میں افراط ہے۔ اس لیئے لفظ عشق پہ آوازے کسنے والوں کو لفظ محبت کا استعمال بھی بند کر دینا چاہیئے۔ عشق میں افراط کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں جیسے اپنے ماں باپ اور اولاد وغیرہ کو معشوق نہیں کہہ سکتے اسی طرح کا حال محبت سے لفظ محبوب کا بھی ہے۔ اسی طرح سے مومنین کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے یا نہیں کیا ہم اللہ تعالیٰ کو محبوب کہہ سکتے ہیں۔ یا جن جن سے ہمیں محبت ہوسکتی ہے کیا ہم ان سب کو محبوب بھی کہہ سکتے ہیں۔ ذرا غور طلب امر ہے۔

شدتِ محبت و فرطِ محبت:

لفظ عشق نہ سہی مگر اس کے معنے (شدتِ محبت اور فرطِ محبت)

قرآن وحدیث میں بکثرت وارد ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (پ۲ البقرہ)

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ: ایمان والوں کو جتنی زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے اتنی زیادہ محبت کسی اور سے نہیں محبت کی اسی افراط کی کیفیت کو عشق کے نام سے یاد کیا جاتا۔ بعض لوگ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پہ آجائیں تو ہر کس وناکس کے لیے مان لیتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ عشق استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں خواہ مخواہ چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر سے کوئی فائدہ نہیں۔

محبت یعنی عشق حقیقی خود بخود لگانے سے نہیں لگتا بلکہ یہ تو خالق کائنات کی عطا ہے جسے حاصل ہوجائے۔ اسے بن مانگے حاصل ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے عشق کی وادی میں چھلانگ لگانا چاہیے تو کسی کے بس کا روگ نہیں اللہ تعالیٰ جس پہ فضل و کرم کردے اسے عشق حقیقی کی سوغات حاصل ہوتی ہے۔ عشق حقیقی وہ پریم پیالہ ہے جو ہر کسی کے ہونٹوں سے نہیں لگتا بلکہ اللہ جنہیں اس مقصد کے لیے خاص کرلے۔ انہیں یہ انعام ربانی میسر آتا ہے۔ عشق سے مراد عشق حقیقی ہے ورنہ جسے عام فاسق وفاجر لوگ عشق کہتے ہیں حقیقتاً اسے عشق نہیں کہا جاسکتا کیونکہ وہ عشق نہیں بلکہ فسق ہوتا ہے۔ یا اسے عشق مجازی کہتے ہیں۔

عشقِ حقیقی:

★ خداتعالیٰ کا عشق (فرہنگِ فارسی ص ۶۶۱)

★ خداتعالیٰ کا عشق، محبت الٰہی۔ (فیروز اللغات اردو جدید ص ۴۸۲)

★ خداتعالیٰ کا عشق۔ (ص ۸۷۷ فیروز اللغات)

★ خداتعالیٰ کا عشق۔ محبت الٰہی۔ (فیروز اللغات جامع اردو پرونا ؤنسنگ ڈکشنری ص ۸۹۷)

فائدہ: بغیر کسی دنیوی لالچ اور فاسقانہ روش کے عشق محض اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام، اولیائے کرام، دین، قرآن اور اسلام وغیرہ سے بے پناہ محبت کا نام ہے اگر کوئی [illegible] اس سلسلہ میں ساری دنیا بھی چاہے تو کچھ بھی نہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوسکتا۔ یہ پریم پیالہ کسی کے ہاتھ نہیں آسکتا یہ تو اگر اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے تو پریم پیالہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سوائے اس کے چاہنے کے نہیں مل سکتا۔

فائدہ: مخدوم ابرار احمد خان گیلانی مدظلہ العالی نے کیا خوب لکھا ہے کہ

عشق الٰہی کا پریم اور جذب اپنے لگانے سے نہیں ہوتا اگر چہ سب کا دل چاہتا ہے یہ عشق خدا کا پیالہ ہے جس کو چاہے دیوے ہاں اگر اس کا کوئی مشتاق ہو تو مرفوع الاجازت شیخ کے برزخ کا پرتو ہو کر اس صراطِ مستقیم کی تلقین حاصل کرے امید قوی ہے کہ عشق الٰہی اس کو حاصل ہوگا اور درجہ فنا سے گذر کر درجہ بقا باللہ تک۔ پہنچ جائے گا۔ (دیوان فرید ص ۴۴)

ہے مسبب سے تجھے غفلت مگر — اس سے رکھتا ہے سبب پر تو نظر
جب سبب سیکھا مسبب کو نہ بھول — ہے سبب کو حکم حق اصل الاصول

-----☆☆☆-----

فریدا جن لوئن جگ موہیا، سے لوئن مَیں ڈِٹھ — کجل رِیکھ نہ سہندیاں، سے پنکھی سُوئے بھٹھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فریدا!۔ ★ جن: جنہوں نے۔ ★ لوئن: (لو بمعنی روشنی ہے) مراد آنکھیں۔ ★ جگ: جہان، دنیا، دنیا جہان۔ ★ موہیا: ٹھگ لیا۔ ★ جگ موہیا: دنیا فریفتہ کی، دنیا عاشق بنالی۔ دنیا گرویدہ کرلی: سب کو اپنی طرف کھینچ کر گرویدہ و عاشق بنالیا۔ ★ سے: وہی، انہوں نے انہیں۔ ★ مَیں ڈِٹھ: میں نے دیکھا۔ ★ کجل: سرمہ، کاجل۔ ★ رِیکھ: دھار، ڈوری، لکیر ★ نہ سہندیاں: برداشت نہیں کرسکتی ہیں۔ ★ پنکھی: پرندے۔ ★ سوئے: سوتے یا انڈوں یا پھر انڈوں سے بچے نکالے۔ ★ بھٹھ: بمعنی وِٹھ، پرندوں کی غلاظت بیٹھ، گوبر۔

جن آنکھوں نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا انہیں میں نے خوب دیکھا ہے جن نینوں میں کاجل کی لکیر کا بوجھ بھی ان کی نزاکت کی وجہ سے نہ ٹھہر سکتا تھا۔ انہیں نینوں کے حلقوں میں پرندے انڈے دیئے اور بچے نکالے بیٹھے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! وہ نین جنہوں نے سارے جہان کو اپنی خوبصورتی کا نشانہ بنا کر فریفتہ کرلیا۔ اپنا گرویدہ ایسا کیا کہ محب کا کھانا پینا حرام کردیا۔ میں نے وہی نین (خوبصورت آنکھیں) دیکھے ہیں جب ان پہ موت وارد ہوئی تو پھر ان پہ ایک ایسا وقت بھی آیا ہوا میں نے دیکھا ہے وہی آنکھیں جن کی مستی، ناز اور اشاروں پہ دنیا ناچتی تھی۔ لوگ ان کے ایک ایک اشارے پہ اپنا سب کچھ وارد یا کرتے تھے۔ ان کی نزاکت کا یہ عالم ہوا کرتا تھا کہ وہ اپنی نزاکت کے باعث کاجل کی دھاری بھی برداشت نہ کرسکتی تھیں۔ ان پہ ایک ایسا بھی وقت آیا کہ جب ایسے نینوں والے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے تو ان کی وہی خوبصورت آنکھیں عبرت کا نشان بن گئیں ان کی آنکھوں کے خانوں میں پرندوں نے اپنی رہائش کرلی وہاں غلاظت پھینکنے لگے وہی خوبصورت آنکھیں عبرت کا نشان بن گئیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درس عبرت:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا ہے گویا آپ بیان فرماتے ہیں کہ جو آج ہمیں خوبصورتی کے اعلیٰ نمونے نظر آرہے ہیں جب ان پہ زوال آنا ہے تو ان کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔ مثلاً

حکایت:

ایک دفعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہر کے بازار میں چلے جاتے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لونڈی اپنی مالکہ بیوی جو کہ طوائف تھی کو سرمہ کی سلائی بھر بھر کر دیتی ہے۔ جب سرمہ کی سلائی اس طوائف نے اپنی آنکھ میں ڈالی۔ سرمہ چونکہ قدرے موٹا تھا اس لیئے آنکھ میں کھجلاہٹ پیدا کرنے لگا۔ آنکھ میں تکلیف ہونے لگی تو اس طوائف نے لونڈی کو چند چابک مارے اور گالیاں بکنے لگی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہ ماجرا دیکھ کر چلے گئے چند دن بعد پھر اسی ملک میں تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ طوائف کا جسم کرنگ ہو کر قلعہ شاہی کی خندق میں پڑا ہے کیونکہ بادشاہ طوائف پہ خفا ہو گیا اور مروا دیا۔ اس طوائف کی آنکھ کے خول میں جانوروں نے انڈے دے رکھے تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا زبان مبارک سے یہ شلوک فرمایا جو داخل عبرت ہے اس واسطے کہ جس آنکھ میں سرمہ کی سلائی کھجلانے سے درد ہوتا تھا اب اس میں انڈے ہیں۔

(دیوان فرید ص ۴۶)

فائدہ: اب دیکھیئے وہی نین کہ جن میں قدرے موٹا سرمہ ڈالا گیا کہ جس سے درد ہوا۔ جس کے نتیجے کے طور پر لونڈی کو سزا دی گئی ان نینوں کا انجام کیا ہوا۔ کہ وہی نینوں والی طوائف قتل کر دی گئی اور اس کی لاش کو خندق میں پھینک دیا گیا۔ وہ لاش سوکھ کر کرنگ ہو گئی۔ کھوپڑی اور آنکھوں میں پرندوں نے اپنا گھونسلا بنا لیا۔ جہاں پرندوں کی غلاظت یعنی بیٹ بھی ڈالی جاتی مگر یہ اب کچھ کرنے سے قاصر ہو گئی۔ اب وہ اپنی کھوپڑی اور آنکھوں سے پرندوں کو بھی نہیں اڑا سکتی۔ کیونکہ وہ موت سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت کی وادی سے گزر چکی ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان ہزاروں عبرت کے نشانات دیکھتا ہے مگر عبرت حاصل نہیں کرتا حالانکہ عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

کتا:

بعض کتنے اپنی زندگی میں کسی کو قریب نہیں آنے دیتے ان کی دہشت لوگوں پہ طاری ہوتی ہے۔ مگر جب مر جاتے ہیں انہیں دور پھینک دیا جاتا ہے اس کی ہڈی ہڈی ہو جاتی ہے عبرت کا نشان پیش کر رہی ہوتی ہے۔ کتنے خوبصورت جانور اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پھر کچھ عرصہ بعد ان کی ہڈیاں عبرت کے نشان بھی ہم نے دیکھے اسی طرح کتنے بڑے بڑے جابر ظالم ڈاکو قسم کے لوگ، بادشاہ، امیر، وزیر، مشیران کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے کیسی کیسی عبرت کا نشان بنتی نظر آتی ہیں۔

فائدہ: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ کھوپڑی میں آنکھوں کے خانوں میں پرندوں کی رہائش اور غلاظت بہت بڑی عبرت ہے۔ (معارف فریدیہ ص ۹۱)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کوکیندیاں، چانگیندیاں، مَتیں دِیندیاں نت جو شیطان وَنجایا، سے کِت پھریں چت

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید! ★ کوکیندیاں فریاد کرتے ہوئے، فریادی ہوکر ★ چانگیندیاں اچانگن مصدر سے فعل حال جاری یعنی آہ وزاری کرتے ہوئے، چیختے اور چلاتے ہوئے، شور کرتے ہوئے۔ ★ مَتیں: نصیحتیں۔ ★ دیندیاں: دیتے ہوئے۔ ★ نت: ہر روز، ہمہ وقت، ہر وقت، ہمیشہ۔ ★ ونجایا: برباد کیا، خراب کیا، ضائع کیا۔ ★ سے: وہ، ایسا۔ ★ کِت: کیسے۔ ★ چت: دل، توجہ، دھیان، خیال، دل، وغیرہ۔

گمراہوں کو چیخ چیخ کر، پکار پکار کر، سمجھا سمجھا کر سمجھانے والے تھک گئے مگر گمراہ کچھ سمجھنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ کیونکہ جنہیں شیطان نے گمراہ کیا ہے۔ اس کا دل کب راہِ راست کی طرف آتا ہے۔

مطلب:

اے فرید! جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اس پہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے وہ شیطان کی غلامی کے باعث حقیقت سمجھنے کی طرف رغبت ہی نہیں کرتا اس لیئے فریاد کر کر کے چیختے ہوئے ہمہ وقت روزانہ اسے نصیحت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جسے شیطان نے راہِ حق سے بھٹکا دیا ہے اور وہ اس حال کو پہنچ گیا کہ اس کا دل سیاہ ہو گیا۔ اب اسے حقیقت حال سمجھنا نہایت دشوار ہو گیا ہے۔ اب وہ اپنے دل کو شیطانی جال سے کیسے موڑے۔ اب اس کا رجوع الی اللہ مشکل ہو گیا۔

شرح:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے اس شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے فرید! ہم گمراہ ہو جانے والے کو چیخ چیخ کر اور بہ آوازِ بلند پکار پکار کر سمجھاتے اور عقل کی بات بتا کر خبردار کرتے رہے لیکن جسے شیطان یعنی اس کے نفس امارہ نے ہی گمراہ کر رکھا ہو اس کے دل کو نفسانی خواہشات سے پھیر کر راہِ راست پر کیسے لایا جائے انہیں تو ان کے نفس کا شیطان سیدھے راستے پر آنے ہی نہیں دیتا۔ (کلام بابا فرید گنج شکر ص ۳۳)

شیطان:

شیطان انسان کا شروع سے ہی دشمن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے دشمنی کمائی۔ حالانکہ شیطان نے اپنے طور پر دشمنی کی مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت مبارک ہی یہی تھی کہ آدم کو خلافت سے نوازا جائے گا۔ شیطان کی سیدنا آدم علیہ السلام سے دشمنی خود اس کے لیے ہی نقصان میں اضافے کا سبب بنی۔

شیطان کی پیدائش:

غلام نبی بن عنایت اللہ نے قصص الانبیاء کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے قصص الانبیاء میں ہے کہ:

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بھیڑیے کی یہ دونوں صورتیں قدرت الٰہی سے دوزخ سجین میں جا کر باہم جفت ہوئیں اس سے یہ عزازیل پیدا ہوا۔ (قصص الانبیاء ص ۲۵)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزازیل نے کتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی:

شیطان نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا پھر اس کے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین و دنیا پر آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دو بازو زبرجد سبز کے عنایت کئے تب وہاں سے اڑ کر آسمان اول پر آ گیا وہاں ہزار برس تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا تب اس کا نام خاشع ہوا۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس کا نام عابد رکھا۔ پھر تیسرے آسمان پر جا کر ایک ہزار سال تک رب العالمین کی عبادت کی وہاں اس کا نام ولی رکھا گیا پھر پانچویں آسمان پر بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی وہاں اس کا نام عزازیل رکھا گیا۔ اس کے بعد چھٹے پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک عبادت کی اس کے بعد ساتویں آسمان پر جا پہنچا وہاں بھی ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کلام یہ کہ ایک کف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکایا ہو۔

بعدہ عرش معلیٰ پر جا کر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدے سے سر اٹھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے فضل و کرم سے اٹھالے تا کہ میں تیری قدرت دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں جناب باری تعالیٰ سے اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے اٹھالے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتے پر پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مٹا کر سب مخلوقات میں اس کا نام ابلیس مردود محروم رکھے گا۔ عزازیل اس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس تک کھڑے ہو کر رویا جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی عزازیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لائے سزا اس کی کیا ہے عزازیل نے کہا خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرمایا اے عزازیل تو اس کو لکھ رکھ اور عبداللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ عزازیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے یہ امر واقع ہوا تھا حاصل یہ کہ عزازیل نے کہا لعنة اللّٰه علی ما اطاع اللّٰه۔ ترجمہ: لعنت خدا کی اس پر جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی تب حکم ہوا کہ عزازیل بہشت میں کئی ہزار سال خزانچی بہشت کا رہا اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل، میکائیل و عزرائیل اور اسرافیل اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تا کہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے اتفاقیہ ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ پر لکھا تھا جا پڑی۔ اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی ہو اور اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو۔ انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس کی بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور ایک دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تا کہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا۔ اے عزازیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر۔ (قصص الانبیاء۔ ص ۲۷۔۲۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابلیس و شیطان:

مردود ہونے سے پہلے اس کا نام عزازیل تھا مگر پھر اس کا نام ابلیس و شیطان منکر ہو گیا۔ ابلیس بلس سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ناامید یا مکار چونکہ شیطان بھی رحمتِ الٰہی سے ناامید ہو چکا اور اس نے مکر و فریب کو اپنا پیشہ بنا لیا اس لیئے اسے ابلیس کہا جانے لگا۔

لفظ شیطان شَطُنْ سے بنا ہے شَطُنْ کے معنی ہیں دور ہونا چونکہ یہ بھی ہر رحمت سے دور ہے اسی لیئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے لہٰذا یہ بروزن فیعال اور اس کا نون اصلی ہے یا شیْطٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں باطل اور جھوٹا ہونا۔ اس صورت میں اس کے الف اور نون زیادہ ہوں گے اب ہر مکار فریبی کو بھی شیطان یا ابلیس کہا جانے لگا قرآن کریم فرماتا ہے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۳۱۰)

فائدہ: آج کل بعض مغربیت سے مانوس ذہنیت رکھنے والے اور نیچری عقیدے میں مستغرق لوگ جنت، دوزخ، قیامت، حشر وغیرہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کو اپنی رائے کے مطابق ڈھالنے کے لیے تحریفیں کرتے ہیں شیطان سے مراد انسان کی بری صفات مراد لیتے ہیں حالانکہ ان کا یہ قول اہل اسلام، عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ کے بھی خلاف ہے۔

شیطان کی خرابیوں کے تین خاص اوقات:

مفسرین فرماتے ہیں کہ جب فرشتے سجدے میں گرے تو شیطان آدم علیہ السلام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اسی وقت سے اس کی صورت مسخ کر دی اور وہ نکال دیا گیا۔

تفسیر عزیزی میں اس جگہ ہے کہ ایک بار شیطان نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ کی بارگاہ میں بڑے مقبول ہیں میری شفاعت فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی حکم الٰہی ہوا کہ آپ کی شفاعت قبول اور شیطان کی توبہ منظور مگر شرط وہی پہلی ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو خبر دی۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے زندہ آدم کو سجدہ نہ کیا تو مردے کو کیا سجدہ کروں مگر اے موسیٰ تمہاری شفاعت کا مجھ پر احسان ہے اس لیئے میں آپ کو ایک فائدے کی بات بتاتا ہوں کہ میں تین وقتوں میں آدمی کو بہت خراب کرتا ہوں۔

★ ایک غصے کی حالت میں کہ اس وقت میں بجائے خون کے اس کے جسم میں دوڑتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اس سے کرا لیتا ہوں۔

★ دوسرا جہاد کی حالت میں کہ غازی کو بار بار یاد دلا کر روکتا ہوں۔

★ تیسرے غیر عورت کے ساتھ خلوت کی حالت میں کہ زنا کرا دیتا ہوں۔

تفسیر روح البیان نے اس جگہ فرمایا کہ حق تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ برس جہنم میں رکھ کر وہاں سے نکالے گا اور فرمائے گا کہ تو اب بھی حضرت آدم کو سجدہ کر لے وہ انکار کرے گا اور دوزخ میں وہ واپس کر دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی جلد اول ص ۳۱۲۔۳۱۱)

شیطان منکر ہوا اور غرور کیا:

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ سْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ق

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرہ۔آیت نمبر۳۴)

اور(یادکرو)جب ہم نے فرشتوں کوحکم دیا کہ آدم کوسجدہ کروتو سب نے سجدہ کیاسوائے ابلیس کے کہ منکر ہوااورغرور کیا اورکافرہوگیا۔

★ شیطان سے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تجھے سجدہ سے کس چیز نے منع کیا؟یا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیاتو شیطان نے جواب دیا۔سوال معہ جواب دونوں ہی ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ج خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ ﴾

فرمایا: کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہےاوراسے مٹی سے بنایا ہے۔

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ ﴾

فرمایا:تو یہاں سے اتر جا۔تجھے نہیں پہنچتا کہ تو یہاں رہ کرغرور کرے نکل تو ہے ذلت والوں میں۔

﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾

بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں۔

﴿قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝﴾

فرمایا تجھے مہلت ہے۔

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ۙ ﴾

بولاتو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پران کی تاک میں بیٹھوں گا۔

﴿ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ ﴾

پھرضرور میں ان کے پاس آؤں گاان کے آگےاوران کے پیچھےاوران کے داہنےاوران کے بائیں سےاورتو ان میں سےاکثر کوشکرگزارنہ پائے گا۔

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط ﴾

فرمایایہاں سے نکل جا!ردکیا گیارانده ہوا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ﴾

ضرور جوان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

(سورۃ الاعراف آیات ۱۲ تا ۱۸ پ ۸)

فائدہ: اس کی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل واعلیٰ ہے تو جس کی اصل آگ ہوگی وہ اس سے افضل ہوگا جس کی اصل مٹی ہو اور اس خبیث کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولا فضیلت دے۔ فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے۔ اور آگ کا مٹی سے افضل ہونا یہ بھی! صحیح نہیں کیونکہ آگ میں طیش و تیزی اور ترفع ہے یہ سب استکبار کا ہوتا ہے اور مٹی سے وقار حلم و حیا و صبر حاصل ہوتے ہیں۔ مٹی سے ملک آباد ہوتے ہیں آگ سے ہلاک، مٹی امانتدار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھے اور بڑھائے آگ فنا کر دیتی ہے باوجود اس کے لطف یہ ہے کہ مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی علاوہ بریں حماقت و شقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔

﴿ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط ﴾

فرمایا: یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ ہوا۔

﴿ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ﴾

ضرور جوان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

حضرت آدمؑ کو جنت میں رہنے کی اجازت:

شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم دینے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت عطا فرمائی۔

﴿ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے۔

شیطان کا داؤ:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾

پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے جو ان سے چھپی تھیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْتَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ o ﴾

بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے۔

﴿وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ لا o ﴾

اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

﴿ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ ج ﴾

تو اتار لایا انہیں فریب سے۔

﴿ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط ﴾

پھر جب انہوں نے پیڑ چکھا ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔

﴿وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o ﴾

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكته وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o ﴾

دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے! ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

﴿قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ o ﴾

فرمایا: اترو۔ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے۔

﴿ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴾

فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنی آدم کے لیے خصوصی نصیحت:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ط﴾

اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰی لا ذٰلِکَ خَیْرٌ ط﴾

اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا۔

﴿ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ یَذَّکَّرُوْنَ o﴾

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا ط اِنَّہٗ یَرٰىکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَاتَرَوْنَھُمْ ط اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ o﴾ (پ۸ سورۃ الاعراف ۱۲ تا ۲۷)

اے آدم کی اولاد (خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں۔ کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسا ادراک دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا ادراک نہیں ملا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں حدیث شریف میں ہے شیطان انسان کے جسم میں خون کی راہوں میں پیر جاتا ہے حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو اس کو دیکھتا ہے اور وہ اسے نہ دیکھ سکے یعنی اللہ کریم ستار رحیم غفار سے مدد چاہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے یہ بڑا مکار، دغاباز، اور نظر نہ آنے والا دشمن ہے وہ تو ہمیں دیکھتا ہے مگر ہم اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ ایسے دشمن سے مقابلہ بڑا مشکل ہوتا ہے مگر ہمیں اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ شیطان تو رہا شیطان نفس امارہ اس سے بھی خطرناک ہے۔ اللہ والے، انبیاء کرام اولیاء کرام اور علمائے ربانین ہمیشہ سمجھاتے رہے سمجھاتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ سمجھاتے رہیں گے مگر جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہے جو شیطان کے پیروکار بنے وہ آسانی سے راہِ راست پہ نہیں آسکتے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: ہمیں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنی چاہیے مگر افسوس کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی بجائے شیطان اور نفس امارہ کے غلام بنتے جارہے ہیں، حالانکہ ہمیں شیطان اور نفس امارہ کی تابعداری نہیں کرنی چاہیئے۔

غوث اعظم کا فرمان ذیشان:

محبوب سبحانی، غوث الصمدانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

افسوس ہے کہ بندہ خدا ہونے کا دعویٰ اور غیر کی تابعداری۔ اگر تم اس کے سچے بندے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دوستی اور دشمنی رکھو۔

پکا مسلمان اپنے نفس اور شیطان اور خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ شیطان کو پہچانتا بھی نہیں کہ اس کی تابعداری کرے۔ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اس کے سامنے ذلیل ہو بلکہ اس کو ناکاری سمجھتا ہے۔ آخرت کی طلب کرتا ہے اس کے حصول کے بعد اسے بھی ترک کر کے اپنے مالک جل شانہٗ سے جاملتا ہے ہر وقت اس کی عبادت اسی کے حصول کے واسطے کرتا ہے اللہ جل شانہٗ کا کلام سنتا ہے:

﴿ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ﴾

(اس کو تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت خاص دیندار ہر ایک چیز سے بے رُخ ہو کر کریں)

خلقت میں سے کسی کو بھی اُس کا شریک نہ بناؤ حق جل شانہٗ کو ایک جان اس نے سب چیزیں پیدا کیں اور اسی کے دست قدرت میں سب چیزیں ہیں۔ (فتح الربانی وعظ محبوب سبحانی ص ۷۔۶ پہلی مجلس)

-----☆☆☆-----

فریدا تھیئو پُواہی دَبھ، جے سائیں لوڑیں سَبھ اِک وِجھیجے، بیا لِتاڑِیئے، تاں سائیں دے درواڑیئے

حل لغات:

* فریدا: اے فرید! * تھیئو ہونا۔ لفظ (تھینا یا تھیون سرائیکی زبان میں ہونا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، ہوجا، جدید پوٹھوہاری زبان میں بھی یہ لفظ پایا جاتا ہے تھینا سے امر کا صیغہ ہے، یعنی ہوجا۔ * پُواہی: رستہ کی۔ * دبھ: گھاس کی ایک قسم، یہ بڑی سخت جان گھاس ہوتی ہے، اور اس کی جڑ بڑی لمبی ہوتی، بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔ * جے: اگر۔ * سائیں: آقا، مالک، خدا وغیرہ۔ * لوڑیں: لوڑن مصدر سے، بمعنی ضرورت، اگر تجھے ضرورت ہو۔ * سَبھ: سب مکمل، سارا کچھ۔ * اِک: ایک۔ * وِجھیجے: نرم پڑ جائے، تفصیل گزر چکی ہے۔ * بیا: دوسرا، علاوہ کوئی اور۔ * لِتاڑیئے: لِتاڑن مصدر سے لتاڑنا، پیروں تلے روندنا، پیر رکھ کر گزرنا۔ * تاں: پھر۔ * سائیں: آقا، مالک خدا وغیرہ۔ * دے: کے۔ * در: دروازے، دروازہ، آستانہ عالیہ، ٹھکانہ، گھر کا دروازہ۔ * واڑیئے: واڑنا مصدر سے یعنی داخل کیجئے، لے جائیں، لے جایئے۔ * تھیو: (تھینا یا تھیون: ہونا) ہوجا، جدید پوٹھوہاری اور لہندا میں امر کا صیغہ "تھی" اور جمع "تھیو (یعنی ہوجاتا) ہے (معارف فریدیہ ص ۹۳) اسی طرح سرائیکی زبان میں بھی اس کا یہی معنی ہے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج [illegible] فرمایا [illegible] معرفت اور اس خالق حقیقی تک رسائی کا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طالب ہے تو پھر راستے کی گھاس دبھ کی طرح ہو جا کیونکہ جب دبھ نرم ہو جاتی ہے۔ ڈھیلی ہو کر پھیل جاتی ہے۔ دوسرے جب وہ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ تو پھر رب کائنات کے آستانہ عالیہ یعنی مسجد مبارک میں لے جانے کے لائق ہو جاتی ہے۔ یعنی جب تک اس میں تیزی اور سختی رہتی ہے۔ یہ مقام حاصل نہیں کر سکتی جب اس میں تواضع اور نرمی آجاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر اس کے گھر تک اس کی رسائی ہوتی ہے یہی حال انسان کا بھی ہے۔

اس شعر میں تین چیزوں کو خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے۔

★ جب تک دبھ میں سختی رہتی ہے تب تک وہ مسجد میں بچھانے کے لائق نہیں رہتی گویا بابا فرید الدین مسعود اس شعر میں سختی کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ انسان کو سختی ختم کر دینی چاہیے۔ اگر سختی ختم کرے گا تو اسے کوئی مقام حاصل ہوگا ورنہ سوائے آگ کے جلانے کے یا ڈنگروں کے کھلانے کے کسی کام کی نہیں۔ یعنی جب تک سخت رہتی ہے اس پہ بھی سختی ہی کی جاتی ہے اسے عذاب ہی سہنے پڑتے ہیں۔

★ جب دبھ سے سختی ختم ہو جاتی ہے نرماہٹ پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہی دبھ۔ اللہ تعالیٰ کے رحمتوں والے گھروں مساجد میں بچھانے کے لائق ہو جاتی ہے پھر ایسی حالت میں اکثر لوگ اسے مساجد میں یا قرآن مجید پڑھانے کے مقامات پہ بچھاتے ہیں یعنی ایسی نرم دبھ کو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی انعامات سے نوازتے ہوئے اسے اپنے قرب والے مقام مساجد تک پہنچنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ جہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ گویا ان انعامات اور رحمتوں کا سبب سختی چھوڑ کر نرمی پیدا کرنا ہوئی۔

★ چوتھا فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازنا چاہتا ہے انہیں اپنے مقرب مقامات اور رحمتوں والے مقامات پہ پہنچنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب والے مقامات کون سے ہیں؟ مساجد، قرآن مجید پڑھنے کے مقامات، بزرگانِ دین یعنی انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے مزارات، علمائے کرام کا قرب صحبت صالحین، اچھے دوست وغیرہ۔

اچھے دوست اور اچھی صحبت کا فائدہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو جب کسی کی بہتری منظور ہوتی ہے تو (بطورِ نعمت) اسے دوست عطا فرماتا ہے تاکہ اگر وہ شخص کبھی یادِ الٰہی سے غافل ہو جائے تو وہ (دوست) اسے یاد دلایا کرے اور اگر وہ خود ہی اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنے والا ہو تو بھی وہ دوست اس کی مزید مدد کرتا رہے۔ (کیمیائے سعادت ۳۹۳)

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مؤمنوں کا آپس میں مل بیٹھنا کبھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا۔

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب کسی کو کہیں سایہ میسر نہ ہوگا تو سات (قسم کے) آدمی اللہ تعالیٰ (کی رحمت) کے سائے میں محفوظ و مامون ہوں گے۔

(i) امام عادل۔ (ii) جوانی میں عبادت کرنے والا۔

(iii) وہ جو مسجد سے باہر نکلنے کے باوجود [illegible] اگلی نماز کے انتظار کے خیال میں رہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(iv) وہ دو اشخاص جنہوں نے حق تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے دوستی پیدا کی اور جن کا آپس میں ملنا اور ایک دوسرے سے جدا ہونا اسی کے لیے ہوتا ہے۔

☆ وہ شخص جس کی خلوتیں بھی یادِ باری تعالیٰ سے آباد ہوں اور اس حالت میں بھی اس کی آنکھیں پرنم رہتی ہوں۔

☆ وہ مرد جسے کوئی حسین عورت دوشیزہ اپنی طرف بلائے اور وہ یہ کہہ کر انکار کر دے کہ میں خوفِ خدا سے ڈرتا ہوں۔

☆ وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔ (نسخہ کیمیاء ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۳۹۴)

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا جاتا ہے کہ اے (اللہ تعالیٰ کے دوست) تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہشت عطا کر دی۔

حکایت:

ایک شخص اپنے دوست کی ملاقات کو جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ اسے راستے میں ملا اور اس شخص سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولا فلاں بھائی کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں فرشتے نے کہا: کیا کسی ضرورت کے تحت وہاں جاتے ہو؟

اس نے کہا: نہیں کوئی حاجت وغیرہ نہیں (صرف از راہ محبت اس کے دیدار کو جاتا ہوں)

فرشتے نے پوچھا: کیا وہ (رشتہ میں) تمہارا کوئی قریبی ہے؟

اس نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے۔

فرشتے نے کہا: پھر آخر کس غرض سے وہاں جا رہے ہو؟

اس نے جواب دیا: (میری اور اس کی دوستی حق تعالیٰ کے لیے ہے اس لیے) حق تعالیٰ کے لیے وہاں جاتا ہوں اور حق تعالیٰ کے لیے ہی دوست بھی رکھتا ہوں تب وہ فرشتہ بولا: سنو! مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس یہ خوشخبری دے کر بھیجا ہے کہ "ہم نے تجھے اپنا دوست بنا لیا ہے اس لیئے کہ تو نے فلاں شخص کو ہمارے لئے اپنا دوست بنا رکھا ہے اور ہم نے اپنے اوپر (اپنے فضل و کرم سے) واجب کر لیا ہے کہ تجھے بہشت میں بھیجا جائے۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۳۹۴)

کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے:

لوگوں نے ایک مرتبہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے پوچھا یا روح اللہ! ہمیں کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے؟ فرمایا (ان لوگوں کی صحبت میں) جن کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے، جن کی گفتار سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جن کا کردار تمہیں آخرت کی طرف راغب کر سکے۔ (کیمیائے سعادت ۳۹۵)

صالحین کی صحبت اور خدمت کی فضیلت:

﴿عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَنَا الَّذِیْ سَقَتْكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ﴾ (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف، باب الحوض والشفاعۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی لوگ ایک قطار میں کھڑے کیئے جائیں گے تو ایک جنتی آدمی کا ان لوگوں کے پاس سے گزر ہوگا تو جہنمیوں میں سے ایک آدمی اسے کہے گا اے فلاں! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں وہی ہوں کہ آپ کو شربت پلایا تھا اور کوئی جہنمی کہے گا کہ میں وہی ہوں کہ آپ کو وضو کا پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں صالحین کی خدمت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صالحین یعنی علمائے ملت و مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت اور ان حضرات کی مخلصانہ خدمت دونوں جہان میں خیر و برکت کا باعث اور قیامت کے لیے بہترین سامانِ آخرت ہے آپ نے حدیث میں پڑھ لیا ہے کہ ایک گھونٹ پانی پلانے والے اور وضو کے لیے پانی دینے والے آدمی کو صالحین کی اتنی سی خدمت کی بنا پر ایک نیک بندے کی شفاعت سے جنت مل گئی اور جہنم سے ہمیشہ کے لیے رہائی حاصل ہوگئی۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

شنیدم کہ در روزِ اُمید وبیم　　بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن خداوند کریم بہت گنہگاروں کو نیکوں کی وجہ سے بخش دے گا۔

(بہشت کی کنجیاں ص ۲۰۰۔۲۹۹)

فائدہ: خدمت ہوتی ہے صحبت کے باعث۔ نیک صحبت کا اثر دنیا و آخرت میں نہایت مفید ہے اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی صحبت سے دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء　　بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اولیاء اللہ کی صحبت میں گزارا ہوا ایک لمحہ سو سالہ بے ریا کی ہوئی حق تعالیٰ کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَایَزَالُ الرَّجُلُ یَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰی یُكْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ ﴾

ایک شخص ہمیشہ اپنے نفس کو کھینچتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو سرکشوں میں لکھا جاتا ہے۔ اس کو وہ چیز پہنچتی ہے جو اُن کو پہنچتی ہے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ بالغضب والکبر، فصل ۲)

فائدہ: یہ تکبر کرنے والون کی سزا ہے اور جو تکبر اور غصے سے بچتے ہیں ان پہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے: (حضرت ابن عباسؓ کا قول)

حدیث:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تواضع اختیار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں۔

﴿مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِیْرٌ وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ﴾

جو اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں عظیم ہو جاتا ہے۔

﴿وَّمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِهٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ ۔﴾ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

اور جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں عظیم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بھی بڑھ کر خوار تر ہو جاتا ہے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿قَالَ مُوْسٰی ابْنُ عِمْرَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ﴾

موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے کہا یا رب! تیرے بندوں میں سے تیرے ہاں سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود بخش دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

تواضع کی مثالیں

★ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رات کے وقت ایک مہمان آیا عشاء کی نماز پڑھ کر آپ کوئی بات لکھ رہے تھے اور مہمان بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا، اِدھر قریب تھا کہ چراغ بجھ جاتا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں چراغ درست کر دیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ بے مروتی ہے کہ مہمان سے کوئی کام لیا جائے، مہمان نے کہا پھر غلام کو اٹھا دوں؟ فرمایا نہیں اس کی تازی نیند ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور چراغ کو ٹھیک کر دیا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین آپ خود کیوں اٹھے؟ آپ نے فرمایا میں گیا تو بھی عمر تھا اور آیا تو بھی عمر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو تواضع یعنی عاجزی وانکساری کو اپنا شیوہ بنائے۔

★ حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام آئے تو علماء نے آپ سے ملاقات کر کے آپ کی تعریف کی اور عرض کیا کہ آپ اس [illegible] کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، آپ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ امور یہاں طے ہوتے ہیں؟ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا امور وہاں طے ہوتے ہیں، لہٰذا میرا راستہ چھوڑ دو ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کے لیے اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کر دی کہ وہ اونٹنی پر سوار ہوں گے اور ایک فرسخ تک غلام اونٹنی کی مہار پکڑیں گے ایک فرسخ تک، جب شام کے قریب پہنچے تو نوبت یہ تھی کہ باری غلام کے سوار ہونے کی تھی چنانچہ غلام سوار ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی راستے میں پانی آ گیا تو آپ پانی میں گھس گئے اور جوتے بائیں بغل میں دبا لئے مگر اونٹنی کی مہار بھی پکڑے رہے اُدھر امیر شام حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ استقبال کے لیے آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین شام کے رؤسا آپ کے استقبال کے لیے آ رہے ہیں یہ اچھا نہیں ہے کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب عطاء فرمائی ہے مجھے لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۳۰۔۲۲۹)

★ منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے مدائن کے ایک سردار نے کوئی چیز خریدی اتنے میں آپ وہاں سے گزرے تو اس امیر نے مزدور سمجھ کر آپ کو بلایا اور کہا کہ یہ سامان اٹھاؤ چنانچہ آپ نے اس کا سامان اٹھا لیا۔ راستے میں لوگ ملتے اور کہتے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ہم یہ سامان اٹھا لیتے ہیں لیکن آپ انکار فرما دیتے، اس سردار نے اپنے دل میں کہا افسوس میں نے امیر مدائن سے یہ سامان اٹھوایا پھر وہ آپ سے معذرت کرنے لگا اور کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ نے فرمایا چلو اور سامان اس کے گھر تک پہنچا دیا پھر اس رئیس نے کہا کہ میں آئندہ کسی سے کام نہیں لوں گا روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کوفہ کے امیر تھے ایک دفعہ ایک گھاس بیچنے والے کی دکان سے گھاس خریدا، دکاندار نے اور آپ نے مل کر گھاس باندھی اور دونوں جانب سے گٹھے کو کھینچا تو اس کا حجم پہلے سے کم ہو گیا آپ نے اسے کندھے پر ڈالا اور گھر لے آئے۔

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کا امیر بنا کر بھیجا، جب وہ بحرین میں داخل ہوئے تو گدھے پر سوار تھے اور کہتے تھے امیر کے لیے راستہ چھوڑ دو، امیر کے لیے راستہ چھوڑ دو یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق وانکسار تھا، اسی لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے اور خلق خدا کے نزدیک وہ باعزت تھے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۳۰۔۲۳۱)

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقہ کرنے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، جو ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

★ روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ کے سامنے طشت تھا جس میں گوشت کے پارچے تھے اور آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے کہ ایک ایسی لاابالی عورت آئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ عورت ہے یا مرد؟ اس نے حضور علیہ السلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو غلام کی طرح بیٹھے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا میں غلام ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور غلاموں کی طرح ہی کھاتا ہوں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو بھی کھا، اس نے کہا نہیں، ہاں البتہ اگر آپ اپنے ہاتھ سے کھلائیں تو کھاؤں گی پھر کہا نہیں بلکہ مجھے وہ لقمہ دیجئے جو آپ کے منہ مبارک میں ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں سخت گوشت کا ایک ٹکڑا تھا، آپ نے اس کو چبایا پھر نکال کر اس کو دے دیا راوی کا کہنا ہے کہ عورت نے وہ ٹکڑا لیا اور اس کو چبایا جب وہ ٹکڑا اس کے پیٹ میں گیا تو وہ شرم وحیا سے بے ہوش ہوگئی یہاں تک کہ وہ کسی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی راوی کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد کوئی بیہودہ بات اس کی سننے میں نہیں آئی یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے سدھار گئی۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول)

★ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اس بات کا مجھے اختیار دے دیا گیا کہ میں عبدیت والا نبی بنوں یا بادشاہ نبی بنوں۔ تب جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کرو اور عبد بنوں لہٰذا میں نے عبدیت والا نبی بننا پسند کیا اور مجھے عبدیت والی نبوت مرحمت فرما دی گئی اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین پھٹے گی اور میں یہ پہلا شفاعت کرنے والا ہوں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جو خشیت الٰہی سے تواضع کرتا ہے قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ مقام رفیع عطاء فرمائے گا اور جو کوئی بڑائی کا اظہار کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پستی کی جگہ دے گا۔

★ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں فرمایا وہ شخص کہ جس کی روح اس کے جسم سے جدا ہو رہی ہو ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا سے جا رہا ہو اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

★ حضرت ابو عبداللہ بن ابو جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازار سے دو قمیصیں چھ درہم میں خریدیں اور اپنے غلام اسود سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک قمیص پسند کرے لہٰذا غلام نے اچھی قمیص پسند کر لی تو دوسری قمیص حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہن لی، اس کی آستینیں ہر طرف سے بڑی تھیں آپ نے قینچی منگوا کر آستینیں کاٹ دیں اور اسی میں لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور ہم کٹی ہوئی آستینوں کے کنارے آپ کے ہاتھ کی پشت پر دیکھ رہے تھے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا کپڑا لٹکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا کپڑا اونچا کر لے کیونکہ اس طرح تیرا کپڑا بھی پاک رہے گا اور تیرے دل میں بھی تقویٰ پیدا ہوگا اور کپڑا بھی جلدی نہیں گلے گا۔

مساجد کی فضیلت

صحابی رسول حکیم بن عمیر کہتے ہیں دنیا میں مہمان بن کر رہو، مسجدوں کو گھر بنا لو، اپنے دلوں کو رقت سے آشنا کرو، فکر آخرت اور رونے کی کثرت کرو تو خواہشات تم پر غالب نہ آسکیں گی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مؤمن کو جائز نہیں کہ وہ تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو اپنا وطن سمجھے۔

(i) مسجد جس میں عمر بھر عبادت کرتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ii) گھر جس میں وہ سر چھپاتا ہے۔

(iii) حاجت جس سے کوئی حرج نہ ہو،

نزال بن سبرہ کہتے ہیں منافق مسجد میں اس پرندے کی مانند ہوتا ہے جو پنجرے میں بند ہو،

مسجد میں دنیا کی گفتگو منع ھے:

خلف بن ایوب کا واقعہ ہے وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ غلام نے آ کر کسی چیز کے متعلق پوچھا، آپ اٹھے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا۔ کسی نے باہر نکل کر جواب دینے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے اتنے سالوں سے کوئی دنیاوی بات مسجد میں نہیں کی اس لئے آج بھی میں نے بات کرنے کو پسند نہیں کیا۔

مقام کی بلندی:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی بندے کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بلند ہوتا ہے جب احکامات الٰہیہ اور مساجد اللہ کی تعظیم کرتا ہے اور اس کے بندوں کی بھی عظمت کا قائل ہو، مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرے کیونکہ مساجد کی تعظیم میں درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی تعظیم ہے۔

زاھد کا قول:

ایک زاہد کا قول ہے کہ میں نے کبھی مسجد میں کسی چیز سے سہارا نہیں لگایا اور نہ کبھی مسجد میں پاؤں پھیلائے اور نہ دنیاوی گفتگو کی ہے یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے تا کہ لوگ اس بات پر چلیں۔

پانچ باتیں:

امام اوزاعی فرماتے ہیں پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر حضور علیہ السلام اور آپ کے متبعین باحسن کاربند رہے۔

(i) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (ii) سنت کی پیروی۔

(iii) مساجد کو آباد کرنا۔ (iv) تلاوت قرآن۔ (v) جہاد فی سبیل اللہ۔

تین افراد:

حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں تین افراد اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔

(i) جو شخص مسجد میں داخل ہوا تو واپس لوٹنے تک وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔

(ii) جو شخص رضائے الٰہی کے لیے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

(iii) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج یا عمرے کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے وہ شخص جب تک اپنے گھر میں واپس نہ آجائے وہ دربار الٰہی کے وفد میں شمار ہوتا ہے۔

مومن کے قلعے:

کہتے ہیں کہ مؤمن کے تین [illegible] جب تک مؤمن ان میں سے کسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک سے بھی متعلق رہتا ہے تو وہ قلعہ میں شیطان سے محفوظ ہوتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت میں حوروں کا حق مہر مساجد میں جھاڑو دینا اور ان کو آباد کرنا ہے حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے تو فرشتے اور حاملین عرش اس کے لیے استغفار کرتے ہیں جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں زمین میں مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور نمازی اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے ہیں اور جس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا حق ہے کہ وہ اپنے زائر پر انعام واکرام کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

احترام مسجد اور آداب مسجد

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشہور ہے کہ احترام مساجد کی پندرہ باتیں ہیں۔

(i) اگر لوگ مسجد میں بیٹھے ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے بشرطیکہ کوئی ایک بھی نماز نہ پڑھ رہا ہو اگر کوئی بھی نہ ہو یا نماز پڑھ رہے ہوں تو پھر کہے:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ﴾

ہمارے رب کی طرف سے ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

(ii) مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ہر شے کا ادب ہے اور مسجد کا ادب دو رکعتیں ہیں۔

(iii) مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔

(iv) نیام سے تلوار نہ نکالے۔

(v) کسی گم شدہ شے کا اعلان نہ کرے۔

(vi) ذکر الٰہی کے علاوہ آواز کو بلند نہ کرے۔

(vii) دنیا کی کوئی بات نہ کرے۔

(viii) لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے۔

(ix) جگہ کے لیے جھگڑا نہ کرے۔

(x) صف میں کسی پر تنگی نہ کرے۔

(xi) نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

(xii) انگلیاں نہ چٹخائے۔

(xiii) وہاں تھوکے نہیں۔

(xiv) مسجد کو گندگی سے، مجنون اور بچوں سے اور حد قائم کرنے والوں "سزا دینے والے" سے صاف رکھے۔

(xv) ذکر الٰہی بکثرت کرے اور اس سے غفلت نہ کرے، حضرت حسن سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہوں گی ان کو کوئی ضرورت نہیں ہے اور تم بھی ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۷۴ حصہ اول)

فائدہ: کسی گم شدہ شے کا اعلان نہ کرے پہ غور فرمایئے اور ہماری آج کل کی حالت دیکھئے کہ دنیا جہان کی بات چیت اور جھگڑے جھیڑے بھی مسجد میں کرتے ہیں اعلانات خصوصاً دوکانوں پہ سبزی آ گئی تو اعلان مسجد میں برف آ گئی کا اعلان مسجد میں۔ باہر سے آنے والے پھڑی والوں کا اعلان مسجد میں وغیرہ خدارا غور فرمایئے اور ایسے اعلانات کو روکنے کی کوشش کیجئے۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے خلاف ہیں۔

چار غریب چیزیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں چار چیزیں غریب ہیں۔ (i) ظالم کے سینے میں قرآن۔ (ii) بے نمازیوں کے گاؤں میں مسجد۔ (iii) ان پڑھوں کے گھر میں قرآن مجید۔ (iv) برے لوگوں میں صالح مرد۔

فائدہ: مسجدیں ویران اپنی ویرانی کی طرف ہمیں متوجہ کر رہی ہیں مگر ہم ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے خدارا۔ قرآن، مساجد اور صالحین سے محبت کیجئے۔

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا روز حشر مسجد میں سفید بختی اونٹوں کی صورت میں لائی جائیں گی جن کی ٹانگیں عنبر کی گردنیں زعفران کی اور سر مشک اذفر کے ہوں گے، مؤذن ان کی مہار "نکیل یا لگام" تھامے ہوں گے اور امام پیچھے سے چلاتے ہوں گے اور وہ میدان محشر سے برق خاطف کی طرح گذر جائیں گے اور اہل قیامت کہیں گے یہ مقرب فرشتے ہیں یا انبیاء و مرسلین ہیں پھر انہیں بتایا جائے گا کہ اے اہل قیامت یہ نہ تو مقرب فرشتے ہیں اور نہ انبیاء و مرسلین ہیں بلکہ یہ امت محمدیہ کے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔

نمازیوں کی سفارش:

حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کو ایسی کشتیوں کی شکل میں قیامت کے دن لایا جائے گا جن پر موتی اور یا قوت جڑے ہوں گے اور وہ اپنے نمازیوں کی سفارش کریں گی۔

شیر خدا کا قول:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ صرف اسلام کا نام رہ جائے گا، قرآن صرف ایک رسم بن کر رہ جائے گا، مسجدیں، خوبصورت تعمیر ہوں گی مگر ذکر الٰہی سے خالی ہوں گی اور اس زمانے کے علماء بدترین ہوں گے انہیں سے فتنے پھوٹیں گے اور ان کی طرف ہی لوٹ جائیں گے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۳۷۵)

فائدہ: لہٰذا عبرت حاصل کیجئے کہ خوبصورت مساجد تو ہیں نمازی نہیں جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں مدنی تاجدار کے علومِ غیبیہ پہ بھی غور فرمایئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلاصہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے پیدا کرنے والے مالک و خالق کی معرفت چاہتا ہے اور مالک و خالق تک رسائی چاہتا ہے تو وہی طریقہ اپنا جو طریقہ ایک معمولی سی دبھ والا طریقہ کہ جیسے اللہ کے گھر مسجد میں پہنچنے کے لیے عاجزی اختیار کرتی ہے تو مسجد میں پہنچتی ہے مسجد میں جہاں نمازیوں پہ رحمت حق نازل ہوتی ہے وہاں اس معمولی سی دبھ پہ بھی رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔اسی طرح تو بھی عاجزی اختیار کر لے تکبر کی غلاظت سے اپنے آپ کو بچا اور حق تعالیٰ کے گھر مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے حاضر ہو۔کہ یہ تیرے لئے حق تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کا سبب ہوگا۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدَا خَاک نہ نِندِیئے، خاکُوں جیڈ نہ کوئے جیوندِیاں پیراں تلّے، مویاں اُپّر ہوئے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ خاک: مٹی، زمین۔ ★ نِندیئے: نندنا مصدر سے، برا کہنا، برا قرار دینا، رد کرنا، ذلیل و رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔ ★ خاکوں جیڈ: مٹی کے برابر کا۔ ★ نہ کوئے: کوئی بھی نہیں۔ ★ پیراں: پاؤں کے تلے، نیچے۔ ★ مویاں: مرجانے کے بعد۔ ★ اُپر: اوپر، ہوئے، ہوتی ہے۔زندگی اے فرید! خاک یعنی مٹی کو نہیں نندنا چاہیے کیونکہ حقیقت یہ ہے۔کہ خاک یعنی مٹی جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے انسان کی زندگی میں یہی خاک انسان کے قدموں تلے ہوتی ہے اور جب انسان مرجاتا ہے تو یہی مٹی اوپر ہو کر پردہ پوشی کا سبب بنتی ہے۔

مطلب:

اے فرید! خاک یعنی مٹی کو برا کہہ کر اس سے پرہیز کرنا قطعاً مناسب نہیں۔کیونکہ خاک جیسا کوئی نہیں ہے یہ بڑے کام کی چیز ہے خاک یعنی مٹی میں ایک ایسی صفت ہے جو بارگاہِ حق سے رحمتوں کے حصول کا سبب ہے۔خاک جیسی تواضع شاید ہی کسی میں ہو۔اس کی تواضع کا حال تو یہ ہے کہ جو انسان اس پہ اکڑ اکڑ کر فخر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے چلتے ہیں۔یہ ان کے لیے بھی اپنی تواضع کا اظہار کرتی ہے۔ان کی زندگی میں ان کے پیروں کے نیچے ہی رہتی ہے۔ان کے پاؤں کے نیچے سے نکل نہیں جاتی۔اسی طرح جب مرجائیں گے تو پھر بھی یہ خاک اوپر ہوتی ہے۔مرنے والا خواہ نیک ہو یا بد ہر حال میں اس کی پردہ داری کرتی ہے۔اس کا کوئی عیب ظاہر نہیں ہونے دیتی۔اس لیئے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔اور اس سے عاجزی کا درس سیکھنا چاہیے۔

خاک کی خصوصیت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خاک یعنی مٹی سے تخلیق کیا۔اور خاک میں بعض ایسی خصوصیات ہیں جو دیگر عناصر اربعہ میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتیں۔عناصر اربعہ یعنی ہوا، آگ، پانی اور مٹی۔ان عناصر میں سے ہر ایک کی مخصوص خصوصیات ہوتی ہے مگر جو خصوصیات خاک میں پائی جاتی ہے وہ کسی اور میں نہیں مثلاً عاجزی، انکساری کی صفت ایک ایسی عظیم صفت ہے کہ ہوا، آگ اور پانی میں سے کسی میں بھی یہ صفت نہیں پائی جاتی ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انکساری:

دیگر عناصر کی خصوصیات اپنے اپنے مقام پر مگر عاجزی اور انکساری کی صفت اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہے کہ جسے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ کا نشان بن جاتی ہے۔ یعنی جسے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے دور سے ہی اس کے لیے یہ صفت پہچان بن جاتی ہے کہ اس پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

پھلدار درختوں کی صفت:

درختوں کو ہی دیکھیے کہ جس درخت کو جتنا زیادہ پھل لگتا ہے وہ درخت اتنا ہی نیچے کی طرف جھکتا چلا جاتا ہے گویا اللہ تعالیٰ درخت کو جتنا نوازتا ہے وہ درخت اتنا ہی جھکتا ہے اور جس درخت کو پھل نہیں لگتا وہ درخت سیدھا کھڑا رہتا ہے۔

جس درخت کو پھل لگا وہ جھک جائے یعنی عاجزی اختیار کر لے تو وہ درخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے۔ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے اور لوگ بھی آسانی سے پھل اتار لیتے ہیں۔ اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہاں جس درخت کو پھل لگے وہ جھکے نہیں تو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیز جھکا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے پھل اونچا ہوتا ہے جس پہ عام آدمی کا ہاتھ نہیں پہنچتا تو لوگ پھل اتارنے کے لیے ڈھیلے اور پتھر مارتے ہیں۔

گویا جس درخت کو پھل لگے وہ درخت عاجزی اور انکساری کرتے ہوئے جھک جائے تو ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ اور پھل توڑنے والے بھی آرام سے اس سے پھل اتار لیتے ہیں۔ اور جو پھل لگا درخت جھک نہیں جاتا بلکہ حسبِ دستور سیدھا کھڑا رہتا ہے وہ لوگوں کے پتھر بھی کھاتا ہے۔ اس پہ پھل کامیاب بھی بہت کم ہوتا ہے۔ بہت کم پھل لگتا ہے۔ نیز اکثر ایسا درخت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر اپنی خوبصورتی بھی کھو بیٹھتا ہے۔ یہی حال حضرت انسان کا کہ جسے جو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے وہ عاجزی اور انکساری کرے تو اس پہ انعامات ربانی کی مزید فراوانی حاصل ہوتی ہے۔ انسانوں میں بھی مقبولیت حاصل کرتا ہے انسان اس کی عزت و احترام بھی کرتے ہیں۔ جبکہ متکبر انسان ں ظالم و جابر بھی ہوتا ہے لوگ اس کے قرب کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اس کی برائی عام ہوتی ہے اس پہ اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب بھی ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی ابتداء ب سے کی حکمتیں:

عام حروف کے مقابل ب میں چند خصوصیات ہیں ان میں سے ایک خصوصیت عاجزی و انکساری پائی جاتی ہے جس وجہ سے کلام ربانی کی ابتداء حرف (ب) سے ہوئی بہر حال قرآن مجید کی ابتداء "ب" سے ہونے کی دس حکمتیں صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

1۔ الف میں بلندی، تکبر، تطاول ہے اور باء میں عجز، تواضع، انکساری ہے بس مطابق قاعدہ **مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رفعه الله** باء الف سے رتبہ میں بڑھ گئی۔

2۔ باء الصاق کے لیے آتی ہے (جس کا معنی ملنا ملانا ہے) بخلاف اکثر حروف۔ بالخصوص الف کے کہ وہ حروف قطع سے ہے۔ (جس کا معنی جدائی ہے)

3۔ باء ہمیشہ مکسور پڑھی جاتی ہے جب کہ اس کے ظاہر و باطن میں عجز و انکسار چھا گیا بس اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عندیت یعنی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرب کا درجہ نصیب ہوا جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ان قلوب کے قریب ہوں جو میری خاطر ہمیشہ عجز وانکساری میں رہتے ہیں۔

4۔ باء میں بظاہر عجز وانکسار مگر بہ باطن اس میں بلندی درجات وعلو ہمت ہے اور یہ صفات صدیقین کے ہیں مگر یہ صفات الف میں نہیں ہیں بلندی درجہ تو یہ کہ اس میں نقطہ ہے اور الف میں نہیں اور بلندی ہمت یہ کہ اس کو بہت سے نقطے پیش کیئے گئے تو اس نے سوائے ایک کے باقی کو قبول نہیں فرمایا تا کہ اس کا حال اس عاشق صادق جیسا ہو جائے جو صرف ایک محبوب کی طلب رکھتا ہے۔

5۔ باء میں قرب حق کی طلب صادق ہے کیونکہ جب اسے نقطہ ملا تو نقطہ کو اپنے قدموں میں پھینک دیا اور نقطہ ملنے سے نازاں بھی نہیں ہوئی۔ جیم اور یا کو اس کے منافی سمجھنا چاہیے کہ کیونکہ ان کے نقطے نیچے نہیں بلکہ باعتبار وضع حروف ان کے وسط میں ہیں ہاں ان کو دوسرے حروف سے ملانے کے وقت اُن کے نقطے نیچے ہو جاتے ہیں مگر اس وقت نقطوں کا نیچے ہونا اس لیے ہے کہ جیم کو خاء سے اور یا کو تا سے مشابہت نہ ہو جائے بخلاف باء کے کہ اُس کا نقطہ ہمیشہ اس کے نیچے ہوتا ہے خواہ وہ تنہا ہو یا کسی دوسرے حروف سے ملی ہوئی ہے۔

6۔ الف حرف علت ہے بخلاف باء کے۔

7۔ باء باعتبار معنی کے حرف تام اور متبوع ہے اگر چہ باعتبار ظاہر کے تابع ہو کر آئی ہے۔
یعنی حروف کی وضع کے وقت الف کے بعد میں واقع ہوئی ہے۔ اور معنوی اعتبار سے الف باء کے تابع ہوا کرتا ہے بخلاف باء کے کہ وہ الف کی تابع ہو کر نہیں آئی اور جو چیز معنوی اعتبار سے متبوع ہے وہ اقوی ہوتی ہے۔

8۔ باء حرف عامل اور متصرف اپنے غیر میں ہے اسی وجہ سے اُسے قدرت حاصل ہے بدیں وجہ ابتداء کے لائق ہوئی بخلاف الف کے کہ وہ عامل نہیں۔

9۔ باء اپنے نفسی صفات کے اعتبار سے حرف کامل ہے بایں طور کہ الصاق واستعانت واضافت کے لیے آتی ہے دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اپنے غیر کو مکمل کرتی ہے یعنی اپنے مدخول کو مجرور کرتی ہے اور اسے مکسور بھی یعنی متواضع بناتی ہے ایسا متواضع کہ اپنے صفات اس میں پہنچاتی ہے۔ یہی بلندی درجہ وقدرت اسے حاصل ہے کہ اپنے غیر میں توحید وارشاد کی تکمیل کراتی ہے اسی تقریر کے موافق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے ''میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔''
پس باء کو ارشاد ودلالۃ علی التوحید کا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔

10۔ باء حرف شفوی ہے جتنے اس کے پڑھتے وقت ہونٹ کھلتے ہیں کسی دوسری شفوی میں نہیں کھلتے یہی تو مرتبہ ہے کہ انسان نے عالم ارواح میں الست بربکم کے جواب میں بلیٰ بولتے وقت پہلے باء سے اپنا منہ کھولا تھا۔ پس جب کہ پہلا وہ حرف جو انسان نے بولا اسی سے پہلے اپنا منہ کھولا (یہ خصوصیات باء کے ہیں) اسی وجہ سے حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوا کہ اس کو باقی حروف سے چن لے لہٰذا تمام حروف سے اس کو چنا۔ اور اس کا قدر تمام (حروف سے بلند فرمایا اور اس کے برہان کو ظاہر کیا اور اس کو اپنی کلام وکتاب وخطاب کا مفتح ومبداء بنایا) کذا فی التاویلات النجمیہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان جلد اول پ اول ص ۱۵۔۱۴)

فائدہ: چونکہ باء کو یہ اولیت اس کی عاجزی وانکساری کے سبب ملی اسی طرح جو کوئی بھی عاجزی وانکساری کی صفت اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔

حدیث:

﴿وَ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهِ وَفَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَّ مَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِیْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْخِنْزِيْرٍ﴾

(مشکوٰۃ شرف باب الغضب والکبر)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تواضع اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو اللہ کے لیے لوگوں سے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے۔ اور جو کوئی تکبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے اور اپنی نظر میں عظیم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بھی بڑھ کر خوار تر ہو جاتا ہے۔

تواضع کے ذریعے بندے کی عزت میں اضافہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عفو و درگذر کے ذریعے بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سربلند کرتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۴۴۱ باب فضیلت تواضع وقناعت)

حدیث مبارکہ:

فرمان نبوی ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم وفراست کا نور ہوتا ہے جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں پس اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اسے سرنگوں کر اور اگر وہ تواضع اور انکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اسے سربلندی عطا کر۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث مبارکہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے توانگری میں تواضع اختیار کی جمع کردہ مال کو اچھے طریقے سے خرچ کیا، تنگدست اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفلسوں پر مہربانی اور علماء و دانشمندوں سے میل جول رکھا۔ (مکاشفۃ القلوب باب فضیلت تواضع وقناعت ص ۴۴۱)

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ان لوگوں کو خصوصاً عبرت حاصل کرنی چاہیے جو علمائے اسلام کے خلاف شب و روز مخالفانہ رویہ اپنائے رکھنے کو دین اسلام کی خدمت تصور کرتے ہیں۔ اور جہلاء طبقہ کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اکثر و بیشتر یہ مقولہ ہر کسی کو سناتے ہوئے سنائی دیتے ہیں بلکہ علمائے اسلام، علمائے ربانین کے خلاف خدا واسطے کا بیر رکھتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ دیکھو جی ان مولویوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ وہی مولوی ہیں جن کے متعلق بھیڑیئے نے یعقوب علیہ السلام کے سامنے کہا تھا کہ یا نبی اللہ! اگر میں نے آپ کے یوسف کو کھایا ہو تو میں چودھویں صدی کے مولویوں میں سے ہوں۔"

خدارا! ذرا غور تو فرمایئے یہ مقولہ کہاں تک سچا ہے اور کس قدر جھوٹا ہے۔ کہاں یعقوب علیہ السلام کا دور مبارکہ کہ یعقوب علیہ السلام کے دور مبارک سے لے کر مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک تک ہزاروں سال کا پیریڈ ہے بیسیوں صدیاں بیت گئیں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارک کے دور سے اب تک 1429 تک تقریباً 1426 سال گزر گئے عرصہ ہوا چودھویں صدی گزرے ہوئے اور پندرہویں صدی کو شروع ہوئے۔ ابھی تک اس نامعقول مقولہ کی نامعقولیت ان جہلاء پہ واضح نہ ہو سکی۔ دوسری بات یہ کہ الحمد للہ! یہ مقولہ کوئی کسی کتاب سے نہیں دکھا سکتا کیونکہ الحمد للہ کسی معتبر کتاب میں کسی صحیح روایت کے ساتھ یہ مقولہ درج ہی نہیں ہے۔ یہ سازش تھی انگریز دور میں یہود و ہنود، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی کہ ان لوگوں کو اسلام کے مبلغین کے خلاف لوگوں کو ورغلایا جائے یہ شوشہ بھی انہیں کا اڑایا ہوا ہے جیسے علمائے کرام کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد لطائف اور تہذیب سے عاری نظموں اور اشعار میں علمائے اسلام کی مذمت پہ مبنی مضامین کو رواج دیا گیا یہی حال اس بے بنیاد شوشے کا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے موضوع پہ لکھی جانے والی تصنیف لطیف تجلیات الفرید میں تاریخی حوالوں کے اعتبار سے خوب وضاحت لکھی جائے گی۔ (الفقیر القادری ابو احمد اویسی) اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ الگ رسالہ بھی تحریر کیا جائے گا۔

تکبر کی مذمت:

شیطان تکبر میں ہی آ کر بارگاہِ حق سے دور ہوا۔ اسی طرح جو انسان تکبر اختیار کرتا ہے وہ بھی شیطان کی روش اپناتا ہے جو سراسر زیاں کا سبب ہے۔

حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَدْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ ﴾

آگ (جہنم) میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے مانند ایمان ہے۔ اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے مانند تکبر ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، باب الغضب والکبر)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک میں تواضع وانکساری کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اے فرید! اس خاک کو معمولی نہ سمجھ لینا یہ بڑی کام کی چیز ہے۔ اس میں بظاہر جو تجھے عجز پن نظر آرہا ہے یہ برا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی ایک صفت ہے اس لیے اس عاجزی اور تواضع کی بنا پر اسے ایسا ویسا اور گھٹیا نہ سمجھ لے۔ تکبر کی مذمت بھی اسی شعر میں ہی اشارے کے ذریعے بیان کی گئی ہے۔ خبردار کسی گھمنڈ، غرور اور تکبر کا شکار ہو کر اس زمین کے متعلق کوئی اول فول کلام نہ کر بیٹھنا اس کی عظمت کو دیکھ جو لوگ اس پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں وہ بھی اور عام لوگ بھی جب زندہ ہوتے ہیں تو یہ ان کے سامنے عاجز و مسکین بنی ہوئی ہے ان کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور جب مر جاتے ہیں تو پھر بھی ان کی پردہ پوشی یہی زمین ہی کرتی ہے تو اس کا حوصلہ تو ملاحظہ فرمایئے۔

خاک کی فضیلت:

ارے انسان ذرا غور تو کر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کا جسدِ انور اسی خاک سے ہی بنایا تھا اس سے بڑھ کر اس کی فضیلت تجھے کیا بتاؤں۔ تیرا اپنا وجود بھی اسی خاک سے بنا ہوا ہے۔ ساری زندگی انسان اسی خاک پہ ہی گزارتا ہے۔ جب فوت ہوتا ہے تو پھر بھی یہی خاک ہی ہمارے کام آتی ہے۔ اس کے باوجود یہ عاجز ہی نظر آتی ہے اس سے تو ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جس خاک سے ہمارا وجود ہے اس سے تو ہمیں پیار کرنا چاہیئے چہ جائیکہ کہ ہم اسے اچھا نہ سمجھیں۔

فریدا خاک نہ نندیئے کا ایک اور مطلب:

پروفیسر کشن سنگھ نے اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خاکو ۶ تھے رمزاے اوھناں واسطے جینہاں نوں اگلیاں نے، قابض جماعتی سماج دے زور آوراں نے آپنے پیراں دی خاک بنایا ہویا اے، تحکوماں نوں آپنے مطیع صرف ڈنڈے دے زور نال ای رکھیا جاندا۔ اوہناں نوں آپ نے پیر ہیٹھ وچھایا جاندا اے۔ اوہناں دا پتہ مار کے، اوہناں دا سدا چارک ساہ پی کے، اوہناں دی مت ملین کر کے، اوہناں دی مَت آپنے اِدھین کر کے، نظریاتی دباء نال اوہناں نوں ذہنی طور تے لمیاں پا کے ختم کر کے۔

اک تاں اوہ معاشی، سماجی، سیاسی طاقتوں دی، ہتھوں خالی ہوندے نہیں، اُپرلیاں دے حکم دے ای بدھے ہوندے نیں۔ سماج وچ چلدی ای اُپرلیاں دی مرضی اے۔ جو ہوندا اے ہوندا ای اوہناں دا کیتا کرایا اے، تحکوماں دا آپنے آپ تے مان تے وشواش تاں ایہہ ویگ ای کھا پی چھڈدا اے۔ اُپروں نظریاتی طور تے اوہناں دا ساہ ایس حد تک پیتا جاندا اے کہ اوہ آپ ای اندروں آپ نوں ہِنا منن لگ پیندے نیں۔ اُپرلیاں نوں آپنے آپ نالوں صرف طاقتور ای نہیں۔ سگوں سیانے تے چنگے وی منن لگ پیندے نہیں۔ ہیٹھلیاں دی نندیا کرنا، اُپرلیاں دے ہتھ وچ اِک کارگر نظریاتی ہتھیار ہوندا اے اوہ عملی طور تے اوہناں نوں احمق، مورکھ بنا کے ای نہیں رکھ دے، اوہناں نوں بے عقل آکھ آکھ کے ایہہ منو! بس کر دے نیں کہ ہین ای مت ہین۔

فرید صاحب ایہناں زوراوراں نوں نِند کاں نوں مخاطب ہو کے کہندے نیں کہ جینہاں نوں تسیں نندے او، ایہناں نوں مت نِندو خطا کھاؤ گے، جینہاں دھرتی دے جایاں نوں تسیں کھکھاں توں ہولا سمجھی بیٹھے او۔ اوہنا جیڈا کوئی نیں۔ تسیں اوہناں دے پانی ہار نہیں۔ اوہناں دی تواریخی تقدیر اوہناں نوں بلا رہی اے۔ اٹھا رہی اے۔ ایہہ ٹھیک اے کہ اج تُسیں اوہناں دے اُتے او۔ پر تساں سدا اوہناں دے اُتے رہنا نہیں۔ اوہ وقت بہت دور نہیں جدوں اوہ تہاڈے اُتے ہون گے تے تُسیں آپو آپنیاں کیتیاں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتو تاں دا پھل بھوگدے اوہناں ہیٹھاں ہوو گے۔

دوسری لائن وچ (مویاں) دا مطلب بندے دی سادھارن موت نہیں تے نہ ای اُپر ہوئے دامعنے قبر دی مٹی اے جو مُردے دے اُتے پیندی اے۔ مویاں دامعنے اتھے سماج دے زوراوراں دی جماعتی موت اے تے اُپر ہوئے دامعنے اے سماج دے ہٹھلیاں دا، مدھے مدھولیاں دا زوراوراں دے اُپر آوُنا۔ ایہہ شلوک پیراں ہیٹھ آوُندی مٹی دے قبر وچ پئے مردے دے اُتے آوُن نوں اوس داوَ ڈہُنا کر کے پیش نہیں کر رہیا ایہہ سماج وچ آرہی جماعتی اُلٹا پلٹی دا احساس کردار ہیا اے۔ ایہہ جاگرت ہورہی اے لوکاں دی طاقت ول دھیان دوار ہیا اے۔ ایہہ اوس نوں جیڈ نہ کوءِ۔ کہہ کے اُجاگر کرر ہیا اے۔ اوس دیاں نبھاوناواں پیش کرر ہیا اے اوس نوں اوس دی آرہی موت دا چیتا کروادھیا اے۔ دوسرے پاسے لوکاں نوں چراں توسُتی پئی، پرہن جاگ رہی اوہناں دی طاقت دا، اوس طاقت دیاں نبھاوناواں (سکتاں) دا احساس کروار ہیا اے اوہناں دے سر چُک کے سِدھیاں کھڑیاں ہون واسطے اوہناں دی نظریاتی تیاری کروار ہیا اے۔ پر تکھ کرر ہیا اے کہ ازادی دے پیتڑے تے مولُوں ای مُردے ہان نہیں چھائی ہوئی۔ اوتھے ہن پوہ پھُٹالا اے۔ ترنجیج جیڈ نہ کوءِ تے، مویاں اُپر ہوءِ، تے اے۔

فائدہ: خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ارے ظالم و جابر انسانو! جن لوگوں کو تم آج ظلم و بربریت کی بھینٹ چڑھا رہے ہو۔ ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہے یہ مت سمجھنا کہ یہی ان کا مقدر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ وقت بدلنے والا ہے، تمہارے ظلم و ستم اور جبر و بربریت کی سیاہ رات چھٹنے والی ہے۔ تمہاری گھٹا ٹوپ اندھیریاں اور آندھیاں تھمنے والی ہیں۔ تمہارے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اب پوہ پھٹنے والی ہے صبح کا اجالا ہونے والا ہے آج غموں کی رات کے خاتمے کا وقت ہونے والا ہے جنہیں تم پاؤں کے نیچے کی مٹی یعنی اپنے غلام سمجھتے ہو وہ تمہاری قید سے آزاد ہونے والے ہیں گویا اس شعر میں جہاں مظلوموں کو حوصلہ دیا ہے۔ حریت کا درس دیا ہے وہاں ظالموں اور جابروں کو ان کی حقیقت سے بھی آشنا کروایا ہے کہ عنقریب دن بدلنے والے ہیں آج اتنے ظلم کرنا جتنے کل سہہ سکو۔

بہر حال یہ شعر اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے۔ کہ اس سے مزید راہیں بیان کی جاسکتی ہیں مگر یہ شرح اتنی متحمل نہیں ہوسکتی۔

-----☆☆☆-----

فریدا جاں لوبھ تاں نیہہ، کیا لب تاں کوڑا نیہہ کچر جھٹ لنگھائیے ، چھپر ٹُٹے مینہہ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ جاں: جہاں، اگر، جب۔ ★ تاں: پھر۔ ★ لوبھ: طمع، لالچ۔ ★ نیہہ: پیار، محبت، تعلق، لگاؤ، عشق۔ ★ کوڑا: جھوٹا۔ ★ کچر: کب تک، کتنے وقت تک، کتنی دیر تک۔ ★ جھٹ: تھوڑا سا وقت، تھوڑی دیر ایک لمحہ۔ ★ لنگھائیے: گذاریئے۔ ★ چھپر: کلی، کانوں اور سرکنڈوں کی چھت والا جھگی، گھاس پھوس کا سائبان۔ ★ ٹُٹے: ٹوٹے ہوئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ مینہہ: بارش، موسلا دھار بارش۔

مطلب:

اے فرید! اگر لالچ پیدا ہو جائے۔ اگر لوبھ یعنی لالچ ہو تو سچی محبت نہیں ہو سکتی ایسی لالچ والی محبت صحیح معنوں میں محبت نہیں ہوتی بلکہ جھوٹی ہوتی ہے ایسی جھوٹی محبت ٹوٹے پھوٹے چھپر کی مانند ہوتی ہے جو زیادہ وقت بارش سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اس کے نیچے کب تک بارش سے بچ سکتا ہے۔

اے فرید! جہاں لالچ، طمع اور حرص ہوتا ہے وہاں محبت کہاں؟ یعنی جہاں لالچ ہوگا۔ وہاں محبت نہیں ہو سکتی۔ اگر اپنی زبان سے اس کا اظہار کرتا بھی ہے تو یہ اس کا محبت جتانا محض زبانی جمع خرچ ہے حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں دوسری لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ۔ ایسی محبت جھوٹی محبت ہوتی ہے۔ سچی محبت نہیں۔ اس میں خلوص نہیں ہوتا۔ جب تک مطلب پر محبت قائم رہی۔ جونہی مطلب حاصل ہوا۔ دوستی ختم ہوگئی اسے محبت نہیں کہا جا سکتا۔ جھوٹی دوستی اور محبت، حقیقتاً محبت نہیں ہوتی بلکہ غرض ہوتی ہے۔ لالچ ہوتا ہے۔

اس کی مثال بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے مصرے میں بیان فرمائی ہے کہ۔ جھوٹی محبت سے کسی کو بھی حقیقتاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا جیسے ٹوٹے ہوئے چھپر کے نیچے جو شخص آرام کرنا چاہے تو وہ وہاں کب تک بارش سے بچ سکتا ہے یا ٹوٹا ہوا چھپر کب تک اسے بارش سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح دنیوی مطلب اور غرض کی محبت انسان کو حقیقت میں دکھوں اور تکلیفوں سے نہیں بچا سکتی۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو پہلے سے بھی زیادہ تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ بارش تو کچھ دیر بعد رک جائے گی مگر ٹوٹے ہوئے چھپر سے کافی وقت بعد تک پانی گرتا رہے گا جو کہ دکھ اور تکلیف کا سبب بنا رہے گا۔

محبت اور لالچ کا تعلق:

محبت اور لالچ دونوں ایک دوسری کی متضاد ہیں دونوں ایک دوسری کے خلاف ہیں اگر محبت صحیح ہوگی تو وہ لالچ نہیں ہو سکتا اور اگر لالچ نے ڈیرے ڈال لیئے تو پھر وہاں محبت نہیں رہ سکتی۔ جہاں لالچ ہوگا محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے دن اور رات آپس میں متضاد ہیں۔ اب غور کیجئے اگر دن ہوا تو پھر اسی وقت رات نہیں ہو سکتی۔ جہاں رات ہوگئی وہاں دن نہیں ہو سکتا۔ دونوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ یکجا نہیں ہو سکتے اسی طرح آگ اور پانی ایک دوسرے کے متضاد ہیں یہ دونوں ایک ہی وقت میں یکجا نہیں ہو سکتے۔ یہی حال محبت اور لالچ کا ہے کہ دونوں متضاد ہیں یا محبت ہوگی یا لالچ ہوگا۔ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محبت بھی ہے اور لالچ بھی ہے ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔ اس کے دعوے میں سچائی نہیں ہو سکتی۔ جہاں لالچ ہوتا ہے وہاں سچی محبت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جھوٹی محبت ہوگی۔ کیونکہ محبت تو ہر قسم کی غرض اور لالچ سے مبرا ہوتی ہے۔

فائدہ: لالچ اور محبت یکجا نہیں ہو سکتے اس لیے لالچی کے ساتھ محبت کرنا ہزار ہا خرابیوں کا سبب ہوتا ہے لالچی کے ساتھ عشق یا محبت کرنا اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جیسے بارش بڑی زوروں سے برسنے لگے۔ ہر طرف سے جل تھل ہو جائے اور آدمی ٹوٹے ہوئے چھپر کے نیچے جا کھڑا ہو اور امید رکھے کہ اب میں بارش سے محفوظ ہو گیا تو غور تو فرمائیے۔ کیا ایسا شخص بارش سے محفوظ رہ سکتا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے؟اس کا جواب نفی میں ہوگا کہ ایسا شخص بارش سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔اگر کوئی دعویٰ کرے بھی تو یہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا۔اس کے دعوے میں کوئی صداقت نہیں۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو ایسا شخص زیادہ مصیبت کا شکار ہوگا۔یہی حال لالچی سے محبت کرنے کا ہوتا ہے۔

دنیا کی محبت اور اللہ کی محبت:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے کہ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ جب دنیا سے محبت ہے تو پھر خدا کی محبت نہیں ہوتی کیونکہ ہر دو محبت کا جمع ہونا صفت متضاد ہے۔اگر دنیا کی محبت یا حرص ہے تو خدا کی محبت مشکل ہے جیسے کہ ٹوٹا ہوا چھپر بارش کو لحظہ بھر نہیں روک سکتا۔(دیوانِ فرید ص ۵۱)

غوث الاعظم محبوب سبحانی کا ارشاد مبارک:

غوث اعظم، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تمہارے دل دنیا کی محبت اور حرص میں بیمار ہیں ان کا علاج زہد اور ترک دنیا اور اللہ کی طرف توجہ کر کے کرو، دین کی سلامتی سرمایہ ہے اور نیک عمل منافع ہیں جو چیز سرکشی کرے اس کی طلب چھوڑ دو اور بقدر قناعت پر قناعت کرو۔عقل مند کسی چیز پر خوشی نہیں مناتا کیونکہ حلال کا حساب اور حرام کا عذاب ہے۔بہتوں نے حساب اور عذاب کو بھلا رکھا ہے۔(فتح الربانی فیض سبحانی ص ۱۳۵)

☆ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہتے ہو تو اس کی تدبیر اور تقدیر پر راضی ہو جاؤ اور ان میں اپنے نفس، حرص، خواہش اور ارادے کو شریک نہ کرو۔تندرت جسم والو! عملوں سے فراغت والو! تمہیں کونسی چیز اللہ تعالیٰ سے، محفوظ رکھے گی اگر اس بات کی اپنے دلوں کو اطلاع کرو تو البتہ اور حسرت کھا کر بیدار ہو جاؤ۔
(فتح الربانی فیض سبحانی ص ۱۳۵)

دنیا سے محبت کا نتیجہ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیا سے جس قدر محبت کرے گا اسی قدر آخرت سے دور رہے گا پس مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے تو یہی دنیا اور فساد کی جڑ ہے تو یہی دنیا چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طالب الدنیا لایکون بنا للمولیٰ۔دنیا کا طالب مولیٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۴ ص ۱۱۰)

اہل دنیا کا انجام:

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیادار دوزخ میں ڈالے جائیں گے نہ اس واسطے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور ان سے محبت کرنے والے ان کی بے عزتی دیکھ لیں اور افسوس کریں۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۴ ص ۱۱۱)

محبت مطلب دی:

جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب فرماتے ہیں کہ جتھے حرص، طمع دی ماری ہوئی محبت ہووے اوہ مطلب دی محبت ہوندی اے جدھے وچ بے غرضی تے خلوص نہیں [illegible] غرض ملاقات تے مطلب دے بغیر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبت کرنی تے خدمت دا چاء رکھناں اصل محبت ہُندی اے۔ پر لوجھ لالچ والی جھوٹھی محبت بندے دی غرض ہُندی اے محبت نہیں ہوندی۔ (بول فریدی ص ۴۷)

فائدہ: یہ امر مسلمہ ہے کہ محبت وہی جو بے غرض ہوتی۔ اغراض و مقاصد میں لپٹی ہوئی محبت دراصل محبت ہوتی ہی نہیں بلکہ اسے غرض کہہ سکتے ہیں بلکہ اگر غور و فکر اور تدبر سے ذرا بھی کام لیا جائے تو ایسی محبت محبت ہی نہیں ہوتی بلکہ نفرت ہوتی ہے محض غرض کی بنا پر لفظ محبت زبان پہ لانی ہوتی ہے۔

معاشرتی بگاڑ:

رشوت لے کر کسی کام کا کر دینا۔ گویا پیسے دینے والے کو بھی ایک نوعیت کی بظاہر محبت نظر آ رہی ہے کہ بڑی تنگیاں، تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر حاصل کی جانے والی دولت چند لمحوں میں رشوت خور کے ہاتھ تھما دینا جو کہ کئی کئی سالوں میں بھی کمانا مشکل ہوتی ہے۔ اسے واقعتاً محبت کہہ سکتے ہیں یا طمع یا لالچ؟ چور، ڈاکو وغیرہ سے اس لیئے محبت جتلائے رہنا کہ اس کے بداثرات سے بچ جائے یا اس کا چوری اور ڈکیتی کا مال اسباب میں سے حصے دار بن سکے۔ یہ محبت ہے یا غرض ہے۔ ہمارا معاشرہ اکثر ایسی ہی محبت کے سبب بگاڑ میں مبتلا ہو چکا ہے کہ ہر ایک اپنی ہی غرض کا غلام بنا ہوا ہے۔ کسی کو کسی سے سچی محبت نہیں۔ ہمارے معاشرے میں بے سکونی، دنگا فساد، قتل و غارت، خون خرابہ، ہمہ وقت تناؤ کا شکار رہنا، ہزار ہا قسم کی نفسیاتی اور جسمانی تکالیف کا سبب اسی اغراض و مقاصد کی محبت کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ ظلم کی سولی پہ انسانوں کو لٹکایا جا رہا ہے۔ انسانیت منہ چھپائے آہیں اور سسکیاں بھر رہی ہے۔ انسانیت کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ انسان انسانیت سوز امور سرانجام دے کر انسان کو دکھی کر کے فتح کے ڈنکے بجاتا نظر آ رہا ہے ایک طرف سے اسی کے شکار انسان رو رہے ہیں چلا رہے ہیں آہیں بھر رہے ہیں آنسو بہا رہے ہیں ان کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں دوسری طرف خوشیاں منا رہے ہیں یہ سب بگاڑ اسی جھوٹی محبت کے ثمرات ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ:

جس محبت میں لوبھ، لالچ، غرض اور مقاصد پائے جاتے ہیں وہ محبت دراصل محبت نہیں ہے بلکہ اسے محبت کے نام سے موسوم کرنا ہی لفظ محبت کی رسوائی ہے۔ یہ محبت نہیں غرض ہے یہ محبت نہیں لالچ ہے۔ بلکہ جھوٹ ہے فریب ہے دھوکہ ہے لہٰذا ایسی دوستی اور محبت سے دور بھاگنا چاہیئے اس کی مثال یوں سمجھیئے کہ ٹوٹا ہوا چھپر کب تک بارش کے سامنے سینہ سپر ہو کر بارش سے حفاظت کر سکتا ہے اسی طرح جھوٹے حکمران اپنی حکمرانی کب تک قائم رکھ سکتے ہیں، جھوٹی تہذیب کب تک ہمارے سروں پر راج قائم رکھ سکتی ہے۔ جھوٹ کب تک سچ کا منہ چڑھا سکتا ہے۔ جھوٹی رام کہانی کب تک اپنا سچ قائم رکھ سکتی ہے۔ جھوٹا انانیت کا دیو کب تلک اپنا بھرم قائم رکھ سکتا ہے۔ جھوٹی محبت کب تک قائم رہ سکتی ہے۔

جھوٹ فریب، دنگا فساد، لالچ، منافقت وغیرہ جیسی گندی صفات ہمیشہ اپنا اثر قائم نہیں رکھ سکتیں۔ اسی طرح ظالموں کا ظلم آخر ختم ہونے ہی والا ہے۔ کب تک یہ قائم رہ سکتے ہیں اس لیئے اسے ترک کر دیا جائے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جنگل جنگل کیا بھوِیں، وَن گنڈا موڑیں وَسّی رَبّ ہیالیے ، جنگل کیا ڈھونڈیں

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید!۔ ★ جنگل درختوں کی کثرت کا مقام، صحرا، بنجر اور ویران جگہ، چراگاہ۔ ★ بھنویں: (بھون یعنی گھومنا پھرنا)۔ ★ وَن: ایک خاص جنگلی درخت، پیلو کا درخت۔ ★ کنڈا: کانٹا، موڑیں موڑنا مصدر سے بمعنی پاؤں تلے روندنا۔ ★ وَسی: بستا ہے، رہتا ہے۔ ★ رَب: پالنے والا، پروردگار، مالک، خدائے تعالیٰ ★ ہیالیے یہ لفظ معارف فریدیہ ص ۹۷ میں حیالیئے لکھا ہوا ہے یعنی حول اور حیال ایک ہی چیز ہے آس پاس اردگرد (معارفِ فریدیہ ص ۹۷)

جبکہ Baba Fareed Shakar Ganj

حیات وتعلیمات اور کلام بابا فرید مرتب خالد پرویز ملک میں ہیالیئے ہے۔ دیوانِ فرید از مخدوم ابرار احمد خان گیلانی ص ۵۱ میں ہی آلیئے۔ کلام بابا فرید گنج شکر از پروفیسر محمد یونس حسرت میں بیالیئے۔ بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے ہی آلیئے لکھا ہے تیرے نال ای کے معنی میں یعنی تیرے ساتھ ہی یا تیرے پاس ہی یا تیرے قریب ہی کے معنی ہیں جبکہ حالیئے کا معنی بنتا ہے اردگرد آس پاس ہئی آلیئے یعنی آلے دوالے ہئی یعنی اردگرد ہے۔ آس پاس ہے۔ قرہب ہی ہے۔ ہیالیئے۔ ہئی آلیئے ہی ہے۔ پس واضح ہوا کہ زیادہ تر کتب میں ہیالیئے ہی لکھا گیا ہے یا اسی سے قریب قریب معمولی سے لفظی فرق سے لکھا گیا ہے بہر حال مفہوم تقریباً ایک جیسا ہی بنتا ہے۔ ہیالیئے بمعنی دل میں قرآن پاک کا مفہوم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کا مفہوم مبارک بھی ہے کہ ہم تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ہیالیئے ہی زیادہ قرین قیاس صحیح محسوس ہوتا ہے اللہ اعلم بالصواب ڈھونڈیں۔ تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔

خلاصہ مطلب:

اے فرید! اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جنگل جنگل کیوں گھومتا پھر رہا ہے ون اور کانٹوں پہ چلتے چلتے انہیں بھی لتھاڑتا پھر رہا ہے اور اپنے پاؤں بھی بلاوجہ زخمی کرتا پھر رہا ہے تو غور وفکر سے کام لے اللہ تعالیٰ تو تیرے اپنے دل میں بستا ہے تو اللہ تعالیٰ کو جنگلوں میں کیوں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔

مطلب:

اے فرید! اپنے رب کی تلاش میں تو جنگلوں میں پھر رہا ہے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ تو اپنے مالک وخالق کی تلاش میں نکلا ہے اس سلسلے میں ہر قسم کے دکھ اور تکالیف برداشت کرتا پھر رہا ہے۔ ایک جنگل مکمل ہوا دوسرا جنگل شروع ہو گیا۔ جنگل کے کانٹے روندتا پھر رہا ہے۔ حالانکہ غور وفکر سے کام لے۔ کہ رب تو تیرے پاس ہے۔ تیری شہہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تو اسے جنگل جنگل ڈھونڈنے میں خواہ مخواہ تکلیفیں اٹھاتا پھر رہا ہے اگر اسے تلاش کرنا چاہتا ہے تو اپنے من میں تلاش کر۔

؎ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ شاہ رگ سے بھی قریب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قرب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے تو پھر تو اس مالک کو جنگلوں میں کیوں تلاش کر رہا ہے جب وہ ہے تیرے اپنے وجود میں تو تجھے باہر تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے اپنے اندر تلاش کر۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

مسجد ڈھاہ دے مندر ڈھاہ دے تے ڈھاہ دے جو کچھ ڈھینہدا
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں، رب دلاں وچہ رہندا

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ جَبْلِ الْوَارِیْد﴾

اور ہم بہت قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔

حدیث قدسی:

﴿قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہ تَعالیٰ﴾

مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ (اردو ترجمہ محک الفقر کلاں ص ۱۳۶)

جس دل اسم اللہ دا چمکے عشق بھی کردا ھلّے ہو
بھار کستوری دے مُھپدے ناہیں بھانویں دے رِکھیئے سے پلّے ہو
انگلیں پچھے دینہہ ناہیں چھپدے، دریا نہیں رہندے ٹھلّے ہو
اسیں او سے وچ اوہ اساں وچ باہو یاراں یار سولّے ہو

(ابیات باہو ص ۲۸۴)

دل دریا سمندروں ڈونگھے، کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دل دے اندر، جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سوئی رب پچھانے ہو

(ابیات باہو ص ۲۹۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ: پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب نے لکھا ہے کہ۔ شیخ الاسلام فرید الدین والحق قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ:

﴿لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمؤمن﴾

میری سمائی کے لیے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لیے کافی ہے۔

اس کا مقصد مومن بندے کے دل کی وسعت جتانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان وزمین میں اتنی فراخی نہیں ہے جتنی کہ بندۂ مومن کے دل میں ہے۔

فائدہ: اسی لیے بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اگر حق تعالیٰ کی تلاش ہے بس اِدھر اُدھر رب کو تلاش نہ کرتا پھر کہیں سے بھی نہ ملے گا صرف بندہ مومن کا دل ہی وہ مقام ہے جو جلوۂ حق کا مقام ہے۔ اگر تلاش کرنا چاہتا ہے تو اپنے ہی دل میں اسے تلاش کر لے۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِیہنیں نِکی جنگھیئیں، تھل ڈُونگر بھویَوم اج فریدے کوزڑا، سَے کوہاں تھیو یوم

حل لغات:

★ ایہنیں: اِنہاں، انہی۔ ★ نِکی: چھوٹی چھوٹی، باریک، پتلی ★ جنگھیں جمع ہے اس کا واحد ہے، جنگھ، جنگھ کا معنی ہے ایک ٹانگ (معارف فریدیہ) جنگھیں بمعنی ٹانگیں۔ ★ تھل: صحرا، خشک زمین، جگہ، اونچی زمین۔ ★ ریگستان: دریائے جہلم اور اٹک کا درمیانی ریگستان۔ ★ ڈونگر: پہاڑ، پہاڑی علاقہ۔ ★ بھویوم: گھومتا پھرا معارف فریدیہ ص ۹۸ بھنو اِم لکھا ہوا ہے مگر دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ ★ اَج: آج۔ ★ کوزڑا: چھوٹا سا کوزہ، مٹی کا برتن یا لوٹا جس سے وضو کیا جاتا ہے، ڈونگا، آبخورہ، پانی پینے کا چھوٹا سا مٹی کا بنا ہوا برتن، بعض کتب میں یہ لفظ کوجڑا لکھا ہوا ہے یہ لفظ کوجا یعنی کُجا یعنی چھوٹا سا ڈولا نما برتن اور کوزڑا لفظ کوزہ سے کوزڑا۔ معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔ ★ سَے: سینکڑوں۔ ★ کوہاں: یہ لفظ جمع ہے اس کا واحد ہے کوہ، جسے اردو میں کوس کہا جاتا ہے یعنی ایک حد معینہ۔ کوہ تقریباً دو میل کا ایک کوہ ہوتا ہے۔ مراد سو کئی سو میل دور۔ ★ تھیو یوم مجھ سے ہو گیا ہے یعنی پاس پڑا ہوا کوزہ بھی سو کوس دور پڑا ہوا معلوم ہوتا ہے تھیون سے یعنی ہونا سے۔

ان چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ساتھ ریگستان اور پہاڑی علاقے گھومتا پھرتا رہا ہوں کوئی تھکاوٹ محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن آج بڑھاپے کی وجہ سے میرا حال یہ ہو چکا ہے۔ کہ اے فرید! قریب پڑا وضو کرنے والا کوزہ یعنی لوٹا بھی مجھے سینکڑوں میلوں دور معلوم ہوتا ہے۔

مطلب:

میں اپنی ان چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ساتھ [illegible] تارہا۔ ایک وہ وقت بھی تھا کہ مجھے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محسوس ہی نہ ہوتا تھا۔ تھکاوٹ کا نام تک نہ ہوتا تھا وہ جوانی کا دور تھا۔ مگر آج وہ جوانی کا دور گزر گیا۔ وقت ایک سا نہیں رہتا یہ ایک اٹل حقیقت ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ آج ایسا وقت آ گیا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے اتنی کمزوری لاحق ہوگئی ہے کہ اے فرید! پاس پڑا ہوا لوٹا بھی مجھے سینکڑوں میل دور پڑا ہوا لگتا ہے۔ ہمت ہی جواب دے گئی ہے بے ہمتی کی انتہا ہوگئی ہے۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر حال میں وقت کو غنیمت جان! تندرستی کو غنیمت جان۔ بیماری آنے سے پہلے تندرستی کی قدر پہچان بڑھاپے سے قبل جوانی کو پہچان۔ اس کی قدر کرنا سیکھ۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو مختلف ادوار میں منقسم فرمایا ہے اور ہر دور کے تقاضے کے مطابق انسان کے لیے احکام نازل کیے گئے۔ مثلاً شیر خوار بچہ، بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمری، بڑھاپا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلوں کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ یونس آیت ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا بنایا اور اس کے لیے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔ اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق۔ نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

﴿اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝﴾

بے شک رات اور دن کا بدلتے آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝﴾

(پ ۱۱ سورۃ یونس ۶ تا ۸)

بے شک وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہوگئے اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بدلہ ان کی کمائی کا۔ (کنزالایمان)

فائدہ: ان آیات میں سورج اور چاند کی روشنی، وقت کا تصور، دن رات کا بدلنا زمین و آسمان میں خاص نشانیوں کا پایا جانا، زمین و آسمان کی مخلوقات میں پائے جانے والے عجائبات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر آدمی علم بھی رکھتا ہو اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے احساسِ ذمہ داری بھی ہو یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ ان سب چیزوں کو بنانے والا اللہ ہے۔ دن رات کے بدلنے سے اور چاند کی مختلف منزلیں واضح کرتی ہیں کہ یہ سب کچھ عبث نہیں پیدا کیا گیا اس میں اللہ تعالیٰ حکمتیں ہے۔ یہ سب کچھ واضح کر رہا ہے کہ یہ سب نظام چلانے والا اللہ ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

فائدہ: اسی طرح انسان میں بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی، ادھیڑ عمری اور بڑھاپا یہ محض بائی چانس نہیں آجاتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے ہر حالت انسان کے لیے کوئی نہ کوئی خاص پیغام لاتی ہے۔ بڑھاپا انسان کے لیے یہ پیغام لاتا ہے کہ اب چلو چلی کا وقت ہے نہ جانے کس وقت کہاں اور کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

جوانی اور بڑھاپے کا فرق:

اس شعر میں جوانی دیوانی اور بڑھاپے کا فرق بیان کیا گیا ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کے درمیان بہت فرق ہوتا ہے۔

- ★ جوانی کے دنوں میں آدمی میں ہمت و جرأت ہوتی ہے بڑھاپے میں ہمت و جرأت جواب دے جاتی ہے۔
- ★ جوانی کے دنوں میں بندہ کام کرتے کرتے نہیں تھکتا جبکہ بڑھاپے میں معمولی سے کام سے بھی تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔
- ★ جوانی کے ایام میں بندہ حوصلہ مندی سے کام لیتے ہوئے مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتا ہے جبکہ بڑھاپے کے ایام میں بندے کے لیے آسان کام کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔
- ★ جوانی کے لیل و نہار میں ہر آنے والی گھڑی ترقی کی جانب قدم آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں جبکہ بڑھاپے میں ایک جگہ پہ قائم رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔
- ★ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کے ذریعے کئی کئی میل سفر کرنا محض ایک کھیل کود کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ بڑھاپا کے دوران سفر کرنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔
- ★ دل و دماغ جوانی کے ایام میں نہایت چاک و چوبند ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کے دوران دل و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں۔
- ★ جوانی کے ایام میں میلوں دور کی چیز ایسے ہی معلوم ہوتی ہے کہ پاس ہی پڑی ہے جبکہ بڑھاپے کے دوران جسمانی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے کہ پاس پڑی ہوئی چیز بھی ایسے محسوس ہوتی ہے جیسے سینکڑوں میل دور پڑی ہے۔
- ★ بہر حال جوانی اور بڑھاپے میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ موت سے قبل زندگی کو غنیمت جان، بڑھاپے سے قبل جوانی کو غنیمت جان، بیماری سے قبل تندرستی کو غنیمت جان، دکھوں سے قبل سکھوں کو غنیمت جان۔

پانچ باتوں کو غنیمت جانیئے

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو بطریق نصیحت فرمایا کہ پانچ باتوں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔

(1) اپنے شباب کو بڑھاپے سے پہلے۔

(2) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے۔

(3) اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔

(4) اپنی امارت کو غربت سے پہلے۔

(5) اپنی حیات کو موت سے پہلے۔

بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ باتوں میں کثیر علم جمع فرمایا ہے، بے شک آدمی جو عمل جوانی کے عالم میں کرسکتا ہے۔ بڑھاپے میں اس کی قدرت نہیں رکھتا، کیونکہ جوانی میں اگر معصیت کی عادت پڑ جائے تو بڑھاپے میں وہ اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا اس لیے جوان کو چاہیے کہ وہ جوانی میں ہی اچھے اعمال کی عادت ڈال لے تا کہ بڑھاپے میں نیک عمل اس کے لیے آسان ہو جائے نیز آپ کا یہ فرمانا کہ صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت اس لیے کہ صحت مند اپنے مال و جان کو کام میں لاسکتا ہے تو صحت مند کو چاہیے کہ وہ اپنی تندرستی کو غنیمت سمجھے اور اپنے مال اور بدن کو اعمال صالحہ میں لگائے کیونکہ بیماری کی صورت میں وہ بدنی طاعات میں کمزور ہو جائے گا اور اس کے ہاتھ میں مال ایک تہائی رہ جائے گا، اسی طرح مصروفیت سے پہلے فراغت کا مفہوم یہ ہے کہ رات کو وہ فارغ ہوتا ہے جبکہ دن میں مصروف تو بہتر ہے کہ وہ رات کو فراغت کی حالت میں نماز پڑھے اور دن کی مصروفیت میں بالخصوص سردیوں میں روزے رکھے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ سردیاں مؤمن کے لیے غنیمت ہیں اس لیے کہ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں جن میں وہ قیام کرتا ہے اور دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں وہ روزے رکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رات بہت لمبی ہے اسے سو کر چھوٹا نہ کرو اور دن روشن ہے اس کو اپنے گناہوں سے تاریک نہ کرو نیز فقیری سے پہلے امیری کو غنیمت سمجھو یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تجھے روزی عطا کی ہے اس پر راضی ہو اور اسے غنیمت جان لے اور لوگوں کے مال کی طرف طمع نہ کر، آپ کا یہ فرمان کہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے تو وہ عمل پر قدرت رکھتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں پس مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ فانی ایام حیات کو ضائع نہ کرے اور زندگی کے باقی دنوں کو غنیمت جانے یہ دانا کا قول ہے فارسی میں ایک دانا کا قول ہے کہ جس نے بچپن کھیل کود میں، جوانی مستی میں اور بڑھاپا سستی میں گذار دیا تو اس نے خدا پرستی کب کی؟ یعنی بچپن کے ساتھ کھیل میں جوانی غفلت اور لہو و لہب میں اور بڑھاپا کمزوری میں گذار دیا، موت کے بعد عمل یعنی عبادت ختم ہو۔ اس کے لیے زندگی میں لعنت کی جاتی ہے، پس ملک الموت کی آمد کے لیے تیار رہو اور اسے ہر وقت یاد رکھو کیونکہ وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۷)

بڑھاپا:

بڑھاپے کی عمر دراصل ایک ایسے روگ کی حیثیت رکھتی ہے کہ انسان نے اتنا تکلیف دہ دور اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا ہوتا جتنا تکلیف دہ دور بڑھاپے کا ہوتا ہے۔ اس شعر کی شرح عبدالقیوم قریشی نے یوں بیان کی ہے کہ جوانی وچ تے اسیں ایہناں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوٹیاں چھوٹیاں لتاں نال دور نزدیک آندے جاندے آں جنگل پھرے پہاڑ اتے چڑھدے آں۔ پر بڑھاپا وی کیہ عمر اے۔ پئی کمزوری پاروں لاگے پئی ہوئی شے وی چکن جوگا نہیں ہوندا تے ایس طرحاں لگدا اے پئی ایہ کافی دور پئی اے۔ اصل وچ بابا جی آکھدے نیں کہ ہر بندہ سوچدا اے پئی جوانی وچ کھا پی لواں تے عیش عشرت کرلواں تے بڈھے وارے اللہ اللہ کرلواں گے تے لوکاں دی خدمت کرلواں گے جو کہ حقیقت وچ اوہ عمر نکمی تے بیکار ہوندی اے۔ کیوں جے بندہ اپنے جوگا وی نہیں ہوندا سگوں ہر کم لئی کوئی نہ کوئی آسرا بھالدا اے۔ ایس لئی اوہنے کیہ عبادت کرنی تے کیہ لوکاں دی خدمت کرنی ہوندی اے ایس لئی بندے نوں ہر ویلے سوہنے رب نوں یاد کرنا چاہی دا اے۔ (پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۳۲۔۱۳۱)

فائدہ: بوڑھوں کے لیے یہ شعر درسِ عبرت ہے، جوانوں کے لیے راہ عمل کہ ارے بوڑھے انسانو! اپنا بچپن دیکھو، پھر جوانی کے ایام دیکھو! پھر اب موجودہ حالت پہ غور وفکر کرو۔ اب زندگی کی شام ہو چکی ہے کسی وقت بھی موت کا حادثہ درپیش ہو سکتا ہے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانتے ہوئے ضائع ہونے سے بچانے کی فکر کر۔ اور ہمہ وقت موت کی تیاری میں زندگی کے بقیہ لمحات گزار۔

موت کی تیاری کی فضیلت

نادر علم:

حضرت عبداللہ بن مسور ہاشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری حاضری کا مقصد یہ ہے کہ مجھے کوئی نادر علم سکھائیں آپ نے فرمایا کہ تو نے رأس العلم کے متعلق کیا کیا؟ اس نے کہا یہ رأس العلم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ جل جلالہٗ کو پہچان لیا ہے اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے موت کو جانا ہے؟ کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر موت کے لیے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے انہیں پر پختہ رہو، پھر آنا، میں تجھے نادر علم سکھاؤں گا، جب وہ شخص کئی سالوں بعد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اپنا ہاتھ دل پر رکھ کر جو چیز تمہیں پسند نہیں ہوگی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی ناپسند کرو گے اور جو چیز اپنے لیے پسند کرو گے وہی اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرو گے یہی نادر علم ہے۔ بے شک موت کی تیاری رأس العلم سے بہتر یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ دل میں اسلام کے داخلے کی علامت انہی عبداللہ بن مسور ہاشمی سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے سینے کو تنگ فرما دیتا ہے'' پھر فرمایا جب نور اسلام دل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں فراخی وکشائش پیدا ہو جاتی ہے، عرض کیا گیا، کیا اس کی کوئی [illegible] بیزاری، اور دار خلد کے ساتھ وابستگی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۶ ج اول)

-----☆☆☆-----

فریدا راتیں وَڈیاں دُھکھ دُھکھ اُٹھن پاس دِھرگ تِنہاں دا جیونا ، جِنہاں وِڈانی آس

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * راتیں: رات کی جمع۔ * وَڈیاں: بڑی لمبی۔ * راتیں وڈیاں: بڑی اور لمبی لمبی راتیں۔ * دُھکھ اُٹھن: دکھنے لگتے ہیں، درد کرنے لگتے ہیں، سوئے سوئے جسم میں گرمی کے باعث آگ کی تپش کی وجہ سے سکون ملنے کی بجائے تکلیف ہونے لگتی ہے۔ * پاس: بمعنی پاسے، پہلو۔ * دھرگ: لعنت، پھٹکار، دُھرُدھر، دُھتکارنا۔ بُرا بھلا کہنا: دور بھگاتے رہنا۔ * تنہاں دا: ان کا۔ * جیونا: جینا، زندہ رہنا۔ * جنہاں: جنہوں نے، جن لوگوں نے۔ * وِڈائی: بیگانی، پرائی، کسی اور کی، غیر کی۔ * آس: امید، خواہش، آرزو، بھروسہ، سہارا محتاجی۔

اے فرید! اب راتیں بڑی لمبی ہیں سوتے سوتے تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور اس تھکاوٹ کے سبب پہلو گرمی کے سبب جل اُٹھتے ہیں۔ اس وجہ سے نیند بھی نہیں آتی۔ بے چینی سے کروٹیں بدلتے رات گزارنی مشکل ہو جاتی ہے۔ افسوس ان لوگوں پر کہ جو خود ہمت سے کام نہیں لیتے جو دوسروں کی مدد کے سہارے کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! اب ساری رات سونے میں گزرتی ہے۔ سوتے سوتے پہلوؤں میں درد ہونے لگتا ہے اتنی بڑی راتیں ہیں کہ محض سو سو کر گزارنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اتنی بڑی بڑی راتیں کیوں ضائع کرتا ہے۔ غفلت کو ترک کر۔ اُٹھ اور اپنے خالق و مالک کی یاد میں کچھ وقت صرف کر لے کیونکہ بابا بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ:

اُٹھ جاگ گھر اڑے مار نئیں ایہہ سون تیرے درکار نہیں

بہر حال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کچھ وقت گزار محض اوروں کی آس پہ نہ رہ۔ ان کی زندگی پہ لعنت ہے جن کا جینا محض دوسروں کے سہارے ہوتا ہے جو محض دوسروں کے سہارے پہ جیتے ہیں۔

فائدہ: گویا آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اب راتیں اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ سوتے سوتے گرمی کی وجہ سے جسم جلنے لگتا ہے، جسم میں درد اور تکلیف پیدا ہو جاتی ہے فضول اور تکلیف میں مبتلا ہو کر بقیہ وقت گزارنے کی بجائے کیوں نہ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر یہ گزارا جائے جس سے جسم کو بھی سکون ہوگا روح کو بھی روحانی غذا حاصل ہوگی۔ اس لیئے نماز تہجد ادا کی جائے۔ اب ذرا نماز تہجد کے فضائل پہ مبنی چند احادیث اور مسائل ملاحظہ فرمائیے۔

پچھلی رات:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک کا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! راتیں اب تو اتنی بڑی ہیں کہ سوتے سوتے جسم دکھنے لگتا ہے اور درد کرنے [illegible] تکلیف کا سبب ہے اس لیے اٹھنے کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جی چاہتا ہے۔ وہ وقت تقریباً پچھلی رات کا ہوتا ہے۔ پچھلی رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہے کہ اس وقت اللہ کی رحمت انسان کو پکارتی ہے کہ ہے کوئی اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے انعامات سے نوازا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے اس کی عبادت میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔ مگر افسوس ان لوگوں کی زندگی پر جو یہ وقت بھی ضائع کر بیٹھے ہیں۔ ان کی زندگی پر لعنت ہے جو سوائے خدا کے دوسرے کی امید پہ زندہ رہتے ہیں۔ خالق و مالک پہ توکل نہیں کرتے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ؕ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ؕ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝﴾ (سورۃ مزمل آیت نمبر 1 تا 9 پ 29)

(ترجمہ کنزالایمان) اے جھرمٹ مارنے والے۔ رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کردو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔ بیشک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

فائدہ: تھوڑا حصہ آرام کے لیے ہو باقی شب عبادت کے لیے گزاریے۔ اب وہ باقی کتنی ہی ہو اس کی تفصیل آگے ارشاد فرمائی۔ (خزائن العرفان) آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا اس سے زیادہ ہو (بیضاوی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب و بقولے فرض تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر یہ حکم ایک سال کے بعد منسوخ ہوا۔ اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (تفسیر خزائن العرفان)

قیام لیل کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِاللَّیْلِ یَحْلُلُ فِیْهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِنْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ کُلُّھَا فَیُصْبِحُ نَشِیْطاً طِیْبَ النَّفْسِ قَدْ اَصَابَ خَیْرًا وَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ اَصْبَحَ کُلًّا خَبِیْثَ النَّفْسِ لَمْ یُصِبْ خَیْرًا ﴾

شیطان رات کو ہر ایک کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے تو آدمی صبح تو فرحاں و شاداں اٹھتا ہے اور بھلائی حاصل کرتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو سست اور خبیث النفس ہو کر اٹھتا ہے اور کسی بھلائی کو حاصل نہیں کرنے پاتا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۸۵)

چہرے کی نورانیت:

﴿مَنْ کَثُرَتْ صَلٰوتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْھُہٗ بِالنَّھَارِ ﴾

جس کی نمازیں رات کو زیادہ ہوتی ہیں اس کا دن میں چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۸۹)

جنت میں سلامتی سے داخلہ:

حضرت عبداللہ بن سلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ میں ورود مسعود ہوا تو لوگ آپ کے پاس گئے میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا کہ اے لوگو! ہر ایک کو سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو۔ رات کو جب لوگ سوتے ہوں تو نمازیں پڑھا کرو تَدْخُلُو الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ تو سلامتی سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل)

گھر والوں کو جگانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی رات کو اپنی زوجہ کو جگاتا ہے اور دونوں دو رکعت (نماز تہجد) پڑھتے ہیں۔

کُتِبَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ۔

تو انہیں اللہ تعالیٰ کے ذاکرین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۹۱)

قیامت کے دن مفلسی کا سبب:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ محترمہ نے ان سے فرمایا اے سلیمان! رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ زیادہ سونا تمہیں قیامت کے دن مفلس بنا دے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف باب ماجاء فی قیام اللیل)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات کے قیام کی تاکید:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ﴾

اے عبداللہ! فُلاں کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا۔

(سنن ابن ماجہ شریف ماجاء فی قیام اللیل)

شب بیداری کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے۔ ہر ایک گرہ پہ یہ جماتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے (ابھی اور سوتے رہو) پس اگر وہ شخص جاگ جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور پھر اگر وہ وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز میں مشغول ہو جائے تو تیسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو انسان ہشاش بشاش اور چاک و چوبند ہو کر اٹھتا ہے۔ ورنہ بد مزاج اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔ (ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل جلد اول)

رات کی نماز نہ چھوڑو:

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِدًا﴾

رات کی نماز نہ چھوڑ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو ناغہ نہیں کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض یا سست ہو جاتے تو اس نماز کو بیٹھ کر ادا فرماتے۔ (ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل جلد اول حدیث نمبر ۱۲۹۳)

سونا صدقہ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ رات کو نماز پڑھتا ہو پھر کسی رات اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے مگر اس کے لیے (ناغہ شدہ) رات کا بھی اجر لکھا جائے گا۔ اور اس کا سونا صدقہ ہوگا۔

رات کا وظیفہ رہ جانے تو پھر کیا کرے:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنا ورد اور وظیفہ بغیر پڑھے سو جائے تو صبح کو بیدار ہو تو اس کو فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو (اس کے نامہ اعمال میں) اسی طرح لکھا جائے گا جیسے اس نے (مقررہ وظیفہ وغیرہ) رات کو پڑھ لیا ہو۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمتِ حق کا متوجہ ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلٰی سَمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُ لَهٗ﴾ (سنن ابوداؤد جلد اوّل۔ ابواب قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۰۱)

جب رات کی آخری تہائی رہ جاتی ہے تو ہمارا پروردگار (عرش سے) آسمانِ دنیا پر جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے کون شخص دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ مجھ سے کون (مراد) مانگتا ہے کہ میں اس کی مراد پوری کروں کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں۔

بوقت شب نبی کریم ﷺ کے اٹھنے کا وقت:

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اللہ تعالیٰ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار فرما دیتا پھر صبح ہونے سے پہلے آپ ﷺ اپنے وظیفہ سے فارغ ہو جاتے۔

☆ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب آپ مرغ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ (سنن ابوداؤد شریف ابواب قیام اللیل)

نماز تہجد:

صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ 4 ص 19 - 18 بحوالہ ردالمحتار)

تہجد کی رکعتیں:

کم از کم تہجد کی دو رکعتیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو، دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے اس حدیث شریف کو نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔ (بہار شریعت حصہ 4 ص 19 بحوالہ ردالمحتار)

مسئلہ:

جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا نیز بخاری وغیرہما میں ہے اللہ کو زیادہ پسند وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بہار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعت حصہ 4 ص 19)

مسئلہ: دن کی نفلوں میں ایک سلام میں چار رکعتوں سے زیادہ پڑھنا اور رات کے نوافل میں ایک سلام میں آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل دونوں میں چار رکعت ہیں اس واسطے کہ اُس میں تحریمہ دیر تک باقی رہتا ہے پس اُن میں مشقت بھی زیادہ ہوگی اور فضیلت بھی زیادہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری اردو ترجمہ جلد اول ص 180)

فائدہ: مترجم نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ایک ہی تحریمہ پر بہت دیر تک نفس کو روکنا پڑتا ہے۔
(فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص 180)

مسئلہ: **والا فضل فی اللیل عند ابی یوسف و محمد مثنی مثنی وفی النھار اربع اربع و عند الشافعی فیھما مثنی مثنی و عند ابی حنیفۃ فیھا اربع اربع۔**

اور افضل رات میں امام ابو یوسف و محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک دو، دو ہیں اور دن میں چار چار ہیں اور افضل (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رات و دن دونوں میں دو، دو رکعت ہیں اور (امام اعظم حضرت امام) ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک رات و دن دونوں میں چار چار ہیں (عین الھدایہ اردو شرح ہدایہ جلد اول ص 700)

فائدہ: مفصل فضائل و مسائل کے لیے کتب فقہ بالخصوص بہار شریعت جلد اول حصہ 4 اور کتب احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

غفلت:

پس واضح ہوا کہ پچھلی رات اٹھ کر نماز تہجد میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اور یاد حق میں مشغولیت اختیار کرنا دنیا و آخرت میں انعامات ربانی کے حصول کا سبب ہے ہاں یہ وقت نہایت قیمتی ہے اس لیے غفلت کا پردہ چاک کر دینا چاہیے۔ بلاوجہ چارپائی پہ اِدھر اُدھر پہلو بدل بدل کر غفلت میں یہ وقت نہیں گزارنا چاہیے۔ کیونکہ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ:

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد نے فرمایا
غفلت دا در چھوڑ سجناں ، وقت رحمتاں والا آیا

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

جو دم غافل سودم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کُھل اکھیں اساں چت مولا وَل لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے ، اساں ایسا عشق کمایا ہو
مرن تو اگے مر گئے باہو تاں مطلب نوں پایا ہو

(ابیات باہو ص ۲۴۳)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاذکرونی اذکر کم کر ذکر خدا دا بھائی
غفلت دا کر پردہ چاک ، ایہہ گل بزرگاں سمجھائی
موتو قبل انت مو تو مرن توں پہلاں مرجا
غفلت تھیں کھول اکھیں ، پھر دو ہیں جہانیں ترجا

دھرگ تنہاں دا جیونا، جینہاں وڈانی آس:

شعر کے اس مصرع میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کی زندگی پہ افسوس ہے۔ جو ہمت سے کام لینے کی بجائے دوسروں کی مدد کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ اپنے مسائل کے حل کے لیے خود ہمت نہیں کرتے اگر خود ہمت کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا۔ خود ہمت نہ کرنے کی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

ہمت مرداں مدد خدا ، ایہہ ہے مسلمہ اصول
ہمت جو کر دے ناہیں ، برباد تھیندے ہن فضول

جدائی اور دکھ کا وقت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اے فرید! اللہ تعالیٰ نے یہ راتیں بڑی لمبی لمبی بنائی ہیں اپنے وجود کی طرف دیکھ مگر یہ جسم تو ظاہر جسم اور مختلف چیزوں سے مل کر بنا ہے اس میں روح پھونکی گئی ہے اس لیے کہ زندہ ہے تجھے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا پھر تیرے اس جسم میں قسم قسم کی توانائیاں عطا فرمائیں جس سے تو عجیب و غریب کام لیتا ہے۔ تیرا یہ جسم اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور اس جسم میں روح بھی اسی حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے یکجا کر کے تجھے زندگی عطا فرمائی اب تجھے اس دنیا میں غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ تجھے چاہیے کہ تو اپنی معرفت حاصل کر اگر تو نے اپنی معرفت حاصل کر لی تو اپنے خالق و مالک کی بھی معرفت حاصل کر سکے گا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّه ۔

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسی نے ہی اپنے رب کو پہچان لیا۔

اپنی حقیقت کو پہچانتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے مقام سے آگاہی حاصل کر تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے ہر مقام سے اپنے مالک و خالق کے تجلی پہ نظر پڑے گی۔

اس لیے ہمت سے کام لیتے ہوئے رات کی چند گھڑیاں سو کر پھر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو جا اس کی عبادت میں مشغول ہو جا اس مالک سے غافل نہ ہو کیونکہ وہ تو حی و قیوم مالک ہے۔ بلکہ جسے زندگی عطا ہوئی اسی کے در سے عطا ہوئی۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ غفلت میں جسم بھی تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے پہلو دکھنے لگتے ہیں آگ سی محسوس ہونے لگتی ہے اس لیے غفلت ترک کر کے اپنے مالک کے حضور حاضر ہو جا پچھلی رات کا وقت بڑا قیمتی ہے اسے ضائع نہ کر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے نوازے گا۔ اگر غفلت میں وقت ضائع کر بیٹھا تو محبوب کے جلووں سے تو آشنائی نہ حاصل کر سکے گا جدائی اور دکھوں کی گھمن گھیریاں تیرا نصیب بن جائیں گی۔ ایک ایک لمحہ تجھے صدیوں پہ حاوی نظر آئے گا۔ ہمیشہ بے چینی میں زندگی گزرے گی ایسے لوگوں کی کیا زندگی ہے؟ لعنت ہے ایسی زندگی پہ جو نہ دنیا میں اچھی گزری اور نہ ہی آخرت میں بھلائی کی امید اس لیے غفلت چھوڑ کر، اوروں کی امید پہ اپنی زندگی تباہی کے اندھیرے کنوئیں میں دفن نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ غفلت ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی گزارنی چاہیے۔ دنیا اور دنیا و مافیہا سے رخ پھیر کر حق تعالیٰ کے عشق میں حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگی۔

جیں دل عشق خرید نہ کیتا سو دل درد نہ پھٹی ہو
اس دل تھیں سنگ پتھر جو دل غفلت اٹی ہو
جیں دل عشق حضور نہ ملیا سودر گا ہوں سُٹی ہو
ملیا دوست نہ انہاں باہو، جنہاں چوڑ نہ کیتی ترٹی ہو
جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ہو
ہک بتخانے جاوا صل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ہو
عشق دی بازی انہاں لئی سر دتیاں ڈھل ناں کیتی ہو
ہر گز دوست نہ ملدا باہو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ہو
جنگل دے وچ شیر مریلا باز پوے وچ گھر دے ہو
عشق جیہا صراف ناں کوئی کجھ ناں چھوڑے وچ زردے ہو
عاشقاں نیند رُکھ ناں کائی، عاشق بول نہ مردے ہو
عاشق جیندے تڈاں ڈٹھوسے باہو جداں صاحب اگے سر دھردے ہو

(ابیات باہو)

-----☆☆☆-----

فریدا جے مَیں ہوندا واریا، مِتاں آیڑیاں ہَیٹرا جلے مجیٹھ اُپرّ انگاریاں

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ جے: اگر، حرف شرط۔ ★ میں: اپنی ذات، خود، آپ ★ ہوندا: ہوتا، کئی کتابوں میں ہُندا بھی لکھا ہوا ملتا ہے، یہ دونوں طرح ہی پنجابی زبان کا لفظ ہے [illegible] بولا جاتا ہے۔ اس لفظ کو پیش کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بجائے ''و'' بڑھا دیتے ہیں۔اسی طرح بعض لوگ بعض اوقات ''و'' کی بجائے پیش لکھ دیتے ہیں۔ ★ واریا: قربان ہوا، ہوتا، قربان کیا گیا، کسی پر نچھاور کیا گیا۔ ★ مِتاں (متراں سے) یاروں، دوستوں۔ ★ آپڑیاں: آیاں ہویاں۔معارف فریدیہ میں یہ لفظ آوڑیاں لکھا ہوا ہے۔آنے والے جو گھر آ گئے۔گھر میں داخل ہو گئے۔ ★ ہیڑا۔دل، وجود، جسم، گوشت کا ٹکڑا، ہیرا، سرخ یاقوت ★ مجیٹھ: پکے لال رنگ والے ٹکڑے۔ ★ کسمجھ: ایک جڑی بوٹی جو سرخ رنگ کرنے میں کام آتی ہے، ایک تو وہ ویسے ہی سرخ ہوتی ہے، جب انگارے پر جلے تو سرخی بڑھ جاتی ہے (معارفِ فریدہ ص ۱۰۰) ★ جیوں: جیسے، جس طرح۔ ★ اُپر: اوپر ★ اگاریاں، انگاروں۔

کسی چیز کے موجود ہونے کے باوجود اسے میں نے اپنے دوستوں سے چھپایا تو میرے اس چھپانے کی وجہ سے اللہ کرے میرا دل اُسی طرح جلے جیسے مجیٹھے کی لکڑی انگاروں پہ جلتی ہے۔

مطلب:

اے فرید! مہمان کی حیثیت سے آنے والوں پر اگر کچھ نہ کچھ قربان کیا ہوتا۔ان کی مہمان نوازی کی ہوتی تو یہ میرے لیے سکونِ قلب کا سامان ہوتا ہے۔یہ تو ہوا نہیں۔اس محرومی کی وجہ سے اب دل اس طرح جل رہا ہے۔جس طرح مجیٹھ انگاروں پہ جلتا ہے۔مجیٹھ کا رنگ ویسے ہی سرخ ہوتا ہے مگر جب انگاروں پہ جلتا ہے تو اس کی سرخی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔کچھ ایسا ہی حال میرا بھی ہے کہ ایک تو ایک ہو مہمانوں کی کما حقہ خاطر تواضع نہیں کر سکا۔ان کی حالت دیکھ دیکھ کر میرے قلق میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

فائدہ: اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے سخاوت کی فضیلت، توکل، جھوٹ نہ بولنا ہمیشہ سچ بولنے کا درس دیا ہے کاش اللہ کرے اللہ کے بندوں کو اولیاء اللہ کے بیان کردہ اور اپنائے ہوئے راستے کے مطابق صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق مل جائے۔

کرامت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں پھرتے پھرتے رات کو ایک جگہ جا کر بیٹھے اس وقت حضرت کے پاس کاٹھ کی روٹی پارچہ میں بندھی تھی دیکھ کر بیابان جنگل میں ایک مسافر حضرت کے پاس آ کر بیٹھ گیا، شام کا وقت تھا مسافر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ فقیر کے پاس روٹی موجود ہے جب کھائے گا تو مجھ کو بھی دے گا۔مسافر کو اسی آرزو میں بہت رات گزری اور اس خیال سے اس کو نیند نہ آئی۔منتظر رہا کہ کب روٹی پارچہ سے کھول کر دیتے ہیں جناب نے از روئے باطن کے دریافت کیا کہ یہ مسافر بباعث گرسنگی (بھوک) کے بے تاب ہے حضرت نے اس سے فرمایا کہ بندۂ خدا! تو شک نہ کر و میرے پاس روٹی نہیں ہے یہ تو نمونہ ہے میرے نفس کو دکھلانے کا اگر میرے پاس اصلی روٹی ہوتی تو میں تیرے اوپر قربان کرتا اس میں میرا فریب نہیں ہے۔(دیوان فرید ص ۵۶)

فائدہ: گویا آپ نے فرمایا اے میرے دوست! میں نے یہ کھانا تجھ سے چھپا کر نہیں رکھا ہوا کہ تو چلا جائے گا تو پھر کھاؤں گا ایسی بات ہرگز نہیں بلکہ یہ تو روٹی کا نمونہ ہے اسے کھایا نہیں جا سکتا۔اگر اسے کھایا جا سکتا ہوتا تو میں ہرگز تجھ سے دور نہ رکھتا بلکہ تجھے کھلا دیتا یہ تو میرے لیے مفید کام ہوتا۔اگر میں نے چھپایا ہوتا تو میرے لیے نقصان کا سبب ہوتا اللہ کرے میرا دل اسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح جلے جیسے مجیٹھے کی لکڑی انگاروں پہ جلتی ہے۔

مہمان نوازی:

گویا اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مہمان نوازی کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں اپنے دوستوں سے کچھ نہ چھپاتا جو کوئی مہمان میرے پاس آتا میں اس کی خدمت کرتا۔ مہمان نوازی کے ذریعے حق تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کر کے خوش ہوتا۔

فرمانِ ربانی:

قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط﴾ (سورۃ نور آیت نمبر ۶۱)

تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (ترجمہ کنز الایمان)

شان نزول:

قبیلہ بنی لیث بن عمرو کے لوگ تنہا بغیر مہمان کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لیئے بیٹھے رہتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان فصل ۳)

مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿اَلْخَیْرُ اَسْرَعُ اِلَی الْبَیْتِ الَّذِیْ یُؤْکَلُ فِیْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلٰی سَنَامِ الْبَعِیْرِ﴾

برکت اس گھر میں جس میں کھانا کھلایا جائے بہت جلدی آتی ہے جس طرح چھری اونٹ کی کوہان کو جلد کاٹ دیتی ہے۔ (ابن ماجہ شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ)

متقی لوگوں کو کھانا کھلانے کا حکم:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن اور ایمان کی مثال گھوڑے کی مانند ہے۔ جو اپنی رسی میں دوڑتا ہے پھر اپنی رسی کی طرف لوٹ آتا ہے مومن بھول جاتا ہے پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلاؤ اور سب مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ (مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ)

فرشتوں نے دعا کی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اذن مانگا۔ اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سعد نے عرض کیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ لیکن نبی کریم کو نہ سنایا (دل میں جواب دیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ سلام کیا اور سعد نے تین دفعہ ہی جواب دیا لیکن آپ کو نہ سنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے۔ سعد آپ کے پیچھے آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں آپ کی [illegible] نے کوئی سلام نہیں کیا مگر میں اپنے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کانوں سے سنتا رہا ہوں اور میں نے آپ کو اس کا جواب بھی دیا ہے لیکن آپ کو نہیں سنایا۔ میں نے پسند کیا کہ آپ کے زیادہ سے زیادہ سلام اور برکت حاصل کروں پھر آپ تشریف لائے۔ سعد نے آپ کی خدمتِ اقدس میں خشک انگور پیش کیئے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا:

﴿ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ ﴾

تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے فرشتوں نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے اور روزے داروں نے تمہارے ہاں افطار کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ فصل ۲)

مہمان کی عزت:

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحَرِّجَہٗ ﴾

جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اس کی پر تکلف دعوت ایک دن اور ایک رات ہے اور تین دن اس کی مہمانی ہے اس کے بعد خیرات ہے مہمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اُس کو تنگی میں ڈالے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الضیافۃ فصل ۱)

سخاوت:

چونکہ آپ نے اس شعر میں سخاوت کی فضیلت بھی اشارۃً بیان فرمائی ہے اس لیے سخاوت کی فضیلت بھی ملاحظہ فرمایئے:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ﴾

(پ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۲)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔
(ترجمہ کنز الایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر:

بر سے تقویٰ واطاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجب ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں۔جن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔(تفسیر خزائن العرفان بحوالہ تفسیر خازن)

حکایت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے ان سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کرو۔(تفسیر خزائن العرفان بحوالہ تفسیر مدارک)

حکایت:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینۃ المنورہ شریف میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحا (باغ) بہت پیارا تھا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے اموال میں بیرحا سب سے پیارا ہے میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔حضور نبی کریم رؤف الرحیم نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایما پر اپنے اقارب اور بنی عم میں اس کو تقسیم کر دیا۔

حکایت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے لیئے ایک باندی خرید کر بھیج دو جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے اس کو آزاد کر دیا۔(تفسیر خزائن العرفان)

آیت قرآنی:

﴿ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (سورۃ البقرہ)

ہم نے جو کچھ ان کو عطا کیا ہے اسی میں سے یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

سخا ریا سے پاک ہے:

سخا میں ریا کو دخل نہیں ہے کہ وہ ایسے نفس سے پاک ہوتی ہے جو پاک ہیں اور جس کی سرشت میں بلندی ہے ایسے بلند ہمت انسان سخا کے عوض دنیا اور آخرت کے معاوضہ کے خواہاں نہیں ہوتے کیونکہ عوض طلبی سے بخل کا احساس ہوتا ہے اس لیے بخل کی بنیاد ہی معاوضہ طلبی ہے پس سخا خالص محض ہے اور وہ اہل صفا کے لیے مخصوص ہے اور اہل انوار کے لیے جائز ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد انہیں کی طرف سے ہے۔

﴿ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ ﴾

(سورۃ دہر آیت نمبر 9 پ 29)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

اس آیت میں کسی معاوضہ کے خیال سے کھانا کھلانے کی تردید کی گئی ہے لہٰذا جو کام محض خدا کے لیے کیا جاتا ہے اس میں بدلہ کی خواہش نہیں ہوتی (جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں لِوَجْهِ اللّٰه کے بعد لا نرید کہا گیا ہے۔ اس صورت میں سرشت اپنی پاکی اور طہارت کے باعث مرادِ حق کی طرف خود بخود کھینچتی ہے اور اس کا کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتی۔ یہی مکمل ترین سخا ہے جو پاک فطرت لوگوں کا خاصہ اور شیوہ ہے۔ (عوارف المعارف شریف ص ۴۰۲)

توکل:

اس شعر مبارک میں توکل کی صفت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ کسی چیز کے موجود ہونے کے باوجود میں نے اپنے دوست احباب سے کچھ نہیں چھپایا کیونکہ گویا آپ فرما رہے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں اور صفت توکل آدمی کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کچھ پاس موجود ہو اور پھر اس لیے دوست احباب اور مہمانوں کو نہ دے کہ میرا کل کیسے گزرے گا۔

توکل عَلَی اللّٰہ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾

اور جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہے۔

فائدہ: توکل اس کا نام ہے کہ بندہ اپنے تمام کاموں کو حق سبحانہ کو اس طرح سونپ دے کہ پھر اس میں ذرہ برابر تصرف نہ کرے جب تک کل چیزیں ترک نہ کرے گا تیرا توکل پورا نہیں۔ (سبع سنابل سنبلہ ۳ ص ۲۱۸)

ھوالاول والاٰ خروا الظاھر والباطن کی تفسیر:

صاحب کشف الاستار قدس سرہ نے آیہ کریمہ ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن کی تفسیر میں فرمایا کہ زبان رحمت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بنی آدم دنیا کی مخلوق میں تیرے لئے چار گروہ ہیں۔

★ پہلا گروہ کہ اول حال میں تیرے کام آئے جیسے ماں اور باپ۔

★ دوسرا گروہ جو آخر میں تیرا ہاتھ بٹائے جیسے بیٹا پوتے۔

★ تیسرے وہ لوگ جو ظاہر میں تجھ سے پیوستہ ہیں جیسے دوست احباب۔

★ چوتھے وہ جو در پردہ تیرے ساتھ وابستہ ہیں جیسے بیویاں اور کنیزیں۔

رب العلمین فرماتا ہے کہ ان میں سے کسی پر بھروسہ نہ کرو اور اپنا کارساز انہیں نہ جانو کہ سب سے اول تو میں ہوں کہ تجھے عدم سے وجود میں لایا اور آخر میں ہوں کہ تیرا رجوع میری ہی جانب ہوگا اور ظاہر بھی میں ہوں کہ تجھے بہترین صورت دے کر سنوارا اور باطن بھی میں ہوں کہ حقائق و اسرار کو تیرے دل میں ودیعت رکھا۔

اے عزیز! مرد کو چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند دنیا سے منہ پھیر لے اور (جان لے کہ) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّی الا ربّ العلمین یہ سب میرے دشمن ہیں [illegible] ان کی طرف توجہ صرف کرے۔ فرزندوں کو قربان کرنے کا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارادہ رکھے اور پھر اپنے آپ کو جلتی آگ میں جھونک دے تا کہ دوستی کا دعویٰ سچا اُترے۔ (سبع سنابل سنبلہ ۳ ص ۲۱۸)

حق کا راستہ:

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی تارک الدنیا ابدال سے پوچھا کہ تحقیق حق کا کونسا راستہ ہے؟

فرمایا: مخلوق پر نظر مت رکھو کہ اس پر نظر ڈالنا تاریکی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس سے تو چارہ نہیں۔

فرمایا: ان کی بات مت سنو! کہ ان کی بات سننا سخت دلی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس سے بھی گریز نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: ان کے ساتھ معاملہ مت رکھو کہ ان کے ساتھ معاملہ کرنا وحشت ہے۔

عرض کیا: میں تو انہیں میں رہتا ہوں تو اس سے فرار کیونکر ممکن ہے؟

فرمایا: ان کا سہارا مت تکو (متوکل بن جاؤ) کہ ان کا سہارا تکنا ہلاکت ہے۔

میں نے عرض کیا: شاید (یہ ہوسکے)

فرمایا: اے فلاں غافلوں پر نظر رکھو، جاہلوں کی باتیں سنو۔ جھوٹوں سے معاملہ کرو اور چاہتے ہو کہ حق کے ساتھ بھی تمہارا دل لگا رہے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

با خود نشین و ہمدم و ہمراز خویش باش حیف آیدم کہ با تو کسے ہم نشیں بود

ترجمہ: اپنے آپ میں رہ اور اپنا ہی ہمدم و ہمراز ہو جا۔ مجھے تو اس کا افسوس ہے کہ کوئی غیر تیرے پاس بیٹھے۔

(سبع سنابل سنبلہ ۳)

خلاصہ:

آپ نے اپنے اس شعر میں مہمان نوازی کی فضیلت بیان فرمائی کہ اگر میرے پاس کچھ آجائے تو میں دوست احباب اور آنے والے مہمانوں سے چھپا کر نہیں رکھوں گا بلکہ آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا۔ تکلیف میں مبتلا آتا تو اس کی تکلیف دور کرتا۔ صدقہ خیرات کرتا رہتا یہ نہ سوچتا کہ میں کنگال ہو جاؤں گا بلکہ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کرتا کیونکہ یہ تمام صفات دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں۔

اگر میں چھپاتا تو اس چھپانے کی وجہ سے میرا ضمیر مجھے طعنے دے دے کر کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ چھوڑتا۔ بلکہ کچھ نہ ہونے کی وجہ سے میرے قلب میں قلق بڑھتا رہتا ہے جو میرے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ جیسے مجیٹھا جلتا ہے تو نہایت سرخ ہو جاتا ہے مزید اس کی سرخی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا لُوڑے داکھ بجوڑیاں کِکّرِ بیجے جٹ ہنڈے اُن کتیندیاں پیّدھا لوڑے پٹ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ لوڑے: چاہے، مانگے، طلب کرے، طالب ہو، تلاش کرے، ڈھونڈے۔ ★ داکھ: انگور۔ ★ داکھ بجوڑیاں: باجوڑ علاقے کا بہترین انگور۔ ★ ککر: کیکر، ببول۔ ★ بیجے: کاشت کرے۔ ★ جٹ: جاٹ، کسان، کاشتکار۔ ★ ہنڈے: وقت گزارے، زندگی گزارے۔ ★ اُن: اون۔ ★ کیتندیاں: کاتتے ہوئے۔ ★ پیّدھا: پہنتا ہوا۔ ★ لباس پہنتے ہوئے۔ ★ پٹ: ریشم۔

نادان جاٹ کو باجوڑی انگوروں کی طلب مگر وہ کیکر بیج دیتا ہے۔ (اس طرح کیکر بیجنے سے انگوروں کے گچھے تو حاصل نہیں ہو سکتے اسی طرح نادان اُون کتاتا ہے اور ریشم پہننے کا متمنی ہے۔ (یہ اس کی بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے اون کتانے کے بعد ریشم تو پہننے کو نہیں ملے گا)

مطلب:

اے فرید! بعض جاٹ بڑے ہی عجیب وغریب ہوتے ہیں کیکر کے بیج لگاتے ہیں جس سے کیکر کے درخت ہی اگتے ہیں۔ موسم میں اعلیٰ قسم کے باجوڑی انگور کی خواہش کرتے ہیں کہ ان سے باجوڑی انگوروں کا پھل حاصل ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو کاشت کرے گا وہی کچھ پائے گا۔ جو فصل کاشت کی جائے گی وہی کاٹی جائے گی۔ جیسا کریں گے ویسا ہی بھریں گے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر مبارک کا مطلب یہ ہے کہ۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ دنیا میں جیسے عمل اختیار کرے گا ویسے ہی اجر سے نوازا جائے گا۔ اگر دنیا میں کسی پہ مہربانی کی تو کل کلاں قیامت کے روز مہربانی کا سلوک ہوگا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿الدنیا مزرعة الاخرة۔﴾

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سادہ سی مثال کے ذریعے حقائق سمجھانے کی بہترین کوشش کی ہے۔ کوئی خود ہی حقیقت سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو اور بات ہے ورنہ اس شعر میں حقیقت سادہ سی مثالوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، اپنی کرنی اپنی بھرنی، اپنے کیتے دی چھانویں بیہنا اے (پنجابی کہاوت)

اعمال تو اپنے نفس کے لیے کرنے اور توقع اللہ تعالیٰ کی رضا والے اعمال کے بدلے کی کرنا یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔ لالچ میں آکر سب کچھ ضائع کر دینے کے بعد امید رکھنا کہ میرا دونوں جہاں سنور جائیں گے یہ کیسی سوچ ہے؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عملِ بدکا انجام برا:

جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اسی شعر کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عجب بات ہے کاشت تو کرتا ہے کیکر کے درخت مگر پھل کے موسم میں اعلیٰ قسم کے باجوڑی انگور مانگتا ہے۔تمام عمر تو اون کاٹتے گذار دیتا ہے مگر پہنتے وقت ریشم کی خواہش کرنے لگتا ہے!(جو بوؤ گے وہی کاٹو گے، حسنِ عمل کا نتیجہ حسین وجمیل پھل ہوگا، عمل بد کا پھل برا نتیجہ ہوگا۔جو بیج کر گندم کبھی نہیں کاٹ سکتے۔(معارفِ فریدیہ ص ۱۰۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ جو کیکر کے درختوں کا بیج اپنی زمین میں بیجے اور جب پھل لگنے کا وقت آئے تو وہاں جا کر باجوڑی بہترین انگور تلاش کرتا پھرے تو اسے نظر نہیں آئے گا یعنی اسے انگور وہاں سے نہیں ملیں گے یہ اس کی بے وقوفی ہے کہ وہ کیکر کے درخت بیج کر اب وہاں سے انگور تلاش کرتا پھرتا ہے اسی طرح اگر وہ لاکھوں سال بھی اسی تلاش میں ضائع کر دے تو اسے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا اسے وہی کچھ حاصل ہوگا جو کچھ اس نے بیجا ہوگا۔اگر گندم بیجی ہے تو گندم حاصل ہوگی اگر جو بیجے ہیں تو جو ہی کاٹے گا، اگر چنے کا بیج بیجے گا تو کھیت میں سے اسے چنے ہی حاصل ہوں گے اسی طرح کیکر بیجنے والا کیکر ہی حاصل کرے گا۔

ہاں اگر باجوڑی انگور مطلوب ہیں تو باجوڑی انگوروں کی بیلیں اپنے کھیتوں میں لگانی پڑیں گی۔اگر باجوڑی انگوروں کی بیلیں لگائیں تو پھر جب پھل لگنے کا وقت ہوا انگور تلاش کرنے میں اتنی محنت بھی نہ کرنی پڑے گی اور انگور نظر بھی آئیں گے۔کیکر بیج کر انگور تلاش کرنے والا ہزار ہا سال انگور تلاش کرتا پھرے انگور تلاش نہ کر سکے گا کیونکہ اس نے انگور بیجے ہی نہ تھے اب اسے انگور کیسے حاصل ہوں؟ یعنی اب اسے انگور حاصل نہ ہوں گے۔محنت بھی ضائع گئی کہ انگور حاصل نہ ہوئے اور علاوہ ازیں جسے علم ہوا کہ فلاں صاحب نے کیکر بیج کر اب انگور ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو لوگ اسے پاگل کہیں گے۔

اُسی طرح نادان اُون کتاتا ہے اور پھر وہ ریشم کی تمنا کرے تو اسے بھی ریشم نہیں حاصل ہوگا اسے بھی اونی موٹا اور کھردرا لباس ہی میسر ہوگا ریشم جیسے نرم وملائم اور عمدہ لباس کی حسرت ہی لیئے مر جائے گا اسے ریشم کا لباس اس اون کے کتے ہوئے دھاگے سے جو لباس بنا گیا حاصل نہ ہوگا۔

خواہش کریں یا عمل کریں:

بعض لوگ محض خواہش کرتے ہیں کہ فلاں چیز حاصل ہو جائے فلاں چیز حاصل ہو جائے مگر اس کے حصول کے لیے کوشش نہیں کرتے محض خواہش کرنے سے مطلوبہ چیز حاصل نہ ہوگی ہاں خواہش کے ساتھ ساتھ اگر اس کے حصول کے لیے جدوجہد بھی کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس تمنا کا حصول ممکن ہے ناممکن نہیں اس لیے خواہش کے ساتھ ساتھ عمل پیہم اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔

؎ یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح ہے عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

خواہش کے حصول کے لیے محکم یقین سے کوشش کی جائے اور معمولی معمولی روکاوٹوں کو دور کرتے

Marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے اگر بڑی رکاوٹیں آ بھی جائیں تو گھبرا نہ جائیں بلکہ جہدِ مسلسل سے کام لیتے رہیں آخر کار منزل مقصود تک پہنچ ہی جائیں گے۔علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

دنیا آخرت کی کھیتی:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿الدنیا مرزعة الاخرة﴾

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اگر دنیا میں اچھے اعمال اختیار کیئے تو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم حاصل ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں والا مقام جنت حاصل ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اعمال اس دنیا میں کیئے۔اس دنیا میں رہتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اچھے عمل کیئے تو اچھی جزا ملے گی۔برے اعمال اختیار کیئے تو برا انجام ہوگا۔

آخرت میں نیکوں کا استقبال:

قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (پ۱۷سورۃ الانبیاء آیت نمبر۱۰۳)

انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔(کنزالایمان)

دو گروہ:

قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ هُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ۝﴾

(پ۱۷سورۃ الانبیاء آیات نمبر۹۷ تا ۱۰۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور قریب آیا سچا وعدہ تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی کہ ہائے خرابی بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے۔ بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ اگر یہ خدا ہوتے۔ جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا وہ اس میں رینگیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔ (کنز الایمان)

دوسرے گروپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ملاحظہ فرمائیے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ وَهُمْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝﴾

(پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیات نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ وہ اس کی (ہلکی سی بھنک بھی) نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ (ترجمہ کنز الایمان شریف)

فائدہ: درج بالا آیات سے واضح ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گے کفر اختیار کریں گے ان کا انجام نہایت عبرتناک ہوگا انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہ وہاں سے نہ نکل سکیں گے جبکہ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کے مطابق زندگی گزاری ہوگی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا کہ انہیں جنت میں مقام عطا فرمایا جائے گا۔

فائدہ: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون سے اعمال جنتی ہیں کہ جنہیں اپنا کر ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہو سکتے؟

اس سوال کا سیدھا سا اور آسان سا جواب یہ ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق اعمال اختیار کر کے دنیا میں زندگی گزار جائیں۔ جن اعمال کو کرنے کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے ان کے مطابق حیات مستعار کی چند گھڑیاں گزار جائیں اور جن امور سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہیں یعنی جو اعمال جہنم میں جانے کا سبب ہیں ان سے پرہیز کریں۔

جنتی اعمال:

مفصل معلومات کے لیے تو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی کتب اور علمائے اہل سنت کی کتب کا مطالعہ فرمائیے۔ جنتی اعمال کے مطابق چند احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

(1) اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں جس میں وہ ہوں گی ایمان کی حلاوت پالے گا۔ جو شخص کہ اللہ اور اس کا رسول اس کی طرف سب سے بڑھ کر محبوب ہو اور جو کسی دوسرے شخص کو صرف

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کی خاطر دوست رکھتا ہے اور جو شخص کفر میں لوٹ جانے کو اس طرح برا سمجھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اُس سے نکال لیا ہے جس طرح آگ میں جانا برا سمجھتا ہے۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف کنزالایمان)

(فائدہ) اس حدیث مبارکہ میں (1) اللہ و رسول اللہ سے محبت۔ (2) صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی۔ (3) کفر میں لوٹ جانے کو برا سمجھنا یہ تین اعمال اس حدیث میں بیان کیئے گئے کہ انہیں ایمان کی حلاوت حاصل ہوگی۔

(2) نگاہِ نبوت کا کرشمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (گنوار) آیا اس نے عرض کیا کہ مجھے ایک ایسا عمل بتایئے جب اسے کرلوں جنت میں داخل ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ، فرض زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ۔

اس نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جب وہ پھرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ ایک جنتی آدمی دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(3) شہادت توحید و رسالت کی فضیلت:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ:

﴿مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَهُ عَلَيْهِ النَّار﴾

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الایمان فصل ۳)

جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کردی ہے۔

(4) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾

جو کوئی فوت ہوا اور وہ جانتا ہے کہ لا الہ اللہ جنت میں داخل ہوگا۔ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب کنزالایمان فصل ۳)

(5) نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ کس نے قبول نہ کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔

(بخاری شریف مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(6) نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تو قدرت رکھتا ہے تو صبح کرے اور شام کرے اور تیرے دل میں کسی کا کینہ نہ ہو پس تو کر پھر فرمایا اے میرے بیٹے اور یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

(7) سنت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی میری امت کے بگڑنے کے وقت اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(8) حلال کھانے کی فضیلت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا لوگ اس کی زیادتی سے محفوظ رہیں جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے عرض کیا اللہ کے رسول! آج کے دن ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے پیچھے بعد کے زمانہ میں کم ہوں گے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

(9) دسویں حصے پر عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے زمانے میں ہو جس نے دسواں حصہ اس چیز کا چھوڑ دیا جس کا حکم دیا گیا ہے تو ہلاک ہو گیا پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس نے دسویں حصہ کے ساتھ عمل کیا جس کا حکم دیا گیا ہے تو نجات پالے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

(10) مسجد بنانے کی فضیلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(فائدہ) اس موضوع پر مزید احادیث الفقیر ابو احمد اویسی کی زیر ترتیب کتاب ''جنتی اعمال'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

(1) ایمان نہ لانا:

(تلك عشرة كامله)

جہنم کے اسباب

اب چند احادیث ایسی ملاحظہ فرمائیے جو ان اعمال کی مذمت میں بیان ہوئی ہیں جو جہنم کے اسباب ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میرے مبعوث ہونے کو اس امت سے کوئی نہیں کہ وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر اس حالت میں مرے کہ ایمان نہ لایا ہو اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں مگر وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(2) شرک کی مذمت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں جو جنت اور دوزخ کو واجب کرتی ہیں ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دو چیزیں واجب کرنے والی کون سی ہیں فرمایا جو شخص مر گیا اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے آگ میں داخل ہوگا اور جو شخص مرے اللہ سے شرک نہ کرتا ہے۔ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(3) سات ہلاک کرنے والی چیزیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟

فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، قتل کرنا، اس جان کا جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی (جہاد) کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور ایماندار بے خبر پاکدامن عورت پر تہمت لگانا۔

(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب الکبائر۔ مسلم شریف)

(4) مبغوض تین اشخاص:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین اشخاص اللہ کی طرف سے نہایت مبغوض ہیں۔ (1) کجروی کرنے والا۔ (2) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے والا۔ (3) مسلمان آدمی کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اس کا خون بہائے۔ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب الاعتصام والسنۃ)

(5) سوادِ اعظم کی پیروی نہ کرنے کی مذمت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ اتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار ﴾

سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو کیونکہ (بڑی جماعت کی پیروی کرنے کی) شان یہ ہے کہ جو جماعت سے تنہا (الگ) ہوا۔ آگ میں تنہا ڈالا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام والسنۃ)

(6) جماعت سے علیحدگی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف)

7۔ ربعی بن خراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ ﴾

جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ)

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ﴾

جو شخص عمداً میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالینا چاہیے۔

(مسلم شریف جلد اوّل باب تغلیظ الکذب)

(9) ظلم قیامت کے دن اندھیرے کا سبب:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ظلم کرنے سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے میں رہنے کا سبب ہے اور بخیلی سے بھی بچتے رہو اس لیئے کہ بخیلی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اُن کی بخیلی ہی نے ان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ انہوں نے اپنے خونوں کو بہایا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرایا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۶۴)

(10) زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ سو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا یہ مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ سانپ قیامت کے دن اس کی گردن میں بطورِ طوق ڈالا جائے گا پھر سانپ اس کے منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باچھوں کو پکڑ لے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الا یہ

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ: مزید مطالعہ فرمانا چاہیں تو قرآن واحادیث کا مطالعہ کیجئے۔

خلاصہ:

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر دنیا میں اچھے کام کیئے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور برے اعمال کیئے تو ان کا بدلہ ملے گا ہاں یہ سوچنا چاہیے کہ برے اعمال اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غضب والے امور اختیار کر کے جنت کے حصول کی خواہش کرنا۔ صحیح طریقہ نہیں ایسے امور ترک کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پہ مبنی ہوئے انہیں چھوڑ کر ایسے امور کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے جن کے مطابق عمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام صادر فرمائے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا گلیئیں چکڑ ، دُور گھر، نال پیارے نینہہ چلاں تاں بھجے کمبلی، رہاں تاں ٹٹے نینہہ

* فریدا: اے فریدا۔ * گلیئیں ،گلیوں میں ۔ * چکڑ: کیچڑ۔ * دُور: بعید، فاصلے پر زیادہ فاصلے پر۔ * علیحدہ: الگ، جدا، زیادہ فاصلہ، زیادہ سفر۔ * گھر: مکان، ٹھکانا، وطن ۔ * نال: ساتھ۔ * نینہہ: پیار، محبت ۔ * چلاں: چلوں، سفر کروں۔ * تاں: تو، تب۔ * بھجے: بھیگے، گیلے ہوئے، بھیگ گئے۔ * کمبلی: چادر۔ * رَہاں: رہوں، رک جاؤں، ٹھہروں، رہ جاؤں۔ * ٹٹے: ٹوٹ جائے۔ * نیوں: پیار محبت۔

گلیوں میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ محبوب کا گھر دور ہے۔ محبوب سے محبت بھی بے انتہا ہے محبوب سے کیا ہوا عہد نبھانا بھی ہے۔ اگر اس موسم میں محبوب کے گھر کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو میری کمبلی بھیگ جائے گی۔ اگر جاتا نہیں ہوں تو پھر محبت پہ حرف آتا ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے محبت کا تعلق نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

مطلب:

اے فرید! گلیوں میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ جہاں میں کھڑا ہوں یہاں سے گھر کافی دور ہے۔ اِدھر موسمی حالات یہ ہیں۔ گھر تک پہنچنا مشکل ہے گویا مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ اِدھر ایک عظیم ہستی سے محبت ہے۔ محبوب کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جان جائے تو جائے مگر میرے محبوب کے راستے کا پتھر کوئی چیز نہ بنے۔ اگر کیچڑ بھرے بازاروں گلیوں میں برستی بارش میں سفر جاری رکھتا ہوں تو میری کملی بھیگتی ہے جو کہ جسمانی تکالیف کا سبب ہے اور اس وجہ سے اگر رُکتا ہوں تو محبت میں فرق آتا ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ راہِ حق بڑا کٹھن ہے۔ ہر طرف سے اس راستے میں رکاوٹیں ہی رکاوٹیں ہیں۔ کہیں دکھوں کا راج ہے۔ کہیں مصائب و آلام کا گھیرا ہے۔ دنیوی ترغیبات اور شیطانی لالچ کا بھی جو بن ہے ان تمام امور سے انسان بچ بھی نکلے تو شیطان کی طرف سے مشکلات کی انتہا کر دی جاتی ہے شیطانی چالیں یہ راستہ روکنے کی پوری سعی کرتی ہیں۔ آخرت تک کا سفر بڑا لمبا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا تمام مشکلات اور تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کر کے تمام رکاوٹوں کو دور کر کے ایمان سلامت لے کر بارگاہِ حق میں حاضری کا شرف حاصل کرنا راہِ سلوک کے راہی کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

حکایت:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ یہ حکایت متعدد کتب میں پائی جاتی ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصہ اپنے مرشد کریم بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین کو وضو کراتے رہے ایک روز دیکھا کہ آگ موجود نہیں۔ آگ کی تلاش ضروری ہوئی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر میں خیال آیا کہ آگ موجود نہیں بارش ہو رہی ہے۔ گلیوں میں کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔ اندھیری رات ہے۔ اگر آگ لینے جاتا ہوں تو بدن بھی بھیگ جائے گا۔ سارے کپڑے بھی بھیگ جائیں گے۔ کمبلی بھی بارش کے پانی میں بھیگ جائے گی جس کی وجہ سے بڑی سخت تکلیف ہوگی۔ اگر نہیں جاتا تو بارہ سال کی ساری محنت پانی [illegible] آدھی رات کا دن ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس خیال کے ساتھ ہی خیالات بدلے یہ خیال ذہن میں آیا کہ میرا بدن بھیگتا ہے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش کرے۔ مرشد کریم کی یہ خدمت محض اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر ہے۔ اس لیے اس محبت کے سلسلے میں جو تکالیف بھی آئیں مجھے منظور ہیں۔ مصائب وآلام برداشت کرلوں گا مگر میری محبت میرے خدا سے نہ ٹوٹے۔ یہ کہہ کر آگ لینے شہر یا محلہ میں گئے۔ حضرت کی شکل بڑی خوبصورت تھی اور آپ کی جوانی نہایت ہی عمدہ بلکہ قابل رشک تھی۔

آپ ایک عورت کے گھر آگ لینے کے لیے گئے وہ عورت آپ کو دیکھتے ہی فوراً عاشق ہوگئی۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے آگ طلب کی اس نے اپنی ایک خواہش پیش کی۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مائی تو کیا چاہتی ہے؟

اس نے کہا کہ آپ کی آنکھ بڑی خوبصورت ہے یہ آنکھ نکال دے تو میں اس آنکھ کے بدلے میں آگ دے دوں گی۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو آنکھ تجھے درکار ہے یہ نکال لے۔ اس نے آنکھ راست جناب باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چاقو سے نکال لی اور آگ دے دی۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ پہ پٹی باندھی اور مکان پر آکر پانی گرم کیا اور پھر وضو کرانے لگے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہاری آنکھ کو کیا ہوا ہے؟ عرض کہ آئی ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے ہاں آشوب چشم کو آئی ہوئی کہتے ہیں۔ مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ فرید! آنکھ آئی ہوئی ہے تو آنے دے اور پٹی کھول دے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کی دیر تھی کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ سے پٹی کھول دی۔ آپ کی آنکھ مبارک بدستور تندرست ہوگئی مگر سہواً بہ نسبت دوسری آنکھ کے کچھ فرق رہا۔ (پنجابی کلاسیکی شاعری۔ دیوان فرید بول فریدی وغیرہ)

فائدہ: عبدالقیوم قریشی صاحب اسی حکایت کے بعد لکھتے ہیں کہ:

اصل وچ باباجی ایس روایت موجب ایہ سمجھاندے نیں پئی جدوں اللہ نال لو لگائی اے تے فیر دنیا دی پرواہ نہیں کرنی چاہیدی۔ کیوں جے ایہ دنیا دا لالچ گلیاں دا چکڑ اے جہدے نال توکل تے تقویٰ دی چادر گندی ہو جاندی اے ایس لئی بندے نوں خالص ہو کے اوس سوہنے رب نال لو لگانی چاہی دی اے تے فیر اوہ آپے ای منزل تیکر راہنمائی کرے گا۔

(پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۳۲)

فائدہ: گویا آپ نے یہ درس دیا کہ بارش آتی ہے تو آئے کوئی پرواہ نہیں۔ بارش کی وجہ سے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف قابل برداشت ہیں مگر یہ کہ عہدِ وفا قائم رہنا ضروری ہے۔

پختگی کا سبق:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ دا مطلب ایس بول وچ اصل دل دی خوب راہنمائی کردا اے کہ انسان جے توں اللہ نال محبت پائی اے تے فیر غیر اللہ دی کوئی پرواہ نہ کر، دنیاں دیاں خواہشاں تے لوبھ لالچ نوں دل وچ جگہ نہ دہ۔ ایہ لوبھ لالچ گلیاں دے چگڑ وانگر نیں، جیہڑے تیرے توکل تے تقوے دی کملی نوں گندا کر کے، تینوں اپنے رب دی محبت توں دور لے جاہن گے۔

ایس کر کے توں دنیاں دی [illegible] توں سدھے راہ توں ہٹا کے تیرا پینڈا کھوٹا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ کر دیہن ۔ جے توں لولائی اے تے اوہدے راہ تے پکا ہو جا۔ اوہ آپ ای تیری راہنمائی کرے گا تے تینوں تیرے مقصد دی منزل تے اپڑا دے گا۔ (بول فریدی ص ۸۰)

مرشد کریم سے محبت کا درس:

اس شعر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم سے محبت کا درس دیا ہے کہ مرشد کریم سے پختہ اور سچی محبت ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں تن من دھن قربان کر دینا تجھے مشکل نظر نہ آئے۔ اپنے وجود کو مشکلات کی بھٹی میں ڈال کر حق کے راستے کے لیے کندن بن جا جیسے سونا بھٹی میں جا کر خالص سونا نکلتا ہے اور اس میں مزید نکھار پیدا ہو جاتا ہے اس کی اہمیت دو چند ہو لی ہے۔

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
کندن بنتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
بغیر مشقت کامل کوئی بھی نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تو نگیں ہوا

نبی کریم ﷺ کی محبت اور صحابہ کرامؓ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پہ لبیک کہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر قسم کی تنگیاں، تکالیف اور مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وہ جان جائے تو جائے ایمان نہ جائے کے مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ مناظر دکھائے کہ سننے والے بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔

استقامت علی الحق:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ابو طالب کے انتقال کے بعد قریش نے حضور کو وہ آزار پہنچائے، جو حیات ابی طالب میں نہیں پہنچا سکتے تھے۔

ایک کمینے اور بیہودہ شخص نے آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ خاک میں اٹے گھر آئے آپ کی بیٹیاں اس حالت کو دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئیں۔ ایک بیٹی نے اٹھ کر آپ کے سر انور اور چہرہ مبارک کو دھویا۔ وہ صاحبزادی روتی جاتی تھیں اور آپ ان کو یہ کہہ کر تسکین دیتے تھے کہ جانِ پدر! روؤ مت، خدا تمہارے باپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ہاں، ابو طالب کی زندگی تک قریش مجھ سے ایسی بدسلوکی نہیں کر سکتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام حصہ اول ص ۱۴۴)

طائف والوں کی بدسلوکی:

قریش کی ایذا رسانی اور بدسلوکی اب حد سے بڑھ گئی اور وہ زبانی گفت و شنید سے ہاتھا پائی تک پہنچ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ بایں خیال طائف تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کا مشہور و زبردست قبیلہ ثقیف آپ کی دعوت قبول کر لے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور فرمان الٰہی کا مطیع بن کر سعادت اسلام حاصل کر لے۔ اس طرح اپنی قوم کے مقابلہ میں ایک مددگار اور حامی گروہ بھی آپ کو مل جاتا لیکن بنی ثقیف پر چونکہ آپ کو بہت زیادہ وثوق نہ تھا اس لیئے آپ تنہا تشریف لے گئے صرف آپ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ طائف پہنچ کر آپ بنی ثقیف کے بڑے سرداروں سے ملے۔ یہ تین حقیقی بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر۔ ان کے ہاں قریش کے خاندان بنی جمح کی ایک عورت بھی تھی ان تمام نے آپ کو اپنے پاس بٹھا کر تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ تم دین حنیف کی خدمت ونصرت کرو اور میرے قومی مخالفوں کے مقابلہ میں میری حمایت و مدد پر آمادہ ہو جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سن کر ثقفی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ اگر خدا نے آپ کو رسول بنایا ہے تو وہ کعبہ کے لباس کو پھاڑ ڈالے گا۔

دوسرا بولا: کیا خدا کو آپ کے سوا کوئی اور آدمی رسول بنانے کے لیے ملا ہی نہیں؟

تیسرے نے کہا: بخدا میں آپ سے کچھ بھی نہیں کہوں گا کیونکہ بقول آپ خود خدا کے رسول ہیں تو آپ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو کوئی جواب دیا جائے اور اگر آپ خدا پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں تو میں آپ سے بات بھی نہیں کرتا۔

یہ حوصلہ شکن گفتگو سن کر آپ قبیلہ ثقیف سے کسی بہتری کی اُمید قطع کر بیٹھے اور ان سے رخصت ہوئے۔ آپ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ کی قوم اس حال کو سنے اور مایوس ہو جائے لیکن بنی ثقیف نے آپ کی پرواہ نہ کی اور اپنے کمینوں اور نالائق لڑکوں کو بھڑکا کر آپ کے پیچھے لگا دیا بدمعاشوں کے ہجوم نے شور وغل مچا کر آپ پر سنگ باری کی اور آپ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کی چار دیواری میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ عتبہ وشیبہ اس وقت وہاں موجود تھے۔ آپ کے باغ میں داخل ہو جانے پر بنی ثقیف کے اوباش لڑکے واپس چلے گئے اور آپ ایک انگور کی شاخ کے زیر سایہ جا بیٹھے پھر آپ نے اپنی حالت زار پر اللہ تعالیٰ سے مناجات کی اور عرض کیا کہ الٰہی! یہ تمام مصیبتیں ہیچ ہیں اگر تو مہربان رہے تیرے غضب سے ڈرتا ہوں اور تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں۔ تمام قوتیں اور طاقتیں تیری ہی طرف سے ہو سکتی ہیں اور تو ہی حامی وناصر ہے۔

ادھر آپ نے یہ دعا فرمائی، اُدھر عتبہ وشیبہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو انہیں کچھ پاس قرابت آ ہی گیا۔ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کو حکم دیا کہ ایک خوشہ انگور تھال میں رکھ کر آپ کو دے آؤ اور کہو کہ اسے کھالیں۔ عداس انگوروں کا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طبق آپ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ تناول کیجئے۔آپ نے بسم اللہ پڑھ کر چند دانے کھائے۔عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور اس نے کہا بخدا اس ملک کے لوگ تو یہ کلام کبھی نہیں کہتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟

عداس: میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ۔

نبی کریم ﷺ: ہاں اس مرد صالح یونس بن متی کی بستی۔

عداس: (حیرت زدہ ہوکر) آپ کو یونس بن متی کا حال معلوم ہے؟

نبی کریم ﷺ: کیوں معلوم نہ ہوتا، وہ میرے بھائی اور نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

یہ سن کر عداس آپ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں چومنے لگا اس کی یہ حالت دیکھ کر عتبہ اور شیبہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔لو اس شخص نے تو ہمارے غلام کو بھی بگاڑ ڈالا۔

عداس واپس گیا تو اس کے مالکوں نے کہا۔تیرا برا ہو۔تو اس شخص کے دست و پا کو چوم کیوں رہا تھا؟

عداس: آقا! اس وقت دنیا میں اس شخص سے بہتر کوئی نہیں۔اس نے مجھے ایسی بات بتائی جس کی خبر ہو سکتی ہے تو صرف نبی کو۔یہ سن کر عتبہ اور شیبہ نے عداس کو بہت ملامت کی اور کہا: خبردار اس شخص سے ہوشیار رہنا۔ایسا نہ ہو کہ یہ تیرا دین بگاڑ دے۔تو نصرانی ہے اور تیرا دین اس کے دین سے اچھا ہے۔(سیرت ابن ہشام ص ۱۴۶۔۱۴۵)

حضرت سعد بن عبادہ کی استقامت:

راہ حق صراطِ مستقیم کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم وستم کے پہاڑ گرائے گئے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استقامت کے کوہِ گراں ثابت ہوئے ان میں سے مثال کے طور پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو۔مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔اس جواب پر قریش واپس چلے گئے سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جالیا۔منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انہوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے، ان میں ایک نہایت حسین، وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شکل بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہوسکتا ہے تو یہ ہوسکتا ہے۔ مگر میرے قریب آکر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے تو کیا بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لیے جارہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آکر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے میں نے کہا کیوں نہیں؟ میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لیے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے اس مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جارہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس شخص نے کہا۔ سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ)

وہ دونوں کہنے لگے: بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔

وہ دونوں ابطح آئے اور انہوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ اور سعد اپنی راہ چل دیئے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنو عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔ (تاریخ طبری۔ جلد ۲ ص ۱۰۰۔۹۹)

فائدہ: حق کی خاطر دکھ تکالیف برداشت کر کے بھی حق کا ساتھ دینا اور حق پہ استقامت اختیار کرنا ازل سے ہی مؤمنین کا شیوہ ہے۔ واقعہ کربلا کے مناظر پہ غور کیجئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کے ان لمحات کو سوچوں کا مرکز بنائیے جب آپ ابھی تک غلامانہ زندگی گزار رہے تھے اور حق کی خاطر کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہے تھے۔ وغیرہ۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ مزید تفصیل کسی اور مناسب موقع پر عرض کی جائے گی۔

محبت کا ادنیٰ کرشمہ:

یہ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ جب سچی محبت ہوتی ہے تو پھر سچی محبت کی خاطر بندہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حق کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں استقامت کی ایک زندہ مثال بیان کی اور وہ بھی اپنی زندگی سے۔ حکایت بیان ہو چکی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کو مرشد کریم سے انتہائی محبت بھی ہے۔ دوسری طرف مرشد کریم کے وضو کرنے کا وقت بھی قریب آرہا ہے۔ مطلع ابر آلود ہے۔ بلکہ بڑی شدید بارش ہو چکی ہے۔ اور وقفے وقفے سے بارش ہو بھی رہی ہے۔ گلیوں اور بازاروں میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے۔

آگ پاس موجود نہیں ہے کیونکہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کے باعث مرشد کریم کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے پانی کو گرم کرنا ضروری ہے۔ اب غور فرمائیے کہ آگ موجود نہیں ہے [illegible] بارش برس رہی ہے اگر آگ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لینے کے لیے باہر نکلتا ہوں تو کمبلی بھی بھیگ جائے گی سردیوں کے موسم میں برستی بارش کے دوران بھیگ جانا جبکہ ہوا تیز چل رہی ہو تو آدمی کا کیا حال ہوتا ہے۔ انتہائی شدید تکلیف کا سبب مگر کیا کریں کہ اب اگر جاتا نہیں محبت پہ حرف آتا ہے۔ اگر آگ کی تلاش کرتا ہوں تو سخت تکلیف دہ موسم کا شکار ہوتا ہوں۔ بالآخر آپ تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سوچیئے تو سہی، غور وفکر ضرور کیجئے کہ ایسے موسم میں، ایسے حالات میں مگر آپ کی سوچوں پر یہ غلبہ ہے کہ جان رہے یا نہ رہے، دکھوں سے تکلیفوں سے سامنا کر کے بھی محبوب مرشد کریم کی محبت پہ حرف نہیں آنا چاہیے ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں کے مصداق پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ امتحان کہ آگ تک پہنچ بھی گئے مگر آگ پر پہنچتے ہی نیا امتحان شروع ہوتا ہے کہ اگر آگ لینی ہے تو تجھے اپنی آنکھ نکال کر دینی پڑے گی۔ مگر آپ پر غلبہ محبت کا عالم ہے کہ آپ سوچتے ہیں جب یہ تمام جسم ہی اس کا غلام ہے تو پھر ایک آنکھ دینے سے کیا فرق پڑے گا۔ اس سلسلے میں اگر جان بھی دینی پڑے تو سودا مہنگا نہیں۔ بہر حال آپ اس امتحان میں بھی آنکھ دے کر پاس ہو گئے۔ اس طرح آپ اپنی منزل تک پہنچ گئے۔ آپ نے اس شعر میں استقامت کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ کہ میرا جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر محبت میں فرق نہیں آنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

بھِجُو بھِجُو کمبلی ، اللہ وَرسُو مینہہ جائے مِلاں تِنہاں سجناں ، ٹُٹو ناہیں نیہہ

حل لغت:

* بھجو: بھیگ جا۔ * بھجو: گیلا ہو جا۔ * کمبلی: چادر۔ * وَرسُو: برسے، برستی جا۔ * مینہہ: بارش۔ * جائے ملاں: جاملوں، جا کر ملوں۔ * تنہاں: اُن۔ * سجناں: جمع ہے اس کا واحد ہے سجن دوستوں، یاروں۔ * ٹوٹا ہیں: نہ ٹوٹے۔ * ناہیں: نہیں۔ * نیہہ: پیار محبت دوستی، رشتہ، ناطہ، تعلق، بنیاد، ساتھ۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

اے میری کمبلی! اگر تو بھیگتی ہے تو بھیگ جا مجھے کوئی پرواہ نہیں یا اللہ! اگر تو بارانِ رحمت بھیجتا ہے تو بھیج۔ مجھے میرے ارادے سے کمبلی کا بھیگنا اور بارش کا برسنا نہیں روک سکتا۔ میں ضرور اپنے محبوب سے شرف ملاقات کے لیے جاؤں گا۔ تاکہ سچی محبت کا ناطہ قائم رہے ٹوٹے نہیں۔

فائدہ:

مطلب یہ ہوا کہ حالات کیسے بھی حوصلہ شکن پیدا ہو جائیں۔ مگر میں حوصلہ ہارنے والا نہیں۔ حالات مجھے شکست نہیں دے سکتے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ جو ہمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے کہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ ہمت ہارنے والے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور ناکامی کا کلنک ان کے ماتھے کا جھومر بن کر لٹکتا ہے۔ گویا بابا صاحب ہمیں اس شلوک میں یہ درس دیتے ہیں کہ اگر کمبلی بھیگتی ہے تو بھیگ جائے اس وجہ سے جو دکھ اور تکلیفیں ہوں گی انہیں بھی برداشت کر لوں گا۔ حالات خواہ کتنے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی حوصلہ شکن پیدا ہو جائیں مگر میں حوصلہ ہارنے والا نہیں۔ کمبلی بھیگتی ہے تو کیا اگر پھٹ بھی جائے تو پھر بھی میں حالات سے شکست تسلیم کرنے والا نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت کی بارش برسائے تو پھر بھی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم میرے شامل حال رہا تو پھر میں ہر حال میں اپنے دوست کو ملنے جاؤں گا تا کہ محبت کا ناطہ جو اُن سے ہے وہ نہ ٹوٹے۔

دوسرا مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرماتے ہیں کہ کمبلی بھیگتی ہے تو بھیگ جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اگر کمبلی پھٹتی ہے تو پھٹ جائے۔ بغیر کمبلی یا کپڑے کے ہی اتنے خطرناک موسم میں جانا پڑا تو اس سردی، بارش اور کیچڑ کے طوفان سے میں گھبرانے والا نہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش میرے شامل حال ہوگئی تو پھر مجھے کس چیز کی پرواہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ اللہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اگر ایسا قادر مطلق خالق کائنات کی رحمت شامل حال ہوگئی تو پھر مجھے ایسے خطرناک حالات کا مقابلہ کرنے سے کیا خطرہ۔ پھر میں کیوں گھبراؤں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

؎ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

بہر حال گویا آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگئی تو پھر میں انشاء اللہ تعالیٰ دوست کی ملاقات ضرور کرنے جاؤں گا تا کہ محبت کا ناطہ نہ ٹوٹے بلکہ اور مضبوط ہو۔

تیسرا مطلب:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے میری کمبلی اگر تو بارش سے بھیگتی ہے تو بھیگتی رہو مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میں نے ہر حال میں اپنے محبوب کے ہاں جانا ہے۔ اگر تو پھٹتی ہے تو پھٹ! میں کیا کروں۔ کیا ہوا تو میرے محبوب کا راستہ روکنے کے لیے راستے کی خرابیاں، کیچڑ اور نہ جانے کیسے کیسے حالات راستہ روکنے کی سعی کریں گے مگر میرا عزم راسخ ہے۔ میں نے جو عہد وفا کیا ہے اسے نہیں ٹوٹنے دوں گا۔ میری محبت صادق ہے یہ نہیں کہ معمولی سی تکلیف دیکھوں گا تو شاید میری محبت کے غبارے سے ہوا خارج ہو جائے گی۔ ایسی کیفیت جھوٹی محبت کی ہوتی ہے۔ الحمد للہ میری محبت صادق ہے۔ میں ضرور اپنے محبوب سے جا کر شرف ملاقات حاصل کروں گا تا کہ میرا عہد وفا قائم رہے۔

چوتھا مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بھجو سے مراد دنیوی لالچ میں بھیگنا ہے۔ بجو سے مراد بالکل ہی خراب حالت ہو جانا ہے۔ کمبلی سے مراد زندگی۔ اللہ ورسولہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم۔ گویا آپ نے اس شعر میں فرمایا کہ خواہ دنیا کے لالچ دل میں آ بھی جائیں بلکہ پوری زندگی بھی دنیوی گندگیوں سے لبریز ہو جائے۔ تو اس کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فضل وکرم کرے، اللہ تعالیٰ فضل وکرم کی بارش برسائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دوست سے جا کر شرف ملاقات حاصل کریں گے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش ہوگئی تو دنیوی لوبھ لالچ اور گناہوں کی سب گندگیاں صاف ہو جائیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی۔بس اس کے فضل وکرم اور رحمت کے سہارے راستے کے تمام پتھر اور روکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔منزل خود بخود قدموں میں آجائے گی۔کامیابی خود بھاگی چلی آئے گی۔ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزل پانے کے لیے رواں دواں رہوں گا۔حتیٰ کہ آخرت میں حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاؤں گا ہر حال میں اپنی منزل پہ نظر رکھوں گا، ہر قسم کے مصائب وآلام کا مقابلہ کرتے ہوئے قدم قدم چلتا ہوا۔زندگی کی آخری سانس تک اسی منزل کا راہی رہوں گا تا کہ حق تعالیٰ سے جو محبت ہے اس پہ حرف نہ آئے۔

پانچوں مطلب:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی مدظلہ العالی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

خواہ دل کی کملی دنیا کی نعمتوں کی خواہشوں کے کیچڑ سے بھیگ جائے اور بھاری ہو جائے لیکن جب پیر کامل کے برزخ کے وسیلہ سے خدا کی طرف سے رحمت خاصہ کے فیض کی بارش ہو رہی ہے تو اس کیچڑ کا کچھ اندیشہ نہیں ہے۔خود بخود اتر جائے گا۔حتیٰ الوسع اپنے محبوب کے وصل اور رضامندی اور متابعت کو مقدم سمجھ کر اس کے حصول کے درپے ہو۔(دیوانِ فرید ص ۶۲)

پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضری:

امام الاولیاء حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ قادر بخش شریف کمالیہ فیصل آباد۔اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ اے طالبان حق! جس نے پیرومرشد کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اپنے وجود کو اپنے مال اور املاک کو پیر کے سپرد نہ کیا اور ان پر اپنا حق جانا وہ جھوٹا ہے کیونکہ بوقت بیعت اس نے شیخ کی راہنمائی اور اپنی غلامی کو قبول کر لیا تھا۔غلام کو اپنے آقا کی اطاعت بلا چون وچرا کرنی چاہیے۔جس غلام نے اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کر لی وہ مقبولیت کے اعلیٰ مقام پر سرفراز ہو جاتا ہے۔مردانِ خدا نے اوّل بہشت کے عوض لذاتِ دنیا کو چھوڑ دیا۔پھر اللہ تعالیٰ کے لیے نعمائے بہشت کو بھی چھوڑ دیا۔اس طرح جملہ مخلوقات سے منقطع ہو کر صرف ایک کے ہو گئے۔جنہوں نے بہشت کی طلب میں لذات دنیا کو چھوڑ دیا۔دوزخ کی آگ اُن پر حرام ہو گئی۔دنیا وفا سے نا آشنا ہے۔

اے لوگو! تم کب تک اس بے وفا پر اعتماد کرو گے۔کامل مرشد کی نظر باطن پر ہوتی ہے وہ مخلوق کے باطن سے باخبر اور ان کے اخلاص وریا سے آگاہ ہوتے ہیں۔

طالبانِ صادق پیرومرشد کے مقام سے واقف ہوتے ہیں اور دلوں کو صاف کر کے یہاں پہنچتے ہیں اور سچائی کو عزیز رکھتے ہیں جنہوں نے پیرومرشد کو اپنے جیسا ایک آدمی جانا وہی دربارِ مرشد میں سچ بولنے سے گریز کرتے ہیں۔طلب صادق کا تقاضا یہ ہے کہ پیرومرشد کے حق میں اپنے وجود، مال، املاک اور یہاں تک کہ اولاد سے دستبردار ہو جائے اور پیرومرشد کی محبت پر اور کسی چیز کی محبت غالب نہ آئے۔راہِ مستقیم یہ ہے کہ پیرومرشد کے حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کی جائے خواہ اس میں جان اور مال کا خطرہ ہو جو شخص اس راہِ مستقیم سے دور رہے وہ ہمیشہ محجوب اور مہجور رہے گا۔(قلب سلیم ص ۱۶۲۔۱۶۱)

مرشد کی شان:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مرشد کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگلے پہر جو کجھ نہیں کھٹیا ھن دیگر نوں کی کریں ہو
کرلے توشہ عملاں والا ، جاں جاں ایہہ دم سریں ہو

جھوک لڈیسی ونج پچھوتاسیں جدجو یگانی وڑسیں ہو
اتھے کامل مرشد اتے نیک وسیلہ باہو، تاں بیڑے رسول دے چڑھسیں ہو

ایسا مرشد ملیا سانوں جس دل وچ نظر نکائی ہو
وہم خیال کر گئے کنارا جدوں مرشد کل ہلائی ہو
ذاتے نال چا ذات رلائی کیتوس فضل الٰہی ہو
اِتھے اوتھے دو ہیں جہانیں باہو ، مینوں مرشد جیہا نہ کوئی ہو

جس نوں مرشد کامل ملیا ، اس دی کی نشانی ہو
قلب کمال جمال کرنیدا ، ایہہ نفس کرنیدا فانی ہو
دو ہیں جہانیں ضامن ہوندا ، نال ملیندا جانی ہو
ایسے کامل مرشد توں باہو ، میں جان کراں قربانی ہو

برقعہ نور حضور اپنے دا مرشد میں تے پایا ہو
نام نشان نہ اپنا کوئی ہرگز باہر آیا ہو
ایہو حال اوسے دا کرساں ، جیہڑا میں ول آیا ہو
ایہہ سچا راہ توحید دا باہو ، کامل پیر پڑھایا ہو

عشق اساتوں نماز پڑھائی تاں پڑھدے چپ چپاتی ہو
دمدم دے وچ لکھ رکعتاں ہر جانن گنگی باتی ہو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرشد اسانوں وضو سجایا ، دریا وحدت وچ ناتی ہو
پیاں نمازاں قبول تڈاہیں باہو ، جد یاراں یار پچھاتی ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی مِلیُس ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہ بوٹی لائی ہو

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد دیکھ نہ رجاں ہو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ہو
اتنیاں ڈٹھیاں صبرناں آوے ہور کتے دل بھجاں ہو
مرشد دا دیدار باہو ، مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لاندا ہو
جس گت اتے سوھنا راضی ہوندا، اوہو گت سکھاندا ہو
ہر دم یاد رکھے ہر ویلے، سوھنا اٹھاندا بہاندا ہو
آپ سمجھ سمجھیندا باہو ، آپ آپے بن جاندا ہو

-----☆☆☆-----

فرید مَیں بھُلا واپگ دا ، مَت مَیلی ہو جائے گیہلا روح نہ جانے ، سر بھی مِٹی کھائے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ بھُلا وا: بھول، غلطی، خطا۔ ★ پگ: پگڑی، عمامہ۔ ★ دا: کا۔ ★ مَت: کہیں ایسا نہ ہو کہ۔ ★ میلی: گندی، خاک اور دُھول میں بھری ہوئی، غلیظ، نجس۔ ★ گیہلا: غافل، بے خبر، پاگل بے سرت، مجنوں، کملا، جھلا۔ ★ روح: جان، جوہر دل، اندرونی خواہش، نیت، من۔ ★ نہ جانے: نہیں جانتا۔ ★ سَر: کھوپڑی، کسی چیز کا بالائی حصہ، چوٹی، ابتداء۔ فکر،

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیال، سردار، کنارہ، عنوان وغیرہ۔

میں اپنی دستار یعنی پگڑی کی فکر میں ہوں کہ کہیں یہ میلی نہ ہو جائے مگر میری روح اس حقیقت کو نہیں جانتی کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ ایک دن مٹی میری دستار تو کیا میرے سر کو بھی کھا جائے گی۔

مطلب:

اے فرید: میں اس بھول کا شکار ہو چکا ہوں کہ کہیں میری پگڑی میلی نہ ہو جائے۔ اس لیے مجھے اپنی پگڑی کی اچھی طرح حفاظت کرنا ہے۔ اپنی پگڑی کو سنبھالنا ہے۔ اسے میلی ہونے سے بچانا ہے۔ مگر غافل روح غفلت میں ہے اسے یہ خبر نہیں۔ پگلی روح یہ نہیں جانتی کہ جس سر پر پگڑی رکھی ہوئی کہ جسے میلا ہونے سے روکنے کے لیے میں اتنی سعی میں مصروف ہوں وہ سر ہی خاک کی نذر ہونے والا ہے۔

پگڑی کو عزت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے پہلے لوگ جو کسی کی منت کرنا چاہتے تھے اس کے پاؤں میں اپنی پگڑی ڈال دیا کرتے تھے یہ انتہائی معذرت ہوا کرتی تھی۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ اپنی عزت اور ناموس کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ مگر پگڑی کو بچا کر کیا کرو گے جبکہ اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ بالآخر پگڑی جس سر پر ہے وہ سر ہی ایک دن خاک میں مل کر خاک ہو جائے گا نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ بہر حال اگر اپنی عزت و ناموس بچانا ہے تو محض ظاہر داری پہ ہی نظر نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ جس کے حکم پر موت وارد ہو گی۔ جس کے حضور حاضر ہونا ہے اس اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے عز و شرف کو بچانا چاہیے۔

جھوٹی بڑائی:

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب اسی شعر کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

دنیاوی شہرت، وڈیائی تے جھوٹھیاں چودھراں دے خیال توں فرماندے نیں کہ اسی ایہناں دا ای سنبھالا کردے رہنے آں، پر ایس گل نوں بھل جاندے آں کہ جس وجود لئی اسی ایہ لوبھ لالچ تے دنیاوی وڈیائی لبھدے پھرنے تے اونہوں سنبھالدے رہنے آں اوہ وجود دی اخیر نہیں۔ ایہناں تے ایس دی مٹی وچ رل کے مٹی ہو جاناں ایں۔

جدا اخیر ایہ ای اے تے فیر کیوں نہ سارے مان غرور وسار کے عجز تے انکساری نال ایتھے سب نوں اپنے توں بھلا جان کے ہراک دی خدمت کیتی جائے، تے دنیاوی جھوٹھی وڈیائی تے مان غرور نوں بھلا کے اپنے رب اگے سیس نوایا جائے۔ جد دنیا دیاں زینتاں چھیکو ایتھے ای رہے جانیاں نے اونھا ندا لوبھ کیہ کرناں۔ (بول فریدی ص ۸۱)

فائدہ:

دنیا فانی ہے اور اس میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے۔ اس لیے فانی سے دل لگانا نقصانی ہے یعنی نقصان کا سبب ہے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

فناہ ہونا اے دنیا نے ایہہ ہے دنیا فانی
ایس [illegible] فانی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیاکی حقیقت:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا کی حقیقت واضح فرمائی ہے کہ جو کچھ ہمیں دنیا میں نظر آرہا ہے یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

ظاہری بڑا کچھ، کچھ بھی نہیں مت ایتھے دل لاویں
آخر دا کر وپار بجناں، کیتے پھر نہ پچھتاویں
دنیا ظاہرھنی ایہہ دھوکہ، مت دھوکہ کھا جاویں
نچ جا اج ایس سراب توں نہ دھوکہ کھا جاویں

دنیا کی ہوا کا تعفن:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص دنیا میں قوت لایموت پر ہی راضی ہوتا ہے وہ دنیوی مال جمع کرنے میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ وہ عمل آخرت میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ آخرت سکون اور نعمتوں کا گھر ہے جبکہ دنیا فانی ہے دھوکہ اور فتنے والی جگہ ہے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وہوا علیہما السلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے جنت کی خوشبو کی بجائے دنیا کی ہوا سونگھی تو اس کے تعفن کے سبب چالیس روز بیہوش رہے۔(تنبیہہ الغافلین ص ۲۹۴ ج ۱)

دنیا نیند کا خواب:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کی محفل میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا بہت ہی خوبصورت، روشن چہرہ، حسین زلفیں سفید رنگت اور سفید لباس والا تھا۔آخر کہا السلام علیک یارسول اللہ، حضور علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ، اس نے عرض کیا یارسول اللہ دنیا کیا ہے؟ فرمایا نیند کا خواب مگر ایسے لوگ جزا وسزا کے مستحق ہوں گے۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ جنت کیا ہے؟ فرمایا ہمیشہ کا مستقر۔ جہاں ایک جماعت جنت میں ہوگی اور دوسری جہنم میں۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ جنت کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل۔ جہاں تارک دنیا کو نعمتیں ملیں گی۔عرض کیا جہنم کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل جس کے طالب کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے عرض کیا اس امت کے بہترین لوگ کون ہیں؟ فرمایا جو اطاعت الٰہی کے لیے عمل کرتے ہیں، عرض کیا دنیا کا قیام کتنا ہے؟ فرمایا جتنا قافلے سے بچھڑا ہوا کہیں ٹھہرتا ہے عرض کیا دنیا وآخرت کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟ فرمایا پلک جھپکنے جتنا۔حضرت جابر کہتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ نظر نہ آیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل تھا اس کی آمد کا مطلب یہ تھا کہ تمہیں آخرت کی رغبت اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں۔(تنبیہہ الغافلین ص ۲۹۵ حصہ اول)

فائدہ: معلوم ہوا کہ سوال پوچھنا محض لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتا بعض اوقات اوروں کو بتانے اور سمجھانے کے لیے بھی سوال کر دیا جاتا ہے جیسے یہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوال بیان ہوئے ہیں اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو حضور کے پوچھنے پر حضور کی لاعلمی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو فیض العرفان دورہ تفسیر القرآن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا سے بے رغبتی:

جب دنیا کی ظاہرداری کی حقیقت واضح ہوگئی ہے تو پھر اس سے بے رغبتی اختیار کرنی چاہیے۔ دنیا دل لگانے کا مقام تو نہیں بلکہ اس سے دوری اختیار کرنی چاہیے اسی میں فائدہ ہے۔

خلیل اللہ:

منقول ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنایا فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے:

1- جب مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا۔ تو میں نے رضائے الٰہی والی بات کو دوسری پر ترجیح دی۔
2- میں نے اپنے رزق کے لیے کبھی اہتمام نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرا کفیل ہے۔
3- میں نے صبح وشام کا کھانا بغیر مہمان کے کبھی نہیں کھایا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۵)

داناؤں کا قول:

داناؤں کا کہنا ہے کہ قلب کی حیات چار اشیاء میں ہے۔ (۱) علم (۲) رضا (۳) قناعت (۴) زہد۔ علم سے رضا حاصل ہوتی ہے، رضا سے قناعت اور قناعت سے زہد تک پہنچا جاتا ہے اور یہی دنیا سے بے رغبتی ہے حرید فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے (۱) دنیا کی معرفت پھر اس کا ترک (۲) مولیٰ کی خدمت پھر اس میں ادب (۳) آخرت کا شوق پھر اس کی طلب۔
(تنبیہ الغافلین ص ۲۹۵)

عقلمند کے لیے تین کام:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے دلوں پر نازل ہوتی ہے مگر جس دل میں یہ چار باتیں ہوں اس میں وہ نہیں ٹھہرتی (۱) دنیا کی رغبت (۲) کل کی فکر (۳) بھائی سے حسد (۴) اہل دول سے محبت۔ انہی حضرت یحییٰ کا قول ہے کہ وہ شخص واقعی عقلمند ہے جو تین کام کرے (۱) دنیا کو چھوڑ دے قبل ازیں کہ دنیا اس کو چھوڑ دے (۲) قبر کی تیاری کرے داخل ہونے سے پہلے (۳) ملاقات سے پہلے اپنے خالق کو راضی کرے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۶)

چھ باتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے چھ باتیں جمع کرلیں گویا اس نے جنت کی خواہش اور جہنم سے فرار میں کوئی کمی نہیں چھوڑی (۱) جس نے معرفت الٰہی حاصل کر کے اس کی اطاعت کی (۲) جس نے شیطان کو پہچانا پھر اس سے بچا (۳) جس نے آخرت کو پہچانا اس کی اتباع کی (۴) جس نے آخرت کو پہچانا پھر اس کی خواہش کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے اے علی چار باتیں ایسی ہیں جو بدبختی میں شمار ہیں (۱) آنکھوں کا جمود (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) لمبی امیدیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور قبر اس کے لیے قلعہ اور جنت اس کا مسکن ہے اور کافر کے لیے دنیا جنت ہے قبر اس کی جیل ہے اور جہنم اس کا مسکن ہے۔
(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۲۹۷۔۲۹۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا مومن کا قید خانہ:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا فرمان کہ ''دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیوی انعامات کتنے ہی میسر کیوں نہ ہوں مگر یہ نعمتیں اُن انعامات الٰہی کے مقابلے میں جو اسے جنت میں عطا ہوں گی ہیچ ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قید میں ہو کیونکہ موت کے وقت مومن پر جنت پیش کی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اس کو دیکھ کر وہ اپنے آپ کو قیدی سمجھتا ہے جبکہ کافر کو موت کے وقت جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ کر یہ سمجھتا ہے آج تک وہ جنت میں تھا، اس لیے عقل مند انسان جیل میں کبھی خوش نہیں رہتا لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ دنیا کو دیکھے اور دنیا کے متعلق دی گئی مثالوں میں غور کرے یہ مثالیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں نیز داناؤں سے بھی کچھ مثالیں منقول ہیں کیونکہ مثالوں سے اشیاء کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَھَا وَازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَھْلُھَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْھَآ لا اَتٰٓھَآ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَجَعَلْنٰھَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ط کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○

(پ ۱۱ س یونس ع ۳، آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ:

دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے سنگھار لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا کائی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ہم تو یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔ (کنز الایمان)

مناظر کی کہانی ہر دور میں اور ہر جگہ دوہرائی جاتی ہے مگر اس کے باوجود ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں ہم اس بھلاوے کا شکار ہیں کہ کہیں ہماری پگ میلی نہ ہو جائے کہ لوگ کہیں گے جی دیکھو! ان کی پگ کیسی میلی ہے۔ حالانکہ یہ دنیا اور دنیا و مافیہا سب کچھ فانی ہے فناہ ہونے والی ہے یہ پگ بھی پھٹ جائے گی ہم خود ہی اسے گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیں گے یا آگ میں جلا دیں گے یا چیتھڑے بن کر اِدھر اُدھر اُڑتی پھرے گی اور جس سر پر یہ پگ (پگڑی) باندھی ہوئی ہے اس نے بھی مرنا ہے اسے یہ موت آنے والی ہے ایک وہ وقت آئے گا کہ پگڑی تو رہی پگڑی۔ جس سر پر یہ پگڑی باندھی جاتی ہے۔ وہ مغرور سر بھی نیچے گر جائے گا۔ قبر میں داخل ہو گا۔

دنیا دے لاریاں تے کیوں مغرور ہویوں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دشمن پرانا تیرا ایہو شیطان اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

غافل روح کو یہ خبر نہیں کہ پگڑی والے سر نے بھی ایک دن مٹی میں جانا ہے۔

کہندی قبر غافلا وے موت سرتے کھڑی

اہم خطبہ:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور علیہ السلام جو خطبہ دیتے تھے میں نے چار سال تک اس کو تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ خطبہ ایک انصاری صحابی کے پاس ہے جن کا نام جابر بن عبداللہ ہے لہٰذا میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے وہ خطبہ سنا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا اے لوگو بے شک تمہارے لیے علمی مراکز ہیں تم وہاں جایا کرو۔ وہاں تمہارے لیے درجات ہیں اُن تک پہنچو اور بلاشبہ مؤمن بندہ دو خطروں میں گھرا ہوا ہے (۱) اسے معلوم نہیں کہ اس کی عمر گذشتہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ فرمائیں گے (۲) معلوم نہیں کہ اس کی بقیہ زندگی کے متعلق تقدیر میں کیا ہے، لہٰذا بندے کو خود ہی زادِ سفر تیار کرنا چاہیے۔ اپنی حیات سے موت کے لیے۔ اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لیے۔ کیونکہ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے موت کے بعد استغفار کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد گھر جنت میں ہے یا دوزخ میں ہوگا بس میں یہی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل ص ۲۹۳)

فائدہ: یہ خطبہ تعلیم امت کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حضور کے گناہ تھے کہ جن کی مغفرت طلب کی۔

فائدہ:

مختصر یہ کہ جس دنیا کی خاطر ہم بھولے ہوتے ہیں کہ اگر ہم نے داڑھی رکھ لی تو دنیا کیا کہے گی، اگر ہم نے سر پر عمامہ باندھ لیا تو لوگ کیا کہیں گے یہ نوجوان ہے یا بوڑھا۔ دنیا والوں کی خوشی کی خاطر ہم نے بیاہ شادی پر نہ ناچے اور کنجریاں نہ بلوائیں تو لوگ کیا کہیں گے کہ یہ مرگ ہے یا شادی۔ اگر ہم نے شادی یا کسی اور فنکشن پر اپنی ناک کی بلندی کے لیے ادھار وغیرہ لے کر خوب خرچ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود انہوں نے کیا خرچ کیا حالانکہ مشکل اوقات میں دنیا اور دنیا والوں میں سے کسی نے بھی ساتھ نہیں دینا یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ دنیا اور دنیا والوں کی بے وفائی کے قصے عام مشہور ہیں۔

انما الاعمال بالنیات:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے شمائل کو جمع فرما دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے ہوئے آتی ہے اور جو شخص دنیا کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنا حکم بدل دیتا ہے اور اس کی محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی جاتی ہے اور اس کو دنیا اتنی ہی نصیب ہوتی ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ اس کے مقدر میں لکھ دیتا ہے (تنبیہ الغافلین ۲۹۲ حصہ اوّل)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکایت:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرما تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور حضور علیہ السلام کے پہلو پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر رونے لگے آنحضور علیہ السلام نے رونے کی وجہ معلوم کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے قیصر و کسریٰ اور ان کی دنیاوی آسائشات یاد آ گئی ہیں۔ اور آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حالت یہ ہے کہ جسم پر چٹائی کے واضح نشانات ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے حصہ کی نعمتیں بعجلت دنیا میں مل گئیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۹۲ حصہ اول)

دو باتوں کا خوف:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے تمہاری دو باتوں کا ڈر ہے (۱) لمبی امیدیں (۲) اور اتباع خواہشات۔ کیونکہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع خواہشات حق سے روکتی ہے۔ بے شک دنیا پیٹھ پھیر کر بھاگ چکی ہے جبکہ آخرت سامنے ہے اور لوگ ان دونوں کے ساتھ متعلق ہیں، سو تم آخرت والے بنو۔ دنیا والے نہ بنو اس لیے کہ آج یوم عمل ہے یوم حساب نہیں۔ اور کل ''بروز حشر'' حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا یعنی آج بکثرت عمل کرو کیوں کہ کل عمل پر تم قدرت نہ رکھو گے۔

-----☆☆☆-----

فریدا شکر، کھنڈ، نوات، گڑ، ماکھیوں، ماجھ دُدھ سبھے وستو مٹھیاں، رب نہ پُجن تُدھ

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * کھنڈ: چینی۔ * نبات: گنا، کماد۔ * ماکھیوں: شہد۔ * دُدھ: دودھ۔ * ماجھا: بھینس کا۔ * سبھے: سبھی، تمام، ساری۔ * وستو: چیزیں۔ * مٹھیاں: میٹھی۔ * پجن: اپڑن، پہنچیں، پہنچنا، پہنچانا، عبادت کرنا۔ * تدھ: تجھے، تجھ کو، آپ کو۔

شکر، کھانڈ یعنی چینی نبات (مصری) گڑ، شہد اور بھینس کا دودھ یہ ساری چیزیں ہی میٹھی ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان تمام کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مطلب:

شکر، چینی، گنا، گڑ، شہد، بھینس کا دودھ یہ تمام چیزیں میٹھی ہیں۔ لذت دینے والی اور خوشی پہنچانے والی ضرور ہیں جسمانی لذت کا سامان ہیں لیکن یاد رکھ یہ تجھے اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچا سکتیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ تک پہنچانے کی بجائے الٹا ان سے غفلت ہوتی ہے بندہ ان لذات میں پڑ کر اکثر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ سب چیزیں اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کچھ بندے کو اللہ سے غافل کر سکتی ہیں ان تمام چیزوں سے بڑھ کر مٹھاس ایمان کی ہے۔ اس کی مٹھاس کو فنا نہیں بلکہ اس کی مٹھاس لافانی ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

یہ سب چیزیں میٹھی ہیں ظاہری طور پر میٹھی ہیں مگر باطنی طور پر کچھ میٹھی ہیں اور کچھ چیزیں کڑوی ہیں۔ جو چیزیں نیک کمائی سے حاصل کی گئی ہیں اور اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق استعمال کی گئی ہیں وہ تمام چیزیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی میٹھی ہیں یعنی زبان کے لحاظ سے میٹھی ہیں باطنی طور پر نیکیاں کرنے کا سبب بنتی ہیں اور جو چیزیں نیک کمائی کے ذریعے حاصل نہ کی گئیں ان چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ جو گناہوں کا سبب ہیں حالانکہ بظاہر زبانی چٹخارے کے لحاظ سے تو یہ میٹھی ہیں حلق سے اترتے ہی کئی تکالیف اور بیماریوں کا سبب بن سکتی ہیں کئی چیزیں گناہوں کی دلدل میں گرنے کا سبب بن سکتی ہیں کئی چیزیں گناہوں سے لتھڑنے کے بعد جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہیں ایسی چیزیں بظاہر تو میٹھی محسوس ہوتی ہیں باطنی طور پر زہر قاتل سے بھی زیادہ نقصان دہ بن سکتی ہیں کیونکہ زہر قاتل کا اثر موت تک رہتا ہے جبکہ گناہوں کے اسباب مرنے کے بعد بھی جان نہیں چھوڑتے۔ قبر میں بھی عذاب کا سبب بنتے ہیں، پھر جہنم میں پھینکے جانے کا بھی سبب بنتے ہیں جہاں موت کو بھی یاد کریں گے تو موت بھی نہیں آئے گی کیونکہ موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایسی چیزوں سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک کیا چیز ہو سکتی ہے۔

حرام غذا والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے قبول نہیں کرتا مگر پاک کو۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو بھی اس طرح کا حکم دیا ہے جس طرح نبیوں کو حکم دیا ہے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

اے رسولو! حلال رزق سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے ایمان والو! ان چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔

پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ ہیں اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے حرام کے ساتھ اس کو غذا دی جاتی ہے ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

لعنت:

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا، اور سود کھانے والے، سود کھلانے والے پر، گودنے والی عورت پر، گدوانے والی عورت پر اور تصویر اتارنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرام مال سے پلے ہونے گوشت کا انجام:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو گوشت حرام مال سے پلا ہو۔ ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

حرام سے پرورش پانے والے جسم کا انجام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں وہ جسم داخل نہ ہوگا جو حرام کے ساتھ پرورش کیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

مشتبہ چیزوں سے بچنا:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت کو پاک کرلیا جو شبہات میں پڑا حرام میں واقع ہوا جیسے چرواہا چراگاہ کے قریب چراتا ہے قریب ہے کہ اس میں سے جانور چریں خبردار ہر بادشاہ کی چراگاہ ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کی روند اس کی حرام (کی ہوئی) چیزیں ہیں جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس وقت وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔
(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

فائدہ:

پس معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں بظاہر میٹھی ہیں لیکن حقیقتاً میٹھی تب ہیں کہ حلال اور جائز طریقہ سے حاصل کی جائیں اور شرعی نقطہ نظر کے مطابق استعمال کی جائیں پھر یہ چیزیں ظاہر لحاظ سے بھی میٹھی ہیں اور باطنی لحاظ سے بھی میٹھی ہوتی ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس سے کم ہے۔ ان سب میٹھی چیزوں کی مٹھاس ذکر اللہ کی مٹھاس کے برابر نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام ان سب چیزوں سے منہ موڑ کر ذکر اللہ میں مشغول ہوگئے پھر ایسے ذکر اللہ میں مشغول ہوئے کہ غذا کی رغبت بھی ختم ہوگئی اتنی قلیل غذا پہ گزارہ کر لیتے کہ ایک عام آدمی سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، مثلاً بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹھ کی روٹی بنوائی ہوئی تھی جسے آج بھی پاکپتن شریف میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جب بھوک لگتی، زیادہ تنگی کا سبب بنتی تو وہی روٹی نفس کے سامنے پیش کردیتے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ

فریدا روٹی میری کاٹھ کی ، لاون میری بھکھ
جیہناں کھادی چوپڑی، گھنے سہن گے دکھ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خوراک

صوم دوام:

حضرت سلطان المشائخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ شیخ علی جو میرٹھ کے رہنے والے تھے اور ان کا مزار بھی وہیں ہے وہ ہاں پہنچے اس زمانے میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ صوم داؤدی رکھ رہے تھے افطار کے وقت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے مہمان تھے جب یہ دونوں بزرگ کھانا کھا رہے تھے تو شیخ علی کے دل میں خیال گزرا کہ اچھا ہوتا اگر آپ صوم دوام رکھتے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے کشف باطنی سے ان کے خطرے کو معلوم کر لیا اور فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جو خاصانِ خدا کے دل میں خیال گزرا میں اسے پورا کرتا ہوں۔ آپ کو صوم دہر کا خیال ان ہی بزرگ کی وجہ سے پیدا ہوا۔

(سیر الاولیاء ص ۱۵۵)

فائدہ: اولیاء اللہ کی شان ہے کوئی نہ سمجھ سکے تو اور بات ہے۔ ؎ یہ شان ہے خدمت گاروں کی آقا کا عالم کیا ہوگا۔

افطار کی کیفیت:

حضرت سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ فرید الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ کا اکثر افطار شربت سے ہوتا تھا ایک پیالہ شربت کا آپ کے لیے لایا جاتا اور کبھی کچھ منقہ اس میں ڈال دیئے جاتے۔ آپ اس میں سے نصف بلکہ دو تہائی حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور ایک تہائی جو کہ باقی رہ جاتا اسے خود نوش فرماتے اس میں سے بھی اگر کچھ باقی رہ جاتا تو آپ حاضرین میں سے جس کو چاہتے عطا فرماتے جس خوش نصیب کی قسمت میں یہ دولت ہوتی اسے مل جاتی۔ بعدۂ نماز سے پہلے دو روٹیاں گھی میں چرب کر کے لائی جاتیں۔ یہ دو روٹیاں ایک سیر سے کچھ کم ہوتی تھیں آپ ایک روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے اور دوسری روٹی آپ خود تناول فرماتے اور اس ایک روٹی میں بھی جس کو چاہتے عطا فرماتے۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ذکر و شغل میں مشغول ہو جاتے۔ ذکر و اوراد کی مشغولی ختم ہونے کے بعد آپ کے سامنے دستر خوان بچھایا جاتا۔ جس پر قسم قسم کے کھانے چُنے جاتے آپ سب کا سب تقسیم کر دیتے اور اس میں سے کچھ نہ کھاتے پھر دوسرے دن افطاری کے وقت اسی معمول کے مطابق کھاتے۔ (سیر الاولیاء ص ۱۵۶)

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خوراک:

حضرت خواجہ سلطان المشائخ نے ایک موقع پر جبکہ شیخ بدر الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر چل رہا تھا فرمایا کہ شیخ العالم فرید الحق والدین اجودھن میں مقیم ہو گئے تھے اور درویشانہ روٹی اور ان چیزوں پر جو وہاں کے جنگل میں اُگتی ہیں مثلاً پیلو اور اس جیسی دوسری چیزیں اُن پر قناعت فرماتے تھے۔ (سیر الاولیاء ص ۱۵۵)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا بیان:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس زمانے میں حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں درویشوں کو جس دن ٹینٹ اور گل کریر پیٹ بھر کر کھانے کو مل جاتے وہ روز عید ہوتا تھا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاقے:

کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں دو تین وقت کا فاقہ نہ ہوتا ہو اور ایسا نہ ہوتا ہو کہ ایک بیوی کے ہاں سے خادمہ آتی اور عرض کرتی کہ مخدوم! آج فلاں حرم کے ہاں فاقہ ہے پھر دوسری کے ہاں سے یہ اطلاع آتی کہ آج فلاں حرم کو دوسرا فاقہ ہے یا فلاں بچہ ہلاکت کے قریب ہے۔ (شان بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶)

ذکر اللہ کی مٹھاس زیادہ

عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی کے پاس اتنا مال ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کی فراہمی سے بے فکر ہو جائے تو سوائے حریص کے پھر وہ اطمینان کے ساتھ یاد حق میں مشغول ہو جاتا ہے لیکن حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ ہے کہ نہ ہوتے ہوئے بھی پوری دلجمعی اور کمال استغراق کے ساتھ یاد حق میں مشغول رہتے تھے اگر کچھ ہوتا تو مضطر اور نہ ہوتا تو مطمئن رہتے تھے کیونکہ فقیر اپنے فقر کی حفاظت اس طرح کرتے ہیں جس طرح مالدار اپنے مال کی۔ (شان حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اولیاء اللہ کے نزدیک ذکر اللہ کی مٹھاس دنیوی میٹھی چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے اولیاء اللہ خصوصاً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کیسی خوراک کھا کر ذکر اللہ کی مٹھاس کی وجہ سے ہی یہاں روکھی سوکھی کھا کر ذکر اللہ میں مشغول رہے۔ صوم داؤد اور صوم دہر وغیرہ رکھنے سے بھی یہ واضح ہوا کہ اللہ والے ذکر اللہ کی مٹھاس اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مدمقابل کسی چیز کی اہمیت نہیں مانتے۔

فضائل ذکر اللہ

1- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے ان پر سکینہ اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں بیان فرماتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل.....)

2- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد نہ کرنے والے زندے اور مردے کی مانند ہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بندے کے گمان سے بھی زیادہ قریب ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

4- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو تمہارے بہترین اعمال کے متعلق آگاہ نہ کروں جو بہت پاکیزہ ہیں تمہارے بادشاہ کے نزدیک اور درجوں کے ظاہر سے۔ بہت بلند ہیں سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہیں، جہاد سے بہتر ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ ضرور خبر دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کا ذکر ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، موطا امام مالک)

5- حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کون آدمی بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور اس کے عمل نیک ہوں۔ اس کے لیے خوشی ہو۔ پھر عرض کیا کہ اللہ کے رسول کونسا عمل بہتر ہے؟

فرمایا: جب تجھ کو موت آئے تو تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم بہشت کے باغ میں سے گزرو تو اس کے میوہ سے کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ بہشت کے باغ کیا ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔

7- حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کی کلام اس پر وبال ہے مگر اس کا نیکی کا حکم کرنا۔ برائی سے منع کرنا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

فائدہ: حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ هٰذا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے ذکر کرنے والوں کو بازاروں میں تلاش کرتے ہیں اگر ذکر کرنے والی قوم کو پالیں تو آپس میں پکارتے ہیں اپنے مطلب کو جلدی آؤ۔

آپ نے فرمایا: فرشتے ان کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے میرے بندے کیا کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: تسبیح کرتے ہیں اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور تیری بزرگی کے ساتھ تجھ کو یاد کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا حال کیا ہوتا؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر آپ کو دیکھ لیتے تو بہت بندگی کرتے اور تیری بزرگی بہت بیان کرتے اور تیری تسبیح بیان کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا مانگتے ہیں؟

فرشتے عرض کرتے ہیں: جنت کا سوال کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اللہ کی قسم نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا؟

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر دیکھ لیتے تو اس پر بہت حرص کرتے اور اس کو بہت طلب کرنے والے ہوتے اور اس میں بہت رغبت کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں دوزخ سے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں: خدا کی قسم! رب پروردگار! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

آپ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر اسے دیکھ لیتے تو اس سے ڈر کی وجہ سے بہت بھاگتے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو بخش دیا۔

آپ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص بھی ہے جو ذکر کرنے والا نہیں جو کسی کام کے لیے آیا تھا ان میں بیٹھ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ذکر کرنے والے ہیں کہ ان میں بیٹھنے والے بھی بد بخت نہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان میں فلاں بندہ ہے جو بڑا گنہگار ہے وہ جاتے جاتے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بھی بخش دیا۔ وہ قوم ہے کہ بد بخت نہیں ہوتا جو ان کے پاس بیٹھے۔

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل التقرب الیہ)

فائدہ: میلاد النبی، معراج النبی، عرس کی وہ محافل کہ جن میں ذکر اللہ ہوتا ہے۔ وفات شدگان کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ محافل مثلاً ختم شریف۔ ساتا۔ اکیسواں، چہلم۔ محافل نعت وغیرہ یہ سبھی ذکر اللہ کی محافل ہی ہوتی ہیں خالص ثواب کی نیت سے ان محافل میں شامل ہونے والے بھی انشاء اللہ تعالیٰ انعامات ربانی سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ فیضاب ہوتے رہیں گے کیونکہ یہ تمام محافل ذکر اللہ ہی کی محافل ہیں۔

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسی قوم نہیں جو ایک ایک مجلس

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کھڑے ہوں اور اللہ کا ذکر نہ کریں مگر وہ گدھے مردار کی مانند کھڑے ہیں اور ان پر افسوس ہوگا۔

(ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

10- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجلس (میں بیٹھنے والوں نے اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا تو یہ مجلس ان پر حسرت ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

امیر اہلسنت اپنی بہترین تصنیف لطیف فیضان سنت میں لکھتے ہیں کہ:

حدیث پاک میں آتا ہے: کسی درخت پر کلہاڑا اس وقت چلتا ہے جبکہ وہ ذکر اللہ سے غفلت اختیار کرے "جو جانور ذکر اللہ (عزوجل) سے غافل ہوتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے۔ (الملفوظ) (فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت)

حکایت:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا آپ نے قبول فرما کر اُسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدت اپنے پاس رکھ کر ایک دن آزاد کر دیا لوگوں نے پوچھا: حضرت آپ نے اسے آزاد کیوں کر دیا؟ تو فرمایا: مجھے اس پرندے نے بڑی منت سے کہا تھا کہ "اے جنید! افسوس تُو تو اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کا لطف اٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے یوں دور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے"۔

مجھے اُس پر رحم آیا اور چھوڑ دیا۔ اُڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یا جانور جب تک ذکر اللہ میں مصروف رہتا ہے آزاد رہتا ہے اور جہاں اس پر غفلت طاری ہوئی قید میں مبتلا ہو جاتا ہے اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ) میں یادِ الٰہی سے ایک ہی دن غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے پنجرے کی سخت قید بھگتنا پڑی۔ ہائے ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذکر اللہ سے غافل رہتے ہیں۔ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہوں گا یہ کہہ کر پرندہ اُڑ گیا۔

پھر وہ پرندہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور ان کے ہمراہ دسترخوان پر دانے وغیرہ بھی کھایا کرتا تھا جب حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اُس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا چونکہ اُس پرندے پر میں نے رحم کھایا تھا اللہ (عزوجل) نے بھی مجھ پر رحم کیا۔ (فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت بحوالہ نزہۃ المجالس)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر — خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

غافل مچھلیاں اور دانا بچی:

ایک بزرگ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی بچی بھی بیٹھی تھی۔ آپ جو بھی مچھلیاں پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور وہ لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ حضرت فارغ ہو کر اُٹھے تو لڑکی سے فرمایا: بیٹی! مچھلیاں کہاں ہیں۔ تو وہ بولی: ابا جان! میں نے تو ان سب کو پھر دریا میں ڈال دیا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت نے فرمایا: تم نے یہ کیا کیا؟ ساری محنت برباد کر دی۔

وہ بولی: آپ ہی نے تو بتایا تھا کہ جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہو جاتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے تو آپ جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ لیتی کہ یہ مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہے جبھی تو پکڑی گئی ہے اس لیے میں نے اس خیال سے کہ غافل مچھلیاں کھا کر اُن کی صحبت سے کہیں ہم بھی ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائیں۔ لہٰذا میں نے وہ ساری مچھلیاں پھر دریا میں ڈال دیں۔

(فیضان سنت باب ذکر کی فضیلت بحوالہ نزہۃ المجالس)

دلوں کا چین:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ

سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پ ۱۳ ع ۱۰)

فائدہ:

گویا یہ بے چینی اور بے اطمینانی ذکر اللہ سے غفلت کی وجہ سے ہے اللہ (عزوجل) کا ذکر دل کی غذا ہے اور دل اگر اپنی غذا نہ پائے تو بے چین نہ ہو تو کیا ہو معلوم ہوا کہ یہ پریشانیاں اور حیرانیاں محض اللہ (عزوجل) کے ذکر سے غفلت کے باعث ہیں۔

غافل انسان اپنے رب کو یاد کر
دل کی اُجڑی بستیاں آباد کر

(فیضان سنت ص ۸۳،۸۴)

فائدہ:

چونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دلوں کے لیے چین ہے اور دل پورے جسم کے بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہی دل جلوہ گاہ حق ہے۔ اس لیے اس کی پسند اور اس کی خوراک اور اس کی پریشانی کو دور کرنے کا سامان ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ ہی دل کے لیے لذیذ ترین غذا ہے۔ شکر کھنڈ، نوات، گڑ، ماکھیوں ماجھا دُدھ (بھینس کا دودھ) وغیرہ یہ سب کچھ دوسرے جسم کے لیے لذیذ غذائیں ہیں جبکہ ذکر اللہ دل کے لیے لذیذ غذا ہے اور دل جلوہ گاہ حق ہے۔ اس لیے تمام جسم کا سردار ہے۔ بادشاہ اور سردار کی پسند باقی سب کی پسند سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ سب چیزیں مٹھاس ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ سکنا تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا روٹی میری کاٹھ کی، لاون میری بھکھ
جیہناں کھادِی چوپڑی، گھنے سہن گے دُکھ

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ کاٹھ دی روٹی: لکڑی کی روٹی، مراد خشک اور سادہ روٹی۔ ★ لاون: سالن سبزی، ترکاری، سلونا۔
★ بھکھ: بھوک، مراد یہ ہے کہ بھوک بہترین سالن ہے اگر بھوک لگی ہو تو خشک اور سادہ روٹی بھی بڑی آسانی اور مزے سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھائی جا سکتی ہے۔ ★جیہناں: جنہوں نے۔ ★ کھادِی: کھائی۔ ★ چوپڑی: گھی لگی روٹی یا گھی میں تَل تَل کر پکائی ہوئی روٹی یا تازہ تازہ گرم گرم روٹی پہ گھی لگائی گئی روٹی پر اٹھا۔ ★ گھنے: زیادہ، گہرے۔ ★ سھن گے: سہیں گے، برداشت کریں گے، جھیلیں گے۔ ★ دُکھ: تکلیفیں، مصیبتیں۔

روٹی میری کاٹھ یعنی لکڑی کی اور بھوک میرا سالن ہے۔ مگر جو لوگ اس دنیا میں گھی سے چپڑی ہوئی روٹیاں کھا کر عیش وعشرت میں مشغول ہیں وہی زیادہ دکھ بھی سہیں گے۔

مطلب:

اے فرید! میری روٹی لکڑی کی ہے۔ روٹی کے ساتھ سالن کی ضرورت ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے میری بھوک ہی اس کا سالن ہے۔ جب مجھے بھوک تنگ کرتی ہے اسی لکڑی کی روٹی سے ہی اپنی بھوک مٹا لیتا ہوں۔ یاد رکھیے جن لوگوں نے گھی لگی روٹی کھائی یعنی جن لوگوں نے عیش وعشرت میں زندگی بسر کی۔ وہی آگے چل کر عذاب سے دوچار ہوں گے انہیں ہی زیادہ دکھ سہنے پڑیں گے۔ کیونکہ خالق کائنات نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے متعلق حساب لینا ہے۔ جن لوگوں کی زندگی عسرت میں گزری ہوگی ان کا حساب کتاب بھی آسان سا ہوگا اور جن لوگوں نے دنیا میں خوب عیش وعشرت کیے ہوں گے۔ دنیوی زندگی خوب اللوں تللوں میں گزاری ہوگی۔ انہیں حساب کتاب بھی ویسا ہی دینا پڑے گا۔

فائدہ:

گویا آپ نے اس شعر میں فرمایا ہے کہ جب مجھے بھوک ستاتی ہے تو میں اسی کاٹھ کی روٹی پہ دانت آزمائی کرتا ہوں۔ جب تکلیف ہوتی ہے میری بھوک خود بخود ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور میرا گزارہ ہو جاتا ہے۔ اس تکلیف کی وجہ سے توجہ بھوک سے ہٹ کر تکلیف کی طرف ہو جاتی ہے جس وجہ سے بھوک کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ میرا تو جیسے تیسے گزارا ہو جاتا ہے مگر جو گھی لگی روٹی کھا رہے ہیں عیش وعشرت میں زندگی بسر کر رہے ہیں انہیں عذاب ہی سہنے پڑیں گے کیونکہ جنہوں نے جتنی دولت کھانے پینے اور پہننے میں زیادہ استعمال کی اسی تناسب سے ان کا حساب کتاب بھی زیادہ ہوگا جیسا کہ دنیا میں جسے دولت زیادہ میسر آئی ہے اس کا آڈٹ بھی اسی حساب سے ہوتا ہے جس کو دولت کم دی جائے کہ فلاں فلاں کام میں لگانی ہے اس کا حساب کتاب بھی آسان ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

1- وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

حکمت:

رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے کسی کو کم رزق دے یا زیادہ۔ جسے جتنا چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے کسی کو کم رزق عطا فرماتا ہے کسی کو زیادہ رزق عطا فرماتا ہے یہ اس کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی خالی از حکمت نہیں ہوتا۔

2- وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۲)

اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ اللہ [illegible] زیادہ رزق عطا فرماتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

3- وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ (پ ۱۲ سورۃ ہود، آیت نمبر ٦)

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔ (کنزالایمان)

4- اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ: پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے وسیع رزق عطا فرمائے اور جس کے لیے چاہے رزق تنگ کرے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

کم رزق:

جسے کم رزق ملے اسے چاہیے کہ یہ سوچ کر صبر اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق دینا ہے وہی ملنا ہے بلاوجہ بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے کیا ہوگا کچھ بھی نہیں ہائے وائے کرنے سے کوئی رزق بڑھ تو نہیں جائے گا۔ صبر کرے تو پھر بھی وہی رزق ملنا ہے اور بے صبری کا مظاہرہ کرتا پھرے تو پھر بھی وہی رزق ملنا ہے۔ جب یہ صورت حال ہے تو پھر کیوں نہ حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے تھوڑے ہی رزق پر راضی ہو جائے۔

کم رزق پہ راضی ہونے کی فضیلت

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامیاب ہوا وہ شخص جو مسلمان ہوا اور اس کو بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے قانع بنا دیا اس کو اس چیز میں جو اس کو عطا کی گئی۔

حدیث:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ سَعَادَةَ بْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ بْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اِسْتَخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَی اللّٰهُ لَهٗ۔

(رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریبٌ) (مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

آدم کے بیٹے کی نیک بختی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کیا اس پر وہ راضی ہو اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے [illegible] اور آدم کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ نے اس کے لیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدر کیا اس پر خوش نہ ہو۔

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح اس کی اجل اسے ڈھونڈتی ہے۔

فائدہ:

درج بالا احادیث سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کی مدد کرتا ہے کہ جو کچھ ملے اسی پر قناعت اختیار کرے پھر دوسری حدیث مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص نیک بخت ہے جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر ہو اسی پر راضی ہو جائے مزید طلب نہ کرے انسان کو کیا ضرورت ہے جو رزق مالک وخالق نے کسی کے لیے لکھا ہے وہ اسے ہر حال میں ملنا ہے بلکہ رزق تو انسان کو خود ڈھونڈ لیتا ہے خواہ انسان ایک لمحہ پہلے مشرق کے کنارے پر اور دوسرے ہی لمحے مغرب کے کنارے پر پہنچ جائے جو کچھ اس کے مقدر میں رزق ہے وہ اسے ڈھونڈ لے گا جیسے موت انسان کو ڈھونڈ لیتی ہے۔

اصحاب طریقت کے نزدیک بددین وبددیانت:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شریعت اور طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے اور درحقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا پس اے درویش! اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ اے درویش فقر! فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے اور آج تو میں نے کھالیا ہے کل کیا کھاؤں گا ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔

(اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۲)

رزق کے لیے غمگین ہونا کبیرہ گناہ:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے کہ انسان رزق کے لیے غمگین ہو کہ آج تو کھالیا کل شاید ملے گا یا نہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۳)

حکایت:

ایک دفعہ ایک شخص نے روزگار سے تنگ آ کر شہر کو چھوڑنا چاہا۔ جب ایک بزرگ سے وداع ہونے گیا تو اس نے پوچھا: کہ تو کہاں اور کیوں جانا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا: یہ شہر چھوڑنا چاہتا ہوں شاید میرے روزگار میں بہتری ہو جائے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اُس شہر کے خدا کو میرا سلام کہنا۔

وہ حیران رہ گیا اور پوچھا کیا [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بزرگ نے فرمایا: اے نادان! جب تو اتنا جانتا ہے کہ خدا ہر جگہ ایک ہے تو کیا اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس شہر میں تیرا مقدر ایک ہی ہے۔ جا! فراخ دلی سے طاعتِ الٰہی میں مشغول ہو پھر دیکھ کہ تجھے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۵،۲۴)

رزق کی چار اقسام:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار قسم کا لکھا ہے۔

(۱) رزق مقسوم (۲) رزق مذموم (۳) رزق مملوک (۴) رزق موعود

رزق مقسوم:

وہ ہے جو قسمت کے اندر لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور بالضرور ملے گا۔

رزق مذموم:

وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اس پر صبر نہ کرے یعنی جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وعدہ فرمایا گیا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا تو پھر صبر نہ کر سکے۔

رزق مملوک:

وہ ہے جو نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی حاصل ہوتی ہے جس سے قوت حاصل ہوتی ہے لیکن اے درویش! اس راہ کے سالکوں نے کہا ہے کہ تجارت وہ شخص کرتا ہے جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا انکار نہ ہو۔ مگر درویش کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو نقدی یا اسباب اسے ملے سب راہِ خدا میں صرف کرے اور ذرہ بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

رزق موعود:

پھر فرمایا کہ اے درویش! موعود رزق وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے کیا ہے اور خود کلام مجید میں فرمایا ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مُخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بے مانگے ان کو رزق پہنچے گا اور جو ان کی ضروریات ہیں مہیا کی جائیں گی۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳ ص ۲۷،۲۷)

فائدہ: بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرد خدا وہی تھے جو ذرہ بھر بھی راہِ خدا سے باہر نہیں ہوتے اور رزق کی خاطر کبھی مشوش نہیں ہوئے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳ ص ۲۹)

فائدہ: اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کا بھی سبق دیا ہے کہ جو کچھ حلال طریقے سے میسر آجائے اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ حرام کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے مگر توکل اور قناعت کے متعلق انشاء اللہ آئندہ شعر میں کچھ وضاحت کی جائے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرباء جنت میں پہلے:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ میسر آجائے اسی پہ قناعت کرنی چاہیے زیادہ کی طلب میں وقت برباد نہیں کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

حدیث نمبر1:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا اکثر لوگ جو جنت میں داخل ہوئے غریب تھے اور دولت مند قیامت کے دن روک لیے جائیں گے (وہ مالدار جن کا حساب ہونا ہے) سوائے اس کے نہیں۔ کافروں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا اکثر اس میں داخل ہونے والی عورتیں ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

فائدہ:

مالدار لوگ دو قسم کے ہیں ایک جنتی دوسرے دوزخی۔ جو مالدار دوزخی ہیں۔ وہ تو دوزخ میں ٹھہرائے گئے جیسے قارون، فرعون، ابوجہل وغیرہ۔ جو جنتی ہیں وہ حساب کے لیے روکے ہوئے رہے فقراء مسلمان وہ جنت میں بھیج دیئے گئے۔ خیال رہے کہ مالدار جنتیوں سے مراد وہ مالدار ہیں جن کا حساب ہونا ہے جن کا حساب ہی نہیں لیا جانا وہ جنت میں فوراً بھیج دیئے گئے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۵۹)

حدیث نمبر2:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَا جِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَ غْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيفاً۔

فقراء مہاجرین قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف فضل الفقراء فصل اوّل)

حدیث نمبر 3:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَ غْنِيَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نصفِ يَوْمٍ

جنت میں فقیر لوگ امیروں سے پانچ سو سال یعنی آدھے دن پہلے جائیں گے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

فائدہ:

اس لیے غرباء کو چاہیے کہ جو کچھ میسر آئے اسی پر صبر کر کے اپنی زندگی کے لیل ونہار گزاریں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیوں میں [illegible] کے روز اس فضیلت سے سرفراز ہو سکیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حساب اعمال:

جن لوگوں کو زیادہ وسائل مہیا ہوئے انہیں قیامت کے دن زیادہ حساب دینا پڑے گا زیادہ وقت صرف ہوگا اور فقراء مسلمان کہ جن کے دنیا میں وسائل کم ہوئے انہیں کم وقت لگے گا۔

حساب اعمال کے متعلق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ:

عقیدہ: حساب حق ہے اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔(بہار شریف حصہ اول ص ۲۸)

تشریح:

حساب کا منکر کافر ہے کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیہ اُس سے پوچھا جائے گا۔تو نے یہ کیا کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے گا۔اب یہ اپنے دل سے سمجھے گا کہ اب گئے۔فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں اور کسی کے ساتھ سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی جس سے یوں سوال ہوا وہ ہلاک ہوا۔کسی سے فرمائے گا اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی، تجھے سردار نہ بنایا اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخر نہ کیا۔ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلائے گا۔

عرض کرے گا ہاں! تو نے سب کچھ دیا تھا پھر فرمائے گا تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے عرض کرے گا کہ نہیں۔ فرمائے گا تو جیسے تو نے ہمیں یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا کہ تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا نیک کاموں کا ذکر کیا جائے گا ارشاد ہوگا تو اچھا تو ٹھہر جا تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے یہ اپنے جی میں سوچے گا مجھ پر کون گواہی دے گا۔اُس وقت اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اُس وقت اس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا۔وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کر دے گا۔معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے اس کا شمار وہی جانے۔تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے وہ سب کھولے جائیں گے۔رب عزوجل فرمائے گا ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا عرض کرے گا نہیں اے رب! پھر فرمائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے عرض کرے گا نہیں اے رب! فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا اس وقت ایک پرچہ جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تلوا۔عرض کرے گا اے رب! پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک پلڑے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا بالجملہ اُس کی رحمت کی کوئی انتہائی نہیں جس پر رحم فرمائے گا تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۲۹،۲۸ جلد اوّل)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

سارے شعر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائے۔ گویا آپ فرماتے ہیں کہ،

اے فرید! میری روٹی کاٹھ کی ہے۔ مجھے جیسا بھی کھانا مل جاتا ہے وہی روکھا سوکھا کھانا کھالیتا ہوں۔ کم ہو تو پھر بھی گزارہ کر لیتا ہوں۔ جیسا بھی کھانا میسر آجاتا ہے۔ بہترین سمجھ کر کھالیتا ہوں۔ اس شعر میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس دور کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جس دور میں آپ نے کاٹھ کی روٹی باندھ رکھی تھی کہ جب بھوکھ زیادہ تنگ کرتی تو آپ اسی سے ہی گزارہ کر لیتے۔

روٹی کے ساتھ سالن وغیرہ کی طلب بھی آپ فضول سمجھتے تھے اسی لیے فرمایا کہ لاون میری بھکھ یعنی جب بھوک ہوتی ہے تو جیسا بھی کھانا میسر آجاتا ہے بہترین معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت محسوس ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے بڑے اہتمام سے گھی لگی روٹیاں یعنی پراٹھے کھائے۔ جب قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا۔ اعمال میزان عمل پہ تولے جائیں گے تو انہیں ہی زیادہ تکلیف ہوگی، انہیں ہی زیادہ دیر وہاں رکنا پڑے گا۔

ہمارے جیسے فقیر، قلاش کے پاس نہ اتنے وسائل ہیں نہ زیادہ دیر حساب کے لیے پریشان ہونا پڑے گا۔ اسی لیے تھوڑے پر ہی راضی رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

-----☆☆☆-----

رُکھی سُکھی کھاءِ کے ، ٹھنڈا پانی پی فریدا ویکھ پرائی چوپڑی ، نہ ترسائیں جی

حل لغات:

* رُکھی: روکھی، گھی اور سالن کے بغیر روٹی۔ * سُکھی: سوکھی، خشک اور سادہ روٹی کہ جس پر گھی وغیرہ بھی نہ لگایا گیا ہو۔ * کھائے کے: کھا کر۔ * پانی پی: روکھی سوکھی روٹی کھا کر اوپر سے پانی پی لے۔ * ویکھ: دیکھ۔ * پرائی: بیگانی، کسی کی، کسی اور کی، کسی دوسرے کی۔ * چوپڑی: گھی لگی روٹی۔ * نہ ترسائیں: نہ ترسانا۔ * جی: من، دل، طبیعت۔

روکھی سوکھی جیسی بھی روٹی مل جائے اسے کھالے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی کر گزارہ کر لیا کر۔ دوسرے لوگوں کی گھی لگی روٹیاں دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہ ترسانا۔

مطلب:

اے فرید! رُوکھی سوکھی جیسی بھی روٹی میسر آجائے وہی کھالیا کر۔ اور پھر ٹھنڈا اور سادہ پانی ہی پی کر گزارہ کر لیا کر۔ اپنی رُوکھی سوکھی روٹی چھوڑ کر اوروں کی گھی لگی روٹی کو دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہیں ترسانا چاہیے۔ کیونکہ اپنی روکھی سوکھی روٹی کی بجائے اگر تو دوسرے لوگوں کی گھی لگی روٹی دیکھتا رہے گا تو تیرے جی میں بھی یہ خواہش بیدار ہوگی کہ ان جیسی روٹی میں بھی کھاؤں۔ اور یہ ہزارہا پریشانیوں کا سبب ہے۔ لالچ ہر حال میں مصائب و آلام کا سبب ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بتایا ہے کہ جو شخص اسے اپنا لے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہزاروں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دکھوں سے خود بخود ہی نجات حاصل کرلے گا اور جو اس کے برعکس کرے گا تو پھر وہ چاہے گا کہ مجھے بھی ویسی ہی عیش وعشرت کے سامان میسر آئیں۔ اگر کوشش کے باوجود ویسے حالات پیدا نہ کرسکا تو ممکن ہے وہ غلط راہوں کا راہی ہو کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد کرلے کیونکہ ایسا شخص جائز اور ناجائز ذرائع اپنا کر وہ سب کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سلسلے میں خواہ اسے جو کچھ بھی کرنا پڑے۔

فائدہ:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرمارہے ہیں کہ ارے انسان اس دنیا میں جیسے تیسے وقت کٹے۔ زندگی گزار کر بالآخر چلے جانا ہے۔ یہاں بیٹھ نہیں رہنا۔ اس لیے رزق حلال جیسا بھی میسر آجائے اسی پہ گزارہ کرلیجئے۔ جیسی روکھی سوکھی روٹی مل جائے اسی پہ ہی قناعت کرلیجئے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لیجئے حرام کی کمائی سے بچ۔ کیونکہ حرام مال سے پرورش پانے والا جسم جہنم میں جائے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه وعَلَيْهِ وَسَلَّم لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ بَنَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ بَنَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو گوشت حرام مال سے پلا ہو ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع)

فائدہ:

جبکہ حلال رزق کمانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰه۔

ترجمہ: رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا دوست ہے۔

شکم کی حفاظت ضروری:

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اب طالب عبادت! تجھ پر اپنے شکم کی حفاظت بھی لازم وضروری ہے پیٹ کی اصلاح اور حفاظت ایک نہایت امر مشکل ہے لہٰذا اس کی اصلاح وحفاظت کے لیے زیادہ محنت ومشقت کی ضرورت ہے اس کے بگاڑ کا اثر بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ تمام جسمانی قوتوں کا منبع اور معدن ہے۔ اسی شکم سے ہی جسم میں کمزوری یا قوت، عفت یا سرکشی وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لیے اگر تم صحیح اور بامقصد عبادت کا عزم وارادہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو تو تم پر حرام غذا، شبہ کے کھانے اور فضول حلال سے اپنے پیٹ کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوّل دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ○

جولوگ یتیموں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں ایسے لوگ بیشک اپنے شکموں میں آگ جھونک رہے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ (نارِ دوزخ) میں داخل ہوں گے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۶)

طعام زیادہ کھانے کے نقصانات

حلال طعام زیادہ کھانا قساوت قلبی کا سبب:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حلال طعام زیادہ کھانے سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نور زائل ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

لاتمیتوا القلب بکثرة الطعام والشراب فان القلب یموت کالزرع اذا کثر علیه المآء

حاجت اور ضرورت سے زیادہ کھانے پینے سے گریز کرو کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح ضرورت سے زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۸)

فائدہ:

بعض صالحین نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ معدہ دل کے نیچے ایک ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرح ہے تو معدہ سے بخارات دل کو چڑھتے ہیں اور ان کی وجہ سے دل میلا اور خراب ہو جاتا ہے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۹)

2- زیادہ کھانا کھانے سے اعضاء میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ فساد برپا ہوتا ہے اور بیہودہ کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے تو اس کے جسم میں تکبر اور آنکھوں میں بدنظری کی خواہش پیدا ہوتی ہے کان بری باتیں سننے کے مشتاق ہوتے ہیں زبان بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوتی ہے شرمگاہ شہوت رانی کا تقاضا کرتی ہے اور پاؤں ناجائز مقامات کی طرف حرکت کرنے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں اور اس کے برعکس اگر انسان پیٹ غذا سے پُر نہ کرے بلکہ بھوک باقی رہنے دے تو عام اعضاء سکون و آرام کریں گے نہ تو کسی برائی کا لالچ کریں گے اور نہ برائی دیکھ کر مسرور اور خوش ہوں گے۔ (منہاج العابدین ص ۱۳۹)

3- ضرورت سے زیادہ کھانے سے علم و فہم میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ شکم پری دانائی اور زیرکی کو ختم کر دیتی ہے۔ حضرت دارانی رحمتہ اللہ علیہ نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اگر دنیا اور آخرت کی حاجت و ضرورت پورا کرنے کی خواہش مند تو خالی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیٹ اسے پورا کرنے کی کوشش کر پیٹ بھر کھا لینے کے بعد عقل اور فہم میں فتور برپا ہو جائے گا۔

4- پیٹ بھر کر کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ انسان جب خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا بدن بوجھل ہو جاتا ہے آنکھوں میں نیند بھر جاتی ہے اور اعضاء ست پڑ جاتے ہیں کوشش کے باوجود کوئی کام نہیں کر سکتا ہر وقت زمین پر مردار کی طرح پڑا رہتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ۔

اذا کنت بطینا فعد نفسک زمینا

جب تو پیٹو بن جائے تو پھر اپنے آپ کو پابہ زنجیر سمجھ۔

5- پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے عبادت کی حلاوت مفقود ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تا کہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی سیر ہو کر نہیں پیا رب تعالیٰ کی ملاقات کے شوق سے۔

6- خوب پیٹ بھر کر کھانے میں حرام یا شبہے کے طعام میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ حلال اتنا وافر نہیں ملتا بلکہ معمولی گزارے کے موافق ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

ان الحلال لا یاتیک الاّ قوتا والحرام یاتیک جزا فاجزا فا

بے شک حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گزارے کے موافق اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا۔

7- فضول مال کو جمع کرنے پھر اسے تیار کرنے اور پھر کھانے میں دل اور بدن مشغول رہتا ہے پھر اس سے فارغ ہونے اور خلاصی پانے میں مصروف رہتا ہے اور پھر اس سے پیدا ہونے والی خرابیوں سے سلامتی کی کوشش کرتا ہے کیونکہ زیادہ کھانے سے بدن میں خرابی پیدا ہوتی ہے بلکہ دینی لحاظ سے تو اس سے ہزاروں خرابیاں اور آفات پیدا ہوتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اصل کل داءٍ البردہ واصل کل دواءٍ الازمۃ

ہر بیماری کی اصل بدہضمی ہے اور ہر علاج کی اصل بھوک اور کم خوراک ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! مجھے بیت الخلاء کی طرف زیادہ آنا جانا پڑتا ہے یہاں تک کہ زیادہ کھانے سے مجھے اپنے رب سے شرم آئی۔ کاش اللہ تعالیٰ میری روزی روزی کنکریوں میں کر دیتا کہ میں انہیں چوس لیا کرتا یہاں تک کہ مجھے موت آجاتی۔

8- آخرت میں حساب و کتاب کی ہولناکیوں اور سکرات موت کی شدت کا باعث بھی پیٹ بھر کر کھانا ہے روایات میں آیا ہے **ان شدۃ سکرات الموت علیٰ قدر لذات الدنیا فمن اکثر من ھذہ اکثر لہ من تلک** یعنی۔ بے شک سکرات موت کی شدت موت کی شدت دنیا کی لذتوں کے مطابق ہے تو جس نے زیادہ لذتیں اُٹھائیں اسے نزع کی تکلیف بھی زیادہ ہوگی۔

اس سے آخرت کے ثواب [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

10- ضرورت سے زیادہ غذا استعمال کر کے جو ترک ادب کا ارتکاب ہوتا ہے اس پر روز حشر موقف میں روکا جائے گا پوری طرح حساب لیا جائے گا اور ضرورت سے زائد غذا استعمال کرنے پر شرم و عار دلائی جائے گی اور ملامت کی جائے گی اور شہوات کی طلب پر کوسا جائے گا دنیا کی حلال چیزوں کے استعمال کا حساب اور اتباع شہوات پر زجر و توبیخ کی جائے گی اور حرام پر عذاب اور اس کی زینت اختیار کرنے پر ہلاکت و بربادی پیش آئے گی۔

فائدہ:

درج بالا دس نمبر ز پر مبنی زیادہ کھانا کھانے کے نقصانات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف منہاج العابدین سے عرض کیے ہیں۔

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی ہے کہ روکھی سوکھی غذا کھانا ہزاروں فوائد پر مبنی ہے اور بیگانی گھی لگی روٹی اور مرغن غذاؤں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا بلکہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہزارہا نقصانات کا سبب ہے اس لیے ان سے بچ بس روکھی سوکھی جیسی ہی مل جائے اسے کھا کر ہی گزارہ کر لے اور اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لے اگر نہ بھی سیر ہوا تو پانی کسر پوری کر دے گا۔ تجھے مزید کھانے کی طلب نہیں رہے گی۔

-----☆☆☆-----

اج نہ سُتی کنت سیُوں ، انگ مڑیں مُڑ جائیں جائے پُچھو ڈوہاگنی ، تم کیوَیں دِہائیں

حل لغات:

* اَج: آج۔ * سُتی: سوئی۔ * نہ سُتی: نہ سوئی۔ * کنت: شوہر، خاوند، مالک۔ * سیُوں: ساتھ، پاس۔ * انگ: جوڑ، عضو، جسم کے اعضا۔ * مڑیں مڑ جائیں: ٹیڑھے ہوتے جاتے ہیں، دکھتے ہیں، درد کرتے ہیں، تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔۔ * جائے پُچھو: جا کر پوچھو، جا کر پوچھ لو۔ * ڈوہاگنی: بدنصیب عورت، طلاق یافتہ عورت، خاوند کی ٹھکرائی ہوئی عورت۔ * کیو: کیسے، کس طرح۔ * رَین: رات،۔ * دِہائیں: گزاریں، گزارنا۔

میں آج ہی اپنے محبوب کے ساتھ نہیں سوئی تو میرا برا حال ہو گیا ہے۔ میرا سارا بدن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ میرے اعضاء مڑے جا رہے ہیں۔ اُن بے نصیب عورتوں کا حال کوئی جا کے جن کے [illegible] لٹ چکے ہیں کہ وہ تنہائی کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راتیں کیسے گزارتی ہیں۔یعنی ان کا حال کیسا ہوتا ہے۔مراد محبوب حقیقی ہے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تمثیلاً بیان فرماتے ہیں کہ میں آج اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئی تو میرا نہایت برا حال ہو گیا ہے۔سب کچھ وہی ہے مگر محبوب سے جدائی ہے۔صرف اسی بنا پر کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا۔میرے جسمانی اعضاء ٹوٹ پھوٹ رہے ہیں بلکہ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اعضاء ٹوٹ ٹوٹ کر دوہرے ہو رہے ہیں۔پھر کوئی بدنصیب سہاگ لٹی شوہر کی ٹھکرائی ہوئی طلاق یافتہ یا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس سے جا کر دریافت کرے کہ وہ شوہر کے بغیر زندگی کیسے گزارتی ہے۔دن تو جیسے تیسے دنیا کی بھول بھلیوں میں گذر جاتا ہے تنہائی کی سیاہ راتیں محبوب کے بغیر کیسے گزارتی ہے۔

تمثیل:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تمثیل کے ذریعے سمجھایا ہے کہ اگر تو یہ زندگی غفلت کا شکار ہو کر گزار گیا، آج اگر تو نے اپنے محبوب کی معرفت اور قرب حاصل نہ کیا تو پھر جدائی کے لمحات تیرے لیے ہر لمحہ ایک سے بڑھ کر ایک عذاب ثابت ہوگا ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

جے توں اج ایس زندگی وچ اپنے رب نال وصل نہ کیتا، اوہدی معرفت حاصل نہ کیتی یا اوہدی جان پچھان توں ناواقف ریہوں تے اوہدے ولّوں تیرا نا بروجود سُکے ڈھینگر وانگ سُک سڑ جائے گا، جیہڑا فیر سوا بالن دے کسے کم نہیں آؤناں میری ایہ دسی گل بے شک کسے رب دی یاد والے کولوں یا کسے حق دے واصل کولوں جا کے پوچھ لے اوہ تینوں دسے گا اوہدی رات کویں بیت دی اے، اوہ اپنے مالک دی یاد ولوں ساری ساری رات کدی غافل نہیں ھُندا، اوھنوں ایہو خطرہ ریہندا اے کہ اپنے مالک ولّوں منہ موڑ کے متے میں اوہدے ولّوں ردیا نہ جاں تے سدا سدا لئی اوہدے توں دور ہو کے، اپنے آپ نوں بلدے دوزخ دا بالن نہ بنالاں

(بول فریدی ص ۸۵)

فائدہ:

گویا اس شعر میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ حق تعالیٰ کی معرفت کے حصول کی تاکید فرما رہے ہیں کہ ارے انسان! جہان میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ سے غفلت اختیار نہ کر بلکہ حق تعالیٰ سے وصل حاصل کرنے کی کوشش کر اسی میں تیرا فائدہ ہے اگر آج اس دنیا میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ سے وصل حاصل کر لے گا تو پھر بعد از مرگ بھی تجھے حق تعالیٰ کا قرب اور وصل حاصل رہے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور انعامات تجھے حاصل ہوں گے اور اگر آج اس دنیا میں رہتے ہوئے تو نے غفلت میں زندگی گزار دی تو قبر و حشر میں بھی غافل رہے گا جو تیرے لیے ایک عذاب سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدنیا مزرعة الا خرة

دنیا آخرتی کی کھیتی ہے۔

فائدہ:

جو کچھ اس دنیا میں بوئے گا حیات بعد الممات میں اس کا پھل تجھے حاصل ہوگا اگر نیک اعمال اختیار کرے گا تو تجھے اسی کا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلہ ملے گا اور اگر بدی کے کاموں میں زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر دیئے تو ان کے بدلہ سے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہوگا کہ تجھے حق تعالیٰ سے دوری حاصل ہوگی۔ حق تعالیٰ کا قرب تو حاصل نہیں کر سکے گا۔

انسان حق تعالیٰ کے لیے:

اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنے لیے بنایا۔ کائنات میں ظاہراً موجود ہر شے انسان کی خدمت کے لیے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا۔ حیات مستعار کے یہ لمحات اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے عطا فرمائے کہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر، حق تعالیٰ کا قرب حاصل کر، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ اگر اپنی حیات مستعار کا مقصد بھول بیٹھا تو کتنا بڑا نقصان ہوگا آج تو اس حقیقت سے آشنا نہیں جب اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگی تو تب آنکھیں کھلیں گی۔ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لیعبدون۔

اور جنوں اور انسانوں کو نہیں بنایا مگر محض اپنی عبادت کے لیے۔

اس لیے ہم پہ بھی لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں۔ اپنی زندگی کے مقصد تک پہنچنے کی سعی کریں۔ مگر یہ کب ہوگا؟ جب ہم اپنی ہستی کو سمجھیں گے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں اس دنیا جہاں میں بھی کچھ نہیں محض حق تعالیٰ ہے۔ ہر طرف اسی کے جلوے ہیں۔ اس ذات کے جلووں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس ذات کے سامنے کسی کی کوئی حقیقت نہیں، وہ ہر جگہ ہے ظاہر بھی باطن بھی ہے وہ اللہ علی کل شیءٍ قدیر بھی ہے۔

ملفوظ سید محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام الاولیاء حضرت سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے عزیزو! جب تک تم اپنی ہستی کے پندار سے خلاصی نہ پاؤ گے تمہاری آنکھ کا بھینگا پن دور نہ ہوگا۔ اپنی خودی کو مٹا دو تا کہ اس ہستی نواز کی ہستی کے سوا تمہیں غیر کی ہستی نظر نہ آوے۔ اور تم اسے ہر جا ہر وقت اور ہر شے میں جلوہ افروز دیکھ سکو۔

کسی صاحب نے سوال کیا: ''قبلہ وکعبہ! اپنی خودی کو کس طرح مٹایا جائے؟

فرمایا: مبتدی کے لیے لازم ہے کہ ہر شے کی محبت سے دستبردار ہو کر اپنے شیخ کی محبت کو دل میں جگہ دے شیخ کے مقام کو پہچانے۔ آداب کو ملحوظ رکھے اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں دل وجان سے ہمیشہ مستعد رہے بلکہ اس کے سامنے اس طرح رہے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے جب محبت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو سوائے محبوب کے دل ہر شے سے خالی ہو جاتا ہے محبت خود راہنما ہوتی ہے اور اگر صداقت پر مبنی ہو تو مقصود اور مطلوب سے ملا دیتی ہے۔

راہرواں راخستگی راہ نیست
عشق ہم راہ است ہم خود منزل است

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکایت:

چنانچہ حکایت ہے کہ ایک بھنگی ایک بادشاہ کے محلات میں صفائی پر مامور تھا اتفاق سے ایک دن اس کی نظر برسرِ بام جا پڑی جہاں شہزادی کھڑی تھی۔ دیکھتے ہی ہوش وحواس رخصت ہو گئے عشق کا تیر کاری لگا سب کاروبار اور کھانا پینا چھوٹ گیا دن بہ دن صحت گرنے لگی بیوی نے علاج معالجہ کی طرف رجوع کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک دن بیوی سے کہنے لگا۔

اے نیک بخت! اب میری زندگی کی کوئی امید نہیں رہی کیونکہ میرا درد لا علاج ہے اور رو رو کر تمام قصہ بیان کیا۔ بیوی کا دل بھر آیا۔ شاہی محلات میں جا کر شہزادی سے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ کہنے لگی تو ابھی گھر جا اور میری طرف سے اسے پیغام دے کہ وہ فلاں مقام پر بیٹھ کر میرا انتظار کرے۔ میں کسی روز موقع پا کر اسے ملنے آؤں گی۔ بھنگی یہ پیغام سن کر محبوب کے انتظار میں اس مقام پر جا بیٹھا۔ دل میں محبوب کا درد، لب پر ذکر اور آنکھوں میں انتظار لیے ہوئے اسے ایک زمانہ گزر گیا۔ لوگوں میں اس کی فقیری کا چرچا ہونے لگا اور آنے جانے والوں کا تانتا بندھ گیا لیکن وہ کسی طرف التفات نہ کرتا۔ رفتہ رفتہ شاہی دربار میں چرچا ہوا بادشاہ ملاقات کے لیے آیا اور فقیر کی بے تعلقی دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ محلات میں پہنچ کر ذکر کیا تو شہزادی کو بھی اپنا وعدہ یاد آ گیا۔ بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے عاشق کی ملاقات کے لیے وہاں پہنچی مگر فقیر نے کوئی توجہ نہ کی بالآخر کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اِدھر دیکھ میں وہی ہوں جس کے لیے تو نے یہ روپ بھرا ہے۔ فقیر نے کہا اے شہزادی! میں بھی تو وہی ہوں مگر اب غیر سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اے شہزادی! جس حسن کا پرتو میں نے تجھ میں دیکھا تھا وہ حسن اپنے تمام حجابوں سے نکل کر اب مجھے ہر شے میں نظر آ رہا ہے۔ جب میں محبت کی آگ میں جل کر اپنی ہستی سے گزر گیا تو اس حسن مطلق نے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی پھر جب میں نے اپنے اندر جھانکا تو وہی حسن رگ رگ میں نظر آیا اور اُس نے مجھے ''من وتو'' سے الگ کر دیا ہے۔ جب میں اپنی جان سے مر گیا تو جان جاناں سے زندہ ہو گیا''۔

فرمایا: اگر کوئی طالب مولا اس طرح اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کرے اور مطلوب حقیقی کے انتظار میں اس طرح بیٹھ جائے تو منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ اپنی ہستی کے پندار کا نام خودی ہے جس نے اپنی ہستی کے پندار اور وہم سے چھٹکارا پا لیا اور وہ فنا کے مقام سے گزر کر ملک بقا میں داخل ہو گیا ارشاد نبوی ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پا لیا۔

اے عزیز! سن لے کہ تیرا جسم ہے اور تیری جان ہے۔ اگر تو نے اپنے آپ کو ایک جسم سمجھ رکھا ہے تو یہ بھول ہے تیری جان تیرے جسم سے نہیں بلکہ تیرا جسم تیری جان سے ہے اور تیری جان پرتوِ جان جاناں ہے جو فنا سے نا آشنا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

(۱) آں چناں کہ پرتوِ جاں برتن است — پرتوِ جاناناں بر جانِ من است

(۲) جاں ہمہ نوراست وتن رنگست و بو — رنگ و بو بگذارو دیگر آں مگو

(۳) رنگ دیگر شد ولیکں جاں پاک — فارغ از رنگ ست و ازار کان خاک

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

(۱) جس طرح تن پر جان کا پرتو ہے اسی طرح میری جان پر پرتوِ جانانہ ہے۔

(۲) جان نور اور تن رنگ و بو ہے تو رنگ و بو سے گذر جا۔

(۳) رنگ بدل جانے والی چیز ہے مگر جان پاک، رنگ، بو اور خاکی عناصر سے پاک ہے۔

جنہیں چشم حق بیں حاصل ہو جاتی ہے وہ ذرہ ذرہ میں حق ہی کو دیکھتے ہیں، ہر شے میں اور ہر صورت میں اُسی کے رنگ کو پاتے ہیں۔ یہاں حلول واتحاد اور جفت وزوج کو راہ نہیں کہ وہ دوئی کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ مگر دوئی ہے کہاں؟

مقام توحید میں فصل اور وصل کا کوئی معاملہ ہی نہیں۔ فصل یا وصل اس سے ہو جو غیر ہو۔ جب اس کے سوا کوئی موجود حقیقی ہے ہی نہیں تو پھر وہ کس سے الگ ہو اور کس کے ساتھ ملے وہ نہ کہیں سے آیا اور نہ کہیں گیا پھر غور کرو کہ جب ہر مقام اور ہر خانہ اور ہر شے اُسی سے معمور اور ہر جا اسی کا ظہور ہے تو پھر وہ آئے تو کہاں سے آئے اور جائے تو کہاں جائے وہ دور جاننے والوں سے بھی دور نہیں کہ قرب اور بعد اپنی اپنی سمجھ اور استعداد کا معاملہ ہے۔

؎ پاس کہوں تو پاس ہے اور دُور کہوں تو دور ہے
جان جان جہان میں سب میں ہے بھرپُور

وصال اس کے سوا کچھ نہیں کہ دوری اور ہجر کے وہم سے نجات حاصل کر لی جائے۔

؎ گدایاں را ازیں معنی خبر نیست
کہ سلطانِ جہاں با ماست امروز

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

(۱) اگر ہزاراں اندیک کس بیش نیست جز خیالات عدد اندیش نیست

اگرچہ نظر ظاہر بیں میں ہزاروں کثرتیں دکھائی دیتی ہیں مگر حقیقت میں ذات واحد کے سوا کچھ بھی نہیں ہے یہ کثرت صرف اُن خیالات کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے جو گنتی اور عددوں کے شمار پر انحصار کرتے ہیں۔

(۲) بحرِ واحدنی ست جفت و زوج نیست گوہر و ماہیش غیرِ موج نیست

بحرِ وحدت میں جفت وزوج نہیں ہے سمندر میں مچھلی اور موتی نے سمندر سے ہی زندگی پائی ہے۔

(۳) نیست اندر بحر شرک ہیچ ہیچ لیک بااحول چہ گویم ہیچ ہیچ

سمندر میں شرک کا نام بھی نہیں لیکن آنکھ کے بھینگا پن سے مختلف چیزیں نظر آتی ہیں۔

(۴) اصل بیند دیدہ چوں اکمل بود دو ہمی بیند چوں احوال بود

جس کی بینائی کامل اور درست ہے اس کی نظر اصل پر پڑتی ہے دو تو وہی دیکھتا ہے جس کی آنکھ میں بھینگا پن ہے۔

(۵) ایں دوئی اوصاف دید احول است وحدت اوّل صفت آخر اوّل است

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ دوئی بھینگے پن کی خرابی کی وجہ سے ہے ورنہ جو اوّل ہے وہی آخر ہے اور جو آخر ہے وہی اوّل ہے۔
(قلبِ سلیم مجلس ۲۰)

حکایت:

سمندر میں ایک صاحب فہم مچھلی سے کسی دوسری مچھلی نے دریافت کیا لوگ کہتے ہیں کہ سمندر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مجھے بتلاؤ تو سمندر کیسا ہے؟ مچھلی نے جواب دیا۔ اے نادان! اگر تجھے یہ بتلا دے کہ سمندر کے سوا کوئی اور چیز بھی ہے تو میں تمہیں سمندر کی حقیقت بتلا دوں گی۔ اے نادان! افسوس کہ تو نے سمندر ہی سے زندگی پائی اور سمندر ہی میں زندگی کی بہاریں گزاریں پھر سمندر ہی سے بے خبر ہے۔ (قلب سلیم مجلس ۲۰)

سلطان العارفین کا فرمان:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جاننا چاہیے کہ دنیا کی زندگی کی مثال سجین کے مقام سے ہے اور معرفت خداوندی کی مثال علیین کے مقام سے ہے پس اے طالب! جب اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے اور غلبات سکر اور معرفت خداوندی کے بموجب ہر دم موت اس کی متلاشی ہوتی ہے تو دنیا کی زندگی میں مقام سجین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے اور معرفت خداوندی اس کا مقام علیین کا مزہ دیتی ہے پس اے طالب! جب کسی کو بعد از موت مقام علیین اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحبت اولیائے کرام میسر ہوتی ہے تو اسے دنیا کی حیاتی اچھی نہیں لگتی اور عالم ناسوت کی طرف اس کی روح توجہ نہیں کرتی چونکہ دنیا کی حیاتی جب اس کی نگاہ میں سجین سے زیادہ سخت ہے تو علیین کی حیاتی تو اس کو بدرجہ اولیٰ اچھی اور بہتر ہوگی اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ بعض عشاق کو دیدار کے سوا کوئی مقام اچھا نہیں لگتا وہ خواہ علیین ہو یا سجین ہو۔ (محک الفقر، کلاں ص ۱۸۶)

فائدہ:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

باکسے گردد محبت حق مدام
موت آنجائے نیاید والسّلام

جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہمیشگی و دوام حاصل ہو گیا اُس کو موت نہیں آتی وہ سلامتی والا ہے۔ موت ان کی وصل ہے اور وصل اُن کا اللہ کے نام سے واصل ہے صاحب معرفت کو ہمیشہ معرفت مولیٰ کی معراج ہے۔ (محک الفقراء کلاں ص ۲۲۵)

فائدہ:

محبوب کے قرب کا تو یہ عالم ہے اور جو محبوب سے مجوب اور دور ہیں ان کا کتنا برا حال ہوتا ہوگا، دوری والے ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوتا ہے یہ تو وہی جانتے ہیں جو اس دوری کی قید میں قیدی ہیں تڑپ تڑپ کر ان کا برا حال ہوتا ہے۔ یہ حقیقت کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس عورت سے پوچھئے جو اپنے محبوب سے دور کر دی گئی ہو یا جسے محبوب نے ٹھکرا دیا ہو۔ اس لیے ان تمام امور کو ترک کر دینا ضروری ہے جو محبوب حقیقی سے دوری کے اسباب ہیں۔ اسی مثال کے ذریعے ہی بابا فرید الدین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت سمجھائی ہے۔

-----☆☆☆-----

سَوہُرے ڈھوئی نہ لَھی پیئے ناہیں تھاں پر واتڑی نہ پُچھے ، دھن سوہاگن ناں

حل لغات:

* سوہرے: سسرال والے۔ * ڈھوئی: آمد: سہارا، پناہ، آسرا، تھاں، جگہ۔ * لَھی: لینا، اترنا، ٹھکانہ۔ * پیئے: میکے، پیکے، ماں باپ کا گھر۔ * ناھیں: نہیں۔ * تھاں: جگہ، ٹھکانہ۔ * پر: پیا، محبوب، پیارا، شوہر۔ * واتڑی: (وات یعنی بات) منہ، منہ کی بات، حال احوال، خیر خیریت، پوچھنا۔ * پچھے: پوچھے۔ * دھن: دولت، مال، جائیداد، قسمت، منطقۃ البروج کا نواں برج۔ بڑا، بڑی، واہ۔ * سوہاگن: شوہر والی، آباد عورت، شادی شدہ، ووھٹی، خاوند والی عورت یعنی جس عورت کا شوہر زندہ ہو۔ * ناں: نہیں، نام کی، برائے نام۔

مطلب:

اے سسرال میں کوئی سہارا اور پناہ نہیں ملتی اور نہ ہی اس کے لیے میکے میں کوئی جگہ ہے۔ اس کا خاوند بھی اس کی وات یعنی بات تک نہیں پوچھتا۔ اس عورت نے پھر بھی اپنا نام سہاگن رکھا ہوا ہے۔ ایسی بدنصیب سہاگن کا کیا کہنا جو ہر طرف سے بدنصیبی کے جنگل میں بھٹکتی پھرتی ہے۔

فائدہ:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر بیان فرماتے ہیں کہ سسرال سے مراد یہاں آخرت اور عقبیٰ ہے اور میکے سے بابا فرید کا مقصود یہ دنیائے فانی ہے، سہاگن عورت سے مراد یہاں پر بیچاری روح ہے جس روح کے لیے دنیا فانی تو موت نے چھین لی، آخرت میں ویسے جگہ نہیں پیا سے مراد مالک وخالق ہے جو سدا بے نیاز ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۱۰)

فائدہ:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔
کہ بیچاری روح کیا کرے کہ اسے میکے یعنی دنیا میں بھی کسی طور پر سکون میسر نہیں ہے کبھی دکھ کبھی سکھ، کبھی تنگیاں، کبھی آسانیاں، کبھی مصائب وآلام کے بادل گھر کرتے نظر آتے ہیں، کبھی اپنے بھی بیگانے بنتے نظر آتے ہیں مختصر یہ کہ اس روح کو دنیا میں سکون نہیں کیونکہ روح کی غذا جسمانی غذا سے جدا ہے۔ دنیا میں شیطان اور شیطانیت کا عروج نظر آرہا ہے جبکہ روح کی حقیقت کیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔

تو پھر روح کے لیے [illegible] لیے دنیا میں بھی اسے سکون وقرار نہیں۔ دنیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں بھی روح کے لیے سکون کی جگہ کم ہے اگر کہیں سکون ہے بھی تو پھر وہاں تک پہنچنے کے لیے اس کے راستے میں راہ ماروں کی بھی بھر مار ہے اس لیے روح بیچاری کو میکے یعنی دنیا میں بھی سکون نہیں۔ پھر دنیا دار العمل ہے یہاں شب و روز دنیوی علائق سے بھی نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ بلکہ اللہ والوں کے لیے تو یہی دنیا کی زندگی ایک عذاب سے کسی طرح بھی کم نہیں اسی لیے مومن کے لیے دنیا قید خانہ ہے۔

حدیث نمبر 1:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ:

مومن دنیا میں جتنا بھی آرام میں ہو مگر اس کے لیے آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا جیل خانہ ہے جس میں وہ دل نہیں لگاتا جیل اگرچہ اے کلاس ہو، پھر بھی جیل ہے اور کافر خواہ کتنی ہی تکالیف میں ہوں مگر آخرت کے عذاب کے مقابل اس کے لیے دنیا باغ اور جنت ہے اور یہاں دل لگا کر رہتا ہے لہٰذا حدیث شریف پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مومن دنیا میں آرام سے رہتے ہیں اور بعض کافر تکلیف میں ایک روایت میں ہے کہ حضور انور نے فرمایا اے ابوذر دنیا مومن کی جیل ہے اور قبر اس کے چھٹکارے کی جگہ، جنت اس کے رہنے کا مقام ہے اور دنیا کافر کے لیے جنت ہے موت اس کی پکڑ کا دن اور دوزخ اس کا ٹھکانہ۔

(مراۃ ج ۷، ص ۴۰ بحوالہ مرقات)

حدیث نمبر 2:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کی نیکی ضائع نہیں کرتا اس کی نیکی کے سبب دنیا میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے لیکن کافر اپنی نیکیوں کا اجر جو دنیا میں کرتا ہے دنیا میں پالیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لیے نیکی نہ ہوگی جس کا وہ اجر دیا جائے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الرقاق)

فائدہ:

کافر جو دنیا میں ہوا، دھوپ، غذا پانی وغیرہ کھا پی لیتا ہے وہ اس کی نیکیوں کے حساب میں آجاتا ہے جب آخرت میں پہنچے گا تو اُس کا حساب ہو چکا ہوگا۔ وہاں کچھ نہ پائے گا مومن دنیا میں قانون سے کھاتا پیتا ہے آخرت میں محبت سے اجر پائے گا قانون میں حساب ہے، محبت میں بے حسابی۔ ہوٹل میں کھانا حساب سے ملتا ہے دعوت میں بغیر حساب کے کہ ہوٹل قانون کی جگہ ہے دعوت محبت کا ظہور یرزقون فیها بغیر حساب مومن کی دنیاوی تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں حتیٰ کہ بیماریاں، فکریں، رزق کی تنگی سب کفارات ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۵-۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث نمبر3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدْلَ حُجِبَتْ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے (مسلم بخاری) مگر مسلم کے نزدیک بجائے حُجِبَتْ کے حُفَّتْ ہے۔۔

فائدہ:

ایک مسلمان کی روح کے لیے دنیا واقعی دکھوں کا گھر ہے تکالیف کا گھر ہے مصائب وآلام کا گھر ہے۔ مگر اس کے باوجود سب کچھ سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف راغب ہوتا ہے اس سلسلے میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتا ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''دوزخ خود خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول وباغات ہیں، دنیا کے گناہ بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں۔ یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔''

جنت بڑا باردار باغ ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے، نماز روزہ، حج وزکوٰۃ، جہاد وشہادت جنت کا راستہ ہی تو ہیں، طاعات پر ہمیشگی، شہوات سے علیحدگی واقعی مشقت کی چیزیں ہیں، خیال رہے یہاں شہوات سے مراد حرام خواہشیں ہیں جیسے شراب، زنا، سرور حرام کھیل تماشے اس میں جائز خواہشات داخل نہیں اور مکارہ سے مراد عبادت کی اطاعات کی مشقتیں ہیں لہٰذا اس میں خودکشی ومال برباد کرنا داخل نہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۵ بحوالہ مرقاۃ)

مومن کیلئے واقعی دنیا میں ٹھکانہ نہیں:

حدیث(1):

حضرت عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خدا کی قسم! میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسے تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کر دیا۔

حدیث (2):

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِى الدُّنْيَا۔ (رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باغات وکھیت نہ اختیار کرو ورنہ تم دنیا میں راغب ہو جاؤ گے۔

فائدہ:

یہ زمانہ جہاد اور سپاھیانہ زندگی کا ہے اس زمانہ میں باغات وکاشت میں مشغول نہ ہو ورنہ کفار تم کو ہلاک کر دیں گے یہ فرمان عالی ہنگامی حالات کے ہیں جبکہ مسلمانان مدینہ ہر چہار طرف سے کفار میں گھیرے ہوئے تھے اُس وقت عیش وآرام کی زندگی، پختہ مکانات بنانے، دنیاوی کاروبار میں مصروف ہونے سے منع فرمادیا گیا تھا جیسا کہ زمانہ جنگ میں رات کو روشنی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی بم باری کے خوف سے لیکن جب حالات بدل گئے یہ احکام بھی نہ رہے چنانچہ خلافتِ عثمانیہ میں مسلمانوں نے اپنے گھر پختہ، مسجد نبوی شریف شاندار بنائی اور باغات وکھیتی باڑیاں خوب کیں خیال رہے کہ اُس زمانہ میں جیسے مکانات پختہ کرنا ممنوع تھے ویسے ہی قبور پر عمارات سے منع کر دیا گیا تھا جب سکون کا زمانہ آیا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکانات بھی پختہ بنائے اور بزرگوں کے مزارات پر عمارات بھی بنائیں تا کہ زائرین کو زیارت اور تلاوت اور عبادت وغیرہ میں سہولت ہو۔ اس کی تحقیق حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق میں دیکھو۔

یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو باغات کھیتی باڑی میں ایسا مشغول ہو کہ دین کو بھول جائے۔ اس صورت میں یہ حکم دائمی ہے کھیتی باڑی ہی کیا جو چیز رب سے غافل کرے وہ ممنوع ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ صف ۱۸)

دنیا وآخرت متضاد:

دنیا اور آخرت ایک دوسری کی متضاد ہیں۔ جو کوئی دنیا اور دنیوی امور میں زیادہ مشغولیت اختیار کرتا ہے وہ آخرت کا نقصان کر بیٹھتا ہے مثلاً حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا فَاَمَّا یَبْقٰی عَلٰی مَایَفْنٰی ۔(رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان ، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچالیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچالیتا ہے۔ تو باقی کو فنا ہونے والی پر اختیار کرو۔

فائدہ:

دنیا وآخرت دونوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ دنیا آخرت کی ضد ہے۔ ہاں دنیا سے محبت کرنا آخرت اور رضائے الٰہی کے لیے بہت ہی بہتر ہے۔ مال سے محبت، بچوں کی پرورش، عزیزوں کے حقوق ادا کرنے حج وقربانی اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے بہر حال اچھا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم، عقل وایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے، دنیا میں منہمک نہ ہو جائے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۱۸ بحوالہ مرقات)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا کا بندہ لعنتی:

چونکہ دنیا روح کے لیے نقصان ہی نقصان ہے دنیا انسان کی آخرت کی تباہی کا اکثر سبب بنتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیادار کے متعلق فرمایا ہے کہ دنیا کا بندہ لعنتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهَ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدُّنْیَا وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی، فرماتے ہیں کہ لعنتی ہے دنیا کا بندہ اور لعنتی ہے درہم دینار کا بندہ۔

فائدہ:

دنیا یا درہم و دینار روپیہ پیسہ کا پجاری وہ ہے جو ہر کام ان چیزوں کے لیے کرے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھے تو دنیا کے لیے۔

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۱۹)

دنیا روح کیلئے تکالیف کا سبب:

مختصر یہ کہ دنیا انسان کی آخرت کے لیے نقصان دہ ہے مگر وہ دنیا جو دین کے مخالف ہو کر ہو۔ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں نقص کا سبب بنے اور وہ دنیا جو ان امور میں معاونت کرے معاون ثابت ہو وہ مفید ہی مفید ہے۔ روح اس دنیا میں ہزارہا پریشانیوں میں مبتلا رہتی ہے دنیا میں بھی اسے سکون میسر نہیں۔ جیسا کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ اور جو روح اس دنیا میں مبتلا ہو گئی تو اس کی آخرت بھی تباہ ہو گئی۔

جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

حدیث:

حضرت کعب ابن مالک سے روایت ہے وہ اپنے والد گرامی سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اُن بکریوں کو زیادہ خراب نہیں کرتے جتنے انسان کے حرص کرنے سے مال و عزت پر اُس کے دین کو۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

مال فتنہ ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عَیَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَّ فِتْنَةُ اُمَّتِی الْمَالُ۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف کتاب الرقاق)

حضرت کعب ابن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کا کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ محبت کرے:

یہ تو حال ہے دنیا اور دنیا کی اشیاء کا اب ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کیا طریقہ ہے کہ جسے اپنائیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا تو بولا یارسول اللہ! مجھے ایسے کام پر رہبری کریں کہ جب میں وہ کروں تو مجھ سے اللہ بھی محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔

فرمایا:

قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّكَ النَّاسُ

دنیا میں بے رغبت رہو، تم سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ محبت کرے گا اور لوگوں کی پاس کی چیزوں سے بے رغبت رہو تم سے لوگ محبت کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۲، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

دنیا سے بے رغبتی کے رکن تین ہیں۔ (۱) محبت دنیا سے علیحدگی (۲) زائدہ دنیا سے پرہیز (۳) آخرت کی تیاری ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ محبت اس لیے کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن سے محبت نہیں کرتا دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے۔ (مرقات) صوفیاء فرماتے ہیں کہ آگ کے ڈر سے دنیا میں رہتے ہوئے اس سے الگ رہنا زہد ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۴، ج ۷)

پرواتڑی نہ پچھے:

محبوب سے مراد یعنی اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ دنیا میں اکیلے ہیں۔ دنیا اور دنیا داروں کے درمیان پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ دکھوں تکلیفوں میں مبتلا ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ اس طرف اُس طرح توجہ نہیں فرماتا جیسے دنیا داروں کو دکھوں کی بجائے سکھ نصیب کرتا ہے۔ وہ ہر طرف غالب نظر آتے ہیں مگر یہ مالک وخالق کی حکمت ہے۔

گویا اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ روح بیچاری اس دنیا میں آئی تو ہر طرف سے انہیں خراب کرنے کی کوشش کی گئی شیطان اور شیطان کی ذریت نے اپنے پورے جتن لگائے مختلف امتحانات سے گزرنا پڑا جو دکھوں اور تکلیفوں کا سبب بنا۔ روح بے حد تنگی اور تکلیف محسوس کرنے لگی۔ تو محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ کوئی دکھوں میں ہو یا سکھوں میں ہو۔ وہ حال احوال تک نہیں پوچھتا بلکہ امتحانات کی بھٹی سے گزارتا ہے۔ ایسے احوال میں روح بیچاری کیا کرے۔ نام تو دھن سہاگن ہے نام تو مسلمان ہے مگر کام مسلمانوں جیسے نہیں۔ نام تو مومن ہے مگر کام مومنوں جیسے نہیں۔ ارے انسان جیسے بھی بن پڑے اپنے محبوب حقیقی کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہ کہ شاید کوئی ایک عمل ہی شرف قبولیت پا جائے اور قرب کا سبب بن سکے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساہورے پئے کنت کی ، گنت اگم اتھاہ فریدا سوئی سہاگنی ، جو بھاوے بے پرواہ

حل لغات:

★ ساہورے: سسرال والے (آخرت)۔ ★ پئے: میکے، میکے کی دنیا (یہ جہان فانی)۔ ★ کنت: شوہر، خاوند، محبوب۔ ★ اگم: آخرت، آگے۔ ★ اتھاہ: پہنچ سے باہر، پراسرار، ڈونگھا۔ ★ سو: وہ، وہی۔ ★ سہاگنی: خاوند والی عورت۔ ★ بھاوے: پسند آئے، اچھی لگے، پیاری لگی۔ ★ بے پرواہ: غافل، توجہ نہ کرنے والے۔ دھیان نہ کرنے والا، خیال اور فکر نہ کرنے والا، دولت مند، جسے کسی کی بھی پرواہ نہ ہو، بے غرض جو کسی کا محتاج نہ ہو، متوکل۔

مطلب:

اس شعر کا مطلب جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے بیان فرمایا ہے۔

سسرالی دنیا ہو (آخرت ہو) یا میکے کی دنیا (یہ جہان فانی) سب کچھ مالک الملک کا ہے اور مالک الملک کی ذات پہنچ سے باہر اور بے حد گہرائی والی ہے اس لیے نانک تو یہ کہتا ہے کہ سہاگن (کامیاب اور کامران) وہی ہے جو اس ذات بے نیاز کو پسند آجائے (یہ بابا جی کا اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ، کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے پر ایمان کی دلیل ہے) (معارف فریدیہ ص ۱۱۲، ۱۱۱)

فائدہ:

اس اشلوک کے متعلق پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اشلوک بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے بلکہ یہ اشلوک دراصل گرونانک کا ہے جو انہوں نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشلوک سے پہلے اشلوک کے جواب میں لکھا۔ پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب لکھتے ہیں کہ۔

تحقیق:

اشلوک نمبر ۳۲ بابا فرید کے شلوک نمبر ۳۱ کا جواب ہے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر ص ۴۲)

صاحب معارف فریدیہ جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے بھی یہی تسلیم کیا ہے کہ یہ اشلوک بابا گرونانک کا ہے۔

1- بعض محققین اس اشلوک کو بھی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اشلوک تسلیم کرتے ہیں مثلاً عبدالقیوم قریشی صاحب ایم اے پنجابی نمبر 1 پنجابی کلاسیکی شاعری میں بول فریدی کے نام سے چند اشلوک کا ترجمہ اور شرح بیان کی ہے۔ اسی اشلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ایہدے وچہ بابا جی فرماندے نیں'' (پنجابی کلاسیکی شاعری ص ۱۳۳)

2- نیز عبدالقیوم قریشی صاحب نے یہ اشلوک، ص ۱۳۳ پر اس طرح درج کیا ہے۔

ساہورے پئے کنت کی کنت اگم اتھاہ

فریدا ہوئی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

3- اس اشلوک کو ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے بول فریدی کے ص ۸۶ پر یوں درج کیا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساہورے پئے کنت کی کنت اگم اتھاہ
فرید اسوئی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

فائدہ:

اگر کہا جائے کہ جناب عبدالقیوم قریشی صاحب نے تو یہ شلوک بول فریدی سے ہی نقل کیا ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو انہوں نے بول فریدی سے یہ شلوک نقل کیا ہے مگر انہوں نے اپنی تحقیق سے لکھا ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب ایم اے کی پنجابی کتاب میں لکھ رہے ہیں۔یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایم اے کے پنجابی کورس میں یہ شعر آخر تحقیق سے ہی لکھا گیا ہے۔ورنہ انہیں چاہیے تھا کہ وضاحت فرما دیتے کہ یہ سلوک بابا فرید کا نہیں۔شلوک فریدی سے صرف چند ہی شلوک نمونہ کے طور پر اس کتاب میں بیان کیے ہیں اگر انہیں یہ شبہ ہوتا کہ یہ شلوک بابا صاحب کا نہیں ہے تو پھر اس کی بجائے کوئی اور شلوک بیان کر دیتے۔یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ شلوک ان کے نزدیک بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا ہی ہے۔ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایم اے کی اس کتاب میں یہ اشلوک بغیر تحقیق کے ہی لکھ دیا گیا ہے۔یہ بات میرے لیے تو سمجھ سے باہر ہے کہ کہہ دیا جائے کہ انہوں نے بغیر تحقیق ہی لکھ دیا ہوگا۔یہ الگ بات ہے کہ ان کی تحقیق سے کسی کو اختلاف ہو۔اور ایسے اختلافات اکثر پائے جاتے ہیں۔اور اس اختلاف کی بنا پر سو فیصد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ شلوک بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا نہیں ہے۔اور الفقیر ابواحمد اویسی نے بھی شلوک اسی لیے یہاں درج کر دیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا ہی ہو۔

دنیا و آخرت میں سب کا مالک اللہ:

قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ (سورۃ الناس)

تو تم کہو اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب۔سب لوگوں کا بادشاہ۔سب لوگوں کا خدا (کنزالایمان)

اللہ کی سلطنت:

(۱) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ۶،سورۃ المائدہ آیت نمبر۱۷)

اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین۔اور ان کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔(کنزالایمان)

(۲) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر۴۰)

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔(کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں۔ سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں (کنز الایمان)

(۴) هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (پ۱۱ سورۃ یونس آیات نمبر ۵۶،۵۵)

وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اس کی طرف پھرو گے۔

(۵) قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(پ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۸۸)

تم فرماؤ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو۔

(۶) قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (پ۱۸ سورۃ المؤمنون آیات نمبر ۸۵،۸۴)

تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔ اب کہیں گے کہ اللہ۔ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے (کنز الایمان)

(۷) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ (پ۲۲ سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱۳)

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے۔

(۸) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (پ۲۴ سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۴)

اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے (کنز الایمان)

(۹) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۱ (پ۲۶ الفتح آیت نمبر ۱۴)

اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کنز الایمان)

(۱۰) وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ج (پ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۵)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (کنز الایمان)

فائدہ:

مختصر یہ کہ دنیا و ما فیھا اور آخرت میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہوگا سبھی کچھ کا حقیقی طور پر مالک اللہ ہے وہ مالک ہے جسے جو کچھ چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔

جسے جو کچھ عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے آقا اپنے غلام کو، باپ اپنی اولاد کو عطا فرماتا ہے۔ آقا اور باپ کی عطا سے انکار کرنا قطعاً صحیح عقیدہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا سے محبوبان حق بھی مدد کرتے ہیں۔

محبوبانِ بارگاہِ حق کی عطا کا انکار غلط ہے۔ جیسے جو اللہ سب کچھ کرتا ہے مگر اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حضرت آصف بن برخیا کا تخت لانا۔ یہ اللہ کی عطا سے یہ قدرت حضرت آصف بن برخیا کو حاصل ہوئی۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوڑھیوں کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تھا ورنہ حقیقی طور پر تو مصیبت ٹالنا بیماروں کو شفا اور بے اولاد کو اولاد بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (پ۱۹ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۸۰)

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

فائدہ:

اب دیکھئے ذاتی طور پر تو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر اس کے باوجود علاج وغیرہ کروانے کا فرمان نبوی سے واضح ثبوت ملتا ہے۔ شفاء اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر ہم بیمار ہو جائیں تو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں کیوں؟ اس لیے تاکہ شفاء حاصل ہو۔ جب شفاء اللہ تعالیٰ سے حاصل عطا ہوتی ہے تو پھر اسی کے پاس جانا چاہیے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ اور نہ ہی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے سے شفا حاصل ہونی چاہیے۔ بلکہ مرض میں اضافہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا کہ شفا میرے پاس ہے تو ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس تم کیا لینے جاتے ہو۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شفا تو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے مگر اس سلسلے میں دوائی کھانے کو سبب بنایا کہ دوائی استعمال کرو گے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا اسی طرح اللہ اولیاء اللہ و انبیائے کرام کے دروازے پر جانا شرک نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہی دروازے ہیں۔

حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے کہ۔

حدیث(1):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِى السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الحشر فی الصور)

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا۔

اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ

میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر والے لوگ؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الحشر فی الصور)

فائدہ:

ہاتھ سے مراد قدرت ہے لپیٹنے سے مراد ان سب کو مسخ اور تابع فرمان بنالینا اگرچہ آج بھی آسمان وزمین تابع فرمان ہیں مگر قیامت میں اس کا پورا پورا ظہور ہوگا۔ آسمان کے لیے داہنا ہاتھ فرمانا اور زمین کے لیے بایاں ہاتھ فرمانا اس لیے ہے کہ آسمان پر کبھی کسی کی بادشاہت نہ ہوئی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷، ص ۳۵۷)

فائدہ:

آج سائنس والے کہتے ہیں کہ اصل زمین ایک انچ کی تھی جسے پھیلا کر اتنا فراخ کر دیا گیا ہے ان کے قول پر تو یہ حدیث بالکل ہی ظاہر ہے کہ زمین جتنی پہلے تھی اتنی ہی چھوٹی سی کر دی جاوے اسلام بھی کہتا ہے کہ پہلے زمین پانی پر جھاگ تھی یہ جھاگ کعبہ معظمہ کی جگہ محفوظ رہے وہ ہی زمین کی اصل ہیں قیامت میں بھی ایسی ہی کر دی جاوے گی اس کی کیفیت رب تعالیٰ ہی جانے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف، ج ۷ ص ۳۵۶)

پس واضح ہوا کہ دنیا وآخرت میں ہر جگہ حقیقی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مقابل کسی کی قدرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابل کسی کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اللہ علی کل شیء قدیر۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق وقدرت میں کوئی ساجھی نہیں۔ نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ (پ ۳۰ سورۃ الاخلاص)

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد

عقیدہ:

اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے۔ عدم محال قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔

عقیدہ: وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج۔

عقیدہ: اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

عقیدہ: اس کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ اُس سے نحو وجود میں جدا ہو سکیں کہ نفس ذات کی مقتضیٰ ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ: جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔

عقیدہ: ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

عقیدہ: صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے کافر ہے۔

عقیدہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اُس کی بی بی۔ جو اسے باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ: وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

عقیدہ: وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہے پاک ہے۔ یعنی عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان، وہ بھی اس کے لیے محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان، نقصان تو اس محال کا ہے۔

عقیدہ: حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور وہ جسم سے پاک ہے اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سننا اُنہی چیزوں پر منحصر نہیں ہر موجود چیز کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔

عقیدہ: مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے حادث ومخلوق نہیں جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امام اعظم ودیگر آئمہ رحمتہ اللہ عنہم نے اُسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کی تکفیر ثابت ہے۔

عقیدہ: اُس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے مصاحف میں لکھتے ہیں۔اسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث (بہار شریعت حصہ اوّل)

عقیدہ: **لم یزل ولا یزال باسمائه وصفاته یحدث له اسم ولا صفة** وہ اپنے اسماء وصفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی اسم یا کوئی صفت اس کے لیے حادث نہیں ہوئی۔

(ف) اس کی توضیح یہ ہے کہ **لم یزل عالما بعلمه والعلم صفة فی الازل** وہ ہمیشہ سے عالم ہے اپنے علم کے ساتھ اور علم اس کی صفت ازلی ہے۔**وقادر القدرة والقدرة صفة فی الازل** اور ہمیشہ سے قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ اور قدرت اس کی صفت ازلی ہے۔
یعنی یونہی ہمیشہ اُس کی صفت رہے گی۔

ومتکلما بکلامه والکلام صفة فی الازل
اور ہمیشہ سے متکلم ہے اپنے کلام کے ساتھ اور کلام اس کی صفت ازلی ہے

وخالقا بتخلیقه والتخلیق صفة فی الازل
اور ہمیشہ سے خالق ہے اپنی تخلیق کے ساتھ اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے۔

(مقدمہ ہدایہ شریف، فقہ اکبر، عین الہدایہ اُردو شرح، ج۱، ص۵)

مسئلہ:

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں نہیں کہنا چاہیے اس سلسلے میں تفصیلات مطلوب ہوں تو علمائے اہلسنت وجماعت کے فتاویٰ اور عقائد پر مبنی کتب کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا بالخصوص احکام شریعت اور شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کا فتاویٰ فتاویٰ اویسیہ جلد اوّل۔

فتاویٰ اویسیہ میں فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت مولانا اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جو تحریر فرمایا ہے وہی حق ہے یعنی کہ اسم جلالت (اسم اللہ) کے ساتھ میاں (اللہ میاں) مکتوب ہو یہ ممنوع ومعیوب ہے۔(فتاویٰ اویسیہ جلد اوّل بحوالہ احکام شریعت)

فائدہ:

اس سلسلے میں قبلہ فیض ملت نے کیا خوب بحث تحریر فرمائی ہے ملاحظہ فرمایئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

احکام شرعیہ کا دارومدار عرف پر ہے عرف کو اتنی فوقیت ہے کہ لغت اصلیہ کو ترک کر دینا ضروری ہو جاتا ہے اصول فقہ کی ہر کتاب مثلاً اصول الشاشی، نورالانوار وغیرہ میں ہے کہ اگر کوئی کہے میں گوشت نہیں کھاؤں گا، اس سے مراد ہوتی ہے کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیرے گھر نہ آؤں گا یہ عرف ہے اور یہ اتنا غالب ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر سے باہر ہو کر پاؤں اس کے گھر میں رکھ دے حانث نہ ہوگا حالانکہ لغوی معنی پر حانث ہو جانا چاہیے لیکن نہیں ہوتا اس لیے کہ لغوی معنی پر عرفی معنی کو غلبہ حاصل ہے۔ ہاں اگر کوئی اس کے گھر میں گھوڑے، جیپ، کار وغیرہ پر سوار ہو کر داخل ہو تو حانث ہو جائے گا اگرچہ گھر میں قدم نہیں رکھا تو ثابت ہوا کہ شرعاً عرفی کے معنی کا غلبہ ہے اب لفظ میاں کا عرف دیکھیے یہ لفظ کبھی بیوی کے لیے اسی کے شوہر پر بولتے ہیں مثلاً کسی عورت سے پوچھا جاتا ہے کہ میاں کا کیا حال ہے؟ تو اس سے اس کا شوہر مراد ہوتا ہے کبھی خود عورت بھی کہتی ہے کہ میرے میاں یہ کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یونہی ہمارے بعض علاقوں میں اس کا اطلاق والد اور معزز شخصیت پر ہوتا ہے۔ اور یہ اطلاق بہت مشہور بھی ہے کہ بعض میاں صاحب اقتدار بھی رہے ہیں وزارت عظمیٰ تک بھی پہنچے بعض علاقوں میں اس کا اطلاق بے زور اور کمزور آدمی پر بھی ہوتا ہے مثلاً کوئی اپنے سے کسی غالب آدمی سے کام نہیں نکلوا سکتا تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو میاں ہے وہ بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب ثابت ہوا کہ میاں کا اطلاق عرف عام میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ہوتا ہے اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ لاشعوری میں کبھی نوبت کفر تک بھی پہنچ سکتی ہے۔

فقہاء کا قاعدہ:

علاوہ ازیں فقہاء کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ مخلوق کے لیے مستعمل ہو اسے اللہ تعالیٰ پر استعمال کرنا کفر ہے مثلاً حاضر و ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے بعض فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے اس لیے کہ حاضر الحضور سے بمعنی کسی جگہ پر مقیم اور ناظر النظر سے ہے بمعنی آنکھ سے دیکھنا یہ دونوں باتیں مخلوق کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے۔ بعض فقہاء نے تاویلاً ان کا اطلاق جائز رکھا ہے چنانچہ ردالمحتار (شامی) میں ہے کہ اگر حاضر و ناظر اپنے معنی میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا کفر ہے اگر بتاویل مستعمل ہو تو جائز ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر'' (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہے۔ فتاویٰ اویسیہ جلد اوّل مسئلہ نمبر ۴)

فریدا! سونی سہاگنی جو بھاوے بے پرواہ:

محققین کا اختلاف اس بارے میں واضح ہو چکا بہر حال اگر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر مبارک ہے تو بھی ٹھیک اور اگر یہ شعر گرونانک کا ہے تو پھر اس شعر سے گرونانک کا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے متعلق عقیدہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔

بہر حال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پہنچ سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ کامیاب و کامران وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تجھے محبوب بنا لے گا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناتی ، دھوتی ، سنبھی ، سُتی آءِ نچند فریدار ہی سن بیڑی ہنگ دی ، کتھوری گندھ

حل لغات:

* ناتی: نہائی، غسل کیا۔ * دھوتی: دُھلی ہوئی، دُھل کر صاف ہوئی ہوئی۔ * سنبھی: سنوری ہوئی، سجی ہوئی، پھبی ہوئی، بنی ٹھنی، بناؤ سنگھار کیے ہوئے۔ * ستی آ: آ کر سوگئی۔ * نچند: بے فکر، بے پرواہ، بے پرواہ بے چنت، پرسکون۔ * فریدا: اے فرید! * رہی سو: رہ گئی ہے۔ * بیڑی ہنگ دی: ہینگ کی معمولی سی مقدار۔ * کتھوری: کستوری۔ * گندھ: خوشبو، یہ لفظ معارف فریدیہ میں گند بمعنی خوشبو لکھا ہوا ہے۔

مطلب:

حسین وجمیل انسان میت نہا دھو کر یعنی غسل کر کے سج دھج کر بے فکر ہو کر پُر سکون سو گئی ہے۔ بے فکر سوئی پڑی نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہنگ کی بدبو (مردہ جسم کی لاش) رہ گئی ہے۔ اس میں سے کستوری کی خوشبو (روح) ختم ہو گئی ہے یعنی روح اس کے جسم سے نکل گئی ہے۔

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے انسانی میت کے غسل اور پھر کفن دینے کی حالت اور اس کے بعد کی حالت کو خوب بہترین اور عبرت آموز انداز میں بیان کیا ہے۔

غسل میت:

چونکہ میت کے غسل کے متعلق بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے غسل کے متعلق اسلامی احکام ملاحظہ فرما لیئے جائیں۔

میت کا غسل:

احناف کے نزدیک میت کو غسل دینا واجب ہے اور یہ سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مر جائے تو اس کو غسل دے جمہور کا مذہب یہی ہے۔ کہ میت کو غسل دینا واجب ہے سیدنا آدم علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کو فرشتوں نے غسل دیا پھر کفن پہنایا اور خوشبو لگائی اور ان کے لیے قبر کھودی اور اس میں لحد بنائی پھر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر میں رکھ کر کچی اینٹیں لگائیں پھر قبر سے باہر آ کر اس کو مٹی سے بھر دیا۔ (تفہم البخاری جلد ۲، ص ۳۲۵)

فائدہ:

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ میت کا غسل زندوں پر سنت اور اجماع امت کے نزدیک حق واجب ہے یہ نہایہ میں لکھا ہے لیکن اگر بعضے اس کو ادا کریں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے واجب غسل ایک بار ہے اور اس کی تکرار سنت ہے

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غسل کا طریقہ :

جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر کا اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانہ کا بنا ہو، بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بیٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۴، ص ۱۰۸، ۱۰۷)

مسئلہ:

نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آتی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بری بات دیکھی مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضاء میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اس کی برائیوں سے باز رہو۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۰۸)

مسئلہ:

اگر بدمذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا کوئی اور بات بُری ظاہر ہوئی تو اُس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۰۸ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل)

میت کا کفن:

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کفن کے تین درجے ہیں ضرورت، کفایت، سنت مرد کیلئے سنت تین کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) قمیص اور عورت کے لیے پانچ تین یہ (۱) اوڑھنی (۲) سینہ بند۔

کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں (۱) لفافہ (۲) ازار اور عورت کے لیے تین (۱) لفافہ (۲) ازار (۳) اوڑھنی یا (۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن ضرورت دونوں کے لئے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۱۲ بحوالہ درمختار عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ: بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں سفید کفن بہتر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

(بہار شریعت بحوالہ منیۃ سورد المختار)

مسئلہ: میت نے اگر مال چھوڑا تو کفن اُسی کے مال سے ہونا چاہیے۔ (بہار شریعت)

کفن پہنانے کا طریقہ:

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن لو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے ناک ہاتھ اور گھٹنے پر کافور ملیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طوال نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بے جا و خلاف سنت ہے پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری درمختار وغیرہما)

میت کا سجنا دھجنا:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بظاہر مسلمان میت کو غسل اچھی طرح دیتے ہیں اس کے ظاہری بدن سے تمام میل کچیل اور بدبودار پسینہ وغیرہ اتارتے ہیں مَل مَل کر غسل دیتے ہیں گندگی اگر لگی ہو تو اسے خوب دھوتے ہیں غسل وغیرہ دیتے ہیں اور بہترین لباس یعنی کفن پہنا دیا جاتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میت بڑی پُرسکون حالت میں سوئی ہوئی ہے۔ اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہے یہ بظاہر پرسکون آنے والی میت میں رہ کیا گیا ہے سب کچھ تو لُٹ گیا۔ اس جسم پہ جو حکمرانی کرنے والی چیز روح تھی وہ تو نکل گئی ہے اب تو محض مردہ جسم کی لاش رہ گئی ہے جسے چند ہی لمحات بعد دفن کر دیا جائے گا۔

گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں انسان کو عبرت دلا رہے ہیں کہ ارے انسان عبرت حاصل کرو چند لمحوں پہلے تم زندہ ہو چند ہی لمحوں بعد نہ جانے تمہارا کیا حشر ہونے والا ہے۔

فائدہ:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (پ۳۰ سورۃ التکاثر)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا، ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت مال کی حرص اور اس پر مفاخرت مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادت اخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

موت سے غفلت:

مگر افسوس کہ ہم اپنی موت سے غافل ہیں یہ پڑی ہوئی لاش والا بھی اپنی موت سے غافل تھا ہمارے سامنے مردے کی لاش پڑی ہے مگر ہم پھر بھی غافل ہیں موت پھر بھی بھولی ہوئی ہے۔ بظاہر ہمیں معلوم ہو رہا ہے کہ یہ لاش کہ جسے فوت ہونے کے بعد غسل دے دیا گیا ہے سجی سجائی آرام وسکون سے سو رہی ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے جیسے روح اور جسم کا اجتماع تھا یہ زندہ تھا ہمارے سامنے اس کے وجود میں روح بھی موجود تھی مگر اس کے جسم سے روح نکال لی ہمیں خبر تک نہ ہوئی اب تو یہ محض ڈھانچا ہی رہ گیا ہے جسے ہم سجی سجائی پرسکون سمجھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اب تو اس میں کچھ نہیں رہا۔ ہماری غفلت شعاری کا یہ عالم ہے۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ بعض اوقات ہم اپنی غفلت شعاری میں ڈوبے ہوئے ہونے کی وجہ سے ہوتا کچھ ہے مگر ہم کچھ اور سمجھ بیٹھتے ہیں جو سراسر ہی حقیقت کے برعکس ہوتا ہے۔ حقیقت سے آشنائی ضروری ہے اور غفلت بھی ایک حیثیت سے موت ہے۔

-----☆☆☆-----

جوبن جاندے نہ ڈراں، جے شوہ پَریت نہ جائے　　فریدا کِتی جوبَن پَرِیت بِن، سُک گئے کُملائے

حل لغات:

★ جوبن: جوانی، حسن، اُٹھتی جوانی، رونق بہار، جوانی کی رعنائی، جوانی کی رونق۔ ★ جاندے: جاتے ہوئے، ختم ہوتے ہوئے، ضائع ہوتے ہوئے، برباد ہوتے ہوئے۔ ★ نہ ڈراں: نہیں ڈرتا، خوف نہیں کرتا۔ ★ جے: اگر۔ ★ شوہ: خاوند، میاں، مالک، آقا، خدا، پیارے محبوب۔ ★ پَرِیت: محبت، لگاؤ، پیار۔ ★ شُوہ پریت: شوہر یا مالک کی محبت، اللہ تعالیٰ کی محبت، حب الٰہی۔ ★ نہ جائے: ختم نہ ہو۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ کِتی: کتنے ہی، کتنے سارے، بہت سے۔ ★ بِن: بغیر۔ ★ سُک گئے: خشک ہو گئے، سوکھ گئے۔ ★ کملائے: مرجھائے، خشک ہو گئے، مرجھا گئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر محبوب کی محبت میری طرف سے ختم نہ ہو تو پھر مجھے جوانی اور جوبن ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں۔ کیونکہ کتنی ہی جوانیاں محبت نہ میسر آنے کی وجہ سے سوکھ گئی ہیں۔

مطلب:

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے جوبن یعنی جوانی کے ختم ہونے کا کوئی خوف نہیں۔ اگر مالک وخالق سے میری محبت نہ جائے۔ کیونکہ اے فرید! کتنے ہی جوبن اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر خشک ہو گئے۔ کتنی جوانیاں اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر مرجھا گئی ہیں۔

جوبن جانے کا ڈر کیوں نہیں؟

صوفیاء کرام کا مقصد وحید یہ ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کے شب وروز محض خالق کائنات کی رضا میں گزرنے چاہئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو سمجھو کہ سب کچھ مل گیا کیونکہ جوان کی زندگی کا مقصد تھا وہ انہیں حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہو گی اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل ہو جائے تو انہیں گزرے ہوئے ایام کی فکر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو ایام گزرے وہ تو ان کی شادمانی کا سبب ہوتے ہیں۔ خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ والوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت سے محرومی کا خدشہ رہتا ہے کہ کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت سے محروم نہ ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کوئی بدعملی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے۔ موت کا آنا اللہ والوں کے لیے افسوس کا سبب نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موت ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا سبب ہوتی ہے اس لیے خوشی ومسرت کا باعث ہوتی ہے۔ ہنستے ہوئے اس جہان فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔

موت محبوب کے قرب کا سبب:

موت سے اولیاء اللہ ڈرتے نہیں بلکہ موت تو اللہ والوں کے لئے محبوب حقیقی کے قرب کا سبب ہے۔ اس لیے اولیاء اللہ موت سے نہیں ڈرتے۔

حدیث نمبر 1:

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

کذافی انیس الواعظین (لباب الحدیث، ص ۱۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت ایک پل ہے جو دوست سے ملاقات کراتی ہے (حبیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات) ہے۔

فقراء کی موت راحت:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الموت اربع موت العلمأوموت الاغنیاء

وموت الفقراء وموت الامراء۔ فموت العلماء ثلمة فی الدین، و موت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاغنياء حسرة، و موت الفقراء راحة، و موت الامراء فتنة○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اموات چار قسم کی ہوتی ہے۔ علماء کی موت، مالداروں کی موت فقراء کی موت، حکام کی موت۔ علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے، مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے (اور ندامت ہے) فقراء کی موت راحت ہے (یعنی مصائب دنیا سے) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔

(لباب الحدیث اردو ترجمہ ص ۱۶۵)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ فقراء کی موت دنیوی مصائب وآلام سے نجات کا سبب ہوتی ہے۔ موت کے آتے ہی دنیوی دکھوں اور مصیبتوں سے انہیں نجات حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ انہیں سکون ہی سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ کوئی پردیس میں تو نہیں جاتے بلکہ اپنے ہی گھر میں جاتے ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں یہ دوسرا گھر بھی ان کا اپنا ہی ہوتا ہے جس میں سبھی آسائشیں میسر ہوتی ہیں پھر انہیں تکلیف کاہے کی۔

حدیث:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :ان اولیاء اللّٰہ لاتموتون۔ وانّما ینتقلون من داری الی اخری ○

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر یعنی (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (لباب الحدیث ص ۱۶۶)

فائدہ:

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
ارے قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے:

؎ دوست اللہ دے مردے ناہیں وچ حدیث دے آیا
ھک گھروں دوجے گھر جاندے نبی پاک نے فرمایا

موت مؤمنین کے لیے راحت:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :نعم الموت راحة المؤمن

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی موت مؤمنین کے لیے سبب راحت ہے۔

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کی موت ان کے لیے فناہ ہونے کا نام موت نہیں بلکہ ان کی موت ان کے لیے اسی طرح ہی سمجھ لیجئے جیسے ایک آدمی کے دو مکانات ہوں ایک مکان چھوڑ کر وہ دوسرے مکان میں چلا جائے تو اسے ایسا کرنے میں کیا تکلیف ہوگی خصوصاً ایسے گھر میں چلے گئے ہوں کہ جہاں پہلے مکانات سے بھی راحت وسکون اور سہولیات زیادہ میسر ہوں۔ اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ موت تو عام مؤمنین کے لیے بھی راحت کا سبب ہے۔

قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

عشاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ان کے لیے راحت وسکون کا سبب بنتی ہے۔ قبر میں پہنچتے ہی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میسر آتی ہے۔ یہی زیارت مبارک ایک ایسا انعام ربانی ہوتا ہے کہ عشاق کے لیے محبوب کریم کی زیارت تمام دکھوں اور مصائب وآلام سے فوراً نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی مناسب موقع پر قدرے تفصیلات بیان کی جائیں گی۔

اولیاء اللہ کا موت کے وقت مسکرانا:

یہی انعامات اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے موت کے وقت اکثر اولیاء اللہ مسکراتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔ اس جہان فانی سے رخصتی کا انہیں کوئی خوف یا ڈر نہیں ہوتا بلکہ راحت وسکون ہوتی ہے۔ انعامات ربانی کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو مسکرانے لگتے ہیں۔ یہی مسکراہٹ کی گھڑی ان کی دنیا کی آخری گھڑی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت بلالؓ کا اظہار خوشی:

(جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو) موت (کے وقت) کی اذان کی صدا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کانوں تک پہنچی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو کہا کہ ہائے یہ کیسا غم ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ (ایسا) نہیں ہے بلکہ واہ کتنی خوشی ہے۔ کہ کل ہم اپنے دوستوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔

(اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد ۴، ص ۸۸۷)

فائدہ:

اطاق المفہوم احیاء العلوم شریف کا اردو ترجمہ ہے اردو ترجمہ احیاء العلوم کے تو بہت ہوئے مگر جو ترجمہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے کیا بڑا بہترین ترجمہ ہے خصوصاً اس میں یہ خوبی بھی ہے کہ جہاں بھی ضرورت پڑی مسائل میں احناف کا نقطہ نظر بھی واضح کیا گیا ہے نیز اس ترجمہ میں اہلسنت وجماعت کے عقائد بھی واضح کیے گئے ہیں۔ موت کے متعلق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اظہار خوشی محسوس کیجئے معلوم ہوا کہ اللہ والے موت سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی گھبراتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ بھی موت سے نہ گھبرائے موسیٰ نٹھا تھیں سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ نہیں بلکہ موسیٰ نٹھا موت تھیں کا کیا مطلب ہے الحمدللہ اسی شرح میں بیان کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عبداللہ بن مبارک کا وصال کے وقت مسکرانا:

منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ وصال کے وقت آنکھیں کھول کر مسکرا اٹھے اور ارشاد فرمایا لمثل هذا فليعمل العاملون (الصفت ٦١) ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام چاہیے۔(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم ج۴ص۸۸۹)

اشتیاق موت:

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حضرت ابوسعید خراز رحمتہ اللہ علیہ پہ فوتگی کے وقت خودی بہت طاری تھی۔آپ نے فرمایا: آپ کی روح مبارک محض اشتیاق کی وجہ سے ہی پرواز کر جاتی تو پھر بھی یہ تعجب کی بات نہیں۔

(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج۴،ص۸۸۹)

فائدہ:

یہ اللہ والوں کی موت کے تین مناظر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی محبت میں ساری زندگی مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا چِنت کھٹولا ، وان دُکھ ، برہ وچھاون لیف ایہہ ہمارا جیونا ، تُوں صاحِب سچّے ویکھ

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * چنت: سوچ، چنتا، فکر۔ * کھٹولا: چھوٹی سی کھاٹ، چھوٹی سی چارپائی۔ * وان: سوت یا مونج کی وہ رسی کہ جس سے چارپائی بنی جاتی ہے۔ * دُکھ: درد تکلیف، مصیبت، رنج، عذاب۔ * برہ: وچھوڑا، جدائی، فراق۔ * وچھاون: بچھانا، بچھونا۔ * لیف: لحاف، رضائی۔ * ایہہ: یہ۔ * جیونا: زندہ رہنا، زندگی، جیون۔ * توں: تو۔ * صاحب: شوہ، سائیں، مالک، آقا، دوست، ساتھی، کلمہ تعظیم شریف۔ * صاحب سچے: اے مالک حقیقی، اے سچے مالک۔ * ویکھ: دیکھ، توجہ فرما۔

مطلب:

اے فریدا! سوچ اور فکر ہماری چارپائی ہے۔اور ہماری یہ چارپائی دکھ کے بان سے بنی گئی ہے۔اور اس کا بچھونا اور لحاف جدائی سے بنا ہے۔یہ ہمارا جینا ہے۔ہم اسی طرح اس دنیا کی حیات مستعار کے لمحات گزارتے ہیں۔اے مالک وخالق، اے مالک حقیقی، اے سچے مالک وحدہٗ لاشریک ہمارے ان احوال پہ نظر رحمت فرما۔ہم پہ رحم فرما۔

دعوتِ غوروفکر:

اس شعر مبارک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ غوروفکر اور تدبیر کی دعوت دے رہے ہیں آپ فرما رہے ہیں کہ فریدا! یعنی اے فرید! چنت غوروفکر کر۔ذرا سوچ تو سہی۔غوروفکر اور تدبر سے کام لے۔اس دنیا میں محض غلافلانہ زندگی کا نام زندگی گزارنا نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے [illegible] بلکہ زندگی کی اصل بربادی تباہ وبرباد کرنا کہتے ہیں غلافلانہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روش اختیار کرنا سمجھداری نہیں بلکہ بیوقوفی ہے۔ بیوقوفانہ روش بیوقوف ہی اپناتے ہیں اب ذرا خود غور وفکر سے کام لے کہ کیا تو سمجھدار ہے یا بے وقوف۔ اگر سمجھدار ہے تو پھر سمجھداری سے کام لیتے ہوئے غلا فلانہ روش ترک کردے بلکہ ایسی روش اختیار کر جو تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے کیونکہ جس نے تجھے زندگی سے نوازا ہے۔ اسی کی طرف سے جب حکم ہوگا تو تجھے موت کے منہ میں جانا پڑے گا۔ بالآخر اسی مالک کے حضور حاضر ہونے کا بھی حکم ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا اور کئی مواقع کے متعلق غور و فکر کرنے کا بھی حکم فرمایا قرآن مجید میں ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ لیٹے۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔
اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے۔ تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مظاہر قدرت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق غور وفکر کرنے کا متعدد آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس شعر مبارک میں غور وفکر اور تدبر سے کام لینے کا درس دیا ہے کہ خبردار! عقل وخرد سے کام لو۔ زندگی کو سوچ کر گزارو۔

کھٹولا:

کھٹ یعنی چارپائی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے زندگی کے لئے کھٹ یعنی چارپائی کا استعارہ استعمال کیا ہے۔ جیسے بندہ چارپائی پہ لیٹ کر سوتا ہے ایسی ہی انسان زندگی کی چارپائی پر وقت گزارتا ہے۔ کہیں چارپائی کے بازو ہیں جو زندگی کے اختتام کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہیں بان ہے تو کہیں چھوٹے موٹے سوراخ ہیں جو دکھوں کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دکھوں کی بارات نظر آتی ہے تو کہیں سکھ انسانی زندگی کے لیے بہار لاتے ہیں۔

وان دکھ:

سوت یا مونج کی وہ رسی کہ جس سے چارپائی بنی جاتی ہے یعنی ہماری زندگی کی چارپائی دکھوں کے بان سے بنی جاتی ہے۔ یعنی ہماری زندگی میں سکھ اور سکون کم ہی ہوتا ہے بلکہ ہر طرف سے دکھوں کی یلغار ہوتی ہے۔ **القلیل کا لمعدوم** ۔ قلیل معدوم کی طرح ہوتا ہے یعنی قلیل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ جس چیز کا غلبہ ہوتا ہے اکثر اسی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ چونکہ سکھ اور سکون کا وقت گزرتے دیر نہیں لگتی اور مصیبت کی ایک گھڑی ہزاروں سال پہ بھاری نظر آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سکھ چین نام کی کسی چیز سے بھی ہم واقف نہیں بلکہ ہر طرف دکھوں کا ہی راج ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

؎ چاردناں دی چانن ہوندی فیر ھنیریاں راتاں
کہنا میاں محمد والا ہر دم سوچ بچاراں
سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

اسی لیے آپ نے وان دُکھ فرمایا ہے۔

برہ وچھاون لیف:

آپ اس شعر میں بیان فرمارہے ہیں کہ ہماری یہ زندگی کی چارپائی دکھ کے بان سے بنی گئی ہے کہ ہماری زندگی میں اکثر دکھوں کا ہی راج رہتا ہے اس پہ بچھایا جانے والا بستر بھی جدائی سے بنا ہوا ہے۔ جو کہ ہزار ہا دکھوں کا سبب ہے۔ گویا بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ کا قرب چاہیے مگر اس راستے میں شیطان کی چالیں راستے کا پتھر بن کر روکاوٹوں کا سبب بنتی ہیں۔ دنیا دارالعمل ہے اس سلسلے میں ہزار ہا تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ مگر علامہ اقبال ہمت بندھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ قید خانہ کوئی آرام گاہ تو نہیں ہوتی۔ دکھوں مصیبتوں اور تکلیفوں کا گھر ہوتا ہے مگر وہاں سے گھبرا جانا مردوں کا کام نہیں بلکہ یہ بزدلی ہے۔ ہمت سے کام لینا چاہیے۔

ہمت مرداں مدد خدا

یعنی اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے جو ہمت سے کام لیتے ہیں کاہل اور سست لوگوں کی کوئی بھی مدد نہیں کرتا۔ زیادہ ہی دکھوں اور مصیبتوں میں گھرے رہتے ہیں۔ اگر دکھ سکھ آئے تو نظر اللہ تعالیٰ پہ رکھنی چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی دکھوں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمانے والا ہے۔

دنیا آزمائش گاہ:

دنیا میں جتنی بھی ترقی کی منازل ہیں ان منزلوں کو سر کرنے کے لیے ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں کے زہریلے سانپوں کے مونہوں کو کھیتی حاصل کرنے کے لیے لتھاڑ کر کھیتوں کو پانی دینا پڑتا ہے اگر کوئی ڈر جائے کہ کھیتوں کو پانی دینے کے لیے وقت رات کے اندھیرے کا ہے اور رات کے اندھیروں میں کھیتوں میں سانپ نکلے ہوئے ہوتے ان کے ڈنگ مارنے کا خطرہ ہے اگر کھیتوں میں پانی دینے کے لیے گئے تو سانپوں کے ڈسنے کا خدشہ ہے تو پھر انسان کھیتوں میں نہیں جا سکتا۔ کھیتی خشک ہو کر نقصان کا سبب ہوگی اگر کھیتی سے پھل حاصل کرنا ہے تو ان سانپوں کے اوپر سے گزر کر ان کی پرواہ کیے بغیر نڈر ہو کر ہمت سے کام لیتے ہوئے کھیتوں کو پانی دینا پڑے گا پھر نتیجہ اللہ کے سپرد کر دو تو اللہ تعالیٰ بھی انسان کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امتحان:

چونکہ دنیا بھی انسان کے لیے امتحان گاہ ہے امتحان دینے کے لیے طالب علم کو شب و روز محنت میں وقت گزارنا پڑتا ہے سارا سارا دن پڑھنے میں وقت گزارنا پڑتا ہے باقی لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں طالبعلم کا بھی دل چاہتا ہے کہ میں بھی بے فکری سے آرام کروں مگر وہ جانتا ہے کہ اگر میں اس طرف سے بے پرواہ ہو گیا تو پھر میں اس امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ ناکامی کے گڑھے میں جا گروں گا اس لیے وہ ہمت سے کام لیتا ہے شب و روز تعلیمی محنت میں اپنی زندگی کے لمحات گزارتا ہے بالآخر کامیاب ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے اس جیسے ہزاروں انسان ہزار ہا فکروں میں مبتلا ہوتے ہیں اور ایسا ہونہار طالبعلم آرام و سکون سے زندگی بسر کرتا ہے۔ یہی مثال اللہ والوں کی ہے کہ اللہ والے قبر و حشر میں آرام و سکون سے ہوں گے کیونکہ انہوں نے دنیا یعنی دار العمل میں شب و روز محنت کی کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیا تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گیا وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ **اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○**

بہر حال اولیاء اللہ اس دنیا کی آزمائش گاہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مقامات علیا سے نوازتا ہے۔

برہ وچھاون لیف:

اس دنیا کی زندگی کا لیف یعنی بچھونا، لحاف جدائی اور فراق سے بنا ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی رحمتوں والے مقام جنت میں آرام سے زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں زمین کے لیے خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اب جنت والے مقام سے جب انہیں خلافت والے مقام پر بھیجا گیا تو بہشت اور بہشتیوں سے جدائی کی گھڑیاں سر پر آ پہنچیں۔ جدائی سے دکھ سہنا پڑا مگر خلیفۃ الارض کے تاج سے نوازا گیا۔ پس واضح ہوا کہ اس دنیا کی حیات مستعار کے لمحات کا بستر انسان کے لیے عالم ارواح سے جدائی کا مقام ہے۔ روح بے چین ہو جاتی ہے اللہ والوں کی روح دنیا میں بھی اسی بے چینی کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے کم ہی اس دنیا میں محویت اختیار کرتے ہیں یوں محسوس ہوتے ہیں کہ گو اُن کا جسم تو اس دنیا میں ہے مگر ان کی سوچیں اور فکریں یہاں نہیں بلکہ کسی اور دنیا میں ہیں۔ اسی جدائی کی کسک محسوس کرتے رہتے ہیں مگر جب انہیں صحیح سلامت زندگی کے لمحات گزار کر موت کا وقت آجاتا ہے تو جب موت کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں اپنے مقام سے انہیں آشنائی ہوتی ہے کہ الحمد للہ ہم ایمان سلامت لے کر بارگاہِ حق میں حاضر ہونے والے ہوتے ہیں تو ان کے وجود مسعود سے خوشی کا اظہار ہوتا ہوا نظر آتا ہے ہم میں سے اکثر نے بھی یہ تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات جب کوئی فوت ہو جاتا ہے اس کے وجود عنصری سے روح پرواز کر جاتی ہے تو اس کے وجود میں سے چہرے کی طرف دیکھیں تو پیشانی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے چہرے پہ مسکراہٹ ہوتی ہے بعض اوقات جب ان کی قبر کھودی جاتی ہے اس سے عجیب و غریب خوشبو اس مٹی سے ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت عبدالحق شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار سے خوشبو:

الفقیر القادری ابو احمد کی عمر ابھی تیرہ چودہ سال تھی اس وقت میرے ماموں حافظ منظور احمد صاحب کے استاذ محترم جناب حافظ عبدالحق شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (چک شاہ کرم نزد عارف والہ ضلع پاکپتن شریف) کا وصال ہوا۔ آپ نے ساری زندگی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن مجید کی تدریس کے شغل میں گزار دی ان کا وصال ہوا۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جب قبر مبارک کھودی گئی تو اس سے ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ قبر مبارک کھودنے والے اور اردگرد بیٹھے لوگ حیران رہ گئے کہ یہ خوشبو کیسی ہے اور کہاں سے آرہی ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے جو سعادت عطا فرمائے اللّٰہ یُعْطِیْ مَنْ یَّشَآء آپ کا مزار مبارک چک شاہ کرم تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن شریف میں ہے۔

حافظ مرید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی مزار سے خوشبو:

حافظ مرید احمد رحمتہ اللہ علیہ پہلے چک 8 کے بی میں قرآن مجید کی تعلیم دیتے رہے بعد ازاں اپنے مرشد کریم حضرت پیر محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جن کا مزار پرانوار چک شاہ کرم نزد عارف والہ میں ہے) کے فرمان ذیشان کے مطابق چوک پرانا تھانہ جس کا نام بعد میں حسین آباد رکھا گیا مگر تا حال زیادہ تر پرانا تھانہ کے نام سے ہی مشہور ہے حسین آباد تحصیل و ضلع پاکپتن شریف میں ساری زندگی قرآن مجید کی خدمت کی ہزاروں حفاظ و قراء حضرات نے آپ سے قرآن مقدس کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کو ہسپتال میں داخل کروایا گیا تو وہاں ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں مگر جب طبیعت قدرے سنبھلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مبارک سننے کی فرمائش کرتے یا تلاوت قرآن مجید سے دل بہلاتے۔ جب وصال ہو گیا تو آپ کی قبر مبارک کھودی جانے لگی تو الفقیر ابو احمد اویسی نے حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب ساکن کلیانہ سے عرض کیا کہ آؤ قبر انور بنتی تو دیکھیں۔ جب قبر مبارک جہاں کھودی جا رہی تھی تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایسی خوشبو پھیلی ہوئی ہے کہ اس جیسی خوشبو زندگی بھر نہ سونگھنے کو ملی تھی۔ الفقیر حیران ہوا کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ الفقیر نے توجہ کی تو محسوس ہوا کہ قبر کی طرف سے آرہی ہے۔ سوچ پیدا ہوئی کہ اسی طرف چارپائی بھی پڑی ہے شاید وہاں سے خوشبو آرہی ہے۔ مگر پھر جنوب کی طرف ہو کر دیکھا تو پھر بھی قبر کی طرف سے محسوس ہوئی پھر شمال کی طرف جا کر غور کیا تو اب آپ کا جسد مبارک مجھ سے مغرب کی طرف تھا اور قبر مبارک جنوب کی طرف۔ بالآخر جب میں مغرب کی سمت آیا تو اب آپ کا وجود عنصری مجھ سے مغرب کی طرف تھا اور قبر مبارک مشرق کی طرف بنائی جا رہی تھی تو اچھی طرح واضح ہوا کہ یہ قبر کے اندر سے ہی خوشبو آرہی ہے۔

میرا یوں قبر کے چاروں طرف پھرنے کی کیفیت حضرت علامہ حافظ نذیر احمد صاحب (ساکن کلیانہ تحصیل و ضلع پاکپتن شریف) نے محسوس کی تو پوچھنے لگے۔ کیوں خیر ہے؟ الفقیر القادری ابو احمد نے عرض کیا کہ قبر کھودنے والے مقام کی طرف ذرا غور تو کیجئے آپ کیا محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو غور کیا تو کہنے لگے بڑی بہترین خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ پھر الفقیر نے عرض کیا کہیں یہ خوشبو چارپائی کی طرف سے تو نہیں آرہی؟

انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے؟ عرض کیا اس طرح نہیں قبر کی مغربی سمت جا کر غور کرو۔ انہوں نے جب مغربی سمت جا کر غور کیا تو فرمانے لگے یہ خوشبو چارپائی کی طرف سے نہیں بلکہ قبر جہاں کھودی جا رہی ہے ادھر سے آرہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے پھر انہوں نے آئندہ جمعۃ المبارک کے دن ساتہ کے ختم مبارک کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بھی اس واقعہ کا تذکرہ بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا۔

فائدہ:

ایسے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں واقعات [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خدام پہ کرم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوازی فرماتا ہے۔ جب وہ دنیا کی زندگی سے آخرت کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو انہیں خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

ایھہ ھمارا جیونا:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مبارک شعر میں فرمایا یہ ہے کہ ہمارا جینا اللہ والوں کی زندگی دنیا میں اس طرح گزرتی ہے۔ اکثر اللہ والے دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں میں وقت گزارتے ہیں مگر بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ مجال ہے کہ ان کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑے۔ دکھوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ان سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں مگر ان کے حوصلے اور ہمت کو نا کام نہیں کر سکتے۔

فیض ملت کے حوصلے اور ھمت کی دو مثالیں:

حضرت علامہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالیٰ مدینہ منورہ میں تھے کہ آپ کے لخت جگر محمد صالح اویسی رضوی رحمتہ اللہ علیہ ایک حادثہ کا شکار ہوئے بالآخر اسی حادثہ کے باعث وصال فرما گئے۔ محمد صالح اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بڑے عظیم مفتی تھے۔ پورے مدرسے کا سارا انتظام انہیں کے سپرد تھا۔ بڑے بہترین مدرس تھے۔ خطیب ایسے کہ جن خطیبوں کا جادو سر چڑھ کے بولتا تھا تو وہ بھی آپ کا خطاب سن کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ دین کا جذبہ ایسا کہ گٹر وغیرہ کی جو صفائی کرنے سے طلبہ کتراتے تھے۔ خود گٹر صاف کر دیا کرتے تھے اور گٹر صاف کرتے ہوئے ان کی پیشانی پر ذرا بھی بل نہ پڑتا۔ الحمدللہ ایسا منظر خود الفقیر ابواحمد اویسی نے دیکھا کہ تین طلبہ پاس کھڑے ہیں اور آپ گٹر کی صفائی کر رہے ہیں۔ بہر حال جب ایسی عظیم شخصیت کا وصال ہوا تو قبلہ فیض ملت کو مدینہ المنورہ میں فون کے ذریعے اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لختِ جگر حضرت علامہ قبلہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی کو حکم فرمایا کہ فیاض احمد آپ جائیے۔ ہم تو مدنی تاجدار کے مہمان ہیں۔ آپ کی مہمانی میں چند ایام گزارنا چاہتے ہیں۔

جب آپ واپس آئے محمد صالح اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے چہلم کے موقع پر الفقیر بھی بہاولپور حاضر ہوا۔ آنے والے مریدین آپ کے سامنے جب اظہار تعزیت فرماتے تو روتے ہوئے اظہار تعزیت فرماتے مگر آپ صبر و تحمل کا پہاڑ بن کر آنے والوں کو صبر و تحمل کا درس دیتے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر مجال ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے کسی نے اُف تک کی آواز سنی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے اس طرح صبر کا مظاہرہ آج کے اس گئے گزرے دور میں بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔

فیض ملت کا ھسپتال میں داخلہ:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث شب و روز دین متین کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ الفقیر القادری 1989ء میں آپ کے پاس پہلی دفعہ دورہ تفسیر کے سلسلہ میں حاضر ہوا تو بڑی کوشش کی کہ آپ کے آرام کرنے کا وقت دیکھوں مگر سوائے دو اوقات کے میں نے آپ کو کبھی سوتے ہوئے یا آرام کرتے نہ دیکھا ایک تو اشراق کے نوافل ادا کرنے کے بعد تقریباً آدھا گھنٹہ اور ایک دوپہر کے وقت قیلولہ شریف علاوہ ازیں۔ آپ ساری ساری رات دین کی خدمت میں کتابیں تصنیف کرتے ہوئے یا مختلف کتابوں کے ترجمے کرتے ہوئے یا طلبہ کو قرآن واحادیث کا مفہوم سمجھاتے ہوئے گزارتے۔ الحمدللہ چار ہزار سے زائد کتب آپ سپرد قلم کر چکے ہیں۔ آپ کو ایک پھوڑا نکلا اور شگر کی وجہ سے بھی اخراب ہو گیا وکٹوریہ ہسپتال میں آپ کو داخل کروایا گیا پھوڑے کی وجہ سے انتہائی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شدید تکلیف متعدد بار اپریشن کروانا پڑا ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے وغیرہ سے منع کر دیا مگر اس کے باوجود آپ ہر کام کرتے ہیں دیکھنے والا انتہائی پریشانی کے عالم میں مبتلا ہو جاتا۔ پلستر بندھا ہوا۔ عجیب حالت چلا پھرا نہ جاتا۔ تکلیف کے سبب آپ کو سائیکلی اور ریڑھی وغیرہ پہ اٹھا کر مسجد میں لایا جاتا مگر آپ انتہائی صبر و تحمل اور برداشت سے کام لیتے ہوئے کسی کے پوچھنے پر ارشاد فرماتے الحمد للہ بہتر ہوں۔ اتنا خاص کوئی مسئلہ نہیں معمولی سا مسئلہ ہے انشاء اللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ بلکہ آپ خود اپنے ملنے والوں کا دل بندھاتے۔ انتہائی تکلیف کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تا حال جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ تا دیر آپ کا سایہ مبارک ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

توں صاحب سچے ویکھ:

مالک حقیقی ہمارے احوال پہ نظر رحمت فرما

آپ نے شعر کے اس حصے میں دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ اب تو ہمارے احوال پہ رحمت و برکت فرما۔

فضیلت دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے۔ جب تک جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ کہے میں نے دعا مانگی اور مانگی مگر مجھے امید نہیں کہ قبول ہو لہٰذا اس پر دل تنگ ہو جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

کسی کیلئے پس پشت دعا مانگنے کی فضیلت:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے اس کی پس پشت دعا ضرور قبول ہے اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لیے دعا خیر کرتا ہے تو مقررہ فرشتہ کہتا ہے کہ آمین اور تجھے بھی اس جیسا ملے۔ (رواہ مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

فائدہ:

کسی کے سامنے کسی کے لیے دعا کرنے میں چاپلوسی، خوشامد، ریاء وغیرہ کا احتمال ہے مگر پس پشت دعا میں یہ احتمال نہیں اس میں اخلاص ہی ہوگا اسی لیے پس پشت کی قید لگائی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کی خدمت بہترین عبادت ہے اور اس کی خیر خواہی بہترین عمل (مراۃ المناجیح جلد ۳، ص ۳۱۳)۔

فائدہ:

تم مسلمان بھائی کے لیے دعا کرو تو فرشتہ تمہارے لیے دعا کرے گا اگر تم نے فرشتہ کی دعا لینا ہے تو دوسروں کو دعا دو۔ بعض بزرگ جب کوئی دعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنے لیے بھی جمع کے صیغہ سے دعا کرتے ہیں ان عملوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد ۳، ص ۳۱۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایصالِ ثواب:

ایصال ثواب بھی ایک حیثیت سے فوت شدگان کے لیے دعا ہی ہوتی ہے نیز جس کے لیے دعا مانگی جارہی ہوتی ہے وہ تو ویسے ہی اس جہان فانی سے رخصت ہو چکا اس کی چاپلوسی اور خوشامد وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا یہ ایصال ثواب والی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا نیز اس کے لیے فرشتہ بھی دعا فرماتا ہے۔

دعا ھی عبادت:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلدُّعَآءَ ھُوَ الْعِبَادَۃُ دعا ہی عبادت ہے۔

ثُمَّ قَرَاَوَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

پھر یہ آیت مبارک کہ تلاوت فرمائی کہ رَبُّکُمُ..... تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲)

فائدہ:

دعا جو بھی خلوص نیت سے مانگی جائے وہ عبادت ہے جیسے عام دعائیں عبادت ہیں اسی طرح مختلف مواقع پر جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بھی عبادت ہیں جیسے دیگر دعائیں عبادت ہیں اسی طرح ایصال ثواب کے وقت جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بھی دعائیں ہی ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے ختم شریف یا ایصال ثواب کے موقع پر کیسے دعا مانگی جاتی ہے۔

کہ یا اللہ! یہ جو کچھ ثواب میرے ملک ہوا ہے اس کا ثواب اپنی رحمت سے تمام انبیاء کرام خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مؤمنین ومؤمنات اور بالخصوص فلاں فلاں کو بخشا یا اللہ یہ ثواب تو ان تک پہنچا۔ ان کی مغفرت فرما ان کے گناہ بخش دے اپنی رحمت والا مقام جنت عطا فرما آمین۔

اب اس دعا میں کیا حرج ہے۔

دعا قضا کو ٹالتی ھے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ

قضاء کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں لوٹاتی اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ۲)

رب کرم والا:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب حیاء والا ہے کرم والا ہے اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے وہ انہیں خالی لوٹا دے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

الحمدللہ دعا کے متعلق پختن کی تعداد کے موافق یہاں پانچ احادیث پیش کرنے کی سعادت تبرکا حاصل کی ہے انشاءاللہ کسی اور مقام پر اس موضوع پر قدرے تفصیلات عرض کی جائیں گی۔

بہرحال اس شعر مبارک کے آخری حصے میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرماتے ہوئے عرض کیا ہے کہ اے میرے کریم مالک و خالق، نظر رحمت فرما ہمارے دکھ، تکلیفیں، مصائب و آلام دور فرما۔ دنیا و آخرت میں ہمیں سرخرو فرما آمین بجاہ سیدالمرسلین۔

-----☆☆☆-----

برِہا برِہا آکھیے ، برہا توں سُلطان فریدا جت تن برِہوں نہ اُپجے سوتن جان مسان

حل لغات:

* برِہا: وچھوڑا، جدائی، فراق۔ * آکھیے: کہیے، کہتے ہیں، پکارتے ہیں، بلایئے۔ * توں: تُو۔ * سلطان: سردار، طاقت والا، اختیار والا، فرماں روا، بادشاہ۔ * فریدا: اے فرید۔ * جت: جس۔ * تن: جسم، وجود، فرد، شخص۔ * برہوں: وچھوڑا، جدائی۔ * اُپجے: پیدا ہوئے، ظاہر ہوئے، دکھائی دے، نظر آئے، اُگنا۔ * سو: وہی۔ * جان: سمجھ۔ * مسان: ہندوؤں کے مُردے جلانے کی جگہ، شمشان۔

مطلب:

ہم سبھی جدائی، جدائی اور فراق، فراق کا شور مچاتے ہیں جدائی اور وچھوڑے سے تنگ آخر نہ جانے کیا کیا پکارتے رہتے ہیں۔ شکوہ گلہ اور شکوہ ہماری زبانوں پہ رہتا ہے۔ مگر ہجر، یہ جدائی، یہ فراق کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اصل طاقت تو تو ہی ہے۔

اے فرید! جس انسان کے جسم میں فراق کا احساس نہیں ہوتا اسے مردہ سمجھنا چاہیے یا ہندوؤں کے مردہ جلانے کی جگہ شمشان سمجھنی چاہیے۔

کیونکہ جو مالک و خالق کی یاد میں مست رہتا ہے وہ زندہ ہے اور جو غفلت کی نیند میں ڈوب جاتا ہے وہ زندگی نہیں مردہ ہوتا ہے۔ اسے زندہ نہیں سمجھا جا سکتا اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اسی کی یاد اور اسی کے ہجر و فراق میں اپنی حیات مستعار کے لیل و نہار گزار دے وہی انسان زندہ ہے۔ اور وہی اپنی زندگی کا مطلب جانتا ہے۔ حقیقت میں وہی انسان دونوں جہانوں میں زندہ رہتا ہے کیونکہ اس نے حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ خالق و مالک کے ساتھ اپنی زندگی کی سانسوں کو جوڑ لیا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔

ہو دم غافل سو دم کافر:

ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا ہی عشق حقیقی ہے اور جو دم مالک سے غفلت میں گزرے وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ دم کافر میں گزرا جس قوت [illegible] ہوئے۔ اور جسے حق تعالیٰ کی یاد نصیب

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوجائے اس کی محبت آہستہ آہستہ عشق کا درجہ اختیار کر لیتی ہے حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ

الف
اللہ سچی کیتو سے جد چمکیا عشق اگو ہاں ہو
راتیں دیہاں دیوے تاء تیکھر ے نت کرے اگو ہاں سو ہاں ہو
اندر بھائیں، اندر بالن، اندر دے وچ دھوکاں ہو
باھو شوہ تداں لدھیو سے ، جداں عشق کیتو سے سوہاں ہو

(ابیات باہو)

ج
جو دم غافل سو دم کافر اسانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو
سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا ول لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے اساہ ایسا عشق کمایا ہو
مرن توں اگے مرگئے باہو، تاں مطلب نوں پایا ہو

اللہ تعالیٰ کی محبت:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی محبت تمام مقامات میں سے انتہائے درجہ کی عنایت اور تمام مقامات میں بلند مرتبہ رکھتی ہے اس لیے کہ ادراک محبت کے بعد وہ کسی بھی قسم کا مقام کیوں نہ ہو شوق ہو یا انس یا رضا وغیرہ سب اس کے تابع اور ثمرہ ہیں اور محبت سے پہلے جتنے بھی مقامات ہیں جیسے توبہ، صبر، زہد اور دوسرے مقامات ہیں وہ تمام محبت کے مقامات کی حیثیت اور دوسرے مقامات اگرچہ ان کا ہونا شاذ و نادر ہے مگر پھر بھی تمام دلوں میں اس کا امکان ہوتا ہے اور اس کے امکان کے ایمان سے کوئی بھی دل خالی نہیں ہوتا۔

(اتحاف المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم، ص ۵۳۵، جلد ۴)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ثبوت:

جو محبت بندے کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے اس کا وجود ہے اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول سے محبت فرض ہے۔ (احیاء العلوم، ص ۵۳۵)

آیات (1):

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَه (سورۃ المائدہ ۵۴)

وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا (کنزالایمان)

(2) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)

اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کی محبت نہیں (کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث(1):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ احبّ الیہ مما سوا ھما

تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک ان کے ماسوا سے سب سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔(احیاء العلوم شریف، جلد۴، ص۵۳۶)

حدیث (2):

سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت اس لیے کرو کہ وہ تمہیں ہر صبح اپنی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اور مجھ سے محبت اس لیے کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے۔(احیاء العلوم شریف، جلد۴، ص۵۳۶، باب۶)

فائدہ:

جس سے محبت ہوتی ہے اس کی جدائی اور فراق میں برا حال ہوتا ہے مگر حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ جدائی یا فراق بری چیز نہیں بلکہ یہ تو سلطان ہے بادشاہ کیونکہ اسی کے سبب سے بندہ اپنے محبوب سے غفلت کا شکار نہیں ہو جاتا۔ گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ سارا جہان جدائی سے نالاں نظر آ رہا ہے کسی سے فراق اور جدائی کے متعلق تعریف نہیں سنی۔ اس کے متعلق جس کی بھی زبان کھلتی ہے ہجر کے خلاف ہی کھلتی۔ حالانکہ ہجر و فراق تو سلطان ہے۔ سبھی دلوں کا حاکم اور بادشاہ ہے۔ بلکہ ہجر و فراق کو غور سے دیکھا جائے تو یہی دلوں پہ حکومت کرتا ہے جو جسم ہجر و فراق سے آشنا نہیں ہوتا وہ تو جیتے ہوئے مردے کی راکھ ہے۔ اور وہ زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"اے فرید! جس دے بدن نوں ایہ ہجر فراق نہیں لگدا، اوہ تن سڑے ہوئے مردے دی سواہ اے اوہدا زندگی نال کوئی تعلق نہیں۔ زندہ اوہ ای اے جیہڑا اپنے مالک دی یاد وچ اے جنہوں اپنے خدا دی محبت اے تے اوسے دے ہجر وچ اوہ عمر دے دن گزار دا اے تے اوہ ای زندہ اے تے اپنی زندگی دا مطلب وی جان دا اے۔

اوہ جیہے اوتھے دو نہاں جہاناں وچ جیوناں جائز ایں کیوں جے اوہ زندہ رب نال زندگی دے سانہ جوڑ بیٹھا اے۔ اونہوں موت دا کوئی ڈر نہیں اور اوہدے لئی وارث شاہ دی ایہ خوبی دے گیا۔

وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنہاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں۔

(بول فریدی، ص۸۹)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

زہد زہد کریندے، تے روزے نفل نمازاں ہو
عشق غرق ہوئے وچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ہو
مکھی قید شہد وچ ہوئی کیہ اوسی نال شہبازاں ہو

(ابیات باہو، ص۳۶۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ع سوز کنوں سڑیا سارا میں تے دُکھاں ڈیرے لائے ہو
کوئل وانگوں کوکیندی وتاں نال ونجن دن اضائے ہو
بول پپیہارُت ساون آئی ، متاں مولا مینہ وسائے ہو
صدق ثابت صدق تے قدم اگوہاں باہو، رب سکدیاں دوست ملائے ہو

ع عشق راز ماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ہو
نیند حرام تنہاں تے ہوئی جیہڑے اسم ذات کماندے ہو
ھک پل مول آرام نکردے ، دیہنہ رات و تن کرلاندے ہو
جنہاں الف صحی کر پڑھیا باہو ، واہ نصیب تنہاں دے ہو
عشق اسانوں لِسیاں جاتا لتھا مل مہاڑی ہو
ناں سو دے ناں سون دیوے جینویں بال رہاڑی ہو
پوہ مانہہ منگے خربوزے میں کتھوں لیساں واڑی ہو
عقل فکردیاں بُھل گیاں گلاں باہو جد عشق وجائی تاڑی

بلکہ یہ فراق تو محبوب کی یاد میں ہمہ وقت مگن رکھتا ہے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہونے دیتا۔ یہ بظاہر تکلیف دینے کا سبب بنتا ہے مگر حقیقتاً راحت وسکون کا سبب بنتا ہے۔ بظاہر دکھ کا سبب ہے مگر حقیقتاً سکھ کا سبب ہے کیونکہ ہمہ وقت محبوب کی یاد میں دل محو رہتا ہے۔ جیسے مجازی عاشق پتہ ہلنے کی آواز سنتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ شاید میرا محبوب آرہا ہوگا مستعد ہو جاتا ہے اس کے ذہن سے غفلت کوسوں دور بھاگ جاتی ہے مگر جب اللہ سے محبت رکھنے والا حق تعالیٰ کے فراق میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بھی بدرجہ اولیٰ زیادہ مستعد ہوتا ہے کہ عاشق مجازی کا عشق بھی فانی۔ معشوق بھی فانی اور عاشق بھی فانی ہوتا ہے جب سب کچھ ہی فانی ہوتا ہے تو اسے کیا ملنا اس کے باوجود وہ اتنا مستعد ہوتا ہے کہ عام آدمی اتنا مستعد نہیں ہوسکتا اپنے تن من دھن سب کچھ اس فانی عشق اور فانی محبوب پہ قربان کرنے کے لیے تل جاتا ہے۔ تو محبوب بھی صادق ہو محبّ صادق اور محبت بھی صادق ہو تو ایسا محبّ کیوں نہ جھوٹے عاشق سے زیادہ مستعد ہوتا ہوگا۔ ہر لحہ قیمتی سے قیمتی بنتا چلا جاتا ہے ہر لحہ یادِ حق میں گزارتا ہے۔ ہر لحہ محبوب حقیقی سے قرب میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر ایسی جدائی اور ایسے فراق کو کیوں نہ سلطان کہیں اسی لیے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فراق کو بُرا بھلا کہنے کی بجائے سلطان فرمایا ہے۔

اور جسے حق تعالیٰ کی محبت اور اس کے فراق کا مزہ نصیب نہیں ہوا وہ دراصل انسان زندہ ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ مردہ ہے۔ اس لیے کفار کو مردہ کہا گیا ہے کہ انہیں حق تعالیٰ کی محبت کی چاشنی نصیب ہی نہیں ہوئی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا ایہہ وِس گندلاں دھریاں کھنڈلِواڑ اِک راہندے رہ گئے ، اِک رادھی گئے اُجاڑ

حل لغات:

* ایہہ: یہ۔ * وِس: زہر۔ * گندلاں: سرسوں کے نرم نرم تنے جن کا سالن بنایا جاتا ہے۔ * دَھریاں: رکھیاں، پڑی ہیں، رکھی ہیں۔ * کھانڈ: چینی۔ * لِواڑ: لگا کر، لپیٹ دی گئی۔ * اِک: ایک۔ * رَاہندے: ہل چلاتے، ہل چلا کر زمین کو فصل کاشت کرنے کے قابل بنایا۔ * رادھی: بجی ہوئی، بوئی ہوئی، تیار کی ہوئی۔ * گئے اُجاڑ: برباد کر گئے، تباہ کر گئے، ویران کر گئے، خراب کر گئے۔

اے فرید! (دنیا اور دنیا کی دلفریبیوں میں نہ پڑ) کیونکہ یہ تو زہریلی گندلیں ہیں جو کھانڈ میں لپیٹ کر تمہارے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ کچھ لوگ یہی زہریلی گندلیں کاشت کرتے رہ گئے اور لوگ ایسے ہیں جو ان کی تیار فصل، ان کے موت کے منہ میں چلنے جانے کی وجہ سے اُجڑ گئی۔ اس طرح دنیا کی لفریبیوں کا شکار ہونے والے دونوں گروہ تباہی و بربادی کا شکار ہو گئے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی حقیقت سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! اس دنیا کی نعمتیں، مال و دولت، شہرت اور بڑائی وغیرہ دنیوی اُمور کی حقیقت یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سب چیزیں یعنی زہر والی گندلیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایسی زہریلی گندلیں کہ جن پر بظاہر کھانڈ یعنی چینی لپیٹ دی گئی ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہوئے جو ان کو کاشت کرنے میں اپنی زندگی گزار گئے اور کچھ ایسے ہوئے کہ بوئی ہوئی کھیتیاں ہی اجاڑ گئے۔ گویا ان میں سے کسی نے بھی فائدہ نہ کیا۔ دونوں گروہ ہی نقصان میں رہے اور برباد ہوئے۔

اس دنیا میں وہی لوگ اس دنیا کے جال سے بچ نکلے جن کو رب کائنات نے توفیق عطا فرمائی اور وہ انہیں زہریلی دنیوی راہ و رسم کو ترک کر کے زندگی گزار گئے اور اپنے آپ کو دنیا اور دنیوی بھول بھلیوں سے بچائے رکھا۔

فائدہ:

اس شعر میں بھی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا اور دنیا کے ساز و سامان کی حقیقت واضح بیان فرمائی ہے کہ یہ دنیا جو ہمیں بڑی دلفریب نظر آئی ہے جسے دیکھ کر بڑے بڑے زاہد اپنا زہد چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس دنیا کی حقیقت وہ نہیں جو ہمیں بظاہر نظر آتی ہے بلکہ اس دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ بظاہر تو یہ بڑی خوبصورت نظر آ رہی ہے مگر حقیقت اس کی بڑی ہی بدصورت ہے۔ بظاہر یہ بڑی پیاری اور میٹھی نظر آ رہی ہے مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ جیسی نظر آ رہی ہے ویسے ہے نہیں بلکہ انتہائی زہریلی ہے۔ کہ ذرا سا بھی اس کا داؤ چل گیا تو یہ جسم و جان کو بھی نقصان پہنچا سکتی اور دین و ایمان کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ بظاہر یہ دنیا بڑی مفید نظر آنے والی ہے۔ حقیقتاً یہ مفید نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے اس کے ساتھ دوستی لگانے والوں نے کبھی اس سے وفا نہ پائی۔ یہ دغا باز ہے۔ ہر ایک سے دغا بازی کرنا اس کا شیوہ ہے یہ بظاہر بڑے سبز باغ دکھاتی ہے انسان کو لبھاتی ہے مگر جب انسان اس کے قریب ہوتا ہے تو پھر یہ دھوکہ دے جاتی ہے اور انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا والوں کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُ االْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۪ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۶ پ ۱، ع ۱۰)

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔ (کنز الایمان)

دنیا کی مذمت احادیث میں (1):

حضور نبی کریم رؤف الرحیم کا گزر ایک مردہ بکری پر ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا (یہ مردہ) بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر ذلیل نہ ہوتی تو اسے یہاں کیوں پھینک جاتا۔

آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اچھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ ملتا۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، ص ۳۴۴)

2- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت

3- اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا اِلَّا مَا كَانَ اللّٰهُ مِنْهَا

دنیا ملعون ہے اور جو اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے بجز ان اشیاء کے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔

4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ دنیا کا ضرر کرتا ہے۔ پس باقی کو فانی پر اختیار کرو۔ (احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۳۴۴)

5- فرمایا: دنیا میٹھی اور سبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ تم کیسے عمل کرو گے جب بنی اسرائیل کے لے دنیا زیادہ ہوگی اور اس کا خوب پھیلاؤ ہوا تو زیورات اور عورتوں اور خوشبو اور کپڑوں میں مست ہو گئے۔

(احیاء العلوم، جلد ۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول مبارک:

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں دنیا و آخرت دونوں کی محبت جمع نہیں ہوتی جیسے کہ ایک برتن میں آگ اور پانی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ (اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳، ص ۳۴۷)

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا [illegible] کے فریب میں آجاتا ہے بالآخر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوڑ جاتا ہے دنیا تو اس کی رسوائی کرتی ہے۔لیکن وہ اس پر اعتماد کر کے زمین پر بے خوف رہتا ہے اور بڑی حسرت ان پر ہے جو دھوکہ کھا کر جس چیز کو برا جانتے ہیں وہی ان کے سامنے آتی ہے اور اپنی محبوب چیزوں سے جدا رہتے ہیں اور جو کچھ ان سے وعدہ ہوا کرتا تھا وہ اس وقت آ پہنچتا ہے اور افسوس ہے اس پر جو دنیا کو مدنظر رکھے اور خطاؤں کو دستور العمل بنائے۔کل گناہوں کی فضیحت ورسوائی کا سامنا ہوگا۔(اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، جلد ۳، ص ۳۴۹)

دنیا و آخرت کی طلب:

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دنیا کو طلب کرے گا اس کا بھی یہی حال ہے کہ جتنی ملی اس سے زیادہ کا ہی طالب ہوتا ہے اور جو آخرت کو محبت سے طلب کرتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ جتنا ملے اس سے زیادہ چاہتا ہے نہ اس کی انتہا ہے۔(احیاء العلوم)

دنیا و آخرت سوکنیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مبارک ہے کہ:

دنیا و آخرت آپس میں سوکنیں ہیں جتنا ایک راضی ہوگی اتنا ہی دوسری ناخوش ہوگی۔(احیاء العلوم)

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کا قول مبارک:

ایک مرتبہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ اور کن لوگوں کی جگہ ہے؟ فرمایا: دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا یہ منافقوں کا مقام ہے۔(ہشت بہشت، اسرار الاولیاء فصل ۱۴)

فائدہ:

سلطان العارفین نے اسی لیے ارشاد فرمایا کہ:

دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ہو
ہڈی اتے ہوڑ تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہو
عقل دے کوتاہ، سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہو
باجھوں ذکر رب دے باہو، کوڑی رام کہانی ہو
دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے ہوندی ہو
نقش نگار کرے بہتیرے، زن خوباں سبھ مونہدی ہو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اُتوں جھوندی ہو
حضرت عیسیٰ دی سلھ وانگوں باہو راہ ویندیاں نوں کونہدی ہو

(ابیات باہو)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکایت:

حضرت علامہ فیض ملت قبلہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ لعالی لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک شخص تیس سال سے آپ کے قریب ہی ایک قبر کے کنارے کفنی پہنے ہوئے بیٹھا رویا کرتا ہے اور رات دن بے قرار رہتا ہے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ شخص بہت لاغر ہو گیا ہے چہرہ بھی زرد ہے اور آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیس سال سے گور و لفن کے خیال نے تجھ کو خدا سے پھیرا ہوا ہے ان کا خیال چھوڑ کیونکہ تیرے راستہ میں یہ حائل ہیں اس شخص نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے نور سے اپنے حال کا مشاہدہ کیا اور جو عیب اس میں تھا وہ اس کو اس میں نظر آ گیا۔ فوراً نعرہ مار کر جان دے دی اور اسی قبر میں گر پڑا۔ (ذکر اویس، ص ۲۱۲)

سبق:

1- جب راہِ مولیٰ میں گور و کفن بھی حجاب ہوں تو پھر دنیا کی دوسری چیزیں کس قدر اور کتنی حجاب ہوں گی۔

2- تقویٰ کا مطلب بیان کرتے ہوئے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک آدمی یہ نہ سمجھ لے کہ گویا وہ تمام مخلوق قتل (فنا) کر چکا ہے یعنی جب تک دنیا سے کلی طور پر قطع تعلق نہ کر لے وہ تقویٰ (پرہیز گاری) میں کامل نہیں ہو سکتا۔

(ذکر اویس، ص ۲۱۲)

دنیا کی فریب کاریاں:

انسان دنیا اور دنیا کی فریب کاریوں میں مشغول ہو کر حق تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان دنیا میں مشغولیت کے باعث حق تعالیٰ اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہو جاتا ہے جیسے بظاہر گندلیں بڑی خوبصورت نظر آ رہی ہوں ان پر چینی یا گڑ کا خول چڑھا دیا گیا ہو تو بظاہر تو معلوم ہوں گی کہ یہ ایک مٹھائی ہے دل چاہے گا کہ یہ کھالوں مگر پہلے علم نہ ہو گا کہ اس کی حقیقت کیا ہے جب کھائے گا ان میں بسی ہوئی زہر نے جب اپنا اثر دکھایا، زہر جسم پر غالب آ گیا تو علم اس وقت ہو گا جب ہلاکت میں پڑ گیا دنیا کا بھی یہی حال ہے کہ جب انسان دنیا کو دیکھتا ہے تو اس کی رنگینیوں میں کھو کر حقیقت معلوم نہیں کر سکتا اس کے دماغ پہ اس کی روشنیاں اثر کر گئیں حقیقت سمجھنے سے دماغ ماؤف ہو گیا جب اس میں اچھی طرح مشغولیت اختیار کر لیتا ہے تو حق تعالیٰ کی محبت دل سے نکال دیتی ہے۔ آخرت کے امور کے خلاف دنیوی امور میں انسان اپنے شب و روز گزارنا شروع کر دیتا ہے اس طرح انسان جوں جوں دنیا میں مشغول ہوتا چلا جاتا ہے حق تعالیٰ اور آخرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے کیونکہ ایک ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور دنیا کی محبت دونوں یکجا نہیں ہو سکتیں دونوں ہی ایک دوسری کے متضاد ہیں ان دونوں میں سے ایک رہے گی تو دوسری چلی جائے گی۔ جیسے آگ اور پانی ایک دوسرے کے متضاد ہیں اگر آگ کا جلوہ برقرار رہا تو پانی کو بھاگنا پڑے گا اور اگر پانی غالب آ گیا تو آگ بجھ جائے گی یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا اور حق تعالیٰ کی محبت کا ہے اس لیے جو حق تعالیٰ کی محبت کا طلبگار ہے اسے چاہیے کہ دنیا سے پرہیز کرے۔ اگر پرہیز نہیں کرے گا تو دنیا میں مبتلا ہو جائے گا۔ دنیا میں مبتلا ہونا بھلائی سے محرومی کا سبب ہے۔

جو لوگ دنیا میں مبتلا ہوئے انہوں نے دنیا میں مبتلا ہو کر ایسے ایسے امور سر انجام دیئے کہ الامان والحفیظ۔ یہود و نصاریٰ کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تباہ کاریاں، اخلاقی اقدار کا زوال پذیر ہونا، تہذیب کے نام پر ڈانس پارٹیوں کا اودھم مچانا، انٹرنیٹ ٹی وی پروگرامز، سینما وغیرہ پہ عریانی وفحاشی کا سیلاب، اپنے تحفظ کے نام پر ہتھیاروں کی دوڑ میں نمبر اول آنے کی لڑائی اور اگر کوئی مخالف بنا لے تو اس کی تباہی کے لیے پوری دنیا کو ملا کر دھاوا بول دینا۔ اسلام اور اسلام کے متعلقات کو نشانہ ستم بنانا یہ سب کے سب وہ امور ہیں جو دنیا سے محبت رکھنے والوں کے کردار کی چند جھلکیاں ہیں۔ جن کا مشن ہی یہ بن چکا ہے کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے۔ ان کی زندگی کی ساری کھیتیاں ہی اجڑ گئیں ان میں سے کسی نے بھی اپنی کھیتی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ یہ کھیتیاں بونے والے بھی اور انہیں استعمال کرنے والے دونوں گروہوں نے نقصان ہی نقصان اٹھایا۔ صرف وہی لوگ فائدے میں رہے جو اس دنیا کے جال سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

-----☆☆☆-----

فریدا چار گوائیاں ہَنڈِھ کے، چار گوائیاں سَم لیکھا رب منگیسیا توں آئوں کیہڑے کم

حل لغات:

* چار گوائیاں: چار گھڑیاں وقت برباد کر دیا، ضائع کر دیا، چار پہر دن کے اور چار ہی پہر رات کے۔ * ہنڈھ کے: پھر کے، استعمال کر کے، پرانا کر کے۔ * سَم: سو کر، غفلت میں۔ * لیکھا: رقم، حساب کتاب، حساب۔ * رب: پالنہارا، پالنے والا، پروردگار، مالک، خدائے تعالیٰ، اللہ تعالیٰ۔ * منگیسیا: مانگے گا، طلب کرے گا۔ پوچھ گچھ کرے گا۔ * توں: تُو۔ * آئوں: آون سے ماضی یعنی تُو آیا۔ * کیہڑے: کس، کون سے۔ * کم: کام۔

چار پہر دنیوی کاموں میں مصروف رہ کر ضائع کر دیئے اور چار پہر غافلانہ نیند میں ضائع کر دیئے۔ مرنے کے بعد جب رب کائنات حساب کتاب کرے گا کہ تجھے دنیا میں کس کام کے لیے بھیجا تھا اور تو کیا کیا کرتا رہا ہے۔ تو اس وقت تیرے پاس کیا جواب ہوگا۔

مطلب:

دن اور رات میں آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ ان آٹھ پہروں کو چوبیس گھنٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ۔

اے فرید! تو نے قیمتی زندگی کے چار پہر یعنی آدھی زندگی دنیوی مشاغل میں ضائع کر دیئے۔ اور چار پہر یعنی بقیہ زندگی تو نے غفلت کی نیند میں شامل ہو کر گزار دیئے۔ اس طرح گویا تو نے اپنی قیمتی زندگی کی ساری ہی ضائع اور برباد کر بیٹھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا تھا تو اسے بھول بیٹھا اور اپنی زندگی ساری ہی برباد کر بیٹھا اب اگر رب کائنات نے زندگی کا حساب کتاب کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تجھ سے حساب مانگا کہ تجھے دنیا میں کس لیے بھیجا تھا اور تو دنیا میں جا کر کیا کیا کرتا رہا۔ تو اس سوال کا جواب تیرے پاس کیا ہے؟ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے دے گا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا چار گھڑیاں ہنڈہ کے چار گھڑیاں سم:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں غفلت سے بیدار ہونے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دن کو ایک سات گھڑیا کر ایک دن شمار کیا جاتا ہے۔ جس میں کل آٹھ پہر ہوتے ہیں چار پہر سورج چمکتا ہے اور سورج کی روشنی رہتی ہے یعنی سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک چار پہر ہوتے ہیں اور سورج غروب ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا وقت بھی چار پہر پر مشتمل ہوتا ہے گویا ایک شبانہ روز میں کل آٹھ پہر ہوتے ہیں آٹھ پہر کا یہ وقت کچھ یوں آتا ہے

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ آٹھ پہر کا وقت کوئی تھوڑا وقت نہیں ہوتا بلکہ کافی وقت ہوتا ہے۔ چار پہر تو دنیا کے کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے چلتے پھرتے گزار کر ضائع کر بیٹھے اس وقت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دھیان نہ دیا بلکہ سارے دن کے چاروں پہر ہی ضائع کر دیئے۔ غفلت میں گزار دیئے۔ رات کے وقت دنیا کے کاموں سے مشغولیت سے ضائع کر دیئے۔ صرف دو پہر میں بھی دو پہر رات گزرنے کی فکر ہوئی کہ سوتے ہوئے نیند کی آغوش میں رات کے چار پہر بھی گزار دیئے اس طرح گویا چار پہر بھی ضائع ہو گئے اس طرح دن اور رات کے آٹھوں پہر برباد کر بیٹھے۔

انسانی تخلیق کا مقصد:

قرآن مجید میں ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس کے علاوہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد نہیں قرآن مجید میں فرمان ربانی ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر صرف عبادت کے لیے

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہیں ہم میں صرف یہی نہیں کہ ہم اپنی زندگی کے حصول کا جو مقصد تھا اسی کو بھلا بیٹھے ہیں۔

لیکھاں منگیسیاں توں آپوں کیہڑے کم:

رب تعالیٰ ہم سے حساب کتاب لے گا کہ اے انسان جب قیامت کا دن تھا اس وقت خالق کائنات نے تجھ سے پوچھا کہ اے انسان میں نے تجھے زندگی عطا فرمائی اور زندگی دینے کے بعد میں نے تجھے آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔ ان آنکھوں کے ذریعے تو نے دنیا میں کیا کچھ دیکھا میں نے تجھے ہاتھ دیئے تھے تو کس مقصد کے لیے عطا فرمائے تھے ان ہاتھوں سے تو نے کیا کیا کام کیے میں نے تجھے پاؤں عطا فرمائے تھے جن کے ذریعے تو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تھا تو نے ان پاؤں کے ذریعے کیا کام کیے تھے یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ سے پوچھی جائیں گی اس کا حساب ہوگا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موت:

جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے جو اس دنیا میں آیا ہے آخر اس نے اس دنیا سے جانا بھی ہے کیونکہ اس دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی کہ نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت سے متعلق نصیحت آموز اقوال

حضرت شفیق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ زبانی طور پر چار چیزوں میں لوگ میرے موافق ہیں لیکن عمل میں نہیں ہیں۔

1- کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں لیکن کام آزادوں جیسے کرتے ہیں۔
2- کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل ہے وہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن دنیا میں سے کچھ حاصل کئے بغیر ان کے دل مطمئن نہیں ہوتے۔
3- کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیاوی مال ومتاع جمع کرتے ہیں۔
4- کہتے ہیں کہ موت کا وقت بدل نہیں سکتا مگر کام وہ اس قوم جیسے کرتے ہیں جو یہ سمجھتی ہے کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔

(تنبیہ الغافلین، ص۴۰، ج۱)

چھ چیزیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں، جن پر مجھے اتنا تعجب آتا ہے کہ ہنسی آجاتی ہے اور تین چیزوں پر اتنا دکھ ہوا کہ رونا آ گیا،

وہ تین چیزیں کہ جن پر مجھے ہنسی آئی ان میں۔

(۱) پہلی یہ ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی تلاش میں ہے اور موت اس کی طالب ہے یعنی وہ دنیا سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے لیکن اسے موت کی فکر نہیں ہے۔
(۲) دوسرا غافل لیکن اس سے غفلت نہیں کی جارہی یعنی وہ موت سے غافل ہے لیکن اس کے روبرو قیامت ہے۔
(۳) وہ شخص جو جی بھر کر ہنستا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض ہے۔ اور وہ چیزیں جنہوں نے مجھے رُلایا ہے ان میں۔

(۱) پہلی چیز اپنے محبوبوں کا فراق ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا وصال۔
(۲) مرتے وقت گھبراہٹ۔
(۳) اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کوئی پتہ نہیں کہ میرے لیے جنت کا حکم ہوگا یا جہنم کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کے بارے میں جتنا تم جانتے ہو اتنا اگر حیوانوں کو علم ہو جاتا تو تمہیں کبھی اچھا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص۴۱)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکثرت موت یاد کرنے کی فضیلت:

ابی حامد لقاف کہتے ہیں جو شخص کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے تو اسے تین باتوں میں تکریم دی جاتی ہے (۱) یعنی توبہ میں عجلت، (۲) رزق میں قناعت (۳) اور عبادت میں فرحت، اور جس کو موت کا خیال نہیں اسے تین چیزوں سے تکلیف دی جاتی ہے یعنی (۱) توبہ میں دیر، (۲) معمولی رزق پر عدم رضا اور (۳) عبادت میں سستی۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۴۱)

قبر میں سوال:

سب سے پہلے مرنے کے فوراً بعد ہی قبر میں سوالات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا الحمدللہ ہمارے پیغمبر ہمارے لیے کتنی محبت رکھنے والے ہیں کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی ہمیں وہ سوال بتا دیئے اور ان کے جوابات بھی بتا دیئے نیز جو جواب نہ دے سکے گا اس کی کیفیت بھی بیان فرما دی اور جو جواب بآسانی دے دیں گے انھیں جن انعامات سے نوازا جائے گا وہ بھی بتا دیا۔

قبر آخرت کی پہلی منزل:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے سامنے دوزخ کا ذکر آتا ہے تو اس وقت تو آپ روتے نہیں اور قبر کو دیکھ کر روتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جس نے اس سے نجات پائی اس کے لیے آئندہ بھی آسانی ہوگی اور جس نے اس منزل میں پہلی آسانی نہ پائی تو آئندہ اس کے لیے سختی ہی سختی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے قبر سے زیادہ ہولناک چیز کوئی نہیں دیکھی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ذِکر القبر والبلاء، جلد دوم)

قبر میں سوال:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا مسلمان سے جب قبر میں پوچھ گچھ ہوتی ہے تو وہ گواہی دے اٹھتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو یہ ہی رب کا فرمان ہے کہ

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی۔ مردے سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر پہلی فصل)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ تو ان صاحب کے متعلق کیا کہتا تھا یعنی محمد۔ تو مومن کہتا ہے اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا تو وہ ان دونوں کو دیکھتا ہے لیکن منافق اور کافر اس سے کہا جاتا ہے کہ ان کے صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے وہی میں کہتا تھا تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ پہچانا قرآن پڑھا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے مار ماری جاتی ہے جس سے وہ ایسی چیخیں مارتا ہے کہ سوا جن وانس تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر)

قبر میں تین سوال:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ

مَنْ رَّبُّكَ

تیرا رب کون ہے؟

فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ

وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ

پھر وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ

پس وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔

فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ

پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے

فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

تو وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟

فَيَقُوْلُ قَرَءْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ

وہ کہتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی۔اس پر ایمان لایا اور اسے سچا جانا۔

فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ

پس یہی اس آیت کی تفسیر ہے یثبت اللہ الآیہ۔

قَالَ فَيُنَادِ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِىْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہٰذا اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ اُسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو پس دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔فرماتے ہیں کہ اس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تا حد نظر قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔

وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِىْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ

رہا کافر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔پھر وہ اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں۔

فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ

تیرا رب کون ہے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ

وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ مَا دِيْنُكَ

پھر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ

پھر وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے۔

فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ

پھر وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ کَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْ اِلَهٗ بَاباً اِلَی النَّارِ

تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لیے آگ کا بچھاؤنا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھول دو۔

قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا

فرمایا پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے۔

قَالَ وَیُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی یَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَهٗ اَعْمٰی وَاَصَمَّ مَعَهٗ مَرْزِبَةٌ مِنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَّصَارَ تُرَاباً فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً یَسْمَعُهَا مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَاباً ثُمَّ یُعَادُ فِیْهِ الرُّوْحُ۔ (رواہ احمد ابوداؤد و مشکوٰۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر)

فرمایا: اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتی کہ وہاں اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں پر اس پر اندھے بہرے فرشتے مسلط ہوتے ہیں جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر ان سے پہاڑوں کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے۔ اُس سے اسے مارتے ہیں ایسی مار جس سے جن وانس کے سوا پورب بچھم کی مخلوق سنتی ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔

میدان حشر میں سوال:

پھر دوبارہ جب زندہ کیا جائے گا تو پھر حساب کتاب اور سوال ہوں گے ان میں سے چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

میدان حشر:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو صاف سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو سفید میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ سہیل یا اس کے غیر نے کہا کہ اس میں کوئی نشان نہ ہوگا۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پسینہ نصف کانوں تک:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ لْعٰلَمِیْن۔ جس دن لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے، کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ

قَالَ یَقُوْمُ اَحَدُ ھُمْ فِیْ رَشْحَۃٍ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سے بعض نصف کانوں تک اپنے پسینے میں کھڑے ہوں گے۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

فائدہ:

اس حدیث کی شرح شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ یہ پسینہ قیامت کے دن مسلسل خوف و ہراس، سورج کی نزدیکی اور لوگوں کے ہجوم کے سبب ہوگا۔

بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ سورج لوگوں کے قریب آئے گا حتیٰ کہ نصف کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا ابن حبان نے عبداللہ سے صحیح حدیث روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کے منہ تک پسینہ ہوگا یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے اس سے آرام دے اگرچہ دوزخ میں پہنچا دے۔

(تفہیم البخاری شرح بخاری شریف، جلد ۱، ص ۲۱۔۲۰)

میدان حشر میں تکالیف بداعمالیوں کے سبب سے:

اس سے واضح ہوا کہ میدان حشر میں پسینہ وغیرہ کا آنا پہلے بداعمال کے سبب سے ہوگا۔ بداعمال کی وجہ سے بطور سزا انہیں ایسی تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔

مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص:

قیامت کے دن مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلے کئے جائیں گے۔

عمر بن حفص، اعمش شقیق، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَایُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ

سب سے پہلے جس شے کا لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہیں۔ (بخاری شریف پ ۲۷ حدیث نمبر ۱۴۵۳)

فائدہ:

دنیا میں لوگوں کے درمیان جو اشیاء تھیں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے فیصلے ہوں گے اور اللہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ کی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔(تفہیم البخاری شریف ،بخاری شریف ، حلد ۱۰ ، ص ۲۳)

ظلم کی سزا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کے ذمہ اس کے بھائی کا ظلم ہو وہ اس سے معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کی نیکیوں سے اس کے بھائی کے لیے لی جائیں۔ کیونکہ وہاں کوئی درہم و دینار نہیں۔ اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

حساب سخت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ اَلَیْسَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَاباً یَّسِیْرًا

جس کا حساب سختی سے لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ عنقریب حساب آسان ہوگا۔

قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ محض پیشی ہے۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

اعمالنامہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہے کوئی محض کہ قیامت میں اس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا؟ جس کو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا عنقریب اس کا حساب آسانی ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ تو صرف پیشی ہے ہم سے کوئی نہیں کہ جس کا قیامت میں سختی سے حساب لیا جائے گا مگر اسے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری شریف، پ ۲۷)

فائدہ:

یعنی جو اس نے گناہ کیے ہیں اور اپنے حق میں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں تقصیریں کی ہیں ان کا حساب لیا جائے تو اسے عذاب دیا جائے گا۔(تفہیم البخاری، ص ۲۶، ج ۱۰)

میزان:

آخرت میں حساب کے متعلق پل صراط اور میزان کے متعلق قدرے تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

بہر حال رب کائنات [illegible] انسان کا جواب [illegible] ے پاس کیا جواب کیا ہوگا۔ اس لیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس جواب کے لیے آج ہی ہمیں غفلت چھوڑ کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی عطا فرمائی ہے اس کے مطابق ہم اپنی زندگی گزاریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔

نعمتوں کے متعلق پوچھ گچھ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے۔ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی۔ (کنزالایمان)

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ (سورۃ القارعہ پ۳۰)

تو جس کی تولیں بھاری ہوئی وہ تو من مانتے عیش میں ہیں اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں۔ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی۔ ایک آگ شعلے مارتی۔ (کنزالایمان)

☆☆☆

فریدا در دروازے جائے ، کِیُو ڈِٹھو گھڑیال ایہہ بِندو سا ماریئے ، ہَم دُو سَاں دا کیا حال

حل لغات:

★ در دروازے: دروازے میں، دروازے کے اندر، دروازے کے درمیان میں، دروازے پر۔ ★ جائے کے: جا کے، جا کر۔ ★ کِیُو: کیہ، کس طرح، کیسے۔ ★ ڈِٹھو: دیکھا۔ ★ گھڑیال: پیتل کا وہ گھنٹا جو مندروں میں یا امیر لوگوں کے دروازے پر بجایا جاتا ہے۔ دھات کا وہ ٹکڑا کہ جس پر کبھی ہتھوڑا مار کر وقت کا حساب بتایا جاتا تھا، یا بڑی سی گھڑی۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ ندوسا: بے دوش، بے قصور، بے گناہ۔ ★ ہم دوساں: ہم قصورواروں کا، ہم گنہگاروں کا۔ ★ دا: کا۔

تو نے دیکھا ہے کہ گھڑیال کو مسلسل ہر دروازے پہ مار پڑتی ہے۔ یہ بیچارہ بے قصور ہی اس طرح پیٹا جا رہا ہے۔ ہمارا گنہگاروں اور خطا کاروں کا کیا حال ہوگا یعنی ہمیں کیسے کیسے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مطلب:

اے فرید! تو نے ہر دروازے پہ دیکھا ہے کہ گھڑیال کا حال کیسا ہے؟ کہ گھڑیال ہر دروازے پہ بجایا جاتا ہے۔ گویا کہ ہر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دروازے پر پہنچ کر گھڑیال کو کوٹا جاتا ہے۔ ہر دروازے پر گھڑیال کو مسلسل مار پڑتی ہے۔ حالانکہ اس مار کے کھانے میں اس گھڑیال کا کیا قصور یا غلطی ہے۔ اس میں گھڑیال کی کوئی خطا یا غلطی نہیں پھر بھی اسے سزا دی جارہی ہے۔ اس میں پنڈتوں کے طریقے کو بابا صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پنڈت ہر دروازے پہ گھڑیال بجاتے ہوں گے یا یہ بھی ممکن ہے کہ جسے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے بیان فرمایا ہے کہ۔

''بابا صاحب جیسے صاحب حال صوفی کہیں دہلی (میں رہائش) کے دوران میں شاہی قلعے کے دروازے پر جا کر گھڑیال بجائے جانے کا منظر دیکھا ہوگا، وقفے وقفے سے گھڑیال کو لوہے کے بھاری ڈنڈے سے یا ہتھوڑے سے پیٹا جانا فرید جیسے باشعور وحساس انسان، عبقری شاعر اور نیک و نازک دل صاحب حال صوفی کے لیے یہ منظر اثر انگیز ثابت ہوا۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۲۰)

گویا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ گھڑیال بلا قصور ہی پیٹا جارہا ہے ہم قصور داروں اور گنہگاروں کا کیا حال ہوگا؟ اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ ہم کیے ہوئے گناہوں کی مغفرت مالکِ حقیقی سے چاہیں، توبہ کریں اور بعد آئندہ گناہوں کی دلدل میں نہ پھنسنے کا پختہ تہیہ کریں۔

فائدہ:

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب یہ گھڑیال بے گناہ اتنی سزا پا رہا ہے تو ہم گنہگاروں کا حال قیامت کے دن کیا ہوگا۔

گنہگاروں کے عبرتناک انجام کا منظر

منظر نمبر 1:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝١ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ (پ۳۰، سورۃ الھمز)

خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی ہے اللہ کی آگ بھڑک رہی ہے وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی بے شک وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔ (کنزالایمان)

2- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

(سورۃ البلد آیت نمبر ۲۰ پ ۳۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جنھوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے اُن پر آگ ہے اس میں ڈال کر اوپر سے بند کردی گئی۔ (کنزالایمان)

3- اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَكَفَرَ ۙ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ (پ۳۰ الغاشیہ آیت نمبر ۲۱ تا آخر)

ہاں جو منہ پھیرے اور کفر کرے۔ تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا۔ بیشک ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے۔ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے۔

4- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝ (پ۳۰، الغاشیہ آیت نمبر ۱ تا ۷)

بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی۔ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے۔ کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں۔ ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

نافرمانوں کو جو سزائیں دی جائیں گی ان کا تذکرہ قرآن مجید میں کافی مقامات پر موجود ہے جو مزید مطالعہ کا شوق رکھتا ہو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن کنزالایمان معہ متن مطالعہ کرے انشاء اللہ کافی فائدہ ہوگا۔

نافرمانوں کی سزا:

نافرمانوں کی سزا قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں بھی بکثرت نافرمانوں کی سزا کا تذکرہ ملتا ہے۔ درج ذیل چند احادیث جہنم کے متعلق اور بداعمالیوں کی سزا کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

جہنم:

1- نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب دوزخ میں اس شخص کو ہوگا جس کے لیے دو جوتیاں یا دو تسمے آگ کے ہیں اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے وہ خیال کرے گا کہ اس سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں جبکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف صفۃ النار و اھلھا)

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل دنیا سے ایک بڑے ناز و نعمت والا شخص لایا جائے گا [illegible] کیا جائے گا اے ابن آدم! تو نے کبھی بھلائی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھی ہے کبھی تجھ پر نعمت گزری ہے وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اہل جنت کا ایک سخت ترین از روئے محنت دنیا کا ایک آدمی لایا جائے گا اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اسے کہا جائے گا اے ابن آدم کبھی تو نے محنت دیکھی تھی کبھی سختی کا گذر تیرے پاس سے ہوا تھا وہ عرض کرے گا اے میرے رب! نہیں کبھی میرے پاس محنت نہیں گذری۔ کبھی میں نے سختی نہیں دیکھی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

-3 حضرت سمرہ جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعض دوزخی ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو ٹخنوں تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے آگ ان کو گھٹنوں تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کی کمر تک پکڑے گی بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو گردن تک پکڑے گی۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار واھلھا)

-4 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ہزار برس جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اس کو جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب صفۃ النار و اھلھا)

-5 حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے ستر سال تک اس پہ چڑھا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح اس میں گرایا جائے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

-6 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کافر اپنی زبان کو دوزخ میں تین کوس اور چھ کوس تک کھینچے گا لوگ اس کو روندیں گے۔ (رواہ احمد والترمذی وقال ھذا احدیث غریبٌ)

-7 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔ اور یہ صہر ہے پھر جس طرح ہے اسی طرح کر دیا جائے گا۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف صفۃ النار و اھلھا)

-8 حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ کی تفسیر میں آپ نے ارشاد فرمایا دوزخی زرد آب سے پلایا جائے گا اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا فرمایا اس کے قریب کر دیا جائے گا وہ اس کو مکروہ جانے گا جب اس کے نزدیک کیا جائے گا تو اس کے چہرہ کو بھون ڈالے گا اس کے سر سے کھال گر جائے گی جب اس کو پیئے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا۔ یہاں تک کہ اُس کی دُبر سے نکل جائیں گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو گرم پانی پلایا جائے گا وہ ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ پیاس کی فریاد کریں گے تو ایسے پانی کے ساتھ فریاد رس کیے جائیں گے جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا چہروں کو بھون ڈالے گا پینے کی بری چیز ہے۔ (ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

-9 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! روؤ! اگر رونا نہ آئے تو تکلیف سے روؤ کیونکہ اہل دوزخ روئیں گے اُن کے آنسو اُن کے رخساروں پر نالوں کی مانند رہیں گے حتیٰ کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے خون [illegible] ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چلنے لگیں۔(مشکوٰۃ شریف، صفۃ النار واھلھا)

-10 حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخ میں بختی اونٹوں کی مانند سانپ ہوں گے ایک سانپ ایک مرتبہ کاٹے گا تو دوزخی اس کی سختی اور اس کا زہر چالیس سال تک پاتا رہے گا اور دوزخ میں پالان بند خچروں کی مانند بچھو ہیں ان میں سے ایک کاٹے گا تو وہ اس کا زہر چالیس برس تک پاتا رہے گا۔

(مشکوٰۃ شریف صفۃ النار واھلھا)

بداعمالوں کے انجام کے مناظر:

-1 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ میں بد بخت ہی جائے گا عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! بد بخت کون ہے؟ فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اطاعت نہ کرے اور اس کے لیے کسی معصیت کو ترک نہ کرے۔

-2 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا گیا کہ زیادہ تر لوگ جنت میں کس عمل کی وجہ سے داخل ہوں گے؟

آپ نے فرمایا تقویٰ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے

آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کون سے عمل کی وجہ سے دوزخ میں زیادہ جائیں گے؟

آپ نے ارشاد فرمایا منہ، زبان اور پیشاب گاہ کی وجہ سے۔(سنن ابن ماجہ باب ذکر الذنوب حدیث نمبر ۲۰۵۰)

-3 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔(شرح الصدور، ص ۲۷۷ ترجمہ از فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی)

-4 حضرت شیخین رحمتہ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے کسی بڑے معاملے میں نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پہ ایک ایک لگا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ کیوں کیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں۔ اللہ ان کے عذاب میں کمی فرمائے۔(شرح الصدور، ص ۲۷۸)

-5 حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو گالی دیتا ہو امر اتو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور مسلط کر دے گا جو اس کا گوشت کھائے گا اور وہ اس کی تکلیف قیامت تک پائے گا۔

(شرح الصدور، ص ۲۸۶)

-6 حضرت مسروق رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جو شخص چوری، شراب خوری اور زنا میں مبتلا ہو کر مرتا ہے تو اس پر دو سانپ مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔(شرح الصدور ص ۲۸۸)

-7 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کی برائی [illegible] غیبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یوم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت جہنم کے پل پر اس وقت تک کھڑا کرے گا کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ نکل جائے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۵۸)

8- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بدترین آدمی دو چہروں والا چغل خور ہوگا جو آپ کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے اور دوسرے کے پاس اور چہرہ لے کر جاتا ہے اور فرمایا کہ جو دنیا میں چغل خوری کرتا ہے قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۵۹)

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس کوئی مال ہے اور وہ اس مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں اس مال کو گرم کر کے اس شخص کی پیشانی، پسلی، پیٹھ داغے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں بندوں کا اس دن میں جبکہ وہ (ایک) دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس کے بعد ہر ایک شخص کو اپنی منزل (جنت یا جہنم) کا علم ہوگا۔ اسی طرح جو بکریوں والا ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے ان بکریوں کے سامنے ایک صاف چٹیل میدان میں ڈالا جائے گا اور وہ بکریاں اس کو سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔ ان بکریوں میں کوئی ٹیڑھے سینگ کے یا بغیر سینگ کے نہ ہوگی۔ جب ایک مرتبہ تمام بکریاں مار چکیں گی تو از سر نو پہلی بکری آئے گی (اور اسے مارنے لگے گی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ فرما دیں گے قیامت کے دن جو کہ تم لوگوں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہوگا پھر اس شخص کو اپنی منزل کا علم ہوگا کہ جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف۔ اسی طرح جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن وہ اونٹ اتنی ہی زیادہ تعداد میں آئیں گے جیسا کہ وہ تھے اور اونٹوں کا مالک صاف (چٹیل) میدان میں بٹھایا جائے گا اور وہ اونٹ اس کو پاؤں سے روندیں گے اس شخص پر سے آخری اونٹ گزر جائے گا تو پہلے اونٹ کو واپس لوٹا دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں گے اس دن جس دن کی مقدار تم لوگوں کے حساب سے پچاس ہزار سال ہوگی۔ اس کے بعد جنت یا دوزخ (میں جانے کے لیے) اپنا راستہ دیکھے گا۔

(سنن ابوداؤد، شریف باب احکام زکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۴۴)

10- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ مصیبت کے وقت اپنے سر کے بال نوچے، اگر کسی نے نوچے اپنے سر کے بال تو ہر بال کے بدلے میں اس کے لیے ایک سانپ اس کے اعضاء پر مقرر کیا جائے گا قیامت کے دن اور ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانوں میں سے اور اس پر لعنت کریں گے فرشتے اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور تمام مخلوق۔ (لباب الحدیث باب ۳۹)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں غافلانہ روش ترک کرنے کے لیے تاکید کی ہے کہ ذرا غور و فکر کیجئے کہ جب گھڑیال وغیرہ بغیر کسی قصور کے ہی مار کھا رہا ہے۔ وہ بے قصور ہی کھا رہا ہے۔ ہمارا کیا حال ہوگا جب کہ ہم تو گنہگار بھی ہیں خطا کار بھی ہیں اس لیے ہمیں غافلانہ روش چھوڑ کر حق تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے اور پچھلے گناہوں کی توبہ کرنی چاہیے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھڑیے گھڑیے مارِیئے ، پہریں لہے سزائے سوہیڑا گھڑیال جیوں ، دُکھی رَیں وہائے

حل لغات:

★ گھڑیے گھڑیے: گھڑی گھڑی بعد، پل پل بعد، ہرلحہ بعد۔ ★ ماریئے: مارتے ہیں، بجاتے ہیں۔ ★ پہریں: ہر پہر، ہر پل، ہر لمحے، ہر پہر کے بعد۔ ★ لہے: لوے، لے لے بھگتے، اترے، کم ہو۔ ★ لہے سزا: سزا کم ہوتی جائے۔ ★ ءِ: سزا اور وہا کے بعد حمزہ اور یا وزن اور قافیہ کے لیے ہے۔ ★ سو: اسی طرح۔ ★ ہیڑا: دل۔ ★ جیوں: جیسے، جس طرح، اسی طرح۔ ★ دُکھی: دُکھی، دُکھیارہ، دکھوں میں مبتلا۔ ★ رَیں: رات۔ ★ وہائے: گذاردے۔ گذارے، بسر کرے۔

مطلب:

گھڑیال ہر گھڑی کے بعد بجایا جاتا ہے گویا ہر پہرے کے بعد گھڑیال کو سزا کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح گھڑیال پر ہر پہر کے بعد سزا کم ہوتی ہے ہمارا دل بھی گھڑیال کی مانند ہے۔ بار بار اس پر بھی درد کی چوٹیں پڑتی ہیں۔ جیسے گھڑیال سزا پاتا ہے اسی طرح دکھی انسان بھی رات کے لمحات کو شمار کرتے گزارتا ہے۔ جیسے بار بار بجنے سے گھڑیال کی سزا میں کمی ہوتی جاتی ہے اسی طرح جیسے جیسے دل کی دھڑکن چلتی ہے اس کے دھڑکنے سے انسانی حیات کم ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وہ وقت آئے گا کہ دل بالکل ہی دھڑکنا بند کردے گا۔ جسے عام زبان میں موت کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ جو موت سے ڈرتے ہیں سو ڈرتے ہیں مگر قربان جائیں طالبان حق کے کہ وہ تو محبوب کو جدائی میں ایک ایک دھڑکن کو شمار کرتے زندگی کا وقت گزارتے ہیں کہ کونسا وقت ہوگا کہ ہمیں بارگاہ حق سے بلاوا آئے گا اور ہمیں دیدار حق سے مشرف کیا جائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص عنایات سے نوازے گا اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ بعض لوگ موسیٰ نٹھا موت تھیں سے موسیٰ کلیم اللہ مراد لیتے ہیں۔ دعوت غور وفکر ہے کاش کہ کسی کے دل میں اتر جائے میری بات۔

☆☆☆

بُڈھا ہویا شیخ فرید ، گُنبَن لگی دِیہہ جے سَو ورھیاں جیونا بھی تَن ہوسی کھیہہ

حل لغات:

★ بُڈھا: بوڑھا۔ ★ ہویا: ہوا۔ ★ شیخ: بوڑھا آدمی، پیر، مرشد، مذہبی علوم میں فائق پیشوا، سجادہ نشین، مسلمانوں کی ایک ذات۔ ★ دیہہ: جسم۔ ★ جے: اگر۔ ★ ورھیاں: سالوں۔ ★ جیونا: زندہ رہنا۔ ★ ہوسی: ہوگا۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ کھیہہ: غبار مٹی۔

شیخ فرید اب بوڑھا ہو گیا ہے اس کا جسم اب بوڑھا ہو گیا ہے اس کا جسم اب کانپنے لگا ہے یعنی خود اس کا اپنے اعضاء پہ بھی کنٹرول نہیں رہا۔ اگر سو سال بھی زندہ رہ گیا تو کیا ہو جائے گا آخر کار جسم نے مٹی ہو جانا ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ اپنے جاتے ہوئے اور اپنے اصل مقصد کو نظر رکھتے ہوئے۔ جسمانی کیفیت کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

شیخ فرید اب بوڑھا ہو گیا۔ جسم کے جوڑ بھی کمزور ہو گئے ہیں۔ جسم پہ رعشہ طاری ہونے کی وجہ سے جسم کانپنے لگا کہ جسم پہ مکمل طور پر پہلے جیسا کنٹرول نہیں رہا۔ گویا موت قریب آ گئی ہے۔

موت آ بھی جائے تو کیا ہوا کیونکہ موت نے تو بہر حال آنا ہی ہے۔ ہر ایک چیز پہ موت آئے گی یہ ایک اٹل قانون ربانی ہے کہ کُلُّ نفسٍ ذَائِقَةُ الموت۔ کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے۔ جسے زندگی عطا ہوئی اس نے مرنا ہے۔ اس لیے اگر سو سال بھی زندہ رہیں تو آخر کار موت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بدن نے تو خاک ہونا ہی ہے۔

فائدہ:

اس شعر میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسلمہ حقیقت بیان کی ہے کہ جوانی گزارنے کے بعد بڑھاپا آتا ہے۔ جوانی کو غنیمت جاننا چاہیے کیونکہ جوانی کے ایام میں اکثر بندے کے تمام اعضاء بہترین کام کرتے ہیں۔ تمام قوتیں جوبن پر ہوتی ہیں۔ نظر خوب کام کرتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کی قوتیں اپنے جوبن پر ہوتی ہیں۔ کام کرتے کرتے جسم تھکتا نہیں۔ بلکہ جذبے ٹھاٹیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لیے بڑھاپے سے قبل جوانی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اسی طرح تندرستی کے وقت خوب محنت کر کے اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ کیونکہ تندرستی کے ایام بھی دل و دماغ کی قوتیں مجتمع ہوتی ہیں۔ دل و دماغ کو یکسوئی بھی حاصل ہوتی ہے۔ مگر جب جسم کو تکالیف اور بیماریاں لگ جائیں تو دل و دماغ میں ان بیماریوں کی وجہ سے عبادت میں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی بلکہ عبادت کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ عبادت کرتے وقت بھی خیالات منتشر رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں عبادت کرنے میں دل نہیں لگتا۔

بوڑھا ہونے کا سبب:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں آیا تو اس وقت بچہ تھا۔ بچپن کا دور دیکھا۔ لڑکپن کا دور بھی گزر گیا۔ جوانی مستانی کی بہاریں بھی دیکھیں۔ ان بہاروں میں ایسا دل لگا کہ اپنے آپ کو بھی بھلا بیٹھا۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کا جادو سر چڑھ کے بولا جو کچھ حقیقتاً نقصان دہ تھا مگر جوانی کے منہ زور گھوڑے نے کچھ سوجھنے ہی نہ دیا۔ نقصان دہ امور کو اپناتا چلا گیا۔ ایک نقصان دہ امر یعنی گناہ کا اثر دل پہ پیدا ہوا، دوسرے پہ دلیری کا سبب بنا یہاں تک کہ پوری زندگی اسی کی نظر ہو گئی۔ اسی لیے غفلت میں مست رہا۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں تھا محض اس کے پیچھے یونہی بھاگتا رہا حالانکہ دنیا و مافیھا ایک ایسا خواب تھا جس کی تعبیر نہایت ہی نقصان دہ تھی۔ یہ سب کچھ ایک ایسی نیند تھی کہ جس میں شاغل ہو کر انسان سب کچھ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ دنیا و مافیھا ایک ایسا نشہ ہے جس میں گم ہو کر انسان اپنے آپ کو بھی خیر باد کہہ دیتا ہے۔ اس کا پیچھا کرنا یہ ایک ایسی غلطی ہے کہ جس کا مداوا ممکن ہی نہیں۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے کہ جسے اپنا کر اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا نشان ہے جسے حاصل کرنے کے لیے خواہ جتنا بھی دوڑیں سراب کی مانند اس کی انتہا تک پہنچنا مشکل ہے۔ یہ ایک ایسا سراب ہے کہ جسے دیکھ کر سراب کا خدشہ بھی ذہن میں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی زہر ہے کہ غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے مگر اس کے اثر سے نکلنا انتہائی دشوار ہے صرف وہی اس کے اثر سے نکل سکتا ہے جس پہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہو جائے۔

اللہ یعطی من یّشآء ... [illegible] ان نہ صرف صراط مستقیم سے ہٹ جاتا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پہ گامزن ہوں مگر حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا خوبصورت رسی نما ناگ ہے کہ جس کے ایک ہی ڈنگ سے انسان اپنی ایمانی زندگی کی بازی ہار بیٹھتا ہے۔

بہر حال مختصر یہ کہ اس دنیا کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اتنا آگے۔ نکل گیا کہ اس سے واپسی ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہوگئی۔ اپنی حیات مستعار کے بہترین لمحات ضائع بھی کر بیٹھا۔ جسم نہایت ضعف کا شکار ہوگیا ہے۔ سر یر کانپنے لگا ہے۔ اس زہریلی دنیا میں جو کچھ حاصل کیا وہ سبھی کچھ بداعمالیوں پہ مبنی زہریلے اعمال تھے جو دنیا و آخرت میں نقصان عظیم کا سبب ہیں۔ اب سوچتا ہوں کہ شیخ فرید بوڑھا ہوگیا ہے جسم تھر تھر کانپنے لگا ہے اب کتنا عرصہ زندگی باقی رہ گئی ہے اب اگر سو سال بھی زندگی کی بہاریں میسر آجائیں تو کیا حاصل ہوگا۔ جس نہج پر زندگی کی گاڑی دوڑ رہی ہے اس کا بدلنا نہایت مشکل ہے۔ آخر کار موت کے منہ میں جانا ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ موت کا لقمہ بن جانا ہے۔ میرا یہی جسم جسے آج معمولی معمولی سی مٹی سے بھی بچاتا ہوں خوب حفاظت کرتا ہوں۔ اس نے بالآخر مٹی ہوجانا ہے۔ جس دنیا اور مافیھا کی خاطر میں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام ساری زندگی کیے۔ جس کی خاطر اپنی دنیا بھی برباد کی۔ آخرت بھی بنانے کی بجائے بگاڑ بیٹھا۔ اب بداعمالیوں کے خوفناک اژدھے مجھے ڈس رہے ہیں۔ اس کی خاطر گناہ بھی کیے مگر خواہ جتنا بھی زندہ رہ لوں آخر اب موت آنے والی، موت کا شکار ہوجاؤں گا۔ جس کی خاطر دنیا اور آخرت تباہ کر بیٹھا وہی دنیا و مافیھا میرے ساتھ نہیں جائے گا سب کچھ یہیں کا یہیں پڑا رہ جائے گا۔

بڑھاپا اللہ کی یاد دلاتا ھے :

بہر حال بڑھاپا انسان کو یاد دلاتا ہے کہ انسان تو خود مختار نہیں ہے۔ اس وجود پہ کسی اور کا بھی کنٹرول ہے۔ اگر تو خود مختار ہوتا تو جیسے جوانی آئی تھی تو اسے کبھی اپنے شکنجے سے نہ نکلنے دیتا۔ تو لاکھوے دوائیں استعمال کرتا رہا۔ معجونیں، کیپسول، ٹیبلٹس اور سیرپ مگر یہ سب کچھ تیری جوانی کا تحفظ نہ کر سکے بالآخر بڑھاپا آگیا۔ بڑھاپے نے تجھے آدبوچا۔ معلوم ہوا کہ تو خود مختار نہیں ہے کہ دنیا میں جو کچھ چاہے کرتا پھرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جتنے دن یا جتنی سانسیں تجھے عطا فرمائی ہیں وہ گزار کر آخر یہاں سے جانا ہے اور بڑھاپا تیرے جسم کو ہلا ہلا کر جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر تجھے خبردار کر رہا ہے کہ خدارا! اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کر عنقریب تو موت کا شکار ہونے والا ہے لہٰذا خدارا حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا۔ گویا بڑھاپے میں رعشے کا طاری ہونا، وجود کا کنٹرول سے باہر ہوجانا ایک حیثیت سے متنبہ کر رہا ہے کہ خبردار حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا۔ اب تیری زندگی کے دن کم رہ گئے ہیں۔

بڑھاپا موت کی یاد:

جوانی کے بعد ڈھلتی جوانی بھی انسان کو تنبیہ کرتی ہے کہ خبردار انسان جیسے تیری قوتیں آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہو رہی ہیں ایک وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرا سارا جسم ہی تیرے کنٹرول سے باہر ہوجائے گا حتیٰ کہ تیری اپنی ہی زندگی تجھے عذاب نظر آنے لگے گی۔ تو خود موت طلب کرے گا مگر خود موت کا طلب کرنا اچھا نہیں۔ بڑھاپا انسان کو موت یاد دلاتا ہے کہ عنقریب تو اس جہان فانی سے رخصت ہونے والا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوجا فقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا میں مست الست نہ ہو جا، دنیا کوڑ پسارا ای
جیں دل لایا ایس دنیا اندر، نہ بنی کسے دا سہارا ای
بڑھاپا تینوں پیا سمجھا ندا، تیری زندگی دا آخری کیارا ای
ابو احمد دنیادی مستی نہ کم آوَنی، ایہہ سارا کوڑ پسارا ای

فائدہ:

جس دنیا کی خاطر ساری عمر ضائع کی وہ یہیں پڑی رہ جائے گی۔اس میں سے کچھ بھی ساتھ نہ جائے گا دنیا کی بے وفائی اور بے ثباتی کے متعلق محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

دنیا

بڑی حسین مگر بے ثبات ہے دنیا — کہ اک کرشمۂ موت و حیات ہے دنیا
وہ جن سے پھول بھی شرمائیں، وہ حسین نہ رہے — وہ جن پہ چاند ہو قربان وہ مہ جبیں نہ رہے
وہ بلبلیں وہ گلستاں وہ باغباں نہ رہے — وہ کارواں نہ رہے، میر کارواں نہ رہے
ہر اک زباں پہ تھی جن کی داستان نہ رہے — وہ حکمراں وہ فلک بوس آستاں نہ رہے
کبھی نہ بھول کہ دنیا مقامِ عبرت ہے — نہ دل لگی کی جگہ ہے نہ جائے عشرت ہے
کسی کی بن نہ سکی اس جہانِ فانی میں — کہ ایک دنیا ہے مصروف نوحہ خوانی میں

(کلیات اعظم، ص ۲۴۳، رنگ و بو، ص ۸۹)

تن ہوسی کھیہہ:

آپ نے فرمایا کہ دنیا میں مشغول ہو کر اس کے حصول کے لیے دوڑتے دوڑتے شیخ فرید بوڑھا ہو گیا۔جسم کانپنے لگا ہے۔ جس کی خاطر ساری زندگی داؤ پہ لگادی تھی وہ دنیا بھی وفا نہیں کرے گی اب میری زندگی کا آخری دور ہے اگر سو سال بھی زندہ رہوں تو پھر بھی مرنا ہے۔مگر جس کی خاطر دنیوی زندگی ضائع کی وہ دنیا یہیں پڑی رہ جائے گی اس لیے انسان ذرا غور کر ایسی بے وفا کے پیچھے پڑ کر اپنی پونجی ضائع نہ کر حقیقت سمجھنے کی کوشش کر۔غفلت کا پردہ چاک کر کے حق سمجھنے کی کوشش کر۔

بڑی عدالت میں پیشی کیلئے تیاری کرو:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے حساب کر لو اس سے پہلے کہ قیامت میں تمہارے عمل کا وزن ہو اور قیامت میں حساب و کتاب سے پہلے نفس کے حساب کرو اور بڑی عدالت میں پیشی کے لیے خود کو تیار کرو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور قیامت کے دن تمہیں پیش ہونا ہے اور تم میں سے کوئی بھی اس دن چھپ نہیں سکے گا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ ۲، ص ۳۰۸)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ کا قول مبارک:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے قبرستان میں ایک شخص کو کچھ کھاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ موت اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ کھانا کھا رہا ہے اس لیے یہ شخص منافق ہے۔ نیز یہی حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قوم پر تعجب ہے جنہیں زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے سفر کی تیاری کا نقارہ بجا دیا گیا ہے اور پہلا قافلہ جا چکا ہے مگر یہ لوگ بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۱۰)

بڑھاپا اور موت کا قرب:

جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو پھر مزید لمبی زندگی ایک خواب و خیال کے علاوہ کچھ نہیں۔ بڑھاپا کی لمبی زندگی ایک حیثیت سے بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے اکثر اوقات ایسی زندگی عذاب سے کم نہیں ہوتی۔ بڑھاپا اور موت آپس میں انتہائی قریب ہوتے ہیں۔

موت کیلئے تیاری:

اس لیے جب بڑھاپا شروع ہو جائے تو خصوصیت سے موت کے لئے تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ کہ عنقریب موت سے سامنا کرنا پڑے گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کو ہمہ وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

موت کو یاد کرنے کا حکم:

اس لیے ہمیں دنیا کی مصروفیات ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ گناہوں کو ترک کرنا اور نیکی کے امور میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ غفلت دور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم ہر وقت موت کو یاد کریں تا کہ آہستہ آہستہ گناہوں سے بچنے کی سعی کرنے میں مشغولیت آسان ہو جائے۔

موت کو یاد کرنے کا حکم:

آج ہم موت سے غافل ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا دِمِ الَّذَّاتِ الْمَوْتِ

لذتوں کو کھو دینے والی موت کو بہت یاد کرو۔ (ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

اس لیے موت کو ہر وقت یاد رکھنے کا ایک فائدہ تو وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ موت لذتوں کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان کے جسم سے نکال دینے کا سبب بنتی ہے اور بے شمار گناہ ہم سے محض لذتوں کے حصول کے سلسلے میں ہی ہوتے ہیں گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک پہ عمل کرنے سے بے شمار گناہ خود بخود ہی ہم سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

حکایت:

الفقیر القادری ابو احمد اویسی سکول سے چھٹی کے بعد واپس گھر آرہا تھا۔ گرمیوں کا موسم جوبن پر تھا۔ کھادر نہر میں پانی رواں دواں تھا۔ ادھر کلیانہ پل پہ فقیر ابو احمد چڑھا میری نظر سامنے اٹھی انتہائی پریشان کن منظر میری نظروں کے سامنے تھا کہ ایک نوجوان عورت سفید لباس میں سامنے کے کنارے پہ نہا رہی تھی سارا جسم کپڑوں سے باہر جھانک رہا تھا اس کے پاس سے دو نوجوان گزر رہے تھے الفقیر نے دل ہی دل میں وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں عرض کی کہ مولا کریم بچانا۔ نگاہوں کو کہ فوراً جھکا لیا۔ گھنٹی بجائی ۔اس عورت نے سامنے نظر اٹھائی داڑھی والا بزرگ سمجھ کر فوراً بیٹھ گئی اوپر ایک کپڑا لپیٹ لیا۔ الفقیر ابو احمد اویسی نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ داڑھی شریف یعنی سنت حبیبِ کبریا کی برکت اور دعا کی برکت دیکھ کر فقیر ابو احمد اویسی نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مومن کا تحفہ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ

یعنی مومن کا تحفہ موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الجنائز)

موت کو یاد کرنے کی فضیلت:

موت کو بھلا دینا قطعاً مناسب نہیں موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اس میں بے شمار فوائد ہیں۔

1- موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سبب ہے حق تعالیٰ کی ملاقات چاہتے ہوئے موت کو یاد کرنا بڑا فضیلت والا کام ہے۔

حدیث:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور (صحابی) کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو موت کو ناپسند رکھتے ہیں۔

اس جملہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بتقائے طبیعت بشری۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد ۲، ص ۷۹۱)

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں! لیکن مومن شخص کو جس وقت موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور عزت افزائی کی اسے خوشخبری دی جاتی ہے اس کو اس چیز سے بڑھ کر کوئی محبوب شے نہیں رہ جاتی جو اس کے آگے ہے پس دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تم موت کو بکثرت یاد کرے تو وہ تمہیں دنیاوی لذتوں اور ہنسنے سے روک دیتی جیسا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ موت کو بکثرت یاد کرو کہ لذتوں کو توڑنے والی ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۳۸)

-----☆☆☆-----

بار پرائے بَیسنا ، سائیں مجھے نہ دیہہ جے توُں ایویں رکھسی ، جیو سَریروں لیہہ

حل لغات:

(۱) پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں بیسنا کی بجائے ''بینا'' بمعنی بیٹھنا یعنی بیٹھنا لکھا ہے۔

★ بار: بوہے اُتے، دروازہ، گھربار۔ ★ پرائے: بیگانے۔ ★ بَیسنا: بیٹھنا۔ ★ سائیں: اے مالک، آقا، رب۔ ★ دیہہ: دے دے۔ ★ جے: اگر۔ ★ توُں: تُو۔ ★ ایویں: اسی طرح، یونہی۔ ★ رَکھسی: رکھے گا۔ ★ جیو: جان، روح، جی۔ ★ سَریروں: جسم سے، بدن سے۔ ★ لیہہ: لے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ بیگانے دروازے پہ بیٹھنا میرے نصیبوں میں نہ کرے یا اللہ اگر تو مجھے اسی طرح رکھنا چاہتا ہے تو پھر یا اللہ بہتر یہ ہے کہ تو میرے جسم سے جان نکال لے۔ کیونکہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔

علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے کہ۔

؎ اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

فائدہ:

اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دوسروں کے سہارے پہ جینے کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ یا اللہ! مجھے دوسروں کے سہارے پہ جینے کی توفیق نہ عطا فرمانا بلکہ اگر مجھ پہ ایسا برا وقت کبھی آجائے تو پھر میرے لیے اس زندگی سے موت بہتر ہے اس لیے ایسی زندگی کی بجائے مجھے موت عطا فرما دینا کیونکہ ایسی زندگی کہ جس میں ضمیر کا سودا کرنا پڑے ضمیر مارنا پڑے، دوسروں کا دستِ نگر بننا پڑے زندگی نہیں بلکہ حقیقتاً ایسی زندگی موت ہے اور دین اسلام کی حفاظت کے سلسلے میں اگر مردانہ وار موت آجائے تو وہ موت نہیں بلکہ حقیقتاً زندگی ہے ملاحظہ ہو قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنزالایمان)

دوسروں کا سہارا:

اسلام میں دوسروں کا سہارا میسر آنے کی امید کی بجائے دوسروں کے سہارا بننے کے فضائل بیان کیے ہیں۔ مجبوری کے احوال علیحدہ ہیں ان سے انکار نہیں مگر نماز کو لیجئے۔ روزہ کے افطاری اور روزہ رکھنے اور روزہ رکھانے کے فضائل بیان ہوئے ہیں اسی طرح روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کی مانند ثواب عطا ہونے کی نوید بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح جو فضائل صدقہ فطر دینے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے جو فضائل ہیں وہ صدقہ لینے کے فضائل نہیں ہیں۔ محض تن آسانی کی بنا پر محنت نہ کرنا۔ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے محض بیکاری میں وقت گزارنا، محض لوگوں کے صدقات وخیرات وغیرہ کے حاصل ہونے کی وجہ سے خود ہاتھ پاؤں نہ ہلانا، محنت نہ کرنا فضیلت والا کام نہیں ہاں یہ الگ معاملہ ہے کہ قدرتی آفات کا شکار ہو جانا۔ یا قادر مطلق کی طرف سے حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ صدقات وزکوٰۃ وغیرہ کی ضرورت لاحق ہو جائے یہ الگ مسئلہ ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سوال کرنے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔

سوال کرنے کی ممانعت(1):

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کا جنگل جا کر رسی میں لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر لانا اور اسے فروخت کرنا جس سے اس کو استغناء حاصل ہو لوگوں کے سامنے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اسے دیں یا انکار کریں۔ (سنن ابن ماجہ شریف جلد اوّل ابواب الزکوٰۃ)

حدیث (2):

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری ایک بات قبول کرے گا میں اس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا لوگوں سے بھیک نہ مانگو اس کے بعد (حضرت) ثوبان (رضی اللہ عنہ) کی یہ حالت تھی کہ اگر گھوڑے پر سوار ہوتے اور کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہ مانگتے بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اُٹھاتے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

حدیث (3):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دولت جمع کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کیا تو وہ دوزخ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے اب اس کو اختیار ہے کہ کم حاصل کرے یا زیادہ۔
(سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں کہ جن لوگوں نے بھیک مانگنا بطور پیشہ اختیار کیا ہوا ہے خصوصاً اچھے بھلے تندرست و توانا آدمی خود بھی اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اچھے بھلے تندرست ہونے کے باوجود، اچھی خاصی ان کے پاس دولت ہونے کے باوجود کسی طریقے سے ہی حاصل ہو۔ [illegible] کے لیے مخصوص حالات کے سوا صدقہ لینا جائز نہیں ہے نہ اسے صدقہ دینا جائز ہے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نہ ہی اسے صدقہ لینا جائز ہے۔

فائدہ:

مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے۔اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بلا سخت ضرورت بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لیے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لیے اسے انگارہ فرمایا۔ اس حدیث سے آجکل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے حال ہی میں راولپنڈی میں ایک بھکاری نے مشترکہ مکان کے نیلام میں ۴۵ ہزار روپے کی بولی دے کر مکان خریدا۔ بھیک ہی مانگتا تھا افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھیک مانگنے کا مرض بہت زیادہ ہے۔اس گناہ میں وہ بھی شریک ہیں جو ان موٹے مشٹنڈوں پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دیتے ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم، ص ۶۹)

حدیث (4):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ

نہ تو غنی کے لئے صدقہ جائز ہے اور نہ ہی صحت مند کے لیے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۰۶)

قیامت کے دن چہرے پر زخم:

5۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غنا کی حالت میں سوال کیا تو وہ قیامت کے روز جب آئے گا تو اس کے چہرے پر زخم ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آدمی کتنے مال سے غنی ہوتا ہے آپ نے فرمایا پچاس درم یا اس کی مالیت کے سونے سے۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزکوٰۃ)

تین شخصوں کیلئے سوال جائز:

6۔ روایت ہے حضرت قبیصہ ابن مخارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قرض کا ضامن بن گیا تھا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کے لیے کچھ مانگنے کو حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا ٹھہرو حتیٰ کہ صدقہ آجائے۔تو ہم اس کا تمہارے لیے حکم دے دیں گے پھر فرمایا اے قبیصہ تین شخصوں کے سوا کسی کو مانگنا جائز نہیں ایک وہ جو کسی قرض کا ضامن ہو گیا ہو اسے مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ بقدر قرض پالے پھر باز رہے۔ایک وہ جس پر آفت آجائے جو اس کا مال برباد کر دے اسے مانگنا حلال ہے۔حتیٰ کہ زندگی کا قیام پائے یا فرمایا کہ زندگی کی درستی پائے اور ایک وہ جسے فاقہ پہنچ جائے حتیٰ کہ اس کی قوم سے تین عقل والے اٹھ کر کہیں دیں کہ فلاں فاقہ کو پہنچا ہے تو اسے مانگنا حلال ہے حتیٰ کہ زندگی کا قیام یا زندگی کی درستی پائے۔اے قبیصہ ان کے سوا مانگنا حرام ہے کہ مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

خیال رہے کہ تین کا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔ ان تین کے علاوہ اور صورتیں بھی ہیں جن میں سوال درست ہوتا ہے۔ جیسے وہ بے دست و پا جو کمانے پر قادر نہ ہو وہ طالب علم جس نے اپنے کو طلب علم کے لیے وقف کر دیا ہو اور لوگ توجہ نہ کرتے ہوں بغیر طلب نہ دیتے ہوں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ خانقاہوں کے وہ مجاور جنہوں نے اپنے آپ کو ریاضت و مجاہدات کے لیے حقیقی معنی میں وقف کر دیا ہو۔ ان کے لیے ان ہی میں ایک سوال کر سکتا ہے روٹیاں، کپڑے جمع کر سکتا ہے مگر خیال رہے کہ رب تعالیٰ نیت سے خبردار ہے مانگنے کے لیے صوفی نہ بن جائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۳، ص ۶۹)

چہرے پر گوشت نہ ہوگا:

7۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا پارہ نہ ہوگا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، بخاری شریف)

نبی کریم ﷺ جنت کے ضامن:

8۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے اس کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو کسی سے کچھ نہ مانگتا تھا۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ زندگی تقویٰ پر موت ایمان پر، کامیابی قبر میں، چھٹکارا حشر میں۔ کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جنت کا مالک و مختار بنایا کیونکہ بغیر اختیار ضمانت کیسی؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے والے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امان میں لے لیتے ہیں پھر اس پر نہ شیطان کا داؤ چلے، نہ نفس امارہ قابو پائے۔ جسے وہ اپنے دامن میں چھپا لیں اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کا تصرف اور حضور علیہ السلام کی امن و امان عالم میں قیامت تک جاری ہے۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ضمانت صرف صحابہ کے لیے نہیں تا قیامت ہر سوال سے بچنے والے مومن کے لیے ہے۔

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یہاں شیخ نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی یہ ضمانتیں باذن الٰہی ہیں اور برحق ہیں حتیٰ کہ ایک پیغمبر کا نام ہی ذوالکفل ہے کیونکہ وہ اپنی امت کے لیے جنت کے ضامن ہوئے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل کیا کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وفات تک کسی سے کچھ نہ مانگا۔ معلوم ہوا کہ علم پر عالم پہلے خود عمل کرے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد سوم، ص ۸۱)

(9) حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوال کھرونچے ہیں جن سے آدمی اپنا منہ کھرچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر یہ کھرونچے رکھے اور جو چاہے اس سے بچے مگر یہ کہ آدمی حکومت والے سے کچھ مانگے یا ایسی چیز کہ اس کے بغیر چارہ نہ پائے۔

(سنن ابوداؤد شریف، سنن ترمذی شریف، سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

ثاث اور پیالہ(10):

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ مانگنے کے لیے آیا آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں۔ عرض کیا ہاں! ایک ٹاٹ ہے جو ہم کچھ بچھا لیتے ہیں اور کچھ اوڑھ لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ جس سے پانی پیتے ہیں۔ فرمایا وہ دونوں ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ یہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنے دست انور میں لیا اور فرمایا یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے۔ ایک صاحب بولے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں انہیں دے دو اور دو درہم ان انصاری کو دیئے۔ اور فرمایا ان میں سے ایک کا غلہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دے اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا۔ حضور کے پاس وہ کلہاڑی لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس میں دستہ ڈالا پھر فرمایا جاؤ۔ لکڑیاں کاٹو۔ اور فروخت کرو اور اب میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں پھر وہ صاحب لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے پھر حاضر ہوئے اور دس درہم کما چکے تھے اس نے کچھ درہموں سے کپڑا اور غلہ خریدا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے یہ اس سے بہتر ہے کہ سوالات قیامت کے دن تمہارے منہ میں داغ بن کر آئیں۔ تین شخصوں کے سواء کسی کو سوال جائز نہیں۔ کمر توڑ فقیری یا رسوا کن قرض یا تکلیف دہ خون سے۔

(رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ الی قولہ یوم القیمہ، مشکوٰۃ شریف، کتاب الزکوٰۃ)

فائدہ:

چونکہ بھیک مانگنے کی مذمت بڑے سخت الفاظ میں احادیث میں بیان ہوئی ہے اسی لیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا اللہ! ایسا وقت آنے سے پہلے میرے جسم سے جان نکال لینا تاکہ یہ داغ لے کر قیامت کے دن حاضر نہ ہونا پڑے۔

☆☆☆

گندھ کُہاڑا، سر گھڑا، وَن کے سر لُوہار فریدا ہوں لوڑاں شوہ آپنا، تُوں لوڑیں انگیار

حل لغات:

★ گندھ: کاندھے پر۔ ★ کہاڑا: کلہاڑا۔ ★ سر گھڑا: سر پر گھڑا۔ ★ وَن: پیلو کا درخت۔ ★ ہوں لوڑاں: میں تلاش کرتا ہوں۔ ★ شوہ: آقا، مالک، رب، شوہر وغیرہ۔ ★ آپنا: اپنا۔ ★ تُوں: تُو۔ ★ لوڑیں: ڈھونڈھتا ہے، تلاش کرتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ انگیار: انگارے، آگ کے جلتے ہوئے کوئلے یا انگارے۔

تو کاندھے پہ کلہاڑا رکھے، سر پر پانی کا گھڑا اٹھائے ہوئے لوہار بن کر جنگل میں آیا ہے۔ ایسی کیفیت میں تو اپنا محبوب تلاش کرنے کا متمنی ہے۔ تو اس لکڑی کی تلاش میں ہے جو جل کر کوئلے اور انگارے بن جائے گی۔ گویا میرا محبوب تو اللہ تعالیٰ ہے اور تیرا محبوب و مطلوب اللہ تعالیٰ کی بجائے انگارے ہیں۔

مطلب:

لوہار نے اپنے کاندھے یہ کلہاڑا اٹھا رکھا ہے اور اپنے سر پہ پانی کا گھڑا آگ سے مراد دنیا ہے گھڑا اٹھایا ہوا ہے کہ جب پیاس لگی اس سے اپنی پیاس بجھالوں گا۔ اور ایک درخت وَن (پیلو کا درخت) پہ چڑھ چکا ہے وہ درخت کو کاٹنا چاہتا ہے۔ جبکہ اے فرید! میں تو اپنے رب کی تلاش میں جنگل میں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے جنگل جیسا بن گیا ہوں۔ اسی طرح آپ اُس لوہار درخت کاٹنے والے کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوہار۔ درخت کاٹنے والے! مجھے تو اپنے رب کی تلاش ہے۔ اور تُو آگ کے انگارے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔

دنیاداروں کی مذمت:

اسی شعر میں دنیا اور طالب دنیا کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ انسان کو تو رب کائنات کی طلب چاہیے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو طلب کرے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے تو بھی کچھ اسے حاصل ہو جائے گا۔ اس کے مدمقابل محض دنیا کی طلب میں زندگی گزارنا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔

ڈاکٹر ظہور احمد اسی شعر کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

طلب دنیا آگ کے پیچھے ہے جس طرح فرمایا گیا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں جبکہ اللہ والوں کو اپنے رب کی رضا اور خوشی ہی مطلوب ہوتی ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۲۵)

نیت:

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر امور کو بھی بیان فرمایا ہے اور اخلاص کا ذکر خصوصی طور پر کیا ہے۔ جنگل میں دو امور کا ذکر کرنا کہ تو جنگل میں اس لیے مارا مارا پھر رہا ہے کہ جنگل لکڑیاں کاٹ کر گھر لے جائے یا فروخت کرے جو کہ آگ جلانے کے کام آئے گی۔ جنگل جانے کا تیرا مقصد تھا کہ آگ کے لیے سامان کرے اور میرا مقصد تھا میں اپنے مالک کی عبادت کروں تا کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ دونوں کا کام ایک ہی ہے مگر اس ایک کام سے مقصد دونوں کے جدا جدا ہیں۔ اب انہیں ملے گا وہی کچھ جس کی جس نے نیت کی ہوگی۔

حدیث:

1۔ حضرت علقمہ بن وقاص اللیثی رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر شریف پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِلٰی امْرَأَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ

اعمال نیات کے ساتھ ہیں ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس کی ہجرت عورت کے لیے ہے جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 1 جلد اوّل)

فائدہ:

حدیث کا معنی یہ ہے کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّةِ کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے جس نے دنیا یا عورت سے نکاح کرنے کی نیت کی تو اسے وہ کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عمل شروع کرتے وقت نیت کا اعتبار ہے۔ اگر عبادت کی نیت کی اور بعد میں کوئی ایسی چیز مل گئی جو اخلاص کے مغایر ہو تو علامہ طبری رحمتہ اللہ علیہ نے جمہور سلف سے نقل کیا ہے کہ اعتبار ابتداء کا ہے اگر عمل کی ابتداء خالص اللہ کے لیے ہو تو بعد میں عارض ہونے والی شی مضر نہیں مثلاً خالصاً کوئی فعل شروع کیا پھر اس میں فخر و عجب وغیرہ مل گیا تو اخلاص میں کمی نہ ہوگی اور اسے ثواب بدستور حاصل ہوگا۔ (تفہیم البخاری جلد اوّل ، ص ۲۸)

حدیث:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِیءٍ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِمْرَأَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ۔ (متفق علیہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال نیتوں سے ہیں ہر شخص کے لیے وہی ہے جو نیت کرے بس جس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو تو اُس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اس طرف ہوگی جس کے لیے کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ جو کام جس نیت سے کیا گیا اس کا ثواب اسی حساب سے ملے گا ختم شریف، ایصال ثواب، ساتا، قل شریف، اکیسواں اور سالانہ ایصال ثواب کی محافل اہلسنت و جماعت کے نزدیک فوت شدگان کے ایصال ثواب کے لیے ہوتی ہیں اس لیے اہلسنت کو ان کا ثواب نیت کے مطابق ملتا ہے جبکہ جن کا عقیدہ اس کے برعکس ہے وہ بھی کچھ پاتے ہیں یہ تو اپنے اپنے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصیب کی بات ہے۔ جس کا جو نصیب اسے وہی کچھ ملتا ہے۔ اسے وہی کچھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے جس کی انسان نیت کرتا ہے۔

اخلاص:

چونکہ اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اخلاص کا خصوصی ذکر فرمایا ہے اس لیے آیئے قرآن مقدس کی آیات اخلاص کے متعلق ملاحظہ فرمایئے۔

1- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ (پ۳۰ سورۃ البینہ آیت نمبر۵)

اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں ڈرے اسی پر عقیدہ لاتے۔ ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔ (کنزالایمان)

2- لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج آیت ۳۷)

نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تقویٰ تمہاری طرف سے۔

ان آیات میں اخلاص کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔ جو کام بھی کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر کیا جائے اسی میں فائدہ ہے۔ اس شعر مبارک میں حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اخلاص کا درس دیا ہے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن صخرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَايَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِ كُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

(ریاض الصالحین جلد اوّل، ص۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

فائدہ:

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے خلوص کو دیکھتا ہے کہ اس عمل کے متعلق تمہارے دلوں میں خلوص کتنا ہے۔

کام ایک نیتیں جدا جدا:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ایک ہی کام مختلف لوگ مختلف نیت سے کرتے ہیں ضروری نہیں کہ دونوں ہی ایک جذبہ سے کام کریں اس کو بیان فرمایا ہے کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک وہ ہیں جو جنگل کی طرف جاتے ہوئے کاندھے پہ کلہاڑا رکھے ہوئے، سر پر گھڑا پانی کا رکھے ہوئے کہ جب پیاس لگی تو پانی سے پیاس بجھالیں گے اور لکڑی کاٹ کاٹ کر جنگل سے لائیں گے۔ لوہار پیلو کے درخت کے سر پر جا کھڑا ہوتا ہے تا کہ وہ لکڑی کاٹے۔ ادھر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ جیسے درویش صفت انسان بھی جنگل کا رخ کرتے ہیں تا کہ وہ جنگل میں پوشیدہ رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تا کہ ان کی محویت توڑنے والا کوئی نہ آئے۔ تا کہ ان کی عبادت کرنے کے دوران انہیں کوئی پریشان نہ کرے۔ پوری یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ دیکھئے لکڑیاں کاٹنے والا لکڑی کاٹنے کی نیت سے گیا تا کہ جنگلات سے لکڑی کاٹ کر لائیں فروخت کریں یا خود ہی گھر میں یہ لکڑی جلانے کے کام میں لائیں۔ ان کا مقصد انگاروں کا حصول تھا۔ اللہ والوں کا جنگل جانا اپنے محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنا تھا۔ دونوں کے کام ایک جیسے مگر نیتیں جدا جدا کہ لکڑہارے کو آگ کی تلاش ہے جبکہ درویش کو خالق کی تلاش ہے۔ اپنے رب کی تلاش ہے۔ گویا آپ تنبیہا ارشاد فرما رہے ہیں کہ ارے انسان اپنا مقصد معمولی چیزوں کا نہ رکھو۔ اپنی زندگی میں اعلیٰ مقاصد کا حصول نشانِ منزل بناؤ۔ ہر گری پڑی چیز پہ لٹو نہ ہو جاؤ۔

زندگی:

زندگی ایسے انداز سے گزارو کہ تجھے دنیا میں کسی کے لیے تکلیف اٹھانا پڑے تو صبر و تحمل اور برداشت سے کام لو۔ واللہ مع الصابرین۔ اگر صبر، تحمل اور برداشت سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ کی معیت تجھے حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تجھے انعامات سے نوازے گا۔

لکڑہارے کی زندگی:

لکڑہارا صبح ہی صبح اٹھتا ہے تو اس کے ذہن میں صبح ہی سے درخت کاٹنے کا مقصد ہوتا ہے۔ صبح ہو یا شام، دن ہو یا رات لکڑیاں کاٹنا، محض پیسے کمانے کا بھوت اس کے ذہن میں سوار رہتا ہے۔ وہ درخت جو دھوپ کے وقت سایہ مہیا کرتا ہے۔ بھوک کے وقت پھل دیتا ہے۔ حسب ضرورت پھل، پھول اور لکڑیاں دیتا ہے۔ کتنی جانثاری سے کام لیتا ہے لیکن لکڑہارا کہ محض چند ٹکوں کی خاطر اس کی تمام قربانیوں پر پانی پھر دیتا ہے۔ اسے ہی کاٹ کر بازار میں جا پھینکتا ہے۔ ارے انسان، درویش بن، اللہ والا بن، دنیا دار نہ بن، آج کسی کو تکلیف دے گا تو کل خود تکلیف اٹھائے گا۔ آج کسی کو تنگ کرے گا تو کل تجھے بھی تنگ کرنے والا کوئی آ جائے گا۔ اس لیے اللہ والا بن اللہ کی مخلوق سے پیار کرنا سیکھ یہی روش تجھے اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے جانے کا سبب بنے گی۔

دنیا اور طالبِ دنیا کی مذمت:

اس شعر میں جہاں درویشی کی فضیلت بیان فرمائی ہے وہاں دنیا اور دنیا سے منسلکین کی مذمت بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ دنیا کے پیچھے بھاگو تو یہ نہایت دشواریوں سے نبرد آزما ہونے کے بعد تھوڑی بہت حاصل ہوتی ہے۔ ہزاروں مصائب و آلام کا سبب بنتی ہے۔ اس کے پیچھے بھاگو گے تو یہ تجھے دوڑا دوڑا کر مارے گی۔ لیکن پھر بھی حقیقی لحاظ سے تجھے حاصل کچھ بھی نہیں ہو گا۔ تجھے ظالم، خونخوار، چور، اچکا، ڈاکو بنا دے گی تیرے اپنوں سے تجھے دور پھینک دے گی۔ اپنوں کے درمیان یہ دنیا تجھے لڑا دے گی۔

یہی وجہ ہے کہ آج اس دنیا میں نفسی نفسی کا عالم ہے۔ باپ بیٹے کے درپے آزار ہے۔ بیٹا باپ کا دشمن، ماں بیٹی کی آپس میں نہیں بنتی، بیٹی ماں سے بیزار ہے۔ بھائی بھائی سے نفرت کرنے لگا ہے دوست، دوست کا ہی دشمن ہے یہ کیا ہے؟ یہ دنیا کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے جو دنیا کے سحر میں آ گیا وہ اپنا سب کچھ ہی برباد کر بیٹھتا ہے۔ اس کا سب سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلا نشانہ یہ لگتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ شیطانی ہتھکنڈے اور ہتھیاروں سے گھائل ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

زینت دنیا میں مردانِ حق کے لیے کوئی کشش نہیں:

اسی لیئے دنیا کے ہزار ہا ناز نخرے سہی مگر مردانِ حق پہ دنیا کا جادو نہیں چل سکتا حضرت پیر سید محمد عبداللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

دنیا کی زینت میں مردانِ حق کے لیے کوئی کشش نہیں ہوتی کیونکہ وہ ارشادِ الٰہی سے غافل نہیں رہتے اور غریبوں پر زیادہ شفقت فرماتے ہیں کہ مخلوق کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں مگر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ کسی کی پردہ دری نہیں کرتے۔ خود دانا اور بینا ہیں کسی کے کہنے اور سننے پر بدگمانی اختیار نہیں کرتے۔ کامل مرشد کے دربار میں ریاکاروں کی رسائی نہیں ہوتی جنہیں مرشد سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی متابعت کرتے ہیں۔ طالبانِ صادق مرشد کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں کسی کو نقصان پہنچانا یا کسی کی تذلیل کرنا ان کا دستور نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر ایک کے بہی خواہ ہوتے ہیں سب پر مہربانی کرتے ہیں۔ کسی کی غلطی پر مواخذہ نہیں کرتے بلکہ درگزر سے کام لیتے ہیں اور اپنے دلوں کو بغض، کدورت اور حسد سے ہمیشہ پاک صاف رکھتے ہیں کیونکہ جو دل اللہ کی یاد سے بھرے ہوئے ہوں اُن دلوں میں ایسی چیزیں سما نہیں سکتیں۔ اہل اللہ کی مجلس میں کسی کا بغض اور کینہ راہ نہیں پا سکتا ہے۔ وہاں اخلاص اور محبت کے سوا کسی چیز کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ دل کی صفائی کے بغیر اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا ادب کے خلاف ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جس رنگ میں چاہیں اُسی رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ (قلب سلیم، ص ۲۶۵۔۲۶۴)

فائدہ:

یہ ہے درویش اور دنیادار کی زندگی کا فرق۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے نقش قدم کے مطابق زندگی کے لمحات گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا اِکناں آٹا اُگلا اِکناں ناہیں لُون اَگّے گئے سِنجَا پَسن ، چوٹاں کھاسی کون

حل لغات:

* اکناں: کئی ایک، کچھ، چند، کافی۔ * ناہیں: نہیں۔ * لُون: نمک۔ * اَگّے: مراد اگلا جہان، آخرت، اس دنیا سے اگلی دنیا میں۔ * سنجا پسن: پہچانے جائیں گے۔ * چوٹاں: سٹاں، ضرباں، مار * خسارہ، گھاٹا، نقصان۔ * کھاسی کون: کون کھائے گا۔

ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جن کے پاس آٹا بہت زیادہ ہے۔ اور ایک ایسی قسم کے لوگ بھی ہیں کہ جن کے پاس نمک بھی نہیں ہے۔ ان میں سے اچھا کون ہے اور بُرا کون ہے؟ اس کی حقیقت دنیا میں معلوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آخرت میں معلوم ہوگا کہ وہاں کون عذاب سے دوچار ہوگا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عجیب تقسیم دیکھی ہے اس کی حکمتیں تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں تو کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بے حساب آٹا یعنی رزق ہے دنیوی مال ومتاع بے شمار ہے۔ لاکھوں پتی اور اربوں پتی بلکہ اس سے بھی زیادہ دولتوں اور مال اسباب کے ڈھیر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو نہ جانے کس گھمنڈ میں آکر آسمانی مخلوق سمجھتے ہیں اپنے مدمقابل کسی کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ جبکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس نمک بھی نہیں ہے۔ بالکل ہی ناداری اور مفلسی کا شکار ہیں۔ دولتمند انہیں دیکھ کر دور سے ہی نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس دنیا میں تو ہر ایک جیسے تیسے اپنی زندگی گزار کر چلا جائے گا۔ لیکن قیامت کے دن پہچانے جائیں گے کہ ان میں سے خسارے اور گھاٹے میں کون رہا کیونکہ ہر ایک کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ اس نے دنیا میں کیا ہوگا اسی لیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ۔

الدنیا مزرعة الاخرة

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

فریدا! اکناں آٹا اگلا:

اِکناں کا معنی ہے کچھ۔ کئی لوگ، چند یعنی بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اے فرید! کئی لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کے پاس آٹا بہت زیادہ ہے۔ انہیں خود اندازہ نہیں کے ان کے پاس کیا کچھ ہے۔ کتنا کچھ ہے۔ آٹا بول کر مراد ہر قسم کی دھن دولت ہے۔ اور یہ بکثرت استعمال میں آتا رہتا ہے کہ جُز بول کر کل مراد لینا یہاں بھی جز بول کر کل مراد ہے۔ یعنی ہر قسم کی دولت۔ آپ فرما رہے ہیں کہ کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جن کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔ انہیں خود اندازہ نہیں کہ وہ کروڑ پتی ہیں کہ ارب پتی ہیں کہ کھرب پتی بلکہ یہ پتیاں بھی محض نام کی ہیں کہ ان کا بھی آخر کچھ نہ کچھ شمار ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دھن دولت کا کوئی شمار نہیں۔ کثرت ظاہر کرنے کے لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے آٹا کو استعمال کیا ہے کہ خوراک میں بکثرت آٹا استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بکثرت استعمال کی وجہ سے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اسے بکثرت کے لیے استعمال کیا۔

اِکناں ناھیں لُون:

ناہیں کا معنی ہے نہیں اور لُون کا مطلب ہے نمک آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ جیسے خوراک میں نمک کو قلیل مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لیے قلیل مقدار میں ظاہر کرنے کے لیے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہاں نمک استعمال کیا ہے کہ جس سے قلت کی کیفیت معلوم ہو جائے۔ یہاں بھی جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس برائے نام ہی دھن دولت ہے۔ ان کا گزارہ بھی نہایت دشوار ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر نوبت فاقوں تک پہنچتی ہے۔

اگے گئے سنجاپسن، چوٹاں کھاسی کون:

اس جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد پردہ اُٹھے گا اور حقیقت سے آشنائی ہوگی کہ کون نجات حاصل کرتا ہے اور کون سزاؤں کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ دولت مندوں کو اپنی دولت پہ ناز ہے، وہ نازاں ہیں کہ جیسے ہم دنیا میں آرام وسکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ہم [illegible] دنیا میں بھی مصائب کا شکار رہتے ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنگیوں ترشیوں میں وقت گزارتے ہیں آخرت میں بھی ان کا حال ایسا ہی ہوگا۔

جبکہ غربت کے مارے، دکھوں اور تکلیفوں سے ہمنوائی میں زندگی گزارنے والے نازاں ہیں کہ دنیا میں تو زندگی جیسے تیسے گزر جائے گی مگر آخرت میں انشاءاللہ ہم غرباء تم سے پہلے جنت میں جائیں گے اور تم حساب کتاب کی گتھیاں سلجھانے میں الجھے رہو گے۔ جتنی زیادہ دھن دولت ہوگی اتنا ہی زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حقیقتِ حال:

حالانکہ ان دونوں گروہوں کا حال حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ ایسے امراء بھی ہیں جو حقوق اللہ کی ادائیگی میں ذرہ بھی کوتاہی نہیں کرتے اور حقوق العباد بھی کما حقہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ تو گویا ان کی زندگی اللہ تعالیٰ جلا جلالہ کے فرمان کے مطابق گزرتی ہے ایسے افراد تو دنیا میں ہی حق تعالیٰ کے انعامات سے نوازے جاتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ دنیا اور دنیا کی چالوں سے دور رہتے ہیں۔

اولیاءاللہ کی صف میں ہوتے ہیں ایسے افراد کے لیے نہ تو دنیا میں کسی قسم کا غم اور فکر ہوگا اور نہ ہی آخرت میں انہیں کسی قسم کی تنگی کا سامنا کرنا پڑے گا **کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔**

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار بے شک اولیاءاللہ کو نہ کوئی خوف اور نہ ہی انہیں حزن ہوگا۔

غریب مگر اعمال صالح سے دور:

بعض لوگ بظاہر ان کے پاس دھن دولت نہیں ہوتی ایک ایک لقمے کے محتاج ہوتے ہیں کوئی شک نہیں کہ جن کے پاس دھن دولت نہیں ان کا حساب کتاب بھی اتنا ہی تھوڑا ہوگا مگر یاد رہے کہ ان سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حساب کتاب تو ہونا ہے ان میں ہی دھر لیے گئے تو یہ شوخیاں کس کام آئیں گی۔ تھوڑے پہ راضی نہ ہوں بلکہ حق تعالیٰ کے گلے شکوے سے ہمہ وقت اپنی زبان کو گندہ کرتے رہیں تو وہ تھوڑی دولت کس فائدے کی۔ چوری، ڈکیتی وغیرہ جیسے امور میں پڑ کر حق تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب اکٹھے کر کے گئے تو پھر آخرت میں کیسے سامنا کریں گے۔

حقیقت:

ان دونوں کے مابین درمیانی اور صحیح روش یہ ہے کہ غریب ہو اللہ کے دیئے ہوئے پہ راضی ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہے۔ ایک ایک لمحہ صحیح سمت میں زندگی گزارتا رہے۔ تو ایسی غربت اللہ تعالیٰ کا انعام، ایسا فقر واقعی حق تعالیٰ کے قرب کا سبب اور اسی طرح دولت کے ڈھیر ہوں، بے حساب دولت ہو، مگر ذہنی اور فکری لحاظ سے بندہ اللہ تعالیٰ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ ادا کرتا رہے۔ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے۔ پوری زندگی حق تعالیٰ کے قرب والے اعمال میں گزارے خاتمہ بالخیر ہو گیا تو ایسا شخص بھی حق تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ٹھہرے گا۔

میدان حشر:

میدانِ حشر میں یہ حقیقت واضح ہو گی کہ ان [illegible] ہوتا ہے اور کون انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اپنی اپنی ڈفلی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر اپنا اپنا راگ الاپنا تو ہر کسی کو پسند آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میدان حشر میں واضح ہو جائے گا اس سے قبل بہتری اسی میں ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے، اعمال صالح اختیار کیے جائیں دنیوی چالوں سے پرہیز کیا جائے۔ حق تعالیٰ کے قرب کے لیے ایسے امور اختیار کیے جائیں جو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (پ۳۰، سورۃ العصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان)

دولت مندوں کیلئے خاص حدیث مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور دوسرا (حصول معاش) کے لیے کوئی کام کرتا۔ ایک دن کام کرنے والے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: شاید اُسی کی وجہ سے تجھے رزق ملتا رہا۔ (ریاض الصالحین جلد اوّل، ص ۷۷)

فائدہ:

دولت مندوں کو دولت کی وجہ سے فخر و غرور اور تکبر سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بلکہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ جس نے انہیں دولت عطا فرمائی تا کہ اس کے ذریعے وہ اللہ والوں کی خدمت کر سکیں۔ اللہ والوں کی خدمت کر کے حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جائیں۔ یہی دولت گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنے۔

شعر کا دوسرا مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک یہ مطلب ہے کہ بعض افراد کے پاس تو نیکیوں کے انبار ہیں۔ کیونکہ ان کا اڑھنا بچھونا ہی احکام دین ہے۔ وہ ہمہ وقت زندگی اسلام کے مطابق گزارتے ہیں۔ ہر وقت نیکی کرنے کے حریص ہوتے ہیں ہمہ وقت گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ جو نیکیوں کا سبب ہے۔ ان کے پاس اتنی نیکیاں ہوتی ہیں کہ انہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا جبکہ بعض ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس نیکی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اگر کوئی بھول چوک سے نیکی کر بھی لے تو ان کے ہاں نیکیاں بدیوں کے مقابلے میں اتنی ہی سمجھ لیجئے جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے۔ آٹے میں نمک کے برابر مقدار نہیں بلکہ انتہائی قلت مراد ہے یعنی انتہائی کم نیکیاں ان کے پاس ہیں کیونکہ نیکیوں کی طرف ان کا رجحان بھی نہیں ہے۔ نیکیاں ہوں اگر ان کا رجحان نیکیوں کی طرف ہو۔ دیکھیں قیامت کے دن کن لوگوں کو بخشش کا پروانہ ملتا ہے اور کن لوگوں کو سزا کے طور پر جہنم کا ایندھن بننا پڑتا ہے۔

تیسرا مطلب:

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ ایک کے پاس دنیا کی عمدہ نعمت ہے اور ایک کے پاس نمک نہیں ہے قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کون مار کھاوے اور کس کی نجات ہو۔ (دیوانِ فرید، ص ۶۹)

چوتھا مطلب:

جناب بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک تو ایسے شخص ہیں کہ جنہوں نے عبادت ظاہری کے سبب فرائض پورے کر کے اعمال حسنہ حاصل کیے ہیں اور اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل گئی ہیں اور باطنی عبادت میں جہد و ریاضت کر کے اپنے سانس خدا کے حساب میں لگائے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۷۰)

اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ جنہوں نے ظاہری طور پر آٹے میں نمک کے برابر عبادت کی اور ایک فرض بھی ایسا ادا نہیں کیا جیسے ادا کرنے کا حق تھا۔ اپنی حیات مستعار کے سارے لمحات دنیا کی حرص میں پھرتے پھراتے گزار دیئے ہیں۔ ان کے پاس صحیح عبادت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ جب یہ لوگ اس جہان فانی سے کوچ کریں گے۔ تو سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ انہیں کھانے پینے کے لیے بھی جہنم میں جہنمی غذا میں ہی دی جائیں گی جو کہ عذاب میں شدت پیدا کریں گی۔

-----☆☆☆-----

پاس دَمامے ، چھت سِر ، بھیری ، سَڈو رَڈ جاءِ سُتے جیران میں ، تھیئے یتیماں گڈ

حل لغات:

* پاس: قریب ہی، جن کے قریب۔ * دمامے: نقارے، نوبت، طبل۔ * چھت سر: سر پر چھتر، سر پر شامیانہ، سر پر تنبو، سر پر خیمہ۔ * سڈو: بول، سرتال کی آواز والے، ایک مخصوص سُر کہ جس میں بول جوڑے جاتے ہیں۔ * رڈ: بھٹ۔ * قصیدہ گو: قصیدے کہنے والے شاعر * جیران: پڑوس، ہمسائیگی، ہمسایہ، اجڑی ہوئی جگہ، ویران جگہ، قبرستان۔ * تھیئے: ہوئے، ہوگئے۔ * جائے سُتے: جا کر سو گئے، مزا دمر گئے، اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ * گڈ: مل گئے، رُل گئے، گڑھے گئے، گاڑھ دیے گئے، دفن کر دیئے گئے۔

کتنے ہی ایسے بادشاہ اور امراء ہو گزرے ہیں کہ جن کے پاس نقارے، سروں پہ سایہ کرنے کے لیے چھتر، باجے اور گانے والے اور ان کے قصیدہ پڑھنے والے ہمہ وقت رہتے تھے۔ یعنی ان کی قصیدہ خوانیاں اور یہ سب کچھ ان کے کسی کام نہ آیا بالآخر مرنے کے بعد یتیموں اور لاوارثوں کے پڑوس میں دفن ہوئے۔

مطلب:

کتنے بڑی بڑی شان و شوکت کے مالک جبار اور متکبر امراء، وزرا اور بادشاہ ہوئے ہوں گے زندگی میں جن کے پاس نقارے بجائے جاتے تھے۔ ان کے سروں پہ چھتر کا سایہ کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس ان کی شان بڑھانے کے لیے باجے بجائے جاتے تھے۔ ان کی تعریفوں پہ مبنی گانے اور قصیدے پڑھنے والے بھٹ قسم کے لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ آخر کار جب موت کا پیغام ان کے پاس پہنچا۔ موت کی وادی میں قدم رکھتے ہی یتیموں کی مانند یتیموں کے پڑوس میں دفن کیے گئے۔ جیسے لاوارثوں اور یتیموں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو قبرستان یا مرگھٹوں میں دفن کر دیا جاتا ہے وہ بھی دائمی نیند سو گئے۔ ان کا پرسانِ حال بھی کوئی نہیں ہوتا۔

موت میں یکسانیت:

کوئی بادشاہ ہو یا گدا، امیر، ہو یا فقیر، امراء ہوں یا فقراء نیک ہو یا بد، گنہگار ہو، بدکار، سبھی انسانوں کے لیے موت لازم ہے۔ مریضوں کو بھی موت کا سامنا کرنا پڑے گا، حکیم اور ڈاکٹر جو ساری زندگی زعم خویش میں موت کے منہ سے مریض چھینتے رہے خود وہی موت کی گھاٹی میں چلے گئے حالانکہ یہ بھول تھی کہ حکیم اور ڈاکٹر موت نے پنجہ آزمائی کر کے بعض مریضوں کو موت کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے یاد رکھیئے جب موت نے پنجہ آزمائی کرنی ہے تو خاموشی سے چلتے بننے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگر طبیب اور ڈاکٹر موت کے پنجے سے مریض چھڑا سکتے ہوتے تو کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہ مرتا۔ کوئی بادشاہ یا امیر، مشیر، وزیر نہ مرتا۔ مگر جب موت آتی ہے تو بادشاہ اپنی سب بادشاہیاں بھول جاتا ہے۔ امیر کو اس کی امارت کی خبر بھی نہیں رہتی، وزیر کو اپنی وزارت محض خواب خیال محسوس ہونے لگتی ہے لڑاکو اور خونخوار اور ڈاکوؤں کی بے کسی دیدنی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے جرنیلوں کرنیلوں کے پاس جب موت آتی ہے تو سبھی کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ ہاں اللہ والوں کی کیفیت اور ہوتی ہے۔

اللہ والے بھی بظاہر خالی ہاتھ جا رہے ہوتے ہیں دنیا دار کہ جن کے پاس اربوں کھربوں کی جائیدادیں ہوتی ہیں وہ بھی خالی ہاتھ جا رہے ہوتے ہیں۔ پوری دنیا پہ حکمرانی کے خواب دیکھنے والے دارا و سکندر جیسے بادشاہ بھی خالی ہاتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

موت دا پیغام سن لے یارا، موت نے اک دن آنا
موت جد آسیں کول تیرے، تینوں سب کچھ بھل جانا
دنیا وچ سنبھل جا پیارے، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
ڈھیر دولتاں دے بھل جانے، خالی ہی ایتھوں ٹر جانا

دنیوی جاہ وجلال:

اِدھر دنیا میں تو دنیا والے تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہوں گے یہ اتنا بڑا بہادر تھا موت آئی تو اس کی بہادری کہاں گئی، پوری دنیا پہ راج کرنے والے کا راج آج کہاں ہے؟ وزارتیں کس نے چھین لی ہیں۔ بہر حال یہ سب کچھ موت کے کرشمے ہیں موت سب انسانوں کو بظاہر ایک جیسا کر دیتی ہے۔ موت کے سامنے ان تعریفوں کا کیا زور چلتا ہے ٹھیک ہے جب بادشاہ تھا اُس وقت تھا اب تو مردہ ہے، ٹھیک ہے جب بادشاہ تھا تو اس کی بادشاہی تھی اب تو مردہ ہے، ٹھیک ہے جب وزیر تھا تو اس کی وزارت تھی اب تو وزارت مٹی میں رُل گئی اب تو مردہ ہے۔ ٹھیک ہے جب یہ بہادر تھا بہادر تھا اب تو مردہ ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کی وادی میں جب کوئی قدم رکھتا ہے تو سبھی دنیوی مناسب بھول جاتے ہیں۔ دنیوی منسب بھولے بسرے ہو جاتے ہیں دنیوی جاہ وجلال سب ختم ہو جاتے ہیں۔ دنیوی راج ریت کے گھروندے کی مانند گر جاتے ہیں۔ دنیوی جاہ وحشمت کے سب بت پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ دنیوی امور بھی وہ [illegible]

ڈاکٹر فقیر محمد فقیر لکھتے ہیں کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجیہے اجیہے متکبر تے مان غرور دے بھرے گردناں اچیاں کر کے ٹرن والے امیر وزیر تے بادشاہ جہاں دے دماے وجدے سن تے سراں تے چھتر جھولدے سن اگے اگے اونھاندے نقارے تے واجے وجدے سن اوہ لاوارث یتیماں وانگر کھپ کے قبراں وچ دب گئے تے سدادی نیندر سوں گئے تے کسے پرت کے اونھاں دی وات نہ لئی۔ (بول فریدی)

وڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نئیں چھوڑیا
جیہڑے اتے دل آیا اوہو پھل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہوگئے ویران اوئے
سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے

گردنیں جھک گئیں:

جب موت کا ڈنکا بجا تو بڑے بڑے متکبر انسان اپنے تکبر کو بھول گئے۔ وہ گردنیں کہ جنھوں نے اپنے رب کے سامنے بھی کبھی جھکنا نہ سیکھا تھا موت کے ڈنکے کی آواز سنتے ہی ڈھلک پڑیں۔ ہمیشہ سربلندی کا سبق پڑھنے والوں کی گردنیں جھک گئیں۔ اپنے آپ کو بادشاہ کہلانے والوں کا کیا حشر ہوا، کس سے مخفی ہے فرعون کو دیکھئے گا ظلم و بربریت کا ایک خاص نشان تھا۔ بادشاہ ہو کر اپنے آپ کو سجدہ کرانے لگا۔ حتیٰ کہ خدا بن بیٹھا اپنے آپ کو سجدہ کرانے والے بناوٹی خدا کا کیا حشر ہوا آج بھی اس کی لاش دنیا والے دیکھ رہے ہیں۔ گاؤں گاؤں، شہر شہر میں ایسی سی ڈیزمل جاتی ہیں کہ جن میں فرعون کی لاش دکھائی گئی ہے عبرت کا نشان بنی پڑی ہے انشاء اللہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ آج نمرود کہاں گیا وہ بھی اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا خود تخت پہ بڑے کروفر سے بیٹھتا تھا۔ گردن اکڑا اکڑا کر چلتا تھا اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا جب مرا تو اس کی حالت ایسی ہوئی۔ بناوٹی خدا کی گردن جھک گئی۔ اس کی لاش بے بسی کا عبرت ناک انجام پیش کرنے لگی مگر افسوس کہ اس سے وہی عبرت حاصل کرے گا جن کے نصیب اچھے ہوں گے ورنہ..... سبق اس وقت تو ضرور حاصل ہوگا جب خود اسی پہ موت وارد ہوئی۔ مگر اس وقت کا سنبھلنا چہ معنی دارد؟

حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○

اتنے بڑے بڑے متکبر بادشاہ، خدائی کا دعویٰ کرنے والے اپنے آپ کو سب مخلوق سے اعلیٰ سمجھنے والوں کا آخر کار انجام کیا ہوا۔ وہی انجام ہوا، جو ایک عام سے آدمی کا ہوتا ہے یعنی وجود سے روح پرواز کر گئی پیچھے بدن روح کے بغیر رہ گیا جسے عرف عام میں مردہ کہا جاتا ہے۔ ان کی اپنی آنکھوں نے ان کے کہے کے مطابق نہ عمل کر کے یعنی پتھرا گئیں۔ اس کے اپنے ہاتھوں نے نافرمانی کر دی، اس کے اپنے ہی پاؤں نافرمان ہو گئے۔ یہ کیسے اپنے آپ کو خدا کہلواتے رہے کہ ان کا اپنا وجود ہی ان کو خدا ماننے کو تیار نہیں۔

یہ کیسے حکمرانی پورے ملک پر کرتے تھے کہ ان کے اپنے وجود نے ہی ان کی حکمرانی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ (سورۃ التکاثر، پ۳۰)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (کنزالایمان)

قرآن مجید میں ہے کہ:

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

پس کتنی بستیاں ہم نے کھپا دیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر۔

پروفیسر کشن سنگھ نے اسی شعر کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حاکم جماعتاں (میلاں، طبقیاں) نوں مخاطب اے کہ ایہہ تہاڈے چھتر دھولر تے ٹھاٹھ باٹھ چارد یہاڑیاں دی کھیڈ اے۔ ایس راجہ گیری نے ایتھے ای رہ جانا اے۔ موت دے مگروں حساب ہونا اے۔ قبر وچ تساں وی یتیماں دے نال رہ جانا اے، ایہناں دولتاں دے مگر بھج کے، ایہناں دے لین واسطے جوتسی پاپ کردے او اوہناں دی سزا بھگتنی پوے گی۔ حاکم جماعتاں (میلاں، طبقیاں) دے ٹھاٹھ باٹھ ہلکیاں کیتا ہویا اے گھٹے گوڈیاں رلایا ہویا اے۔ رب دے پیمانے نال من کے اوھناں دی قیمت منفی دسی ہوئی اے۔ اج کل دے پاٹھک واسطے ایس شلوک دی کاوِک (شعری) انسانی قیمت موت توں مگروں دی زندگی اُتے وِشواش وچ نہیں۔ ایس راہیں جو سماجی انسانی قدراں قیمتاں دا پیمانہ لاگو کیتا ہویا اے اوس اُتے اے۔

(جیہناں پچھا تا پچ کلام بابا فرید، ص ۱۷۲)

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، اُسارِیندے بھی گئے گوڑا سَودا کر گئے، گورِیں آئے پئے!

حل لغات:

★ کوٹھے: جمع ہے واحد ہے کوٹھا، کوٹھا بمعنی مکان بالا خانہ، مکان کی بڑی کوٹھڑی یعنی بڑا مکان، کمرہ، رہائش۔ ★ منڈپ: شامیانہ، حویلی، بڑے بڑے احاطے۔ ★ ماڑیاں: ماڑی کی جمع، ماڑا کی تانیث، اوپر کی منزل۔ ★ اُسارِیندے بھی گئے: تعمیر کرتے گئے۔ ★ گوڑا: جھوٹا۔ ★ سودا کر گئے: تجارت کر گئے، کاروبار کر گئے۔ ★ گوریں۔ گور کی جمع بمعنی قبر۔ ★ آئے پئے: قبروں میں ڈال دیئے گئے۔

جو لوگ دنیا میں بہترین، عالیشان کوٹھیاں بنگلے، چوبارے اور محل تعمیر کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے وہ سب کچھ یہاں دنیا میں چھوڑ گئے یہ بیوپاران کا جھوٹا تھا۔ انہوں نے جھوٹی خرید و فروخت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور قبروں میں جا پڑے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

اے فرید! جولوگ مکانات، اونچے اونچے محل، حویلیاں اور ماڑیاں وغیرہ کی تعمیر اس جہان فانی میں کرتے گئے ہیں۔ اپنے خیال کے مطابق تو نہ جانے کیا کیا منصوبے بنا کر یہ سب کچھ تعمیر کیا تھا مگر انہیں کیا خبر کہ یہ سب کچھ ان کے لئے جھوٹا سودا ثابت ہوگا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ جھوٹا سودا کر کے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر گئے۔ آخر کار قبروں میں دفن ہوئے۔

؎ سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

کیا خوب کسی شاعر نے بیان فرمایا ہے کہ۔

؎ اجڑے نیں محل تے سنجیاں نیں گلیاں جدوں دیاں مالکاں نیں قبراں جا ملیاں
رہنا تیری یاد وچہ قبر دا نشان اوئے سدا نہیوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان اوئے

دنیا فانی:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے یہ جو کچھ ہمیں معلوم ہوتا ہے اگر اس کی حقیقت میں غور کرو گے تو محض دھوکہ ہے۔ جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دنیا ومافیھا کی حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ فانی ہے ان میں سے کسی چیز کو بھی بقاء نہیں آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید کوٹھے بڑے بڑے مکانات، بڑی بڑی حویلیاں اور محلات اور ماڑیاں ہم بڑے مضبوط تیار کرتے ہیں۔ ان کی تعمیر کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے مضبوط ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے ان کی یہ مضبوطی انہیں فناہ ہونے سے نہ بچا سکے گی۔ ان کی یہ بلندی انہیں زمین بوس ہونے سے روکا ونٹ نہ بن سکے گی یہ سب کچھ فانی ہے ان پہ اعتماد کرنا قطعاً نامناسب ہے۔ یہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ ایک وہ دن آئے گا یہ سب کچھ زمین بوس ہو جائے گا۔ ان میں سے کچھ بھی نہ بچے گا بلکہ ان کا نام ونشان تک نہ رہے گا یہ سب کچھ فناہ کی چکی میں پس جائے گا۔ کیونکہ دنیا اور مافیھا فناہ کے دور سے گزرنے والا ہے۔ اپنے اپنے وقت پر یہ سب کچھ فناہ ہوتا جائے گا۔ یہ سب کچھ جھوٹا سودا ہے پائیداری کے لحاظ سے یہ کچھ بھی نہیں انہوں نے آخر فناہ ہو جانا ہے۔ یہ سب کچھ بنانے کے لیے ظلم وستم کر کے دولت اکٹھی کی اور فناہ ہونے والی عمارات پہ لگا دی۔ اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ اس دنیا میں جو لوگوں بڑے بڑے مکانات تعمیر کیے، محلات اور قلعے تعمیر کیے کہ دشمن سے امن میں رہیں گے مگر ان کا یہ خواب خیال ثابت ہوا ہے۔ یہ سب کچھ جھوٹ کا پلندا ثابت ہوا کہ آج وہ یہ محلات اور قلعے تعمیر کرنے والے کہاں گئے اور ان محلات اور قلعوں کو دیکھئے کیسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ کیا ان کی خام خیالی واضح نہیں ہوگئی۔ ان کا گمان جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ ان کے محلات اور قلعے بھی گردشِ زمانہ سے محفوظ نہ رہے بلکہ وہ خود بھی قبروں میں جا پڑے۔

؎ ان کا اپنا بھی نام ونشان مٹ گیا ہے
مٹ گئے نام ونشان کیسے کیسے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمان ربانی ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ (سورۃ التکاثر، آیت نمبر ۱،۲ پ ۳۰)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (کنزالایمان)

محلات پہ فخر کرنا قیامت کی نشانی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ایمان کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر اس کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھے۔

اس نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ شریک نہ رکھے نماز پڑھے۔ زکوٰۃ مفروضہ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

اس نے عرض کیا: احسان کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو اچھی طرح عبادت کر کیونکہ وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔

سائل نے کہا: قیامت کب ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جس سے قیامت کے متعلق پوچھا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ ابھی میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے، جب کالے اونٹ چرانے والے محلات میں فخر سے رہنے لگیں پانچ اشیاء ہیں جن کو حقیقۃً اور بالذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الآیہ (ساری آیت تلاوت فرمائی) اس کے بعد وہ شخص چلا گیا تو تھوڑی دیر بعد وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس شخص کو واپس لاؤ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوئی شی نہ دیکھی (یعنی وہ بندہ نظر نہ آیا) آپ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ (بخاری شریف کتاب الایمان، پ ۱)

دنیا میں موجود کوٹھیاں، ماڑیاں، بنگلے، قلعے یہ سب کچھ فانی میٹریل سے بنا ہے اور فناہ ہونے والا ہے۔ یقین نہ آئے تو اس دنیا میں سیر و سیاحت کر کے دیکھ لیجئے۔ ہڑپہ اور دیگر تاریخی مقامات کے کھنڈرات ملاحظہ فرمایئے لاہور میں شاہی قلعہ کی حالت دیکھ لیجئے۔ شالامار باغ کی ویرانی یہ حقیقت سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ یہاں کسی کو بقا حاصل نہیں۔

مومن اور کافر سے قبر کا خطاب:

اُسید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مومن جب مرتا ہے اور اُسے اٹھاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو، جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے [illegible] اور تو میری پیٹھ پر چلتا تھا اور اس

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت بھی تو مجھے بہت محبوب ہے اور جب کافر کو مرنے کے بعد اٹھا کر لے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے واپس لے چلو اور جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے مجھے تجھ سے بغض تھا اور تو میری پیٹھ پر تھا تو اس وقت بھی مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمانؓ کے رونے کا سبب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر ٹھہرے تو رونے لگ گئے آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے وقت تو آپ نہیں روتے لیکن یہاں آپ رو رہے ہیں فرمایا حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل قبر ہے، اگر اس سے نجات پالی تو بعد کی منزلیں آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پا سکے تو بعد کی منزلیں اس سے بھی سخت ہوں گی۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۵۳، جلد اوّل)

قبر میں سوالات کی کیفیت:

قبر میں کئے جانے والے سوالات کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیسے ہوں گے فرمایا کہ اس میں علماء نے کلام فرمایا ہے اور اس سے متعلق روایات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سوال روح سے ہوگا جسم سے نہیں اور اس وقت روح اس کے جسم میں سینے تک داخل ہوگی، بعض کہتے ہیں کہ روح اس کے جسم اور کفن کے درمیان ہوگی اس سلسلے میں جو آثار و مرویات ہیں وہ اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں تا کہ انسان قبر میں سوال کا اقراری رہے اور اس کی حقیقت کی کھوج میں نہ لگے اور کہے اللہ تعالیٰ ہی وہاں کے حالات بہتر جانتا ہے ہم جب قبر میں جائیں گے تو دیکھ لیں گے اور اگر منکر نکیر کے ایک سوال کا بھی انکار کیا گیا تو پھر اس کی دو وجہیں ہوں گی یا تو وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر درست نہیں اور خلاف طبیعت ہے یا وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر تو درست ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں تو اس کے اس قول سے نبوت اور معجزے کا ابطال ہوتا ہے کیونکہ رسول بظاہر آدمیوں جیسے تھے اگرچہ ان کا مزاج مختلف تھا، بے شک ملائکہ نے وہاں حاضری دی، ان پر وحی نازل ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹ گیا، ان کا عصا اژدہا بن گیا یہ سب اشیاء خلاف طبیعت ہیں لہٰذا ان کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر کہا کہ جائز ہے لیکن ثابت نہیں تو ہم نے اتنی مرویات ذکر کر دی ہیں جو کہ سامع کے لیے کافی ہیں اور قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے بے شک اس کا رزق تنگ کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے،" مفسرین کی ایک جماعت نے کہا کہ جینا تنگ کر دیں گے سے مراد قبر کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، جلد اوّل، ص ۵۶۔۵۷)

قبر کو بکثرت یاد کرو اسی میں نجات ہے:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لے اور چار چیزوں سے بچے، وہ چیزیں جن کی پابندی لازمی ہے وہ یہ ہیں نمازوں کی محافظت، صدقہ، تلاوت قرآن اور بکثرت تسبیحات اس لیے کہ یہ چیزیں قبر کو روشن فراخ کرتی ہیں اور وہ چار باتیں جن سے اجتناب لازمی ہے وہ یہ ہیں جھوٹ، خیانت، چغل خوری اور پیشاب جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچو کہ عذاب قبر اکثر اسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ہوتا ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو تمہاری چار چیزیں ناپسند ہیں، نماز میں فضولیات، قرأت میں لغویات، روزے میں گناہ، بے پردگی کی باتیں اور قبرستان میں ہنسنا۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، ص ۵۲)

قبروں کی مماثلت میں دھوکہ نہ کھانا:

حضرت محمد بن سماک رضی اللہ عنہ نے قبرستان کی طرف دیکھ کر فرمایا ان قبروں کے سکوت سے دھوکے میں نہ آجانا اسی میں اکثر غمزدہ لوگ ہیں اور قبروں میں مماثلت سے بھی دھوکہ نہ کھانا کیونکہ ان میں بہت ہی فرق ہے پس عقل مند پر لازم ہے کہ دخول قبر سے پہلے اسے بہت یاد کرتا رہے۔

قبر کو اکثر یاد کرنے کا فائدہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اکثر قبر کو یاد کرتا رہتا ہے وہ جنت کا ایک باغ پائے گا اور جو غفلت کرتا ہے وہ قبر کو جہنم کے گڑھے کی صورت میں پائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا اے اللہ کے بندو موت موت ہے اس سے بچنا ناممکن ہے اگر تم اس کے لیے کھڑے رہے تو تمہیں پکڑے گی اور اگر تم اس سے فرار ہو گئے تو موت تمہیں پہچان لے گی کیونکہ تمہاری پیشانی پر وہ کندہ ہے لہٰذا بہت ہی جلدی اپنی نجات کی فکر کرو، اور ایک اور چیز یعنی قبر بھی تمہاری جستجو میں ہے، آگاہ رہو کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، خبردار وہ روزانہ تین مرتبہ اس طرح کہتی ہے کہ میں ظلمت کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں خبردار اس دن کے پیچھے ایک اور سخت دن ہے ایسا دن کہ اس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے کمزور ہو جائیں گے، تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتوں کو بھول جائیں گی اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت ہی سخت ہے خبردار اس دن کے آگے نار ہے جس کی گرمی سخت ہے جس کی گہرائی بہت دور ہے، وہاں کے زیور لوہے کے ہیں، وہاں کا پانی صدید ہے، اس میں اللہ کی رحمت نہیں ہے فرمایا کہ پھر مسلمان بہت روئے پھر فرمایا اس دن کے آگے جنت ہے جو آسمانوں اور زمین جتنی چوڑی ہے وہ متقین کے لیے تیار کی گئی ہے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب سے ہمیں بچائے اور ہمیں جنت الفردوس مقام عطاء فرمائے۔ (تنبیہ الغافلین، ج ۱، ص ۵۱ تا ۵۳)

قبر میں اعمال صالح کا ساتھ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتے وقت انسان کی ایسی چیخ نکلتی ہے جسے سوائے انسان کے ہر جاندار سنتا ہے اور اگر انسان اس کو سن لے تو بیہوش ہو کر گر جائے، جب اس کو اس کی قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اگر تمہیں علم ہوتا کہ میرے لیے آگے کیا بھلائی ہے تو تم مجھے بہت جلدی لے جاتے اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتا ہے کہ مجھے لے جانے میں جلدی نہ کرو اگر تمہیں علم ہو جائے کہ میرے لیے آگے کیا شر ہے تو تم مجھے لے جانے میں اتنی جلدی نہ کرتے اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے انتہائی کالی رنگت اور سبز آنکھوں والے اس کے سر کے نزدیک آتے ہیں تو اس کی نماز کہتی ہے کہ میرے پہلو سے تم نہیں آسکتے، اس ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے اس نے کتنی راتیں جاگ کر گزاردیں، پھر وہ ہاتھوں کی طرف آتے ہیں تو اس کا صدقہ کہتا ہے تو والدین سے کی گئی نیکی آجائے گی اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہے گی میرے پہلو سے تم نہیں آؤ گے، کیونکہ اسی ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے یہ ہماری خدمت میں دوڑتا رہتا تھا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہیں گے تو اس کا صدقہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے، کیوں کہ اسی جگہ سے بچنے کے لیے تو اس نے میرا عمل کیا تھا۔ پھر وہ بائیں جانب آئیں گے تو اس کا روزہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے، اس نے اس جگہ سے بچنے کے لیے تو روزے کی بھوک پیاس اٹھائی تھی، پھر اسے جگایا جائے گا جیسے نیند والے کو جگاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا کیا تو نے اس ہستی کو دیکھا ہے کیا کچھ وہ فرمایا کرتے تھے وہ کہے گا کس کے متعلق کہتے ہو، کہا جائے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پھر دونوں فرشتے اس سے کہیں گے کہ تو زندہ رہا تو مؤمن، مرا تو مؤمن، پھر اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا اور انعامات الٰہیہ کے خزانے اس کے لیے کھول دیئے جائیں گے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی توفیق دے اور ہمیں گمراہ کن خواہشات سے بچا کر ہماری حفاظت فرمائے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

(تنبیہ الغافلین جلد اوّل، ص ۵۸۔۵۹)

حدیث مبارکہ معہ شرح:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں جبکہ وہ مردہ دفن کر کے لوٹنے والوں کی جوتیوں کی چرچراہٹ بھی سنتا ہے، دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں پھر وہ کہتے ہیں اللہ تجھے ثابت قدم رکھے، سو جا ٹھنڈی آنکھوں سے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھے" گا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قول حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو قول حق کی توفیق نہیں دیتا اور جب کافر یا منافق اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، دونوں فرشتے کہیں گے تو نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی پھر وہ اس کو گرز سے ماریں گے جس کو زمین و آسمان کے درمیان انسانوں اور جنات کے علاوہ سب سنیں گے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہوگی عمر، جب تیرے پاس قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آئیں گے جن کا رنگ سیاہ اور سبز آنکھیں ہوں گی ان کے دانت زمین کو کرید رہے ہوں گے، بال ان کے زمین پر لگ رہے ہوں گے ان کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی اور بجلی کی کوند جیسی ان کی آنکھیں، حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آج کے دن جیسی وہاں میرے پاس عقل ہوگی فرمایا ہاں تو حضرت عمرؓ نے کہا پھر تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میں ان کے لیے کافی ہوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو توفیق عطا ہوگئی۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۵۸۔۵۷)

فائدہ:

دنیا کی تمام ٹھاٹھیں باٹھیں یہیں رہ گئی قبر میں پہنچتے ہی علاقہ ہی بدل گیا۔ بلکہ سچ پوچھیے تو سانسوں کی ڈور ٹوٹتے ہی علاقہ بدل گیا۔ سب جی حضوری کرنے والے ساتھ چھوڑ گئے قبر میں پہنچتے ہی منکر نکیر کے سوالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اب اپنے اپنے اعمال کے مطابق یہاں سلوک ہوا یہاں سب [illegible] ساتھ ایک جیسا سلوک ہوا۔ اگر اچھے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمل اختیار کیے ہوئے تو اچھے رہے۔ ورنہ بظاہر تو یتیموں کے ساتھ قبریں بنیں مگر حقیقتاً اللہ والوں کے مکانات کا گنہگاروں کے مقامات سے کیا نسبت۔

-----☆☆☆-----

فریدا کھنڑھو میخاں اِگلیاں ، جندنہ کائی میخ وارِی آپو آپنی ، چلے مشائخ شیخ

حل لغات:

* کھنڑھو: گودڑی، مراد وہ جسم جو اس گودڑی میں ہے۔ * میخاں: میخ کی جمع یعنی لوہے کے کیل۔ * اگلیاں: ان گنت، بے شمار، بہت زیادہ، لاتعداد۔ * جند: جان، روح۔ * کائی: کوئی۔ * میخ: کیل۔ * واری: باری۔ * آپو اپنی اپنی اپنی۔ * چلے: چل پڑے، رخصت ہوئے، چلے گئے، روانہ ہوئے۔ * مشائخ: شیخ کی جمع۔ * شیخ: بوڑھا آدمی، پیر، مرشد، مذہبی علوم میں فائق، پیشوا، سجادہ نشین، مسلمانوں کی ایک ذات۔

گودڑی یعنی لباس میں جو انسانی جسم ہے بہت سی کیلوں کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہے۔ مگر روح آزاد ہے۔ بڑے بڑے شیخ مشائخ اپنی اپنی باری آنے پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

مطلب:

گودڑی یعنی انسانی جسم کے اندر جو انسانی جسم ہے۔ وہ بہت سی میخوں کے ذریعے یعنی انتڑیوں اور ناڑیوں کے دھاگوں کے ذریعے بڑا مضبوط جکڑا ہوا ہے جبکہ روح ہر قسم کی میخوں اور پابندیوں سے آزاد ہے۔ بڑے بڑے بزرگ اپنی اپنی باری آئے اور موت کا پھول سونگھ کر اس جہان فانی سے چلتے بنے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

بس کر عالم چھڈ دے کھیڑا لمی چھوڑ کہانی
ٹر گئے نبی محمد ورگے من تقدیر ربانی

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی جسم اور موت کا تعلق واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسانی جسم جو کہ بظاہر نرم و نازک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اتنا نرم و نازک ہے کہ انسانی جسم سے معمولی سا کانٹا بھی پار ہو سکتا ہے۔ معمولی معمولی بات اس کے لیے سوہان روح ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے باوجود انسانی جسم نہایت مضبوط کر کے جکڑا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل متفرق گیمز میں انسان کا محیر العقول انداز سے ورزشیں کرنا اور ان سے جسم میں کسی قسم کا نقص نہ پیدا ہونا، حیران کن کارنامے انجام دینا اس حقیقت پہ روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ انسانی جسم کو انتڑیوں اور دیگر جسم کے حصوں کے ذریعے نہایت مضبوطی سے جکڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے معمولی معمولی تکلیف اور حرکت سے نقصان نہیں [illegible] اور پابندیوں سے انسانی جسم کے اعضاء

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ نہیں جکڑا گیا بلکہ روح انسانی جسم میں بالکل آزاد ہے۔اس کے باوجود انسانی جسم میں رہتی ہے۔یہ قادرِ مطلق کی کیسی قدرت اور کاریگری ہے۔یہ خالقِ کائنات کی کیسی محیر العقول تخلیق ہے اگر انسان اپنے ہی جسم میں غور وفکر کرے تو اسے اپنا جسم ہی خالق کائنات کی تخلیق ہونے کا پتہ دے گا۔تیرے اپنے وجود سے ہی حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوگا مگر افسوس کہ کتنی غفلت میں پڑا ہوا ہے اپنے خالق و مالک سے بھی غافل ہے۔اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو ہمہ وقت اس مالک وخالق کی قدرت میں غور وفکر کر اس کی عبادت میں مصروف رہ۔بڑے بڑے بزرگ بھی اس جہان فانی میں جب موت کا وقت آیا۔اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔اسی طرح جب اس جہان فانی سے رخصتی کی تیری باری آئی تو تجھے بھی رخصت ہونا پڑے گا۔اس لیے غفلت ترک کردے۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

؎ نہ کر میری میری بندیا، آخر ھوویں گا ڈھیری
نہ کوئی شے تیری نہ کوئی میری، رہنی صرف قبر دی ڈھیری

اوہ وی بجناں ضروری نئیں ، اوہ وی نال نصیباں
ملسیں قبر یا ناہیں تینوں ، قبر وی نال نصیباں

روح:

قرآن مجید میں ہے کہ

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ سے یہ لوگ دریافت کررہے ہیں کہ روح کیا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے۔یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔آپ انہیں سمجھا دیجئے کہ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔روح میرے رب کے امر سے ہے۔

حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو اس وقت میں آپ کے ساتھ تھا یہودیوں نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا۔آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ میں نے سوچا آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے پھر اس آیت کا نزول ہوا۔

یسئلونك عن الروح، قل الروح من امر ربی وما اوتوا من العلم الاقلیلا

یعنی یہودیوں نے آپ سے روح کے بارے میں پوچھا ہے آپ فرمادیں کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور یہودیوں کو قلیل علم دیا گیا ہے۔

یہودی بولے تورات میں ہی جو ہے (کتاب الروح لابن القیم حافظ ابن حجر العسقلانی فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۷۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن میں روح کے معانی:

روح کے معنی وحی کے بھی ہیں ارشاد ربانی ہے واوحینا الیکَ روحاً من امرنا (اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ پر وحی نازل کی) پھر ارشاد ربانی ہے یلقی الروح من امرہٖ علیٰ من یشآء من عبادہٖ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی ڈالتا ہے۔ قوت وثبات اور نفرت وحمایت کے بارے میں ہے فرمایا وایدھم بروح منہ یعنی اللہ نے اپنی قوت سے ان کی تائید فرمائی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا نزل بہ الروح الامین علی قلبك اسے حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آپ کے قلب پر اترے پھر ارشاد فرمایا من کان عدو الجبریل الخ..... جو جبریل سے بغض رکھتا ہے تو جبریل ہی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے۔ پھر ارشاد ربانی ہے قل نزلہ روح القدس یعنی آپ فرما دیجئے کہ اسے روح القدس نے نازل کیا ہے۔ وہ روح جس کے بارے میں یہودیوں نے آپ سے پوچھا تھا اور انہیں جواب دیا گیا کہ وہ مخلوق میں سے ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہی روح ہے جو مندرجہ دونوں آیات میں مذکور ہے۔ یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا یعنی جس روز فرشتے اور روح قطار در قطار کھڑے ہوں گے پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے تنزل الملئکۃ والروح فیھا شب قدر میں ملائکہ روح کے ساتھ اپنے پروردگار کے حکم سے اُترتے ہیں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے فرمایا روح منہ یعنی آپ اللہ کی روح ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۲۷۹، ۲۷۸)

روح کے جسم سے تعلقات:

روح کا واسطہ اپنے جسم سے برابر قائم رہتا ہے گو جسم بوسیدہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مٹی میں مٹی ہو جاتا ہے۔

روح کے جسم کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں اور ہر تعلق کا حکم الگ الگ ہے۔

-1 روح کا جسم سے پہلا تعلق یہ ہے کہ رحم میں جنین میں بھی روح کا جسم سے تعلق ہو جاتا ہے۔

-2 روح کا جسم کے ساتھ دوسرا تعلق یہ ہے کہ یہ تعلق دنیا میں آنے کے بعد ہوتا ہے۔

-3 روح کا جسم کے ساتھ تیسرا تعلق نیند کی حالت میں ہوتا ہے کہ جسم سے ایک صورت سے تعلق بھی ہے اور ایک صورت سے مفارقت بھی ہے۔

-4 روح کا جسم کے ساتھ چوتھا تعلق برزخ میں ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ بعد از موت روح جسم سے الگ ہو کر آزاد ہو جاتی ہے مگر ایسی علیحدگی نہیں ہوتی کہ ذرا سا بھی تعلق باقی نہ رہے۔

-5 روح کا جسم کے ساتھ پانچواں تعلق زندگی بعد الممات کے بعد ہوگا جو سب سے گہرا اور مکمل تعلق ہوگا جس کے سامنے پہلی قسم کے چاروں تعلق ہیچ ہوں گے کیونکہ یہ ایسا تعلق ہوگا جس کے ہوتے ہوئے نہ موت آئے گی اور نہ نیند اور نہ ہی جسم میں کسی قسم کی تبدیلی رونما ہوگی۔ (کتاب الروح، ص ۸۸۔۸۹)

دنیا میں بے چینیوں کا سبب:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے ہر عضو کو ایک کمال عطا کیا ہے اگر وہ کمال اسے حاصل نہ ہو تو اسے بے چینی اور اضطراب رہتا ہے مثال کے طور پر آنکھ کا کمال دیکھنے پر ہے اور کان کا کمال سننے پر ہے اور زبان کا کمال بولنے پر ہے۔ پھر جب ان اعضاء کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ قویٰ سلب ہو جائیں جن سے کمالات وابستہ تھے تو ان کے جاتے رہنے سے کمی اور بے چینی پیدا ہو جائے گی۔ دل کا کمال اور دل کا سرور اور دل کی عیش اور دل کی لذت اور دل کی شگفتگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت پر اُس کی محبت وانابت پر اور اس کی طرف شوق توجہ پر ہے جب دل اس دولت سے محروم ہو جاتا ہے تو سخت عذاب اور بے چینی میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسے آنکھ اپنا نور کھو کر اور زبان اپنی گویائی اور ذوق کھو کر سخت بے چین ہو جاتی ہے اس صورت میں کسی طرح سے بھی سکون حاصل نہیں ہوتا گو تمام دنیا اس کے قبضے میں ہو اور وہ تمام دنیوی علوم کا ماہر کیوں نہ ہو لہٰذا جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بڑا مقصود، سب سے بڑا محبوب، سب سے بڑا معبود نہ ہو تب تک چین نہیں آتا۔ سکون کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت واستعانت بمنزلہ سر کے ہے۔ (کتاب الروح، ص ۳۸۹)

فائدہ:

کیونکہ یہ بے چینی روح کی غذا اور روح کو نور نہ ملنے کے سبب ہوتی ہے۔

ارواح کی پرواز:

بعض علماء کا قول ہے کہ روح ناک کے راستے اپنی روشنی پھیلاتی ہے لیکن اس کی سواری جسم ہی رہتا ہے۔ اگر پوری طرح سے نکل جائے تو انسان مر جائے جس طرح کہ چراغ سے بتی نکال لی جائے تو کما حقہ غل (گل بجھ) گل ہو جاتا ہے۔ اس کے الٹ اگر چراغ میں بتی روشن ہے تو اس کی روشنی دور دور تک پھیل جاتی ہے اسی طرح روح نیند کی حالت میں ناک کی راہ سے پھیل کر دور دور تک گھوم آتی ہے اور مردوں کی ارواح سے بھی ملاقات کر آتی ہے۔ اگر فرشتہ جو خوابوں پر مؤکل ہے اسے کوئی شے دکھا دیتا ہے اور یہ شخص بیداری کی حالت میں ہوشیار ہوتا ہے اور بیداری کی حالت میں کسی غلط بات کی طرف راغب نہیں ہوتا تو جب اس کی طرف روح لوٹ کر آتی ہے تو روح اس کے دل میں وہ بات ڈالتی ہے جو اللہ نے اس کی صلاحیت کے مطابق دکھائی ہے۔ لیکن اگر بے وقوف دھوکے میں آجانے والا اور باطل پسند ہوتا ہے تو خواب میں بحکم الٰہی جو کچھ اچھی یا بری بات دیکھتا ہے تو چونکہ اس نے کچھ شیطانی کرشمے اور غلط باتیں بھی راہ میں دیکھی ہیں اس لیے بیداری پر ذہن میں صحیح خواب نہیں رہتا کیونکہ غلط اور صحیح میں فساد پیدا ہو گیا اور قوت فیصلہ نہیں ہے اسی سبب سے پریشان خواب کی تعبیر بتانے والے بھی قاصر رہتے ہیں۔ (کتاب الروح، ص ۱۹۴)

اللہ والوں کی روح نکلنے کا منظر:

ایک خوشی تمام خوشیوں سے بڑی اور تمام کا جوہر ہے اور وہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندہ دنیا کو ترک کر کے اللہ کی طرف قدم اٹھاتا ہے اس وقت اس کے پاس ملائکہ آکر اسے دیدار خداوندی کی خوشخبری دیتے ہیں اور موت کا فرشتہ روح کو نکل آنے کا حکم دیتا ہے اور اسے رحمت خداوندی، رضا کی بشارت سناتے ہیں اگر توبہ کرنے والے کے پیش نظر صرف یہی ایک فرحت ہو تو عقل کا تقاضا ہے کہ اسے ہی ترجیح دی جائے لیکن یہاں تو ماشاء اللہ مومن کے لیے نوع بہ نوع خوشی کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو عزیز رُوح کے استقبال کے لیے عزیز اشکال میں قضا میں زمین سے لے کر آسمان تک ملائکہ کا اجتماع ہے دوسری جانب رُوح کے لیے آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں، ملائکہ دعائیں مانگ رہے ہیں اسے ہر آفاق کے ملائکہ رخصت کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کس قدر خوشی کی بات ہے کہ آج روح کو اپنے پروردگار، اپنے دوست اور اپنے محبوب کے رُوبرو کھڑا ہونے اور سربسجود ہونے کی اجازت مل گئی ہے اور پھر رب تعالیٰ کے کلمات محبت سننے کی سعادت بھی حاصل ہے کہ فرشتو! میرے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بندے کا اعمالنامہ علیین میں لکھ لیجئے۔ پھر بہشت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تیار کی ہوئی نعمتیں بھی دکھائی جاتی ہیں کہ یہ تمہارے لیے ہیں۔

احباب سے ملاقات کا منظر:

احباب واقارب سے ملاقات ہوتی ہے۔ سب کے سب مل کر خوشی حاصل کرتے ہیں جیسا کہ کوئی عرصہ دراز سے ملا ہو اور اپنے عزیز واقارب سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ یہ تمام کو بہتر حالت میں دیکھتا ہے اور گزرے ہوؤں کے حالات سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ تمام خوشیاں فرحت اکبر سے پہلے کی ہیں۔

قیامت کے روز خوشیوں کا منظر:

قیامت کے روز خوشیوں کا حال کیا دریافت کرتے ہو عرش بریں کا خنک خنک سایہ ہوگا۔ کوثر کے بھرے ہوئے جام ہوں گے دائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ہوگا۔ نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ چہرے خوشی سے گلاب کی مانند کھلے ہوئے ہوں گے ایک بے مثال بجلی کی چمک جیسی روشنی آگے آگے ہوگی بغیر رکاوٹ کے پل کو پار کرنے کے اسباب مہیا ہوں گے۔

جنت میں داخلے کا منظر:

جنت کے دروازے کھٹکھٹانے کے بھی موقف میں بھی جنت قریب ہی تھی۔ رضوان اور فرشتے دور سے ہی سلام کر رہے ہوں گے۔ مبارک بادیاں دے رہے ہوں گے قابل رشک مراتب اور محلات کی خوشخبری سنا رہے ہوں گے اور حور وغلمان کی خوشخبری دے رہے ہوں گے پھر اس کے بعد ایک اور فرحت بھی ہے جس کے روبرو تمام خوشیاں ہیچ ہیں خاص طور پر اولیاء اللہ کے لیے ہے۔ جنہیں اپنے رب تعالیٰ کے دیدار کا یقین اور ایمان تھا کہ وہ محشر کے روز اپنے محبوب رب رحیم وکریم کا چہرہ دیکھیں گے آج ان کا رب انہیں اوپر سے سلام کرے گا اور ان سے باتیں کرے گا اور آمنے سامنے کلام کرے گا

فائدہ:

یہ وہ منظر ہے جو اولیاء اللہ کو وصال کے وقت دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دنیا کو چھوڑ کر اور دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ سے منہ موڑ کر محض وحدہٗ لاشریک کی محبت کی خاطر اپنی زندگی دنیوی امور سے دور رہتے ہوئے گزاری اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اولیا اللہ کے نقش قدم کے مطابق ہمیں بھی بہترین انداز میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حکایت:

دیوانِ فرید میں ہے کہ ایک دفعہ جناب بابا صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) چلے جاتے تھے کہ عزرائیل علیہ السلام کسی شخص کی جان قبض کرنے کے لیے جا رہا ہے اور وہاں جا بیٹھا۔ اس موقعہ پر بہ شکوک زبان مبارک سے فرمایا کہ وجود کے قلعہ کو لے لیا ہے اور حواس خمسہ ظاہری کی قوتوں کو لوٹ لیا ہے اور آنکھوں کے ہر دو چراغ گل کر دیئے ہیں اور اپنا فرض منصبی ادا کر کے جان کو لے کر پرواز کر گیا ہے۔ (دیوانِ فرید، ص ۷۵)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلاصہ:

ارے انسان تو نے کبھی خیال کیا ہے کہ آج دنیا کی زندگی میں نفس، حرص اور لالچ کا غلام بنا ہوا ہے۔ رب کائنات کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹکتا پھر رہا ہے۔ تو سامان سو برس کا کرنے میں مصروف ہے بڑی بڑی بلڈنگیں، مضبوط قلعے، بڑے زبردست موٹے اور مضبوط سریئے سے لینٹر اور ستون بنانے میں مصروف ہے۔ ان میں سیمنٹ کے ذریعے پختگی کرنے میں پورا جتن لگا رہا ہے کہ کہیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو جائے، کسی طوفان سے گر نہ جائے، دشمن ٹینک اور میزائل وغیرہ کے ذریعے بھی حملہ کرے تو پھر بھی نہ ٹوٹے۔ مگر تجھے اپنی خبر نہیں۔ یوں ہے نا چراغ تلے اندھیرے والی بات۔ تیری اپنی جان کا کوئی بھروسہ نہیں۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ زندگی تجھے کب تک حاصل رہے گی۔ تیری روح تیرے جسم میں ہے مگر اسے کسی سوئی وغیرہ سے کوئی ٹانکا نہیں لگایا گیا کہ مضبوطی کے ساتھ جسم کے ساتھ منسلک رہے۔ کوئی علم نہیں کہ کب یہ جان اس فانی جسم سے الوداع ہو جائے۔ بڑے بڑے سلطان سکندر اپنی اپنی باری آنے پر چلے گئے۔

پیر فقیر، اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیاء کرام بھی اپنی اپنی باری آنے پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ارے تیاری کر لے تیری بھی باری آنے والی ہے۔ تجھے بھی باری آنے پر روانہ ہونا پڑے گا۔

-----☆☆☆-----

دُوھیں دیوے بَلَندِیاں ، ملک جُو بیٹھا آ گڑھ لِیتا ، گھٹ لُٹیا دیوڑے گیا بجھا

حل لغات:

* دُوھیں: دونوں۔ * دیوے: دیئے، چراغ مراد دونوں آنکھیں۔ * بلندیاں: بلن سے بمعنی جلنا یعنی جلتے ہوئے روشن ہوئے۔ * ملک: فرشتہ، مگر یہاں حضرت عزرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ * گڑھ: قلعہ، کوٹ، حصار۔ * لیتا: لیا، فتح کیا۔ * جو: جو۔ * گھٹ لٹیا: دل لوٹ لیا۔ * بیٹھا آ: آ کر بیٹھ گیا۔ * دیوڑے: دو دیوے کی تصغیر ہے یعنی چھوٹے چھوٹے دیئے۔ چراغ، مراد آنکھیں۔

مطلب:

دونوں آنکھوں کے دیئے روشن تھے کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام جو آ کر پاس بیٹھ گیا۔ بالآخر جسم کا قلعہ اس نے فتح کر لیا۔ دل بھی لوٹ لیا اور جاتے جاتے آنکھوں کے چراغ بھی بجھا تا گیا۔ آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں موت کا منظر بہت خوب بیان کیا ہے کہ تمام عزیز و اقارب پاس بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی دوائیں دیتا ہے کوئی انجکشن لگاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو۔ کوئی شربت پلاتا ہے، کوئی ٹیبلٹس یا کیپسول دیتا ہے۔ حتیٰ کہ عزیز و اقارب اپنا پورا جتن لگاتے ہیں کہ صحت حاصل ہو جائے۔

جب دواؤں سے آگے بات نکلتی دیکھی تو زاریاں کر کر کے اللہ تعالیٰ سے بعض اوقات دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام حکم ربانی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے وہ دعا دوا پر بازی لے جاتا ہے۔ دنیا والے سارے جتن

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرکر کے آخر تھک جاتے ہیں عزرائیل جیت جاتے ہیں۔دل لوٹ لیا۔آخر کار پر رونق آنکھوں کے چراغ بھی بجھا گیا۔

بعض عزیزوں کی موت انتہائی دردوالم کا سبب ہوتی ہے عزیزوں کے لئے انتہائی دکھ کا سبب بنتی۔کئی عزیزوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا ہے۔دل ڈوبنے لگتا ہے کچھ دنوں کے لیے طبیعت سنبھلتی ہی نہیں۔صبر وقرار سب کچھ لُٹ جاتا ہے۔غش پڑنے لگتے ہیں۔بے چینی عروج تک جا پہنچتی ہے بلکہ یوں دل چاہتا ہے کہ کاش اس کی جگہ ہم مرجاتے ہیں۔بعض اوقات کئی یہ صدمہ برداشت ہی نہیں کرسکتے۔بعض اوقات یہ صدمہ کئی زندوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔یعنی پسماندگان کے لئے بھی انتہائی مصیبت ثابت ہوتا ہے۔

دوھیں بلندیاں:

بعض انسان موت سے قبل بالکل ہی تندرست ہوتے ہیں ان کی آنکھیں صحیح سلامت دیکھ رہی ہوتی ہیں۔بعض اگر بیمار بھی ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں صحیح سلامت کام کررہی ہوتی ہیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔

فرشتے:

فرشتے اجسام نوری ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔(بہارشریعت حصہ اول)

عقیدہ:

وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاء۔وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر وکبائر سے پاک ہیں۔(بہارشریف)

عقیدہ:

فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

عقیدہ: ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔جبرائیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملئکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

عقیدہ: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیاء کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا۔کسی کے متعلق انسان کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرکے اس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامہ اعمال لکھنا بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلوٰۃ وسلام پہنچانا، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا، کسی کے متعلق صور پھونکنا اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملئکہ انجام دیتے ہیں۔(بہارشریعت حصہ اوّل، ص ۱۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ذمہ ارواح کو قبض کرنا ہے۔

حکایت:

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ جا کر زمین کے چار گوشوں سے سیاہ، سرخ، سفید اطیب، اخبث، نرم، سخت، پہاڑی ہر قسم کی مٹی لے آؤ، جبریل علیہ السلام زمین سے مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے میرے ہاں بھیجا، مجھ سے ذرہ بھر مٹی نہ اٹھانا کیونکہ بادشاہ کے قرب میں اگر چہ بیشمار منافع ہیں لیکن اُس سے خطرات بھی بہت بڑے ہیں جیسے کہا گیا ہے۔

؎ بدریا منافع بے شمار است

جبریل علیہ السلام خالی واپس لوٹے اور بارگاہِ لایزال میں عرض کی کہ مجھے زمین نے تیری ذات کی قسم دی ہے اس لیے مٹی اٹھاتے شرم محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو بھیجا اس کے ساتھ بھی زمین نے وہی کہا جو جبریل علیہ السلام سے کہا وہ بھی واپس خالی آ گئے اور جبریل علیہ السلام کی طرح معذرت کی پھر اسرافیل علیہ السلام کو روانہ کیا گیا۔ اس سے بھی زمین نے وہی التجا کی۔ وہ بھی خالی واپس آئے اور جبریل و میکائیل کی طرح معذرت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو حکم فرمایا۔ وہ جب مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتی ہوں جس نے تجھے مجھ سے مٹی اٹھانے کے لئے بھیجا ہے۔ مجھ سے مٹی نہ لے جا کہ ایسی مخلوق پیدا ہوگی جو اپنے مالک کی نافرمان ہو کر دوزخ کا ایندھن بنے گی۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا میں بھی تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں کہ میں تجھ سے مٹی ضرور اٹھاؤں گا تا کہ مجھے بے فرمانی میں شمار نہ کیا جائے۔ عزرائیل علیہ السلام یہی کہہ کہ زمین کے چار گوشوں سے چالیس گز برابر مٹی اٹھالی۔ زمین کے مختلف رنگوں کی وجہ سے بنی آدم بھی مختلف رنگ ہیں کہ ان میں بعض سفید ہیں، بعض سیاہ بعض سرخ بعض نرم، بعض سخت۔

اُسی مٹی کا ہر ذرہ انسان کا اصل بدن ہو گیا۔ جس جگہ سے انسان کی مٹی کا ذرہ لیا گیا وہاں ہی وہ مدفون ہوگا۔

مٹی لے کر حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عزرائیل (علیہ السلام) کیا تمہیں زمین کی فریاد سے رحم بھی نہ آیا۔ عرض کی الٰہی! تیرے فرمان کے آگے اس کی زاری کا کیا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب آدم کی اولاد کی ارواح قبض کرنے پر تجھے مامور کیا جاتا ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، ص ۱۷۰ اپ اول ترجمہ از فیض ملت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی،)

روح نکلنے کا منظر:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصار کے جنازے میں گئے قبر پر پہنچے قبر ابھی تیار نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ ہم آپ کے آس پاس ایسے بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں حضور کے ہاتھ میں چھڑی تھی جسے آپ زمین پر لگانے لگے پھر اپنا سر اٹھایا دو یا تین بار فرمایا کہ

4mafat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا کہ بندہ مومن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اترتے ہیں گویا ان کے چہرے سورج ہیں جن کے ساتھ جنت کے کفنوں سے کفن اور وہاں کی خوشبو ہوتی ہے حتیٰ کہ میت کی تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں اے پاک روح! اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف چل تو وہ نکلتی ہے ایسی بہتی ہوئی جیسے مشک سے قطرہ، ملک الموت اسے لے لیتے ہیں جب لیتے ہیں تو فرشتے ان کے ہاتھ میں پل بھر نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے لے لیتے ہیں اس کو کفن اور خوشبو میں ڈال دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روئے زمین پر بہترین مشک سے۔ فرمایا اسے لے کر فرشتے چڑھتے ہیں۔ تو فرشتوں کی کسی جماعت پر نہیں گزرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہی نفیس خوشبو ہے یہ کہتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں ہے اس کا وہ اعلیٰ نام لے کر جو زمین پر لیا جاتا تھا حتیٰ کہ اسے لے کر دنیوی آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کے لیے کھلواتے ہیں تو کھول دیا جاتا ہے اسے ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان پر پہنچانے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔ رب فرماتا ہے کہ اس کی کتاب علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف کر دو کیونکہ میں نے انہیں زمین سے ہی پیدا کیا وہاں ہی تو لوٹاؤں گا۔ وہاں ہی سے دوبارہ نکالوں گا۔ تب اس کی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔

وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے: دین میرا اسلام ہے۔

وہ کہتے ہیں یہ صاحب کون ہے؟ جو تم میں بھیجے گئے۔

وہ کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وہ کہتے ہیں: تجھے کیسے معلوم ہوا۔

یہ کہتا ہے: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے: میرا بندہ سچا ہے اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔

تب اس تک جنت کی راحت و خوشبو آتی ہے تاحد نگاہ اس کی قبر میں فراخی کی جاتی ہے۔

فرمایا کہ اس کے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں، اچھی خوشبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے خوش ہو جو تجھے مسرور کرے گی۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ کہتا ہے: تُو کون ہے؟ تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے۔

وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔

تب بندہ کہتا ہے۔ یارب! قیامت قائم کر، یارب! قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے گھر بار اور ماں میں پہنچوں۔

کافر کی جان نکلنے کا منظر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کافر جب دنیا کے خاتمے اور آخرت کی آمد میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اترتے ہیں [redacted] جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتے ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۔اس کے سر کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث جان! رب کی ناراضگی کی طرف نکل۔ فرمایا کہ اس کے جسم میں چھپتی پھرتی ہے وہ اسے ایسا کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ بھیگی اون سے کھینچی جاتی ہے۔ پھر اسے لے لیتے ہیں۔ جب لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے وہ جان مالک الموت کے ہاتھ میں پلک جھپکے تک نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے ان ٹاٹوں میں ڈال لیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کے بدترین مردار کی سی بدبو نکلتی ہے اسے لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گزرتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث جان ہے وہ اس کے دنیاوی بدترین ناموں سے جس سے موسوم کیا جاتا تھا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بیٹا یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک آتے ہیں۔ کھلوایا جاتا ہے تو اس کے لیے کھولا نہیں جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ

یعنی نہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھلیں اور نہ وہ جنت میں جائیں حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ پھر رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتاب نچلی زمین کے سجین میں لکھو پھر اس کی جان پھینک دی جاتی ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ ..... جس نے اللہ سے شرک کیا گویا وہ آسمان سے گر گیا جسے پرندے اچکتے ہیں یا اسے دور جگہ میں ہوا پھینکتی ہے پھر روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔

اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟

وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

پھر وہ فرشتے کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟

وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ

پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں: یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟

فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ

پس وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔

تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے۔ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لیے آگ کا بستر بچھاؤ۔ اور آگ کی طرف دروازہ کھولو تب اس تک دوزخ کی گرمی اور وہاں کی لو آتی ہے اور اس پر قبر اتنی تنگ کی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ اسکے پاس ایک بدشکل، برے لباس والا بدبودار آدمی آتا ہے کہتا ہے اس کی خبر لے جو تجھے غمگین کرے گی یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا۔ مردہ کہتا ہے کہ تو ہے کون کہ تیرا چہرہ شر (ڈر) لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرے برے عمل ہوں۔ تب یہ کہتا ہے۔ الٰہی! قیامت نہ قائم کر اور ایک روایت میں اس کی مثل ہے اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سارے فرشتے اس پر دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ۔اس کی روح ان کی طرف سے چڑھے اور کافر کی جان اس کی رگوں کے ساتھ نکالی جاتی ہے۔اس پر آسمان زمین کے درمیان والے فرشتے اور آسمان کے سارے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس کی روح ان کی طرف سے نہ چڑھے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

موت کے ساتھ انسان کا کیا مقابلہ۔ جب موت کا وقت آتا ہے اس وقت کسی بھی قسم کی دوائی انجکشن وغیرہ کام نہیں کرتے حضرت عزرائیل صلی اللہ علیہ وسلم آجاتے ہیں تو اس وقت اکثریت کی آنکھیں کام کر رہی ہوتی ہیں۔وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو آخر بیٹھتے ہوئے دیکھتا ہے مگر کچھ کر نہیں سکتا۔انسان کے سارے جسم سے جان نکال لیتا ہے اور آنکھوں کے دیئے بھی جاتے جاتے بجھا جاتا ہے جس سے آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا ویکھ کپاہے جو تھیا ، جو سر تھیا تلاں کمادے ارکاگدے ، کنے ، کوئلیاں
مندے عمل کریندیا ! ایہہ سزا تنہاں

حل لغات:

* کپاہے: کپاس کو، کپاس کا، کپاس کے ساتھ۔ * ویکھ: دیکھ۔ * تھیا: ہوا۔ * جو: جو کچھ۔ * جو سر تھیا تلاں: جو کچھ (گھانے میں پیلتے ہوئے تیل نکلتے وقت) تلوں کے ساتھ ہوا۔ * کمادے: کماد۔ * اَر: یہ لفظ اور (حرف عطف) کی پرانی پنجابی شکل ہے (معارف فریدیہ، ص ۱۳۱)۔ * کاگدے: کاغذ کو یا کاغذ کا کیا ہوا۔ * کُنّے: کنی چھوٹی ہنڈیا، کنا بڑی ہنڈیا۔ * کوئلیاں: جو کچھ کوئلوں کے ساتھ ہوا یا جو حال کوئلوں کا ہوا۔ * مندے: بُرے، گندے، اللہ و رسول اللہ کی نافرمانی۔ * عمل: کام۔ * کریندیا: کرنے والے۔ * ایہہ: یہ۔ * سزا تنہاں: انہیں، ان کو، ان کی سزا۔

اے فرید! جو کچھ کپاس کے ساتھ ہوا اسے دیکھ۔تلوں کا تیل نکالتے وقت جو حشر تلوں کا ہوا اسے بھی دیکھ۔یعنی کماد، کاغذ، ہنڈیا اور کوئلوں کا کیا حال ہوا ان کے احوال میں غور و فکر کر۔کہ ان کے ساتھ کیا احوال پیش آئے۔

اے برے اعمال اختیار کرنے والے جیسے ان کا حشر ہوا۔اسی طرح تجھے بھی سزا دی جائے گی۔کیونکہ برے اعمال کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔یہ مثالیں محض تجھے سمجھانے کے لیے ہیں ان کے متعلق سزا کا معاملہ نہیں بلکہ اُن کی یہ حالت محبوب کے قرب کے قابل بننے کے لیے ہے۔

مطلب:

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے عشق حقیقی کے لیے ایک راستہ بیان فرمایا ہے کہ عشق حقیقی کے راستے پہ چل نکلنا [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھتا ہے اور آہیں بھرنے لگتا ہے کہ کاش کہ یہ لباس کتنا خوش نصیب ہے کہ محبوب نے اسے اپنا بنالیا ہے۔ محبوب اس پہ بڑا مہربان ہے اس پہ اتنی کرم نوازی کرتا ہے۔ تلوں کے تیل کو دیکھتا ہے تو پھر تلوں کی خوش نصیبی کا رونا لے بیٹھتا ہے کہ یارو دیکھو! تل کتنے خوش نصیب ہیں کہ محبوب کے سر میں تلوں کا تیل لگا۔ محبوب نے تلوں کے تیل کو اپنے قرب سے نوازا ہے۔ اسی طرح کماد کو خوش نصیب سمجھنے لگتا ہے کہ وہ کتنا خوش نصیب ہے۔ کاغذ کے بارے میں سوچنے لگتا ہے کہ کاغذ نے اتنا قرب محبوب کا پالیا۔

ان کے اس قرب اور وصال اور اپنی ناکامی دیکھ کر آہیں بھرتا رہتا ہے۔ حالانکہ غور وفکر کرنے کا تو یہ مقام ہے۔ کہ یہ تو دیکھ ان تمام چیزوں نے محبوب کا قرب کیسے حاصل کیا؟ اس سلسلے میں انہوں نے کتنے کتنے دُکھ اٹھائے۔ کتنی مصیبتوں کا انہیں سامنا کرنا پڑا؟ انہیں کیسے کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔

ان تمام چیزوں کے قرب کے احوال ان چیزوں سے پوچھے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے احوال سے گزر کر انہوں نے یہ قرب حاصل کیا۔

کپاس:

کپاس کو دیکھ! کپاس کا کیا حال ہوا۔ بیج نے اپنی ہستی کو نیستی میں تبدیل کیا۔ اس کا حلیہ ہی بگڑ گیا۔ بلکہ بظاہر تباہ ہو گیا۔ کسی کام کا نہ رہا۔ اس نے اپنی ہستی اپنے رنگ ڈھنگ وغیرہ سب کچھ ختم کرلیا۔ جب عجز کی انتہا کو پہنچا۔ گلہ شکوہ کرنا بھی اس کی زبان بھول گئی۔ تو پھر حق تعالیٰ کا اس پہ کرم ہوا۔ اسی بیج میں سے ایک ننھا سا پودا پیدا ہوا۔ بڑھنے لگا مختلف مراحل طے کرتے کرتے کپاس کا پودا بڑا ہوا۔ پھول لگنے لگے۔ پودے کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوا اس پہ بے شمار بیماریوں نے حملہ کر دیا۔ اسے زہریلے سپرے کیے گئے اس کے لیے سانس لینا دوبھر ہو گیا۔ پھر پھل لگنے لگا۔ حتیٰ کہ ٹینڈا اترا تو یوں محسوس ہوا کہ کپاس کا پودا ایک منہ سے نہیں بلکہ بہت سے مونہوں سے مسکرانے لگا۔ مگر اس کی یہ خوشی چند دن ثابت ہوئی روئی نکال لی گئی پودا منہ بسور کے رہ گیا۔ کر بھی کیا سکتا تھا۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

سختی تھی جو مقدر میں وہ مر کے بھی نہ نکلی
کھودی گئی جو قبر میری تو زمین بھی پتھریلی نکلی

کے مصداق اس روئی کو کئی مقامات پہ فروخت ہونا پڑا۔ ایک دن روئی کو مشینوں میں پھینک دیا گیا مشینیں چلنے لگیں مشینوں نے اسے خوب بھینچا بلکہ خوب دُھنائی کی۔ بیج الگ کر دیے گئے۔ روئی الگ کی گئی پھر اس روئی کو بے شمار مراحل اور امتحانوں سے گزر کر کپڑے کے روپ میں آئی۔ خوبصورت کپڑے پہ محبوب کی نظر پڑی۔ محبوب کو پسند آیا تو وہی کپڑا اس نے خرید لیا درزی کے ہاتھوں نے بیدردی کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔ نہ جانے کتنے زخم لگے۔ پھر سلائی مشین کے ذریعے جس طرح لباس تیار ہوا کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اتنے امتحانات سے گزر کر صبر وشکر اختیار کر کے محبوب کے جسم تک یہ کپڑا پہنچا ہے مر مر کر ہی کوئی پہنچے والا محبوب تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح محبوب تک پہنچنے والی ہر چیز کی داستان بڑی دردناک داستان ہے مگر یہ غور وفکر کرنے والے ہی سن سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر چیز دعوت غور وفکر دیتی نظر آتی ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کندھ مصلا ، صُوف گل ، دِل کاتی ، گُدوات باہر دِسے چانا ، دِل اندھیاری رات

حل لغات:

* کندھ: کندھا۔ * دل کاتی: دل میں چھری۔ * گُدوات: میٹھی میٹھی باتیں زبان پر۔ * دِسے: نظر آئے۔ * چانا: روشنی۔ * مصلّی: جانماز۔ * صُوف: اُون، کپڑے کی ایک قسم۔ * گل: گلے میں پہنے ہوئے۔ * کاتی: چھری۔ * اندھیاری رات: اندھیری رات۔

مطلب:

اے فرید! کاندھے پر مصلا یعنی جاءنماز۔ گلے میں صوف کا لباس یعنی صوفیانہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ بظاہر بڑے لوگ لگتے ہیں۔ بظاہر بڑے پارسا اور نیک لوگ معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے دل چھری کی طرح تیز اور خونریز ہوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں بظاہر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان پہ انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نور ہی نور ہوتا ہے۔ مگر باطنی طور پر ان کے باطن اندھیری رات کی مانند سیاہ اور تاریک ہیں۔

منافق:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں منافق کی علامات بیان فرمائی ہے کہ منافق بظاہر بڑے نیک پاک اور بزرگ نظر آتے ہیں مگر ان کی حقیقت اس کے برعکس ہے۔

منافقین کے متعلق ارشادات ربانی:

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا
مُهْتَدِيْنَ ○ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ
اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا
يَرْجِعُوْنَ ○ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ
اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ
○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ
عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ (پ۱، سورۃ البقرہ آیات نمبر ۸ تا ۲۰)

اور کچھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں وہ فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

سنتا ہے وہی فسادی ہیں۔

مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں۔

سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ بے سود کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔

ان کی کہاوت اس طرح کی ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا، بہرے گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔ یا جیسے آسمان سے اترا پانی اس میں اندھیریاں اور گرج اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان کی آنکھیں اُچک لے جائے گی۔ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

شانِ نزول:

یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ھم بمؤمنین وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو (سلمہ) اس سے معلوم ہوا کہ جتنے نرتے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

سورۃ البقرہ کی آیات نمبر ۸ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) مومن (۲) کافر (۳) منافق

مومن:

مومن وہ جس کے دل وزبان پر ایمان ہو۔

کافر:

کافر وہ ہے جس کی دل وزبان پر کفر ہو۔

منافق:

منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کر کے زبان پر اسلام ظاہر کرے سب میں بدترین منافق ہے۔ پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین۔ دو جماعتوں کا ذکر کر کے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ (تفسیر انور العرفان، ص ۴)

منافق کی تعریف:

پیر محمد کرم شاہ الازہری (سجادہ نشین بھیرہ شریف) تحریر فرماتے ہیں کہ "منافق اُس کو کہتے ہیں جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے لیکن دل سے منکر ہو"۔

اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھ کر دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے کئی موقع شناس اپنے آپ کو مسلمان بتانے لگے نیز وہ بدباطن حاسد جو کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے وہ مسلمانوں میں شامل ہو کر سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا جال بچھا کر مسلمانوں کو پریشان کرنا چاہتے تھے۔ ہجر [illegible] (تفسیر ضیاء القرآن، جلد اوّل، ص ۳۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافقت کی ابتدا:

مدینہ منورہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی تھا جس کو وہاں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور قریب تھا کہ اس کو وہاں کا سردار بنا دیا جائے۔ لیکن جب آفتاب اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جلوہ گری فرمائی اور مدینہ والوں کے دل نور ایمان سے جگمائے تو اس کی عزت وآبرو میں فرق آگیا۔ اس کی طرف مدینہ والوں کا وہ رجحان نہ رہا جو پہلے تھا اس لیے اس کے دل میں بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھی مگر یہ بہت چالاک تھا اس نے خیال کیا کہ اگر میں ظاہر طور پر مسلمانوں کا مخالف رہوں تو میری خیر نہیں۔ اس لیے بظاہر تو یہ مسلمان ہوگیا مگر دل سے سخت دشمن رہا اور اس نے یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتا اور کہتا کہ یہ وہی نبی آخرالزمان ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے اور جب کفار سے ملتا تو مسلمانوں کے خلاف باتیں کرتا اور دل میں خوش ہوتا کہ ہم دونوں جماعتوں کے پیارے ہیں اس کے ساتھ بہت سے لوگ مل گئے جس سے کہ اس کی پوری جماعت ہوگئی۔ جن کا نام منافقین ہے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیات کریمہ اتریں۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل، ص ۱۴۸)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں مسلم نے یہ زیادتی بھی بیان کی کہ اگر یہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اپنے کو مسلم سمجھے امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما متفق ہوگئے کہ جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان، علامات النفاق)

فائدہ:

یہ منافقوں کے کام ہیں مسلمان کو ان سے بچنا چاہیے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۷۴)

حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں چار عیوب ہوں وہ نرا منافق ہے اور جس میں ایک عیب ہو ان میں سے اس میں منافقت کا عیب ہوگا جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ جب لڑے تو گالیاں بکے۔

فائدہ:

منافق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) منافق اعتقادی یعنی دل کا کافر اور زبان کے لحاظ سے مسلمان (۲) منافق عملی: منافقوں جیسے کام کرنے والوں کو منافق عملی کہتے ہیں۔

فائدہ:

منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یا حضور فرماتے ہیں مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے (کافروں کا سا کام)۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اوّل، ص ۷۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ إِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَإِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً

(مشکوٰۃ شریف کتاب، کتاب الکبائر علامات النفاق)

دوغلاپن:

دوغلاپن سے کام لینے والا بھی منافق کی مانند ہوتا ہے کہ بظاہر کچھ نظر آتا ہے مگر اس کے باطن میں کچھ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ (پ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۸)

آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کو (معدنیات کی) کانوں کی مانند پاؤ گے ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں تو تم اس کام (یعنی امارت) کے لیے سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو اسے سب سے زیادہ ناپسند اسے کرتا ہوگا اور تم تمام لوگوں میں سب سے بُرا دوغلے شخص کو پاؤ گے جو ایک آدمی کے پاس ایک شکل میں آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسری شکل میں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین، حصہ دوم، ص ۲۶۰)

حدیث:

حضرت محمد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں ہم وہ باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کی مجلس سے باہر آ کر کرتے ہیں۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس چیز کو نفاق سمجھتے تھے۔ (بخاری شریف، ریاض الصالحین، حصہ دوم، ص ۲۶۰)

مطلب:

گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ بظاہر بڑے صوفی نظر آتے ہیں مومن کامل کے لباس میں نظر آتے ہیں مگر ان کے دل چھری کی مانند تیز اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے باطن میں اندھیر نگری کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

روضۂ اطہر میں نقب زنی:

یہ واقعہ چھٹی صدی ہجری کے اوائل [illegible] کو سامنے رکھ کر عسائی حکمران متحد

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو رہے تھے ۔ ۵۵۷ھ میں انہوں نے اسی سلسلہ میں سازش کی کہ مسلمانوں کے نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک روضہ اطہر سے نکال لیا جائے کیونکہ یہی وجود مسعود مسلمانوں کی محبت کا مرکز، ان کی طاقت وروحانیت کا سرچشمہ اور کامیابی کا راز ہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے دو مغربی عیسائی منتخب کیے اور سمجھایا کہ مدینہ طیبہ جا کر روضہ پاک کے قریب کوئی مکان کرائے پر لے لیں اور نقب لگا کر تربت شریف تک پہنچ جائیں اور اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

بے شمار زر و جواہر لے کر یہ دونوں شخص مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ طیبہ آئے اور روضہ اطہر کے قریب ہی مکان حاصل کر لیا۔ مساکین وغرباء اور ناداروں کو انہوں نے اس طرح نوازا کہ وہ انہیں اپنے شہر میں رحمت کا فرشتہ سمجھنے لگے۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ کو ان کی ذات کے ساتھ حسن ظن پیدا ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے اور مٹی چرمی تھیلوں میں بھر کر رکھ لیتے۔ صبح باہر نکلتے اور جنت البقیع کی زیارت کرنے کے بہانے یہ مٹی وہاں پھینکتے اور دن بھر روضہ اطہر پر گزار دیتے۔

ان کا یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا، تا آنکہ یہ سرنگ روضہ اطہر کے قریب پہنچ گئی۔ اس رات بجلی اس زور سے کوندی جیسے زمین کا سینہ چیر دے گی اور اتنا زبردست زلزلہ آیا جیسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ ایک رات سلطان نورالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا قرار قلب حزین، پیکر نور مبین، امام الاولین والآخرین، سرور کائنات، رحمتِ عالمیاں، نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وبارک وسلم تشریف لائے، طلعتِ زیبا پہ جلال کے آثار نمایاں تھے آپ نے قہر آلود نگاہوں سے دو سرخ مغربی شخصوں کی طرف دیکھا اور سلطان کو حکم دیا۔

''ان سے بچاؤ! یہ مجھے تنگ کر رہے ہیں''

یہ ہوشربا اور حیرت انگیز خواب دیکھ کر سلطان پریشان ہو گیا، اس کی تعبیر وتاویل سمجھ میں نہ آئی، پھر آنکھ لگی تو یہی منظر دیکھا، تیسری بار بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ اب تو سلطان کو یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بات ہے۔ اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا، جو خلق وسیرت میں سلطان ہی کا چربہ تھے۔

بار بار آنے والے خواب سے مطلع کیا، وزیر نے کہا۔ مدینہ طیبہ میں کوئی نیز معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو جائیں، تاکہ آقا علیہ السلام کے فرمان مبارک کے خلاف نہ ہو، میں بھی احتیاط کے طور پر کچھ فوج اور مال لے کر آپ کے پیچھے پہنچ جاؤں گا۔ سلطان نے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی راہ لی، سولہ روز بعد یہ مختصر سا قافلہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ سلطان نے سب سے پہلے اپنے آقا ومولا نبی مختار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دی۔ صلوٰۃ وسلام کے مہکتے پھول پیش کیے اور حیران ہو کر بیٹھ گیا کہ کارروائی کا آغاز کس طرح کرے؟

وزیر جمال الدین نے دریافت کیا'' کیا آپ ان دو سرخوں کو پہچان لیں گے جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا'' سلطان نے اثبات میں جواب دیا۔

جمال الدین نے فوراً اعلان کرا دیا کہ سلطان دربارِ رسالت کی حاضری کے لیے آئے ہیں اور اپنے دست مبارک سے تمام اہل مدینہ کو عطایا وہدایا سے نوازنا چاہتے ہیں لہٰذا تمام لوگ آئیں اور سلطان کے دریائے جود وکرم سے حصہ حاصل کریں۔''

سلطان نے آنے والوں کا بغور جائزہ لیا مگر مطلوبہ لوگ نظر نہ آئے۔ بڑی تشویش

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔آخر وزیر نے چھان بین کی، پتہ چلا، دو مغربی حاجی روضہ شریف کے جوار میں رہتے ہیں وہ نہیں آئے۔

لوگوں نے بتایا، وہ تو خود بڑے دولت مند ہیں اور فیاض ہیں، اہل مدینہ کو انہوں نے مالا مال کر دیا ہے وہ آ کر کیا لیں گے؟

مگر وزیر نے حکم دیا: انہیں بھی ضرور لایا جائے۔

سلطان نے ان کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ان کی ظاہری حالت اتنی شاندار اور بزرگانہ تھی کہ شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں تھی مگر سلطان خواب میں ان کی حیثیت دیکھ چکا تھا۔لہٰذا ان کی رہائش گاہ پر پہنچا، وہاں بھی کتابوں اور مشکیزوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا مگر جونہی ایک جگہ سے مصلّٰی اٹھایا۔نیچے سرنگ نظر آ گئی۔یہ دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے اور رنگ فق ہو گئے۔

باز پرس کرنے پر ان دونوں نے ساری سازش سے آگاہ کر دیا۔سلطان اتنا رویا کہ حد نہ رہی۔پھر ان کو قتل کر دیا اور روضہ اطہر کے ارد گرد خندق کھود کر پاتال تک اس میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا تا کہ آئندہ کے لیے اس قسم کے خطرے کا امکان ہی نہ رہے۔ یہ اتنی بڑی خدمت تھی جس کو انجام دے کر سلطان کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ایسی عظیم خدمت اس کو سونپی گئی اور حضور علیہ السلام نے اس کام کے لیے اس کو منتخب کیا۔(گنبدِ خضریٰ، ص ۲۵۵، از محمد معراج الاسلام بحوالہ عمدۃ الاخبار، ص ۱۲۸)

دوسرا مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

کاندھوں پہ مکاروں اور ریاکاروں کی مانند ریاکاری کا ہتھیار یعنی مصلےٰ اور گلے میں بھی ریاکاری کا ہتھیار گودڑی۔دل سیاہ مگر وہ سیاہی چھپانے کے لیے عیاری سے نہایت عمدہ اور میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں یعنی ظاہر ان کی صورت سے نور ہی نور کا جلوہ محسوس ہوتا ہے مگر دل میں اندھیری نگری ہے۔

فائدہ:

گویا اس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ریاکاری کی مذمت بیان کی۔

ریاکاری کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ (پ۳، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کرو۔احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے۔(کنز الایمان)

حدیث:

حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَآئِيْ يُرَآئِي اللّٰهُ بِهٖ

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، حدیث ۶۴۹۹، شرح ریاض الصالحین حصہ دوم، ص ۲۰۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس نے حصول شہرت کے لیے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کردے گا اور جس نے دکھاوا کیا اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کردے گا۔

حدیث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے حصول دنیا کی غرض سے ایسا علم حاصل کیا جس کے ساتھ خدا کی رضا حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا یعنی جنت کی ہوا۔

فائدہ:

ان دونوں احادیث سے واضح ہوا کہ ریا کاری کتنا برا کام ہے اس کے باوجود کوئی اپنی دنیا اور آخرت ریا کاری اختیار کر کے تباہ کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے کون روکے۔

فائدہ :

مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ.

جناب بابا صاحب فرماتے ہیں کہ کاندھے پر تو ریا کاری کا مصلّٰی رکھا ہوا ہے اور گلے میں ریا کاری کی گودڑی اور مرقع ڈالی ہوئی ہے اور دل میں دغا اور فریب اور مکر کی کانی ہے اور زبان سے میٹھی میٹھی توحید اور معرفت کی باتیں سنا رہے ہیں یہ ایسا ہے گویا کہ باہر تو اجالا ہے اور دل میں بالکل اندھیری رات ہے یعنی ان کا دل خدا کی محبت اور شوق سے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے اور دغا، دھوکے کی باتوں سے نہایت ہی آلودہ ہو کر سیاہ ہو رہا ہے۔ جس کے باعث وہ باہر سے اجالے میں ہیں اور دل سے اندھے ہیں اگرچہ وہ ظاہراً دیکھتے اور سنتے ہیں۔ (دیوان فرید، ص ۷۹)

-----☆☆☆-----

فریدا رَتّی رت نہ نکلے ، جے تن چیرے کوءِ جوتن رتّے رب سیوں ، تِن تن رت نہ ہوءِ

حل لغات:

★ رَتّی: بھاگ، نصیب، ایک وزن جو آٹھ چاول کے برابر ہوتا، ایک ماشے کا آٹھواں حصہ قلیل مقدار، تھوڑی مقدار، ذرہ۔ ★ چیرے: چیرنا سے بمعنی پھاڑنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا، شگاف کرنا۔ ★ سیوں: کی وجہ سے، کے سبب، ساتھ، طرف سے۔ ★ رتی رت: اگر یہ دونوں لفظ یکجا ہو جائیں اس کے دو معنی ہوتے ہیں، سرخ خون، تھوڑا سا خون، رتی بھر خون یہاں یہی، آخری معنی زیادہ مناسب ہے۔ ★ جے: اگر۔ ★ تن: جسم، بدن، شخص، آدمی، فرد۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک، خدا تعالیٰ۔ ★ رت: لہو، خون۔ ★ نکلے: وجود یا جسم سے باہر آئے۔ ★ کوءِ: کوئی۔ ★ تِن: اس، اس کا، وہ۔

مطلب:

اے فرید! اگر کوئی جسم کو چیر [illegible] رب کائنات کے رنگ میں رنگا ہوا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔یعنی جو حق تعالیٰ کے عشق میں رنگا ہوا ہے اس کے جسم میں ظاہری طور پر خون نہیں رہتا۔

فائدہ:

یہاں تو عشق مجازی کا بھوت جس پہ سوار ہو جائے وہ اپنے محبوب کے فراق میں ہمہ وقت رہنے کی وجہ سے اسے کھانے پینے کی رغبت پیدا ہی نہیں ہوتی۔حتیٰ کہ صرف ڈھانچہ ہی ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔دنیوی ظاہری لالچ وغیرہ ختم ہو جاتے ہیں اس کے دل ودماغ پہ محبوب کے عشق کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔وہ اترنے میں ہی نہیں آتا اس کی بھوک پیاس ختم ہو جاتی ہے۔سردی گرمی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ ان کے وجود سے سوائے محبوب کے سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔اسے ہمہ وقت محبوب کی یاد تڑپاتی رہتی ہے۔اگر درخت کا پتہ بھی حرکت کرے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ شاید محبوب آیا ہوگا۔اس سے حرکت پیدا ہوئی ہوگی جب یہ حال دنیوی عشق مجازی کا ہے کہ اس عشق کا ڈنگا ہوا موت کو بھی گلے لگانے سے نہیں جھجکتا۔موت کو بھی گلے لگا لیتا ہے اپنا تن من دھن سبھی کچھ محبوب کی خاطر قربان کر دیتا ہے نام ونمود،عزت،وقار،سب کچھ داؤ پہ لگا دیتا ہے۔جب یہ حال عشق مجازی کا ہے تو جسے رب کائنات کا عشق حقیقی حاصل ہو جائے اس کی کیفیت کا اندازہ لگائیے جو کیفیت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

حقیقت عشق:

اعتراض کیا جاتا ہے کہ عشق کا لفظ ہے ہی نہیں خواہ مخواہ گھڑ لیا گیا ہے۔؟

لفظ عشق کوئی ایسا بدنام زمانہ قسم کا لفظ تو ہے نہیں کہ جس پہ اتنی ناک بھوں چڑھائی جائے۔حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔علاوہ ازیں لفظ عشق آج سے سینکڑوں برس سے مختلف زبانوں میں استعمال ہو رہا ہے۔اس کے متعلق چند سالوں سے چونکہ چنانچہ کی الٹ پھیر شروع ہوئی ہے۔وہ بھی محض من گھڑت ورنہ بکثرت عربی،اردو،فارسی لغات میں لفظ عشق کے معنی بیان کیے گئے ہیں۔کسی ایک نے بے پر کی اڑا دی تو سارا قبیلہ تالیاں بجاتا پیچھے لگ گیا،کاش لفظ عشق کے معنی کے لیے (۱) مختار الصحاح،ص ۳۷۴ میں اس کے معنی اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبّ بیان ہوئے ہیں (۲) اسی طرح لسان العرب جلد ۱۰،ص ۲۵۱ (۳) تاج العروس جلد ۷،ص ۱۳ (۴) قاموس جلد ۳،ص ۲۶۵ پر یہی معانی بیان ہوئے ہیں۔(۵) اسی طرح اردو لغات میں بھی عشق کے معنی محبت،فریفتگی، پریم،پیار،چاہ کے معانی بیان ہوئے ہیں (۶) فیروز اللغات اردو جدید فیروز سنز لاہور: عشق. حد سے زیادہ محبت

لفظ عشق علمائے کرام اور اولیائے کرام کے نزدیک:

جس طرح لغات میں یہ لفظ شدید محبت میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح علمائے کرام اور اولیائے کامین کے نزدیک بھی لفظ عشق محبت کی فراوانی کے معانی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔خصوصاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم سے بے حد محبت کرنے میں استعمال ہوا ہے۔مثلاً

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد او زحرص و عیب کلی پاک شد

ترجمہ: جس کے وجود نفسانی کا جامہ عشق سے پاک ہو گیا وہ حرص اور ہر عیب سے پاک ہو گیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علتہائے ما

ترجمہ: اے ہمارے عشق خوش سوداء اور ہماری تمام بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔

(۳) جسم خاک از عشق بر افلاک کوہ در رقص آمد و چالاک شد

ترجمہ: جسم خاک عشق سے افلاک پر پہنچا، پہاڑ رقص میں آکر چست وچالاک ہوگیا۔

(شرح درود تاج، ص ۳۰۰، از فیض ملت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی مثنوی مولانا روم دفتر اوّل، جلد اوّل، ص ۳۷، اردو ترجمہ)

فائدہ:

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبند مکتبہ فکر کے قاضی سجاد حسین نے لکھا ہے کہ مولانا کی یہ کتاب (مثنوی شریف) بالکل نایاب تھی لیکن گزشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدظلہ نے اس کو دریافت کیا اور اس کی ترتیب وتہذیب کر کے ۱۹۲۸ء میں شائع کر دیا۔ (مقدمہ مثنوی شریف، ص ۱۳)

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ
سب کچھ معشوق ہی ہے عاشق ایک پردہ ہے

(مقدمہ مثنوی مولانا روم، ص ۲۰)

جملہ اجزاء جہاں زاں حکم پیش جفت جفت وعاشقاں جفت خویش
دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عشق ہے

(مقدمہ مثنوی، ص ۲۴)

قاضی سجاد مترجم مثنوی ومولوی معنوی سے ثبوت:

قاضی صاحب سے لفظ عشق کے متعلق کتنے ثبوت پہنچائیں سینکڑوں اشعار مثنوی میں لفظ عشق والے موجود ہیں ان کے ساتھ ترجمہ بھی ہے۔ بہر حال ترجمہ کے متعلق تو کہہ دیا جائے گا کہ ترجمہ اسی طرح کر دیا گیا ہے آیئے حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔ ص، ۳۷، جلد اوّل پر دوسرے شعر میں لفظ ہی استعمال ہوا اس کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے؟

(۱) مچھلی: مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

دیر شدن: ضائع ہونا دریا بد۔ کامل عاشق کے احوال ناقص نہیں سمجھ سکتا۔ کمال عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

(۲) بادہ: شراب میں وہ جوش کہاں جو عشق صادق میں ہے۔ (مثنوی شریف جلد اوّل ص، ۳۷)

فائدہ: معلوم ہوا کہ معترضین قاضی سجاد صاحب کے نزدیک عام لوگ ہیں جو حقیقت عشق سے بے خبر ہیں اور نہ ہی انہیں عشق کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے اس لیے کمال عشق کے احوال ان کے سامنے بیان کرنا بیکار ہے۔

اسی طرح سینکڑوں مقامات پہ لفظ عشق، عشق حقیقی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور لفظ عاشق عاشق حقیقی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ پس واضح ہوا کہ لفظ عشق یا اس کا استعمال [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ اور لفظ عشق یا عاشق کا استعمال:

(۱) عشق انگیٹھی ، ہر مل تارے
چاند سے کفن بناواں گی
لامکان کی پٹڑی اوپر
بہ کرناؤ بجاواں گی (کلام بلھے شاہ، ص ۱۷)

(۲) کرم شرع دے دھرم بتاؤن، سنگل پاون پیری
ذات مذہب ایہ عشق نہ پچھدا، عشق شرع دا ویری (کلام بلھے شاہ، ص ۲۱)

(۳) تیرے عشق نچائیا کرکے تھیا تھیا
تیرے عشق نے ڈیرا میرے اندر کیتا
بھر کے زہر پیالا میں تاں آپے پیتا
جھب دے بوہڑیں وے طبیبا نہیں تے میں مر گیا
تیرے عشق نچایا کرکے تھیا تھیا (ص ۳۰)

(۴) جن تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُرتے بے تال (ص ۳۱)

(۵) جس نے ویس عشق دا کیتا
دُھر درباروں فتویٰ لیتا
جدوں حضوروں پیالہ پیتا
کجھ نہ رہیا جواب سوال (ص ۳۲)

(۶) عشق تساڈا مینوں وسدا پریت کولوں بھارا
اک کھڑی دے دیکھن کارن چک لیا سر سارا
محنت ملے کہ ملدی ناہیں، ڈاہڈے دی آشنائی
جند (ص ۳۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۷) اوکھا جھیڑا عشقے والا، سنبھل کے پیر ٹکالیں او یار
ہر شے اندر توں آپے ہیں، آپے ویکھ وکھالیں او یار (ص،۳۴)

(۸) چھڈ جھوٹھ بھرم دی پستی نوں
کر عشق دی قائم ہستی نو (ص،۳۶)

(۹) جد میں سبق عشق دا پڑھیا
دریا ویکھ وحدت دا ڈریا
گھمن گھیراں دے وچ اڑیا
شاہ عنایت لایا پار (ص،۴۸)

(۱۰) جس تن وچ عشق دا جوش ہویا
اوہ بے خود تے بے ہوش ہویا (ص،۵۷)

علامہ اقبال

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق
عشق کے خورشید سے شام اجل شرمندہ ہے
عشق سوزِ زندگی ہے تاابد پائندہ ہے

(بانگ درا کلیات اقبال، ص۲۷۶ بانگ درا فلسفہ غم)

عشق سے پہلا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوز دم بہ دم

(کلیات اقبال، ص۵۸۷، بال جبریل ۹)

فائدہ:

علم وعشق کے عنوان سے بہترین نظم ضرب کلیم میں بھی ہے۔

حضرت پیر خواجہ عطا محمد سیال نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ:

بن صابر عشق دے [illegible] رہو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے سر نذرانہ سجناں نوں مونہوں یار دا کلمہ کہندا رہو (آئینہ فقیر، ص ۱۲۷، کافی)

عشق بناں دل پاک نہیں ہوندا بھانویں کریئے ذکر ہزاراں
عشق دلاں نوں روشن کردا ھن عشق چہ ڈھیر بہاراں
بناں عشق دے بھید بھید کسے نہیں پایا باجھوں عشق دے نہیں گلزاراں
بن صابر میر محمد رہیئے سدا رکھیئے طلب دیداراں (آئینہ فقیر، ص ۱۲۶)

اکبرالہ آبادی:

یہ مصرع چاہیے لکھنا بیاضِ چشم وحدت میں
خدا کا عشق ہے عشق مجازی بھی حقیقت میں

(دیوان اکبر، ص ۳۳)

کہیں عاشق کا مطلب ہوں کہیں مختار کامل ہوں
کہیں مجبور مطلق ہوں کہیں مختار کامل ہوں (دیوان اکبر، ص ۳۹)

حضرت میاں محمدؒ:

جنہاں عشق خرید نہ کیتا اینویں آپگئے
عشقے باجھ محمد بخشا کیا آدم کیا کتے (سیف الملوک، ص ۳۴)

عشقوں باجھ ایمان کہیا کہن ایمان سلامت
مر کے جیون صفت عشق دی دم دم روز قیامت (سیف الملوک، ص ۳۴)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ:

تھیا عشق فرید آبیلی سبھ بھل گئے ایہی اوہی

(دیوان فریدی کافی ۱۸۴، ص ۱۷۴)

عشق سوغاتاں میں ول بھمیاں درد اندیشے روگ کشالے

(دیوان فریدی کافی نمبر ۲۳۰، ص ۲۱۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روز ازل دی ہاں دلبر دی کیتا عشق غلاے
تانگھ تنگھیندی کاگ اڈ یندی رو واں صبح شاے
نہ کوئی خط دلدار دا آیا نہ قاصد نہ پیغاے
آکھ فرید دل دردوں ماندی ھن مٹھڑی بے آراے

(دیوان فریدی، ص ۲۵۴)

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست
بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا
ہمارے ناقص عشق سے، پار کا حسن بے نیاز ہے
حسین چہرے کو آب ورنگ اور تل اور خط کی کیا ضرورت ہے

(دیوان حافظ، ص ۳۱)

ابومسعود محمود شاہ صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ:

مناجات محمود فارسی چہارم میں ہے۔

ادب عشق دین ایمان سبقے ست از چکماں
روزی کن امن و ایماں پروردگار عالم پروردگار عالم

(مناجات محمود ملقب نہ سفری کفن، ص ۹۰)

ادب و عشقِ خدا و مصطفیٰ اصل دیں و اصل ایمان بے خطا

(مناجات محمود فارسی پنجم مناجات محمود، ص ۹۳)

ہو میسر قرب اور تیری رضا اور ادب وعشق ذات مصطفیٰ

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۰۱، مناجات محمود)

ادب وعشق مصطفیٰ میں دے کمال استقامت دے ہمیں اے ذوالجلال

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۰۳، مناجات محمود)

ظاہر و باطن میں تیری یاد ہو عشق حق سے دل مرا آباد ہو

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۱۵، مناجات محمود)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادب تے عشق توں اصحاب تارے تے کشتی اہل بیت اطہار توبہ

(مناجات محمود اردو حصہ دوم، ص ۱۱۷، مناجات محمود)

صاحبزادہ محمد اقبال خان ربانی:

وظیفہ جن کا دیکھوں مصطفٰے کو عشق کی انتہا صدیق اکبر (سب دا سوہنا پیر، ص ۲۱)

دم جو نکلا تو زبان پر ذکر تھا پیر عشق و محبت کو سلام (سب دا سوہنا پیر، ص ۲۳)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

تیرے عشق میں روئے مرغِ سحر تیرا نام ہے مرہم زخم جگر

تیرے نام پہ جان فدا سبحان اللہ سبحان اللہ (دیوانِ سالک، ص ۴)

رہے جس میں عشق حبیب خدا وہ دل وہ جگر اور وہ سر چاہیے (دیوانِ سالک، ص ۴۰)

غوث العالم حضرت سید میران بھیکہ رحمۃ اللہ علیہ:

شین شوق کے اوپر آیا شین عشق کے بیچ سمایا (گیان پرکاش، ص ۱۶)

میران شاہ جالندھری:

کہیا دل چھل کھیل رچایا اے سانوں عشق انوکھا لایا اے (سی حرفی، ص ۶)

حضرت پیر سید شیر محمد نور اللہ مرقدہ فتحپور شریف:

اسے ہجر تے وصل دی گل والا تساں آپ سکھایا جے وَل سائیں (مکتوبات عشق، ص ۷ خط سوم)

کنجی عشق حقیقی دی صاف لگی جہیں سنے نی کھول قفل سائیں

جداں عشق دے بحرنوں لہر آوے دیندا کئی اوتھل پتھل سائیں

ترس شیر محمد پیر کیتا کل مشکلاں ہویاں نی حل سائیں (مکتوبات عشق، ص ۷ خط سوم)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوّل حمد باری کہاں لکھ واری جنہیں عشق تھیں ایڈ پیار کیتا
بعد نعت رسول مقبول تائیں جنہوں آپ غفار سردار کیتا (مکتوبات عشق، ص۸ خط چہارم)

حضرت خواجہ نظامی گنجویؒ:

بمہر علی گرچہ محکم پیم زعشق عمر پتر خالی نیم (سکندر نامہ بری، ص۱۵)

عبدالرحمان بابا پشتو شاعر:

یے لہ عشقہ کہ م عیب کہ م ہنردے نہ خبر پہ سعادت نہ پہ گناہ یم

ترجمہ: عشق کے سوا نہ کوئی میرا عیب ہے نہ ہنر اور نہ نیکی سے واقف ہوں نہ مجھ کو گناہ کا شعور ہے۔

(مغربی پاکستان کے صوفی شعراء عبدالرحمان بابا اور ان کے ہمعصر، ص۱۸)

(شائع کردہ شعبۂ مطبوعات محکمہ اطلاعات مغربی پاکستان لاہور)

مولوی عبدالستار:

دانہ گندم جب حضرت آدم علیہ السلام نے کھالیا تو جو جواب آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیا اس کی ترجمانی مولوی عبدالستار نے یوں کی ہے۔

کرن روایت حک دن آدم رویا دررنجاناں یارب تیرے عشق کھوایا مینوں گندم داناں
(قصص الحسین، ص۸)

دلوں وسیلہ حیلہ کیتا جے میں گندم کھاساں
رب دے کول ہمیشہ ہوساں جنت چھوڑ نہ جاساں (قصص الحسین، ص۱۷)
جدوں نبی دل حاضر ہویاں کل باتاں اٹھ گیئاں
عشق الہوں دل دیوچہ نوروں رحمت نہراں پیاں

سلطان العارفین سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ:

زاہد زہد کر یندے تھکے، روزے نفل نمازاں ہو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت، اللہ نال محبت رازاں ہو
مکھی قید شہد وچ ہوئی کیا اڈی نال شہازاں ہو
جہاں مجلس نال نبی دے ہا ہوئی صاحب ناز نوازاں ہو

(ابیات باھو، ص۳۶۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حد سے زیادہ محبت:

حد سے زیادہ محبت کو ہی عشق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ کے رسول نے حکم دیا ہے ملاحظہ فرمایئے بخاری شریف۔ ہر شے سے زیادہ محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے کو کامل ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف کتاب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

فائدہ:

"الرسول" پر الف لام عہد کے لئے ہے اور معہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں الف لام جنسی اور استغراقی نہیں لہٰذا اس سے جنس رسول مراد نہیں اور نہ ہی سب رسول مراد ہیں اس پر قرینہ یہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حتیٰ اکُونَ اَحَبَّ الیہ الخ یعنی میں اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اگرچہ تمام رسولوں سے محبت واجب ہے۔ "اَحَبَّ" اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے یہ خلاف قیاس ہے۔ کیونکہ اسم تفضیل ہمیشہ بمعنی فاعل آتا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفس کو ذکر نہیں فرمایا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ اس کا جواب یہ ہے کہ ولد اور والد کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً یہ دونوں انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ اور ولد اور والد کو بطور مثال ذکر کیا ہے والد میں مائیں اور باپ اور ولد میں ساری اولاد عورتیں مرد سب داخل ہیں۔ اور جو عزیز نہیں وہ بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ یعنی جب تک ساری کائنات سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہو انسان مومن نہیں ہوسکتا آپ کی محبت ہی ایمان ہے۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ ہے کہ افعال میں آپ کی پیروی کرے اور مخالفت نہ کرے یہ واجبات اسلام سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ

ان سے کہہ دیں اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارے قبیلہ اور رشتہ دار ہیں، تجارت جس میں

Nafat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خسارے کا خوف کرتے ہو اور مکانات جن سے خوش ہو، اللہ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ کا عذاب آجائے۔ لہٰذا رسول اللہ کی محبت سب سے مقدم ہے۔

(تفہیم البخاری جلد اوّل، ص ۱۰۱۔۱۰۰)

فائدہ:

قرآن واحادیث سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دنیا جہان کی تمام محبتوں سے زیادہ ہونی چاہیے اور ایسی محبت کو ہی عشق کہتے ہیں۔ اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ۔ زیادہ محبت کا نام عشق ہے۔ بلاوجہ کوئی میں نہ مانوں کی رٹ لگاتا ہے تو اس کی مرضی۔ ورنہ بزرگان دین اولیاء اللہ، علمائے کرام نے بھی یہ لفظ بکثرت استعمال کیا ہے۔ جہاں تک قرآن وحدیث میں اس لفظ کے نہ آنے کا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو وہ بولنا منع ہو ورنہ دیگر زبانوں کے اکثر الفاظ بلکہ خود عربی کے بے شمار ایسے الفاظ ملیں گے جو قرآن واحادیث میں بیان نہیں ہوئے مگر استعمال کیے جاتے ہیں کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ نہیں آیا۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فقراء کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرید! یہ جو درویشوں میں بعض ایسے لوگ نظر آتے ہیں کہ موٹے تازے ہوتے ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کھانے پینے میں ہی مصروف نظر آتے ہیں یہ درویش نہیں ہوتے بلکہ درویشوں اور اللہ والوں کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ انہیں فقر سے کیا نسبت اللہ والوں کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ کھانے پینے کی طرف ان کا رجحان ہی نہیں ہوتا وہ تو ہمہ وقت اپنے خالق ومالک کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

پروفیسر محمد یونس مسرت صاحب لکھتے ہیں کہ

"اے فرید! ان عشاقِ الٰہی کا بدن کوئی چیر کر دیکھے تو اس میں سے رتی بھر خون بھی نہیں نکلے گا جو بدن اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کے رنگ میں رنگا گیا ہو، اس بدن میں تو خون ہوتا ہی نہیں۔" (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۵۱)

عشق کی آگ:

اللہ والوں کے بدن میں دنیا والوں کی طرح نفسانیت اور لذتیں نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان کا جسم ان اشیاء کا جویاں ہوتا ہے ان کا دل تو حق تعالیٰ کے عشق میں جل رہا ہوتا ہے۔ عشق کی آگ ان کے دل اور جسم سے ماسوا اللہ کے سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ بلکہ راکھ بھی اڑ جاتی ہے۔ ان کے دل اور جسم میں محض حق تعالیٰ کے عشق کی آگ ہی رہ جاتی ہے۔ رگ رگ میں یہ آگ سرایت کر جاتی۔ اس طرح یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا ومافیہا سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے عشق میں رنگ کر یگانہ ہو جاتا ہے۔

عشق کی طرف بلاوا:

اسی لیے محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث صمدانی میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بیٹا! جب تمہارا ایمان پروش پا جائے اور اس کا درخت بلند ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے آپ سے اور خلقت سے اور تیرے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسب کمائی سے بے پرواہ کردے گا۔ اللہ تعالیٰ تیرے نفس اور قلب اور باطن کو سپر کر کے اپنے دروازے پر کھڑا کر لے گا۔ اس کے ذکر اور قرب اور انس سے تیری تنگدستی غنا سے بدل جائے گی دنیاوی خورش اور شغل سے بے پرواہ ہوگا۔ دنیادار کی ضرورت نہ رکھے گا تیرا دنیادار کو دیکھنا زحمت اور تکلیف اور تاریکی ہوگا۔ (فتح الربانی وعظ محبوب سبحانی، اٹھیسویں مجلس، ص ۱۶۶)

اللہ تعالیٰ محبوب بنالے گا:

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کام کے نہیں تاوقتیکہ تمہارا گوشت کثرت رنج اور آفات سے نہ مرجائے پھر اس کو آفات کی مقراضیں کتر نہ سکیں۔ اب تم مجسم خلوت ہو جاؤ گے اللہ ہی کے ساتھ تمہارا دل دنیا اور آخرت سے خالی ہوگا لہٰذا تم دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان میں سے سب کے نزدیک معدوم ہو جاؤ گے صرف امر بجالانے اور نہی سے باز رہنے کے لیے تمہارا وجود ہوگا کیونکہ اللہ تجھے وجود دے گا اور اس کا فعل تمہیں حرکت اور سکون بخشے گا اور تم مقام غیب میں اللہ کے ساتھ ہو گے۔

تمہارے لیے کوئی مقام ثابت نہیں ہے جب تک کہ یہ مقام صحیح نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی صورت کو نہیں چاہتا بلکہ باطن کو چاہتا ہے۔ (وعظ محبوب سبحانی ترجمہ الربانی مجلس ۳۶)

فائدہ:

جب انسان دنیا و مافیھا سے اللہ تعالیٰ سے عشق کی بنا پر بے نیاز ہو جائے گا تو وہی کیفیت ہو جائے گی جس کا تذکرہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں وہ شخص جو سرشت سے لے کر اب تک رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کا دم مارتا ہے وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے؟ پس اے درویش! جس آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہوا ہے اس سے عرش سے لے کر تحت الثرے تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

(ہشت بہشت، اسرار الاولیاء، ص ۷۹)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آزمائش:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دم مارا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اسے آزمالوں؟ حکم ہوا کہ بہتر ہے جاؤ! آزمالو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نیچے اتر کر پہاڑ پر کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے یا اللہ کہا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ شریف کی عمارت میں مشغول تھے باہر آ کر کہا کہ صاحب! ایک مرتبہ اور اللہ کا نام لینا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پہلے شکرانہ لاؤ۔

جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثنوی

شکر انہ دہم آنچہ در ملک من است　　از بہرِ خدا بگوئے اللہ تو باز
جان نیز دہم و آنچہ در قلب است　　یک بار اگر بگوئے اللہ تو باز

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس کئی ہزار اونٹ ہیں وہ سب میں نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے صدقے کیے۔تو پھر ایک مرتبہ یا اللہ کہہ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یا اللہ کہا۔تو جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھا سب کچھ دے دیا پھر فرمایا اب پھر کہہ۔جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا اب کیا دو گے؟

فرمایا: بدن میں جان باقی ہے سو وہ بھی دے دوں گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر یا اللہ کہا۔تو آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ واقعی ابراہیم خلیل اللہ دوستی حق میں صادق ہیں۔پس جب واپس بارگاہِ الٰہی میں گیا تو سر سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی محبت میں صادق پایا۔(ہشت بہشت، اسرار الاولیاء مجلس ۱۰)

شعر کا مطلب:

اللہ تعالیٰ نے عشاق کے ابدان بھی عشق سے بنائے ہیں اس لیے ان کے وجود میں حق تعالیٰ کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ان کے اعضاء کو محض عشق حقیقی کے سوا کچھ بھی مطلب نہیں ہوتا اس لیے ان کا کھانا پینا بھی برائے نام ہی ہوتا ہے۔جیسے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی غذا کو بیان کیا جاتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا کے ضمن میں بے شمار روایات بیان کی جاتی ہیں۔عشاق کا اوڑھنا بچھونا دنیوی امور نہیں محض عشق حق ہوتا ہے۔اس لیے انہیں دنیا و مافیہا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ عشقِ حق میں ہی جیتے ہیں۔

اس لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اے فرید! اگر کوئی میرا جسم چیر پھاڑ دے کہ وہ میرے جسم سے خون نکالنے کا متمنی ہو تو یہ اس کی بھول ہوگی میرے جسم سے کیا نکلے گا۔

نہ میں نے دنیا والوں کی طرح کھایا پیا اور نہ ہی میرے بدن سے دنیا والوں کی طرح خون نکلے گا بلکہ پورے جسم سے ایک رتی بھی خون نہیں نکلے گا یعنی تھوڑا سا بھی خون میرے جسم سے نہیں نکلے گا۔رتی دراصل اسیر کی 16 چھٹانکیں ہوتی ہیں۔ایک چھٹانک کے پانچ تولے ہوتے ہیں اور ایک تولے کے 12 ماشے ہوتے ہیں اور ایک ماشہ کی 8 رتیاں ہوتی ہیں اب خود اندازہ فرمایئے کہ ایک رتی کتنا خون ہوگا بلکہ آپ تو بیان فرما رہے ہیں کہ ایک رتی بھی خون نہیں نکلے گا۔کیونکہ اگر کوئی خون تھا بھی تو حق تعالیٰ کے عشق کی آگ نے سب کچھ جلا دیا اب تو میرے جسم میں کچھ بھی نہیں رہا۔کیونکہ جو جسم اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق سے رنگین ہیں ان میں خون کے رنگ کی ضرورت [illegible] ہوتا۔کیونکہ ان کے اجسام دنیوی غذا سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پلے ہوئے نہیں ہوتے۔

حکایت:

ایک دن حضرت بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کے سامنے حضرت بابا صاحب کے اس چلہ کا حال بیان فرمارہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ جناب والا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے الٹا لٹکنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں اور منہ سے خون جاری نہیں ہو جاتا اور نہ خوراک اور پانی باہر نکلتا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ ایک ولی اللہ کے سوکھے ہوئے مرتاض جسم میں خوراک یا خون کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کی وجہ سے ایک انسانی ڈھانچہ ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت نے لکھا ہے کہ جب ایک طالب صادق پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ طے کا روزہ رکھتا ہے۔ اس میں وہ افطار کے وقت چند قطرے پانی تو پی لیتا ہے لیکن کبھی متواتر تین دن، کبھی دس دن، کبھی ایک مہینہ، کبھی چھ مہینے، کبھی ایک سال اور کبھی اس سے بھی زیادہ مدت تک وہ کچھ نہیں کھاتا۔ (انوار الفرید المعروف بہ تاریخ فریدی بحوالہ جوامع الکلم ص ۲۳۱۔ کتاب خاتمہ تصوف از بندہ نواز)

فائدہ:

چلہ معکوس کے متعلق قدرے تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری تصنیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کے رنگ میں رنگین:

حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تن اللہ تعالیٰ کی یاد کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہیں انہیں اور کسی قسم کے رنگ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے جسم میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کا رنگ سرایت کر چکا ہے۔

قرآن مجید میں بھی ہے کہ:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (پ۱، سورۃ البقرہ آیت ۱۳۸)

ہم نے اللہ تعالیٰ کا رنگ لیا اور کس کا رنگ اللہ تعالیٰ سے بہتر ہے اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

اِیہہ تن سبھورت ہَے ، رت بن تن نہ ہوءِ جو شَوہ رتے آپنے تِت تن بوجھ رت نہ ہوءِ

حل لغات:

★ شوہ: خاوند، میاں، مالک۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ سبھو: سارا، سب۔ ★ تن: جسم۔ ★ رت: رتا۔ لال سرخ، خون سے بھرا ہوا۔ ★ تِت: اُس۔ ★ رت: لہو، خون۔ ★ بوجھ: وزن، بار، گٹھڑی، پاسنگ فکر، خیال، دقت، مشکل حصہ۔ ★ بن: بغیر۔ ★ رتے: سرخ رنگ میں رنگے ہوئے رنگین، مراد، اپنے مالک کی محبت میں رنگے ہوئے۔ ★ ہوءِ: ہو، ہوتا، ہوگا۔ ★ آپنے: اپنے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو:

★ جو شخص، جو چیز، جو بات۔ (۲) (اسم ظرف) جس قدر، جتنا (۳) صفت: جو کوئی۔ جونسا، جو کچھ (۴) حرف شرط: اگر۔ بشرطیکہ (۵) اچانک (۶) اسم موصول: جس وقت، جبکہ

مطلب:

یہ سارا جسم خون سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ کوئی بھی جسم خون کے بغیر محال ہے۔ لیکن جو جسم اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی محبت میں رنگا ہوا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر جو کچھ ہے وہ سارے وزن، پاسنگ، فکروں، تفکرات، اور دیگر مشکلات سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ ان کے جسم میں ظاہری خون عام آدمیوں کی مانند نہیں ہوتا بلکہ عام لوگوں سے بہت کم ہوتا ہے بلکہ برائے نام خون ہوتا ہے۔

فائدہ:

یہ شعر اور اس کے بعد والے دو شعر یعنی یہ تینوں اشعار بعض ان تینوں اشلوک کو ''گورو امر داس جی'' کا کہتے ہیں جبکہ ان کے مجموعوں میں تخلص نانک استعمال ہوا ہے جیسے (۱) پروفیسر محمد یونس نے کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ص، ۵۲ پر نوٹ دے کر لکھا ہے کہ چھ مصرعوں پر مشتمل یہ اشلوک گورو امر داس جی کا ہے اس میں تخلص نانک ہی استعمال ہے اور اس میں بابا فرید کے اشلوک نمبر ۵۱ کے مضمون کو بڑی خوبصورتی سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۵۲)

(۲) معارف فریدیہ میں ہے کہ سکھ گرو ''مرداس صاحب'' نے جو جواب دینے کی کوشش کی ہے اس سے کچھ بات بنی نہیں اس لیے اسے قلمزد کرنا ہی مناسب لگتا ہے۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۳۴)

جبکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام یہ مبنی اکثر مجموعوں میں اس شلوک کو بھی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا شلوک تسلیم کیا گیا ہے اس لیے اس شلوک کو بھی یہاں درج کر دیا ہے۔

(۱) بول فریدی میں اسی شلوک کو ڈاکٹر فقر محمد فقیر نے درج کیا۔

(۲) مخدوم ابرار احمد خان گیلانی خادم دربار کلیر شریف نے دیوان فرید، ص ۸۱ پر درج کیا اور، ص ۸۲ پہ ترجمہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ بابا صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح نتیجہ بیان کرتے ہوئے بھی لکھا۔

اسی طرح دیگر مجموعہ ہائے کلام میں بھی یہ شلوک درج کیا گیا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شلوک بابا فرید کا ہے۔ جہاں تک بعض مجموعوں میں اس میں نانک تخلص آنے کا ہے اس میں کوئی اچنبھے کی کوئی بات نہیں کہ گورو نانک نے اپنی کتاب میں یہ شلوک لکھے۔ بار بار کی نقل نویسی سے بھی کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ جب بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ'' ڈاکٹر موہن سنگھ جی دے ایس نوٹ توں ایہ گل بالکل صاف ہو جاندی اے کہ گورو گرنتھ وچ نقل کرنا لگیاں، بابا جی دے بولاں وچ کجھ فرق پا دتا گیا اے تے اوہ ہندی اٹکل دی عبارت توں صاف ظاہر وی ہندا اے۔ (بول فریدی، ص ۴۶)

ایہہ تن سبھورت ہے، رت بن تن نہ ہوءِ:

پہلے شلوک میں بیان کہ

جو تن رتے رب سیوں، تن [illegible] ہو میں جس [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ اللہ والوں کے تن چونکہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حق تعالیٰ سے واصل ہوتے ہیں وہ دنیوی غذائیں کم ہی کھاتے ہیں اس لیے ان میں خون ہوتا ہی نہیں مراد انتہائی کم ہوتا ہے نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جیسے مشہور ہے کہ۔

اَلْقَلِیْلُ کَالْمَعْدُوْم کہ قلیل نہ ہو۔ ہے۔ ں لیے آپ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے جسم مبارک میں دنیوں لوگوں کی مانند خون نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں جو ذرہ ۔ ہ ہوتا بھی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سستی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی دنیاداری میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔

جبکہ اب اس شلوک میں بیان کیا گیا ہے کہ بظاہر دیکھیں تو انسان کا سارے جسم میں ہی خون ہوتا ہے کوئی بھی ایسا جسم نہیں ہوتا جس میں خون نہ ہو بلکہ ہر جسم میں خون ہوتا ہے۔ جسم کے تمام حصوں میں خون پایا جاتا ہے۔

جوشوہ رتّے آپنے تِت تن بوجھ رت نہ ہوءِ:

جو جسم اپنے خالق و مالک کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں ان کا خون اُن کے جسم پہ بوجھ نہیں بنتا بلکہ ان کا خون بھی انہیں حق تعالیٰ کے قریب ہونے کا سبب بنتا ہے۔ ان کا خون انہیں حق تعالیٰ سے دور نہیں کرتا بلکہ ان کا خون ان کے لیے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ۱۲، البقرہ ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں (کنز الایمان)

فائدہ:

موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں۔ انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اور اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

-----☆☆☆-----

بھے پئے تن کھِیں ہوءِ لوبھ رت وِچوں جاءِ جیوں بیسنتر دھات سُدھ ہوءِ

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ بھے: لالچ، خوف۔ ★ کھِیں: لِسا، پتلا، کمزور۔ ★ پئے: سے۔ ★ ہوءِ: ہوتا۔ ★ جیوں: جیسے، جس طرح۔ ★ رت: خون، لہو۔ ★ لوبھ: لالچ۔ ★ بیسنتر: آگ، بھاہ۔ ★ دھات: وہ معدنی جوہر جس میں پگھلنے کی خصوصیت ہو جیسے سونا چاندی۔ ★ وچوں: میں سے۔ ★ سُدھ: صاف، خالص۔ ★ جاءِ: جاتا رہتا ہے، ختم ہو جاتا ہے۔ ★ ہوءِ: ہوتی ہے ہوتا ہے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کے خوف سے انسانی جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے جسم میں جو بھی خون رہ جاتا ہے اس میں لالچ اور طمع اسی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح نکل جاتا ہے جیسے آگ میں دھات ڈال دینے سے دھات سے سارا کھوٹ نکل جاتا ہے یعنی جب جسم میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت آجاتی ہے۔انسانی جسم سے ہر قسم کا کھوٹ نکل جاتا ہے۔

شرح:

انسان اس دنیا فانی میں آتا ہے تو اس وقت اس کا بچپن ہوتا ہے بچپن میں اس کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔طعام اور کھانے مختلف قسم کے کھاتا ہے۔اسے کھانے سے غرض ہوتی ہے۔والدین جیسے بھی ممکن ہو سکے۔اپنی اولاد کو نئی سے نئی غذا کھلاتے ہیں۔بہترین سے بہترین خوراک والدین کھلاتے ہیں۔اس طرح انسان ہر قسم کی نعمتیں استعمال کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔انسان بے فکر ہو کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرتے کرتے خوب موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔جس انسان پہ جوانی آتی ہے تو منہ زور جوانی اپنا رنگ دکھاتی ہے۔شیطان خون میں اپنا اثر دکھانے لگتا ہے۔نفسِ امارہ اپنی من مانی کرنے پہ تل جاتا ہے۔اسی طرح نفسانیت انسان کو راہِ راست سے روکتی ہے کیونکہ اگر راہِ راست پہ چلا تو من مانی نہ ہو سکے گی۔شیطان انسان کو صراطِ مستقیم سے روکتا ہے کیونکہ یہ ازل سے ہی انسان کا دشمن ہے۔

مگر پھر بھی جسے روزِ ازل کا میثاق یاد رہا۔دنیا کی بھول بھلیوں میں وہ اسے نہ بھلا بیٹھا تو اس پہ حق تعالیٰ کا خوف اپنا اثر دکھاتا ہے۔انسان سوچتا ہے کہ ہمارا رب تو اللہ ہے وہی ہمیں رزق عطا فرماتا ہے۔وہی ہمارے دکھوں سکھوں میں ہماری مدد کرتا ہے ہم اس سے دوری کیوں اختیار کریں اس لیے ہم پہ لازم ہے کہ ہم صراطِ مستقیم کو اپنائیں۔

اگر آج ہم رب کو بھلا بیٹھے شیطان کے پیچھے چلے تو ہم نہ دنیا میں سکون سے جی سکیں گے اور نہ ہی آخرت میں نجات حاصل ہو سکے گی۔

جب انسان میں خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے تو انسان دنیا میں من مانی کرنی چھوڑ دیتا ہے۔نفسانیت کی تمام راہیں ترک کر دیتا ہے اور شیطان اور شیطان صفت انسانوں سے دور بھاگتا ہے خوفِ خدا کی وجہ سے اس کا جسم کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے۔کیونکہ وہ رب تعالیٰ کے عذاب برداشت نہ کر سکے گا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے کہ:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (پ۲۷،سورۃ رحمٰن آیت ۴۱ تا ۴۵)

مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں۔پھریں گے اس میں اور انتہا کے چلتے کھولتے پانی میں۔تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔(کنزالایمان)

خوفِ خدا کی فضیلت:

اسی خوف کی وجہ سے انسانی جسم کمزور اور لاغر ہوتا جاتا ہے خوفِ خدا کی بڑی فضیلت ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

(سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۴۶۔۴۷)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

عذاب جہنم سے محفوظ دو آنکھیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔ (مکاشفۃ القلوب باب ۵۲، ص ۴۱۲)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی۔ جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ قیامت کے دن رونے سے محفوظ رہے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۲)

جہنم سے آزادی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ دوبارہ تھن میں لوٹ آئے اور راہ خدا کا غبار اور دھواں یکجا نہیں ہوں گے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۲)

حکمت کا سرچشمہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأس الحکمة مخافة اللّٰه

اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت کا سرچشمہ ہے۔ (عوارف المعارف ۶۶۱)

جام محبت:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عاشق کو جام محبت اس وقت دیا جاتا ہے جب خوف اس کے دل کو پختہ اور مضبوط بنا دیتا ہے۔ (عوارف المعارف، ص ۶۶۲)

ایمان اور علم کا کمال:

حضرت شیخ سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم سے ایمان کا کمال ہے انہیں کا یہ قول بھی ہے کہ "علم ایمان سے اور خوف خداشناسی سے حاصل ہوتا ہے۔ (یا علم ایمان کا اور خوف معرفت الٰہی کا نتیجہ ہے) (عوارف المعارف ۶۶۲)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقی خوف:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خائف وہ نہیں جو خوف سے ڈرتا رہے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتا رہے بلکہ حقیقی خائف وہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کر دے جو اس کے لیے عذاب کا موجب ہو۔ (عوارف المعارف ۶۶۲)

ویرانہ دل:

حضرت ابو سلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہر وہ دل جس میں خوفِ خدا نہیں ہے ویرانہ ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۶۶۲)

ایک آنسو:

کندی کا قول ہے کہ خوف خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل و عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۳)

خوفِ خدا کھوٹ نکال دیتا ہے:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خوفِ خدا کی وجہ سے انسانی جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے وجود سے خوفِ خدا کی وجہ سے بری تمام صفات نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ لالچ اور طمع کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ طمع اور لالچ تو جسم سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے دھات آگ میں ڈال دینے سے کھری نکل آتی ہے اس میں کھوٹ کا ذرہ بھی نہیں رہتا یہی حال انسانی جسم میں خوف پیدا ہونے کا ہے کہ خوفِ خدا جسم میں پیدا ہو جائے تو انسان میں موجود تمام بری صفات خصوصاً لالچ اور طمع بالکل ہی نکل جاتی ہیں۔

فائدہ:

حالانکہ عام بندے کے خون میں شیطان گردش کرتا ہے مگر اللہ والوں پہ اس کا داؤ نہیں چلتا۔ اسی لیے آپ نے فرمایا جو معمولی سا خون اللہ والوں کے جسم میں محسوس ہوتا بھی ہے تو وہ نقصان دہ نہیں ہوتا بلکہ وہ تو حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ مجاہد میں جو صحیح خون ہوتا ہے۔ وہ اسی خون کے بوجھ نہ بننے کی بنا پر شیطان کے گردش کرنے اور اس کے چنگل میں پھنسنے سے بچ جاتا ہے۔ میدان جہاد میں اترتا ہے۔ دین حق کی سربلندی کی کوشش کرتے ہوئے کفار کو خاک و خون میں ملاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔

اللہ والوں کے جسم پہ اللہ تعالیٰ کے عشق کا غلبہ ہونے کی وجہ سے ان کے اجسام میں جو رہا سہا خون بچ جاتا ہے اس میں شیطان گردش نہیں کر سکتا۔ اس شیطانی بوجھ کی وجہ سے ان کا خون ان کے جسم پہ بوجھ نہیں بنتا بلکہ ان کا معاون ہوتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیوں ہرَ کا بھَو ، دُرمت میل گواءِ فریدا تے جَن سوہنے ، جورتّے ہر رنگ لاءِ

حل لغات:

★ تیوں: جن کو۔ ★ ہرکا: اللہ تعالیٰ کا۔ ★ بھَو: ڈر، خوف۔ ★ میل: کیچڑ، زنگ، کدورت۔ ★ گواء: دور کردیتا ہے۔
★ فریدا: اے فرید۔ ★ جن: جو۔ ★ سوھنے: بہترین خوبسورت عمدہ اعلیٰ، اچھے۔ ★ ہر: ہندی لفظ ہے۔ وشنو، کرشن، اللہ تعالیٰ۔
★ رنگ لائے: رنگیں ہوئے، رنگے گئے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر گنہگاری کی میل کو ختم کردیتا ہے۔
اے فرید! وہی آدمی عمدہ ہیں اعلیٰ اور بہترین ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ایسے اشخاص خوف آفرین وتحسین کے مستحق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت سے نوازے گئے ہیں۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی شان بیان کرنا قرآن وسنت کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگ میں رنگے ہوئے لوگوں کی شان بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علماؤ صلحاء کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں متعدد آیات میں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ بے شمار احادیث بھی شانِ اولیاء پہ دلالت کرتی ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو الحمدللہ رب العلمین پڑھ کر اعتراض کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں رب العلمین کے لیے ہیں فلہٰذا اگر کسی اور کی تعریف بیان کی جائے تو قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی شان بھی بیان کی گئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی بے شمار آیات بیان ہوئی ہیں اولیاء اللہ کی شان بھی اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کی شان میں آیات نازل فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی شان بیان کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب طریقہ ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ:

اس قسم کی چونکہ چنانچہ کرنے والوں کا طریقہ ہے کہ سیاق وسباق چھوڑ کر صرف جہاں تک ان کا مطلب پورا ہوتا ہے اتنا ہی پڑھ لیں گے جہاں ان کے خلاف مطلب نکل سکتا ہو وہ حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً اسی سورۃ فاتحہ کو ہی لیجئے۔ اس سے قبل اور بعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی رحِیم۔ قبل بسم اللہ شریف میں اور اس کے بعد والی آیت مبارکہ میں بھی یہی اسم مبارک آیا ہے اب دیکھیے یہاں یہ اللہ تعالیٰ کے اسم کی حیثیت سے آیا ہے اور سورۃ توبہ کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک بیان کرتے ہوئے یہی اسم مبارک آیا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ۱۱،سورۃ توبہ۱۲۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، رحمت والا

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربانی رحمت والا روزِ جزا کا مالک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا (کنزالایمان)

فائدہ:

جہاں سے آیت پڑھ کر اعتراض کیا گیا ہے اسی مقام سے بقیہ آیات بھی ہیں۔ کہ جن میں صراط الذین انعمت علیھم ۔بھی ہے۔

انعام یافتگان:

سب سے بہترین تفسیر وہ شمار کی جاتی ہے جو قرآن کی آیات کی تفسیر قرآنی آیات کے ذریعے کی جائے تو آیئے قرآن مجید سے ہی تلاش کرتے ہیں کہ انعمت علیھم کون کون سے لوگ ہے جن کے راستے پہ چلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے بھی دعا کی جاتی ہے اور قرآن مجید کی ابتداء کرتے ہوئے بھی دعا کی جاتی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (سورۃ النساء۶۹،پ۵)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

(۱) تاج کمپنی کا شائع کردہ اشرف علی تھانوی صاحب کا ترجمہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے، ص۳ پر لکھا ہے کہ انعام سے دینی انعام مراد ہے انعام والے چار گروہ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

(۲) اہلحدیث مکتبہ فکر کے حاشیہ قرآن اشرف الحواشی میں ہے کہ

''انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین دیکھئے سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹۔ (اشرف الحواشی، ص۲)

(۳) دیوبند مکتبہ فکر کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر بیان کرتے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے لکھا ہے کہ مراد دین کا انعام ہے۔ان انعام والوں کا پتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دوسری جگہ بتلا دیا ہے کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور وہ آیت یہ ہے ومن یطع اللہ والرسول.....(تفسیر مکمل بیان القرآن)

(۴) سعودی عرب کا شائع کردہ ترجمہ قرآن محمود الحسن صاحب کا اس پہ تفسیر عثمانی شائع کی گئی اس تفسیر عثمانی میں سورۃ فاتحہ کا ص ۶ میں لکھا ہے کہ:

جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبین وصدیقین وشھداء وصالحین۔کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے۔(تفسیر عثمانی)

فائدہ:

اسی طرح قرآن پاک میں سینکڑوں آیات میں بالوضاحت اولیاء وانبیاء یعنی محبوبان بارگاہ حق کی عظمتیں بیان کی گئی ہیں۔

اولیاء اللہ کی شان میں ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

فائدہ:

اسی طرح احادیث مبارک میں بھی بکثرت احادیث اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی شان مبارک میں بیان ہوئی ہیں۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص میرے دوست کو تکلیف دے میں اس کے لیے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے نے میرا قرب نہیں حاصل کیا اس چیز سے جو بہت محبوب ہو۔اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہمیشہ میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا قرب تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے۔میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں اس کے ساتھ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے۔اور اس کا پاؤں کہ اس سے چلتا ہے اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اگر میرے ساتھ پناہ پکڑتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔کسی چیز کے کرنے میں توقف اور تردّد نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے سے کہ وہ موت کو ناخوش رکھتا ہے۔حال یہ ہے کہ میں اس کی ناخوشی کو ناخوش جانتا ہوں اور اس کو مرنے سے چارہ نہیں۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔بہر حال بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کو لگی ہوئی، چمٹی ہوئی گنہگاری کی میل کو دور کر دیتا ہے انسان گناہوں کی دلدل سے باہر نکل آتا ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ وہی عمدہ اور اعلیٰ انسان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں یعنی انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کا گروہ۔انبیائے کرام کا سلسلہ تو مکمل ہو گیا اب اولیاء کرام کا گروہ ہے یا صحیح علمائے ربانی بہترین انسان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا سوای سرور ڈھونڈ لہہ ، جتھوں لبھی وتھ چھپڑ ڈھونڈیں کیا ہووے ، چکڑ ڈُبے ہتھ

حل لغات:

★ سوای: وہی ، ایسا ہی، اسی جیسا۔ ★ سرور: صاف پانی والا تالاب۔ ★ ڈھونڈھ: تلاش کر۔ ★ لہہ: لے، لے لو۔ ★ جتھوں: جہاں سے۔ ★ لبھی: مل جائے، تجھے مل جائے، تجھے حاصل ہو۔ ★ وَتھ: موتی، پانی سے ملنے والی کوئی اچھی چیز ۔ ★ چھپڑ: جوہڑ، چھوٹا سا تالاب، گڑھا، گندے پانی والا جوہڑ۔ ★ ڈھونڈیں: تلاش کر۔ ★ کیا ہووے: کیا ہو، کیا حاصل ہو۔ ★ چکڑ: کیچڑ۔ ★ ڈبے: ڈوب جائے، بھر جائے۔

ارے فرید! انسان کو ایسا صاف ستھرا تالاب یعنی صاف ستھرے پانی والا تلاش کرنا چاہیے کہ جس میں سے موتی اور دوسری اچھی اچھی چیزیں حاصل ہو سکیں۔ گدلے اور بدبو مارے پانی والے گندے جوہڑ میں سے کوئی کیا تلاش کرے۔ ایسے جوہڑ میں کسی کو کیا ملنا ہے۔ ایسے گندے جوہڑ میں جو ہاتھ مٹی اور گندگی میں ہی خراب کرنے والی بات ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

مطلب:

اے فرید! کوئی صاف شفاف اور گہرے پانی والا تالاب یا جھیل تلاش کر کہ جس میں سے موتی یا موتیوں جیسی کوئی قیمتی چیز مل سکے یعنی بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ہمیشہ کسی عظیم چیز کو تلاش کرو ہر گری پڑی چیز سے دل نہ بہلاؤ۔ ہر چیز نہ اٹھالو۔ ہر ایک سے منسلک نہ ہو جاؤ۔ کسی انسان کا ساتھ چاہو تو کسی اچھے اور اعلیٰ انسان کا ساتھ تلاش کرو۔ کسی ساتھی کی طلب ہو تو کوئی اچھا اور بہترین ساتھی اور دوست تلاش کرو۔ مرشد کی جب ضرورت پڑے تو ہر ایرے غیرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس کی غلامی کا پٹہ گلے میں نہ ڈال لو۔ مرشد سمجھ کر ہر مرشد اور پیر کہلانے والے کے غلام بے دام نہ بن جاؤ کیونکہ مرشد رحمانی بھی ہوتے ہیں اور شیطانی بھی۔ شیطانی روش کے حامل سے تجھے کیا میسر آئے گا۔ مرشد حقانی، رحمانی سے ہی تجھے علم و معرفت اور عرفان کے موتی حاصل ہو سکتے ہیں۔ بھلا گندے جوہڑ، گندے تالاب یا ندی میں تلاش کرنے سے تجھے کیا میسر آئے گا یہی کہ تیرے ہاتھ گندگی سے بھر جائیں گے۔ تیرا جسم خراب ہو جائے گا، بدبو سے دماغ پھٹنے لگے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ تو کئی قسم کی تکلیفوں، مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جائے۔ اسی طرح شیطان اور شیطان صفت انسان سے تجھے کیا ملے گا یہی نورِ معرفت و عرفان چھن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث جہالت اور کفر کی دلدل میں پھنس کر ایمان جیسے قیمتی موتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ کچھ حاصل ہونا تو کجا بلکہ اپنا بھی سب کچھ ضائع کر بیٹھے گا۔ کیا خوب کسی نے کہا۔

؎ چنگیاں دے لڑلگیاں یارا، جھولی پیندے نی پُھل
مندیاں دے نیڑے ہویاں اگلے وی جاندے ڈُھل

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شعر کی وسعت:

یہ شعر اپنے مفہوم کے لحاظ سے بڑی وسعت رکھتا ہے۔اس شعر کی شرح کے لیے دفتروں کے دفتر بھی کم ہیں۔مختصر طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اس شعر میں ایک اصول سمجھا گئے ہیں کہ میرا ایک اصول یاد رکھنا۔

(۱) ہر اچھی چیز کو تلاش کر کے بھی حاصل کر اور ہر گندی چیز سے بچ کہ وہ تجھے بھی گندہ کر دے گی۔

(۲) نیک اور صالح دوستوں کا قرب تجھے بھی نیک اور صالح بنا دے گا جبکہ بدکردار تجھے بھی بدکردار بنانے کی کوشش کریں گے۔

(۳) نیک اور صالح ساتھیوں کا ساتھ تجھے بھی نیک بنا دے گا اور برے ساتھیوں کا ساتھ تجھے بھی برا بنا دے گا۔

(۴) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

(۵) اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔

(۶) بداعمالیوں کا کیچڑ تجھے بھی گندہ کر دے گا۔

(۷) اللہ کے محبوبوں کی مجلس اللہ کے قریب کر دے گی اور مغضوبوں کی مجلس تجھے بھی مغضوب بنا دے گی۔

(۸) نیک اعمال حاصل کرنے کی کوشش کرنے سے اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں۔

(۹) کرو مہربانی تم اہل زمیں پر　　خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

(۱۰) عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی　　یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

(۱۱) گناہوں سے جسمانی مصائب و آلام بھی گھیر لیتے ہیں اور آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔

(۱۲) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

فائدہ:

مزید لاتعداد موضوعات اس شعر کے ضمن میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔مگر میلاد النبی کی تاریخی نسبت کے مطابق ۱۲ موضوعات بیان کیے ہیں ان میں سے بقیہ موضاعات بھی کسی نہ کسی طرح اجمالاً یا تفصیلاً دیگر مواقع پہ بیان کیے جائیں گے مگر یہاں اس شعر کی مناسبت سے چند موضوعات مختصراً عرض کیے جائیں گے۔

مرشد کی تلاش:

قرآن پاک میں ہے کہ

صِرَاطَ الَّذِیْنَ انعمت علیھم

اب دیکھئے انعام یافتگان کون ہیں قرآن پاک میں ہی ہے کہ چار گروہ ایسے ہیں جو انعام یافتگان ہیں۔(۱) انبیاء کرام (۲) صدیقین (۳) شہداء اور (۴) صالحین یعنی اولیاء اللہ کا گروہ۔

پس ہمیں صراط مستقیم کے سلسلے میں ان چار گروہ کے راستے کو اپنانا پڑے گا اور ان کے راستے کو اپنایا تو جیسے ان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا انشاء اللہ ہم پہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا۔ ہمیں صالحین یعنی اولیاء اللہ کا راستہ اپنانا چاہیے۔ ان کا راستہ حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان کے قریب ہونا پڑے گا اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یعنی اگر بہترین زندگی گزارتی ہے تو سچوں کے ساتھ مل جاؤ۔ جیسے وہ حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جائیں ان کے قرب اور ساتھ کی وجہ سے تم بھی حق تعالیٰ کے قرب سے نوازے جاؤ گے۔

آپ اس شلوک میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے مرشد کریم کی تلاش کرو جو تجھے عرفان کی منزل سے آشنا کر دے۔ جس مرشد کے توسل سے تجھے معرفت نامہ اور وصل حق حاصل ہو جائے گا۔ یہ کوئی عام شخص منزل نہیں دکھا سکتا بلکہ کوئی بقا باللہ منزل سے آشنا مرشد ہی اس منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ جس مرشد نے محض زبانی جمع خرچ ہی جمع کر رکھا ہے وہ تجھے کہاں پہنچا سکتا ہے۔

وہ مرشد جو حق تعالیٰ کی عبادت صحیح طریقے سے کرتا ہو۔ خام اور نامکمل مرشد سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا کیونکہ جو مرشد اس منزل پہ خود ہی نہیں پہنچا ہوا وہ آپ کی رہنمائی کیا خاک کرے گا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا مرشد محض ایک دھوکہ ہے ایسا خام اور نامکمل مرشد تیرے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب بنے گا۔ ایسے دھوکے باز مرشد سے بچ سکتا ہے تو بچ جا۔

دل دریا سمندروں ڈونگھا ، غوطہ مار غواصی ہو
جیں دریا دنج نوش نہ کیتا ، رہسی جان پیاسی ہو
ہر دم نال اللہ دے رکھن ، ذکر فکر دے آسی ہو
اس مرشد تھیں زن بہتر باہو ، جو پھندا فریب لباسی ہو (ابیات باہو)

فائدہ:

اس لیے مرشد کریم ایسا ہو جو تمام مشکل مقامات سے گزار کر منزل مقصود تک پہنچانا جانتا ہو۔ اگر مرشد کے ہونے کے باوجود منزل مقصود نہ حاصل ہو تو ایسے مرشد کا کیا کرنا۔

پیر ملیاں جے پیڑ نہ جاوے ، اس نوں پیر کی دھرناں ہو
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں ، اوہ مرشد کی کرناں ہو
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں ، اوہ ہادی کی پھڑناں ہو
جے سر دتیاں حق حاصل ہووے ، باہو اس موتوں کی ڈرناں ہو

فائدہ:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے سچے طالب! مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو طلب کے مطابق دے اگر اس کے مقاصد پورے نہ ہو سکیں تو وہ مرشد نہیں بلکہ وہ کسی اور کی تلاش کرے ورنہ دائمی طور پر ناقص رہے گا۔ ناقص مرشد بکثرت ہیں ان سے تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مطلقاً حرام ہے اور مرشد کامل بھی بکثرت ہیں کہ جو دریائے معرفت میں تیرنے والے ہیں۔ (محک الفقراء کلاں، ص ۶۱)

مرشد ناقص شیطان:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: اہل دانش کا قول ہے کہ مرشد ناقص کی بیعت باعث خسارہ ہے جو کہ طالب الٰہی کو معرفت خداوندی کی طرف کما حقہ نہ پہنچائے۔ بلکہ ایسا شخص شیطان ہے۔ (محک الفقراء کلاں، ص ۴۳)

مرشد کے حروف کی مراد:

سلطان العارفین نے فرمایا کہ واضح رہے کہ لفظ مرشد کے چار حروف ہیں۔ (۱) م (۲) ر (۳) ش (۴) د

حرف ''م'' سے یہ مراد ہے کہ وہ مردہ دل کو زندہ کرے اور پھر اسی زندہ دل سے ایک ہی مراقبہ میں اِلا اللّٰہ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دے۔

حرف ''ر'' سے مراد ریاضتوں سے رہائی دلا کر راز بخشے۔

حرف ''ش'' سے مراد یہ ہے کہ وہ طالب کے وجود سے نفس شیطان، خلق، دنیا، سیاہیٔ دل کے شر بلکہ ہر قسم کا شر نکال دے اور اس کے ساتوں اعضاء، ہڈیاں، مغز، گوشت، پوست، رگ و ریشہ اور ہر ایک بال سے اسم اللہ جاری کرائے اور طالب کے قلب و قالب سے ذکر الٰہی دریا کی طرح جاری کر دے چنانچہ اس کے تمام اعضاء اللہ اللہ کرنے لگیں۔ اور طالب لبیں بند کیے ہوئے اللہ تعالیٰ میں محو ہو۔

حرف ''د'' سے یہ مراد ہے کہ طالب کو ایک ہی نگاہ سے غرق فنا فی اللہ میں ثابت قدم بنا دے۔ جس سے اسے دونوں جہان کی زندگی حاصل ہو جائے۔

جس مرشد میں یہ صفات پائی جائیں وہ جامع جمعیت بخش اور رہبر ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۹۲)

طالب:

مرید کو طالب بھی کہتے ہیں۔ طالب کے حروف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''لفظ طالب میں بھی چار حروف ہیں۔ (۱) ط (۲) ا (۳) ل (۴) ب۔

(۱) حرف ط:

حرف ''ط'' سے یہ مراد ہے کہ طالب یکبارگی تین طلاقیں ہوائے نفسانی کو اور تین طلاقیں اس بوڑھی عورت یعنی دنیا کو اور تین طلاق انسان کے دشمن شیطان کو دے جب ان تینوں کو طلاق دے چکے تو پھر توبہ کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز حرف ''ط'' سے مراد یہ ہے کہ اسے مولیٰ کی طلب ہو اور وہ ثابت قدم ہو جس سے وہ معرفت الٰہی کے لائق ہو۔

(۲) حرف ''ا'':

حرف ''ا'' سے مراد یہ ہے کہ [illegible] ظاہری اور باطنی عبادت میں زمین پر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کروٹ نہ رکھے۔ ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہے۔ راہِ راست سے ایک قدم بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان تک لڑا دے۔

(۳) حرف "ل":

حرف "ل" سے مراد یہ ہے کہ لائق اور باحیا ہو، خواہشات نفسانی کو ترک کرے، اس کا نفس فنا ہو جائے۔ اور اس کی روح باقی بن جائے۔ ایسے طالب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش آمدی اور مرحبا کہا جاتا ہے۔

(٤) حرف "ب":

حرف "ب" سے یہ مراد ہے کہ طالب حق کے بوجھ کو اٹھالے اور باطل کو چھوڑ دے مطلق باادب ہو۔ مرشد کے حکم کے وقت اپنا اختیار ترک کر دے اور مرشد کا حکم ماننے کے لیے ہوشیار رہے چنانچہ اس پر المرید لایرید یعنی مرید کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ صادق آئی۔ (کلید التوحید کلاں، ص ۹۳)

مرشد کی ضرورت:

مرشد باجھوں فقر کماوے وچ کفردے بُڈے ہو
شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے غوث قطب بن اُڈے ہو
تسبیحاں نپ بہن مسیتی جویں موش بہندا وڑ کھڈے ہو
رات اندھاری مشکل پینڈا باہو سے سے آون ٹھڈے ہو

مرشد کیسا ہو:

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ بجی صبون ناں گھٹے ہو
میلیاں نوں کردیندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو
ایسا مرشد ہووے باہو جہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

خلاصہ شعر:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مرشد ایسا ہو جو کامل ہو۔ جو شریعت کے مسائل سے واقف بھی ہو اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والا بھی اور معرفت، اور حقیقت وغیرہ جملہ منازل تک اپنے مریدین کو پہنچا بھی سکتا ہو ناقص مرشد نہیں ہونا چاہیے جو کہ سراسر نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

دوست ایسے بنایئے کہ جن کی سوسائٹی دیکھ کر بندہ حق تعالیٰ کے قریب ہو۔

راہِ حق سے دوری کا سبب [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسی مجلس اختیار کرنی چاہیے جس میں بیٹھ کر بندہ حق تعالیٰ سے غافل نہ ہو بلکہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے۔ وغیرہ۔ برے دوست احباب بندے کو برائی کی طرف لے جاتے ہیں حق تعالیٰ سے غافل کرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا تنڈھی کنت نہ راویو ، وڈی تھی مویوس دھن کو کیندی گوریں ، تے شوہ نہ ملیوس

حل لغات:

★تنڈھی: نڈھی، نوعمر لڑکی، جوان دوشیزہ چھوٹی عمر کی لڑکی۔ ★ کنت: شوہر، خاوند۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ راویو: (راویا) رجھایا، راضی کیا، فریفتہ کیا، لبھایا، خوش کیا۔ ★ تھی: ہوئی، ہوگئی، ہو۔ ★ وڈی: بڑی، بوڑھی۔ ★ مویوس: (موئی اُس) مرگئی، فوت ہوگئی۔ ★ دَھن: دوھٹی، عورت، بیوی، مال جائیداد، قسمت۔ ★ کوکیندی: (کُلیندی) کوکتی ہوئی۔ روتی ہے چیختی چلاتی ہے ۔مشکل کے وقت کسی کو مدد کے لیے عجیب سے مخصوص انداز میں پکارنا۔ ★ گور: قبر۔ ★ تیں: تجھے۔ ★شَوہ: خاوند، میاں، مالک، شوہر، رب۔ ★ ملیوس: ملا، اسے نہ ملا۔

جو جوانی کی حالت میں اپنا شوہر راضی نہ کرسکی جب بوڑھی ہو کر اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی تو قبر میں روتی اور چیختی ہے کیا اسے شوہر نہ ملا۔ اب رونے اور پچھتانے کا کیا فائدہ۔

مطلب:

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ آج وقت ہے سنبھل جاؤ۔ پھر سنبھل بھی گئے تو اس کا فائدہ نہ حاصل ہوگا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید۔ جوانی کے دور میں جب جوش اور جذبے کا وقت تھا اس وقت تو وہ اپنے محبوب کو راضی نہ کرسکی۔ کوئی ایسا کام نہ کیا کہ جس سے محبوب راضی ہو جاتا (یعنی اپنے مالک حقیقی کو راضی نہ کیا) جب بڑھاپا آیا۔ تو آخر کل نفسٍ ذائقة الموت فرمان حق کا وقت آپہنچا۔ اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی تو وہی عورت قبر میں روتی اور چیختی چلاتی ہوئی کہتی ہے کہ اسے محبوب نہ ملا۔ وقت گزرنے پر فریادیں کرنے کا کیا فائدہ۔

فائدہ:

بول فریدی میں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اسی شعر کو یوں بیان فرمایا ہے۔

۔ فریدا نڈھی کنت نہ راویو تھی ہوئی آس
دھن کو کیندی گوریں سہہ نہ ملی آس

اسی شعر کا ترجمہ یوں بیان فرمایا کہ:

جس کڑی ہندے میں خاوند داناں نہ چیا، وڈی ہو کے اوہدی خواہش جاندی رہی تے اوہ مرکی۔ اوہدی قبر آکھدی اے کہ توں جیوندیاں جی تے کھسم نوں نہ مل سکیوں آ ھن مینوں مل۔ (بول فریدی، ص ۱۰۲)

مطلب یہ ہوا کہ جس جوانی میں پیارا ساتھ تھا اس کی قدر نہ کی حالانکہ جوانی کا ہی وہ دور ہے کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمت جرأت، طاقت، جذبہ عمل کرنے میں کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی کیا خوب کسی نے فرمایا ہے کہ:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

بڑھاپے میں جسمانی عوارض اتنے لاحق ہو جاتے ہیں کہ اس طرف دھیان ہی کم ہوتا ہے اس طرح زندگی بیتی۔ موت کا شکار ہوا تو موت کے بعد قبر کے احوال کا سامنا ہوتا ہے قبر کہتی ہے ساری زندگی گزار کر آیا ہے اب آ ذرا مجھے تو مل۔

فائدہ:

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شلوک میں جوانی کے دور میں عبادت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے بیان فرمایا کہ ارے انسان شروع زندگی سے ہی غفلت ترک کر دے کیونکہ شروع زندگی میں ہی غفلت ترک کر دینے سے عمل میں آسانی ہوتی ہے انسانی اعضاء اطاعت حق میں تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت حق میں وہ سرور حاصل ہوتا جسے قلم کی زبان سے بیان کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اس انسان کے دل اور جسم پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ انسان حق تعالیٰ کے قرب سے نوازا جاتا ہے۔ جو انسان حق تعالیٰ کا ہو سکتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب خاص سے نوازتا ہے۔ اس کے جسم کو اتنی سعادت حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کا جسم حق و باطل میں امتیاز کرنے لگتا ہے۔ حق اور باطل کو کما حقہ سمجھنے لگتا ہے۔ یہ پرکھ اسے حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

اس کی زبان میں اتنی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کی زبان ہمہ وقت اسی کی یاد میں شاغل رہنے لگتی ہے کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرتی۔ جو لمحہ اس کی یاد سے غافل ہو جائے اسے موت محسوس ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد میں محو ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف اسے حق تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ ایک لمحہ بھی حق تعالیٰ کے جلوے اوجھل ہو جائیں تو اسے پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ یہی حال سارے جسم کا ہو جاتا ہے۔

دنیوی بھول بھلیاں:

مگر افسوس کہ شیطان اور شیطان صفت انسان، انسان کو شروع سے ہی گمراہی کی طرف مائل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچپن کا دور حالانکہ عبادت فرض نہیں۔ کہ عبادت نہ کی تو گنہگار ہوں گے یہ بات تو نہیں مگر آئندہ زندگی کا لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے والدین اور بزرگوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو بچپن ہی کے دور میں راہِ حق کی طرف رہنمائی کریں۔ دنیوی بھول بھلیوں میں نہ بھٹکنے دیں۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ والدین کا فریضہ اولین ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔

اولاد کی تربیت صدقہ جاریہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزوں میں باپ پر بیٹے کا حق ہے۔

(۱) بیٹے کے پیدا ہونے پر اس کا اچھا سا نام رکھے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) بیٹا جب عقلمند ہو جائے تو اسے قرآن مجید کی تعلیم دے۔

(۳) جب بلوغت کو پہنچے تو اس کی شادی کرے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۵۷)

باپ پر رحمت کا سبب:

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحمت فرماتا ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسے احکام نہیں دیتا جس سے اس کی طرف سے نافرمانی کا خوف ہو۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۵۹)

سات چیزوں کا دائمی ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سات چیزوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

(۱) جس نے مسجد بنائی تو اس کے لیے دائمی اجر ہے یہاں تک کہ اس میں ایک آدمی نماز پڑھنے والا ہو۔

(۲) جس نے نہر بنوائی جب تک پانی اس میں بہتا رہے گا اور لوگ سیراب ہوتے رہیں گے تو اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(۳) جس نے خوشخطی سے قرآن لکھا جب تک کوئی ایک بھی اس کو پڑھتا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(۴) جس نے چشمہ بنوایا، کنواں کھدوایا۔ جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(۵) جس نے کوئی درخت لگایا جب تک لوگ یا پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

(۶) جس نے علم سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ شروع کیا تو اسے اجر ملتا رہے گا۔

(۷) جس نے ایسا لڑکا چھوڑا، جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے یعنی جب کہ بیٹا صالح ہو اور والد نے اسے قرآن و دیگر علوم پڑھائے ہوں تو والد کو بھی وہی اجر ملے گا جو اس کے بیٹے کو ملے گا۔ اور اگر والد نے اپنے بیٹے کو گناہ کے راستے دکھائے تو والد کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس کے بیٹے کو ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۶۰۔۱۵۹)

فائدہ:

اسی لیے عرض ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت کی جائے تو اس کی بھی زندگی سنور جائے اور والدین کے لیے بھی صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ اگر تربیت اچھی نہ کی تو والدین کی آخرت بھی برباد ہوگی دنیا میں بھی تکالیف کا سبب۔ جیسے چوروں اور ڈاکوؤں کے والدین دنیا میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

حکایت:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی علمائے سمرقند میں سے ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور مجھے دکھ پہنچایا ہے؟

آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟

باپ نے کہا: ہاں! مجھے مارا بھی ہے اور تکلیف بھی پہنچائی ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بچپن میں علم سکھایا؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باپ نے کہا: نہیں

پھر فرمایا: کیا اسے قرآن پڑھایا ہے؟

کہا: نہیں۔

آپ نے فرمایا: وہ کیا کام کرتا ہے؟

جواب دیا: زراعت کا۔

آپ نے فرمایا: بیٹے نے تجھے کس بات پر مارا

اس نے جواب نہ دیا۔

آپ نے فرمایا: ممکن ہے وہ علی الصبح گدھے پر سوار کھیتوں کی طرف جا رہا ہو۔ بیل اس کے آگے اور کتا اس کے پیچھے ہو۔ قرآن کی خوبی سے نا آشنا وہ گیت گا رہا ہوگا اور ایسے وقت میں تو نے اس سے تعرض کیا ہوگا تو اس نے تجھے بیل سمجھ کر مار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ کہیں اس نے تیرا سر نہیں توڑ دیا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۱۵۸)

فائدہ:

اگر اولاد کی صحیح پرورش کی جائے تو اس میں اولاد کا بھی فائدہ ہے کہ جوانی کے عالم میں ہی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے۔ شیطان اور شیطان صفت انسانوں کا داؤ کم اثر کرے گا اور والدین کا بھی فائدہ ہے کہ انشاء اللہ ان کی نیکیاں مفت میں کام آئیں گی۔ دنیا میں بھی نام روشن ہوگا اور آخرت میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی۔

جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت:

جو شخص جوانی میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اسے وقت بھی کافی مل جاتا ہے۔ تندرستی بھی حاصل ہوتی ہے ہمت اور جذبہ بھی کوئی کام کرنے کا ہوتا ہے اس کے اعضاء بھی کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح جوانی میں حق تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا آسان کام ہے جب کہ بڑھاپے میں وہ بات نہیں رہتی۔ قوت جواب دے جاتی ہے۔ اعضاء میں سستی آجاتی ہے جو جوانی میں کچھ نہ کر سکا وہ بڑھاپے میں کیا کر لے گا جب بڑھاپا آجاتا ہے تو اس جہان فانی سے تیاری کا وقت آجاتا ہے۔ انسان کو قبر پکار پکار کر متنبہ کرتی رہتی ہے کوئی دھیان کرے یا نہ کرے یہ الگ بات ہے۔

قبر کی پکار

کہندی قبر غافلا وے، دنیا گھڑی دی گھڑی — ضائع عمر نہ گواویں، موت سر تے کھڑی
نام مومن سدا ویں رج رشوتاں توں کھاویں — امت نبی دی اکھواویں، شرم آوے نہ ذری
اک دِن آوَناں اے اوہ ویلا — ہووے گا تیرا میرا میلا
توں وی میرے وچ آوَناں — ویلا یاد اوہ کریں۔ کہندی قبر غافلا
اک دِن [illegible] — کا فقیر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھڈ کے دنیا دی جاگیر جدوں بانہہ موت نے پھڑی کہندی قبر غافلا
ایتھے بیٹھ نہیوں رہنا آخر مرے وچ پیناں
ماس کیڑیاں نے کھانا ایڈا مان نہ کریں کہندی قبر غافلا
تینوں بیٹھ سمجھاواں میریاں سخت نی سزاواں
ستر قدم ھٹ کے میں آواں ھڈی رہوے نہ ذری
کہندی قبر غافلا وے دنیا گھڑی دی گھڑی

عذاب قبر کے اسباب

خیانت عذابِ قبر کا سبب:

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں بیٹھا تھا کہ ایک قوم کے لوگ آئے اور کہا کہ ہم حج کے لیے نکلے تھے اور ہمارے ساتھ ایک ساتھی بھی تھا، ہم ایک پہاڑی خطے میں پہنچے جہاں پر ایک قبیلہ آباد تھا، ہمارا ساتھی وہیں فوت ہوگیا، ہم نے اس کی قبر کے لیے لحد کھودی تو دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ نے پوری لحد کو بھر رکھا ہے۔ ہم نے دوسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی کالے ناگ نے قبر کو لپیٹ رکھا ہے، ہم نے تیسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی یہی کچھ دیکھا آخر کار ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آگئے، ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس کے افعال ہیں جو وہ کرتا تھا تم جاؤ اور اس کا کچھ حصہ دفن کردو قسم اللہ کی اگر تم ساری زمین میں کھود ڈالو تو بھی تم اس میں یہی کچھ پاؤ گے اور اس واقعہ سے اس کی قوم کو بھی مطلع کردو کہتے ہیں کہ ہم نے لوٹ کر اس کے کچھ حصے کو دفن کردیا جب ہم حج سے لوٹے تو اس کے مال واسباب سمیت اس کے گھر گئے اور اس کی بیوی سے ہم نے معلوم کیا کہ وہ کیا کرتا تھا؟ تو اس نے کہا کہ وہ گندم کا تاجر تھا روزانہ حسب ضرورت گندم نکالتا اور پھر اتنا ہی اس میں مٹی اور بھوسی ملا دیتا تھا حضرت فقیہہ سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ خیانت بھی عذاب قبر کا ایک سبب ہے اور اس میں زندہ لوگوں کے لیے عبرت ہے تا کہ وہ خیانت سے باز رہیں۔

قبر کی پکار:

کہتے ہیں کہ روزانہ پانچ مرتبہ زمین پکارتی ہے اس کی پہلی صدا یہ ہوتی ہے اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے مگر تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے۔ (۲) اے ابن آدم رنگ برنگے کھانے تو میری پیٹھ پر کھاتا ہے لیکن میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے (۳) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے مگر وہ وقت قریب ہے کہ تو میرے پیٹ میں روئے گا (۴) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر خوش ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں غمزدہ ہوگا۔ (۵) اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں عذاب میں رہے گا۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۵۳۔۵۴، جلد اوّل)

قبر میں آگ کے شعلے:

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ایک شخص کی قبر کے قریب رہتی تھی جب وہ بیمار ہوئی تو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا بھائی وہاں اس کی عیادت کے لیے گیا، پھر وہ مرگئی تو اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جب وہ اپنے گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے ایک دوست کو معاونت کے لیے ساتھ لیا اور قبر کھودی تو تھیلی مل گئی، اس نے اپنے دوست سے کہا، تو ہٹ جا۔ میں ذرا قبر میں دیکھ لوں کہ میری بہن کس حال میں ہے جیسے ہی قبر سے مٹی وغیرہ ہٹائی تو وہاں آگ کے شعلے دیکھے، قبر کو بند کیا اور آ کر اپنی والدہ سے کہا کہ میری بہن کیسے عمل کیا کرتی تھی؟ ماں نے کہا اب اپنی بہن کے متعلق سوال نہ کر کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ اس نے بتانے پر زور دیا تو کہا کہ تیری بہن نماز میں تاخیر کرتی تھی اور صحیح وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھتی تھی اور پڑوسی جب سو رہے ہوتے تھے تو ان کے دروازوں پر جا کر کان لگا کر ان کی سن گن لیتی تھی پھر وہ چغلی کیا کرتی تھی، یہی باتیں اس کے لیے عذاب قبر کا باعث بنیں جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ چغل خوری اور گناہوں سے احتراز کرے تا کہ اسے عذاب سے نجات ملے اور منکر نکیر کے سوالات میں اسے مشکل پیش نہ آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ثابت قدمی:

اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کی ثابت قدمی پر دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے، اور یہ ثابت قدمی مومن، مخلص اور اطاعت گزار شخص کو تین حالتوں میں میسر ہوگی۔

(۱) ملک الموت کو دیکھنے کے وقت۔

(۲) منکر نکیر کے سوالوں کے وقت۔

(۳) روز حشر محاسبے اور سوالات کے وقت۔

پھر ملک الموت کو دیکھنے کے وقت ثابت قدمی تین طریقوں پر ہوگی۔

(۱) کفر سے بچے، اس سے روح نکلتے وقت توحید پر ثابت قدمی کی توفیق نصیب ہوتی ہے

(۲) فرشتے اس کو رحمت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(۳) اس جنت میں اس کی جگہ دکھا دی جاتی ہے۔ ایسے ہی قبر میں ثابت قدمی بھی تین طرح کی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اسے اچھی تلقین فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی توفیق کے مطابق جواب دیتا ہے۔

(۲) خوف، ہیبت اور دہشت اس سے اٹھا لی جاتی ہے۔

(۳) وہ جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے۔

اور حساب کے وقت ثابت قدمی کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ان سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات کی اسے تلقین کی جائے گی۔

(۲) حساب اس پر سہل کیا جائے گا۔

(۳) اس کی معمولی خطاؤں اور لغزشوں سے چشم پوشی کی جائے گی۔

اور کہا گیا ہے کہ ثابت قدمی چار موقعوں پر کام آئے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱) موت کے وقت۔

(۲) قبر میں کہ وہ بلاخوف جواب دے گا۔

(۳) حساب کے وقت۔

(۴) پل صراط کے وقت کہ وہ بجلی کی سرعت سے گزر جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین جلد اوّل، ص ۵۶،۵۵)

عذاب قبر سے محفوظ رہنے کے اسباب

عذابِ قبر حق ھے:

روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ طلب کرتے تھے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عذاب قبر سے متعلق مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ ایک دن مجھ سے یہودی عورت نے کوئی چیز مانگی میں نے دے دی تو اس نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے بچائے، میرے خیال میں آیا کہ یہ بات بھی شاید یہودیوں کی خرافات کا حصہ ہے، جس وقت حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو میں نے یہ بات بتائی آپ نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے اس لیے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور نیک اعمال کر کے قبر کی تیاری کرے، اس لیے کہ دنیا میں یہ تیاری سہل ہے لیکن وہاں جا کر اس کو ایک نیکی کرنے کی اجازت بھی نہ ملے گی تب اسے حسرت وندامت ہوگی عقل مند پر لازم ہے کہ وہ مرنے والوں کے حالات پر فکر کرے کیونکہ مرنے والے کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت مل جائے مگر اس کو اجازت نہ ملے گی تب وہ زندہ لوگوں پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کس طرح یہ لوگ غفلت اور لہو ولعب میں اپنے دنوں کو برباد کر رہے ہیں میرے بھائی اپنے وقت کو برباد نہ کرو کیونکہ یہ تمہارا راس المال ہے اور اس سے تم نفع حاصل کر سکتے ہو کیونکہ مال آخرت آج سستا ہے اس لیے اس کو خوب جمع کر لو، پھر ایک دن یہی مال بہت ہی مہنگا اور قیمتی ہو جائے گا نیز آج کا جمع شدہ مال کل کام آئے گا ورنہ کل یہی مال ڈھونڈے سے نہ ملے گا، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اس محتاجی کے دن کے لیے مستعد رہنے کی توفیق بخشے اور ہمیں ان شرمندہ لوگوں میں شامل نہ کرے جو پھر دنیا میں آنے کی ایسی التجا کر رہے ہوں جو سنی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اور تمام مسلم مرد وخواتین کے لیے موت کی سختیوں اور قبر کی ہولناکیوں کو آسان کرے "آمین یارب العالمین" بے شک وہ ارحم الرحمٰن ہے اور وہ ہمیں کافی ہے اور اچھا مددگار ہے ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم۔ (تنبیہ الغافلین جلد اوّل، ص ۶۰۔۵۹)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب چھوٹی عمر تھی جوان تھا۔ تمام جسم کی قوتیں بھرپور تھیں اس وقت زندگی غفلت میں گزار دی۔ اس وقت حق تعالیٰ کے وصل کا شوق پیدا نہ ہوا۔ بلکہ ایسے امور سے دور بھاگتا رہا کہ جن سے حق تعالیٰ کا وصل نصیب ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا تھا کہ بڑھاپے [illegible] قبر میں آنے کے بعد کیا ہو سکتا ہے یعنی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جیسے تو نے حق تعالیٰ کو ساری زندگی بھولا رہا حق تعالیٰ کے وصل اور قرب کی طرف توجہ نہ کی اب اللہ تعالیٰ قبر میں تیری کوک اور فریاد کا رحمت اور فضل وکرم سے جواب نہ دے گا۔ کیونکہ تو نے ساری زندگی اس کی نافرمانی میں گزاری۔ اگر تو نے دنیا میں اس کی فرمانبرداری میں زندگی گزاری ہوتی تو آج محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پہ رحمتوں کی بارش بھی ہوتی۔ تجھے انعامات سے بھی نوازا جاتا۔ تجھے حق تعالیٰ کا قرب اور وصل بھی نصیب ہوتا۔ مگر اب چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں متنبہ فرما رہے ہیں کہ خبردار قبر سے پہلے پہلے اپنے آپ کو سنوار لیجئے۔ بہر حال نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اپنے وجود میں پیدا کرنا چاہیے کیونکہ

جہڑا عاشق پاک نبی دا، اوھنوں خوف کی روز حشر دا
نہ اس دوزخ دے وچ سڑنا تے نہ اوھنوں خوف قبر دا

(کلیات اعظم، ص ۴۲۲)

-----☆☆☆-----

فریدا سر پَلیا، داڑھی پکی، مُچھاں بھی پَلیاں رے من گیہلے باولے، مانیں کیا رلیاں

حل لغات:

* سر: سَر۔ * رے: ارے: * من: دل، ضمیر، چالیس سیر کا وزن، سانپ کا مہرہ، کنوئیں کی مینڈھ۔ * باولا: پاگل، دیوانہ۔ * پلیا: (اسی طرح پکی اور پلیاں بھی) پلن (پلنا) پک کر تیار ہونا مراد سفید ہونا، سے مشتق صیغۂ ماضی یعنی سر، داڑھی اور مونچھوں کے بال سفید ہو گئے (معارف فریدیہ، ص ۱۳۸۔۱۳۷)۔ * مانیں: مانتا ہے لطف اٹھاتا ہے (موج مانن) پنجابی میں عیش کرنے کو کہتے ہیں۔ * رلیاں: خوشیاں، عیش وعشرت، اردو میں (رنگ رلیاں) اسی معنی میں آتا ہے۔

سر داڑھی اور مونچھیں سبھی (بڑھاپے کی وجہ سے) سفید ہوگئی ہیں۔ ارے نادان اور بے وقوف دل اب بھی جوانی کی دیوانگی کی طرح موجیں کرنے اور جشن منانے سے نہیں رُکتا۔

مطلب:

اے فرید! اب تو سر، داڑھی اور مونچھیں سفید ہو چکی ہیں جو کہ بڑھاپے کی علامت ہیں۔ موت تو کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ جب بھی موت کا وقت ہوگا موت آجائے گی مگر جس کی عمر قدرے لمبی ہوتی ہے۔ بڑھاپا جب آتا ہے تو ایک حیثیت سے بزرگ فرماتے ہیں کہ سفید بالوں کا آنا آدمی کے لیے موت کا پیغام ہوتا ہے کہ موت اب قریب ہے۔ جیسے عموماً سرسبز وشاداب فصلیں جب پک کر تیار ہو جاتی ہیں تو ان کا بھی رنگ سرسبز وشاداب نہیں رہتا بلکہ ان کا رنگ بھی سفید کے قریب تر پیلا سا رنگ ہو جاتا ہے جو فصلوں کے پک کر تیار ہونے یعنی کاٹے جانے کی علامت ہوتا ہے۔ اسی طرح بالوں کا سفید ہونا گویا انسانی زندگی کے پک کر تیار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے اور کاٹے جانے کا ایک حیثیت سے پیغام ہوتا ہے۔اس لیے تو اے نادان، ناسمجھ، ارے پاگل دل! اب تو کچھ سوچنے اور سمجھنے اور سنبھلنے کا وقت ہے۔اب کیوں رنگ رلیوں میں مشغولیت اختیار کیے ہوئے ہے۔ بلکہ اب تو تجھے سنبھلنا چاہیے۔اب تو بچپن اور جوانی دیوانی کی دیوانگی سے سنبھل جا۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی طرح شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

؎ چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

جوانی سے بڑھاپا:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میری داڑھی سیاہ تھی اب سفید ہوگئی ہے۔اسی طرح موچھیں بھی سیاہ تھیں اب سفید ہوگئی ہیں۔

ذرا غور تو فرمایئے کہ ان بالوں کی سیاہی کہاں گئی اور یہ سفیدی کہاں سے آگئی۔وجود کی قوت کہاں گئی اور یہ ناطاقتی کہاں سے آگئی۔ یہ تبدیلی کیسے ہوئی۔انسان کو یہ تبدیلی یاد دلاتی ہے کہ وقت مسلسل بدل رہا ہے۔حالات بدلتے رہتے ہیں۔وقت بدلتا رہتا ہے ایک جیسا نہیں رہتا۔ جو وقت کا خیال نہیں رکھتا۔وقت بھی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔وقت مسلسل بدل رہا ہے۔اسے کہیں بھی ٹھہراؤ نہیں۔وقت کے ساتھ حالات اور کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔یہ بڑھاپے کا آنا انسان کو سمجھانے کے لیے بھی ہے۔کہ انسان اب تو بوڑھا ہوگیا ہے جس طرح ان بالوں پہ سفیدی غالب آگئی ہے اسی طرح تیری قوت اور طاقت پہ بھی ناطاقتی کا بھی غلبہ ہوجائے گا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ یہ تیرا وجود ختم ہوجائے گا۔تیرا نام ونشان تک جاننے والا کوئی نہ رہے گا۔ جب تک تیری جان میں جان ہے تب تک ان لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے رب کو راضی کرنے کی سعی کرلے۔گزرے ایام میں بداعمالیوں سے توبہ کرکے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوجا۔

دنیا کولوں وکھرا ہو جا — جے توں چاہنا ایں دید سجن دی
گلیاں دے وِچ لعل نہیں لبھدے — نہیں ہر تھاں چمک حسن دی
دل داشیشہ صاف نہیں کردا — نت دھوویں میل بدن دی
اعظم ملے یار ملے گا تینوں — جدوں ہوش نہ رہی تن من دی (کلیات اعظم، ص۴۵۴)

دنیا کی بے وفائی:

ارے انسان جو کبھی تیرے دوست تھے آج بڑھاپا آیا تو وہ کہاں گئے ساتھ چھوڑ گئے اور کوئی ساتھ دیتا یا نہ دیتا مگر تیرے اپنے وجود کو تو تیرا ساتھ دینا چاہیے تھا مگر تیرے رنگ نے بھی تیرا ساتھ چھوڑ دیا، بالوں کی سیاہی نے بھی تجھ سے مکھ موڑ لیا۔تیرے دوست احباب، عزیز رشتے دار سبھی ساتھ چھوڑ گئے کہ اب تو ان کے کسی کام کا نہیں رہا۔یہ دنیا اور دنیا والے سبھی بے وفا ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دے نال وفا نہ کیتی ،اس دنیا بے اعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے ، نہ کے دی رہی سرداری
ایتھے کے دے پیر نہ لگے ، سب ٹر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں ،نہیں تے روسیں جاندی واری

(کلیات اعظم،ص۴۵۵)

چار دیہاڑے دا ایہہ واسا ایہدا کیوں ایناں دم بھرنا ایں
جیہڑی دولت نال نہیں جانی ، اوہ اکھی کیوں پیا کرنا ایں
جیہڑی اک دن چھڈنی پینی اوہدی خاطر کیوں پیا مرنا ایں
اعظم جیہے وفا نہیں کرنی ، اوہدے نال پیار کیوں کرنا ایں

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا ، ایتھوں اوڑک توں ٹر جانا
اوڑک وکھرا وکھرا ہونا ، ایہہ سارا تانا بانا
سارے ساک قبیلے چھڈ کے ، تیرا ہو سی گور ٹھکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا ، ایہو ویلا وقت سہانا

فائدہ:

اس لیے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے وجود کی تمام متوقعات یاں استعمال کرتا کہ بقیہ یہ متوقعات حسرت کا سبب نہ بنیں بلکہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایت کا سبب ثابت ہوں۔

نیک بختی کی گیارہ علامات:

موقع کی مناسبت سے نیک بختی کی گیارہ علامات ملاحظہ فرمایئے اور اگر تو جب معلوم ہو جائیں انہیں اپنانے کی کوشش کیجئے ورنہ جائزے میں تو خصوصاً توجہ سے اپنانے کی کوشش کیجئے۔

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ
کہا گیا ہے کہ سعادت جس نیک بختی کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) دنیا میں عبادت کرے اور آخرت کی رغبت رکھے۔
(۲) عبادت اور حلاوت قرآن پر کمربستہ رہے۔
(۳) ضرورت نہ ہو تو کم بولے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھے۔
(۵) تھوڑا ہو یا زیادہ حرام سے بہت بچے۔
(۶) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھے۔
(۷) عاجزی کرنے والا ہو تکبر نہ کرے۔
(۸) خوش اخلاق سخی ہو۔
(۹) خلق خدا کے ساتھ نرمی رکھتا ہو۔
(۱۰) مخلوق کو نفع پہنچانے والا ہو۔
(۱۱) موت کو ہر وقت یاد کرنے والا۔

بدبختی کی علامات:

اسی طرح بدبختی کی بھی گیارہ علامتیں ہیں۔
(۱) مال جمع کرنے میں حریص ہو۔
(۲) دنیا کی لذت وخواہشات میں مشغول ہو۔
(۳) اکثر فحش گفتگو کرتا ہو۔
(۴) نمازوں میں کوتاہی کرتا ہو۔
(۵) مشتبہ اور حرام کھاتا ہو اور فاسقوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو۔
(۶) اس کا اخلاق گندا ہو۔
(۷) اترانے والا، تکبر اور فخر کرنے والا ہو۔
(۸) لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے منع کرتا ہو۔
(۹) مسلمانوں سے شفقت نہ کرتا ہو۔
(۱۰) بخیل ہو۔
(۱۱) موت کو بھولنے والا ہو۔

یعنی ایسا شخص کہ جب موت کا ذکر آئے تو غلہ بیچنے سے انکار نہیں کرتا اور مسلمانوں سے بھی شفقت سے پیش آتا ہے۔

حکایت:

منقول ہے کہ ایک زاہد کے گھر میں گندم کا ڈھیر تھا لوگ قحط کا شکار ہوئے تو زاہد نے تمام گندم بیچ دی پھر اپنی ضرورت کے لیے خریدنے لگا لوگوں نے ان سے کہا بہتر تھا کہ آپ کچھ گندم روک لیتے زاہد نے جواب دیا کہ میں نے یہ چاہا کہ میں بھی لوگوں کے غم میں برابر کا شریک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان وکرم سے اس کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۲۳۶ تا ۲۳۱، حصہ اوّل)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

کم از کم نیک بختی کی علامات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیں اور بدبختی کی علامات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رے من کیھلے باولے مانیں کیا رلیاں:

اے نادان ابھی تک تجھے احساس نہیں ہوا کہ موت سر پہ آ گئی ہے کسی بھی وقت بلاوا آجائے گا ابھی تک رنگ رلیوں میں مصروف ہے۔ بالوں کا سفید ہو جانا تیرے لیے دعوت فکر ہے۔ یہ سفید بال موت کا پیغام ہیں۔ یہ سفید بال تیرے لیے موت کا خط ہیں۔ یہ سفید بالوں کا آنا تجھے تنبیہ کرنے کے لیے ہے کہ وقت آخر پہنچنے والا ہے سنبھل جا۔ بچپن والی عادات کو بھول جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے دُھکن کیتڑا ، پر نیندڑی نِواڑ جُو دینہہ لدھے گانویں ، گئے وِلاڑ وِلاڑ

حل لغات:

★ کوٹھے: کمرے مراد کمروں کی چھتیں۔ ★ دُھکن: دوڑنا، اچھلنا، آپہنچنا۔ ★ نیندڑی: نیند، سونا، مراد غفلت۔ ★ کیتڑا (کیت ڑا): کس وقت تک، کب تک، کتنے دن تک۔ ★ پر: پیاری، میٹھی ★ نواڑ: نوار، موٹا سوتی کپڑا، پٹی جس سے پلنگ بنا جاتا ہے۔ ★ دینہہ: دن مراد عمر، زندگی۔ ★ لدھے: ملے، حاصل ہوئے۔ ★ گانویں (گان وے ں): گنے ہوئے، گنی کے چند روز۔ ★ گئے ولاڑ: گذرتے چلے گئے، بھاگتے چلے گئے، جلدی جلدی گزر گئے۔

نواڑ: موٹا سوتی کپڑا۔ پٹی کہ جس سے پلنگ بنا جاتا ہے۔ بعض کتب میں نواڑ کی بجائے نوار بھی آیا ہے۔ جس کا ایک معنی تو وہی ہے اور ایک معنی ہے دُور کر، ختم کر، یہی معنی پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب نے کلام بابا فرید گنج شکر میں، ص ۵۴ پر کیا ہے۔

مکانات کی چھتوں پہ بچگانہ رنگ رلیاں اور کھیل کود نوار کے نرم ملائم بان والی چارپائی پہ میٹھی میٹھی نیند کے مزے کب تلک چلیں گے۔ ارے غافل انسان تجھے تو گنتی کے چند ایام گزارنے کے لیے میسر آئے ہیں۔ وہ محض غافلانہ دوڑ دھوپ میں گزار دیئے۔

مطلب:

اے فرید! محل ماڑیوں اور مکانوں کی چھتوں پر طفلانہ رنگ ڈھنگ میں اور اپنے انجام سے بے خبر اچھل کود، لہو ولعب اور دنیوی جلسے، جلوسوں اور کھیل تماشوں میں کب تک مشغول رہے گا۔ غفلت کی نیند کب تک سوتا رہے گا۔ اب ذرا ہوش وحواس کی دنیا میں آ۔ حقیقت پسندانہ طریقہ اختیار کر۔ جس غفلت میں اپنا سب کچھ ضائع کر رہا ہے اس غفلت کی نیند سے بیدار ہو۔ ورنہ خواب غفلت تجھے کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ اسے چھوڑ دے، غفلت کی دنیا سے نکلنے کا راستہ اختیار کر اسے اپنے آپ سے دور کر دے کچھ احساس کر۔ اسی مصرعے کا دوسرا معنی یہ بھی بنتا ہے کہ

اے فرید! محل ماڑیوں اور مکانوں کی چھتوں پہ کب تک طفلانہ غفلت کا مظاہرہ کر اچھل کود تا رہے گا۔ یہ غفلت میں ناچ کود

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر ضائع کیے ہوئے ایام تیرے کسی کام نہ آئیں گے نوار سے بنے ہوئے نرم و نازک پلنگ پہ کب تک مجرمانہ غفلت کا شکار ہو کر میٹھی نیند سوتا رہے گا۔ ذرا تو غور و فکر سے کام لے۔

اس دنیا میں گزارنے کے لیے تجھے چند دن گنتی کے ملے ہیں اب تک تو تُو نے یونہی کھیل کود میں ضائع کر دیئے ہیں۔ اور یہ دن یوں بھاگتے دوڑتے جا رہے ہیں کہ علم ہی نہ ہوا کہ اتنا عرصہ زندگی کا ضائع ہو گیا۔ وقت کا ضیاع کوئی معمولی نقصان نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نقصان کبھی بھی پورا نہیں ہو سکتا۔

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

وقت کی قدر کرنا سیکھیے۔

نصیحت:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ مکانات کی چھتوں پہ بچوں کی طرح کھیلتے کودتے رنگ رلیاں منانے میں اپنی زندگی کی بہاریں نہ ضائع کر۔ اور نہ ہی چارپائی پر سوتے ہوئے اپنی زندگی برباد کر، یہ زندگی تو تجھے چند گنتی کے دن حاصل ہوئے ہیں غافلانہ دوڑ دھوپ میں برباد نہ کر۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے اس سے فرمایا کہ میں چھ باتوں کی تجھے نصیحت کرتا ہوں۔

(۱) جن چیزوں کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے ان پر قلبی یقین رکھنا۔
(۲) فرائض کو وقت پر ادا کرنا۔
(۳) ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا۔
(۴) شیطان کی موافقت نہ کرنا کیونکہ وہ مخلوق سے حسد کرتا ہے۔
(۵) اپنی عمر دنیا میں خرچ نہ کرنا یہ تیری آخرت کو خراب کر دے گی۔
(۶) ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی چاہنا۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیے وہ ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی کا سوچے کیونکہ یہ سعادت کی علامت ہے۔ (حبیب الغافلین حصہ اوّل، ص ۲۳۶)

رجوع الی اللہ:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ رجوع الی اللہ کا درس دے رہے ہیں کہ ساری زندگی برباد نہ کر لو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ غفلت چھوڑ کر اپنا وقت برباد کرنے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے کی بنا پر اس کے عذاب سے ڈرنے کا وقت کھیل کود کر وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف)

حدیث شریف:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچرا رہا ہے، اور اس کا حق ہے کہ وہ چرچرائے۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ نہ آسمانوں میں چار انگلی جگہ مگر فرشتہ وہاں اپنی پیشانی رکھے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے۔

اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے، روتے بہت اور بیویوں سے بستروں پر لذت حاصل نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہائے کاش کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف)

فائدہ:

یہ دردناک تمنا راوی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ کاش میں جانور ہوتا جسے ذبح کر کے کھالیا جاتا بعض فرماتے تھے کہ کاش میں چڑیا ہوتا کہ جہاں چاہتا بیٹھتا مطلب یہ ہے میں نہ انسان ہوتا جو احکام کے مکلف ہیں گناہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کا خوف ہے جن کے جنتی ہونے کی خبر قرآن کریم اور صاحب قرآن نے دے دی ہے اب سوچو کہ ہم کس شمار میں ہیں بات یہ ہے کہ جتنا قرب زیادہ اتنا ہی خوف زیادہ۔ اللہ اپنا خوف عطا کرے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۱۵۵)

عبرت:

اس سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی کیفیت کیا ہے اور ہماری کیفیت کیا ہے۔ ہم ہیں کہ سارا دن اور ساری رات کھیل کود اور دنیا کے حصول میں مگن۔ جب کرکٹ کا کھیل ہوتا ہے تو کیا بچے کیا بوڑھے سبھی اس میں مگن ہوتے ہیں کوئی دنیوی نقصان ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر میچ پورا دیکھنا ہے۔ نمازیں قضا ہوتی ہیں تو کوئی پرواہ نہیں میچ سے ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بچوں سے زیادہ بوڑھے دلچسپی رکھتے ہیں۔ حالانکہ بوڑھوں کا وقت تو تھا کہ اب دنیوی بھول بھلیوں سے نکلنے کی کوشش کرتے بلکہ نوجوان نسل کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے مگر یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

میراتھن ریسوں کا اعلان ہو جائے تو ہزاروں لوگ مرد و خواتین بچے اور بوڑھے انتہائی رغبت اور شوق سے شمولیت اختیار کو بے چین نظر آتے ہیں۔

دوزخ سے بھاگنے والے کا عمل:

ہم سب زبان سے دعائیں مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں دوزخ سے نجات عطا فرما مگر، ہم ساری زندگی غفلت میں گزار دیتے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں نے دوزخ کی طرف نہ دیکھا جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور نہ جنت کی مثل کہ جس کا طلبگار سو رہا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف)

لھوولعب:

مکانات کی چھتوں پہ رنگ رلیاں اور کھیل کود میں مصروف وقت گزارنا زندگی کو برباد کرنا ہے۔ جیسے پتنگ بازی، کبوتر بازی و دیگر کھیل کود جو شرعی اصولوں وضوابط کے خلاف ہوں۔ ان کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔
قرآن پاک میں ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (پ۲۱، سورۃ لقمٰن آیت نمبر۶)

اور کچھ لوگ کھیل کود کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف:

ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا۔ اور گھوڑے کو ادب دینا۔ زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔ (بہار شریعت، جلد۲، حصہ۱۶، ص۱۰۹)

کبوتر بازی:

ابوداؤد وابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت اور ابن ماجہ نے انس وعثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا تو فرمایا شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔
(بہار شریعت، جلد۲، حصہ۱۶، ص۱۰۹)

جانور کو لڑانا:

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپائیوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔
(بہار شریعت، حصہ۱۶، ص۱۱۰)

مسئلہ:

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا حرام کہ گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے۔ (احکام شریعت، ص۲۴۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاش وشطرنج:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش وشطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام ہے کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

ومسالة الشطرنج مبسوطة فی الدوغیرها من الغطر والشهادات والصواب اطلاق المنع کما اوضعه فی ردالمحتار۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم (احکام شریعت، حصہ سوم ۲۳۸)

کچھ جانوروں کا پالنا اور شکار:

اعلیٰ حضرت الشاہ امام محمد احمد رضا خانصاب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"شکر اور باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے۔ لقوله تعالیٰ و ما علمتم من الجوارح الایته۔ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہوا حلال ہو جائے گا۔

فان حرمته الارسال بنية الا هو لاينا فی کونه ذکاة شرعية کمن سمی اللّٰه تعالیٰ وضرب الغنم من قفاه حرم الفعل وحل الا کل۔

پس تحقیق کھیل کی نیت سے چھوڑنے کی حرمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے اور بھیڑ کو اس کی گدی کی طرف سے مارا۔ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔

بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لال لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں، ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کی ایذا ہے حدیث میں ہے۔

نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن التحریش بین البهائم۔ اخرجه ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما وقال الترمذی حسن صحیح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لیے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے۔ اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمان عورت پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑ دیں، کسی کی آنکھ پھوڑ دیں یا پرائے کبوتر پکڑنا یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لیے دن دن بھر انہیں کو کا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے درمختار میں ہے۔

ویکرہ (یکرہ امسک الحمامات) ولو فی برجها (ان کان یضر بالناس) بنظر اجلب (فان کان یطیرها فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین و یکسرز جاجات الناس برمیة تلك الحمامات عزرومنع اشد المنع فان لم یتمنع ذبحها المحتسب) واما للاا ستناس فمباح باختصار۔

اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگر چہ ان کے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو یا دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کر دے۔ اگر اڑانے کے لیے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اور باختصار۔

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دخلت النارا مراۃ فی ھرۃ ربطھا فلم تطعمھا تا کل من خشا ش الارض۔

ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے **فھی تنھشر قبلھا ودبرھا** (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے۔

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔

علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کمافی درالمختار وغیرہ۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الظلم ظلمات یوم القیمة

ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الا لعنة اللہ علی الظلمین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سن لو! اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔

کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو۔ اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ ہر روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاتدخل الملئکة بیتا فیه کلب ولاصورة رواه احمد والشیخان الترمذی والنسائی وابن ماجه عن ابی طلحه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔

فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔

اور فرماتے ہیں۔

من اقتنی کلبا الا کلب مثیة اوضار یانقص من عمله کل یوم قیراطان رواه احمد والشیخان والترمذی۔ النسائی عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما

جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکار۔ روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں

(ان قیراطوں کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکار جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیح کے لیے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لیے پالا جائے جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ (احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۶۲ تا ۶۵)

مسئلہ:

جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲)

مسئلہ:

کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے یہ جائز و مستحسن و کارِ ثواب ہے۔ بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری ہی رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲)

مسئلہ:

آج کل میلوں ٹھیلوں پہ کشتی اسی طرح لڑی جاتی ہے یعنی ستر پوشی کے بغیر اس لیے ستر پوشی کے بغیر کشتی لڑنا بھی ناجائز ہے اور ایسی حالت میں کشتی کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح کھیلی جانے والی کبڈی کا بھی یہی حکم ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ:

ہنسی مزاق میں اگر بیہودہ باتیں، گالی گلوچ اور کسی مسلم کی ایذا رسانی نہ ہو محض پُر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہل مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں اس میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۱۲، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

فائدہ:

لہو ولعب میں وقت ضائع کرنا، غفلت شعاری میں اوقات ضائع کرنا نقصان دہ فعل ہے۔ اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خبردار۔ چھتوں پہ اس طرح دوڑتے پھرنا، رنگ رلیوں میں زندگی ضائع کرنا، کھیل کود کی وجہ سے اپنے خالق مالک سے غافل ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے خبردار ایسا سلسلہ کب تک چلے گا۔ چارپائی پہ سوئے سوئے کب تک نیند کے مزے لیتا رہے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تجھے گنتی کے چند دن زندگی نصیب ہوئی ہے جب ضائع ہو گئے تو پھر یہ ایام واپس نہ ملیں گے لہٰذا آج غفلت ترک کر دے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، ایت نہ لائیں چت مٹی پئی انولویں، کوئی نہ ہوسی مت

حل لغات:

* کوٹھے: مکان، کمرے۔ * منڈپ: شامیانہ، ایوان، ہال۔ ہال کمرہ، بڑا وسیع کمرہ حال۔ * ماڑی: کئی منزلہ اونچا محل، اوپر کی منزل۔ * ماڑیاں: جمع ہے واحد ماڑی ہے۔ * ایت: (ایہہ تے) دونوں لفظوں کا مخفف یعنی اس پر، ان پر۔ * کوٹھے منڈپ ماڑیاں: سے مراد لمبے چوڑے اونچے مکانات ومحلات۔ * نہ لائیں: نہ لانا۔ * چت: (چیت، چیتا) یعنی دھیان، توجہ، دل۔ * مٹی پئی: مٹی اوپر پڑ جائے گی۔ * انولویں: بے حساب، بہت زیادہ۔ * ہوسی: ہوگا۔ * مت: دوست، مونس وغمخوار، خیر خواہ۔

ارے انسان لمبے چوڑے اور اونچے اونچے محلات اور مکانات پہ دل نہ لگا بیٹھنا کیونکہ مرنے کے بعد بے حساب مٹی تیرے اوپر ڈال دی جائے گی۔ اس وقت قبر میں تیرا کوئی بھی ساتھ نہ بنے گا۔

مطلب:

ارے فرید! بڑے بڑے بلند وبالا مکانات اور محلات کی طرف دھیان اور توجہ نہ کر۔ ان سے دل لگا کر غافل نہ ہونا کیونکہ یہ تیرے پاس ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہیں گے، تو ان میں ہمیشہ بسیرا نہیں کرے گا۔ جب موت کا شکار ہو کر قبر میں جائے گا تو بے شمار اور بے حساب مٹی تیرے اوپر ہوگی وہاں تیرا کوئی بھی غمخوار اور ساتھی نہیں ہوگا۔ محل ماڑیاں سبھی یہیں پڑی رہیں گی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

اُجڑے نیں محل سُنجیاں نے گلیاں
جدوں وسدیاں سن ٹاہلیاں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہسی تیری یاد وچہ قبر دا نشان اوئے
سدا لیہوں رہنا ایتھے کسے انسان اوئے
بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان اوئے

بہر حال جب تجھ پہ مٹی آپڑی۔تو قبر میں آپہنچا اور تجھے قبر میں دفن کر دیا گیا تو پھر دنیا میں جن محل ماڑیوں، محلات وغیرہ پہ تو نے دل لگایا تھا خالق حقیقی سے غفلت اختیار کی تھی۔وہ کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا۔یہ سب کچھ تیرے لیے بیکار ہوں گے۔قبر میں تیرے دوست نہ بنیں گے بلکہ ایک حیثیت سے تیرے دشمن ہوں گے مرنے کے وقت بھی تیرے لیے مسرت کا سامان ہوں گے۔

دنیا اور ہم:

ہم اس دنیا میں آئے تھے ہمارا یہ اصلی ٹھکانہ نہیں یہاں ہم نے چند روزہ زندگی گزارنی ہے مگر اس سلسلے میں ہم نے اپنی رہائش کے لیے بڑی بڑی بلڈنگیں تعمیر کروائیں، بقول اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اس دنیا نے موہ لیا سانوں، تالے اصلوں دور ہٹایا
قدم قدم تے جال حسن دا، ساڈے رستے وچ وچھایا
دیس پرائے دے وچ آکے، اساں اپنا دیس بھلایا
اعظم اوہ مقام اسانوں، اجے تیکر ھتھ نہیں آیا

(کلیات اعظم، ص ۴۵۷)

اس لیے ہم دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے۔حالانکہ دنیا کی حقیقت تو یہ ہے کہ۔

کی حقیقت اس دنیا دی، ایہہ جھوٹا سب افسانہ
جس دے اُتے مرمر جاویں، اوہ سارا مال بیگانہ
دنیا داری بری خواری، ایہہ دنیا بندی خانہ
اعظم جے چاہیں چھٹکارا، اتے بن جا مست دیوانہ

(کلیات اعظم، ص ۴۵۷)

فائدہ:

اس لیے دنیا میں دل نہ لگانا اور نہ ہی دنیا کی کسی چیز میں دل لگانا۔کیونکہ دنیا و مافیہا کی حالت تو یہ ہے کہ

حضرت مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اس طرح ہے جس طرح تم سے کوئی آدمی دریا میں انگلی ڈالے پھر دیکھے اس کی انگلی کس چیز کے ساتھ لوٹتی ہے۔(مسلم شریف، کتاب الجنۃ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

یہ کوٹھیاں ، یہ بنگلے وغیرہ آخرت کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جیسے دریا میں کوئی شخص انگلی ڈبو کر باہر نکال لے تو دریا سے کتنا پانی کم ہوگا۔انگلی سے لگے ہوئے پانی کی نسبت دریا کے پانی سے کیا ہوگی ذرا غور تو فرمایئے اس لیے دنیا و مافیھا سے دل نہیں لگانا چاہیے۔

عمارات پہ خرچ کرنے کی حقیقت:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کوئی خرچ نہیں کرتا مگر اس میں اسے ثواب دیا جاتا ہے سوائے اس کے خرچ کے اس مٹی میں۔(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

کھانے پینے لباس وغیرہ پر خرچ کرنے میں ثواب ملتا ہے کہ یہ چیزیں عبادات کا ذریعہ ہیں مگر بلا ضرورت مکانات بنانے میں کوئی ثواب نہیں لہٰذا عمارات سازی کا شوق نہ کرو اس میں وقت اور مال دونوں کی بربادی ہے خیال رہے کہ یہاں دنیاوی عمارتیں وہ بھی بلا ضرورت بنانا مراد ہیں مسجد، مدرسہ، خانقاہ مسافر خانے تو عبادت ہیں کہ یہ صدقات جاریہ ہیں یوں ہی بقدر ضرورت مکان بنانا ثواب ہے کہ اس میں سکون سے رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا بعض لوگ دیکھے گئے ہیں کہ وہ ہمیشہ مکان کے توڑ پھوڑ ہر سال نئے نمونے کے مکانات بنانے ہی میں مشغول رہتے ہیں یہاں یہی مراد ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص ۲۰۔۱۹، بحوالہ مرقاۃ، اشعہ)

ایک صحابی کا عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لے گئے ہم حضور کے ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند عمارت دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے تو حضور خاموش ہو گئے اور یہ بات دل شریف میں رکھ لی حتیٰ کہ جب اس عمارت کا مالک حاضر ہوا تو آپ کو بھرے مجمع میں سلام کہا تو حضور نے منہ پھر لیا۔انہوں نے یہ کئی بار کیا حتیٰ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے سے (متعلق) غصہ محسوس کر لیا تو حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ خدا کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر پاتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے تو تمہاری عمارت دیکھی تھی۔پس وہ شخص عمارت کی طرف گیا اور اسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا ایک بار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو وہ عمارت نہ دیکھی۔فرمایا اُس گنبد کا کیا ہوا۔لوگوں نے عرض کیا کہ اُس کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی شکایت کی۔تو ہم نے اسے خبر دی تو اس نے وہ ڈھا دیا۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر تعمیر اس کی بانی پر وبال ہے۔سوائے اُس کے یعنی سوائے اس کے جس کی اُسے ضرورت ہو۔

فائدہ:

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول کہ حضور انور نے انہیں توڑنے کا حکم دیا یا خود فرمایا کہ عمارتیں بنانا جائز نہیں۔ان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرات کو صرف اندازہ ہی ہوا ہے کہ شاید حضور اس عمارت کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے تو سوچا کہ یہ عمارت میرے اور محبوب کے درمیان آڑ بن گئی ڈھا دی۔ اس ڈھانے میں مال کو برباد کرنا نہیں اور فضول خرچ نہیں بلکہ محبوب کو منایا ہے اگر عمارت ڈھانے سے حضور راضی ہو جائیں تو انشاء اللہ سودا سستا ہے جناب خلیل رضاء الٰہی کے لیے فرزند کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ یہاں ظاہری فتوے نہیں چلتے یہ محبوں کے معاملے ہیں۔ شعر

عقل می گوید کو خودرا پیش کن
عشق می گوید کہ ترک خویش کن

ان حضرات نے اس عمارت کا بالائی حصہ نہ گرایا بلکہ جڑ بنیاد سے مٹا دیا تا کہ اس حجاب کی پوری طرح بیخ کنی ہو جائے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۷، ص ۲۱)

مٹی پنی اتولویں، کونی نہ ہو سی مت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! کوٹھیوں، محلوں اور بنگلوں وغیرہ پہ دل نہ لگانا یہ تو محض مٹی ہے مٹی کا ڈھیر ہے اس کے سوا کچھ نہیں قبر و حشر اور آخرت میں یہ تیرے کسی کام نہ آئیں گے۔

كل شيء هلك الا وجهه

اس ذات کے سوا ہر شے فانی ہے فناہ ہونے والی فناہ ہو جائے گی۔ تیرے کسی کام نہ آئے گی۔ نہ ہی تجھے عذاب سے چھڑانے کے کام آئے گی۔

-----☆☆☆-----

فریدا منڈپ مال نہ لاءِ، مرگ ستانی چت دھر سا ای جائے سمھال ، جتھے ہی تُو وَنجنا

حل لغات:

* منڈپ: لمبی چوڑی جگہ والا ہال نما کمرہ شامیانہ، تنبو، ٹینٹ، ایوان، ہال کمرہ۔ * مال: دولت، دھن دولت، اسباب، جائداد، مویشی، سوداگری کی چیزیں، قیمتی طعام۔ * نہ لا: دل مت لگا، دل نہ لگا۔ * مرگستان: قبرستان، مردے دفنانے کی جگہ پرانی پنجابی میں اب بھی کہیں کہیں لفظ گستان، گورستان اور مرگستان سننے میں آتے ہیں۔ * چت: دل، پشت کے بل، سینے کے رخ ،نظر، توجہ، رجحان، دھیان۔ * چت: دھیاں دے، توجہ۔ * دھر: دل لگا۔ * سائی (ساری): اسی، وہی، جس جگہ۔ * جائے: جگہ ۔ * سمھال: سنبھال۔ * جتھے: جس جگہ، جہاں۔ * ای: ہی۔ * تُوں: تُو۔ * ونجھناں: جانا۔

اے فرید! تو کھلے کھلے اور اونچے اونچے محلات اور مال و دولت کی طرف توجہ نہ کر کیونکہ مرنے کے بعد یہ تیرے کسی کام کے نہیں بلکہ قبرستان کی طرف توجہ کر، وہی جگہ سنبھال کیونکہ بالآخر تو نے وہیں جانا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

اے فرید! تُو لمبی چوڑی جگہ والے حال نما ایوانوں اور مال و دولت کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ کر بلکہ قبرستان کی طرف توجہ رکھ کیونکہ اس سے تجھ میں حقائق سمجھنے کی طرف رجحان پیدا ہو گیا۔ دنیا کی حقیقت تجھ پر آشکارا ہو جائے گی۔ موت یاد آئے گی۔ اسی وجہ سے تجھے اللہ کی یاد کی طرف رغبت پیدا ہو گی۔ دنیا سے مسافرانہ زندگی گزار کر آخرت کا ٹھکانہ بہتر طور پر بنانے کی طرف رجحان پیدا ہو گا یہ تمہارے لیے نہایت مفید رہے گا۔ اور دنیا چھوڑ کر آخر کار تو نے آخرت کی طرف جانا ہے۔ اس لیے وہی جگہ تو سنبھال جہاں تو نے جانا ہے۔ محض ظاہری شان و شوکت کسی کام کی نہیں یہ تو محض سراب ہے کہ بظاہر دیکھنے سے جیسے ریگستان میں چلے جائیں دور دور تک ریت پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ گرمی کی شدت ہو، سورج کہ حدت جوبن پر ہو۔ پیاس کے سبب حلق میں کانٹے سے چبھنے لگیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگے۔ دور سے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پانی ہے۔ مگر ان علاقوں سے باخبر جانتے ہیں کہ یہ پانی نہیں بلکہ ریت ہی ریت ہے۔ بظاہر ہماری آنکھیں پانی دیکھ رہی ہوتی ہیں مگر حقیقتاً وہ پانی نہیں ہوتا محض آنکھوں کو دھوکہ ہوتا ہے پانی نہیں ہوتا مگر پھر بھی پانی نظر آتا ہے اسے سراب کہتے ہیں۔

مشاہدہ حکایت:

بعض اوقات ظاہراً ہم کچھ اور مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے مثلاً ہم ایک مرتبہ گوجرانوالہ چھاؤنی میں چلے گئے۔ کیونکہ الفقیر ابو احمد اویسی کا بھائی صوبیدار محمد عبداللہ شاہین اُن دنوں فوج میں بحیثیت سپاہی ملازمت کر رہا تھا۔ اُن دنوں حسن اتفاق سے ہمارا تایا زاد بھائی محمد ارشاد بھی اسی چھاؤنی میں بحیثیت سپاہی فوج میں ملازم تھا۔

محمد عبداللہ اور الفقیر القادری ابو احمد اویسی ہم دونوں محمد ارشاد سے ملاقات کے لیے ان کے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے۔ بہترین سڑک بنی ہوئی تھی۔ قدرے سامنے جو نظر دوڑائی تو سڑک پر یوں محسوس ہونے لگا جیسے سڑک پر پانی ہی پانی ہے۔ عبداللہ صاحب سے عرض کیا کہ سڑک پر وہ پانی کیسے آ گیا۔ یعنی سڑک پر پانی کہاں سے آ گیا حالانکہ سڑک کے اردگرد زمین نیچی ہے۔ انہوں نے کہا اب ذرا غور سے دیکھ لیجئے اور جب ہم اُس پانی والے مقام پر پہنچیں تو پھر بھی غور سے دیکھنا۔ ہم نے اسی طرف جانا تھا ہم چلتے رہے جب ہم وہاں پہنچے جہاں پانی معلوم ہوتا تھا۔ اب وہاں بالکل ہی خشک ہی سڑک نظر آئی اور سامنے سڑک پہ پانی اس سے کچھ فاصلے پر پھر نظر آنے لگا۔ بہر حال وہاں خشک زمین نظر آئی۔ الفقیر اویسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ محمد عبداللہ نے جواباً فرمایا کہ اسے سراب کہتے ہیں۔

نتیجہ:

واضح ہوا کہ محض اپنے اعضاء جسمانی پہ اعتماد کر کے حقیقت کا انکار کرنا قطعاً مناسب نہیں ورنہ دھوکے کا شکار ہو جائیں گے۔ اسی طرح بظاہر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ظاہری اعضاء جسمانی ہمارے جیسے ہی نظر آتے ہیں کہ ان کے ہاتھ بھی ہمارے جیسے ہاتھ، ان کے پاؤں بھی ہمارے جیسے پاؤں ان کے آنکھیں، ہماری آنکھوں جیسی، مگر ہم وہ کچھ سرانجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ جو کام اولیائے کرام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جسمانی اعضاء بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر جو قوتیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوتی ہیں وہ قوتیں ہمیں عطا نہیں ہوتیں بعض اوقات جو کچھ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ سب کچھ ہمیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظر نہیں آتا۔ ان کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کی تاثیر جیسی تاثیر ہماری زبان میں پیدا نہیں ہوتی۔ جو کچھ وہ سن رہے ہوتے ہیں وہ ہمیں سنائی نہیں دیتا۔ جو اُمور ان کے ہاتھوں سرانجام پاتے ہیں وہ امور ہمارے ہاتھ نہیں سرانجام دے سکتے۔

مثالیں

قرآن مجید سے ثبوت:

معجزات انبیاء اور کرامات اولیائے ربانی کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی آصف بن برخیار حمتہ اللہ علیہ کا ملکہ کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کرنا اور دیگر کافی مثالیں بطور ثبوت پیش کی جا سکتی ہیں۔

احادیث:

احادیث مبارکہ میں امام الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بے شمار ثبوت پیش کیے جا سکتے ہیں۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گا۔ ہم ایک نہیں دو نہیں لاکھوں کروڑوں، اربوں کھربوں انسان مل کر بھی وہ کام نہیں سرانجام دے سکتے جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگلی کے اشارے نے سرانجام دے دیئے۔ آپ نے انگلی کے ایک اشارے سے سورج واپس موڑا، اب کسی مائی کے لال میں اتنی ہمت ہے کہ سورج واپس پلٹا کر دکھا دے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے ایک ہی اشارے نے چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے جوڑ دیا۔ اب کون ہے جو یہ ثابت کر دکھائے کہ واقعی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے چاند کو توڑ کر اور جوڑ کر دکھاتے ہیں۔ پس واضح ہوا کہ بظاہر ایک جیسے نظر آنے والے اعضاء ضروری نہیں ہے کہ وہ حقیقتاً بھی ایک جیسے ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال بشریت مبارکہ:

فیض ملت، شیخ القرآن والحدیث، استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

''آپ کی بشریت بھی نورٌ علی نور ہے بشر کی صورت میں ہونے میں ضروری نہیں کہ آپ جمیع لوازمات میں ہمارے جیسے ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوازمات بشریہ عطا فرمائی ہیں۔

چند خصوصیات ملاحظہ ہوں۔

تفسیر عزیزی سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اندھیرے اور تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے آپ کا لعاب دھن نمکین پانیوں کو شیریں بنا دیتا تھا۔ آپ لعاب دھن سے اگر دودھ پیتے بچوں کو ایک قطرہ منہ میں ڈال دیتے تو ان کی بھوک ختم ہو جاتی اور پورا دن انہیں دودھ کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ آپ کی بغل مبارک سفید رنگ کی تھی او اس میں بال بالکل نہ تھے۔ آپ کی آواز اتنی دور جاتی تھی کہ اور لوگوں کی آواز اس کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچتی تھی۔ آپ دور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے سن لیتے تھے کہ دوسرے لوگ اتنی دور سے نہیں سن سکتے تھے اور نیند میں آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور قلب اطہر بیدار رہتا تھا۔ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔

آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو مشک سے زیادہ تھی۔ جب آپ کسی کوچے سے گذر فرماتے تو آپ کے پسینہ کی خوشبو جو کہ ہوا میں سرایت کر چکی ہوتی اس پر لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ اِدھر سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا ہے۔ آپ کے فضلہ مبارک (قضائے حاجت) کا اثر کبھی بھی زمین پر نہیں دیکھا۔ زمین پھٹ کر اسے نگل جاتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

آپ ختنہ شدہ ناف بریدہ پاک وصاف پیدا ہوئے۔ کسی طرح نجاست کا اثر آپ کے بدن شریف پر نہ تھا۔ زمین پر جب جلوہ افروز ہوئے تو سجدہ کرتے ہوئے اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے۔

آپ کی ولادت کے وقت ایسا نور چمکا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے شہر ملاحظہ فرمالیے۔

آپ کا گہوارہ ملائکہ ہلاتے تھے اور گہوارے میں چاند آپ سے باتیں کیا کرتا تھا اور جب آپ چاند کو اشارہ فرماتے تو چاند اسی طرف مائل ہو جاتا۔ آپ کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا آپ کا سایہ نہ تھا حضور علیہ السلام کے جا مہائے مبارکہ پر مکھی نہیں بیٹھی تھی آپ جب کسی جانور پر سواری فرماتے تو جب تک آپ سوار رہتے تو وہ بول و براز نہیں کرتا تھا۔ عالم ارواح میں آپ سب سے پہلے پیدا ہوئے اور الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے آپ نے ہی بلیٰ فرمایا تھا۔

سیر معراج آپ کے لیے مخصوص ہے اور براق کی سواری بھی آپ کے لیے مخصوص تھی۔ آسمانوں پر جانا، حد قاب قوسین تک رسائی اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا، فرشتوں کا آپ کی فوج ہونا تا کہ ہر کابی میں جہاد کریں۔ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

چاند کا دولخت ہونا اور دوسرے عجیب وغریب معجزات کا ظہور بھی آپ سے مخصوص قیامت کے دن اللہ کی آپ پر جو نوازشات کی بارش ہوگی وہ کسی اور پر نہیں ہوں گی اور سب سے پہلے ہی روضہ اقدس واطہر سے سر محشر جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ کا حشر براق پر ہوگا اور ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہوں گے اور عرش کی دائیں جانب کی کرسی پر آپ ہی جلوہ افروز ہوں گے مقام محمود پر آپ فائز ہوں گے اور آپ کے دست مبارک میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ حضرت آدم و دیگر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس جھنڈے تلے ہوں گے۔

حضور علیہ السلام امت سمیت سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے اور آپ ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے خازن جنت پوچھے گا کون؟ آپ فرمائیں گے میں محمد ہوں (ﷺ) وہ عرض کرے گا میں اٹھ کر کھولتا ہوں۔ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے نہیں اٹھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لیے اٹھوں گا۔ پھر آپ ﷺ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے آپ کے مقام وسیلہ عطا ہوگا یہ مقام جنت میں اعلیٰ درجہ کا ہے۔ (خوشبوئے رسول، ص ۷۸ تا ۸۰)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارکہ نور علی نور ہے آپ کی بشریت مبارکہ کے باعث برابری کا دعویٰ کرنا قطعاً غلط ہے۔ اسی طرح اولیاء الرحمٰن کی بشریت اور ہماری بشریت بظاہر تو ایک جیسی نظر آتی ہیں مگر اولیاء الرحمٰن اور ہم عام انسانوں میں بہت زیادہ فرق [illegible] اولیائے کرام کا کردار اس حقیقت کا منہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بولنا ثبوت ہے۔

قبر:

آخر مرنا ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں جانا ہے۔ قبر میں کسی کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا کہ بتایئے فلاں کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا محض حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی پوچھا جائے گا ان کے متعلق صحیح عقیدہ بنانے والے کو نجات حاصل ہوگی۔ اوران کے متعلق صحیح عقیدہ واضح نہ کرنے والے کو عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس لیے قبر کو مدنظر رکھ کیونکہ قبر کو یاد کرنے سے دنیوی لذات سے دل اچاٹ ہوگا آخرت کی طرف رجحان پیدا ہوگا۔ دنیا کی ناپائیداری واضح ہوگی۔ حق تعالیٰ کے حضور حاضری کے متعلق ذہن میں پختگی پیدا ہوگی۔ اسی طرح حق تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیرے وجود میں رغبت پیدا ہوگی۔ جو تیرے لیے دنیا وآخرت کے سنورنے کا انشاء اللہ سبب بنے گی اللہ تعالیٰ حقائق سمجھنے اوران کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا جنہیں کمیّں نہ گن ، تے کمڑے وِسار مت شرمندہ تھیویں ، سائیں دے دربار

حل لغات:

* جن: جس کی جمع، واحد کے لیے بھی بطور تعظیم استعمال ہوتا ہے، ضدی، مستقل، شہ زور، ایک پوشیدہ مخلوق جو آگ سے پیدا کی گئی یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ * جنہیں کمیں: جن کاموں میں۔ * گن: عادت، اعمال، صفت، تاثیر، تعریف، ہنر، خوبی، اچھائی، فائدہ۔ * ناہیں: نہیں۔ * وسار: ترک کردے، بھلادے، چھوڑ دے۔ * کمڑے: (کم کی تصغیر وتحقیر) چھوٹے اور حقیر کام، معمولی کام، ذلت والے کام۔ * شرمندہ: لاج کا مارا، شرمسار۔ * مت: نہ۔ * تھیویں: ہوگا، ہوجائے گا، ہونا پڑے گا۔ * سائیں: خدا، مالک، آقا، شوہر، بھکاری، وہ کلمہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ * دے: کے۔ * دربار: بادشاہ کی مجلس جشن۔ شاہی کچہری، بادشاہوں کی مجلس والا مکان، آستانہ، یادگار، وہ مجلس جو بڑے افسر سرکاری طور پر منعقد کرتے ہیں، بزرگانِ دین یعنی اولیاء کے مزارات والا مکان۔

اے فرید! جن کاموں میں کوئی اچھائی، خوبی یا فائدہ نہیں ہے بحث اور فضول کام ہیں ایسے کاموں کو بھلادے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے بارگاہ حق میں یعنی قیامت کے دن کہ جس دن ساری مخلوق ہوگی۔ ساری مخلوق کے سامنے تجھے اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے۔

مطلب:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو کچھ دنیا میں بیجے گا وہی کچھ قیامت کے دن کاٹے گا دنیا میں اگر نیک اعمال اختیار کیے تو آخرت میں ان کی جزا حاصل ہوگی اور اگر بداعمالیوں میں زندگی گزاری تو ان کا بدلہ پائے گا۔ آج اگر کسی کے ساتھ مہربانی کی ہوگی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مہربان ہوں گے دنیا میں اگر کسی پر ظلم کیا ہوگا تو آخرت میں اس کا بدلہ پائے گا دنیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اگر کسی کو تنگ کیا ہوگا کسی کو تکلیف دی ہوگی۔ کسی کی مصیبت کا سبب بنا ہوگا تو قیامت کے دن اس کا بدلہ پائے گا۔ اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ جن کاموں سے فائدہ نہیں ہے ایسے کاموں کو بھلا دینا چاہیے۔ یعنی ایسے کاموں کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ ایسے کام بھول جائیں۔ کیونکہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ کام قیامت کے دن شرمندگی کا سبب ہوں گے۔ اس لیے ایسے امور چھوڑ دینے چاہئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور بداعمالیوں کی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (پ۲۷، سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا۔ اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

یہ اس کے لیے ہے جو دنیا کا ہو جائے اور اس پر بھروسہ کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے۔ (خزائن العرفان)

کھیل کود کا سامان خریدنے کی مذمت:

قرآن مجید میں ہے کہ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَیَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۔ (پ۲۱، سورۃ لقمان آیت نمبر ۶)

اور کچھ لوگ کھیل کود کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں۔ اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

شان نزول:

شان نزول یہ ہے کہ آیت نضر بن حارث بن کلاہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں سفر کیا کرتا تھا اس نے عجمیوں کیا کتابیں خرید لیں جن میں قصے کہانیاں تھیں اور قریش کو سناتا اور کہتا سرور کائنات (محمد مصطفےٰ ﷺ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم واسفند یار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں۔ کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے۔اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر خزائن العرفان، مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تفسیر نور العرفان میں یہی شان نزول بیان فرمایا ہے)

لھو کی تعریف (۱):

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ لھو کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لَھْو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

(۲) حکیم الامت مفتی حضرت علامہ مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہوالحدیث میں داخل ہے حرام ہے دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔(تفسیر نور العرفان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ باجے تاش شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز کیونکہ یہ اُن خریداروں کی برائی میں اتری اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید وفروخت منع ہے کہ یہ سب لہوالحدیث میں۔(تفسیر نور العرفان)

فیض ملت، محقق اہلسنت، رئیس التحریر استاذ العلماء قبلہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے تفسیر روح البیان کا بہترین ترجمہ کیا جو فیوض الرحمٰن کے نام سے شائع ہوا اس میں ہے کہ "لھو اس شے کو کہا جاتا ہے جو انسان کو مقصود ومطلوب سے باز رکھے اور ملاہی لھو کے آلات کا نام ہے۔

ولَعِبٌ العب فلان سے ہے کہ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی اپنے فعل سے کسی مقصد صحیح کو سامنے نہ رکھے۔

ف: کاشفی نے ترجمہ لکھا کہ مگر مشغولی وبیکاری ولعب وبازی یعنی دنیا سرعۃ القضاء وزوال میں بچوں کے کھیل کے مشابہ ہے کہ وہ ایک جگہ اکٹھے ہو کر کھیلتے ہیں تو خوش وخرم لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے منتشر ہو کر محزون ومغموم ہوتے ایسے ہی دنیا کا حال ہے کسی نے کیا خوب فرمایا۔

بازیچہ طفل قریب ایں متاع دہر
بے عقل مرداں کہ بدیں جملگی شوند

ترجمہ:

عالم دنیا کا تمام سامان بچوں کے کھیل کود کی طرح ہے لیکن بے عقل ہیں وہ لوگ جو اس میں جتلا ہیں۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، جلد پارہ ۲۱، ص ۴۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لھوولعب عقلمندوں کا کام نہیں:

تلاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ حیات دنیا جس میں انسان عیش اڑاتا ہے وہ بمقابلہ حیات آخرت کے کہ جس میں اللہ والے اللہ کے قرب وجوار میں ہوں گے اور اسے لہوولعب سے تعبیر کرنے کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) ظاہر ہے لہوولعب کا معاملہ سریع الزوال ہے کہ اس میں مداومت نہیں ہوتی اب معنی یہ ہوا کہ دنیا اور اس کی زینت و شہوات ڈھلنے والے سائے کی طرح ہے کہ اس میں بقا نہیں اسی لیے اس میں دل لگانا مناسب نہیں بلکہ اسے جھانک کر بھی نہ دیکھا جائے۔

(۲) لہوولعب بچوں اور پاگلوں کا کام ہے عقلاء اور سمجھدار لوگ اس سے متنفر ہوتے ہیں اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ میں لہوولعب سے ہوں اور نہ لہوولعب مجھ سے ہے'' (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، ص ۴۷۔۴۶، پ ۲۱)

فائدہ:

دنیا کو اللہ تعالیٰ نے لہوولعب فرمایا ہے۔

دنیا کی حقیقت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے متعلق پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو شے تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کردے وہی دنیا ہے۔

مثنوی شریف میں ہے۔

(۱) چیست دنیا از خدا غافل شدن — نے قماش نقرہ فرزند و زن

(۲) مال را گر بہر دیں باش حمول — نعم مال صالح خواندش رسول

(۳) آب در کشتی ہلاک کشتی است — آب اندر زیر کشتی پشتی است

(۴) چونکہ ملک را از دل براند — زاں سلیمان خویش جز مسکین نخواند

(۵) کوزۂ سربستہ اندر آب رفت — از دل پر باد فوق آب

ترجمہ:

(۱) دنیا کیا ہے خدا سے غافل ہونا، نہ کھیل تماشا نہ اولاد اور عورت

(۲) اگر مال دین کے لیے اٹھایا ہوا ہے یہ اچھا مال ہے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

(۳) پانی کا کشتی میں ہونا تباہی ہے پانی کشتی کے نیچے ہو تو پشت پناہی ہے۔

(۴) چونکہ سلیمان علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مال کو دل سے صاف کر دیا تھا اسی لیے وہ خود کو مسکین کہلواتے تھے۔

(۵) کوزہ سربستہ پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ چونکہ اندر سے صاف ہے اس لیے پانی کے اوپر آجائے گا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا سراسر لھوولعب:

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

کشف الاسرار میں ہے کہ اے غافل! کب تک حصول مراد کے تصور میں رہو گے اور کب تک خام آرزو میں رہو گے۔ کبھی تو تم شیر بن جاتے ہو کہ جو چیز سامنے آئی توڑ دی اور کبھی بھیڑیا کہ جو چیز سامنے آئی پھاڑ دی، کبھی کبک کہ پہاڑوں میں اڑتا پھرتا ہے کبھی ہرن کہ کھیتوں میں دوڑتا ہے تم نے کبھی سوچا نہیں کہ یہ دنیا کیا ہے؟ کہ جس پر تم نازاں ہو۔ یہی تمہیں فریب دے رہی ہے اور اپنے دام تزویر میں تمہیں پھنسانا چاہتی ہے یہ سراسر لہو ولعب اور بے سروسامان لوگوں کی سرائے ہے اور کنگالوں کا سرمایہ اور بیکاروں کا کھیل، فتنہ انگیزوں کی محبوبہ اور تنگدستوں کی معشوقہ ہے۔ بے وفا دوست، ظالم دایہ، دشمن ضرر رساں ہے۔ صبح کسی کی ہوتی ہے تو شام کسی اور کی۔ کسی کے ساتھ ایک دن خوشی سے پیش آتی ہے تو دوسرے روز اسے ذلیل وخوار کر کے مارتی ہے۔

احلال نوم وکظل زائل

ان اللبیب بمثلھا لا یخدع

ترجمہ: دنیا محض خواب خیال یا ڈھلنے والے سائے کی طرح ہے سمجھدار اسی شے سے دھوکا نہیں کھاتا۔

مثنوی شریف میں ہے۔

(۱) صوفی در باغ از بہرے کشاد صوفیانہ روئے برزانو نہاد

(۲) پس فرو رفت او بخود اندر نفول شد ملول از صورت خوابش فضول

(۳) کہ چہ خسپے آخر اندر ازنگر ایں درختاں بین و آثار خضر

(۴) امر حق بشنو کہ گفتست انظروا سوئے ایں آثارِ رحمت آرزو

(۵) گفت آسارش دلست اے بوالہوس آں بروں آثار است وبس

ترجمہ:

(۱) ایک صوفی باغ میں قلب کی کشادگی کے لیے صوفیانہ طور گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔

(۲) بیٹھتے ہی سو گیا بیدار ہوا تو اپنے خوابِ فضول پر غمگین ہوا (اور خود سے کہا کہ)

(۳) تُو اس باغ میں کیوں سو گیا تُو ان درختوں اور سبز پتوں کے نشانات دیکھ

(۴) امر حق سن کہ اس نے فرمایا انظروا (دیکھو) ان آثار کو اور رحمت کی جانب منہ کر

(۵) پھر کہا کہ آثار تو دل ہے اے ابوالہوس! باہر والے تو صرف نام کے اثار ہیں اور بس۔

موت کا دھیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشتاق کو بھلائی کے کاموں میں جلدی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنی چاہیے اور جو شخص دوزخ سے خوف رکھتا ہے وہ شہوات سے دور ہو جاتا ہے اور موت کا دھیان رکھنے والا لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے، تارک دنیا پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں، منقول ہے کہ بعض کتب میں چھ سطریں لکھی ہوئی ہیں پہلی سطر میں مرقوم ہے جس نے دنیا کے غم میں صبح کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو کر صبح کی، دوسری سطر میں لکھا ہے جس نے اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کی شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا، تیسری سطر میں لکھا ہے جس کو یہ فکر نہیں کہ اس کا رزق کس دروازے سے آتا ہے گویا اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں کس دروازے سے ڈالیں گے، چوتھی سطر میں لکھا ہے جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے اسے روتا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا، پانچویں سطر میں ہے جس شخص کو اپنی خواہشات کا سب سے بڑا غم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے آخرت کا خوف نکال لیتا ہے، چھٹی سطر میں ہے جو شخص کسی مالدار سے اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کرتا ہے تو اس کی صبح یوں ہوگی کہ محتاجی و تنگی اس کی آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۲۵)

کھیل کود:

فتویٰ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بلیرڈ میں ایک کھیل کھیلا جاتا ہے جس کا نام کیرم بورڈ پر کھیلنا کہلاتا ہے اور اس میں جو آدمی ہار جاتا ہے اس کو پیسے روپے وغیرہ دینے پڑتے ہیں اور جیتنے والا آدمی پیسے ادا نہیں کرتا جو کہ جوئے کے مترادف ہے اس کھیل کے بارے میں شرعی مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔ (سائل محمد رمضان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کیرم، بلیرڈ وغیرہا کھیل ناجائز وحرام ہے کہ یہ لہو ولعب ہیں جن کا کوئی دینی ودنیوی فائدہ نہیں بلکہ محض وقت کا ضیاع اور نماز جماعت کا ترک ہے جس کا ہر شخص کو مشاہدہ ہے کہ اذان و جماعت ہو رہی ہوتی ہے مگر ان کھیلوں میں مصروف لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے نمازیں ترک کرتے ہیں کسی دینی ودنیوی کام کی پرواہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ کھیل مطلقاً ناجائز ہیں درمختار میں ہے۔

کرہ کل لھو ہر کھیل مکروہ تحریمی ہے (درمختار، ج ۹، ص ۵۶۶ مطبوعہ بیروت) وھکذا فی کثیر من کتب الفقہ اور اگر سوال مذکورہ صورت پائی جائے تو اشد حرام ہے واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح
محمد ابوبکر صدیق العطاری

کتبہ
محمد قاسم قادری

فتاویٰ اہلسنت سلسلہ نمبر ۷، ص ۴۸۔۴۷

بسنت تہوار یا غضب کرد گار:

یہ اس رسالے کا نام ہے جو فیض ملت آفتاب اہلسنت، امام المناظرین آسمان تحقیق کے نیر اعظم، مفتی اعظم حافظ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی محدث بہاولپور نے لکھا ہے جس میں بسنت کے متعلق بہترین انداز میں حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسنت تہوار کی حقیقت:

''ظاہر ہے کہ یہ بسنت ایک تماشہ ہی ہے کھیل کود کے سوا کچھ نہیں۔(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ٦)

بسنت ہندوؤں کا تہوار:

''ہندو معاشرے میں مختلف تہوار منائے جاتے ہیں مثلاً دیوالی، دسہرا، ہولی، بیساکھی، بسنت وغیرہ۔ان تمام تہواروں میں ادا کی جانے والی رسومات کو ہندومت میں مذہبی عبادات کا درجہ حاصل ہے۔دیوالی، دسہرہ اور ہولی کے متعلق تو سب جانتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار ہیں مگر بیساکھی اور بسنت وغیرہ کے متعلق یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ یہی موسمی تہوار ہیں ایسا صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو ان تہواروں میں حصہ تو لیتے ہیں البتہ ان کا پس منظر جاننے کی زحمت انہوں نے کبھی گوارا نہیں کی۔اسلامی تاریخ کے قابل فخر محقق اور سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونی کی شہرۂ آفاق تصنیف ''کتاب ہند'' آج بھی ہندوستان کی تاریخ کے ضمن میں ایک مستند حوالہ سمجھی جاتی ہے اس کتاب کے باب نمبر ۷۸ میں انہوں نے ''عیدیں اور خوشی کے دن'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ عید بسنت ہندوؤں کا دن ہے مزید لکھتے ہیں کہ اسی مہینہ کا استوائے ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے۔اسی کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کہ اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں یہی وجہ ہے کہ بھارت کی بسنت کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے لیکن لاعلمی یا بھارتی لابی کی کوششوں سے بسنت کو اب پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنالیا ہے۔(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۳،۱۲)

بسنت کے تہوار میں نہ تو کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی دینی مفاد اس میں ہے بلکہ الٹا دینی اور اسلامی لحاظ سے دیکھا جائے تو بحیثیت مسلمان! ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ تہوار ہے کیونکہ یہ تہوار ہندوؤں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی دشمنی کا اظہار ہے اس لیے غازی علم الدین شہید جیسے جذبات رکھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک گستاخ رسول کی یادگار میں منایا جانے والا تہوار جو جوش وخروش سے کام لیتے ہوئے یہ تہوار منائیں غور فرمایئے اس تہوار میں جوش وخروش دکھانا کیا توہین رسالت کا ارتکاب تو نہیں۔غور فرمایئے ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے مذہبی تہوار منانا، ان سے مشابہت کا ارتکاب کرنا قطعاً مناسب نہیں۔مسلمانو! یہ ہمارے لیے دعوت فکر ہے کہ اس تہوار سے بچنے کی کی ضرورت ہے خود بھی بچو، اپنے بچوں کو بھی بچایئے۔فیض ملت تحریر فرماتے ہیں۔

''اس سے حذر رہنا چاہیے کہ کل قیامت میں کہیں اللہ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کی صف میں کھڑا نہ کردے۔اور ہندو وسکھ قوم کے تہواروں میں نہ صرف دلچسپی بلکہ جان ومال کی قربانی دے کر ان سے بھی بڑھ کر یہ تہوار مناتے ہیں تو یقیناً قیامت میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ میدان حشر میں اٹھنا پڑے گا اور ان کے ساتھ جہنم میں ٹھکانہ ہوگا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم (ابوداؤد) جو کسی قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ انہی سے ہے اور فرمایا المرء مع من احب ہر شخص قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی یاد گار:

سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار اپنی کتاب ''پنجاب آخری مغل دور حکومت میں'' لکھتا ہے۔

''حقیقت رائے باکھل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا حقیقت رائے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے۔اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کاروائی کے لیے لاہور بھیجا گیا۔ اس دور میں زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔کچھ ہندو افسر زکریا خان کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا۔حقیقت رائے کی یادگار (مڑھی) کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاہور میں ہے۔اب یہ جگہ باوے دی مڑھی کے نام سے مشہور ہے جہاں ہندو رئیس کالورام نے بسنت میلے کا آغاز کیا۔جس کی یادگار بھی اسی علاقہ قبرستان کے ساتھ ہی موجود ہے اس کتاب کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے (گستاخ رسول) کی یاد میں منایا جاتا ہے۔افسوس ہمارے دانشوروں پر کہ انہوں نے سیالکوٹ شہر میں اس آنجہانی حقیقت رائے کے نام سے موسوم سٹریٹ کا نام باوجود احتجاج کے بھی نہیں بدلا۔

اپنی غیرت ایمانی کو جگاؤ کہ یہ تو ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لاڈلی بیٹی کی گستاخی کرنے پر سزا پانے والے مجرم کو بے قصور، ناحق قتل سمجھنے والوں کی رسم ہے۔

آج ہم اپنے باپ دادا کے قاتل یا ان کو گالی دینے والے کو معاف نہیں کرتے اس کی کسی طرح کی مشابہت نہیں کرتے اس کا فعل بوجہ نفرت متروک کیا جاتا ہے چہ جائیکہ اپنے والدین سے بڑھ کر محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی مشابہت اختیار کی جائے یاد رکھیے کہ اس حالت میں جو مر گیا وہ بروز قیامت اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور اسی گروہ میں ان کا حشر ہوگا۔

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۱۶۔۱۵)

خونی تہوار کی تباہ کاریاں:

بسنت ایک خونی ہندوانہ تہوار ہے اس سے بچنا چاہیے اس میں ملوث ہونا ہزاروں نقصانات کا سبب ہے۔اس کی تباہ کاریوں کے متعلق فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ ''اخبار جنگ ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء میں لکھا ہے کہ

گذشتہ کچھ سالوں سے ہم بہار کے موسم میں عجیب مناظر دیکھ رہے ہیں یہ مناظر غم اور افسوس کے ہیں اب اس موسم میں گھروں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ہسپتال زخمیوں سے بھر جاتے ہیں۔دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے گلے کٹنے لگتے ہیں اور کتنے ہی بچے اور نوجوان بجلی کے تاروں اور کھمبوں سے لٹک کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں ان لوگوں کا بھی کوئی شمار نہیں جو معذور ہو جاتے ہیں اور ان ماؤں کا بھی شمار نہیں جو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بیٹے کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھتی ہیں۔بہار کے موسم میں یہ غم بسنت کے خونی تہوار نے دیئے ہیں۔اب تک ہزاروں بسنت کے خونی تہوار کی نذر ہو چکے ہیں لیکن بسنت کی عیاشی میں مبتلا لوگوں کی بہار کی خوشیاں پوری نہیں ہوئیں۔(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۲۹)

ذور لوٹنے اور ذور سے سلے ہونے کپڑے کا فتویٰ:

امام اہلسنت سیدنا امام اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدی الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ میں ذور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوٹنے کو حرام لکھتے ہیں اور مزید یہ کہ اس ڈور سے سلا ہوا کپڑا پہن کر نماز مکروہ یعنی واجب الاعادہ لکھتے ہیں۔(شاید اس دور میں ڈور سلائی کے کام آتی ہوگی) لیکن بسنت کے پروانے جب اپنی پیاری جان کی پرواہ نہیں کرتے وہ اصل فتویٰ کو کب خاطر میں لائیں گے لیکن خدا بخ انگشت ایک نکرد۔ ممکن ہے کسی بندہ خدا کو سمجھ آجائے۔(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۳۰)

خونی تھوار کی خرابیاں:

الفقیر ابو احمد اویسی نے یہ محنت اس لیے کی ہے کہ ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

؎ شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات
دنیا و آخرت میں پا جائے نجات

ایک بھی بندہ خدا اس سے نجات پا گیا تو فقیر ابو احمد اویسی کے لیے یہی سعادت مندی ہے۔اس خونی تہوار کی خرابیاں تو بے شمار ہیں چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یادگار منانا اس سے خطرہ ہے کہ یہ یادگار منانے والا اسی گستاخ رسول کے ساتھ جہنم رسید نہ ہو۔

(۲) لہو ولعب اور کھیل تماشہ بھی بدترین قسم کا کھیل گناہ کبیرہ ہے اس کی سزا بھی جہنم کے سوا کچھ نہیں۔(انشاء اللہ)

(۳) تضیع اوقات

(۴) اسراف مال

(۵) جان کا خطرہ

(۶) دوسروں کی جان کی ہلاکت کی ذمہ داری جو وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآئُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

(۷) کم از کم دوسروں کو زخمی کرنا معمول ہے شرعاً اس کی سزا بھی کبائر سے کم نہیں

(۸) ڈور غیر شرعی کا استعمال

(۹) غیر مذاہب سے مشابہت حالانکہ غیر مذاہب سے مشابہت منع ہے۔

(۱۰) اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے فرمانی کہ گناہوں سے اجتناب کرے۔(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۳۲)

فائدہ:

اس عنوان پہ مفصل معلومات درکار ہوں تو فیض ملت، مصنف اعظم قبلہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کا رسالہ ["بسنت تہوار یا غضب کردگار] ملاحظہ فرمایئے یہاں اسی رسالے کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔فضول امور جو ہم اپنے گلے کا طوق بنا لیتے ہیں ان میں سے ایک نشہ بھی ہے۔

نشہ:

"ہیروئن کی لعنت نے ۱۹۹۰ء کے عشرے میں ایک طوفان بپا کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہزاروں نہیں لاکھوں گھرانوں کی یکجہتی اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحفظ و بقاء کو خطرہ میں ڈال دیا ہیروئن کا نشہ وہ تباہ کن برائی ہے جو ان گنت جسمانی اور روحانی بیماریوں کا سبب اخلاقی اور معاشی خرابیوں کی جڑ اور معاشرتی فتنہ وفساد کا سبب ہے اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: **اجتنبو االخمر فانها مفتاح کل شر** ۔(المستدرک دارالمعرفۃ بروت، ج۴، ص۱۴۵)

ہر قسم کے نشے کو عربی زبان میں خمر کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

عن عبداللّٰه بن عمر قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ۔ (سنن نسائی شریف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج۲، ص۲۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر وہ چیز جو نشہ لائے حرام ہے خمر کے معنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے چونکہ ہر قسم کا نشہ عقل انسانی پر پردہ ڈال دیتا ہے اس لیے اسے خمر کہا جاتا ہے اسلام میں نہ صرف شراب کو حرام کہا گیا ہے بلکہ بھنگ سے لے کر مارفینی سے بھی ترقی یافتہ شکل، ہیروئن تک تمام اشیاء کو حرام قرار دیا گیا ہے اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہمہ گیر اصول مرتب کر دیا ہے کہ جس چیز سے نشہ پیدا ہو اس کا استعمال مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

عن ام سلمه قالت نهی رسول اللّٰه ﷺ من کل مسکر مفتر

(سنن ابوداؤد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج۲، ص۱۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز سے منع فرمایا جو نشہ لائے اور دماغ میں فتور پیدا کرے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نشہ انسانی عقل کو ماؤف اور حواس انسانی کو مختل کر دیتا ہے برائی اور بھلائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی قریبی رشتہ دار عورتوں کی عزت کو بھی پائمال کر دیتا ہے۔

(منشیات کا خاتمہ کیوں اور کیسے ممکن ہے؟ ص۶۔۱۵ از پروفیسر فقیر محمد عطاری فیصل آباد)

فضول گفتگو:

فضول گفتگو کے ذریعے وقت ضائع کرنا بھی قطعاً مناسب نہیں ہے۔ اور گناہوں پہ مبنی گندی اور فحش قسم کی گفتگو کرنے اور سننے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ نہ رکھے گی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

(اسرار الاولیاء، ص۳۵، فصل۴، ص۳۵۔ ہشت بہشت)

زبان کو اللہ تعالیٰ کا فرمان:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! جس روز اللہ تعالیٰ نے زبان کو حضرت آدم علیہ السلام کے منہ میں رکھنا چاہا تو زبان کو فرمایا: اے زبان دیکھ تجھے میں نے [illegible] کہ تو میرے نام کے سوا اور کوئی نام نہ لے اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اور اگر ان کے علاوہ تو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ! تو بھی اور باقی کے اعضاء بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے پس اے درویش! زبان خاص کر ذکر اور قرآنی تلاوت کے لیے بنائی گئی ہے۔

(اسرار الاولیاء فصل ۴، ص ۳۶، ہشت بہشت)

فضولیات سے پرہیز کی انوکھی حکایت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے درویش! درویشوں نے دنیا ہی میں بحالت زندگی اپنے تئیں مردہ بنایا ہے اور اپنے تئیں تمام چیزوں سے باز رکھا ہے ہاتھوں کو چھوٹا کر لیا ہے تا کہ نہ لینے کے قابل جو چیز ہے وہ نہ لیں اور زبان کو گونگا بنا لیا ہے تا کہ نہ کہنے والی بات نہ کہی جائے اور پاؤں کو لنگڑا کر لیا ہے تا کہ جہاں جانا مناسب نہیں وہاں نہ جائیں پس جو لوگ اس قسم کے ہیں وہ واقعی مقام قرب کو پہنچ چکے ہیں اور انشاء اللہ قیامت کے عذاب سے نجات پائیں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بغداد میں ایک درویش کو دیکھا جو از حد یاد الٰہی میں مشغول اور صاحب نعمت تھا ایک دفعہ وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر جو باہر نکلا تو اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑی فوراً دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور یا غفور یا غفور کہنے لگے۔ الغرض جب گھر آیا تو دعا کی کہ پروردگار! جن آنکھوں نے تجھے دیکھا ہوا نہیں دوسرے کو نہ دیکھنے دے۔ ابھی یہ بات پورے طور پر کہنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ اور اس بات کے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا کر کے بیٹھ گیا۔

حضرت شیخ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ دوست کے بغیر کسی اور کو دیکھنا سخت کوتاہ نظری ہے بعد ازاں یہ شعر زباں مبارک سے فرمایا۔

؎ چشمے کہ در رُخِ تو بیندہ و مدار
جز در جمالِ تو کہ دگر سو نظر کند

بعد ازاں پندرہ روز نہ گزرنے پائے تھے کہ اس درویش نے ایسی بات سنی جو سننے کے قابل نہ تھی تو اس نے دونوں انگلیوں کو کانوں میں دے کر کہا اے پروردگار! وہ کان جو تیرے نام کے سوا اور کچھ سنے بہرا ہو جائے تو بہتر ہے فوراً دونوں کانوں سے بہرا ہو گیا۔ بعد ازاں اُٹھ کر تازہ وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور فرمایا اب امید ہے کہ میں دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤں گا کیونکہ مجھ سے یہ دونوں چیزیں لے لی گئی ہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

؎ گوشے کہ جز بنام تو اے دوست بشنو
کز بادچوں بر سخنے گوش برکند

(اسرار الاولیاء، ص ۱۶، فصل ۲۔ ہشت بہشت)

خاموشی:

اس لیے فضول، لایعنی گفتگو اور گناہوں سے لبریز بات چیت کرنے سے بچنا چاہیے۔ فضولیات اور گناہوں پہ مبنی آوازیں نہیں سننے چاہئیں۔ اسی طرح آنکھوں کو بھی ایسے امور سے بچانا چاہیے جیسے ہاتھوں، پاؤں، دماغ اور دیگر اعضائے جسمانی کو ایسے امور سے بچانا عین سعادت مندی کی [illegible] میں پڑنے سے بہتر ہے کہ نہ کسی کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنو اور نہ کسی کو کچھ سناؤ۔ بلکہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

(پ۲۴ سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت نمبر ۳۳)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

اگر زبان بولے تو اس پہ اچھی گفتگو جاری ہو۔ قرآن وسنت کی تبلیغ وحمایت میں زبان کھلے۔

مفسرین کا قول:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ بولنے کی قوت کے ساتھ انسان کو فضیلت دی گئی ہے پس جس طرح کہ اچھی گفتگو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی واضح وظاہر نعمت ہے اسی طرح وہ (گندی گفتگو) بہت بڑی آفت بھی ہے۔

(کشف المحجوب، ص۸۲۸ باب اولیاء اللہ کی گفتگو اور خاموشی کے آداب)

حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَخُوْفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اللِّسَانُ

سب سے زیادہ خوف مجھے اپنی امت کی زبان کا خوف ہے کہ وہ اسے شریعت کے مخالف چلائے گی۔

گفتگو:

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گفتگو شراب کی طرح ہے جو عقل کو مست کرتی ہے مرد جب گفتگو کی شراب پینی شروع کرتا ہے تو ہرگز اسے نہیں چھوڑتا یعنی بیکار وفضولیات وغیرہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ جب اہل طریقت کو معلوم ہوا کہ گفتگو میں آفت ہے تو ضرورت کے بغیر بالکل نہیں بولتے۔ یعنی اپنی ابتدائی اور انتہائی والی گفتگو کو دیکھتے ہیں اگر تمام گفتگو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ تو بولتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں اس لیے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے اور مذموم بدتر ہے وہ جو اس کے علاوہ کسی اور صفات پر جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰهُمْ ؕ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ○

(پ۲۵، سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۰)

کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔ (کنزالایمان) (کشف المحجوب، ص۸۲۸)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاموشی میں نجات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

مَنْ صَمَتَ نَجَا

وہ بندہ جو خاموش ہوتا ہے نجات پاتا ہے۔(کشف المحجوب، ص۸۲۹، بحوالہ جامع صغیر، ج۲، ص۱۷۳)

خاموشی حیا کی وجہ سے:

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

طریقت و درویشی کی طرف بلانے والے خود گفتگو کرنے میں مجبور ہوتے ہیں یعنی ان کی اپنی مرضی تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تب (گفتگو) کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے شرم کیے ہوئے بے جان و بے بس و خاموش ہوتے ہیں۔

مَنْ كَانَ سُكُوْتُهٗ حَيَاءً كَانَ كَلَامُهٗ حَيٰوةً۔

جس کی خاموشی حیاء کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا کلام دلوں کے لیے زندگی ہوتا ہے۔(کشف المحجوب، ص ۸۳٤)

خاموشی افضل الاعمال:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے پوچھا اعمال میں سے افضل کون ہے۔آپ نے اپنی زبان نکال کر اس پر انگلی رکھی یعنی سکوت افضل الاعمال ہے۔(اطاق المفہوم، جلد۳، ص۱۸۶_۱۸۵)

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كان يؤمن بالله واليوم الا خر فليقل خيراً اويسكت۔

جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور قیامت کے دن پر اسے چاہیے کہ نیک بات کرے یا چپ رہے۔

خاموشی میں سلامتی:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث پہنچی ہے

رحمه الله عبد تكلم فغنه اوسكت فسلم

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو خاموش رہے اور چپ رہے تو سلامت رہے۔(احیاء العلوم، جلد سوم)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول:

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام فرماتے ہیں کہ اگر کلام بالفرض چاندی ہے تو چپ رہنا سونا ہے۔

(احیاء العلوم جلد۳، ص۱۸۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاموشی کے فوائدوفضائل:

سکوت (خاموشی) کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بولنے میں صدہا آفات ہیں خطااور جھوٹ، غیبت، چغلی، ریا، نفاق، فحش، تکرار، خودکو پاکباز بتلانا، باطل امر میں غوروخوض کرنا، جھگڑا، کوئی بات بدبڑھانا، گھٹانا، خلق کوایذادینا، پردہ دری کرنا، یہ تمام زبان ہی کے سبب سے ہوتے ہیں۔زبان ہلاتے کچھ دقت نہیں ہوتی، دل میں مزہ محسوس ہوتا ہے، طبیعت اور شیطان اُکساتا رہتا ہے اور یہ بات بہت کم ہے کہ جو بولنے کا عادی ہوتو زبان کو اسی طرح قابو میں رکھے اور جہاں بولنا چاہیے وہاں ہی بولے اور جس بات کو کہنا نہ ہو اس سے باز رہے کیونکہ اس کا معلوم ہونا بہت مشکل ہے کہ کونسی بات کہنے کے قابل ہے اور کون سی نہیں اسی وجہ سے بولنے میں خطرہ رہتا ہے اور خاموشی میں سلامتی ہے۔اسی بناپر اس کی فضیلت بھی زیادہ ہوئی۔علاوہ ازیں سکوت سے یہ بھی فائدہ ہے کہ مت جمع رہتی ہے اور ہیبت بھی محفوظ رہتی ہے۔فکروذکر، عبادت کی فراغت میسر ہوتی ہے۔بولنے کی آفات سے نجات حاصل اور آخرت میں حساب سے جرأت ہے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج۳، ص۱۸۹)

فائدہ:

اس سلسلے میں مزید مطالعہ مطلوب ہوتو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب انشاءاللہ نہایت مفید ثابت ہوں گی۔خصوصاً احیاء العلوم شریف۔

مختصر یہ کہ فضول اور بے کار امور سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے اس میں ہزار ہا فوائد ہیں۔اوران میں ملوث ہونے میں نقصان بے شمار۔کہیں ایسا نہ ہو کہ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے۔

-----☆☆☆-----

فریدا صاحب دِی کر چاکری، دل دِی لاہ بھراند　　درویشاں نُوں لوڑِیے، رُکھاں دی جیراند

حل لغات:

★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا، شریف، کلمہ تعظیم، مراد مالک وخالق ہے۔ ★ دی: کی۔ ★ چاکری: نوکری، خدمت گاری، غلامی۔ ★ لاہ: اتاردے، دورکردے۔ ★ بھراند: بھڑاس، دل کا غبار، کینہ، عداوت، بخار، دل کا دکھ، بھڑاس نکالنا، بوجھ، کھوٹ میل، وسوسہ۔ ★ دریشاں: فقیر، اللہ والے، خدارسیدہ، بزرگ، مفلس، مسکین۔ ★ نوں: کو۔ ★ لوڑیے: ضرورت ہے۔ ★ رُکھاں: رُکھ کی جمع، درختوں۔ ★ جیراند: ہمت حوصلہ، صبروتحمل، برداشت۔

مطلب:

اپنے خالق ومالک کی خدمت یعنی عبادت میں مصروفیت اختیار کر۔اس طرح اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر، دنیا اور دنیا والوں کی باتوں کو دل سے نکال دے۔یہ سن سن کر اپنے آپ کو ہلکان میں نہ ڈال یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔کیونکہ درویشوں اور اللہ والوں کو تو درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

دیکھیے معمولی معمولی سی باتوں پر غصہ ہونا، دکھ اور تکلیف اور ہر بات سے تنگ آکر حوصلہ ہار دینا یہ کہاں کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقلمندی ہے۔ درویش ایسے سرد وگرم حالات سے گزرتے ہی رہتے ہیں۔ درویش تو حوصلے کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ پھر بھی ذرا غور تو کر مخلوق خدا میں سے تیرے سامنے درخت ہیں۔ درختوں کا حوصلہ دیکھ، ان کے حوصلے پہ غور کر۔ کہ یہ انسانوں کو سایہ دیتے ہیں پھل دیتے ہیں۔ لوگ انہیں پتھروں سے مارتے ہیں، ان کی ٹہنیاں توڑتے ہیں۔ ان کے بازو کاٹ کاٹ کر لے جاتے ہیں۔ اتنے دکھ، تکالیف اور مصائب کا شکار ہونے کے باوجود اپنے فیوض و برکات اور فوائد سے کسی کو محروم نہیں کرتے، اپنے سائے سے کسی کو اٹھا نہیں دیتے یا اپنا سایہ سمیٹ نہیں لیتے۔ اپنا پھل کسی سے نہیں روک لیتے بلکہ اگر غور کیا جائے تو زبان حال سے پکار پکار کہتے ہیں کہ اے مخلوقِ خدا آؤ جتنا چاہو ہم سے فائدہ اٹھاؤ۔ کم از کم درویش کو بھی اسی حوصلہ مندی اور صبر و تحمل اور برداشت اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

فریدا! صاحب دی کرچاکری دل دی لاہ بھراند:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے فرید خالق و مالک نے جس مقصد کے لیے تجھے اس دنیا فانی میں بھیجا ہے اسی کے فرمان کے مطابق زندگی گزار، زندگی کا ہر لمحہ اسی کی چاکری میں گزار، تیرا کوئی بھی لمحہ اس کی چاکری سے باہر نہیں بیتنا چاہیے۔ ہمہ وقت اسی کی خدمت میں مصروف رہ۔

یہ بھی یاد رکھ محض ظاہری جسم اس کی خدمت میں مصروف نہ رکھ بلکہ اپنے ظاہر و باطن دونوں کو یکجا کر کے اس کی بارہ گاہِ اقدس میں حاضر ہو خود بھی اخلاص کے ساتھ عبادت کر اور مخلوق خدا کو بھی اس کی بارگاہ میں جھکا۔

اخلاص:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ بارہا مقامات پہ اخلاص کی حقیقت پہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے تن من دھن اپنا سب کچھ قربان کر دے تا کہ تیرا مالک و خالق تجھ سے خوش ہو جائے اس طرح تو باوفا بن بے وفا نہ بن۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی ساری زندگی اسی کی رضا میں گزرتی رہی اور اب بھی اولیاء الرحمٰن حق تعالیٰ کی رضا اور مدنی تاجدار، احمد مختار کی اتباع و فرمانبرداری میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لیے اے فرید! تو بھی انہیں کے نقش قدم پہ چل کر حق تعالیٰ کی بارگاہ بیکس پناہ میں سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کر۔

درویشاں نو ئوڑینے، رُکھا دی جیراند:

درویشوں اور اللہ والوں کو تو درختوں جیسے حوصلے، تحمل اور برداشت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی منزل سر نہیں ہو سکتی۔

ہمت مرداں مدد خدا کے مطابق انشاء اللہ منزل خود آپ کے قدموں کے نیچے آجائے گی۔ صبر و تحمل سے منزل تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔ راستے کی کٹھن منزلیں خود بخود ہی آسان ہو جائیں گی۔ سب سختیاں خود ہی نرم محسوس ہونے لگیں گی۔

درویشی کا راستہ نہایت کٹھن ہے مگر جو انسان نہایت ہمت و جرأت اور بہادرانہ روش اختیار کرتے ہوئے، ہر قسم کے دکھ، تکالیف اور مصائب کا نہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے منزل عشق کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔ تو سب کٹھن منزلیں خود بخود ہی آسان محسوس ہونے لگتی ہیں۔ اگر ہمت ہار بیٹھیں تو آسان کام بھی نہایت دشوار محسوس ہونے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ جب ہمت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرلی تو اپنے ارادے پہ استقامت اختیار کر کیونکہ

یقین محکم عمل پیہم ، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ہمت وحوصلہ کے چند مناظر:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ومنقول ہے کہ قریش کے رؤساء مقام حطیم میں جمع ہوئے اور لات وعزیٰ اور تیسرے بت منات کی قسم کھا کر عہد وپیمان کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو فرد واحد کی طرح یکبارگی حملہ آور ہو کر (خاکم بدھن) شہید کر ڈالیں گے اور اس اقدام کو انجام تک پہنچائے بغیر ان سے جدا نہ ہوں گے۔
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ کی قوم کے رؤساء میں سے ایک گروہ نے حطیم میں بیٹھ کر باہم عہد و پیمان کیا ہے کہ اگر آپ کو دیکھیں گے تو سارے حملہ آور ہو جائیں گے اور آپ کے وجودِ اقدس سے اپنا اپنا حصہ (العیاذ باللہ) حاصل کریں گے تو آپ نے فرمایا اے میرے لخت جگر! وضو کے لیے پانی لا دو۔
انہوں نے پانی پیش کیا، آپ نے وضو فرمایا پھر بیت اللہ شریف اور مسجد حرام میں تشریف لے گئے جب انہوں نے دیکھا تو کہا یہ رہے محمد، یہی ہیں وہ (ﷺ) مگر سب نے آنکھیں نیچی کر لی اور سب کے گویا پاؤں کٹ چکے تھے نہ تو کسی کو آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت ہوئی اور نہ کوئی شخص ان میں سے اپنی نشست سے اُٹھ سکا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں پر جا کر کھڑے ہو گئے اور مٹی کی مٹھی اٹھا کر اُن پر پھینکی اور کمینوں اور بدطینت لوگوں کے چہرے بدصورت وبدشکل ہو گئے) ان میں سے جس کو خاک اور کنکریاں لگیں وہ میدان بدر میں بحالت کفر قتل ہو کر واصل جہنم ہو گیا۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ انیسواں باب، ص ۲۳۲۔۲۳۳، از امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) بعض بدبخت کافر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور پر کوڑا کرکٹ پھینکتے، آپ کے دروازہ پر خون ڈالتے راستوں میں کانٹے وغیرہ بچھاتے اور آپ کے بدن اطہر پر پتھر پھینکتے تھے۔ یہ بدبخت ایسے شقی تھے کہ ان میں سے ایک نے سجدے کی حالت میں اتنی شدت سے گردن کو دبایا کہ قریب تھا کہ آپ کی چشمان مبارک باہر نکل پڑیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور کا گلا خوب شدت سے گھونٹا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ درمیان میں آ گئے اور حضور کو بچایا۔ اس بدبخت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی داڑھی اور سر کو اس زور سے گھسیٹا کہ داڑھی کے اکثر بال نُچ گئے اور اس نے اُن کا سر پھاڑ دیا۔

(مدارج النبوت شریف اردو ترجمہ، جلد ۲، ص ۶۱)

حضرت صدیق اکبرؓ کی بہادری:

(فائدہ) عطاء فرماتے ہیں کہ مومن آل فرعون سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں اسی لیے کہ آل فرعون نے زبانی مدد پر اکتفا کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبان وہاتھ اور قول وفعل سے مدد کی۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس خصوص میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ شجاع وبہادر ہونے کے قائل ہیں۔

maktabah.org
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مدارج النبوت شریف، جلد۲، ص۶۱)

(۳) قریش کا ایک وفد حضرت ابو طالب کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے ابی طالب! تمہارے برادر زادہ نے ہمیں بڑا دکھ دے رکھا ہے یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے ہمارے داناؤں کو احمق بتاتا ہے اور باپ دادا کو گمراہ کہتا ہے اس لیے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ تم اسے ہمارے لیے چھوڑ دو ہم جانیں اور وہ ہم سے جو کچھ ہوگا کر لیں گے۔ اور یا تم اسے ایسی باتوں سے منع کرو کیونکہ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہے اور اس بارے میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو گے۔

ابو طالب نے ان کو بہ نرمی و آشتی باتیں کر کے خوش خوش واپس کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کام کرنے دیا۔ اس طرح دین کی منادی اور اس کی طرف خلق کی دعوت کرتے رہے کچھ دنوں بعد معاملہ نے طول پکڑا۔ دعوت اسلام میں تیزی ہوتی گئی مشرکین قریش کا غیظ و غضب بڑھتا چلا گیا۔ ان کی مجلسوں میں حضور ہی کا چرچا رہنے لگا۔ جو ایک دوسرے کو آپ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ آخر کار مشرکین قریش پھر بے صبر ہو گئے اور جمع ہو کر دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابی طالب! ہماری قوم میں تم کو آج عزت عمر کی زیادتی، منزلت خاندانی اور ذاتی وجاہت سب کچھ حاصل ہے ہم نے ایک مرتبہ تمہیں کہا کہ اپنے برادر زادہ کو روکو اور تم نے نہیں روکا۔ اب معاملہ ہماری برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے کہ کوئی ہمارے باپ دادا کو گالیاں دے، عاقلوں کو احمق بتائے۔ دیوتاؤں کے عیب نکالے۔ یا تو تم اسے ایسی باتوں سے منع کرو اور یا پھر ہم تم سے اس سے دونوں سے الگ ہو کر جنگ کریں گے تا کہ ہر دو فریقین میں سے ایک بالکل کٹ جائے۔

یہ اعلان جنگ دے کر مشرکین قریش واپس چلے گئے۔ ابو طالب پر ان کی یہ باتیں سخت و شاق تھیں۔ قوم کی جدائی اور دشمنی بھی گوارا نہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کر دینے اور آپ کی حفاظت و حمایت نہ کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے تاہم انہوں نے قریش کی یہ بات سن کر آپ کو بلوایا اور آپ سے کہا کہ بھتیجے! تمہاری قوم میرے پاس آئی تھی اور یہ باتیں کہہ گئی ہے۔ اب یہ مناسب ہے کہ اپنی اور میری جان کو بچاؤ اور مجھ پر وہ بار نہ ڈال دو جس کے برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔

حضرت ابو طالب کی باتیں سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گزرا کہ ان کے چچا شاید ان سے ناخوش ہیں اور اب آپ کی مدد کرنے یا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوں گے آپ نے جواب دیا کہ چچا جان! واللہ! اگر وہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ کریں کہ میں حق بات کو چھوڑ دوں گا تو بھی ہرگز نہ ہوگا تا آنکہ خدا اپنے دین کو غالب و ظاہر کر دے یا یہ کہ اس جدوجہد میں جاں بحق ہو جاؤں۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے آنسو ڈبڈبا آئے اور اپنی بات تمام کرتے ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی آپ پشت پھیر کر چلے ہی تھے کہ ابو طالب نے آپ کو پکارا۔ آپ پلٹ آئے اور جیسے ہی آپ نے ابو طالب کی جانب رخ فرمایا تو انہوں نے بے ساختہ کہا کہ جاؤ اور جو دل میں آئے شوق سے کہو میں تمہیں ہرگز دشمن کے حوالے نہ کروں گا۔ (خلاصہ سیرت ابن ہشام)

(۴) کفار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کمزور اور ناتواں صحابہ کو بھی اذیتیں دیتے تھے تا کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی باندھ کر بچوں کے حوالے کر دیتے اور بچے انہیں مکہ کی گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے اس رسی سے ان کی گردن زخمی ہو جاتی۔ امیہ بن خلف جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مالک تھا ان کو مکہ کے ریگزاروں میں لے جاتا اور انہیں گرم ریت پر ننگا لٹا کر تپتا ہوا ایک بڑا پتھر ان کے سینہ پر رکھتا اور ان کے بدن داغ دیتا اور کبھی دھوپ میں لٹا کر لاٹھیوں سے پیٹتا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر "احد اً احداً" جاری رہتا یہاں تک کہ بلال کو سانس لینا دشوار ہو گیا اور عذاب کی یہ تلخی ایمان کی چاشنی سے بدل گئی۔ ایک دن وہ اس عذاب میں مبتلا تھے کہ حضرت ابو بکرؓ ان کے پاس پہنچ گئے اور انہیں امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اے ابو بکر! بلال کے خریدنے میں مجھے کیوں شریک نہ کر لیا" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ان کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔

(۵) تکلیف کے جواب میں تبلیغ:

قریش کے بدسرشت اور ایذا رساں حضور کو صرف زبان ہی سے برا نہیں کہتے تھے بلکہ وہ آپ پر بحالت نماز غفونت اور گندگی پھینکنے سے بھی گریز نہ کرتے تھے آپ ایک روز اس بات سے تنگ آ گئے تو پتھر کی آڑ میں نماز پڑھنے لگے اب جو گندگی پھینکی جاتی وہ پتھر کے اوپر رہ جاتی آپ نماز سے فارغ ہو کر اس گندگی کو لکڑی کے سرے سے اٹھا لیتے اور گھر کے دروازہ پر آ کر قوم سے کہتے کہ بنی عبد مناف! ذرا یہ تو بتاؤ کہ پڑوس اور قرابت مندی کا یہ سلوک کیسا ہے؟ اور پھر اس گندگی کو پرے ڈال دیتے۔

قوم کی یہ حالت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت کہ آپ شب و روز قوم کی برگشتہ بختی پر کڑھتے اور اس کو سمجھاتے رہتے کہ اے قوم! ایک خدا کی عبادت کرو، بتوں کی پوجا اور شرک و عناد ترک کر دے اور انسان بن اور حیوان مطلق کی صفت سے نکل۔ مگر قوم کا برتاؤ ایسا تھا کہ اس سے آپ کا دل ٹوٹ جاتا۔ (سیرت ابن ہشام، ص ۱۴۲)

فائدہ:

ایسے واقعات سے تو حدیث، سیرت اور تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں۔ اس شعر کے اس مصرعہ میں یہ وضاحت بیان کی گئی ہے درویش کو تو درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی ضرورت ہے۔ اس موقع کے لیے آپ کا سفر طائف کا واقعہ بہت خوب ہے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے درختوں جیسے حوصلے اور تحمل کی مثال اس لیے بیان کی کہ درختوں کے ساتھ خواہ کیسا بھی سلوک کیا جائے وہ جوابی کاروائی نہیں کرتے اور نہ ہی زیادتی اور ظلم کرنے والے سے بدلہ لیتے ہیں نہ ہی چیخنے چلانے کو اپنا شیوہ بناتے ہیں نہ ہی ظالمانہ رویہ کسی سے اختیار کرتے ہیں نہ کسی پہ زیادتی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی زیادتی کا بدلہ لیتے ہیں۔ بلکہ فائدہ پہنچانے میں اپنے اور مخالف، دوست اور دشمن کے مابین امتیاز نہیں کرتے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کالے مَینڈے کپڑے ، کالا مَینڈا ویس گناہیں بھریا مَیں پھراں لوک کہیں درویش

حل لغات:

* کالے: سیاہ رنگ ۔ * مینڈے: میرے۔ * کالا: سیاہ۔ * کپڑے: لباس۔ * مینڈا: میرا۔ * ویس: پہناوا، لباس۔ * گناہیں: گناہوں سے۔ * بھریا: بھرا ہوا۔ * پھراں: پھرتا ہوں۔ * لوک: لوگ۔ * کہیں: کہتے ہیں۔

میرا لباس بھی سیاہ ہے اور گناہوں سے بھی لبریز ہوں۔لوگ مجھے درویش کہتے ہیں حالانکہ میرا حال یہ ہے کہ میں درویش کہاں میں تو گناہوں سے بھرا ہوا ہوں ایسے کب درویش ہوتے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! میرے کپڑے سیاہ رنگ کے ہیں اور لباس بھی میرا سیاہ ہے لوگ مجھے ایک باصفا درویش سمجھتے ہیں حالانکہ انہیں کیا خبر کہ میری حقیقت کیا ہے وہ مجھے درویش اللہ والا سمجھتے ہیں حالانکہ میری زندگی گناہوں کی دلدل میں مستغرق ہے۔ میرا جسم گناہوں سے لبریز ہے۔ میں نے ایسا لباس محض اسی لیے پہنا ہے تا کہ لوگ میری حقیقت سے آشنائی حاصل کریں اور مجھ سے دوری اختیار کرلیں۔ تا کہ انہیں میری گناہوں کی گندگی کا اثر نہ پہنچے۔ وہ میرے گناہوں کے اثرات سے بچ جائیں۔ مگر لوگ اس کے باوجود مجھے درویش سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فریدا کالے مینڈے کپڑے، کالا مینڈا ویس:

اس مصرعہ میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ لباس کے متعلق وضاحت فرما رہے ہیں کہ کالا سے مراد گندہ سا جو دیکھنے میں بھلا معلوم نہ ہو۔ عام لوگ اسے پسند نہ کریں۔ عاجزانہ رنگ میں بات کرتے ہوئے سمجھا رہے ہیں۔ درویشانہ لباس میں پہنے ہوئے ہو لوگ مجھے بھی سیاہ لباس پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے درویش ہی سمجھ رہے ہیں حالانکہ مجھ جیسے گنہگار کب درویش ہو سکتے ہیں۔ درویش تو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ عاجزی اختیار کرتے ہوئے بیان فرما رہے ہیں۔

سیاہ لباس لباس سے دو کپڑے سیاہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی کملی پہنے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور کملی یا عمامے کے اوپر جو چادر پہنی جاتی ہے چونکہ وہ اکثر بیٹھنے کی حالت میں سارے لباس کو چھپا لیا کرتی ہے اس لیے آپ نے اشارۃً فرما دیا کہ میرے کپڑے بھی جو عام دیکھنے میں آتے ہیں عمامہ اور چادر سیاہ ہیں اسی طرح میرے ظاہری لباس کی طرح میرا عمل بھی اچھا نہیں بلکہ گناہوں سے میری زندگی بھری ہوئی ہے میرا لباس بھی رنگ کی وجہ سے سیاہ ہے۔

سیاہ چادر

(۱) سیاہ چادر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اس وقت آپ پر سیاہ بالوں کی (بنی ہوئی) چادر تھی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۸۷۰ باب ابواب الاستیذان والآداب)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میں نے ایک کالی چادر کو رنگ دیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو آپ نے اس کو پہنا پھر جب آپ کو اس چادر میں پسینہ آیا اور اون کی بُو محسوس ہونے لگی تو آپ نے اس چادر کو (ایک طرف) ڈال دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ کو خوشبو پسندیدہ تھی۔

(ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۰۶۷ کتاب اللباس، ص ۲۶۰۔۲۵۹)

سیاہ عمامہ:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ معظمہ فتح کرتے ہوئے مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر مبارک) پر کالے رنگ کا عمامہ (بندھا ہوا) تھا۔

(ابوداؤد حدیث نمبر ۶۷۶ کتاب اللباس، ص ۲۶۰) (ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۳۷۹ کتاب اللباس)

(۲) حضرت عمرو بن حریث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا تو آپ پر کالے رنگ کا عمامہ شریف تھا اور اس کے دونوں کنارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۶۷۷، کتاب اللباس، ص ۲۶۰) (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۱ کتاب اللباس)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

(سنن ابن ماجہ شریف کتاب اللباس حدیث نمبر ۱۳۸۰)

(۴) عمرو بن حریث نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (سنن ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۳۷۸، کتاب اللباس)

فائدہ:

کملی اور عمامہ سیاہ پہننا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے علاوہ دوسرے کپڑے مثلاً قمیص تہمد وغیرہ سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فقیر ابو احمد اویسی کی تحقیق ہے کہ انہوں نے سیاہ لباس پہنا ہو سوائے چادر مبارک جو کملی مبارک آپ کی سیاہ تھی بطور تہمد باندھنے والی جسے آجکل ہمارے ہاں چادر کہا جاتا ہے۔ سیاہ لباس تہمد، شلوار قمیص، کرتہ نہیں پہننا چاہیے اوپر والی چادر اور عمامہ شریف میں کوئی حرج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہیں۔

مسئلہ:

جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہار غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۴، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ:

سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لیے پہنتے ہیں۔ (اعلیحضرت قبلہ قدس سرہٗ)

(بہار شریعت جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ :

اُون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام کی سنت ہے سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے حدیث میں ہے کہ اُون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے (عالمگیری) اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگان دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے اگر چہ اُن کے جسم پر کالی کمبلی ہوتی مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرار نا متناہی ہوتا مگر اس زمانے میں اُون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور اُن کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے یہ چیزیں فقراء وغرباء کو کہاں ملیں انہیں تو امراء اور رؤساء استعمال کرتے ہیں۔ فقہاء اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑے سے پورا نہ ہوگا بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں اُن کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے سیاہ لباس سے بھی مراد یہی ہے اونی یعنی صوف کا لباس اور سیاہ چادر ہے۔

گناہیں بھریا میں پھراں لوگ کہن درویش:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ میرا لباس بھی میرے گناہوں جیسا سیاہ ہے۔ میں تو گناہوں سے بھرا ہوا ہوں میری زندگی گناہوں سے لتھڑی ہوئی ہے لوگ مجھے درویش سمجھتے ہیں۔ لوگوں کو کیا معلوم کہ میری باطنی کیفیت کیا ہے لوگ تو محض ظاہری کیفیت درویشوں جیسی دیکھ لی تو درویش سمجھ بیٹھے۔ آپ کا یہ بیان فرمانا تواضع اور انکساری کی بنا پر ہے۔

فلہٰذا آپ کے کہنے کی وجہ سے ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ڈھول بھی بجاتے پھریں گلی گلی محلہ محلہ گھر گھر یہ کہتے پھریں کہ لو جی دیکھئے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد محض مسئلہ کی حقیقت بیان کرنے کے لیے۔ کہ جی! دیکھیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو ایسے تھے ویسے تھے کوئی جواب دے کہ میاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے عظیم ولی کامل ہیں۔ ان کی زندگی تو ایسی تھی ایسی تھی یعنی آپ کے فضائل بیان کرنا شروع کردے۔

عاقبت نا اندیش اپنی بات پہ اڑ جائے کہ جی دیکھیے میں ثبوت دکھا سکتا ہوں کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں بابا صاحب اسی طرح تھے۔ پوچھنے پر یہی شعر بطور دلیل پیش کرے کہ جی خود بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بذات خود بیان فرمارہے ہیں کسی ایک کتاب میں نہیں بلکہ متعدد کتابوں میں سے میں دکھا سکتا ہوں۔

بھینہ یہی رویہ اپناتے ہوئے بعض لوگ اپنی مولویت کا رعب لوگوں پہ طاری کرنے کے لیے عصمت انبیاء کرام پہ حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرماتے ہوئے حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسے یہاں اس شعر کی بنا پر ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بابا فرید ایسے ایسے تھے اسی طرح حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو انگشت نمائی کا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ کوئی ان کی شان میں گستاخانہ روایہ اختیار کرکے۔

عقیدہ:

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں کہ۔

عقیدہ:

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ اوّل، ص ۱۰)

عقیدہ:

عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف آئمہ واکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اُن سے گناہ ہوتا نہیں اگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

(بہار شریعت حصہ اوّل، ص ۱۰)

عقیدہ:

انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرھا صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں۔قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ عمداً صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔(بہار شریعت حصہ اوّل، ص ۱۰)

(۱) مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ۔

رسول اور نبی خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے اور انسان ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا اور بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں معجزے دکھاتے ہیں۔اور غیب کی باتیں بتاتے ہیں جھوٹ کبھی نہیں بولتے وہ ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔(اسلامی تعلیم، ص ۵۹)

(۳) مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خدائے تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا ہو کسی نبی کے مرتبہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا وہ معصوم ہوتے ہیں۔(تعلیم اسلام)

(۴) معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہوتے ہیں۔(تعلیم اسلام، ص ۱۹)

(۵) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

نبی ورسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ان کی نگرانی اور تربیت (پرورش) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔(ہمارا اسلام حصہ دوم، ص ۵۳)

(۶) نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں۔نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔(ہمارا اسلام، ص ۵۳)

(۷) علامہ عالم فقری صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

نبی اور رسول ہمیشہ اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں اس لیے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے مبرا ہوتے ہیں۔یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔(سنی بہشتی زیور، ص ۲۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۸) خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ

نبی ورسول اللہ تعالیٰ کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ بڑی عزت ووجاہت والے، ان کی نگرانی اور تربیت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ (سُنی بہشتی زیور کامل، ص ۱۳)

(۹) حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مستقل ایک رسالہ قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء لکھا ہے۔

''حضرات انبیاء کرام عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں ان کا دامن عصمت گمراہی سے کبھی بھی داغدار نہیں ہوسکتا رہے گناہ اُن کی تفصیل یہ ہے کہ انبیاء کرام گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کرسکتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔ (عصمت انبیاء۔ جاء الحق، ص ۴۲۷)

(۱۰) مفتی کفایت اللہ صاحب جو کہ دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے لکھا کہ

رسول خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں خدا تعالیٰ تک انہیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے کے لیے مقرر فرماتا ہے وہ سچے ہوتے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۲۴)

(۱۱) نبی کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ سچے ہوتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ (تعلیم الاسلام، ص ۲۴)

فائدہ:

گیارھویں شریف کے اعداد کے موافق گیارہ حوالہ جات ہی کافی ہیں۔

کسر نفسی:

مخدوم وابرار احمد خاں گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ

جناب بابا صاحب قدس سرہٗ نے اس شلوک میں عاجزی اور کسر نفسی کا اظہار کیا ہے کہ کپڑے تو میرے کالے ہیں اور کالا بھیس بنایا ہوا ہے اور لوگ مجھے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک باصفا درویش ہے یہ نہیں جانتے کہ میں اپنے گناہوں سے پر ہو کر سیاہ ہو رہا ہوں اور خلقت سے تنہائی پسند ہوں ایسے کپڑے میں نے اس واسطے پہنے ہیں تا کہ مجھے ہر شخص گناہگار خیال کر کے میرے سے دور رہے اور کسی کو میرے گناہوں کا اثر نہ پہنچے۔ (دیوان فرید، ص ۹۹)

-----☆☆☆-----

تتی توءِ نہ پلوے ، جے جل ٹبھی دے فریدا جو ڈوہاگن ربّ دِی ، جھوریندی جھورے

حل لغات:

★ تتی: گرم گرم، جھلسی ہوئی، جلی ہوئی، سڑی ہوئی۔ ★ نہ پلوے: نہ ہو، جڑ پھر سے نہ اُگے۔ ★ جے: اگر خواہ، اگرچہ۔ ★ توءِ: پانی میں۔ ★ جل: پانی، صاف پانی، بہتا ہوا تازہ پانی۔ ★ ٹبھی دے: ڈبونا، غسل دینا، تر کرنا۔ ★ جل: لہلہاتا پانی، سیلاب

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

،دریا۔ ★ ڈوہاگن: بدنصیب عورت، مطلقہ، غیرآباد، طلاق یافتہ، ٹھکرائی ہوئی۔ ★ جھرنا: دکھ بیان کرنا، اپنا غم سنانا، اپنا رونا رونا۔ ★ جھورے: دُکھڑے، رنج والم۔ ★ جھورینڈی جھورے: اپنے دکھ بیان کرتی۔ جھرنا اصل میں کسی بند اور دیوار میں سے تھوڑا تھوڑا پانی باہر نکلتے رہنے کو جھرنا کہتے ہیں اسی طرح بدنصیب عورت بھی ہر وقت اپنے اندر سے دکھ بیان کرتے ہوئے باہر لاتی رہتی ہے اسی لیے اسی جھرا جھرینڈی کہتے ہیں۔

مطلب:

پانی کی ماری ہوئی فصل کہ جو جھلس گئی، اور جل گئی اور سرسبز وشاداب نہیں ہوتی کیونکہ جلی ہوئی زمین تو فصل کو گرم کرتی ہے جلاتی ہے مزید جھلساتی ہے۔ سرسبز وشاداب نہیں بناتی خواہ اسے دریا سے ہی کیوں نہ سیراب کر دیا جائے پھر بھی وہ مزید پیاس ہی محسوس کرے گی۔ اسی طرح جو بدنصیب اپنے مالک کی ٹھکرائی ہوئی ہو تو وہ رو رو کر اپنے دکھڑے ہی بیان کرتی چلی جائے گی اسے صبر وقرار نہیں ہوتا۔

اسی طرح جس بدنصیب روح کو رب ذوالجلال نے بدنصیب کر دیا یعنی وہ روح بھی کبھی پرسکون نہیں ہوتی وہ بھی ہمیشہ دنیا میں، قبر میں، میدان حشر میں، میزان عمل کے وقت حتیٰ کہ پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی یعنی ہمہ وقت بے چین اور بے سکون رہتی ہے اپنے دکھوں کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ بالکل واضح ہے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے کہ جو دنیا میں رب کائنات کی یاد سے غافل رہے گا وہ بعد مرگ ہمیشہ حسرت کی آگ میں جلتا رہے گا۔ کیونکہ اگر چھوٹی کھیتی کو پانی سے سیراب نہ کیا جائے تو وہ خشک ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جل جاتی ہے جلی ہوئی کھیتی کو خواہ جتنے بھی پانی سے سیراب کر دیا جائے وہ پھر دوبارہ سرسبز و شاداب نہیں ہوتی اسی طرح کرماں ماری بدنصیب مطلقہ عورت یا خاوند کی ٹھکرائی ہوئی عورت خاوند کے نہ ہونے کہ وجہ سے ہمیشہ خواہش کی آگ میں جلتی بھنتی رہتی ہے ہمیشہ بھٹکنا اس کا نصیب بن جاتا ہے۔ آرام نہیں پا سکتی کیونکہ اس نے اپنے خاوند سے منہ موڑا تھا بعینہٖ ہی جو بدنصیب اپنے خالق ومالک سے دوری اختیار کر لیتا ہے۔ اپنے مالک کی نافرمانی اختیار کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ دنیا میں بھی بے سکونی اور دکھوں کی دلدل میں ڈوبا رہتا ہے قبر وحشر میں بھی اسے رونے سے نجات حاصل نہ ہوگی۔

فائدہ:

اس شعر میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دو مثالیں بیان فرمائی۔

(۱) ایسی کھیتی جو پانی نہ لگنے کی وجہ سے جل جائے اور جلنے کے بعد اگر اسے پانی کافی مقدار میں لگا دیا جائے تو وہ کھیتی پھر بھی ہری نہیں ہوگی کہ اس کی جڑیں ہی جل چکی تھیں۔ ہاں اگر جڑیں جل کر خشک نہ ہوگئی ہوتیں تو پھر کھیتی کے ہرے بھرے ہونے کی امید کی جا سکتی تھی۔ مگر یہ کھیتی تو اجڑ گئی۔ جب پانی کی ضرورت تھی کھیتی کو پانی نہ لگایا گیا۔ پانی نہ لگنے کے باعث گرمی کی وجہ سے وہ کھیتی جل گئی اب یہ دوبارہ کھیتی ہری بھری نہیں ہو سکتی۔

اس مثال کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ جو انسان اپنے دل میں لگی ہوئی ایمان وعرفان کی کھیتی دنیوی لالچ، کفر وشرک کی لُو یا منافقت کی گرمی کے باعث ایمان کی کھیتی سنبھال نہ سکا۔ وقت پر اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ انبیاء کرام جو ایمان وعرفان کی کھیتی کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پانی یا دریائے رحمت کا پانی یا بارانِ رحمت کا پانی بن کر تشریف لائے ان کے فرمان اور تابعداری کے نالے کے ذریعے اپنے کھیت تک پانی نہ پہنچایا بلکہ کفر وشرک کی گرمی سے اپنے ایمان وعرفان کو جلاتا رہا جس کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان وعرفان کا پودا تر وتازہ نہ رہا بلکہ خشک ہوگیا کیونکہ انبیائے کرام کی اطاعت اللہ کی اطاعت تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

مَآاَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰه

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اس دنیا فانی میں جتنے بھی رسول جلوہ افروز ہوئے سبھی اپنی اپنی امت سے یہی مطالبہ کیا۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ کتاب اور رسول دونوں کی اطاعت ضروری ہے دونوں میں سے ایک کی اطاعت کا انکار ایمان کی کھیتی جلانے کے مترادف ہے۔

اطاعت رسول ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لیے ایک بہترین اور کامل نمونہ ہے۔اس کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ضرور تحقیق تمہارے لیے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه

جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اس نے بڑی مراد کو پالیا۔

اطاعتِ رسول

حدیث مبارکہ (۱):

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حلال کھایا اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنت کے مطابق عمل کیا لوگ اس کی زیادتی سے محفوظ رہیں تو جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے کہا۔ اللہ کے رسول آج کے دن ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے پیچھے بعد کے زمانہ میں کم ہوں گے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

حدیث شریف (۲):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسے زمانے میں جس نے دسواں حصہ اس چیز کا چھوڑ دیا جس کا حکم دیا گیا ہے۔ ہلاک ہوگیا پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس شخص نے دسویں حصہ کے ساتھ عمل کیا جس کا حکم دیا گیا ہے نجات پا جائے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام باللکتاب والسنہ)

فائدہ:

یہ فوائد تو اسے حاصل ہوں گے جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے مطابق زندگی گزاری اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا یہ تو انہیں فضیلتیں حاصل ہوں گی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ فضیلت حاصل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب آپ انہیں فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی مذمت:

قرآن پاک میں ہے کہ:

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا

جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف آؤ۔ تو اے رسول تو دیکھے گا ان منافقوں کو کہ اعراض کرتے ہیں تیری طرف سے۔

فائدہ:

جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اعراض کر کے اس مخالفت کی دھوپ سے ایمان کی کھیتی جلا بیٹھے اس کی ایمانی کھیتی کبھی بھی ہری بھری اور سرسبز و شاداب نہیں ہو سکتی۔

حدیث شریف (۱):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری سب امت جنت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا۔ کہا کس نے قبول نہ کیا فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصاب بالکتاب والسنۃ)

پس واضح ہوا جنہوں نے ایمان قبول کرلیا ان کی ایمان وعرفان کی کھیتی تروتازہ رہی مگر پھر اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی دھوپ اور گرمی سے فصل جل گئی تو پھر اس کے ایمان وعرفان کی کھیتی تروتازہ اور سرسبز وشاداب نہیں ہوسکتی۔

فریدا جوڈ وھاگن رب دِی ، جھوریندی جھوریے:

اس دوسرے مصرے میں بھی ایک مثال کے ذریعے حقیقت واضح بیان کی گئی ہے کہ اس مصرعہ میں ایک ایسی عورت کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جو کہ بدنصیب ہے۔ اپنے خاوند کی پراڑی رہی بالآخر محبوب خاوند نے ٹھکرادیا طلاق یافتہ سے بھی مراد یہی ہے کہ ٹھکرادیا۔

یہ مثال بھی ایک نافرمان کی بیان کی گئی ہے۔ ساری زندگی نافرمانیوں میں وقت گزارا۔ ساری زندگی مالک حقیقی کی ناراضگی کے اسباب اکٹھے کرتا رہا۔ مالک حقیقی کی ناراضگی انتہا کو پہنچی۔ کیے ہوئے کرتوتوں کی گندی ندی میں پڑا رہا۔ منافقت کی دلدل میں ساری زندگی پھنسا رہا۔ اب اس جہان فانی سے بغیر توبہ کیے چلے جانے کے بعد اپنے دکھ بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی مالک حقیقی کے حضور گڑگڑانے اور زاریوں کا فائدہ۔

قرآن کریم میں ہے کہ

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا لا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (پ۱۱، سورۃ یونس آیت نمبر ۲۷)

اور جنہوں نے برائیاں کمائیں۔ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے ہیں وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (کنزالایمان)

قیامت کے دن کفار کو کہا جائے گا:

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ج (پ۱۱، سورۃ یونس آیت نمبر ۵۲)

پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ (کنزالایمان)

قیامت کے دن کفار کی پکار نہ سنی جائے گی:

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ (پ۱۷، الانبیاء آیت نمبر ۱۰۰)

وہ اس میں رینکیں گے اور وہ اس میں نہ سنیں گے (کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ○ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ○ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ○ (پ۱۸، الفرقان ۱۲ تا ۱۴)

جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا اور جب اس کی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت مانگیں گے۔ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو۔ (کنزالایمان)

دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا:

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْٓا وَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (پ۲۴، المؤمن آیت نمبر ۴۶ تا ۵۰)

اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹالو گے وہ تکبر والے بولے۔ ہم سب آگ میں ہیں۔ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کردے انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے ہیں۔ بولے کیوں نہیں؟ بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔ (کنزالایمان)

دوزخیوں کی دوزخ میں رونے کی کیفیت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دوزخیوں پر رونا چھوڑا جائے گا وہ اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے یہاں تک کہ خون کے آنسو بہائیں گے اتنا روئیں گے کہ ان کے چہروں میں اتنے گہرے گڑھے بن جائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلیں۔ (البدور السافرہ فی احوال الاخرۃ، بحوالہ ابن ماجہ، ابو یعلیٰ، بیہقی)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے:

زید بن رفیع نے مرفوعاً روایت کی کہ اہل نار جب دوزخ میں داخل ہوں گے تو عرصے تک آنسو بہائیں گے پھر عرصے تک پیپ کے آنسو روئیں گے انہیں دوزخ کے داروغے کہیں گے۔اے بدبختو! اس دار دنیا میں جس میں رحم کی امید تھی تم نہ روئے کیا آج کوئی ہے جو تمہاری فریاد سنے اس پر دوزخی زور زور سے رو کر پکاریں گے اے جنتیو! اے آباو امہات! اے اولاد! ہم قبروں سے پیاسے نکلے اور عرصہ دراز تک پیاسے رہے اور آج بھی ہم پیاسے ہیں۔ ہمارے اوپر پانی کی بوند گراؤ یا اس سے کچھ دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔اسی طرح چالیس سال تک رو رو کر پکارتے رہیں گے اب انہیں یہ جواب ملے گا کہ تم اس طرح ہمیشہ دوزخ میں رہو گے اس کے بعد وہ ہر خیر و بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔(البدور السافرہ، ص ۵۷۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دوزخی مالک (دوزخ کے سردار فرشتے) کو پکاریں گے کہ اے مالک! چاہیے تیرا رب ہمارا فیصلہ فرمائے۔وہ ان کی بات سن کر انہیں چالیس سال تک چھوڑ دے گا اس کے بعد صرف اتنا کہے گا کہ تم اس میں ہمیشہ ٹھہرے رہو گے۔پھر وہ رب تعالیٰ کو پکاریں گے اے رب! ہمیں اس سے نکال اگر ہم جا کر برائی کریں گے تو ہم بڑے ظالم ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی مثل چھوڑ دے گا کوئی جواب نہ دے گا پھر آخری جواب دے گا دفع ہو جاؤ اسی دوزخ میں پڑے رہو میرے ساتھ کوئی بات نہ کرو اس کے بعد کوئی قوم اللہ تعالیٰ سے بات نہ کر سکے گی بس! رونے کی ہلکی اور بھاری آوازیں کرتے رہیں گے۔

(البدور السافرہ بحوالہ ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن ابی حاتم، ص ۵۷۳)

چہرہ گوشت کا لوتھڑا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کو کہے گا کہ ہٹ جاؤ اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کرو۔ان کا چہرہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہو جائے گا۔اس میں نہ منہ ہوگا اور نہ کوئی سوراخ۔ان کا سانس پیٹ میں آتا جاتا رہے گا اور ان پر آگ کے سانپ گر پڑیں گے اور آگ کے بچھو بھی۔اگر دوزخ کا ایک سانپ مشرق میں ایک پھونک مارے تو تمام مغرب والے جل جائیں اور اگر دوزخ کا ایک بچھو تمام دوزخیوں کو ڈنک مارے تو تمام کے تمام جل جائیں اور یہ بس! کافروں پر مسلط کیے جائیں گے جو ان کے گوشت اور چمڑوں میں گھس جائیں گے اور ان سے دھما کے سنے جائیں گے جیسے وحشی جنگلوں میں اپنی آواز کے دھما کے کرتے ہیں۔(البدور السافرہ، ص ۵۷۵، بحوالہ ابن ابی الدنیا)

گنہگار امتیوں کی پکار اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا منظر:

یہ منظر فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی مانند ہیں، میں نے عرض کیا نہیں۔وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں۔اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے دشمنان الٰہی کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی جو پیچھے نکل آئیں گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو الٹا کر کے پس پشت زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ہر شخص کو ان کے شیطان کے ہمراہ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ملائکہ لوہے کے گرز سے ان کو ماریں گے کوئی بھی اس غم و دکھ سے نکلنا چاہے گا تو اسے ان میں دھکیل دیا جائے گا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ السلام نے فرمایا جبرائیل! ان دروازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحاب مائدہ سے، کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں اس جگہ کا نام ہاویہ ہے۔

دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں اس جگہ کا نام جحیم ہے تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے چوتھے دروازے میں شیطان اور مجوسی ہیں اس جگہ کا نام لظی ہے پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے چھٹے میں عیسائی ہیں۔ اور اس کا نام السعیر ہے۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حیا کرتے ہوئے جبریل علیہ السلام رک گئے تو آپ نے فرمایا ساتویں دروازے والوں کے متعلق بھی بتادو۔ عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے۔ جو بغیر توبہ کیے مر گئے تو آپ یہ سن کر غش کھا کر گر گئے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبریل میرے لیے یہ بات عظیم مصیبت اور شدید غم کی ہے کہ میری امت میں سے کوئی شخص جہنم میں جائے۔ جبریل نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ! آپ کی امت کے اہل کبائر جہنم میں جائیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور جبریل بھی رونے لگے اور آپ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے اور لوگوں سے کنارہ کشی فرمائی۔ صرف نماز کے لیے آتے اور پھر اندر چلے جاتے۔ دو دن یونہی تنہائی اور گریہ زاری میں گزر گئے۔

تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی اے رحمت کے گھر والو آپ پر سلامتی ہو، کیا رسول اکرم کی بارگاہ میں حاضری کی کوئی سبیل ہے، لیکن کسی کے جواب نہ ملنے پر وہ کونے میں کھڑے ہو کر رونے لگے اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آئے لیکن کسی کو بھی جواب نہ ملا تو وہ روتے ہوئے، گرتے پڑتے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آپ پر سلام ہو" اس وقت حضرت علی گھر پر نہ تھے" پھر کہا اے لخت جگر رسول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے تنہائی اختیار فرمالی ہے صرف نماز کے لیے تشریف لاتے ہیں لیکن کسی سے نہ تو گفتگو فرماتے ہیں اور نہ کسی کو حاضری کی اجازت دیتے ہیں، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے چادر اوڑھ کر درِ دولت پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے کہتی ہیں یارسول اللہ! میں فاطمہ ہوں، آپ اس وقت سجدے میں سر رکھے رو رہے تھے، سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ کیا بات ہے، تمہارے لیے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ،فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو، چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا دیکھ کر خود بھی زار و قطار رونا شروع ہو گئیں کہ آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے، حالت دگرگوں ہے چہرۂ انور سے رونے اور غم کے باعث گوشت ڈھلک چکا ہے، یارسول اللہ! کیا کوئی نیا حکم ملا ہے؟ فرمایا فاطمہ جبریل آئے تھے اور جہنم کے دروازوں کی تفصیل سناتے ہوئے بتایا کہ ساتویں دروازے میں میری امت کے کبیرہ گناہوں والے ہوں گے اسی بات پر میں رویا اور غمزادہ ہو گیا، عرض کیا یارسول اللہ وہ اس میں کس طرح داخل ہوں گے فرمایا ہاں فرشتے ان کو گھسیٹ کر لے جائیں گے جہنم میں۔ لیکن ان کے نہ چہرے سیاہ ہوں گے، نہ آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ان کے مونہوں پر مہریں لگیں گی نہ ان کو شیطان کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا اور نہ ان کو زنجیروں سے باندھا جائے گا بی بی صاحبہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں کو فرشتے کس طرح جہنم میں لے جائیں گے فرمایا مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو چوٹی اور پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم کی داڑھیوں کو پکڑا جائے گا اور ان کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنے ضعف کی دہائی دیتے اور پکارتے رہ جائیں گے اور کتنے نوجوانوں کو داڑھیوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی نوعمری اور خوبصورتی کی دہائی دیتے رہ جائیں گے اور میری امت کی کتنی عورتیں ہوں گی جن کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی بے پردگی اور اہانت پر چلاتی رہیں گی، فرشتے ان لوگوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ہمارے پاس ایسے بدنصیب تو کبھی نہیں آئے یہ کون ہیں جن کے چہرے سیاہ نہیں جن کی آنکھیں نیل گوں نہیں اور نہ ہی ان کے منہ پر مہر ہے اور نہ ان کو ان کے شیطانوں کے ہمراہ جکڑا گیا ہے نیز طوق بھی ان کی گردنوں میں نہیں ہے تو لے جانے والے فرشتے جواب دیں گے ہمیں اسی طرح ان کو تمہارے پاس لانے کا حکم ملا تھا تب مالک فرشتہ ان سے کہے گا ''اے بدبخت لوگو تم کون ہو۔''

(تنبیہ الغافلین، جلد اوّل، ص ۸۴)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب فرشتے ان کو آگے لے جا رہے ہوں گے تو وہ پکاریں گے ''واہ محمداہ'' یعنی یا رسول اللہ ہماری مدد فرمائیں'' لیکن مالک فرشتے کو دیکھتے ہی اس کی ہیبت سے حضور علیہ السلام کا اسم مبارک بھول جائیں گے تو وہ ان سے کہیں گے کون ہو تم؟ تب جواب دیں گے ہم وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہم وہ ہیں جو رمضان کے روزے رکھتے تھے، مالک فرشتہ کہے گا، قرآن تو امت محمدیہ پر نازل ہوا تھا پھر وہ آنحضرت کا اسم گرامی سنتے ہی کہیں گے ہم امت محمدیہ ہیں، مالک فرشتے کہے گا کہ تمہیں معصیت الٰہی سے منع کرنے والی کوئی بات قرآن میں نظر نہیں آئی۔ جب وہ ان کو جہنم کے کنارے لے جا کر داروغوں کے حوالے کرے گا تو وہ کہیں گے مالک ذرا ہمیں اپنی حالت زار پر آنسو بہانے کی اجازت دے دے، اجازت ملے گی تو خوب روئیں گے یہاں تک کہ آنسو کی جگہ خون بہے گا، پھر مالک کہے گا۔ کاش کہ اس طرح تم دنیا میں روتے اور اسی طرح دنیا میں اللہ سے ڈرتے تو آج تمہیں آگ نہ مس کرتی، پھر مالک، داروغوں سے کہے گا انہیں پکڑ کر آگ میں پھینک دو، جب ان کو آگ کے حوالے کر دیا جائے گا تو سب پکاریں گے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو آگ واپس لوٹ جائے گی مالک کہے گا آگ ان کو پکڑ لے۔ مگر وہ کہے گی میں کلمہ پڑھنے والوں کو کیسے پکڑوں، مالک فرشتہ پھر کہے گا تو آگ پھر وہی جواب دے گی، مالک کہے گا ہاں رب العرش نے اسی کا حکم دیا ہے تب وہ ان میں سے کسی کو پیروں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو پسلیوں تک، کسی کو گلے تک پکڑے گی، جب آگ چہرے کی طرف بڑھے گی تو مالک کہے گا ان کے چہروں کو نہ جلا، اس لیے کہ دنیا میں انہوں نے کبھی رحمٰن کے لیے سجدے کیے تھے اسی طرح ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ وہ رمضان میں پیاسے رہ چکے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ جہنم میں رہیں گے اور یا ارحمٰن الرحمین یا حنان یا منان کہتے رہیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں کو جہنم سے نکالنے کا حکم فرمائے گا تو پہلے جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ امت محمدیہ کے لوگوں نے کیا معصیت کی تھی، جبریل عرض کرے گا یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، حکم ہوگا، دیکھو وہاں ان کا کیا حال ہے؟ جبریل جا کر مالک کا رُخ کریں گے، مالک فرشتہ جہنم کے بیچ تخت پر فروکش ہوگا وہ جبریل کو دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو جائے گا اور آمد کا مقصد پوچھے گا تو جبریل کہے گا امت محمدیہ کے گنہگاروں کا کیا حال ہے مالک بتائے گا کہ ان کا تو بہت ہی برا حال اور تنگ ٹھکانا ہے، ان کے جسم پر گوشت کو آگ نے جلا دیا ہے صرف ان کے چہرے اور دل نور ایمان کی وجہ سے محفوظ ہیں، جبریل کہیں گے ذرا ڈھکنا اٹھاؤ میں بھی ان کو دیکھ لوں، جہنم کے خازن فرشتے ڈھکنا اٹھائیں گے اور جبریل کے حسن صورت کو دیکھ کر یقین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرلیں گے کہ یہ عذاب کا فرشتہ نہیں ہے پھر وہ سوال کریں گے یہ اتنا حسین وجمیل اللہ کا بندہ کون ہے؟ مالک کہے گا یہ جبریل ہے یہ اللہ کا وہ مکرم فرشتہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لایا کرتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی وہ جبریل سے کہیں گے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور یہ کہ ہماری معصیت نے ہمیں آپ سے الگ کردیا ہے نیز ہماری ابتر حالت کا بھی ذکر کرنا، جبریل واپس بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ امت محمدیہ کا کیا حال ہے وہ عرض کرے گا یا اللہ بہت برے اور وہ ناگفتہ بہ حالت میں ہیں حکم ہوگا انہوں نے تجھ سے کیا کہا، جبریل عرض کریں گے انہوں نے مجھ سے اپنے نبی کی خدمت میں سلام اور اپنی بدحالی عرض کرنے کو کہا ہے ارشاد ہوگا جاؤ اور پہنچادو، جبریل حاضر خدمت ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید موتیوں کے خیمے میں جلوہ افروز ہوں گے جس کے چار ہزار دروازے..... مکمل سونے کے ہوں گے، جبریل عرض کریں گے یا محمد میں آپ کی امت کے گنہگاروں سے آرہا ہوں جنہیں جہنم میں عذاب دیا جارہا ہے وہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کررہے تھے اور کہتے ہیں کہ ان کا بہت بُرا حال ہے اور تنگ ٹھکانہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے حاضر ہوکر سربسجود ہوں گے اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد وثناء کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ سر اٹھائیں اور مانگیں، عطا کیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی، حضور علیہ السلام عرض کریں گے یارب میری امت کے کچھ بدنصیب آپ کے فیصلے کے مطابق عذاب میں مبتلا ہیں ان کے متعلق میری شفاعت قبول فرما، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کی سفارش قبول ہوئی، تشریف لے جائیں اور آگ کو بجھا کر ہر کلمہ گو کو وہاں سے نکال لائیے، آپ جائیں گے تو مالک فرشتہ دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہوجائے گا آپ مالک سے فرمائیں گے میرے بدنصیب امتیوں کا کیا حال ہے وہ کہے گا ان کا حال تو برا ہے اور ٹھکانہ تنگ ہے آپ کے فرمان پر دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا تو جہنمی آپ کو دیکھتے ہی پکار کر عرض کریں گے یا محمد آگ نے ہمارے جسموں اور جگر کو راکھ کردیا ہے آپ ہم سب کو یہاں سے نکالیں، وہ سب آگ سے جل کر کوئلہ ہوچکے ہوں گے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو نکال کر جنت کے دروازے کے پاس ایک نہر پر لے جائیں گے جس کا نام حیاۃ ہے وہ اس میں نہا کر جوانوں کی طرح نکلیں گے آنکھیں ان کی سرگیں اور چہرے چاند کی مانند ہوں گے، ان کی پیشانیوں پر مرقوم ہوگا۔ وہ جہنمی جن کو جہنم کی آگ سے رحمٰن نے آزاد فرمادیا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہوں گے دیگر جہنمی مسلمانوں کو جہنم سے نکلتا دیکھ کر کہیں گے کاش کہ ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم بھی جہنم سے نکلتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔..... رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ "کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے"۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۸۲ تا ۸۷)

فائدہ:

جیسے پانی کی ماری ہوئی فصل کو خواہ جتنا مرضی پانی دیتے رہیں وہ جلی ہوئی فصل دوبارہ ہری بھری نہیں ہوسکتی اسی طرح حق تعالیٰ کی نافرمانی، کفر وشرک اور منافقت کے روگ کا روگی قبر وحشر یا جہنم میں خواہ جتنی مرضی زاریاں کرتا رہے۔ دعائیں مانگتا رہے اس کی ایک زاری بھی نہیں سنی جائے گی۔ اس لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے یہ شعر بیان فرمایا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کی جائے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاں کواری تاں چاؤ ، وِوا ہی تاں ماملے فریدا ایہو پچھو تاؤ ، وتّ کواری نہ تھیے

حل لغات:

★ جاں: جب تک، جب اگر۔ ★ کواری: کنواری، غیر شادی شدہ۔ ★ تاں: تب، اس پر، اس حالت میں، اس لیے، اس وجہ سے، تو۔ ★ چاؤ: شوق، آرزو، نخرہ، لاڈ، لاڈ پیار، ناز نخرہ، جوش۔ ★ وِواہی۔ وواھا: جس کی شادی ہوگئی ہو۔ ★ وِواہ: بیاہ، شادی۔ (آج کل بھی بعض دیہاتوں میں شادی کو وواہ کہتے ہیں) ★ تاں: تو پھر۔ ★ ماملے: معاملے، کام کاج، باہم مل کر کوئی کام کرنا، واقعے قول قرار، جھگڑے، تعلق، واسطے، مال گزاری، لگان۔ ★ ایہو: یہی۔ ★ پچھوتاؤ: پشیمانی، افسوس کرنا، حسرت، افسوس، پچھتاوا ★ وت: پھر، دوبارہ۔ ★ کواری: کنواری، جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔ ★ نہ تھیے: نہ ہوگی۔ نہیں ہوگی۔

جب تک کنواری رہی اُس وقت تک بڑا شوق اور جذبہ تھا یعنی جب تک روح بدن میں نہ آئی تھی اس میں بڑا جذبہ تھا مگر جب بیاہی گئی یعنی روح جسم میں داخل ہو کر دنیا میں آگئی تو دنیا میں ہزاروں قسم کے مسائل سے نمٹنا پڑا۔ اے فرید! ابھی تک روح پچھتا رہی ہے۔ اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اب کنواری نہیں ہو سکتی یعنی جسم سے پہلے والی حالت میں روح اب نہیں ہو سکتی۔

مطلب:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تک کنواری تھی ابھی تک شادی نہ ہوئی تھی۔ یعنی جب تک روح اس بدن میں نہ آئی تھی تو اس وقت بیاہی جانے کا بہت شوق اور جذبہ تھا کہ کب میری شادی ہوگی۔ یعنی روح کو شوق تھا کہ کب ایک جسم میں داخل ہو کر دنیا میں جانا ہوگا۔ اس وقت اور اس حالت کی کیا کیفیت ہوگی۔ کیسے وقت گزرے گا کیسے حالات ہوں گے۔ پس یہی چاؤ اور جب شادی ہوگئی یعنی روح جسم میں داخل ہو کر دنیا میں آگئی وہ شادی والا چاہ پورا ہو گیا۔ تو دنیا میں دنیا کے معاملات پیش آئے۔ مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ جب دنیوی امور کا سامنا کرنا پڑا تو اب روح پچھتائی کہ کیا تھا کیا ہو گیا۔ اب روح پچھتانے لگی کہ اس شادی سے بہتر تو وہی کنوارا پن ہی تھا۔ اب کیا کیا جائے اب پہلے والی حالت میں جا نہیں سکتی۔ وہ آرام و سکون کا مقام تھا۔ راحت ہی راحت تھی سکون کا دور تھا۔ کہیں سے کسی طرف سے نہ کوئی دکھ تھا نہ تکلیف تھی۔ یہ دنیا کیا ہے۔ جدھر دیکھئے بے سکونی کا راج ہے، دکھوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کا گھر ہے۔ ہر طرف سے مصائب کے کوہِ گراں کا سامنا ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ دنیا راحت و سکون کے لیے نہیں بلکہ جو یہ سمجھتا ہے وہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ حقیقت تک اس کی پہنچ نہیں محض چند روزہ سکون کو حقیقی سکون سمجھ بیٹھا۔ حالت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ بلکہ یہ جہان تو دار العمل ہے۔ یہاں روح کو حسن عمل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اگر اچھے عمل کیے تو انعامات ربانی اس کا مقدار ہوں گے اگر برے اعمال اختیار کیے تو جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو اس دنیا کو راحت و سکون کا مقام سمجھ بیٹھا وہ دراصل نادان ہے۔ یہاں وہی کامیابی کے زینوں پر چڑھے گا جو اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھ کر امتحان میں کامیابی کے لیے کوشش کرے گا۔ جو دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھا وہ اپنا سب کچھ ضائع کر بیٹھا اس نے ہمیشہ ہی پچھتانا ہے مگر پھر پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، پھر پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ اگر اس بارگاہ میں عرض کر بھی دیا کہ دوبارہ زندگی مل جائے تو پھر دوبارہ زندگی نہ مل سکے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثال:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے حقیقت سمجھائی ہے۔

کواری یعنی کنواری وہ عورت کہ جس کی ابھی تک شادی نہ ہوئی ہو۔اس سے مراد وہ روح ہے کہ جس کا تعلق ابھی تک دنیوی جسم سے نہ ہوا ہو۔

بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ روح جب عالم بالا میں تھی تو اسے بہت چاہ تھا دنیا میں آنے کا بہت شوق تھا۔اسے کیا معلوم تھا کہ عالم ارواح میں آزاد تھی۔نہ روزی کی فکر، نہ کسی دکھ سے آشنائی۔نہ دوسری ارواح سے کسی قسم کی تکلیف بس سکون ہی سکون، آرام ہی آرام۔نہ کسی چیز کی ضرورت، نہ بھوک پیاس کا تصور یعنی کسی بھی قسم کا کوئی فکر نہ تھا۔بہر حال جب اس دنیا فانی میں روح آئی۔روح کا تعلق اس سے ہوا۔بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق روح کی شادی جب جسم سے ہوگئی۔روح جسم کے ساتھ اس دنیا فانی میں آگئی تو یہاں آنکھ کھولتے ہی بھوک کا احساس ہوا۔کیونکہ خوراک جسم کی ضرورت تھی۔اب جسم کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا پڑا۔ پہلے تنہا تھی کسی کی ضروریات کا کوئی خیال تک نہ تھا۔کبھی احساس بھی پیدا نہ ہوا تھا مگر اب ضروریات ایک ایک کر کے بڑھنے لگیں۔اس سلسلے میں کبھی رونا پڑتا۔کبھی کسی اشارے سے بات سمجھانی پڑتی آہستہ آہستہ جسم بڑھنے لگا۔ماں کا دودھ چھوٹا، مزید ضرورتیں بڑھتی چلی گئیں۔جوانی آگئی۔ضرورتوں کی لسٹ میں مزید اضافہ ہوا حتیٰ کہ جوں جوں عمر بڑھتی رہی ضروریات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔کچھ خواہشات پوری ہوگئیں کچھ ادھوری رہ گئیں۔

جب تک جسم سے تعلق قائم نہ ہوا تھا اب جو یہ سلسلہ چلا تو ہزاروں معاملات میں روح گھر گئی تعلقات اور معاملات میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اپنے خالق و مالک کی یاد بھی نہ رہی۔دنیا میں مشغولیت ایسی کہ کچھ بھی یاد نہ رہا کہ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے۔کس لیے آئے تھے اور کیا لے کر جا رہے ہیں۔

اب روح پچھتانے لگی کاش کہ اس سے تو بہتر یہی تھا کہ شادی ہوتی ہی نہ۔اگر شادی نہ ہوتی تو اتنے معاملات تو درپیش نہ ہوتے۔وہاں کیا نہ تھا سب کچھ تھا بلکہ سب کچھ سے بھی اعلیٰ حق تعالیٰ کا جلوہ تھا۔نہ فکر تھا نہ فاقہ۔ہر طرف سے آزادی ہی آزادی تھی۔اب روح کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا کیونکہ اب تو وہ پہلے والی حالت نہیں ہو سکتی۔اب تو اسی میں فائدہ ہے کہ روح اور جسم دونوں حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائیں تا کہ پھر انہیں دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

کلّر کیری چھپڑی ، آئے لتھے ہنجھ چُجّھو ہُوَن نہ پیُویں ، اُڈّن سندی ڈنجھ

حل لغات:

* کلر: وہ زمین جس میں شوریت کے سبب کچھ پیدا نہ ہو۔شورسیم تھور کی ماری ہوئی زمین، شور زمین۔ * کیری: راکھ جیسی مٹی، اینٹوں کی بھٹی کی راکھ، کچا آم، ایک قسم کا زیور۔ * چھپڑی: چھوٹا سا جوہڑ، گندے پانی کا گڑھا۔ * آئے: آنا مصدر سے ماضی یعنی آئے۔ * لتھے: لیٹنا سے، ماضی یعنی اُترے، بیٹھے * ہنجھو: [illegible] ایک آبی [illegible] ایک قسم کی بطخ، روح، جان۔ * چجو:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چونچ۔ * بوڑن: ڈبوئیں۔ * نہ پیویں: نہیں پیتے، پیتے نہیں ہیں۔ * اُڈن: اڑنا مصدر سے یعنی اُڑتے ہیں۔ * سندی: اڑنے کی۔ * خواہش: آرزو۔

مطلب:

کلر اور شورزدہ زمین پر گندے پانی کا جوہڑ ہے۔اس پر ہنس آ اُترے ہیں۔وہ اس گندے پانی والے جوہڑ میں چونچ ڈبوتے ہیں مگر اس گندگی میں سے کچھ پیتے نہیں ہیں۔ان کا یہاں جی لگا ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت وہاں سے اڑ جانے کی خواہش رہتی ہے۔

اس مثال میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کے متعلق حقائق بیان فرمائے ہیں کہ اللہ والوں کو اس شورزدہ زمین یعنی دنیا و مافیھا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔وہ نہ دنیا سے تعلق جوڑتے ہیں اور نہ ہی دنیا کے دوسرے ساز وسامان پر دل لگاتے ہیں۔اللہ والوں کی مثال تو اس طرح سمجھیئے کہ جس طرح کلر اور شورزدہ زمین پہ گندے بدبو سے بھرے ہوئے گندے پانی کے جوہڑ پر ہنس اترے انہوں نے اپنی چونچیں اس میں ڈبوئیں مگر ان کی بہترین طبیعت اس طرف راغب ہی نہ ہوئی کہ وہ اس بدبودار گندے پانی میں سے ایک گھونٹ ہی اپنے پیٹ میں اتار سکیں۔بعینہ اللہ والے اس دنیا میں تشریف تو لاتے ہیں مگر وہ اس دنیا اور دنیا کی لذات میں پڑ کر غفلت کے شکار نہیں ہو جاتے۔ بلکہ وہ دنیا کی کسی چیز سے لطف اندوز نہیں ہوتے بلکہ وہ تو ہمیشہ آخرت کے لیے ہی متفکر رہتے ہیں۔انہوں نے دنیا لا کھ اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی کرے مگر وہ اللہ والے ہمیشہ اس کی ظلمتوں سے دور رہتے ہیں۔نہ وہ اس دنیا کے قریب ہوتے ہیں۔اور نہ ہی انہیں اس دنیوی مال متاع میں ملوث ہونے کا خوف ہوتا ہے۔

کیونکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْن۔

دنیا کا ساز وسامان قلیل:

قرآن مجید میں ہے کہ

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْل

اللہ تعالیٰ کا ذکر دنیا اور دنیا کے ساز وسامان سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اسی لیے اللہ والے یعنی اولیاء اللہ اور انبیائے کرام نے دنیا کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ ہمیشہ دنیا اور ومافیھا کو اہمیت نہیں دی بلکہ دشمن کی حیثیت سے جانتے تھے۔اب تک اولیائے کرام دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

پچھلے اوراق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی درج ہو چکا ہے۔

(۱) دنیا مومن کا قید خانہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مومن پر کسی نیکی میں ظلم نہیں کرتا، اس کا عوض دنیا میں دیا جاتا ہے اور اس کے عوض آخرت میں جزا دیا جائے گا۔ رہا کافر تو وہ دنیا میں اپنی نیکیوں کے عوض جو وہ کرے کھلا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ جب آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوتی جس کی جزا اُسے دی جائے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آگ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت تکالیف سے گھیر دی گئی ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

فائدہ:

دوزخ خود خطرناک ہے مگر اس کے راستہ میں بہت سے بناوٹی پھول و باغات ہیں دنیا کے گناہ بدکاریاں جو بظاہر بڑی خوشنما ہیں یہ دوزخ کا راستہ ہی تو ہیں۔

جنت بڑا باردار باغ ہے مگر اس کا راستہ خاردار ہے جسے طے کرنا نفس پر گراں ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، شہادت جنت کا راستہ تو ہیں، طاعات پر ہمیشگی، شہوات سے علیحدگی واقعی مشقت کی چیزیں ہیں خیال رہے یہاں شہوات سے مراد حرام خواہشیں ہیں جیسے شراب، زنا، سرود ہیں حرام کھیل تماشے، اس میں جائز شہوات داخل نہیں ہیں اور مکارہ سے مراد عبادات کی طاعات کی مشقتیں ہیں۔ لہٰذا اس میں خودکشی و مال برباد کرنا داخل نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۵)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرِ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ

(جمع سنابل سنبلہ ۳، ص ۱۹۵)

دنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر بلکہ راستہ چلنے والے ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طالب الدُّنیا لایکون طالباً للمولیٰ

دنیا کا طالب مولیٰ کا طالب نہ ہوگا۔ (جمع سنابل سنبلہ ۳)

دنیا کی حقیقت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

یعنی لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہیں تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ بڑا دھوکا دینے والا تمہیں دھوکا نہ دے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمہ اندر زمن بتو ایں ست
کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست

ہمیں تمہاری جانب سے اس کا بُرا خطرہ ہے تم ابھی بچے ہو اور تمام گھر رنگین ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا اپنی ذات کے اعتبار سے بُری نہیں اُس سے تعلق اور محبت کرنا بُرا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے۔ دنیا اس کی قابلیت نہیں رکھتی کہ کبھی تو اعلیٰ ترین مقامات پر چڑھا دے اور کبھی ادنیٰ ترین جگہوں پر گرا دے۔ ہاں جو شخص دنیا کو دین کا آلہ بناتا اور اپنی جائز خواہشات نفسانیہ کے پورا کرنے کے لیے دنیا کو نظر میں رکھتا ہے اور وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اُس میں سے خرچ کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں اور بباطن مِلاء اعلیٰ میں رہتا ہے کہ اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا اَبْدَانُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے چند خاص بندے وہ ہیں جن کے بدن دنیا اور دل اللہ کی طرف لگے رہتے ہیں" وہ خدا کے لیے زندہ رہتا ہے نہ کہ نفس کے لیے تو البتہ دنیا اس کے لیے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لیے ایک بھاری مدد گار ثابت ہوتی ہے کہ نعم المال الصالح للرّجل الصّالح اچھا مال اچھوں کے لیے بڑی خوب چیز ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے میں صرف کرتا ہے۔

ہر چہ داری برائے او بگذار
کز گدایاں ، ظریف تر ، ایثار

تم جو کچھ رکھتے ہو خدا کی راہ میں دے ڈالو کہ ایثار، ہوشمند درویشوں کو زیبا ہے۔

حکایت:

سلک السلوک میں لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے نزع کے وقت ایک تھیلی اپنی گدڑی میں سے نکالی جس میں ایک ہزار دینار تھے اور اپنے احباب کو دی کہ اسے صدقہ کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ آپ تو ہر وقت روپیہ جمع کرنے کے لئے منّ کیا کرتے تھے اپنے آپ اتنا مال رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اپنے دین کو شیطان سے اسی روپیہ کی بدولت بچایا ہے یعنی وہ جب کبھی کوئی وسوسہ ڈالتا کہ آج کیا کھاؤ گے آج کیا پہنو گے تو میں کہہ دیتا کہ دیکھ میرے پاس یہ روپیہ ہے وہ مجھ سے مایوس ہو کر لوٹ جاتا اور اس سے یہ نہ ہو سکا کر مجھے زید یا عمرو کے دروازہ پر لے جا سکے۔

ہاں جو شخص دنیا کے مال و متاع کو شیطانوں کے راستوں کا آلہ بناتا ہے اور اپنا تمام وقت نفس امارہ کی خواہشوں اور لذتوں کے حاصل کرنے میں صرف کرتا ہے وہ ایک ناپیدا ڈھیلہ ہے کہ اس کے سوا اور کسی عالم سے واقف نہیں يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ا وہ صرف دنیا کی ظاہری زندگی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے نرے غافل ہیں"

اے زپئے حرص و ہوا ذاتِ تو
بودہ افتادہ تو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گوہر عمرت بہ چیزی برفت
آہ چہ چیزے ، بچہ چیزی رفت

حرص اور خواہش کے پیچھے دوڑنے والے! تیری لذتوں کو موت ختم کردے گی، تیری عمر کا گوہر ایک ناچیز سکہ کے مقابلہ میں جاتا رہا۔افسوس کیسی حقیر چیز کے بدلہ میں گئی۔(سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ سے فرمایا کہ آپ روزانہ دنیا کی برائی کرنے اور لوگوں کو اس سے رشتہ توڑنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں مگر خود گھوڑوں اور اونٹوں کے اتنے طویلے ریشم کی طنابوں اور سونے کی میخوں سے باندھے ہوئے ہیں۔فرمایا کہ میں نے طویلے کی میخیں مٹی میں گاڑی ہیں دل میں نہیں۔

؎ در دل بجز از یکے نشاید کو بُود
در خانہ اگر ہزار باشد ، شاید

دل میں سوائے ایک کے اور کوئی نہ ہونا چاہیے۔گھر میں اگرچہ ہزار ہوں کوئی مضائقہ نہیں

دنیا را صورتِ صد ہزار گونہ است تا بیندہ را چشم چگو نہ است
در ہر ذرہ کہ نظر کنی نخست اوست اما ہر کس ندا ند کہ در کدام است

اب عزیز! دنیا کی ہزار صورتیں ہیں اب تو دیکھنے والے کی نظر پر ہے کہ وہ کس طرح دیکھتا ہے۔
تو جس ذرہ پر نظر کرو گے سب سے پہلے اُسی کا جلوہ ہے لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ دروازہ کونسا ہے۔(سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

دنیا کی مذمت اور اولیاء اللہ:

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے منطق الطیر کی ایک نظم میں لکھا ہے کہ ایک (بظاہر) دیوانہ تھا جو ویرانے میں رہتا تھا اگر وہ اتفاقاً کسی شہر میں جا نکلتا تو اپنی ناک پکڑ لیتا۔لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اپنی ناک کیوں بند کر لیتے ہو؟ جواب دیا کہ مردار دنیا کی بدبو سے۔(سبع سنابل تیسرا سنبلہ)

چار سوال چار جواب:

ایک شخص امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چار باتیں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔آپ نے فرمایا پوچھو اگرچہ چالیس تک۔

اس نے کہا:

(۱) قریب کیا ہے اور اقرب کیا ہے؟
(۲) واجب کیا ہے اور اَوجب کیا؟
(۳) عجب کیا ہے اور اعجب کیا؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) صعبت کیا ہے اور اصعبت کیا؟

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ

(۱) قریب تو قیامت ہے اور قریب تر موت۔

(۲) واجب تو بہ ہے اور واجب تر گناہ سے باز رہنا۔

(۳) عجیب دنیا ہے اور اس سے زیادہ عجیب دنیا کا طالب۔

(۴) اور مشکل قبر میں داخل ہونا ہے مگر مشکل تر قبر میں بغیر توشہ کے جانا۔ (سبع سنابل سنبلہ تیسرا)

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

فرشتہ روز دیتا ہے صدا ، رکھ قبر کو یاد صدا
دنیا میں مگن انساں ، موت نہ دل سے بھلا

دنیا احمق:

ایک حکیم سے لوگوں نے پوچھا کہ دنیا عاقل ہے یا احمق؟

جواب دیا: احمق ہے اس لیے کہ احمقوں کے علاوہ کسی طرف رغبت نہیں کرتی اور جنس جنس کی طرف ہی راغب ہوتی ہے۔

(سبع سنابل)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کو اسی لیے مبعوث فرمایا گیا کہ وہ مخلوق کو دنیاداری سے ہٹائیں۔

اہل معرفت کا قول:

اہل معرفت نے فرمایا: جس نے دنیا چھوڑ دی وہ اس کا مالک ہو گیا اور جس نے دنیا اختیار کی وہ ہلاک ہوا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ کا قول:

حضرت جنید قدس سرہ سے منقول ہے کہ درویش کے لیے تمام مذہبوں میں یہ بات حرام ہے کہ دنیا والوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور بادشاہوں اور سربراہوں کے پاس آئے جائے۔

مشائخ طریقت کا قول:

مشائخ طریقت نے فرمایا:

صحبۃُ الاغنیاءِ سَمٌّ قَاتِلٌ لِلْفقَراءِ

مالداروں کی صحبت فقیروں کے لیے زہر قاتل ہے۔

خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ کا قول:

خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نے فرمایا: میں نے بندہ و آزاد کے درمیان دنیا سے بڑا کوئی حجاب نہیں دیکھا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواجہ سری سقطی قدس سرہ کا قول:

خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں نے طالب مولیٰ کے لیے امیروں اور دنیاداروں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی زہر قاتل نہ دیکھا۔اس لیے کہ وہ دل کو مار دیتی ہے اور جب معاذ اللہ مومن کا دل مرجاتا ہے تو وہ پتھر اور مٹی بن جاتا ہے اس کے بعد وہ جو چاہتا کہتا اور جو چاہتا کرتا ہے۔اور اُسے کچھ۔پرواہ نہیں۔(سبع سنابل سنبلہ ۳)

محققین کا قول:

بعض محققین نے فرمایا ہے کہ فقیر کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ سربراہوں اور شہنشاہوں کے پاس بیٹھے اسی لیے کہ ان کی صحبت اس کے دل کی موت ہے۔

حکایت:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک درویش کے پاس گئے جو سویا ہوا تھا اسے جگا کر فرمایا کہ اُٹھ! اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس نے کہا۔اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی ہے جس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہوسکتی پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ دنیا کا ترک۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۳)

حکایت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک درویش شیخ سعید تبریزی (رحمتہ اللہ علیہ) نام جو کہ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد تھے۔آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوتا لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے ایک مرتبہ میں تین دن تک خانقاہ شریف میں رہا کسی قسم کا کھانا نہ پکا۔درویش اور آپ صرف خربوزوں پر گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر والی شہر نے سنی تو کہا کہ شیخ صاحب ہم سے کوئی چیز تو لیتے نہیں ہم کیا کریں؟ یہ کہہ کر کچھ نقدی بھیجی کہ آپ کے خادم کو دینا اور اسے کہنا کہ تھوڑی تھوڑی کر کے خرچ کرے۔

سپاہی نے آکر خادم کو روپیہ دیا اور کہا کہ جیسی مصلحت دیکھو۔روپیہ خرچ کرو لیکن شیخ صاحب کو اس بات کی اطلاع نہیں دینا۔خادم آپ سے چھپا نہ سکا۔آخر یہ کہہ ہی دیا۔پوچھا کون لایا تھا۔اور کہاں کہاں اس نے قدم رکھا تھا۔وہاں کی مٹی کھود کر باہر پھینک دو اور خادم کو بمعہ روپیہ باہر نکال دیا۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۳)

فائدہ:

پس دنیا اور دنیا والوں کے متعلق اولیاء اللہ کا رویہ کیسا ہوتا ہے۔بلکہ اولیاء اللہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہنس اُڈرے کو دھرے پیا ، لوک وِڈ ارن جاءِ گیہلا لوک نہ جاندا ، ہنس نہ کو دھرا کھاءِ

حل لغات:

★ ہنس: ایک قسم کی بطخ، بطخ جیسا ایک پرندہ، روح، جان۔ ★ اڈرے: اُڑے، اُڑکر۔ ★ کودھرا: باجرا، باریک دانے والا ایک غلہ۔ ★ پیا: پڑا، جا بیٹھا، جا گرا۔ ★ لوک: لوگ۔ ★ جائے: گئے، چلے گئے ★ گیہلا: پگلا، بے وقوف۔ ★ لُوک: لوگ، آدمی۔ ★ نہ جاندا: نہیں جانتا، نہیں جانتے۔ ★ کھائے: کھاتا۔ ★ وڈارنے: اڑانے گئے۔

مطلب:

ہنس اڑکر باجرے کے کھیت میں جا بیٹھا یا ہنس اڑکر کودھرے غلے کی فصل میں جا بیٹھا یا غلہ کودھرا کہیں پڑا تھا کہ وہاں ہنس جا بیٹھا تو لوگ اسے اڑانے کے لیے بھاگے تا کہ ہنس کودھرا غلہ نہ کھائے مگر یہ بے وقوف لوگ اس حقیقت سے آشنا نہیں ہیں کہ ہنس تو کودھرا غلہ یا جوار کھاتے ہی نہیں۔ اس کے بیٹھنے سے غلے کو کیا نقصان ہوسکتا۔ یعنی اس کے بیٹھنے سے تو غلے کا کوئی نقصان نہیں اس لیے ہنس کے اڑانے کا کیا فائدہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہنس کو خواہ مخواہ کی تکلیف دی اور خود بھی تکلیف میں مبتلا ہوا۔

اس شعر کی وضاحت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے لکھا ہے کہ۔

"کہا جاتا ہے کہ ہنس سمندروں کے موتی کھاتا ہے۔ یہاں ہنس سے باباجی کی مراد اللہ والے ہیں جو دنیا میں ہوتے ہیں مگر طمع دنیا سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ تو بازار سے گزرنے والے ایسے مسافر ہیں جو خریدار نہیں ہوتے۔ (معارف فریدیہ، ص ۶۴)

اسی شعر کی شرح مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب خادم دربار کلیر شریف نے بھی بہترین انداز میں کی۔ آپ لکھتے ہیں کہ۔

"صاحب فرماتے ہیں کہ جب سالکانِ راہِ خدا اتفاقاً لوگوں کے گھروں میں کسی چیز کی خواہش میں سہو کر جاتے ہیں تو وہ انہیں طعن و تشنیع سے کہتے ہیں کہ مردانِ خدا دنیا کی نعمتوں کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں رکھتے ہیں۔ تم ہمارے ہاں کیوں آئے ہو۔ وہ سادہ لوح اور غافل دنیا کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ عارفانِ باللہ تو دنیا کی بو بھی نہیں لیتے ہیں کیونکہ وہ عشق الٰہی کی شرابِ طہورا سے ہمیشہ مست رہتے ہیں۔ (دیوانِ فرید، ص ۱۰۶)

شانِ اولیاء اللہ:

اس شعر میں بابا فرید مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اولیائے کرام کی شان بیان فرمائی ہے کہ اللہ والوں کو یعنی اولیاء اللہ کو دنیوی طمع سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی وہ دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے عام لوگوں کو یہ سمجھایا ہے کہ خبردار عام پرندوں کی مانند ہنس راج کو نہ سمجھو یہ عام پرندوں جیسا نہیں ہے کہ جیسے عام پرندے کودھرے یعنی جوار وغیرہ کے غلے سے کھائے گا۔ ہنس تو یہ کھاتا ہی نہیں بلکہ اس کی خوارک یہ عام غلہ نہیں۔ لوگوں نے عام پرندوں جیسا سمجھا یہ اس ہنس کا گناہ نہیں بلکہ یہ دنیا والوں کا گناہ یا خطا ہے کہ اسے بھی عام پرندوں جیسا سمجھ بیٹھے بعینہ اللہ والے اولیاء اللہ [illegible] عام لوگوں [illegible] کی غذا نہیں ہوتی عام لوگوں جیسا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہناوا یہ نہیں پہنتے کیونکہ عام لوگوں کا رویہ ہے کہ دولت آنی چاہیے خواہ کسی حیلے سے آئے مگر اولیاء اللہ دنیا اور مافیھا کو اچھا سمجھتے ہی نہیں بلکہ قریب تک نہیں جاتے۔ عام انسان تو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں جبکہ اللہ والے تو لوگوں کو لڑنے جھگڑنے سے روکنے اور صراط مستقیم دکھانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ عام لوگوں کے ذہنوں میں دنیا اور دنیوی امور کا راج ہوتا ہے اللہ والے ان چیزوں کی ذلت وخواری کا سبب سمجھ کر ان سے دور بھاگتے ہیں اگر دنیا والے ان کے پاس آجائیں تو جلدی سے ان سے ملاقات بھی نہیں کرتے۔ عام لوگ شیطانی راستہ پہ عمل پیرا ہوتے ہیں اپنی زندگی گناہوں کی دلدل میں تباہ وبرباد کر لیتے ہیں جبکہ اللہ والے خود بھی گناہوں کی ندی کے قریب نہیں جاتے بلکہ مخلوق خدا کو بھی متنبہ کرتے رہتے ہیں کہ خبردار اس کے پیچھے پڑ کر اپنی دنیا وآخرت تباہ نہ کر لینا۔ عام لوگوں کا کردار جھوٹ، فریب، دھوکہ لالچ، وغیرہ بری صفات پہ مبنی انتہا کی تباہی وبربادی لانے والا ہوتا ہے جبکہ اللہ والوں کا کردار اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہوتا ہے دنیا والے اسی حقیقت سے باخبر نہیں کہ اللہ والوں کی حقیقت جان سکیں اللہ والے اللہ تعالیٰ کے قرب کے متلاشی ہوتے ہیں۔ دنیا والوں کے لیے دنیا ہی اوڑھنا بچھونا اور سبب کچھ ہوتا ہے جبکہ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوتے اس لیے اولیاء اللہ کے لیے تکلیف کا سبب بنتے ہیں۔ حقائق سے خود آگاہ نہیں ہوتے بلاوجہ اولیائے کرام کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ملاحظہ فرمائیے۔

جس سے واضح ہوگا کہ اولیائے کرام کو تنگ کرنے والے دراصل خود اپنے ہی پاؤں پہ کلہاڑی مارتے ہیں۔

قاضی شہر کی شرارتوں کا انجام:

قاضی اجودھن جس کا نام قاضی عبداللہ تھا مگر اپنے آپ کو قاضی محمد ابوالفضل عبداللہ کہلوایا کرتا تھا۔ اسے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اثر رسوخ اور عوام کی آپ کے ساتھ محبت اسے ایک آنکھ نہ بھائی وہ اپنی نجی مجالس اور منبر پر آپ کو برا بھلا کہنے لگا۔ وہ آپ پر طرح طرح کے بہتان باندھتا۔ ایک دن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ شہر کی کسی مجلس میں تھے کہ قاضی بھی وہاں آگیا اس نے حضرت صاحب کے صاحبزادے کو دیکھا تو اس کا پارہ چڑھ گیا وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا۔ صاحبزادہ صاحب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے حلم بردباری کے ساتھ خاموش بیٹھے رہے واپس آکر بابا صاحب کے سامنے اپنی تکلیف کو بیان کیا اور عرض کیا کہ قاضی ہمیں دیکھتے ہی چراغ پا ہو کر آپ کی توہین کرنے لگتا ہے ہم سے سنی تو نہیں جاتی مگر آپ کے ارشاد مبارک پہ عمل کرتے ہوئے آج تک کوئی ناگفتنی بات نہیں کہی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹا! ان کی سختیاں اٹھاؤ کیونکہ برداشت کرنے والا مار دیتا ہے صبر کرو برائی اور بدگوئی کا جواب برائی اور بدگوئی نہیں ہے بلکہ عفو ودرگذر ہے۔ آپ کے اتنے عفو ودرگذر کے باوجود قاضی نے سبق نہ سیکھا۔ بلکہ ایک قلندر کو کچھ لالچ دے کر آمادہ کر لیا کہ وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منہ پر آپ کو گالیاں نکالے اور آپ کی توہین کرے۔ اس قلندر نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر بڑے کرخت لہجے میں آپ کو مخاطب کر کے کہا تو نے اپنے تئیں بت بنا رکھا ہے اور لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

قلندر نے پھر کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا خود کوئی کچھ بھی نہیں بن سکتا بلکہ جو کچھ بناتا ہے اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ قلندر نے لاجواب ہو کر کہا تمہاری برداشت پر آفرین ہے جب تک [illegible] سے قائم رہے کہا اور چلا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا۔ جب یہ تدبیر قاضی کی ناکام ہوئی تو ایک نئی چال چلی قاضی ملتان گیا علماء ومشائخ پر اپنا پورا اثر ورسوخ استعمال کیا اور پھر ان کے سامنے یہ فتویٰ پیش کیا کہ

کیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص اہل علم ہے وہ اپنے آپ کو درویش کہلاتا ہے اور وہ ہمیشہ مسجد میں رہتا ہے اور وہاں سرود سنتا ہے اور رقص کرتا ہے علماء نے قاضی مذکور سے پوچھا کہ ایسا کون شخص ہے؟

قاضی نے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی لیا۔ تمام علماء ومشائخ نے قاضی سے منہ پھیر کر کہا کہ افسوس ہے کہ تو ہم سے ایک ایسے پاک وپاکیزہ وبرگزیدہ اور عالم فاضل بزرگ کے متعلق فتویٰ لینا چاہتا ہے جن کے سامنے مجتہد کو بھی زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ ان کا قول وفعل علماء کے لیے حجت ہے تجھے حسد نے صراط مستقیم سے ہٹا دیا ہے یہ سن کر قاضی شرمندہ ہوا واپس آ گیا مگر دشمنی سے باز نہ آیا۔

پھر وہی قاضی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو قتل کرا دینے کا منصوبہ سوچنے لگا۔ اس سلسلے میں ایک ترک بدمعاش کو آمادہ کرلیا کہ وہ کچھ رقم لے کر بابا صاحب کو قتل کردے۔

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ صبح کی نماز کے کچھ دیر بعد طویل سجدے کیا کرتے تھے اگر سردی کا موسم ہوتا تو پوستین اوپر ڈال لیتے تھے۔ بلکہ ہر نماز کے بعد سرزمین پر رکھتے اور دو دو تین تین گھنٹے اسی حالت میں رہتے تھے۔

سردیوں کا موسم تھا اور حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد سجدہ میں تھے آپ کے اوپر پوستین سردی سے محفوظ رہنے کے پڑی ہوئی تھی کہ وہ غنڈہ چادر اوڑھے ہوئے خنجر لیے مسجد میں داخل ہوا۔ اس وقت اتفاقاً حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی نہ تھا اس نے آتے ہی قلندروں کی مانند زوردار نعرہ لگایا اور آپ کی طرف بڑھا۔ آپ نے سجدہ میں سر رکھے رکھے ہی فرمایا یہاں کوئی ہے خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہے۔

آپ نے فرمایا میری طرف ایک ترک آرہا ہے جس کا قد درمیانہ رنگ زرد ہے خواجہ صاحب نے دیکھ کہ عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی کمر میں زنجیر پڑی ہوئی ہے؟ ترک نے یہ باتیں سن کر وہیں رک گیا خواجہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا کہ جی ہاں زنجیر بھی ہے آپ نے فرمایا اس کے کان میں ایک آویزہ ہے۔ جس میں سفید رنگ کا نگ ہے خواجہ صاحب نے پھر اس کی طرف دیکھ کر عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ نظام الدین اس کی بغل میں ایک خنجر بھی ہے وہ چادر میں چھپایا ہوا ہے اور یہ برے ارادے سے یہاں آیا ہے اسے کہہ دو کہ بھاگ جائے ورنہ خراب ہوگا۔ اس نے یہ بات سنتے ہیں بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ خواجہ صاحب اس کے پیچھے لپکے مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے واپس بلایا۔

اس طرح قاضی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ۱۸ سال تنگ کرتا رہا۔ مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی اس کی برائیوں کا جواب نہ دیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے مریدوں، معتقدوں اور صاحبزادوں کو عفو ودرگزر کی ہی تلقین فرمائی مگر قاضی اسے آپ کی کمزوری پہ محمول کرتا رہا۔

ایک دن جمعہ کی نماز میں قاضی کے نائب نے غلطی کی بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریعت کے مطابق نماز نہیں ہوئی اس لیے نماز دوبارہ پڑھائی جائے۔ جونہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو نمازیوں نے نماز دوبارہ پڑھنے کا مطالبہ کردیا۔ عوامی مطالبے سے قاضی گھبرا گیا نماز تو دوبارہ پڑھائی گئی مگر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ناپاک میں نازیبا اور ناشائستہ الفاظ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استعمال کرتے ہوئے کہا کہ زمانہ بھر کے مفت خور اور کام چور یہاں جمع ہوتے جارہے ہیں۔اب یہ لوگ شرعی امور میں بھی دخل دینے لگے ہیں مگر میں یہ مداخلت برداشت نہیں کرسکتا۔ بہت جلد اس کا انتظام کروں گا۔قاضی منبر پہ کھڑا ایسی غیر مناسب باتیں کر رہا تھا کہ اس پہ اچانک لقوہ اور فالج کا حملہ ہوا اور وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور زبان سوج گئی لوگ اسے اٹھا کر مکان پر لے گئے۔قاضی کو جب ہوش آیا تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو تا کہ میں ان سے معافی مانگ لوں۔قاضی کے رشتہ دار اسے چارپائی پر ڈال کر بابا صاحب کے پاس لائے اور ایک ٹوکرا شکر اور ایک بکری بھی ساتھ لائے۔قاضی کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پہ ڈال دیا۔

آپ نے قاضی سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔قاضی نے جواب نہ دیا۔آپ اس کی تکلیف پر اظہار افسوس کرتے رہے۔ پھر فرمایا قاضی صاحب! اٹھارہ سال سے جو تمہارا دل چاہتا رہا ہے کہتے رہے ہو اور میرے پاس آنے والوں کے ذریعہ کچھ مجھے کہہ کر بھیجتے رہے ہو مگر میں نے کبھی تیرے کہے ہوئے پر توجہ نہ کی۔ ہمیشہ اپنے مریدوں اور بچوں کو صبر و برداشت اور عفو و درگزر کی تلقین کرتا رہا ہوں۔جو کچھ تم مجھے کہتے رہے ہو میں نے معاف کر دیا ہے لیکن میں تمہاری نذر قبول نہیں کرسکتا۔اب میں تمہارے لیے قرآن شریف میں فال دیکھتا ہوں جو حکم قرآنی ہوگا وہی ہوگا۔

جب قرآن شریف کھولا گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ نکلا کہ اے نوح! (یہ لڑکا) تمہارے اہل میں سے نہیں ہے بے شک یہ غیر صالح عمل رکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا بس یہی حکم الٰہی ہے تم اپنی بکری اور شکر واپس لے جاؤ یہ سن کر قاضی کے رشتہ دار قاضی کی چارپائی اٹھا کر واپس روانہ ہوئے تو راستے میں ہی قاضی فوت ہو گیا۔ (خلاصہ حیات الفرید، ص ۱۵۹ تا ۱۶۵)

فائدہ:

اللہ والوں کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں وہ دنیا سے رغبت نہیں رکھتے ان پر الزام لگانا قطعاً درست نہیں ہوتا۔

-----☆☆☆-----

چل چل گیاں پنکھیاں، جنہیں وسائے تل فریدا سر بھریا بھی چلسی، ٹہکے کنول اِکل

حل لغات:

* چل چل: چلتے پھرتے چلے گئے۔ * گیاں: چلی گئی ہیں، چلے گئے ہیں۔ * پنکھیاں: پکھیرو پنچھی، چھوٹے پرندے۔ * جنہیں: جنہوں نے۔ * وسائے: بسائے، آباد کیے۔ * تل: تالاب، جھیل۔ * سر: جھیل، بحیرہ، کھوپری، کسی چیز کا بالائی حصہ، چوٹی، ابتداء، فکر، خیال، زور، سردار، خلاصہ، خواہش، ارادہ، کنارہ، عنوان، عش وغیرہ۔ * بھریا: بھرا ہوا۔ * چلسی: چلے گا، جائے گا، ختم ہوگا۔ * ٹہکے: شان دکھائے، رعب وجلال میں رہے۔ * کنول: (کو بھی) نیلوفر، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات۔ * اِکل: اکیلا، تنہا، واحدہٗ لاشریک۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

کتنے پنچھی اور پنچھیوں یعنی پرندوں کی قطاروں کی قطاریں آئیں جنہوں نے تالاب، ندی اور جھیل کو آباد کیا ہوا تھا۔ اور یہاں سے اُڑ اُڑ کر چلے گئے۔ اس بھرے ہوئے تالاب پر بھی ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ بھی خشک ہو جائے گا پھر کنول (مراد اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک) اکیلا ہی رہ جائے گا۔

پوری مخلوق ختم ہو جانے گی:

حتیٰ کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی **کل نفس ذائقة الموت** کا ذائقہ چکھیں گے تو مخلوق میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو موت کا ذائقہ چکھنے سے رہ گیا ہوگا بلکہ تمام مخلوق موت کا ذائقہ چکھ چکھے ہوگی تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنا ٹھکا اور شانِ جلالی دکھاتا رہے گا کیونکہ اس کی ذات باقی ہے باقی رہ جائے گی اسے موت نہیں آئے گی بلکہ وہ تو حی بھی ہے اور قیوم بھی ہے۔

قیامت کا منظر:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (پ۳۰، سورۃ القارعہ)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم کرنے والا

دل دہلانے والی۔ کیا ہے وہ دل دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دل دہلانے والی۔ جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون۔ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں

اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی۔ ایک آگ شعلے مارتی۔ (کنزالایمان)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (پ۳۰،سورۃ زلزال)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

جب زمین تھرتھرادی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے۔اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا۔اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لیے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرا ہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(کنزالایمان)

فائدہ:

یہ تو قیامت کا منظر بیان ہوا ساری کائنات فنا کر دی جائے گی صور پھونک دیا جائے گا۔ کل نفسٍ ذائقة الموت موت کا ذائقہ اکثریت مخلوق چکھ لے گی اس کے آگے کی منظر نگاری حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب البدور السافرہ سے ملاحظہ فرمائیں اس کا ترجمہ احوال آخرت کے نام سے جناب فیض ملت قبلہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے خوب کیا۔

''پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے تو تمام آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا پھر ملک الموت بارگاہِ جبار میں عرض کریں گے اے میرے پروردگار آسمان وزمین والے تمام مر گئے سواء ان کے جنہیں تو نے چاہا۔اللہ تعالیٰ پوچھے گا (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) اے ملک الموت کون بچ گیا ہے۔عرض کرے گا تو باقی ہے کہ تو حیّ وقیوم ہے اور تیرے عرش کے حاملین باقی ہیں۔جبریل ومیکائیل (علیہم السلام) اور میں (ملک الموت) باقی ہوں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل ومیکائیل بھی مر جائیں یہ دونوں بھی مر جائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا کہ حاملین عرش باقی ہیں اور میں (ملک الموت) اور تو باقی ہے؟ کہ تو حیّ وقیوم ہے۔تو موت سے پاک ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا حاملین عرش بھی مر جائیں۔وہ بھی مر جائیں گے۔ملک الموت عرض کرے گا کہ حاملین عرش بھی مر گئے۔اللہ تعالیٰ ملک الموت سے پوچھے گا (حالانکہ خوب جانتا ہے) کہ کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا یا اللہ! تو باقی ہے۔تو حیّ وقیوم ہے تجھ پر موت نہیں اس وقت صرف میں (ملک الموت) باقی رہ گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی میری مخلوق میں سے ایک ہے لہٰذا تو بھی مر جا۔ملک الموت بھی مر جائے گا جب کوئی بھی باقی نہ رہے گا سوائے اللہ واحد احد تعالیٰ کے آسمانوں وزمین کو ایسے لپیٹے گا جیسے سجل فرشتہ اعمال نامہ کو لپیٹتا ہے اور فرمائے گا میں ہی واحد وجبار ہوں آج کے دن کس کی بادشاہی ہے تین بار یہ کلمات ارشاد فرمائے گا کوئی بھی جواب نہ دے گا پھر خود ہی فرمائے گا آج اللہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ واحد قہار کی بادشاہی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس زمین کو اور زمین سے بدل دے گا۔ اور آسمانوں کو پھر انہیں بچھائے گا اور ایسا سیدھا کر دے گا جس میں تمہیں نہ خم نظر آئے گا اور نہ اونچائی دیکھو گے نہ ڈھلائی۔ پھر تمام مخلوق کو زجر و توبیخ (جھڑکنا ڈانٹنا) فرمائے گا۔ اس کے بعد تمام مخلوق ایک مقام پر جمع ہو جائے گی اور سب اسی حالت میں ہوں گے جیسے دنیا میں تھے۔

(البدور السافرۃ فی احوال الاخرۃ، ص ۱۳۳۔۱۳۲)

فائدہ:

احادیث مبارکہ میں بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الحشر فی الصور)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں تکبر والے لوگ؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الحشر فی الصور)

☆☆☆

فریدا اِٹ سَر ہانے، بھوئیں سَون، کیڑا لڑیو ماس کیتڑیاں جگ وا پرے، اِکت پیاں پاس

حل لغات:

★ اِٹ: اینٹ۔ ★ سرھانے: سر کے نیچے بطور تکیہ۔ ★ بھوئیں: نیچے، زمین پر، فرش پر۔ ★ سون: سونا۔ ★ کیڑا: کرم، مکوڑا، سانپ یا کوئی اور زہریلا جانور۔ ★ لڑیو: لڑا، لڑ گیا، کاٹ کھایا۔ ★ ماس: کئی کتابوں میں ماسے آیا ہے بمعنی جسم گوشت۔ ★ کیتڑیاں: کتنے۔ ★ جگ: زمانہ، صدی۔ ★ وا پرے: بیت گئے، گزر گئے۔ ★ اکت: ایک ہی۔ ★ پیاں: پڑے پڑے، ★ پاس: طرف، پہلو، قریب، کئی کتابوں میں پاسے آیا ہے۔

مطلب:

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر تحریر فرماتے ہیں کہ۔

(۱) (بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو فرش پر سوتے ہوئے کیڑے نے کاٹا تو فرمایا) اینٹ کا تکیہ بنائے، نیچے سوتے ہوئے کیڑے نے جسم پر کاٹ لیا (تو خیال آیا کہ مرنے کے بعد) کتنے ہی زمانے بیت جائیں گے ایک ہی پہلو پر سوتے ہوئے (خدا معلوم کتنے کیڑے کاٹتے رہیں گے)۔ (معارف فریدیہ، ص ۱۵۱)

(۲) بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ۔ قبر میں دنیوی جاہ و جلال اور سہولتیں سب کچھ جاتی رہیں گی اس وقت تکیے نہیں ہوں گے بلکہ محض ایک اینٹ سرہانے ہوگی۔ نرم و ملائم بستر کی بجائے سخت اور کھردری زمین پہ سونا پڑے گا۔ یہ قبر کی کیفیت ہوگی کہ کیڑے اُس کے جسم کو کاٹتے رہتے ہیں اُسے ایک پہلو کے بل لیٹے لیٹے کتنا ہی عرصہ گزر جاتا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔کیا خوب کسی شاعر نے تشبیہ کے رنگ میں فرمایا ہے کہ۔

جاگنا ہے تو جاگ افلاک کے سائے تلے

موت

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اٹھتا ہے جو چلنا دور ہوتا ہے
تجھ کو غافل ، فکرِ عقبیٰ کچھ نہیں
کھا نہ دھوکا ، عیشِ دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں
کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت

(احوالِ آخرت ،ص۱۶)

فکرِ قبر:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کی فکر کے متعلق توجہ دلائی ہے کہ ارے انسان جب تو دنیا میں رات سوتا ہے حالانکہ جھاڑ پھونک کر صفائی کرنے کے باوجود، پوری احتیاط کرتا ہے اس کے باوجود کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی کیڑا تجھے ڈس لیتا ہے۔اب قبر کی طرف توجہ کیجئے کہ وہاں کیا کچھ ہوگا۔کیا وہاں کیڑے نہیں ہوں گے۔کیا وہاں سانپ اور بچھو وغیرہ نہیں کاٹیں گے۔قبر میں کیا ہے کیا نہیں مفصل معلومات کے لیے تو سلامی کا ملاحظہ فرمائیں۔ہم یہاں صرف فکر کے لیے کچھ معلومات حاضر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔

عذاب قبر کا ثبوت:

(۱) مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝

(پ۲۹، سورۃ نوح آیت نمبر۲۵)

اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

قوم نوح پانی سے آگ میں پہنچائی گئی کہ ان کے جسم طوفان نوحی میں رہے ان کی روحیں دوزخ میں بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں مردے کا جسم کہیں ہو عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی۔

(تفسیر نوار العرفان، ص۹۱۲)

فائدہ:

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی ڈوب جائے، کوئی کنوئیں میں گر پڑے، کسی کی لاش سولی پہ ہی عرصہ دراز تک لٹکتی رہے۔ کسی کی لاش کھیتوں میں جلتی اور خراب ہوتی رہے۔ کسی کو درندے چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ کسی کی لاش فضا میں ہی حادثے کا شکار ہو جائے اور اس کا کوئی حصہ بھی نہ ملے۔ جہاں بھی لاش یا لاش کے ذرات ہوں گے اسے قبر کا عذاب وہیں ہو جائے گا قبر میں دفن کرنے پہ قبر کا عذاب موقوف نہیں ورنہ ہندو اسی خوف کی بنا پر ہی جلاتے اور راکھ دریا میں پھینک دیتے ہیں انہیں بھی قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

(۲) اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ (پ۲۴، سورۃ المؤمن آیت نمبر۴۵)

آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔

فائدہ:

اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی تپش صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عذاب قبر حق ہے دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہوگا بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے۔ اس لیے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لیے دو عذابوں کا ذکر ہوا۔ جہنم کی آگ پر تپش ہونا یہ قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخلہ ہونا۔ (تفسیر نوار العرفان، ص۷۵۳)

(۳) وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (پ۱۰،سورۃ انفال آیت نمبر۵۰)

اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں ان کے منہ اور ان کی پیٹھ پر اور چکھو آگ کا عذاب۔(کنزالایمان)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے مگر دوزخ میں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا لہٰذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہوسکتا ہے۔(تفسیر نورالعرفان،ص۲۹۱)

احادیث:

عذاب قبر کے متعلق پہلے بھی متعدد مقامات پر احادیث بیان کی گئی ہیں چند احادیث یہاں بھی بطور تبرک حاضر ہیں۔

حدیث نمبر 1:

روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور آپ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔(مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر)

حدیث شریف 2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب وہ قبر پر کھڑے ہوتے روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کرتے۔انہیں کہا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا ذکر کرتا ہے تو آپ روتے نہیں اور اس جگہ کھڑا ہونے سے روتے ہیں انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پائی تو پس اس کے بعد جو ہے وہ آسان ہے اگر نجات نہ پائی تو اس سے پس اس کے بعد جو ہے اس سے سخت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَارَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ (مشکوٰۃ شریف الباب عذاب القبر بحوالہ ترمذی شریف و ابن ماجہ)

میں نے کوئی منظر نہ دیکھا مگر قبر اس سے زیادہ وحشت ناک ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث شریف ۳:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جو اُسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہتے ہیں اور ان میں ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمین سبزہ نہ اُگائے۔(مشکوٰۃ شریف، باب عذاب القبر)

حدیث شریف ٤:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف گئے جب حضور نے ان پر نماز پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز تسبیح پڑھی ہم نے بھی تسبیح پڑھی پھر تکبیر کہی ہم نے بھی تکبر کہی۔عرض کیا گیا یارسول اللہ! اولاً تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی؟ فرمایا: اس نیک بندے پر ان کی قبر تنگ ہوگئی تھی حتیٰ کہ اللہ نے کشادہ کردی۔(مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

اس سے بعد دفن قبر پر تسبیح وتکبیر پڑھنا سنت ہے کہ اس سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے۔لگی ہوئی آگ بجھ جاتی ہے اس سے قبر پر اذان کا مسئلہ ماخوذ ہے کہ اس میں تکبیر بھی ہے اور تلقین بھی اور یہ دونوں سنت ہیں۔(مراۃ شرح، مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۱۴۰)

حدیث شریف ٥:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ہمراہ چلے پھر آپ نے ایک کپڑا نکال کر قبر پر بچھا دیا اور فرمایا کہ اس کو ہٹا کر اندر سے نہ دیکھنا کیونکہ یہ امانت ہے کیونکہ شاید تم اس کی گردن میں سیاہ سانپ لپٹا ہوا دیکھو یا اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈالنے کا حکم دیا جائے اور تم اس کی آواز سنو۔

(تذکرۃ الموت، ص ۲۴۸ از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث شریف ٦:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے یا جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔(شرح الصدور، ص ۲۶۸)

حکایت:

امیر اہلسنت ابوالبلال مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی اپنی بہترین تصنیف فیضان سنت میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

یہ خوفناک واقعہ مارچ ۱۹۸۶ء کے ''اخبار جنگ'' میں کسی دکھیاری ماں نے بھیجا تھا اُسی کی زبانی سنیے اور لرزیئے، میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا۔اسے جب قبرستان لے گئے اور اس کو دفنانے کے لیے جو قبر تیار کی گئی وہاں پہنچے تو یہ دیکھ کر سب حیران وششدر رہ گئے کہ اس قبر میں اچانک پچاس ساٹھ سانپ نمودار ہوگئے۔جو کنڈلی مارے ایک دوسرے پر بیٹھے ہوئے تھے۔میرے شوہر (یعنی محرومہ کے والد) نے دوسری قبر کھدوائی۔اُس میں بھی سانپ موجود تھے لوگوں کے مشورے سے تیسری قبر کھدوائی۔اُس میں سانپوں کی تعداد پہلی دونوں قبروں سے زیادہ تھی۔سب پر دہشت سوار تھی اور وقت بھی بہت ہو چکا تھا۔ناچار میری بیٹی کی لاش تیسری قبر میں سانپوں کے درمیان رکھ دی گئی۔لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے گئے۔گورکنوں نے جوں توں لیپ پوتے کر قبر تیار کی۔وہ بھی بہت خوفزدہ تھے۔اُن کا کہنا تھا کہ ہماری زندگی کا یہ پہلا واقعہ ہے۔میرے شوہر (یعنی مرحومہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے والد) کی حالت گھر آ کر بہت خراب ہوگئی اور وہ خوف کے مارے اپنی گردن بار بار جھٹکتے تھے۔ دکھیاری ماں کا مزید بیان تھا کہ میری بچی ویسے تو صوم وصلوٰۃ (یعنی نماز وروزہ) کی پابند تھی۔ لیکن وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر بجائے اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کرنے کے اُلٹا وہ مجھ پر بگڑ جاتی، مجھے گالیاں نکالتی، کوسنیں دیتی اور ذلیل کرتی۔ میں اس کی قبر کی کیفیت سے بہت پریشان ہوں۔ افسوس! میری کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔

(فیضان سنت، ضمیمہ فیضان سنت، ص ۱۲۵۸)

فیشن کرنے والو! خبردار!

مسلمانو! لرز جاؤ۔ کانپ اٹھو! فیشن ایبل لڑکی کے اوپر دیئے گئے اس خوفناک واقعہ کو بار بار پڑھو اور خوفِ خداوندی سے تھرتھراؤ اور اس مختصر سی زندگی کو اس طرح گزارنے کی کوشش کرو جس سے اللہ (عزوجل) اور گلیوں، بازاروں، شاپنگ، سینٹروں اور تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے والی خواتین اللہ (عزوجل) کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ اللہ (عزوجل) کی رحمت بہت بڑی ہے وہ ضرور معاف فرمائے گا اگر فیشن پرستی کی اسی طرح مستی سوار رہی تو یاد رکھو اللہ (عزوجل) کا قہر وغضب سخت تر ہے۔ (فیضان سنت، ص ۱۲۵۸)

اللہ والوں کی شان ہی نرالی:

چونکہ یہاں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک کی مناسبت سے یہ مضمون قلم بند کیا ذہن میں ایک خلفشاری سی پیدا ہوئی کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی کج فہم یہ سوچ بیٹھے کہ سبھی سے ایک جیسا سلوک ہوتا ہے یہ سوچ غلط ہے۔ اس حقیقت کو بارہا عرض کر چکا ہوں کہ اللہ والوں کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

حکایت 1:

ابن ابی شیبہ نے ربعی بن حراش سے روایت کیا: انہوں نے کہا کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو مجھے خبر دی گئی کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے۔ میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے تو میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے میں مصروف تھا کہ اس نے اچانک کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم! تو ہم نے کہا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام ، سُبْحَانَ اللّٰہ۔ تو اس نے بھی کہا سبحان اللہ۔ میں تم سے جدا ہو کر بارگاہِ الٰہ میں پہنچا۔ یہاں میں نے رب سے ملاقات کی جو مجھ پر راضی تھا اس نے مجھے حریر، سندس اور استبرق کے لباس میں ملبوس کیا اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے بارگاہِ الٰہی سے اجازت طلب کی تھی کہ تمہیں خوشخبری سناؤں اور مجھے بارگاہ نبوی میں لے چلو کیونکہ اُنہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے پھر یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح مر گیا۔

(تذکرۃ الموت، ص ۱۷۳، از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

فائدہ:

اللہ والوں کے ایسے بے شمار واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکایت کفن چور:

رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہوگیا وہ اس کے جنازہ میں شامل ہوا تا کہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہوگئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا۔ تو وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص عورت کا کفن چراتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کردی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہوگیا۔

(شرح الصدور، ص ۳۳۳، ۳۳۲، ترجمہ اردو از فیض ملت)

فائدہ:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے عام لوگوں کو قبر کے امور سے خبردار کیا ہے کہ خبردار جس طرح تم دنیا میں نواب بن کر زندگی گزار رہے ہو اس طرح ہمیشہ نہیں رہو گے عام حالت میں دیکھو قبر میں کیا حالت ہوتی ہے۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بھی ہو سکتی ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بھی اس لیے ایسے اعمال اختیار کرو کہ حق تعالیٰ راضی ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا بھنّی گھڑی سَو نِوِی ، ٹُٹّی ناگرلج عِزائیل فریشتا ، کیں گھر ناٹھی اج

حل لغات:

* بھنی: ٹوٹ گئی، لٹ گئی، چھوٹ گئی ہے۔ * گھڑی: چھوٹا گھڑا، صراحی۔ * سونوی: وَنْ سَوَنْوی، خوبصورت، رنگ برنگی۔ * ٹٹی: ٹوٹ گئی۔ * ناگر: خوبصورت، نازک، حسین۔ * لج: کنوئیں میں سے پانی نکالنے کے لیے جو رسی استعمال کی جاتی ہے۔ * عزرائیل: ملک الموت کا نام۔ * فریشتا: فرشتہ۔ * کیں: کس کے۔ * ناٹھی: آنے والے، مہمان۔ * اج: آج۔

اے فرید! یہ خوبصورت اور رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی اور خوبصورت ڈوری بھی ٹوٹ گئی ہے۔ آج حضرت عزرائیل علیہ السلام جو کہ موت کا فرشتہ ہیں وہ کس کے گھر مہمان بن کر تشریف لائے ہیں۔

مطلب:

اے فرید! یہ خوبصورت، خوش رنگ، رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی ہے۔ اور یہ نازک، رنگین اور بڑی ہی خوشنما نظر آنے والی، حسین وجمیل ڈوری بھی ٹوٹ گئی ہے۔ یہ سلسلہ تو چلا آرہا ہے، چل رہا ہے اور چلتا رہے گا کیونکہ جو بنا ہے اس نے ٹوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے زندگی عطا فرمائی ہے اس نے موت کا ذائقہ بھی چکھنا ہے۔ خوبصورت، بدصورت کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا سبھی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جیسے یہ خوبصورت رنگ برنگی گھڑی ٹوٹ گئی ہے۔ اگر نہ ٹوٹتی تو کس نے پھینکنی تھی، یہ رسی اتنی مضبوط تھی کہ کنوئیں میں سے اسی کے ذریعے ہی پانی نکالا جاتا تھا۔ مضبوطی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی بہت زیادہ تھی یہ بھی ٹوٹ گئی اسے بھی اس کی خوبصورتی اور مضبوطی موت کے پنجے سے نہ بچا سکی اسی طرح خوبصورت انسان کو بھی موت کا پنجہ آدبوچے گا یہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں دیکھے گا کہ اس کی جوانی کیسی ہے۔ اس کی قوت بازو کا کیا عالم۔ کتنا حسین ہے۔ کیسے عہدے پہ ہے۔ اس کے حکم پہ لاکھوں انسان جان وارنے کو تیار ہیں۔ جب موت کا وقت آجائے گا تو سبھی کچھ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ موت کے چنگل سے نہ حکیم اور ڈاکٹر بچا سکیں گے، نہ سائنسی ایجادات روکاوٹ بن سکیں گی، نہ امریکہ، اور برطانیہ کی سلطنتیں ہی کام آسکیں گی۔ موت کی گھڑی کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

بہر حال موت کا یہ کھیل ہر روز کا ہے ہر وقت کا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا فرشتہ ہر اس شخص کے گھر مہمان بن کر آتا ہے جس کے دن پورے ہو چکے ہوتے ہیں۔ آج عزرائیل علیہ السلام کس کے گھر مہمان بن کر آئے ہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آجائے گا کہ۔ اچانک موت کا فرشتہ تیرے پاس بھی مہمان کی حیثیت سے آئے گا۔ وہ وقت آنے سے پہلے چلنے کی تیاری کر لے۔ وہ وقت آنے سے پہلے اندھیری قبر کے لیے اجالے کا سامان کر لے۔ وہ وقت آنے سے پہلے سانپوں، بچھوؤں کے گھر کی صفائی ستھرائی کر کے اپنے ٹھکانے کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا لے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک فرشتہ ہیں اور فرشتے نوری مخلوق ہیں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (خلاصہ بہار شریعت، حصہ اوّل) روح نکالنے پہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی ہے۔

عقیدہ: کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمۂ کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل، ص ۱۷)

لذات ختم کرنے والی موت کا تذکرہ:

قال النَّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :اذکروا ھادم اللذات،

قالو!یارسول اللّٰہ:وماھادم اللذات؟

قال:الموت ، الموت، الموت ثلاثاً○ (حدیث معروف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی موت کا تذکرہ کرو۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لذتوں کو توڑنے والی چیز کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت، موت، موت۔ تین مرتبہ فرمایا۔

(لباب الحدیث، ص ۱۶۷، از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ا اپنے نفس کو مردوں میں شمار کر:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : کن فی الدنیا کانّکَ غریب او عابر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سبیل، وعد نفسك من اهل القبور ○ (رواہ البخاری واحمد والترمذی وابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں اسی طرح رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر، اپنے نفس کو مردوں کی فہرست میں شمار کرو۔ (لباب الحدیث)

لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا:

وقال البنی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : اذامات المیت تقول الملائکة ماقدم ویقول الناس ماخلف ○ (رواہ البیہقی)

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں آگے کیا روانہ کیا لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا۔ (لباب الحدیث)

موت کی چار قسمیں:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :الموت اربع موت العلماء وموت الاغنیاء، وموت الفقراء وموت الامراء فموت العلماء ثلمة فی الدین، وموت الاغنیاء حسرة، وموت الفقراء راحة وموت الامراء فتنة۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) علماء کی موت (۲) مالداروں کی موت (۳) فقراء کی موت (۴) حکام کی موت۔

(۱) علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے۔

(۲) مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے۔

(۳) فقراء کی موت راحت (یعنی مصائب دنیا سے)

(۴) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔ (لباب النقول، ص ۱۶۵)

غفلت چھوڑدے:

اسی شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ دیکھیں آج حضرت عزرائیل علیہ السلام کس کے گھر بطورِ مہمان تشریف لائے ہیں ان کا آنا تمہیں غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ہے کہ دوسروں کی موت دیکھنے والے اپنی موت سے بھی غافل نہ ہو جیسے تیرے اردگرد کے لوگ اپنی اپنی باری آنے پر مررہے ہیں ایسا وقت تیرے لیے بھی آنے والا ہے۔ جیسے حضرت عزرائیل علیہ السلام اوروں کے گھر مہمان کی حیثیت سے آرہے ہیں تیرے گھر بھی آنے والے ہیں۔ جیسے سب کچھ چھوڑ کر لوگ موت سے جیت نہیں سکے اسی طرح ایک دن تو نے بھی زندگی کی بازی ہار جانی ہے۔ ساری زندگی گردن اکڑا اکڑا کر چلنے والے ایک دن تیری گردن کا مہرہ بھی ٹوٹنے والا ہے روزی کا جہاز ان کرنے والا ہے تیرے لیے بھی نماز تیار ہوگی اگر قسمت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے تو ورنہ کئی ایسے اس جہان فانی سے چلے گئے جن کی نماز جنازہ بھی نہ ہوئی ہوگی۔ اوروں کی میت دیکھنے والے ایک دن تو بھی چارپائی پر میت بن کر پڑا ہوگا۔ غفلت دور کرنے والی ایک نظم ملاحظہ فرمائیے۔

دلا غافل نہ ہو

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

تیرا نازک بدن بھائی، جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا ایک دن یہ، کرموں نے کھانا ہے

اجل کے روز کو دیکھ، کر سامان چلنے کا
زمین کے فرش پر سونا، جو اینٹوں کا سرہانا ہے

نہ بیلی ہو سکے بھائی، نہ بیٹا باپ تے مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے

جہاں کے شغل میں شاغل، خدا کی یاد سے غافل
کریں دعویٰ جو یہ دنیا، میرا دائم ٹھکانا ہے

غلط فہمید ہے تیری، نہیں آرام اس پل پر
مسافت بے وطن ہے تو، کہاں تیرا ٹھکانا ہے

کہاں وہ ماہِ کنعانی، کہاں تختِ سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی، اگر نادان دانا ہے

عزیز یاد کر وہ دن، جو ملک الموت آئے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کوئی، اکیلے تو نے جانا ہے

نظر کر دیکھ خوشیوں میں، جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے ہاتھوں سے، اکیلے کود بانا ہے

فرشتہ روز کرتا ہے منادی، چار کوٹوں پر
محلاں اُچیاں والے، تیرا گوریں ٹھکانہ ہے

نظر کر ماڑیاں خالی، کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑ پسارا ہے، دغا بازی کا بانا ہے

غلام اکرم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غُرہ
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۹۔۸)

فائدہ:

زندگی کہ جس پہ انسان کو ناز ہے اسی زندگی کے غرور میں بندہ اپنے مالک و خالق کو بھی بھول جاتا ہے کاش کہ اس کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ تو ختم ہونے والی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

زندگی کرائے کا گھر

زندگی اک کرائے کا گھر ہے اک نہ اک دِن بدلنا پڑے گا
موت جب تجھ کو آواز دے گی باہر نکلنا پڑے گا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روٹھ جائیں گی جب تجھ سے خوشیاں غم کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا
وقت ایسا بھی آئے گا ناداں تجھ کو کانٹوں پر چلنا پڑے گا

اتنا رنجور ہو جائے گا تو اتنا مجبور ہو جائے گا تو
یہ جو مخمل کا چولا ہے تیرا یہ کفن میں بدلنا پڑے گا

کرلے ایمان سے دل کی صفائی چھوڑ دے چھوڑ دے تو برائی
وقت باقی ہے آپ ہی سنبھل جا ورنہ دوزخ میں جلنا پڑے گا

ایسی ہو جائے گی تیری حالت کام آئے گی نہ دولت نہ طاقت
چھوڑ کر اپنی اونچی حویلی تجھ کو باہر نکلنا پڑے گا

جلوۂ حسن بھی جابجا ہے اور خطرہ بھی ہے زیادہ
زندگانی کا یہ راستہ ہے ہر قدم پر سنبھلنا پڑے گا

باپ، بیٹے، یہ بھائی بھتیجے تیرے ساتھی ہیں سب جیتے جی کے
اپنے آنگن سے اٹھنا پڑے گا اپنی چوکھٹ سے چلنا پڑے گا

ہے بہت ہی بُری چیز دنیا کیوں سمجھتا ہے دنیا کو اپنا
باز آجا گناہوں سے ورنہ عمر بھر ہاتھ ملنا پڑے گا

پیار سے سب کو اپنا بنالے جس قدر ہوسکے تو دُعا لے
مت لگا آگ نفرت کی ناداں ورنہ تجھ کو بھی جلنا پڑے گا

غم کے ماروں کی حالت پہ ناداں ہنس رہا ہے مگر یاد رکھ لے
اشک بن بن کے آنکھوں سے اپنی اک دِن تجھ کو ڈھلنا پڑے گا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبر میں جس گھڑی جائے گا تو نیکیاں کام آئیں گی تیرے
باز آجا گناہوں سے ورنہ حشر تک ہاتھ ملنا پڑے گا

چاہتا ہے اگر سرخروئی چاہتا ہے اگر نیک نامی
یہ ادا چھوڑنی ہوگی تجھ کو اس چلن کو بدلنا پڑے گا

ہے اگر تجھ کو انسان بننا تو قیصر یہ بات سن لے
چھوڑنی ہوگی ہر اک برائی خواہشوں کو کچلنا پڑے گا

زندگی اک کرائے کا گھر ہے
اک نہ اک دِن بدلنا پڑے گا

-----☆☆☆-----

فریدا بھنّی گھڑی سَونوی ، ٹُٹی ناگر لج جو سجن بھوئیں بھار تھیے ، سے کیو آویں اج

حل لغات:

پہلے مصرعہ کے معانی پچھلے اشعار کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

★ سجن: دوست، احباب۔ ★ بھوئیں: زمین میں، قبر میں۔ ★ بھار: بوجھ۔ ★ بھوئیں بھار: زمین کے نیچے، قبر میں۔
★ تھے: چلے گئے، جا پڑے۔ ★ کیو: کیسے، کس طرح۔ ★ آویں: آئیں۔ ★ اج: آج۔

اے فرید! یہ خوبصورتی کا شاہکار ٹوٹی ہوئی صراحی یا گھڑی اور نازک سی خوبصورت ڈوری ٹوٹ گئی ہے۔ جو دوست احباب موت کے منہ میں چلے گئے ہیں۔ وہ مرنے کے بعد آج اس دنیا میں دوبارہ کیسے آسکتے ہیں۔

مطلب:

یہ خوبصورتی کا شاہکار ٹوٹی ہوئی صراحی یا گھڑی اور شکستہ نازک سی حسین وجمیل ڈوری ٹوٹ گئی ہے یہ دوبارہ پہلے جیسی درست نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح ہی جو دوست احباب موت کے منہ میں چلے گئے ہیں وہ آج مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتے ہیں۔ وہ دوبارہ اس جہان فانی میں نہیں آسکتے۔ اس لیے اس امید پہ اپنی زندگی کے لمحات برباد نہ کرلو کہ شاید پھر دوبارہ آکر اچھے کام کرلیں گے اس میں ہندوؤں کے عقیدہ آواگون کی بھی تردید ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ جو انسان ایک دفعہ مرجاتے ہیں اس مرنے والے کی روح دوبارہ اپنے اعمال کے مطابق اگر اچھی ہے تو اچھی اور اگر برے اعمال کیے تو کسی بری چیز کے قالب میں دوبارہ آجاتی ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اسی طرح وہ روح کئی جنموں میں آتی رہتی ہے۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہ عقیدہ غلط ہے کہ وہی روح دوبارہ دوسرے [illegible] کی اور آوے گی بلکہ جو دوست احباب ایک

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دفعہ موت کی گھاٹی سے گزر کر قبر میں چل بسے وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

جہنمی دنیا میں دوبارہ آنے کا سوال کریں گے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی تو یہ بھوک سب عذابوں کے برابر ہو جائے گی جن میں وہ مبتلا ہیں وہ فریاد کریں گے تو وہ ضریع (ضریع عرب شریف میں ایک خاردار گھاس ہے جس کے کانٹے خطرناک ہوتے اور وہ زہریلی ہوتی ہے جسے جانور نہیں کھاتے، خلاصہ از مراۃ) میں سے دیئے جائیں گے جو نہ موٹا کرے نہ بھوک سے نجات دے پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں گلے والا کھانا دیا جائے گا تو انہیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں پانی سے اتارتے تھے (نگلتے تھے) چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو ان کی طرف کھولتا ہوا پانی پیش کیا جائے گا لوہے کی سنڈاسیوں (بالٹیوں) سے جب وہ ان کے منہ کے قریب ہوگا تو ان کے منہ بھون دے گا۔ پھر جب ان کے پیٹ میں داخل ہوگا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کاٹ ڈالے گا تو کہیں گے کہ دوزخ کے منتظمین کو پکارو مگر منتظمین کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول دلیلیں نہیں لائے۔ عرض کریں گے ہاں!

کہیں گے تو پکارے جاؤ۔ کافروں کی پکاریں ہیں ہی برباد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کہیں گے مالک کو پکارو۔

کہیں گے اے مالک! اب تو تمہارا رب۔ ہمارا فیصلہ ہی کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالک انہیں جواب دے گا تم یہاں ہی رہو گے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کی پکار اور مالک کے ان کو جواب دینے میں ایک ہزار سال کا فاصلہ ہوگا۔

پھر کہیں گے اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں۔

تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہماری بدنصیبی ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔

اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال۔ اگر اب ہم کفر کی طرف لوٹ آئیں تو ہم ظالم ہیں۔

فائدہ:

اسی مقام پر اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ (گویا کفار کہیں گے)

"ابھی ہم ظالم نہیں بلکہ دھوکا کھانے والوں میں ہیں ہم دنیا میں دھوکا کھا گئے کہ یہ جگہ ہم نے دیکھی نہ تھی نبیوں کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب ہم یہ عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے اگر دوبارہ دنیا میں جا کر تیری نافرمانی کریں تو واقعی ہم بڑے مجرم ہوں گے ایک بار ہم کو دنیا میں اور بھیج دے ہمیں موقع اور عطا فرما۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۵۴۹)

حدیث کا بقیہ حصہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہیں جواب دے گا کہ بڑے رسوا کن میں مجھ سے بات ہی نہ کرو۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ اسی وقت وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اور اس وقت رہیں گے ندامت اور خرابی کی پکار میں مشغول ہوں گے۔

عبداللہ ابن عبدالرحمان نے فرمایا کہ لوگ اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے۔(مشکوٰۃ شریف باب صفۃِ النار واھلھا)

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ جہنم میں کفار خواہش کریں گے کہ مولا کریم اس عذاب سے ہمیں نکال کر پھر دنیا میں بھیج دے۔اب ہم تیرے فرمان پہ عمل پیرا ہوں گے مگر انہیں دوبار دنیا میں بھیجا نہیں جائے گا۔اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے کہ شہید بھی خواہش کرے گا مگر اسے بھی دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

شہید کی خواہش :

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت میں داخل ہو اس بات کو پسند کرے کہ دنیا کی طرف لوٹے اور اسی کے لیے وہ چیز ہو جو دنیا میں ہے مگر شہید آرزو کرے گا کہ دنیا کی طرف لوٹے اور دس بار شہید کیا جائے اس لیے کہ وہ شہادت کا ثواب دیکھتا ہے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

(۲) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الایہ

اللہ کی راہ میں مقتولوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔الخ

فرمایا ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ان کے لیے عرش میں قندیلیں لٹک رہی ہیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتی ہیں پھر ان کی طرف ان کا رب متوجہ ہوتا ہے تو فرماتا ہے کیا تم کوئی چیز چاہتے ہو وہ عرض کرتے ہیں ہم کیا چیز چاہیں ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں ان کے لیے تین بار یہ سوال کیا جاتا ہے جب یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم مانگنے سے نہ چھوڑے جائیں گے تو عرض کرتے ہیں۔یارب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ شہید کیے جائیں۔جب رب دیکھتا ہے کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو یہ چھوڑے جاتے ہیں۔(مسلم شریف کتاب الجہاد، مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں سوال ظاہری زندگی اور شرعی جہاد اور شرعی شہادت کا ہے ورنہ بعض موقعوں پر ارواح شہداء کو میدان جہاد میں جہاد کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے چنانچہ ابن قیم نے کتاب الروح میں، ص ۱۵۲ پر لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی رُوحوں نے بعد وفات کفار کے بڑے لشکر جرار کو بھگا دیا اور مجاہد مسلمانوں کی مدد کی [illegible] اور باقی بھاگ چکا تھا مگر یہ جہاد اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوعیت کا ہے نیز اسی کتاب الروح میں ہے حضرت کی روح پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک دور دراز ملک میں پہنچ کر ایک رافضی کو قتل کیا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، ص ۴۲۰)

علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں حاضر ہونا۔ انبیائے کرام کا خطبات دینا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنا وغیرہ میں اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے کافی دلائل ہیں۔ علاوہ ازیں ابن قیم کی مشہور و معروف تصنیف کتاب الروح میں ایسے بے شمار واقعات بیان کیے گئے ہیں کہ جو کچھ خواب میں دیکھا بعد از خواب اس کا اثر موجود تھا۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو قصیدہ بردہ شریف سنانے پہ حضور کا چادر مبارک عطا کرنا اور عالم بیداری کے بعد موجود ہونا وغیرہ۔ ایسے بے شمار واقعات کتب میں موجود ہیں۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں بزرگان دین کی شمولیت:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے روحوں کی مدد کے موضوع پہ کتاب ''پیر پیغمبر اور چھ ستمبر'' لکھی اس میں بکثرت واقعات ایسے بیان فرمائے ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگانِ دین نے پاکستانی فوج کی بھرپور مدد کی ان میں سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

حکایت:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان سے ہماری حالیہ (۱۹۶۵ء کی جنگ کی) کامیابی کا اصل راز تائید ایزدی ہے بعض بھارتی قیدیوں نے ہماری فوج کے شانہ بشانہ سبز پوش بزرگوں کو لڑتے دیکھا یا کئی سفید پوش بزرگوں کو دشمن کے بم اٹھا کر پانی میں پھینکتے دیکھا ہے۔ ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا کہ (۵ ستمبر) کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ اس نے دو جوانوں کو گھوڑوں پر تیزی سے گزرتے دیکھا تھوڑی دیر بعد جبکہ وہ گھاس کاٹ چکا تھا اس نے ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر تیزی سے گزرتے دیکھا۔ اس نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ گھاس کا گٹھڑا اس کے سر پر رکھوا دیں انہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چھڑی سے اشارہ کیا تو گٹھڑا اپنے آپ اس کے سر پر رکھا گیا۔ اس کو ڈر معلوم ہوا لیکن اس نے فوراً اپنا گٹھڑا پھینک کر گھوڑے کی رسی پکڑ لی اور پوچھا آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: میں علی ہوں۔ سیالکوٹ میں ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں پھر اس نے پوچھا کہ آپ سے پہلے دو جوان گزر گئے وہ کون تھے؟

انہوں نے جواب دیا کہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) تھے۔

گھسیارے نے جس کسی سے بھی یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے اس کا مذاق اڑایا۔

۷ ستمبر کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار اور نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔ دو فوجیوں کا بیان ہے کہ انہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور ان کے صافے پر لکھا تھا شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔ (پیر پیغمبر اور چھ ستمبر ص ۱۴۔۱۳ بحوالہ روزنامہ جنگ ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصرفات اولیاء بعد وصال:

جب محبوبان خدا کی یہ شان ہے تو پھر وہ منجانب اللہ تصرفات میں ماذون ومختار ہوتے ہیں نہ صرف دنیوی زندگی میں بلکہ عالم برزخ میں بھی متصرف ہوتے ہیں چنانچہ مشہور مفسر وفقیہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ نے فرمایا ہے ہماری ارواح اجسام کا کام کرتی ہیں اور اجساد غایت لطافت کے باعث ارواح کے رنگ میں ظہور فرماتے ہیں پس ان کی ارواح زمین وآسمان وبہشت جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں دنیا وآخرت میں دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

(پیر پیغمبر اور چھ تمبر، ص ۲۹۔۲۸، بحوالہ تفسیر مظہری جلد ۱، ص ۱۵۲۔ تذکرہ الموتی والمقبور، ص ۳۱)

فائدہ:

مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو کتاب ''پیر پیغمبر اور چھ تمبر'' کا مطالعہ فرمائیے۔

فائدہ:

اس شلوک میں مرنے کے بعد دوبارہ آنے والے معاملہ دنیوی ظاہری جسم کے ساتھ ظاہری زندگی کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جو اپنی زندگی ایک دفعہ گزار گیا ہے اچھی گزار گیا یا بری گزار گیا جیسی بھی گزار گیا اب دوبارہ پہلی دنیوی زندگی جیسی زندگی حاصل کر کے دنیا میں نہیں آسکتا (جیسا کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے)۔

-----☆☆☆-----

بے نماز کتیا ، ایہہ نہ بھلی ریت کبھی چل نہ آیا ، پنجے وقت مسیت

حل لغات:

★ بے نماز: جو نماز ادا نہیں کرتا۔ ★ کتیا: اے کتے۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ بھلی: اچھی، پسندیدہ۔ ★ ریت: رسم، طریقہ عمل روش، راستہ۔ ★ چل: سفر کر کے۔ ★ پنجے وقت: پانچوں وقت، پانچ وقت۔ ★ مسیت: مسجد۔

مطلب

اے کتے جیسی فطرت والے بے نماز کتے! تیری یہ روش نماز نہ ادا کرنے والی قطعاً اچھی نہیں ہے۔ تو کبھی بھی نماز ادا کرنے کے لیے پانچوں وقت مسجد نہیں آیا۔

نماز کے متعلق قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تاکیدی احکام نازل ہوئے ہیں۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کی فضیلت اور تاکید کے متعلق کافی ارشادات بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک یہاں بھی بیان کیے جائیں گے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اشعار میں نماز کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اس شعر میں بڑے سخت لہجے میں لفظ کتیا یعنی اے کتے سے مخاطب کیا ہے آپ بڑے سخت لہجے میں ہمدردانہ طریقے سے سمجھاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ تیرا نماز ادا نہ کرنا اچھا طریقہ نہیں ہے۔ نماز نہ ادا کرنا [illegible] شان نہیں ہے۔ تو کیسا مسلمان

maarfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اللہ کی رحمتوں والے مقام مسجد میں دن میں پانچ بار اذان ہوتی ہے تجھے پانچ بار نماز اور فلاح کی طرف بلایا جاتا ہے مگر مجال ہے کہ تیرے کانوں پہ جوں تک رینگ جائے۔ یعنی تجھے نماز ادا کرنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لیے کبھی مسجد نہیں آیا۔

یہ کوئی اچھا طریقہ ہے ذرا غور تو کر، مطلب یہ ہے کہ ارے مسلمان ہونے کے دعویدار نماز سے غفلت تیرے لیے اچھا طریقہ نہیں ہے بلکہ نقصان کا سبب ہے لہٰذا خدارا اپنی یہ روش چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر نماز ادا کرنے کے لیے پانچوں وقت مسجد آیا کرتا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔

مسجد بنانے کی فضیلت:

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اگرچہ وہ قطاۃ کے گھونسلے کے مانند ہو اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا۔ (مسند امام اعظمؒ، کتاب الصلوٰۃ)

فائدہ:

قطاط عربی زبان میں ایک پرندے کو کہتے ہیں جسے اردو میں سنگ خوار کہا جاتا ہے۔ (حاشیہ مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ذکر کے لیے جو کوئی مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب المساجد، حدیث نمبر ۷۸۱)

(۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے اس کی مثل (مکان) بنائے گا حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث عثمان حسن صحیح ہے۔ (ترمذی شریف، ابواب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۱)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ترمذی شریف جلد اوّل ابواب الصلوٰۃ)

مسجد میں آنے کا ثواب:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے پھر ایک قدم رکھتا ہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے پھر دوسرے قدم پر ایک برائی معاف ہوتی ہے۔
(سنن نسائی شریف کتاب المساجد حدیث نمبر ۷۰۸)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جو شخص اوّل روز (صبح ہی صبح) یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں میں بڑا از روئے ثواب کے نماز میں وہ ہے جو اُن کا دور ہے (یعنی جس کا گھر مسجد سے دور ہے) پس دُور والا از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کی یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کا زیادہ ثواب ہے بنسبت اس شخص کی جو نماز پڑھے اور سو رہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

(۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندھیروں میں مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو پورے نور کے ساتھ خوشخبری دے قیامت کے دن۔ (مشکوٰۃ شریف آداب المساجد)

مساجد کی دیکھ بھال اور صفائی کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

مسجد کی صفائی کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ کوڑے اور خاک کا جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میرے رُوبرو کیے مجھ پر میری امت کے گناہ پس نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا قرآن کی سورت یا آیت سے کر دیا گیا وہ ایک شخص پھر بھلا دیا۔

(سنن ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ مسجدیں پاک کی جائیں اور انہیں خوشبو لگائی جائے۔ (ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

ہر مومن کا گھر:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المسجد بیت کل مؤمن ○ (رواہ ابونعیم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد ہر مومن کا گھر ہے۔ (لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد کے عادی کی فضیلت:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اذا رایتم الرجل ملازم المسجد فاشهد له بالایمان ○ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم والبیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔

(لباب الحدیث ۱۱)

مسجد میں روشنی کرنے کی فضیلت:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من اسرج فی المسجد بقدر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حتی ینظر العین فیه ما یدور فی العین لم تزل الملائکة تستغفر له مادام ذلك الضوء فی المسجد ○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مسجد میں اتنا چراغ جلایا کہ اس کی روشنی میں آنکھ کچھ دیکھ سکے تو فرشتے اس کے لیے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ روشنی مسجد میں رہتی ہے۔ (لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد میں چٹائی یا صفیں رکھنے کا ثواب:

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بسط حصیراً فی المسجد لم تزل الملٰئکة تستغفر له مادام ذلك الصیر فی المسجد○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں چٹائی رکھے تو فرشتے اس کے لیے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (لباب الحدیث باب ۱۱)

مسجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز ادا کرنا پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے اس کے اپنے گھر یا بازار میں نماز پڑھنے سے اور یہ اس لیے کہ وضو کرتا ہے پس اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اس کو نہیں نکالتی مگر نماز۔ رکھتا ہے وہ کوئی قدم مگر اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے گناہ گرائے جاتے ہیں جس وقت نماز پڑھتا ہے ہمیشہ فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے ہے (کہتے ہیں) یا اللہ! اس پر رحمت کر۔ یا اللہ! اس پر رحم کر اور ہمیشہ ایک تمہارا نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَاةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ علیہ وسلم: اَحَبُّ الْبِلَا دِاِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُ هَا

مکانات میں سے سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں۔

وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَ قُهَا (رواہ مسلم)

اور سب سے برے مکانات میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔

نماز کی فضیلت:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبر دو اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کی میل باقی رہ جائے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرم رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کی میل باقی نہ رہے گی۔
فرمایا: یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
(بخاری شریف جلد اول، مسلم شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف جلد اول، کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی ان میں سہو نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ معاف کر دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز ادا نہ کرنے کی مذمت:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ فصل اوّل)

فائدہ:

یعنی بندہ مومن اور کفر کے درمیان نماز کی دیوار حائل ہے جو اس تک کفر کو نہیں پہنچنے دیتی جب یہ آڑ ہٹ گئی تو کفر کا اس تک پہنچنا آسان ہو گیا ممکن ہے کہ آئندہ یہ شخص کفر بھی کر بیٹھے گا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۳۶۳)

فائدہ:

ہمارے ہاں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نمازی قریب کفر ہے یا اس پر مرنے کا اندیشہ ہے یا ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کافر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل، ص ۳۶۴)

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے اسے چھوڑ دیا یقیناً کفر کیا۔ (ترمذی شریف، سنن نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقین کے درمیان نماز ہی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لیے باعث امان ہے کہ اسی وجہ سے ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں اور اب جو منافق نماز چھوڑ دے گا اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ لائق قتل ہو گا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۵)

فائدہ:

یعنی نماز کے چھوڑنے سے اس منافق کا کفر ظاہر ہو گیا یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بے نماز کافر ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱، ص ۳۶۵۔۳۶۶)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمرو عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو اس پر پابندی کرے گا نماز اس کے لیے قیامت کے دن روشنی، دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا۔ تو اس کے لیے نور ہوگا نہ دلیل ہوگی اور نہ نجات ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

،فرعون ،ہامان اورابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔(مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

قیامت میں قبر بھی داخل ہے کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے مطلب یہ ہے کہ نماز قبر میں اور پل صراط پر روشنی ہوگی کہ سجدہ گاہ تیز بیٹری کی طرح چمکے گی اور نماز اس کے مومن بلکہ عارف باللہ ہونے کی دلیل ہوگی نیز اس نماز کے ذریعے اسے ہر جگہ نجات ملے گی کیونکہ قیامت میں پہلا سوال نماز کا ہوگا اگر اس میں بندہ کامیاب ہوگیا تو انشاء اللہ آگے بھی کامیاب ہوگا۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول، ص ۳۶۸)

فائدہ:

بے نماز چونکہ کافروں کے سے کام کرتا ہے لہٰذا اس کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا نمازی نبیوں صدیقوں کی نقل کرتا ہے لہٰذا ان کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔اسی لیے کہتے ہیں کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی اور بروں کی نقل بھی بری۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۸)

حضرت عبداللہ ابن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے سوا نماز کے۔(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

کیونکہ اس زمانہ میں نماز پڑھنا مومن کی علامت تھی اور نہ پڑھنا کافر کی پہچان جیسے آج سر پر چوٹی، نیچے دھوتی ہندو کی پہچان ہے اس لیے وہ حضرات جسے نماز نہ پڑھتے دیکھتے سمجھتے کافر ہوگا لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہو اور بے نمازی کافر ہو۔اور نہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا کہ مومن اگرچہ زانی ہو، چور ہو، پھر بھی جنتی ہے یعنی جنت کا مستحق ہے۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۸)

(۴) منیۃ المصلی میں ہے کہ فرمایا: نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھا دیا۔(بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۳، ص ۵)

نماز ضائع کرنے والوں کے لیے عذاب:

قرآن مجید میں ہے کہ:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

ترجمہ: ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا عنقریب انہیں سخت عذاب طویل وشدید سے ملنا ہوگا۔

فائدہ:

نمی جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام هَبْهَبْ ہے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ عزوجل اس کنویں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے قال اللّٰہ کُلَّمَا خَبَتْ زِدنٰھُمْ سَعِیْرًا (۱۷:۹۷) جب بجھنے پر آئے گی ہم اس کی بھڑک اور زیادہ کر دیں گے) یہ کنواں بے نمازیوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۳)

ایھہ نہ بھلی ریت:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شلوک کا مطلب یہ ہے کہ اے بے نماز تیرا مسجد کی طرف نماز کے لیے نہ آنا اچھا طریقہ نہیں ہے کیونکہ بندہ حق تعالیٰ کا محتاج ہے، بحیثیت بندہ ہونے کے بھی کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے انسان بنانے کی بجائے کچھ اور بنا دیتا تو کیا کر سکتا تھا کیا اللہ تعالیٰ کو تو روک دیتا کہ مجھے فلاں نہ بنا بلکہ مجھے انسان بنا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ تو اشرف المخلوق ہونے کے باوجود اس خالق و مالک کی عبادت جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے جنت کی چابی ہے مومنین کے لیے نور ہے۔ قبر سے اندھیرا دور ہونے کا سبب ہے۔ مومنین کے لیے سرور ہے۔ پل صراط سے آسانی سے گزرنے کا سبب ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے گناہوں سے دوری کا سبب ہے۔ وغیرہ۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے جانا گناہوں کی معافی اور نیکیوں کے حصول کا سبب ہے۔ نماز ادا نہ کرنا حق تعالیٰ کے قہر و غضب کا سبب ہے۔ ایسے فضائل والے عمل سے دور رہنا کتنے بڑے عظیم نقصان کا سبب ہے اتنے نقصان کے باوجود کبھی بھی مسجد پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آیا۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا۔ کیا تجھے حق تعالیٰ کے انعامات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہوگی۔

-----☆☆☆-----

اُٹھ فریدا وُضو ساز ، صبح نماز گُزار جو سرِ سائیں نہ نِویں ، سو سرِ کپ اُتار

حل لغات:

* وضو ساز: وضو بنالے، وضو کرلے۔ * صبح نماز گزار: نماز فجر ادا کر۔ * سائیں: مالک، آقا، رب۔ * نہ نویں: نہ جھکے، سر سجدے میں نہ جھکے، سجدہ نہ کرے۔ * کپ اتار: جسم سے سر کاٹ کر علیحدہ کر دے۔

مطلب:

اے فرید! نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے نماز ادا کرنے کے لیے وضو کر لے اور نمازِ فجر ادا کر لے کیونکہ جو سر اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز نہ ہو وہ سر قائم رکھنے کا نہیں بلکہ اسے کاٹ کر جسم سے دور پھینک دے۔

اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی زندگی بہترین زندگی ہوتی ہے وہ خود بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور اوروں کو بھی ہمہ وقت اس طرف راغب کرتے رہتے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی بھی لمحہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف نہیں گزرتا کیونکہ ان کے سروں پر ولایت کا تاج ہی اس وقت رکھا جاتا ہے جب وہ فرائض کی ادائیگی میں کمزوری پیدا نہ ہونے دیں، واجبات کو پوری تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ سنن کی ادائیگی میں انہیں خصوصی رغبت ہوتی ہے [illegible] تب تک محبت کی محبت حاصل

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہوسکتی۔محبت کا قرب حاصل نہیں ہوسکتا۔اس لیے خصوصی محنت اور قلبی ذوق وشوق سے اس راستہ پہ چلتے ہوئے منزل مقصود یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ طے کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ نوافل کی ادائیگی میں خصوصی طور پر منہمک ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقام ولایت سے سرفراز فرمادیتا ہے۔اس سلسلے میں عبادات کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نماز کی ادائیگی کے لیے تاکید بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے فرید! اب اُٹھ کھڑا ہو۔محض سوتا ہی نہ رہ۔غفلت چھوڑ دے۔محض سوتے رہنے سے جسمانی وروحانی ہر قسم کے نقصانات اٹھائے گا۔کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جو دم غافل سو دم کافر۔بہر حال آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے فرید! نیند چھوڑ دے اب ذرا جاگ کیونکہ

؎ جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے

حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی پکار اٹھے کہ

اُٹھ جاگ گھر اڑے مار نئیں
ایہہ سون تیرے درکار نئیں
کتھے ہے سلطان سکندر؟
موت نے نہ چھڈے پیر پیغمبر

(کلام بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ، ص ۱۱)

ایک دوسری کافی میں بابا بلھے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

اب تو جاگ مسافر پیارے رَین گئی ، لٹکے سب تارے
اجے نہ سُنیوں کوچ نقارے اب تو جاگ مسافر پیارے

فرمایا کہ اے فرید اب اٹھ کھڑا ہو، نیند سے بیدار ہو جاؤ ضو کر لے اور صبح کی نماز ادا کر لے۔صبح سے مراد نماز تہجد بھی ہوسکتی ہے کیونکہ سونے کے بعد جب جاگ آجائے ابھی تک فجر کا وقت نہ ہوا ہو تو نماز ادا کی جاتی ہے۔یعنی پچھلی رات اولیاء اللہ کا اٹھنا شیوہ ہے۔اس لیے اور نماز فجر بھی مراد ہوسکتی ہے۔بہر حال آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرید اب اُٹھو، وضو کر کے نماز ادا کرو۔کیونکہ جو سر حق تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہ ہو وہ صحیح سلامت قائم رکھنے کے لائق نہیں اس لیے ایسے سر کو اپنے وجود عنصری سے کاٹ کر دور پھینک دے۔

اٹھ فریدا! وُضو ساز:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں فرمایا ہے کہ! اب سوتے سوتے رات گزر گئی دن ہوگیا ہے ہر طرف سے اذانوں کی صدائیں تجھے جگا رہی ہیں تجھے فلاح اور نماز کی طرف پکارا جارہا ہے نیستی کے مارے سویا رہنا بہت بڑے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقصان کا سبب ہے فلہٰذا اٹھ۔ جلدی کر اگر نہ اٹھا تو سمجھ لے کہ یہ تیری بدقسمتی ہے شیطان کا تجھ پہ داؤ چل گیا ہے۔ بہرحال جلدی اُٹھ وضو کر لے۔ اور بہترین وضو کر۔ نماز کے لیے وضو کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

وضو کی فضیلت:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے تو اپنا چہرہ دھوتا ہے۔ تو اس کے چہرہ سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر آنکھوں سے دیکھا ہو۔ پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ پھر ہاتھ دھوتا ہے تو تم ہاتھوں سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جسے اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ خطا نکل جاتی جدھر اس کے پاؤں چلے پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ حتیٰ کہ گناہوں سے پاک وصاف نکل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۲) حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو وضو کرے تو اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو نفل (تحیۃ الوضو) دل اور منہ سے متوجہ ہو کر پڑھے مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

(۳) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو وضو کرے تو مبالغہ کرے یا پورا وضو کرے پھر کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور ایک روایت میں ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے۔ (مسلم شریف)

صبح نماز گزار:

صبح ہی صبح بیدار ہو کر نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف چل صبح ہی صبح پہلے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو کر کیونکہ عبادت اور ذکر روح کی غذا ہے جب روح کو روح کی غذا حاصل ہو گی تو سارا دن اچھا گزرے گا۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح یا شام مسجد کو جائے جب کبھی صبح یا شام جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس لیے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا۔ (مسلم شریف)

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ (عزوجل) کے ذمہ میں ہے۔ (فیضان سنت، ص ۸۶۹، بحوالہ طبرانی شریف)

فائدہ:

ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم اللہ (عزوجل) کا ذمہ نہ توڑو جو اللہ (عزوجل) کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اُسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔ (فیضان سنت، ص ۸۶۹، بحوالہ طبرانی)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو صبح کی نماز کو گیا ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا ابلیس کے ساتھ گیا۔ (ابن ماجہ شریف)

(٤) نماز فجر باجماعت کی فضیلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ جو نماز فجر کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا گویا اس نے تمام رات قیام کیا اور جو نماز عشاء کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا۔ (فیضان سنت، ص ۸۷۰ بحوالہ بیہقی)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے چالیس دن نماز فجر و عشا پڑھی اُس کو اللہ تعالیٰ دو برأتیں عطا فرمائے گا ایک نار سے دوسری نفاق سے۔ (فیضان سنت، ص ۸۷۰)

فائدہ:

نماز فجر کے بہت فوائد ہیں اللہ تعالیٰ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے بالخصوص فجر کی نماز اور عشاء کیونکہ نماز فجر اور نماز عشاء منافقین پہ نہایت بھاری ہے۔

حدیث شریف:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقوں پہ نماز عشاء و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگر چہ سُرِین کے بل گھسٹتے ہوئے یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا آتے۔ (فیضان سنت بحوالہ طرانی شریف)

جو سِر سائیں نہ نویں، سو سِر کپ اتار:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس مقام پر بیان فرما رہے ہیں کہ جو سر مالک و خالق کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتا وہ جسم پہ رہنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسے اتار کر پھینک دینا چاہیے کیونکہ یہ سر انتہائی بد بخت ہے۔

مسئلہ:

ہر مکلف۔ یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگر چہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ آئمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۔۷ بحوالہ درمختار)

مسئلہ:

جو کوئی نماز سے منکر ہو وہ کافر ہے اور جو شخص نماز کے فرض ہونے کا معتقد ہو لیکن نفس کی سستی کی وجہ سے عملاً نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے وہ قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید کیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے اگر فرضیت کا منکر ہو کر مرتد ہوا تو قتل کیا جائے گا۔

(عین الھدایہ اردو شرح ہدایہ جلد اوّل، ص ۳۲۲)

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو سر سائیں نہ نِویں ، سو سر کیجے کائیں گُنّے ہیٹھ جلائیے ، بالن سندے تھائیں

حل لغات:

* سائیں: آقا، مالک، شوہر، بھکاری، وہ کلمہ جس سے درویش ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ * نہ نویں: نہ جھکے، تابعداری نہ کرے، اطاعت نہ کرے، بلکہ اکڑ جائے۔ * سو: وہ، جو، تو، اس لیے، پس اس کا۔ * کیجئے: کریں، کریے، کیا جائے، کیا فائدہ۔ * کائے: کیا۔ * کنا: بڑی ہانڈی۔ * ہیٹھ: نیچے۔ * جلایئے: بطور ایندھن آگ میں ڈالنا۔ * بالن: ایندھن۔ * سندی: کی، اس کی، کے۔ * تھائیں: جگہ۔

مطلب:

جو سر مالک و خالق کے حضور سجدہ ریز نہ ہو یعنی جو انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے نماز ادا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کا کیا فائدہ ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں پھر ایسے بے فائدہ سر کا کیا کرنا ہے۔ ایسا بے فائدہ سر کسی کام کا نہیں۔ پس ایسا فضول اور بے کار سر ہانڈی کے نیچے جلا دیجئے۔ ایسا سر جلا دینے کے ہی لائق ہے کل بروز قیامت بھی اس نے جہنم میں جلنا ہی ہے۔

پنجابی زبان میں دو ضرب الامثال مشہور ہیں۔

(۱) سر اُچے سرداراں دے (۲) سر وڈے سرداراں دے

ان کا درست یا انکار ہونا اپنے مقام پر مگر کچھ ایسے حقائق ہوتے ہیں کہ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کے تخلیق کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وَمَاخلقت الجن والا نس الاليعبدون ○

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو نہیں تخلیق کیا مگر عبادت کے لیے

کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ گویا انسان کی زندگی اسے محض اس لیے میسر آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اگر تو انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کا تقاضا پورا کرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہے تو یہ غفلت اس کے لیے نقصان دہ ہے۔

حضرت بابا فرید الدین شکر رحمتہ اللہ علیہ نے یہی بات سمجھائی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ جو سر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتا اس سر کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے ایسے نقصان دہ سر کا کیا کریں۔ بلکہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ ایسے بے کار، فضول اور نقصان دِہ سر کو ہانڈی کے نیچے جلا دینا چاہیے۔ کیونکہ کل قیامت کے دن ایسے سر نے جہنم میں جلنا ہی ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ

وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف (۱):

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملے اور وہ نماز ضائع کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا اعتبار نہ کرے گا۔ (احیاء العلوم، ج اوّل، ص ۳۳۳)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا کسی عذر کے بغیر وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے کسی دروازے تک پہنچ گیا۔ (لباب الحدیث، ص ۷۸)

نماز ترازو:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز ترازو ہے جو پورا کرے وہ پورا ثواب پائے گا اور جو کمی کرے گا تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مطففین میں کیا فرمایا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲)

شیطان جیسا:

منقول ہے کہ ابتدائی زمانوں میں ابلیس لعنۃ اللہ علیہ لوگوں کو دکھائی دیتا تھا تب ایک آدمی نے اس سے کہا کہ اے ابومُرّہ میں کیا کروں کہ تیری طرح ہو جاؤں۔ ابلیس نے کہا تیرا ستیاناس! مجھ سے کسی نے آج تک کسی نے ایسا سوال نہیں کیا پھر تو نے کیسے پوچھ لیا۔

اس آدمی نے کہا "مجھے تیری طرح بننا پسند ہے۔

ابلیس نے اس سے کہا: اگر میری طرح ہونا چاہتا ہے تو نماز میں لاپرواہی کر، قسم کھانے کی پرواہ نہ کرنا سچی ہو یا جھوٹی۔

اس آدمی نے کہا: اے ابلیس! میں اپنے اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا اور نہ قسم کھاؤں گا۔

ابلیس نے کہا: اس طرح بہانے سے آج تک مجھ سے کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی اور میں بھی اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

جامع روایت:

نماز کے متعلق یہ روایت بڑی جامع ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے سے سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اگر اس نے صحیح ادا کیا تو حساب اس پر آسان ہو جائے گا اور اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا میرے بندے کے کوئی نوافل ہیں؟ تو پھر نوافل سے فرائض کو پورا کر دیا جائے گا اسی طرح یہی حساب باقی اعمال میں بھی ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص پانچوں نمازیں ہمیشہ باجماعت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ خصائص عطا فرماتا ہے۔

(۱) اس سے معاشی تنگی اٹھالی جاتی ہے۔

(۲) عذاب قبر اس سے اٹھالیا جاتا ہے۔

(۳) اعمالنامہ اسے سیدھے ہاتھ میں عطا ہوگا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) پل صراط سے وہ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۵) بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔

کوتاهی کا نتیجه:

جو پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں میں مبتلا کرے گا تین دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قیامت کے دن،

زندگی میں تین ابتلائیں یہ ہے۔

(۱) اس کے رزق اور کمائی سے برکت اٹھائی جاتی ہے۔

(۲) تمام اعمال اس کے نامقبول ہوتے ہیں۔

(۳) اس کے منہ سے بھلائی کھینچ لی جاتی ہے۔اور وہ لوگوں کے دلوں میں مبغوض ہوجاتا ہے۔

موت کے وقت کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) وہ پیاسا ہوگا۔

(۲) بھوکا ہوگا۔

(۳) نزع میں سختی ہوگی۔

قبر کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) منکر نکیر کے سوالات۔

(۲) قبر کی تاریکی۔

(۳) قبر کی تاریکی۔

قیامت کی تین ابتلائیں یہ ہیں۔

(۱) حساب وکتاب میں سختی۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا غضب۔

(۳) دوزخ کا عذاب۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۴۰)

گُنے ھٹیہ جلاینے، بالن سَندے تھانیں:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس مصرعہ میں بیان فرمایا ہے جو سر حق تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہیں جھکتا اس سر کا کیا کرنا ہے وہ سر کسی کام کا نہیں۔وہ سر تو سالن پکانے کے لیے جو ہانڈی آگ پہ چڑھائی جاتی ہے آگ جلا کر اس کے نیچے دینے کے لائق ہے۔ایندھن کے طور پر ایسے سر کو جلا دینا چاہیے کیونکہ اس نے تو جلنا ہے دنیا میں نہ سہی قبر اور دوزخ میں تو جلے گا کیوں نہ اسے اسی دنیا میں ہی جلا دیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کتھے تینڈے ماپے آ، جنیہیں توں جنیوں تیں پاسیوں اوہ لد گئے، توں اجے نہ پتیوں

حل لغات:

* کتھے: کہاں کدھر۔ * تینڈے: تیرے۔ * ماپے آ: ماں باپ ہیں، تیرے ماں باپ کہاں ہیں۔ * جنہاں: جنہوں نے۔ * توں: تجھے، تو۔ * جنیوں: تجھے جنا، تجھے جنم دیا، جن کے گھر تو پیدا ہو۔ * تیں پاسیوں: تیرے پاس سے۔ * لد گئے چلے گئے۔ * اوہ: وہ۔ * اجے: ابھی تک۔ * نہ پتیوں: ابھی تک تجھے تسلی نہیں ہوئی، ابھی تک تیری تسلی نہیں ہوئی، ابھی تک تجھے یقین نہیں آیا، ابھی تک تجھ پہ حقیقت واضح نہیں ہوئی، ابھی تک تجھے حقیقت کا پتہ نہیں چلا، ابھی تجھے پتہ نہ چلا۔

اے فرید! تجھے جنم دینے والے تیرے والدین کہاں ہیں؟ یعنی جو اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ تمہارے پاس سے وہ چلے گئے ہیں۔ ابھی تک تجھے موت کی حقیقت کی تسلی نہیں ہوئی۔

مطلب:

تجھے جنم دینے والے والدین کہاں ہیں۔ کبھی تو نے غور کیا ہے کہ وہ کہاں ہیں کدھر گئے۔ وہ تیرے پاس سے چلے گئے یعنی جس جہان رنگ و بو میں تو زندگی گزار رہا ہے وہ اپنی اپنی زندگی گزار کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں وہ کل نفسٍ ذائقة الموت کے تحت موت کا ذائقہ چکھ کر اس جہان فانی سے چلے گئے ہیں۔ اسی طرح تو نے بھی اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر کہ جس طرح تیرے والدین اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے دوست احباب اور دیگر لوگ ایک ایک کر کے فوت ہو رہے ہیں اور تو ان کے جنازے جا کر پڑھ رہا ہے اوروں کے اعلانات سن رہا ہے ایک دن اسی طرح تیرا بھی اعلان ہوگا، تیرا بھی جنازہ تیار ہوگا، ایک دن اسی طرح تیری بھی قبر بنائی جائے گی۔ ایک دن اسی طرح تجھے بھی اسی کیفیت سے گزرنا پڑے گا وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جا۔ اس وقت آنے سے پہلے وہاں جانے کی تیاری کر لے۔ جس قبر میں جانا ہے اس قبر کے لیے روشنی کا انتظام کر لے۔ جہاں پہنچنا ہے وہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں آرام و سکون کا سامان بہم پہنچا لے۔ جہاں رہنا ہے وہاں اچھے اچھے ساتھی اسی جہان میں بنا کر جا تا کہ وہاں آرام سے اچھے ساتھیوں کے ساتھ رہ سکے۔

موت کو یاد کرنے کی فضیلت:

(۱) بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
موت تمام لذتوں کو توڑنے والی چیز ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ یاد کرو کیونکہ جس کا ہاتھ تنگ ہے وہ موت کو یاد کرتا ہے اور اس پر فراخی ہوتی ہے۔ اور جو خوش عیش ہے اور امیر ہے تو وہ تنگ ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الموت، ص ۶۶ از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موت کو بڑھ چڑھ کر یاد کرو کہ وہ معصیت کو مٹاتی ہے اور دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور تم مالداری کے عالم میں موت کو یاد کرو گے تو یہ اسے ختم کر دے گی اور محتاجی کے عالم میں یاد کرو گے تو تم کو تمہاری زندگی سے خوش کر دے گی۔ (تذکرۃ الموت، ص ۶۷)

(۳) بعض بزرگان دین کا فرمان ہے کہ جس نے موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کیا اسے تین انعامات حاصل ہوتے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

☆ توبہ کی بہت جلد توفیق حاصل ہوگی۔
☆ دل میں قناعت نصیب ہوگی۔
☆ عبادت میں مسرت ہوگی۔

اور جس نے موت کو فراموش کر دیا اس پر تین مصائب کا نزول ہوگا۔

☆ توبہ میں میرا پھیری۔
☆ بے صبری کا دور دورہ۔
☆ عبادت میں کاہلی۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۰)

(۴) سعید بن منصور نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا:
فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد بہت جلد غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے موت نصیحت کے لیے کافی ہے، زمانہ جدائی ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ آج ہم اہل خانہ میں اور کل قبر میں ہوں گے۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۶)

(۵) ابن ابی شیبہ، نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس نے موت کو صحیح طور پر جانا تو وہ پھر آنے والے وقت کو اپنی حیاتی میں شمار نہیں کرتا کیونکہ وہ بہت سے لوگ جو دن کے پہلے حصے میں زندہ ہوتے ہیں اور اُسے پورا نہیں کر سکتے اور بہت سے کل کے امیدوار اپنی امید کو نہیں پہنچتے اور اگر تو موت اور اس کی رفتار کو دیکھ لیتا تیری اُمید اور غرور خاک میں مل جاتے۔ (تذکرۃ الموت، ص ۷۳)

موت کے قاصد:

قرطبی نے کہا کہ متعدد روایات میں ہے کہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کوئی قاصد نہیں رکھتے کہ جس کے ذریعہ آپ اپنے آنے سے پہلے اطلاع کر دیں تا کہ لوگ ڈر جائیں تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا میں بہت سے قاصد رکھتا ہوں مثلاً علتیں، مرض، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا رنگ بدل جانا۔ جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت نہیں پکڑتے تو میں ندا کرتا ہوں کہ اے شخص کیا بار بار میرے قاصد تیرے پاس نہیں آتے رہے اب میں خود آیا ہوں کہ میرے بعد تیرے پاس کوئی قاصد نہ آئے گا۔ (تذکرۃ الموت، ص ۸۶)

موت کی تکلیف کا ایک قطرہ:

اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ تمام ارض و سماوات میں رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مر جائیں لیکن قیامت میں ایک لحہ کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔ (تذکرۃ الموت، ۹۷)

موت کی ہولناکی کا منظر:

ابن ابی الدنیا نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ: ”دنیا و عقبیٰ کی ہولناکیوں میں موت سب سے بڑھ کر ہے یہ آری کے چیرنے سے پہلے، قینچی کے کاٹنے سے، ہانڈی کے ابلنے سے زیادہ ہے اگر مردوں زندہ ہو کر موت کی سختی لوگوں کو بتا دیتا تو ان کا عیش اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیند سب کچھ ختم ہو جاتا۔ (تذکرۃ الموت، ص ۹۹)

عبرت کی جائے:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں دنیا کی حقیقت واضح کی ہے کہ ارے انسان کسی نے بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہ جانا۔ ہر کسی نے ایک نہ ایک دن چلے جانا ہے۔ یہاں چلے جانے کے لیے ہی آئے ہیں۔ مرنے کے لیے ہی زندگی عطا ہوئی ہے یقین نہیں آتا تو ذرا دیکھ تو سہی تجھ سے پہلے تیرے والدین تھے انہیں تلاش کر کے دیکھ کے وہ کہاں ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو پھر ان کے والدین کو دیکھ یعنی اپنی دادی اور دادا کو دیکھ وہ کہاں ہیں۔ آخر وہ بھی تو اس دنیا میں رہے ہیں وہ کہاں گئے یہی حقیقت آپ کے سامنے کھل کر آجائے گی کہ وہ مر گئے۔ جس طرح وہ مر گئے تو نے بھی مرنا ہے۔ دیکھ کتنے تیرے عزیز و اقارب تیرے سامنے فوت ہوئے۔ تیرے عزیز تھے تیرے پیارے تھے جن کے بغیر ایک لمحہ گزارنا بھی مشکل تھا آج کتنا عرصہ ہوا انہیں نہیں دیکھا کبھی سوچا ہے کہ وہ کہاں گئے کبھی انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اگر کوشش کی تو نہیں ملے ہوں گے آخر وہ کہاں گئے؟ تیری طرح اس دنیا میں بڑے کروفر سے رہتے تھے، اپنے جسم پہ مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ مٹی کا ذرہ بھی برداشت نہ کرتے تھے دن میں نہ جانے کتنی بار مختلف بہترین صابنوں سے نہایا کرتے تھے مگر ان سب کو موت کا لقمہ بننا پڑا۔ ان سب کو قبر میں دفن کرنا پڑا۔ ایک وقت تیرے پہ بھی آنے والا ہے۔ بہر حال یہ دنیا محض کھیل کود نہیں عبرت کی جا ہے۔

عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے — جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے؟ — مکیں ہو گئے لا مکان کیسے کیسے؟
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے؟ — زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے؟
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی — جنوں کب تلک ہوش میں اپنے آ بھی
تجھے پہلے بچپن میں برسوں کھلایا — جوانی نے پھر تو مجنوں بنایا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا — اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا — ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا — تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
وہ ہے عیش وعشرت کا کوئی محل بھی — ہوئی آہ ! کیا چیز مرغوب تجھ کو
کیا ہائے ! شیطان نے مغلوب تجھ کو — سمجھ لینا چاہیے اب خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
نہ دلدادۂ شعر گوئی رہے گا — نہ کوئی شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا — رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر — اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر — یہاں تیرا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جہاں میں کہیں شور و ماتم بپا ہے — کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
کہیں شکوہ جو رو مکرو دغا ہے — غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(بسنت تہوار یا غضب کردگار، ص ۸۔۷)

موت آتے دیر نہیں لگتی:

ارے انسان ذرا غور تو کر۔ تیرے آباؤ اجدا کہاں گئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح تو نے بھی اس جہان فانی سے بالآخر رخصت ہو جانا۔ اگر تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے تو اس حقیقت کو سمجھ جا۔ بالآخر موت تیرے پیچھے پیچھے ہے جب بھی وقت آ گیا۔ موت تیرے سامنے ہو گی۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں۔ جب وقت آ گیا تو تیری جوانی کو مٹی میں ملا دے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک نوجوان کی موت کا منظر:

فقیر ابواحمد اویسی کا تایا زاد بھائی تھا اس کا نام حبیب اللہ تھا وہ نوجوان تھا۔ ہنس مکھ تھا۔ جوانی کی بہاریں ابھی شروع ہی ہوئی تھیں۔ دوکان وہ چلاتا۔ پانچ چھ ان کے پاس بھینس اور دیگر جانور تھے ان کا چارہ وغیرہ بھی وہی کرتا تھا۔ زمین کی دیکھ بھال وغیرہ کا کام بھی اسی کے ذمے تھا۔ ٹریکٹر وہ خود ہی چلاتا۔ اگر کپاس کو سپرے کرنا ہوتا تو وہ خود اکیلا ہی کرتا۔ مختصر یہ کہ وہ ہر فن مولا تھا۔

گرمیوں کا موسم تھا۔ سپرے والی مشین چوک حسینیہ (پرانا تھانہ) ضلع پاک پتن شریف سے ٹھیک کروا کے لایا۔ پروگرام بنایا کہ سپرے کرنے جاتا ہوں۔ پھر گھر سے پیغام ملا کر فلاں آیا تھا کل سے تم نے آج کا وعدہ کیا تھا کہ ٹریکٹر سے ہل چلا کر ان کی زمین بنانی ہے۔ سپرے والی مشین گھر چھوڑی۔ کھانا کھایا۔ تندرست اپنی جوانی کے نشے میں بھاگتے بھاگتے ٹریکٹر پہ سوار ہوا۔ اسے کیا معلوم؟ کہ آج کہاں کی تیاری ہے وہ زمین بنانے جا رہا ہے۔ بہنیں دیکھ رہی ہیں کہ ہمارا بھائی ٹریکٹر پہ جا رہا ہے۔ ماں کی نظریں بیٹے کی پیٹھ پہ لگی ہیں کہ میرا بیٹا ہل چلاتا جا رہا ہے مگر ان سبھی کو کیا معلوم کہ عنقریب کیا ہونے والا ہے۔ راستے میں جا رہا ہے دوستوں کو ملتا بلاتا جا رہا ہے۔ اردگرد فصلوں کو تازہ تازہ سپرے ہوا تھا۔ اس کا اثر ہوا یا کوئی اور سبب بنا۔ ابھی منزل پہ پہنچا ہی نہیں کہ سپرے نے اثر دکھایا ٹریکٹر چلاتے چلاتے ہی بیہوش ہو گیا اتفاقاً اس کا ہاتھ ہارن پر چلا گیا خود ہی سڑک پر بریک لگائی ٹریکٹر کھڑا ہو گیا خود اوندھا آگے کی طرف ہو گیا ہارن کی آوازیں سید محمد جوئیہ نے سنیں تو پتہ کروایا۔ صورت حال دیکھی تو روانگی سے آدھا گھنٹہ بعد چارپائی پہ بیہوشی کی حالت میں سید جوئیہ اور اس کے ساتھی لائے۔ فوراً ٹرالی میں ڈال کر ابھی چوک حسینیہ (پرانا تھانہ) نہ پہنچے تھے کہ سانسوں کی ڈور ٹوٹ گئی۔ یہ میری آنکھوں کے سامنے کا منظر ہے۔ ذرا عبرت حاصل کیجئے۔ ایسے لاتعداد واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ مگر ہم ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے وہ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ:

ہمارے اپنے ہی گاؤں میں ہمارے گھر کے سامنے محمد صادق رتھ مرحوم کا گھر ہے۔ محمد صادق مرحوم مرنے سے قبل دوست احباب کے ساتھ باتوں میں مشغول رہا۔ شب جمعہ تھی جمعہ کے دن مویشی منڈی چوک حسینیہ (پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاکپتن شریف) تھی بیوپاری حضرات محمد صادق کے پاس آئے پروگرام بنتے رہے کہ فلاں فلاں نے فلاں فلاں چیز فروخت کرنے کے لیے لے جانی ہے اور فلاں فلاں نے فلاں فلاں جانور خرید کر لانے ہیں اندازاً تقریباً گیارہ بجے رات تک باتیں کرتے رہے۔ ابھی انہیں وہاں سے اٹھے پندرہ بیس منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ محمد صادق نے اپنے گھر والوں کو بلایا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ ان کی بیوی جلدی سے دوکاندار سے بوتل لائی ابھی پوری بوتل نہ پی سکے۔ اتنے میں ایک ڈاکٹری جاننے والے شخص کو بھی بلا لیا گیا۔ ابھی انجکشن لگا ہی نہیں تھا کہ زندگی کی سانسیں پوری ہو گئیں۔ ہم دیکھتے بھی ہیں اور عبرت بھی حاصل نہیں کرتے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

چلتے پھرتے موت:

ہمارے ہی گاؤں میں میاں محمد وریام میں رہتا تھا وہ بان بنانے کے لیے دریائی علاقے سے مونج سائیکل پر لا رہا تھا کہ راستے میں میرے ماموں حافظ منظور احمد نرگانہ سے ملاقات ہو گئی ماموں جان جو کہ میرے استاد بھی ہیں قرآن مجید اس فقیر نے انہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے پڑھا۔میاں محمد دریام میرے ماموں جان سے دوستی رکھتے تھے وہ اتر پڑے۔ماموں جان گائیں چرا کر گھر کی طرف آرہے تھے گھر سے تین چار ایکڑ ہی ابھی دور ہوں گے۔گائیں مونج کو منہ مارنے لگیں تو ماموں جان نے کہا میاں دریام تم ذرا آگے آگے چلے چلو۔بس اسی طرح پیدل سفر کرنے لگے۔ابھی بڑی مشکل سے ایک ہی ایکڑ گیا ہوگا کہ ان کے جسم سے سائیکل سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ سائیکل ایک طرف گر گیا خود بھی گر گئے۔ادھر اُدھر سے آدمی بھاگے بھاگے پہنچے جب دیکھا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر چکے تھے۔ ؎ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

بہر حال ابھی دہلی دوراست کا مقولہ زندگی اور موت کے سلسلے میں قطعاً درست نہیں عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔کسی بھی لمحے حضرت عزرائیل علیہ السلام دستک دے سکتے ہیں ان کی دستک آنے سے پہلے موت کی تیاری کر لیجئے۔اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

؎ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

-----☆☆☆-----

فریدا مَن مَیدَان کَر ، ٹوئے ٹِبّے لاہ اَگے مُول نہ آوسی ، دوزَخ سَندِی بَھاہ

حل لغات:

* من: دل، ضمیر چالیس سیر کا وزن، سانپ کا مہرہ، کنوئیں کی مینڈھ، مراد، دل، ضمیر، فخر وغرور تکبر، اپنے وجود سے ختم کرو۔ * میدان کر: صاف کر، پاک کر۔ * ٹوئے: جس کا واحد ٹویا، ٹوا، گڑھے۔ * ٹبے: واحد ٹبہ مٹی اور ریت کے بڑے بڑے ٹیلے، پہاڑ، پہاڑیاں۔ * لاہ: اتار دے۔ * اگے: سامنے، آگے، آخرت، آئندہ۔ * مول: بالکل نہیں، ہرگز نہیں، ذرا سا، جڑ، بنیاد، پونجی، سرمایہ، اولاد، قیمت، دام، نرخ، بھاؤ مراد پہلے معانی۔ * آوسی: آئے گا۔آئے گی۔ * دوزخ: وہ مقام کہ جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا انہیں دوزخ میں سزا دے گا، جہنم، کنایتہً پیٹ، شکم۔ * سندی: کی۔ * بھاہ: آگ۔

اے فرید! اپنی موہومہ ہستی یعنی میں کو ختم کر کے میدان کی مانند برابر کر دے اس کی وجہ سے جو اونچ نیچ کے گڑھے اور ٹبے بن چکے ہیں انہیں چٹیل میدان کی طرح کر دے۔اگر تو ایسا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر اگلے جہان تیرے سامنے دوزخ کی آگ نہیں آئے گی۔

مطلب:

اے فرید! اپنی موہومہ (وہمی ہستی، محض قیاسی ہستی، فرضی ہستی) جس کا نام تو نے میں رکھا ہوا ہے کہ میں نے پہاڑ گرا دیا، میں سب سے اوّل آگیا، میں نے مقابلہ جیت لیا، میرے مدمقابل کوئی نہیں، میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔میرا سامنا کوئی نہیں کر سکتا۔علم کے میدان میں میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا وغیرہ۔اس میں والی ہستی کو مار دے، اسے ختم کر دے، اس میں میں جو فخر وغرور اور تکبر کی اونچ نیچ اپنے آپ میں پیدا کر لی بلکہ بڑے بڑے پہاڑوں سے بھی بڑھ کر اپنے دل میں پیدا کر لی ہے اسے توڑ پھوڑ کر میدان کی طرح کر لے کہ اپنے وجود [illegible] کی وجہ سے جو تیرے دل اور وجود

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کی بیشی اعمال وعقائد کے لحاظ سے پیدا ہوگئی ہے وہ ختم کر کے اپنے دل کو راہِ راست اور صراطِ مستقیم کی طرف چلانے کے لیے میدان کر لے جیسے ایک کسان اگر کچھ کھیتی اور پھل چاہتا ہے تو پہلے اپنے کھیتوں کو ہموار کرتا ہے پھر فصل بیجتا ہے اسی طرح راہِ سلوک میں آنا چاہتا ہے تو اپنی میں کے بلند و بالا گڑھوں کو پُر کر کے اور پہاڑوں کو ڈھال کر صاف اور ہموار میدان بنا لے۔ اگر تو ایسا کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر تو سمجھ لے کہ کامیاب ہوگیا۔ اس جہان فانی سے جب تو رخصت ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ تیرے سامنے دوزخ کی آگ نہیں آئے گی یعنی تو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور عنایات کے باعث تجھے رب کائنات کے عنایات والے مقام بہشت سے نوازا جائے گا۔

فائدہ:

معارفِ فریدیہ میں یہی شعر یوں بیان ہوا ہے۔

فرید مَن مَیدانِ گَر ، ٹوئے ٹِبے رَاہ
اگے مُول نہ آوَسی دوزَخ دی بھاہ

پہلے مصرعہ کے آخر میں لاہ کی بجائے راہ، راہ کا معنی ہے راستہ

گویا آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! اپنے وجود سے میں جیسی بری صفت نکال دے کہ یہ تکبر، فخر و غرور کی علامت ہے۔ اس میں کی وجہ سے پیدا ہونے والے اثرات سے بھی اپنے وجود کو پاک صاف کر لے۔ اپنا دل ہر قسم کی بری صفات سے پاک کر۔ اسی میں کی وجہ سے تیرے عقائد و اعمال میں جو رخنے، گڑھے، ٹیلے راستے پیدا ہو گئے ہیں وہ سب دور کر کے سب ناہمواریاں دور کر لے راستہ صاف کر لے۔ اپنا ضمیر اور معاملاتِ زندگی پاک کر لے کہ تیرے وجود میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سبھی اونچ نیچ ختم ہو جائے اگر تو اس طرح صفائی ستھرائی کر لے دوزخ کی آگ تیرے سامنے بالکل نہیں آئے گی۔

اس شعر کا ترجمہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

اے فرید! اپنا دل پاک کرو، گڑھے، ٹیلے ہموار کرو، رستہ صاف کرو (اپنا ضمیر اور معاملات، زندگی پاک رکھو) تو دوزخ کی آگ ہرگز سامنے نہیں آئے گی (آخرت کی نجات کا دارومدار دنیا میں نیک پاک رہنے پر ہے۔

تکبر کی مذمت:

تکبر سخت گناہ اور حرام ہے اس کا انجام دنیا و آخرت میں ذلت و خواری کے سوا کچھ نہیں۔ اسی کا شکار ہونے کی وجہ سے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ یہی سبب بنا کہ بہشت سے نکالا گیا، رحمت حق سے دور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ابلیس پہ لعنت کی اور قیامت تک تمام ملائکہ اور تمام جن و انس اس پہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ وہ ابلیس اور اس کے متبعین جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

کیا خوب شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تکبر را عزازیل خوار کرد

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکبر نے ہی عزازیل کو ذلیل وخوار کیا اور لعنت کے قید خانے میں گرفتار کر دیا۔

قرآن پاک میں ہے کہ۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○ (پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۷)

اور زمین پر اترا تا نہ چل۔ بے شک تو زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

شیخی میں کوئی فائدہ نہیں۔ گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑ و لہٰذا عجز وانکساری قبول کرو سر بلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو، تربوز، متکبر آگ میں باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں۔ (تفسیر نوار العرفان، ص ۴۵۵)

(۲) متکبروں کا ٹھکانہ جہنم:

قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ○

(پ۲۴، سورۃ الزمر آیت نمبر ۷۲)

فرمایا جائے گا کہ داخل ہو جہنم کے دروازوں میں۔ اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

قرآن پاک میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے۔

حدیث شریف نمبر1:

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف ابواب الزہد حدیث نمبر ۱۹۷۶)

حدیث شریف نمبر2:

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ مردوں کی صورت میں ان کو ذلت ہر جگہ سے ڈھانپ لے گی جہنم میں ایک قید خانہ کی طرف ان کو کھینچا جائے گا جس کا نام بُولَس ہے۔ آگوں کی آگ ان کو گھیر لے گی دوزخیوں کے نچوڑ سے ان کو پلایا جائے گا جس کا نام طِیْنَةُ الْخِبَال ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف)

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے ایسے آئیں گے کہ ان کی صورتیں تو مردوں جیسی ہوں گی مگر چیونٹیوں کی طرح حقیر ہوں گے ہر طرف سے ذلت ان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے ہوگی وہ جہنم کی آگ میں چلیں گے، دوزخیوں کی پیپ پئیں گے۔

تین آدمیوں کے لیے وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین آدمیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ان میں سے ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس متکبر ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۴، حصہ اوّل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر وہ تین آدمی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور پھر وہ تین آدمی پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے، پہلے تین جو جنت میں جائیں گے ان میں سے ایک شہید دوسرا وہ غلام جو اپنے رب کی اطاعت سے غافل نہیں رہا اور تیسرا وہ غریب بوڑھا جو عیال دار ہے اور وہ تین آدمی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں سے ایک زبردستی مسلط ہونے والا حاکم، دوسرا وہ صاحب ثروت مالدار جو زکوٰۃ نہیں دیتا اور تیسرا فقیر متکبر ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد سے بغض رکھتا ہے اور تین میں سے کچھ کے ساتھ تو بہت زیادہ بغض رکھتا ہے پہلا یہ کہ وہ فاسقوں کے ساتھ تو بغض رکھتا ہے لیکن بوڑھے فاسق کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ دوسرا بخیلوں کے ساتھ لیکن مالدار بخیل کے ساتھ بہت ہی زیادہ بغض رکھتا ہے تیسرا تکبر کرنے والوں کے ساتھ لیکن فقیر متکبر کے ساتھ بہت ہی زیادہ بغض رکھتا ہے نیز تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے افراد سے تو بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے ایک تو پرہیز گاروں سے لیکن نوجوان پرہیز گار سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے دوسرا بخیلوں سے لیکن غریب سخی سے بہت زیادہ محبت فرماتا ہے تیسرا انکساری کرنے والوں سے لیکن مالدار منکسر المزاج سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۵، حصہ اوّل)

حضرت یحییٰ بن جعلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ایک حبہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عمدہ لباس، جڑاؤ جوتے اور کوڑا لٹکانا بہت ہی پسند ہے کیا یہ بھی تکبر ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے اور وہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا پسند فرماتا ہے جبکہ بوسیدگی و تنگ حالی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن تکبر یہ ہے کہ حق کو سفیہ جانے اور خلق خدا کو حقیر سمجھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے جوتے کو گانٹھتا ہے اور کپڑے کو پیوند لگاتا ہے اور اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے کر کے غبار آلود کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو صوف پہنتا ہے، پھٹا پرانا جوتا پہنتا ہے، اپنے گدھے پر سوار ہوتا ہے، اپنی بکری کا دودھ نکالتا ہے، اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھاتا ہے اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی متکبرانہ خُو کو مٹا دیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا رب اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب تیرا کس پر ہوتا ہے فرمایا اے موسیٰ جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان غلیظ ہو، جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۶، حصہ اوّل)

متکبرین کی مذمت اور متواضعین کی مدحت:

marfat.com

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تواضع ایک سبب ہے ہر نعمت پر حسد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا گیا ہے سوائے تواضع کے بعض دانا فرماتے ہیں قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے۔ منقول ہے کہ مہلب بن ابی صفرہ جو کہ حجاج کے لشکر کا سپہ سالار تھا وہ مطرف بن عبداللہ بن مخیر کے سامنے فاخرہ لباس میں متکبرانہ انداز میں گزرا تو مطرف نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے ایسی چال پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوتے ہیں مہلب نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ آپ نے کہا ہاں تیری ابتداء ایک بدبودار نطفہ سے ہے اور انتہا بدبودار مردار ہے اور ان کے درمیان ایک گندگی کا بوجھ لیے پھرتا ہے تب مہلب نے ایسا چلنا چھوڑ دیا ایک دانا کا کہنا ہے کہ مؤمن بندے کا فخر اپنے رب اور اس کی عزت وجلال اور اس کے دین پر ہوتا ہے جبکہ منافق کا فخر اس کے نسب اس کی عزت اور مال سے وابستہ ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے لیے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے پیش آؤ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور ذلت ہے اور تمہارے لیے یہ صدقہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعتیں عطا فرماتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۲۲۷۔۲۲۶، حصہ اوّل)

حدیث:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بھی انسان ہے اس کے سر میں دو زنجیریں ہیں ایک کا تعلق ساتویں آسمان سے ہے اور ایک کا تعلق زمین سے ہے۔ جب انسان عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان کی زنجیر کو کھینچ کر اس کو بلند کرتا ہے اگر وہ تکبر کرے تو ساتویں زمین کی زنجیر کھینچ کر اس کو ذلیل کرتا ہے۔ (لباب الحدیث، ص ۱۴۸، رواہ الطبرانی والبزار وابوالدیلمی والخرائطی)

فائدہ:

جب انسان تکبر کرتا ہے تو جہنم اس کی سزا ہے اور جو انسان عاجزی اختیار کرتا ہے تو وہ جہنم سے نجات پا جاتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا خالق خلق میں، خلق وسے رب مانہہ مندا کس نوں آکھیئے، جاں تس بن کوئی نانہہ

حل لغات:

* خالق: تخلیق کرنے والا، پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام۔ * خلق: خلقت، مخلوق دنیا کے لوگ، پیدائش، دنیا۔ * مانہہ: میں۔ * وسے: بسے، رہے۔ * مندا: برا۔ * نوں: کو۔ * آکھیئے: کہیں۔ * جاں: جدوں، جب۔ * تس: اوس، اُس۔ * بن: بجز، بغیر، سوا۔ * نانہہ: نہیں۔

اے فرید! خالق اپنی پیدا کردہ مخلوق میں اور مخلوق اپنے رب میں بستی ہے۔ بُرا بھلا کسے کہیں کہ جب اُس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔ خالق کے سبب مخلوق ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خالق کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ خالق اپنی تخلیق کردہ مخلوق میں اور مخلوق اپنے رب میں بستی ہے جب رب اور مخلوق کے سلسلے میں یہ صورتِ حال ہے تو پھر ہم کسے برا کہیں۔ بس ہمیں چاہیے کہ ہم مخلوق کو برا نہ کہیں کسی کے متعلق زبان درازی کا ہمیں کیا فائدہ اس سلسلے میں بس یہی کہہ کر خاموشی اختیار کرلیں کہ اللہ جانے اور اس کی مخلوق۔ مخلوق کے احوال اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ ہم آپس میں لڑنا جھگڑنا بند کردیں اس طرح کا وطیرہ اپنالیں تو پوری کائنات میں امن کا پرچم لہرانے لگے یہ اللہ والوں کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

-----☆☆☆-----

کُوک فریدا کُوک توُں ، جیوں راکھا جوار جَبْ لگ ٹانڈ انہ گِرے، تَبْ لگ کُوک پُکار

بابا فرید گنج شکر دی عظیم صوفی دانش، ص ۶۴

(Great Sufi Wisdom Baba Farid P.No: 64)

حل لغات:

★ کُوک کُوک: سریلی آواز، قمر، فاختہ، کوئل اور مور کی آواز۔ گھڑی، گھنٹے وغیرہ میں چابی دینا، شور چیخ وپکار یہاں یہی آخری معنی ہی مراد ہے۔ ★ توں: تو۔ ★ جیوں: جیسے۔ ★ راکھا: رکھوالی کرنے والا، حفاظت کرنے والا، پکی فصل سے پرندوں کو اڑانے والا۔ ★ جب لگ: جب تک۔ ★ ٹانڈا: جوار جوار کا پودا۔ ★ تب لگ: تب تک، اس وقت تک۔ ★ پکار: ناش، شکایت، شوروغل، بلاوا، حاضری، ضرورت، مانگ، ڈھنڈوار، اطلاع، اعلان اور فریاد یہاں یہی معنی مراد ہے۔

اے فرید! اپنے ایمان کی حفاظت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی ہے گناہوں کی دلدل سے بچنے کے لیے حفاظت کرتا رہ جیسے جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا شور کرکے پرندوں کو اڑاتا رہتا ہے۔ جب تک جسم کا ٹانڈا موت کے سبب پختہ ہوکر گر نہیں جاتا اس وقت تک کُوک اور فریاد کرتا رہ۔ شیطان اور شیطان صفت انسانوں کو اپنی ذات سے دور کرتا رہ۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ۔ اے فرید! تو ہر وقت چیخ وپکار کرتا رہ۔ جیسے جوار کی رکھوالی کرنے والا پرندوں کو فصل سے اڑانے کے لیے شور کرتا رہتا ہے۔ چیختا چلاتا رہتا ہے پرندوں کو اڑاتا رہتا ہے۔ تاکہ پرندے جوار پکنے تک جوار کے سٹہ سے بیج نہ کھا جائیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیج کی حفاظت کی جائے اور پھر اپنے مقصد کے لیے بیج استعمال کیا جائے۔ جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا اس وقت تک جوار کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ شور کرتا رہتا ہے جب تک بیج پک نہیں جاتا اور بیج پکنے کی عام سادہ سی نشانی یہ ہوتی ہے کہ جوار کا ٹانڈا یعنی پودا پہلے سبز ہوتا ہے۔ جب بیج پک جاتا ہے تو اس وقت خود بخود ہی خشک ہوجاتا ہے اس کا رنگ پیلا ہوجاتا ہے۔ اور جوار کا پودا خشک ہوکر خود بخود ہی گر جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید تو ہر وقت شور اور چیخ وپکار کرتا رہ جوار کی حفاظت کرنے والا اپنی جوار کی حفاظت کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے شور مچاتا رہتا ہے۔ یہ چیخ وپکار اس وقت بند کرتا ہے جب جوار کا بیج پک کر تیار ہو جاتا ہے اور جوار کا ٹانڈا خود بخود ہی خشک ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب جوار کا بیج بہترین طریقے سے پک کر تیار ہو گیا ہے۔

حکمت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے تشبیہ کے ذریعے حکیمانہ انداز سے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے کہ انسانی جسم اور روح، جوار کے کھیت کی مانند ہے۔ اس کھیت کو اجاڑنے تباہ وبرباد کرنے اور نقصان پہنچانے کے لیے اس پر شہوت، ہوس، غصہ، حرص، فخر، غرور، تکبر، حکمرانی، چوری چوری چکاری قتل وغارت گری، لالچ، ہوس، شیطان، نفس امارہ وغیرہ کے پرندے اور درندے حملہ کر کے ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان پرندوں اور درندوں سے حفاظت کے لیے ہمہ وقت طہارت بدنی قلبی اختیار کرے، اللہ رب العزت کے ذکر وفکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اس وقت تک اپنا تارہے جب تک موت اس کے جسم کے ٹانڈے کو گرا نہ دے۔ آخری سانس تک دشمن پرندوں اور درندوں سے حفاظت کا بندوبست بڑے محکم انداز میں کرتا رہ۔

کوک فریدا کوک جیوں راکھا جوار:

اے فرید! جیسے جوار کا راکھا یعنی جوار کی حفاظت کرنے والا ہر وقت شور کرتا رہتا ہے اور اپنی جوار کی حفاظت کرتا رہتا ہے تو بھی اسی طرح اپنے سانسوں کی حفاظت کرتا۔ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا رہ۔ اپنی زندگی کے شب وروز کی حفاظت کرتا رہ۔ تاکہ تیری زندگی کے شب وروز اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق گزریں، تیری زندگی کے لیل ونہار میں شیطانی چالبازیوں کی آمیزش نہ ہو۔ تیری زندگی کی ہر سانس شیطانی چالوں کا شکار ہو کر بدقسمتی کی دلدل میں نہ جا گرے۔ جو تیرے لیے حق تعالیٰ سے دوری کا سبب بن جائے۔ جو سبق تجھے مرشد نے پڑھایا ہے اسی کے مطابق اپنی زندگی کے لمحات خوب مضبوطی سے گزار شیطان اور شیطان کے چیلے تجھے خراب کرنے کی کوشش کریں گے جو جیسے جوار کے راکھے کو پرندے تنگ کرتے ہیں۔ دیکھ جوار راکھے کی ہے یا پرندوں کی ہے صاف ظاہر ہے کہ جوار کے راکھے کی جوار ہے اور اب اس کی حفاظت بھی وہ خود کر رہا ہے۔ جب چور چوری چکاری سے باز نہیں آتے تو تُو اپنے حق کی حفاظت سے کیوں تنگ آتا ہے۔ تھوڑی سے تکلیف تو اسے اٹھانی پڑتی ہے مگر پھر سکون بھی حاصل کرتا ہے۔ فوائد بھی حاصل کرتا ہے۔ اگر وہ اس کی حفاظت نہ کرے۔ جو جانور جیسے مرضی خراب کرتا رہے تو اس میں سے اسے کیا حاصل ہوگا نقصان ہی نقصان ہوگا۔ بعینہ اگر انسان اپنی زندگی کی حفاظت، شیطان، شیطان صفت انسانوں سے نہ کرے گا۔ مضبوطی اختیار نہ کرے گا۔ جو جیسا کہے اسی کے مطابق عمل کرے گا تو پھر ایسا انسان دینی وایمانی چوروں کے ہاتھوں اپنی زندگی کے لمحات ضائع کر بیٹھے گا بلکہ جن سانسوں میں ذکر کر کے اس نے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا وہ نہ صرف ضائع کر بیٹھے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتری کا شکار ہو جائے گا۔ گناہوں کی دلدل میں گرنے کی پاداش میں جنت کا مستحق ہونے کی بجائے جہنم میں پھینک دیا جائے گا ایسی صورت میں وہی انسان اپنے دین وایمان کے چوروں اور ڈاکوؤں کو اپنی زندگی سے نہ نکال کر کتنا دھوکا کھا جائے گا کتنا نقصان اٹھائے گا۔ اس کے متعلق تو کچھ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لیے اپنی زندگی سے شیطانی اور شیطان صفت انسانوں کو نکال دینا چاہیے تاکہ دین وایمان محفوظ رہیں صراطِ مستقیم کے مطابق زندگی کے لیل ونہار گزریں۔ اور اگر دین وایمان کے دشمنوں سے اپنی زندگی محفوظ کر لے گا بچا لے گا تو حق تعالیٰ کی بارگاہ سے خوب نوازا جائے گا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب لگ ٹانڈ انہ گرے تب لگ کوک پکار:

جب تک انسان زندہ ہو اس وقت اسے حفاظت کرنی چاہیے۔ جب اس جہان فانی سے ایمان سلامت لے گیا تو پھر حق تعالیٰ خصوصی کرم نوازی فرمائے گا قبر کو بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے گا۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار (لباب الحدیث باب ۳۰ بحوالہ الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

قبر میں مومن کی شان:

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤمن فی قبرہ فی روضة خضراء ویوسع لہ قبرہ سبعین ذراعاً، ویضی حتی یکون کا لقمر لیلة البدر○

(لباب الحدیث باب ۳۰ ص ۱۶۹ بحوالہ رواہ البخاری ومسلم والنسائی بعض الاجزاء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن قبر میں ایسے ہوتا ہے جیسے سرسبز محل میں ہو اور قبر اس کے لیے ستر ہاتھ وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کو روشن کر دیا جاتا ہے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔

شب وروز جدوجہد:

جناب مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

بابا صاحب فرماتے ہیں کہ تو اپنے قلب یا جسم کے جوار کے کھیت سے جو بحکم الٰہی بذریعہ اعمال حسنہ نجات یا حیات ابدی کا خرمن حاصل کرنے کے لیے قدرتاً بویا گیا ہے ذکر الٰہی کی یاد سے غصہ، محبت بنکار کے جانوروں کو جو کہ ہر وقت اس کھیت جوار کے کو شروع سے اخیر تک کھاتے رہتے ہیں اور مالک کھیت کو کاٹنے تک خسارہ دیتے رہتے ہیں اور اعمال حسنہ کا کافی خرمن حاصل کرنے سے محروم رکھتے ہیں شب وروز پکار کر اڑاتا رہ تاوقتیکہ یہ کھیت کاٹ کر خرمن نہ کیا جاوے اور اس کی قیمت کے عوض اجر یا ثواب درگاہ خدا سے عطا نہ ہو جاوے۔ اس واسطے ہر انسان کو لازم ہے کہ ہوشیار اور خبردار ہو کر اپنی ہستی یا قلب کی زمین میں اعمال حسنہ کے خلوص سے تخم ریزی کرے اور کسی مرفوع الاجازت شیخ سے تعلیم وتلقین پختگی اور حفاظت کھیت کی حاصل کر کے شب وروز جہد وریاضت کے ساتھ ذکر جلی وخفی کی پکار سے اپنی ہستی موہومہ کے کھیت سے خواہشہائے نفسانی کے جانوروں کو دمبدم اڑا دے اور امن وامان سے خرمن روحی کی خلعت فاخرہ پہنے تاکہ ہمیشہ کے لیے کسی طرح کا خوف اور غم نہ رہے۔ (دیوان فرید، ص ۱۲۵۔۱۲۴)

دائمی ذکر حق:

کوئی لمحہ بھی ذکر حق سے غافل نہ ہو جو لمحہ ذکر حق سے غفلت میں گزرا سمجھ لیجئے کہ وہ لمحہ دشمن کا جادو چل گیا وہ لمحہ تیرے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے حق تعالیٰ کے قرب سے دوری کا کانٹا لے کر آئے گا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی وقعت ہے وہ دونوں جہان میں ملعون طالب ہے وہ درویش نہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ

الدنیا ملعون ومافیھا الاذکر اللّٰہ

یعنی ذکر الٰہی کے سوا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے۔ (ابیات باہو شرح، ص ۹۴، بحوالہ محبت الاسرار، ص ۱۴، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ)

حکایت:

ایک روز حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ گھر سے باہر تشریف لائے تو ابلیس کو دروازہ پر کھڑا پایا فرمایا اے ابلیس! تو یہاں کیوں کھڑا ہے جاؤ؟

ابلیس نے کہا اے غوث الاعظم آپ کا غلام درم دینار اندر لے گیا ہے درم کے انتظار میں کھڑا ہوا درم و دینار میری متاع قلیل ہے اور متاع قلیل عورت کے حیض آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **قل متاع الدنیا قلیل** کہہ دو دنیا کی متاع قلیل ہے (سورۃ النساء۔۷۷) جو کوئی درم و دینار سے محبت رکھتا ہے اے پیر! وہ میری جان اور میرا بھائی ہے اور شیاطین بے دین علیہ لعنت مجھ سے ہیں۔

حضرت پیر دستگیر اندر گئے اور درم و دینار اندر سے لا کر ابلیس کے حوالے کیے ابلیس نے کہا اے پیر! اہل ہوا اور اہل دنیا چاہے عالم فاضل ہو یا فاضل یا متقی یا جاہل فقیر ہو یا پارسا ہو وہ سب طالب میرے ہیں۔ دنیا کا مرید میرا مرید ہے۔ دنیا کا غلام میرا غلام ہے۔ (ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح، ص ۹۴ بحوالہ گنج الاسرار، ص ۱۲۔۱۱، از سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ)

فائدہ:

اسی لیے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایہہ دنیاں رن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حُب دنیاں دی رب تھیں موڑے، ویلے فکر کچیوے ہو
سہ طلاق دنیاں نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے ہو

(ابیات باہو)

مرشد کریم سے تعلیم وتلقین:

کسی صحیح مرشد کریم سے تعلیم و تلقین حاصل کرے اور شب و روز ریاضت میں مصروف ہو جائے ذکر جلی اور خفی کے ذریعے غفلت دور کرے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ:

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الف۔ اللہ چلے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگ ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو، جیں ایہ بوٹی لائی ہو

(ابیات باہو)

غوث الاعظم کا فرمان:

سید عبدالقادر جیلانی سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں" ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبودار پھول ہے اس کی سرزمین میں صدیق (یعنی انبیاء علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں۔اس کی خوشبو اُن کے دلوں میں اُتر جاتی ہے تو ان کا جذبہ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھا جاتا ہے۔"

پھر فرمایا"تو شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کا پھل لائے"

پھر فرمایا"توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے"(ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح، ص ۶۵)

سلطان العارفین کا کلام:

اسی شعر کی ترجمانی دیکھنی ہو تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ یہ کلام ملاحظہ فرمائیے فرق صرف اتنا ہے کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ اپنی حیات مستعار کی حفاظت کرتا رہ۔ سلطان العارفین نے اللہ والوں کی زندگی کے لمحات کیسے گزرتے ہیں۔ان کے ساتھ کیا کچھ بیتتا ہے۔دشمن کی چالوں اور حق کے متوالوں کا طریقہ بھی بیان فرمادیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

الف: الست بربکم سنیا دل میرے، نت قالو بلےٰ کو کیندی ہو
حُب وطن غالب ہوئی ھک پل سون نہ دیندی ہو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق داراہ مریندی ہو
عاشقاں مول نہ قبول کیتی باہو تو نے کرکر زاریاں روندی ہو

(ابیات باہو)

ذکر اللہ کے متعلق کسی اور مناسب مقام پہ انشاءاللہ عرض کیا جائے گا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جَیِن دینہہ نالا کپیا ، جے گل کپی چکھ پون نہ اِتی ماملے ، سہاں نہ اِتی دُکھ

حل لغات:

★ جیں: جس، جونسے، جب۔ ★ دینہہ: دن۔ ★ نالا: ناڑو، ناڑا، ناف کی نالی جس سے ماں کے پیٹ میں بچے کو غذا ملتی ہے اور پیدائش کے وقت کاٹ دی جاتی ہے۔ ★ کپیا: کپن یعنی کاٹنا مصدر سے ماضی کاٹا، کاٹ کر کاٹ کر علیحدہ کیا۔ ★ جے: اگر۔ ★ گل: گلا، حلق، گردن۔ ★ کپیں: کاٹ دیں، کاٹ دیتے۔ ★ چکھ: تھوڑی سی، کچھ، ذرا سی۔ ★ پون نہ: نہ پڑیں، نہ پڑتے۔ ★ اتی: اتنے۔ ★ ماملے: معاملے، مسائل۔ ★ سہاں نہ: نہ میں سہوں، مجھے نہ سہنے پڑتے، مجھے نہ اتنے مسائل سے واسطہ پڑتا۔ ★ اتی دکھ: اتنے دکھ، اتنی مصیبتیں، اتنے غم۔

مطلب:

اے فرید! جس دن پیدا ہوا۔ اس وقت جس نے میری ناف والی نالی کاٹی تھی وہی اگر اس دن میرا تھوڑا سا گلا بھی کاٹ دیتا۔ تو میں اسی وقت اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا۔ نہ بانس ہوتا نہ بانسری بجتی۔ نہ اتنی زندگی ہوتی اور نہ ہی اتنے مسائل کا شکار ہوتا۔ اتنے دکھ نہ سہنے پڑتے۔

بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ دُکھوں سُکھوں کا حسین امتزاج زندگی ہے۔ یعنی دکھوں سکھوں کے حسین امتزاج کو زندگی کہا جاتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات حقیقت معلوم ہوتی ہے مثلاً یہی دیکھئے کہ زندگی میں اگر سکھ ہی سکھ ہوں جس نے کبھی دکھ نہ دیکھے ہوں اسے سکھوں کی کیا قدر، دکھ تو انسان کو سکھوں کی قدر سے آشنا ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔ جو زندگی میں دُکھوں سے آشنا نہیں ہوتا اُسے سکھوں کی حقیقت کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ بہر حال حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں۔ سمجھایا ہے کہ دکھوں کا آنا اور متفرق معاملات کا زندگی میں پیش آنا مِنْ جَانِبِ اللّٰہ ہے یعنی زندگی میں ایسے تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر گھبرانا نہیں چاہیے۔ دکھوں سے مغلوب ہو کر بے صبری کا مظاہرہ قطعاً مناسب رویہ نہیں ہے۔ دکھوں کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور سکھوں کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حکایت:

ایک دفعہ الفقیر ابو احمد اویسی نے فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ کل نفسٍ ذائقة الموت کہ موت کا ذائقہ ہر نفس نے چکھنا ہے۔ جبکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ موتوا قبل انت موتوا۔ کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اب اگر مرنے سے پہلے خود ہی موت کے اسباب بناتے ہیں تو اسے شرعی نقطہ نظر سے خودکشی کہا جاتا ہے جبکہ خودکشی کا بہت بڑا عذاب اسلام میں بیان کیا گیا ہے۔

اب دیکھئے جب موت نے آنا ہے تو اسی وقت موت آئے گی جو موت کے لیے وقت مقرر ہے وقت مقررہ سے پہلے موت آ نہیں سکتی تو پھر مرنے سے پہلے مرنے کا کیا مطلب ہے۔

فیض ملت نے ارشاد فرمایا: اس موت سے مراد وہ موت نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنا وجود اور اپنی خواہشات نفسانیہ کو مار دو۔ اپنی خواہشات نفسانیہ ختم کر دو۔ وجود

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کا ہو اس پہ حکم اللہ و رسول کا چلے۔ آپ کے جسم پہ حکومت خالق و مالک کی ہونی چاہیے حق تعالیٰ کی حکمرانی کی بجائے اپنی من مانی کبھی نہ کیجئے۔

مثلاً دیکھئے دکھ آئیں تو آنے دو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرو بلکہ صبر و استقامت سے کام لیتے ہوئے دینی احکام کے مطابق عمل کرو۔ اگر سکھ آئیں تو اتراتے نہ پھرو کہ دیکھا میری عقل کا ثمر، دیکھا میری سیاست نے کیسے کام دکھایا۔ یہ ہے میری فہم و فراست کا نتیجہ۔ نہیں بلکہ دکھ آئیں تو برداشت کیجئے کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں بے صبری کا مظاہرہ نہ کیجئے اور سکھ آئیں تو اسے حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوئے تکبر میں نہ آجایئے جس نے یہ سکھ اور سکون دیا ہے وہ لے بھی سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تیری مَیں نہیں ہونی چاہیے اپنی مَیں کو ختم کر دیجئے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنے آپ کو مردہ کی طرح سمجھیے جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے جیسے مرضی غسال اسے ادھر اُدھر کرتا رہے تو مردہ کی اپنی مرضی نہیں چلتی بلکہ غسل دیتے ہوئے غسال کی مرضی چلتی ہے اسی طرح اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنی ذات کو مردہ سمجھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا فرمانا بزرگوں کی اتباع میں:

اس شلوک سے مراد یہ نہیں کہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ آپ کا یہ فرمانا اولیائے کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگوں کی اتباع کی حیثیت سے ہے۔

انسان کی اقسام:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

انسان تین طرح کے ہیں۔

(۱) دنیا میں ڈوبا ہوا۔

(۲) مبتدی سالک توبہ کرنے والا۔

(۳) عارف سالک منتہی

(۱) پہلی قسم کا انسان موت کو یاد نہیں کرتا اگر کرتا ہے تو اپنی دنیا پر افسوس کی وجہ سے اس کی برائی کرنے لگتا ہے۔ ایسے آدمی کو موت کی یاد خدا سے اور زیادہ دور کر دیتی ہے۔

(۲) تائب موت کو اس لیے زیادہ یاد کرتا ہے کہ اس کے دل میں سے خوف اٹھے اور توبہ کو کامل کر دے اور بعض اوقات اسے برا بھی جانتا ہے۔ اس نظریہ سے کہ کہیں پہلے توبہ کی تکمیل اور توشہ کی تکمیل کے موت نہ آجائے۔ یہ شخص موت کے برا جاننے میں معذور ہے وہ اس حدیث کے مضمون میں داخل نہیں من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقائہ یعنی جو شخص اللہ عزوجل کی ملاقات کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا جانتا ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص موت اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کو برا نہیں جانتا بلکہ اپنے قصور اور تقصیر کی وجہ سے لقائے ربانی سے محروم نہ ہو جاؤں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثال:

جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی ملاقات میں اس وجہ سے تاخیر کرے کہ اس دوران معشوق کی مرضی کی موافقت کی تیاری میں لگا رہے تو ایسے عاشق کو یہ نہ کہیں گے کہ محبوب کی ملاقات سے گھبرا رہا ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ ہمیشہ موت کی تیاری میں لگا رہے۔ کوئی کام اس کے سوا نہ ہو۔

(۳) وہ عارف جو ہمیشہ موت کو یاد کیا کرتا ہے اس لیے کہ موت پر وعدہ ملاقات حبیب ہے اور محب اپنے محبوب کے وعدہ وصال کو کبھی نہیں بھولتا بلکہ ایسا شخص اکثر موت کے لیے جلدی کرتا ہے اور اس کے آنے سے خوش ہو کر اسے محبوب جانتا ہے تا کہ گنہگاروں اور دنیاداروں سے نجات پا کر رب العلمین کے جوار میں پہنچے۔

فائدہ:

تائب تو موت کو برا جاننے میں معذور ہے اور عارف موت کے اچھا جاننے میں اور اس کی تمنا کرنے میں اور ان دونوں سے بڑھ کر وہ ہے جو اپنا معاملہ اللہ عزوجل کو سپرد کرے کہ وہ اپنے لیے نہ موت پسند کرے اور نہ زندگی بلکہ سب چیزوں سے محبوب تر اس کے نزدیک وہی ہے جو اس کے مالک کے نزدیک محبوب تر ہو۔ اس طرح کا شخص فرط محبت اور عشق کے حیات مقام تسلیم اور رضا میں پہنچ جاتا ہے اور یہی علت غایت اور منتہائے آرزو ہے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم، ج ۴، ص ۸۲۵)

فریدا! جیں دینہہ نالا کیا ، جے گل پیں چکھ
پون نہ اتی معاملے ، سہاں نہ اتی دکھ

خوفِ خدا کی فضیلت

حدیث شریف:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! مجھ سے ایسے ڈر کہ جیسے ایذا رساں درندے سے ڈرتے ہو۔ (احیاء العلوم ۴ باب خوف ورجا)

آیت:

(۱) هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ (پ۹، اعراف ۱۵۴)

ہدایت اور رحمت ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۲) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ (پ۲۲، سورۃ فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے۔

(کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ○ (پ۳۰ البینہ ۸)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

(۴) وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ (پ۴، آل عمران ۱۷۵)

اور مجھ سے ڈرا گر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

(۵) وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوْا اللّٰہَ ط (پ۵، انساء ۱۳۱)

بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(۶) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ج ○ (سورۃ رحمٰن ۴۶)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

حدیث:

اَلْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہ

حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔

(۲) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

(۳) تم میں سے کامل عقل والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ کرتا ہے۔

(۴) حدیث قدسی شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! کہ میں اپنے بندے پر دو خوف یکجا نہیں کروں گا اور نہ ہی دو امن۔ پس اگر میرا بندہ مجھ سے دنیا میں مامون ونڈر رہے گا تو پھر میں اسے قیامت کے دن ڈراؤں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں ڈرے گا تو پھر میں اسے قیامت کے دن امن اور بے خوفی سے نوازوں گا۔

(احیاء العلوم، ج۴، خوف ورجا)

بزرگوں کے اقوال:

(۱) موت کو یاد کرو۔ سن لو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہیں معلوم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) موت نے دنیا کو رسوا کر دیا، عاقل کے لیے خوشی کا نام نہ چھوڑا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ)

(۳) دو چیزوں نے دنیا کی لذت مجھ سے دور کر دی، موت کا ذکر، خدا تعالیٰ کی پیشی۔ (حضرت ابراہیم ہیتمی)

(۴) جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کی مصیبتیں اور رنج آسان ہو جاتے ہیں۔ (حضرت کعب رضی اللہ عنہ)

(۵) موت کو یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

(۶) میں نے جس عاقل کو بھی دیکھا ہے تو موت سے خائف اور اس سے اندوھناک پایا ہے۔ (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

(۷) ایک لمحہ موت کا ذکر میرے دل سے جدا ہوگا تو دل فاسد ہو جائے گا۔ (حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۸) اس موت نے تو راحت والوں کے چین میں رخنہ ڈالا پس ایسی راحت تلاش کرو جسے فناہ نہ ہو۔

(مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ)

(۹) جب تو مردوں کو یاد کرے تو خود اپنے آپ کو بھی ان جیسا شمار کر۔ (حضرت ابودؤاد رضی اللہ عنہ)

حکایت:

حضرت ابن مطیع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے گھر کو دیکھا اس کی خوبی محسوس ہوئی تو آپ رو پڑے اور کہا بخدا اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھ سے خوش ہوتا۔ اگر انجام ہمارا قبروں کی تنگی نہ ہوتی تو دنیا سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ (احیاء العلوم، ج ۴)

(۱۰) اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتا ہے اسے ہر طرح کی بہتری خوف سکھاتا ہے۔ (حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱) میں جب اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو ایک دروازہ حکمت وعبرت کا ایسا کھل جاتا ہے کہ جسے میں نے اس سے قبل کبھی بھی نہ دیکھا ہوگا۔ (حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۲) اللہ تعالیٰ سے جو ڈرتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اور عقل صحیح ہو جاتی ہے۔

(حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۳) پہچان سعادت یہ ہے کہ بندے کو بدبختی کا خوف ہو کیونکہ خوف بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک باگ ہے جب یہ ختم ہو جائے تو پھر بندہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا کہ وہ تمہیں اتنا ڈرائیں کہ تم ڈرتے ڈرتے امن کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ (حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۵) جس دل سے خوف ختم ہو جاتا ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۶) جو شخص رو سکتا ہے اسے چاہیے کہ وہ روئے اور جو نہ رو سکے اسے رونی سے صورت ضرور بنا لینی چاہیے۔

(سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

(۱۷) جہاں آنسو لگ جائیں وہاں نار جہنم نہیں پہنچے گی۔ (حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۸) بالفرض محال اگر اس طرح ندا ہو کہ ایک بندے کے سوا باقی تمام لوگ ہی دوزخ میں پھینکے جائیں گے صرف ایک آدمی دوزخ سے بچ جائے گا تو پھر بھی یہی رجاء اختیار کروں گا کہ وہ بچنے والا میں ہی ہوں اور اگر بالفرض محال اس طرح ندا ہو کہ تمام لوگ بہشت میں داخل ہوں گے سوائے ایک بندے کے تو مجھے یہی خوف لاحق ہوگا کہ کہیں پیچھے رہ جانے والا میں ہی نہ ہوں۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

(۱۹) جنت کا مشتاق شہوتوں والی اشیاء کو بھول جاتا ہے اور دوزخ کی آگ سے ڈرنے والا حرام چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔

(حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ)

(۲۰) جو شخص مرنے کے وقت ایمان چھن جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے اس کا ایمان لازماً چھن جاتا ہے۔

(حضرت ابودواد رضی اللہ عنہ) (احیاء العلوم شریف جلد اوّل باب خوف و جاء)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوفِ خدا کے واقعات:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کو دیکھ کر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو میں تجھ جیسا ہوتا اور آدمی نہ ہوتا۔

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش! میں درخت ہوتا اور کوئی کاٹ دیتا۔

(۳) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا۔

(۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاؤں۔

(۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں نسیا منسیا ہو جاؤں۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی آیت قرآن مجید سنتے تو خوف سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی۔ ایک دن آپ نے ایک تنکا زمین سے اٹھا کر کہا کہ کیا خوب ہوتا جو میں تنکا ہوتا۔ کاش! میں کوئی چیز مذکور نہ ہوتا۔ کاش میں نسیا منسیا ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔

(۷) آپ کے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ (عزوجل) سے ڈرتا ہے۔ وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا اور جو کوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے وہ اپنی جی چاہتی بات نہیں کرتا۔ اگر قیامت نہ ہوتی تو ہم کچھ اور ہی ڈھنگ دیکھتے۔

(۸) حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اچھا سمجھتا ہوں کہ راکھ ہو جاؤں اور میرے اجزاء ہوا میں آندھی کے دن میں متفرق کر دیں۔

(۹) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں مینڈھا ہوں اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیں اور کھالیں اور میرا شوربا پی لیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے تو ان کے خوف کو دیکھ کر یہ جانتے کہ گویا آگ ہمارے چاروں طرف محیط ہے۔ (احیاء العلوم، ج۴ باب خوف ورجاء)

تلك عشرة كامله۔

فائدہ:

یہ شلوک اس قسم کے مفہوم پر مبنی ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مَیں ڈوں مار کے مُنج گز، نِکی گز کے گٹ — بَھرے خَوانے رَبّ دے، جو بھاوے سولُٹ

(دیوانِ فرید، ص ۱۲۷)

(بول فریدی، ص ۱۱۵، بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور تعلیمات، ص ۲۰۴، معارف فریدیہ، ص ۳۰۹)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حل لغات:

★ میں: واحد متکلم، اپنی ذات خود آپ، غرور، تکبر۔ ★ نوں: کو۔ ★ مار: چوٹ، ضرب، دھکا، صدمہ، دکھ، درد، ٹوٹا خسارہ، غضب الٰہی، کثرت، لعنت پھٹکار، ہلاک کرنے والا، مارنا کا حاصل مصدر اور مارنا سے امر یہاں یہی مراد ہے۔ سانپ ناگ۔ ★ مار کے: کوٹ کوٹ کر۔ ★ منج: مونج، یہ ایک گھاس ہے جس کی رسی بٹی جاتی ہے جس کو کوٹ کوٹ کر باریک کر کے اس کا بان بنایا جاتا ہے جس سے چارپائیاں بنی جاتی ہیں۔ ★ نکی: چھوٹی، باریک باریک۔ ★ کٹ: کوٹ، کوٹنا مصدر سے امر۔ ★ بھرے خزانے: بھرے ہوئے خزانے۔ ★ رب: پالنے والا، پروردگار، مالک۔ ★ دے: کے۔ ★ بھاوے: پسند آئے، اچھا لگے۔ ★ سو: وہ، جو، تو، اس لیے۔ ★ لٹ: لوٹ لے، حاصل کر لے۔

اے فرید! میں یعنی فخر وغرور اور تکبر کو مار کر مونج (جسے کوٹ کوٹ کر بان بنانے کے لیے باریک کر لیا جاتا ہے) بنا دے یعنی جیسے مونج کی اکڑ اور سختی ختم ہو جاتی ہے تب بان بنانے کے قابل ہوتی ہے اسی طرح اپنے وجود سے تکبر ختم کر دے اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے بھرے ہوئے خزانے تیرے سامنے ہوں گے ان میں سے جو چاہے حاصل کرنا۔

مطلب:

اے فرید! تیرے وجود میں فخر، غرور اور تکبر نے جگہ بنا رکھی اس میں کو مار۔ اتنا مار کہ کوٹ کوٹ کر اس کا بھرکس نکال دے، اسے فنا کر دے حتیٰ کہ اس کی وہی کیفیت کر دے جو بان بنانے والا مونج کی کیفیت کر دیتا ہے کہ نہایت باریک ہو جاتی ہے تب کہیں جا کر مونج بان بنانے کے کام آتی ہے ورنہ اس موٹی موٹی مونج سے بان نہیں بنایا جا سکتا اس میں کے فخر وغرور اور تکبر کے بت کو مار مار کر پاش پاش کر دے نہایت باریک کر دے حتیٰ کہ اس کی ہستی ہی مٹا دے۔ جب تیرے وجود سے میں کا بت پاش پاش ہو جائے گا مونج کی طرح اسے تو کوٹ کوٹ کر مونج کی طرح نہایت باریک کر دے گا حتیٰ کہ اسے ختم کر دے گا۔ تو پھر تیرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ مالک وخالق، واحدہٗ لاشریک کے خزانے تیرے سامنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی لطف وکرم سے تیرے ساتھ پیش آئے گا۔ پھر تیرا جو جی چاہے وہی کچھ حاصل کر لینا۔ تیرا ہاتھ نہیں روکا جائے گا۔ جو کچھ تیری زبان سے نکلے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تجھے عطا فرمائے گا۔ تیرے دعا کے لیے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے گا بلکہ تیری ہر دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ تجھے انعامات وافرہ سے نوازے گا۔ کشف وکرامات کا بھی تو محتاج نہ ہوگا۔ علوم کے خزانے تیرے لیے کھول دیئے جائیں گے۔ دنیوی خزانے تیرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔ اپنی مرضی سے فقر اختیار کرے تو اور بات ہے ورنہ تجھے کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات ہمہ وقت تیرے شامل حال ہوگی۔ مغفرت وبخشش کے انعامات سے بھی نوازا جائے گا۔

فائدہ:

اپنے وجود سے تکبر دور کرنے کے فوائد اس شلوک میں بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے تکبر کرنے کے نقصانات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِمَیِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ○ (پ۱۳،سورۃ ابراہیم ۱۵تا۱۷)

اورانہوں نے فیصلہ مانگااور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی۔ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔ (کنزالایمان)

(۲) لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ

اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

متکبر جنت میں داخل نہ ہوگا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آگ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مانند ایمان ہے۔ اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مانند تکبر ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبریائی (تکبر) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند جو شخص ان میں سے میری ایک شے بھی چھینے گا میں اسے دوزخ میں ڈال دوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر) (سنن ماجہ شریف باب البراۃ من الکبر والتواضع)

دوزخی درشت خو اور متکبر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دوزخی درشت خو تکبر کرنے والے، بہت جوڑنے والے اور کچھ بھی (راہ حق میں) نہ دینے والے اور جنتی کمزور مغلوب ہیں۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳، باب ۹ تکبر و خود پسندی)

متکبرین کیلئے جہنم میں ایک مکان:

ایک حدیث میں اس طرح بھی آتا ہے کہ دوزخ میں ایک ایسا مکان بھی ہے جس میں تکبر کرنے والوں کو بند کر دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳، باب ۹، تکبر و خود پسندی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ لَفْخَۃِ الْکِبْرِیَآءِ

یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پھونک کبریا سے۔ (احیاء العلوم شریف جلد ۳ باب ۹)

فریدا! میں نوں مار کے منج کر، نکی کر کے کٹ:

اس مصرعہ میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں (اپنے وجود کی اکڑ) اپنے وجود سے نکال دے اگر نکلنی مشکل ہے تو اسے عاجزی اختیار کر کے اپنے وجود میں میں اس کی علامت نفس امارہ ہے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے کوا تنا مارا تنا مار کہ وہ خود ہاتھ باندھ کر عرض کرے کہ اب میری بس ہے۔ جیسے مونج سے بان بنانے والا مونج کو اس وقت تک کوٹتا چلا جاتا ہے جب تک اس میں ذرہ بھر بھی اکڑفوں رہ جاتی ہے اور جب اس مونج کی اکڑفوں نکل جاتی ہے تب کہیں جا کر وہ بان بنانے کے کام آتی ہے اسی طرح ارے انسان جب تک تجھ میں (میں) کی اکڑفوں باقی ہے نہ تو تو اپنا کوئی بھلا کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی اور کے کام آسکتا ہے اور نہ ہی تجھ میں بذات خود مضبوطی آسکتی ہے اور نہ ہی تین چار فٹ سے زیادہ لمبا ہو سکتا ہے اور اگر تجھ سے اکڑفوں نکل گئی تو پھر تیرا وجود تیرے اپنے لیے بھی کارآمد اور مفید بن جائے گا اور مخلوق خدا کے لیے بھی مفید بن جائے، اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے بھی مفید شہری اور مفید فرد بن جائے گا۔ ارے جہاں تک تیرا وجود نہیں بھی پہنچ سکتا تو (میں) نکل جانے کے باعث حق تعالیٰ کا انعام تجھے یہ ملے گا دنیا و آخرت تیری سنور جائے گی۔ جیسے مونج کی اکڑفوں نکل جائے تو لوگوں کے قرب کا باعث بن جاتی ہے اگر تیری اکڑفوں نکل گئی تو تجھے بھی عام لوگوں کا بھی قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کے محبوب بھی تجھ سے محبت کریں گے۔ حق تعالیٰ بھی تیرے ساتھ مہربانیوں اور عنایات سے پیش آئے گا۔ ورنہ

؎ اس دن آکڑتے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کیہا محمد سرور ایہہ نئیں امت میری

عاجزی کے فضائل:

(۱) عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ تواضع کیا کرو یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب البرأۃ من الکبر او التوضع)

حدیث ۲:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص خوش حال ہے جو مسکینی کی حالت میں نہ ہوتے ہوئے بھی تواضع کرے۔

حدیث ۳:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا شریف میں ہمارے پاس تشریف فرما تھے اس وقت آپ کا روزہ تھا جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو ہم دودھ میں تھوڑا سا شہد ملا کر لے آئے۔ آپ نے جب اسے چکھا تو ذائقہ شہد کا معلوم ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو ہم نے عرض کیا اس دودھ میں تھوڑا سا شہد بھی ملا دیا گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں پیالہ رکھ دیا اور ارشاد فرمایا میں اسے حرام نہیں کرتا بعد ازاں یہ کلمات طیبات بیان فرمائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرمائے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور جو میانہ روی اختیار کرتے اسے غنی کرتا ہے اور جو بلا ضرورت خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فقیر کرتا ہے اور جس نے اللہ کا ذکر بہت کیا اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، باب ۹)

تواضع کرنے والے قیامت کے دن منبروں پر:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تواضع اختیار کرنے والوں کو خوشخبری ہو وہ قیامت کے دن منبروں پر بیٹھیں گے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دنیا میں لوگوں کے مابین صلح کروانے والوں کو بھی خوشخبری ہو کہ وہ قیامت کے دن جنت الفردوس کے مالک ہوں گے۔ دنیا میں اپنے دل پاک کرنے والوں کو بھی خوشخبری ہو کہ انہیں حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، باب ۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عجز وانکساری کا یہ عالم تھا کہ اگر عرب کی کوئی لونڈی آپ کا راہ چلتے ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ اپنا ہاتھ مبارک نہ چھڑاتے بلکہ وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی حضور اس کا کام جا کر انجام دیتے۔ (سنن ماجہ شریف ابواب الزہد)

میں یعنی نفس امّارہ:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ: یہ (نفس امارہ) نہایت نقصان دہ دشمن ہے اور اس کی آفات نہایت سخت ہیں۔ اس کا علاج بہت مشکل امر ہے اس کی بیماری نہایت خطرناک بیماری ہے اور اس کی دوا سب دواؤں سے دُشوار ہے۔

مضرتِ نفس کی وجوہات:

نفس کا اس قدر مضر اور خطرناک ہونا دو وجہ سے ہے۔

اوّل وجہ:

اوّل یہ کہ نفس گھر کا چور ہے اور چور جب گھر میں ہی چھپا ہو تو اس سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے اور بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ نفس کی شرارتوں کے متعلق کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نفسی الٰی ما ضرنی داعی　　تکثر اسقامی و اجاعی

کیف احیالی من عدوی اذا　　کان عدوی بین اضلاعی

ترجمہ: نفس مجھے مضرت رساں کاموں کی طرف بلاتا ہے اور میری بیماریوں اور امراض کو زیادہ کرتا رہتا ہے اس دشمن سے بچنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان چھپا بیٹھا ہے۔

دوسری وجہ:

یہ ہے کہ نفس ایک محبوب دشمن ہے اور انسان کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ محبت کی وجہ سے محبوب کے عیوب سے اندھا رہتا ہے۔

لست تریٰ عیبالذی الود والا خا　　ولا بعض مافیه اذاکنت راضیاً

وعین الرضاء عن کل عیب کلیة　　لکن عین السخط تبدی المساویا

ترجمہ: (۱) جب تیری کسی سے دوستی اور اس سے بھائی چارہ ہوتا ہے اور تو اس سے راضی ہوتا ہے تو تجھے اس کا کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

(۲) رضاء اور پیار والی آنکھ عیب کو نہیں دیکھتی لیکن ناراضی کی آنکھ تو اس میں ہی برائیاں دکھائی دیتی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔

تو جب اپنی ہر قباحت کو نظر استحسان سے دیکھے اور نفس کے عیوب سے آگاہ نہ ہو جو ہر وقت انسان کے ساتھ عداوت اور نقصان رسانی میں مصروف ہے تو ایسا شخص اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوا تو عنقریب ہلاکت اور ذلت کے گہرے گڑھے میں جا گرے گا۔

نکتہ:

اے عزیز! تو اس نکتے پر ہی غور کر یہی تیرے لیے کافی ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ جب تو ماضی پر نظر کرے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ اوّل روز سے جو ذلت وخواری جو تباہی جو گناہ اور جو آفت ومصیبت دنیا میں واقع ہوئی اور قیامت تک ہوگی سب نفس کے باعث ہی ہوئی اور ہوگی۔ بعض برائیاں اکیلے نفس کے باعث اور بعض نفس کی معاونت وشرکت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی سب سے اوّل نافرمانی ابلیس نے کی اور اس کا باعث تکبر وحسد تھا۔ جب ابلیس نے حکم الٰہی کے آگے تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسد کیا تو اس کی اسی ہزار برس کی عبادت ضائع ہوگئی اور وہ ہمیشہ کے لیے ضلالت وگمراہی کے گہرے سمندر میں غرقاب ہوگیا۔ اس وقت نہ دنیا تھی نہ مخلوق اور نہ ہی کوئی ابلیس تھا جو ابلیس کو گمراہ کرتا لہٰذا ابلیس کے اندر تکبر وحسد اس کے نفس کی وجہ سے صادر ہوا۔

(منہاج العابدین اردو ترجمہ، ص ۸۸۔۸۹)

فائدہ:

اسی طرح قیامت تک نفس کی وجہ سے ناقابل بیان واقعات ظاہر ہوتے رہیں گے۔ مخلوق میں خرابیاں، گمراہیاں اور گناہ جو ہوں گے ان کی بنیاد نفس اور نفس کی خواہش ہوگی۔

نفس امّارہ کو قابو رکھنے کا حیلہ:

نفس کو تقویٰ اور ورع کی لگام دینی چاہیے تاکہ نیکیاں کرنے کی طرف رجحان پیدا ہو جائے اور گناہوں سے حفاظت ہو نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

علمائے کرام نے بیان فرمایا ہے کہ نفس کو خوار اور اس کے زور کو تین چیزوں سے توڑا جا سکتا ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ اسے شہوات سے روکا جائے کیونکہ اڑیل حیوان کو جب چارہ کم ملتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسری چیز یہ کہ عبادات کا بھاری بوجھ اس پر لاد دیا جائے کیونکہ گدھے کو جب چارہ کم دیا جائے اور بوجھ زیادہ لادا جائے تو لازمی طور پر شیخی چھوڑ دیتا ہے اور مطیع ومنقاد ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسری چیز یہ کہ ہر وقت رب تعالیٰ سے امداد طلب کرتا رہے کہ وہ نفس کے شر وفساد سے بچائے رکھے تم نے قرآن حکیم میں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نہیں پڑھا۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

نفس تو ہمیشہ برائیوں کا حکم ہی دیتا ہے ہاں جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو وہی محفوظ رہتا ہے۔

جب تم ان تین باتوں پر کاربند ہو جاؤ گے تو انشاء اللہ نفس سرکش ومنقاد ہو جائے گا اس وقت تمہیں اس کو زیر کرنے اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگام دینے میں جلدی کرنی چاہیے۔تا کہ آئندہ کے لیے اس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکو۔(منہاج العابدین،ص۹۱)

فائدہ:

اس طرح جب انسان اپنے وجود (سے نفس امارہ کے باعث تکبر اور دیگر نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا علاج کرلے گا تو عاجزی وانکساری جیسی اعلیٰ صفات سے تو حق تعالیٰ کے حضور سرخروئی حاصل کرے گا پھر حق تعالیٰ تجھے اتنے انعامات سے نوازے گا جو تیرے کبھی وہم وگمان میں بھی نہیں ہوں گے بلکہ جو کچھ چاہے گا اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا۔ بلکہ تیری سوچوں سے بھی بڑھ کر تجھے عطا کیا جائے گا۔

-----☆☆☆-----

چَبَّن ، چَلَّن ، رَتَّن ، سے سُتَیر بھی گئے ہیڑے مُتّی ڈھاہ ، سے جانی چَل گئے

حل لغات:

★ چبن: چبانا مراد، چیزیں چبانے والے دانت۔ ★ چلن: چلنا، مراد ٹانگیں جن سے چلنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ★ رتن: موتی، جواہرات، نگ، آنکھ کی پتلی، منی خون، عطر وغیرہ مراد آنکھیں ہیں کیونکہ یہ بھی جسم میں موتیوں اور جواہرات جیسی ہوتی ہیں۔ ★ سے: اوہ، وہ۔ ★ سُتَیر: سننے والا ے مراد کان۔ ★ ہیڑے: دل، جسم۔ ★ متی: گلی، بھیجی، تاریخ، سود، دستوری کمیشن مراد بھیجی۔ ★ ڈھاہ: ڈھائیں مارنا، چیخ مارنا، درد بھری آواز، دھاڑیں مار کر رونا۔ ★ سے: سینکڑے، کئی سو، صدہا۔ ★ جانی: دلی دوست، گہرے دوست، پیارے یار دوست۔ ★ چل گئے: چلے گئے۔جا چکے۔فوت ہو گئے۔

مطلب:

چیزیں چبانے والے میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں۔چلنے والی ٹانگیں جواب دے گئی ہیں۔موتیوں اور جواہرات جیسی قیمتی آنکھیں جواب دے گئیں۔جن کانوں سے میں آوازیں سنا کرتا تھا وہ پیارے کان بھی سننے سے عاجز آ گئے ہیں۔بالآخر دل نے ایک چیخ ماری کہ سینکڑوں مخلص دوست احباب اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔

دوسرا مطلب:

دانت ٹوٹ گئے، ٹانگیں کام کی نہ رہیں، آنکھیں دیکھنے سے رُک گئیں۔کان سننے سے جواب دے گئے۔ان تمام اعضائے جسمانی کی یہ کیفیت بقیہ جسم اور دل کو رُلا گئی۔بقیہ جسم اور دل نے ڈھاہ مارتے ہوئے روتے ہوئے گویا ہوا کہ افسوس کہ میرے اتنے پیارے پیارے بھی ساتھی چلے گئے ہیں ان کے بغیر دنیا میں زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔فائدہ تو کجا ان کے بغیر زندہ رہنا بھی ایک طرح کا عذاب ہے۔

کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہر حال دل اور جسم اپنا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان پیارے ساتھیوں کے بغیر کیا کیا جائے کچھ بھی ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا کے کام کرنا تو کجا۔ خدمت خلق سے بھی قاصر ہوں۔ حتیٰ کہ اپنے خالق و مالک کی عبادت بھی نہیں کر سکتا۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ یہ کیفیت بیان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ وہ وقت آنے سے پہلے رب کائنات کی خوب عبادت کر لو۔ خدمت خلق کے ذریعے اپنے رب کو راضی کر لو۔

آنکھیں اندھی ہونے سے پہلے آنکھوں کے ذریعے سرانجام دی جانے والی نیکیوں کا ذخیرہ خوب جمع کر لو۔ دانتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کر کے خوب شکریہ ادا کرو۔ جب تک کان میسر ہیں خوب نیکیوں کے راستے میں استعمال کر لو۔ مختصر یہ کہ اپنے اعضائے جسمانی کو قربِ خداوندی کے حصول کے لیے خوب استعمال کر لو۔

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے کئی امور بیان کیے ہیں۔ مثلاً

(۱) اس شلوک مبارک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بڑھاپے کی کیفیت بیان کی ہے کہ جب جوانی ڈھل گئی بڑھاپے کا دور آیا تو جو میرے سنگی ساتھی میرے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے تھے وہ آہستہ آہستہ ضعف کا شکار ہونے لگے۔ انہیں مختلف بیماریوں نے گھیر لیا جو میرے لیے تکلیف کا باعث تھے حتیٰ کہ میرے جسم کے اعضاء کو زوال آنے لگا میرے دانت، ٹانگیں، پاؤں، آنکھیں اور کان ایسے ضعف کا شکار ہوئے کہ وہ بالکل ہی جواب دے گئے۔ حتیٰ کہ دل بھی چیخ اٹھا کہ ہائے میرے ایسے دلعزیز ساتھی کہاں اکیلا چھوڑ گئے۔ حتیٰ کہ آگے موت نظر آئی۔

(۲) اس شلوک مبارک میں ان اعضاء کو بول کر مراد اور لی گئی ہے یعنی دانت چونکہ کھانے پینے میں معاون ثابت ہوتے ہیں دانت ٹھیک ہوں تو چبانے کا کام کرتے ہیں جس وجہ سے کھانا صحیح ہضم ہوتا ہے اور جسم کے لیے راحت کا سبب بنتا ہے بعینہ انسان کے کچھ ایسے دوست ہوتے ہیں یا نوکر چاکر غلام، ملازم یار عایا یا سپاہ یا کارندے ایسے ہوتے ہیں کہ کام وہ کرتے ہیں چند ٹکے محنت یا مزدوری کے لے کر جدا ہو گئے باقی اصل فائدہ اس شخص کو ہوتا ہے جس کا کام ہوتا ہے جیسے ایک شخص نے ایک فیکٹری لگوائی اس پہ خرچہ کیا اب دیکھیے ملازم طبقہ تو معمولی سے مزدوری لے کر جدا ہو جائے گا اصل فائدہ اس سے فیکٹری کا مالک اٹھائے گا۔ انسان پہ جب موت کا وقت آئے تو ہزاروں لاکھوں کی افواج کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہے ماتحت بھی نگاہیں پھر لیتے ہیں۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

الٰہی کیا عجب حالات پیدا ہوئے ، آ گیا یہ انقلاب
اپنے بیگانے سبھی چھوڑ گئے چھا گیا یہ انقلاب
عزیز و اقارب بہن بھائی ، ہے سبھی نے پیٹھ دکھائی
پکاروں تو اب کسے پکاروں ، کہاں ہے باپ کہاں مائی
دانت ٹوٹے ، پاؤں روٹھے کیں کس کو مناؤں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھیں بھی بند ہوئیں ، کان بھی کہاں سے پاؤں
اپنی بھی اب کر لے تیاری ، تونے ہی اب جانا ہے
جو گئے سو چلے گئے ، باقی نے اب جانا ہے
موت کو نہ بھولنا بندے ، آخر موت نے آنا ہے
قبر کو یاد رکھ انساں ، قبر میں ہی جانا ہے
ابو احمد کی سن لے دُعا ، میرے خالق میرے خدا
دنیا و آخرت ہماری بنا گناہوں سے ہمیں بچا

فائدہ:

بالکل اسی طرح بعض لوگ کسی کے لیے چلنے کا کام کرتے ہیں ، بعض مثل آنکھیں ہوتے ہیں اور بعض انسان بعض انسانوں کے کان ہوتے ہیں تو آپ نے گویا، ارشاد فرمایا کہ جیسے بڑھاپا آجائے تو ایک ایک کر کے سبھی کنارہ کر جاتے ہیں اسی طرح جب انسان کی زندگی کی شام کا وقت آتا ہے تو سبھی مکھ موڑ جاتے ہیں۔انسان ہے کہ تن تنہا قبر میں پہنچا ہے گویا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی بھیڑ کو نہ دیکھ یہ تو تیرے اردگرد پھرتے ہیں تو ان کو سہارا سمجھتا ہے تو مشکل وقت یہ سبھی سہارے چھوٹ جائیں گے۔ تو تن تنہا رہ جائے گا۔اس امر پہ غور وفکر کر اور تدبر سے کام لے تدبر سے کام کا لینا تیرے لیے نفع بخش ثابت ہوگا۔خالق کائنات نے بھی غور وفکر اور تدبر کا حکم دیا ہے۔مثلاً

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ○

آپ کہہ دیجئے! زمین میں پھرو۔پھر دیکھو گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

فائدہ:

اس لیے جب جو اعضاء جتنا کام کرتے ہیں جو توانائیاں صرف ہوگئی ہیں وہ تو لوٹ کر آ نہیں جا سکتیں بلکہ اب تو بقیہ قوتیں بھی چلنے کو تیار بیٹھی ہیں انہیں ہی غنیمت جان کر عبرت حاصل کرتے ہوئے بقیہ اوقات میں سنبھل جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا بُرے دا بھلا کر ، غُصّہ مَن نہ ہنڈھاءِ دیہی روگ نہ لگ اِی ، پلّے سبھ کُجھ پاءِ

حل لغات:

★ برے دا: جو برا کرے تو اس کا بھی۔ ★ بھلا کر: نیکی ، بھلائی ، اچھائی۔ ★ بھلا: عمدہ ، مناسب ، نیک ، انوکھا ، دلکش ، تندرست مراد بھلائی۔ ★ غصہ: برہمی ، خفگی ، عتاب ، ناراضگی ، غیض ، غضب ، اختلال ★ من: دل۔ ★ ہنڈھا: پرانا کر۔ گھسا ،

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوسیدہ کر۔ ★ دیہی: (یہ کو، دیہہ بمعنی جسم) جسم۔ بدن، بنیادگاؤں سے متعلق مگر یہاں جسم مراد ہے۔ ★ روگ: دکھ، بیماری، وبا۔ ★ نہ لگ ای: نہ لگے، نہ لگ جائے۔ ★ سبھ کچھ: سب کچھ، تمام۔ ★ پلے: پاس۔ ★ پا: ڈال لے۔ حاصل کر لے۔

اے فرید! برے کے ساتھ بھی بھلائی کر۔ برائی کے بدلے میں غصہ میں آ کر اپنے کپڑوں سے باہر نہ ہو جانا۔ انتقام نہ لینا بلکہ اسے معاف کر دے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تیری کئی جسمانی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ اور تجھے سب کچھ عطا ہو گا۔

مطلب:

اے فرید! جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے۔ تجھے دکھ اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ تو اسے برائی کے بدلے میں برائی نہ دے بلکہ اس کے ساتھ بھلائی کر۔ برائی کے بدلے میں تو اس کے ساتھ نیکی کر برائی کے بدلے میں غصے ہو کر اپنا ہی دل جلا کر بوسیدہ نہ کر بلکہ برائی کے بدلے میں برائی حقیقت میں تیری بھلائی نہیں بلکہ تیرا اپنے ہی دل کے لیے نقصان دہ ہے۔ اور اس سے تجھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا بلکہ الٹا اس میں تیرا اپنا ہی نقصان ہے۔ برائی کے بدلے میں غصہ میں آ کر انتقام نہیں لے گا بلکہ اسے معاف کر دے گا۔ تو اس معاف کرنے کی وجہ سے کئی تیری جسمانی بیماریاں دور ہوں گی بلکہ کئی روگ لگنے سے تیرا جسم بچ جائے گا جو تیرے لیے امن وسلامتی اور سکون کا سبب ہو گا۔ علاوہ ازیں سب سے بڑھ کر یہ کہ تجھے سب کچھ حاصل بھی ہو گا۔ اس طرح کے سلوک کے باعث تیرے اپنے تو تیرے ساتھ ہی رہیں گے بلکہ ان کے دل میں تیری محبت اور زیادہ پختہ ہو جائے گی اور تیرے مخالفین بھی ایسا رویہ دیکھ کر تجھ سے محبت کرنے لگیں گے جیسے کئی کفار کی حالت تھی محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی پختہ محبت کرنے لگے کہ اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کے ایک ایک اشارے پر قربان کرنے لگے۔

فریدا! برے دا بھلا کر:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہر کسی کے ساتھ بھلائی کر کسی کے ساتھ برائی نہ کر اور نہ ہی کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کر یہ قطعاً مناسب نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ برے کے ساتھ بھی برائی کے ساتھ پیش نہ آ بلکہ برے کے ساتھ بھی بھلائی کر ہو سکتا ہے تیرا ایسا سلوک تیرے لیے بھی عظیم فائدے کا سبب بن جائے۔

بروں کے ساتھ بھلائی کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نجد کی طرف جہاد کے لیے نکلے۔ واپسی پر میں بھی آپ کے ہمراہ تھا قیلولہ کا وقت آیا تو ہم ایک کثیر التعداد درختوں والی جگہ میں پہنچ چکے تھے۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اِدھر اُدھر درختوں کے نیچے آرام فرما ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک خاردار درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے۔ اور اپنی تلوار مبارک کو اس درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تھوڑی دیر سوئے۔ ناگاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی آواز آئی۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا۔ اس شخص نے مجھ پر تلوار سونت کر حملہ کرنا چاہا کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو وہ تلوار بے نیام حالت میں اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ مجھ سے کہنے لگا تجھے اب میرے حملہ اور ضرب کاری سے کون

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ۔ (تو یہ لرزنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی) اور اب وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر فرمائی اور اس کو عقاب وعتاب نہ فرمایا (بلکہ آزاد کر دیا)۔

(الوفا باحوال المصطفےٰ باب ۲۰ ص ۳۷)

دوسرا واقعہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی محارب کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد مراجعت فرما ہوئے تو غورث بن الحارث نامی ایک شخص آپ کے پاس آ پہنچا اور تلوار سونت کر آپ کے سر اقدس پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ رب العزت! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

آپ نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا اب تو بتلا! تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کیا۔ اپنے ہاتھوں مقہور اور مغلوب شخص کے ساتھ حسن سلوک فرماؤ اور مواخذہ میں نرمی اور رحم وکرم کا مظاہرہ فرماؤ۔ کیا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت دیتا ہے، اُس نے کہا نہیں۔ لیکن یہ عہد کرتا ہوں کہ نہ خود تمہارے ساتھ قتال کروں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو تمہارے ساتھ جنگ وجدال کریں گے۔ تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (الوفا باحوال المصطفےٰ، ص ۳۷۵)

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مشرکین کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: میں لعنت کرنے اور ہلاکت آفرینی کے لیے نہیں ہوا بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (الوفاء باحوال المصطفےٰ، ص ۴۹۴)

خالق کائنات کا بھی ارشاد گرامی ہے کہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

فائدہ:

اسی طرح آپ کی سیرت مبارک پہ مشتمل کتب میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں خصوصاً فتح مکہ کا باب ملاحظہ فرمائیے۔

بہر حال برے لوگوں کا بھی بھلا کرنا چاہیے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

غصہ من نہ ھنڈھا:

یعنی دل میں غصہ نہ لیے رہو بلکہ غصہ چھوڑ دو۔ یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اللہ کے محبوب:

خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۴)

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ (کنزالایمان)

غصہ کی مذمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قاضی غصے میں دو آدمیوں کا فیصلہ نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ شریف ابواب الاحکام حدیث نمبر ۸۳)

غصہ نہ کرنے کی وصیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر اس نے بار بار یہی بات کہی۔ ہر بار آپ نے جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

پہلوان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت نفس پر قابو پالے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ شریف)

غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

غصہ کے وقت وضو کرنا:

حضرت عطیہ بن عروہ سعدی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ غصہ کرنا شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے جس وقت تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

(ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

غصے کا دوسرا علاج:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی ایک غصے میں ہو جب وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ اگر غصہ جاتا رہے تو اچھا ہے ورنہ لیٹ جائے۔ (رواہ احمد الترمذی، مشکوٰۃ شریف)

وضو اور موجودہ حکمت:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب لکھتے ہیں [illegible]

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ کیا جائے۔

حکمت:

اس طرح جب پانی کم استعمال کیا جائے گا تو پھر جسم کے حصوں پر ہاتھوں سے ملا جائے گا تا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے اور یہ ہاتھوں کا ملنا جسم کو بے شمار امراض سے نجات دلاتا ہے۔

آکوپنکچر کا اصول:

آکوپنکچر کے ماہرین کے مطابق ہاتھوں سے کہنیوں تک آکوپنکچر کے چوبیس پوائنٹ ہوتے ہیں یہی پوائنٹ جب دوران وضو ملے جاتے ہیں تو جسم سے ایسی مہلک امراض سے نجات پاتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

ایک تحقیق:

ایک ماہر فزیالوجی کی تحقیق کے مطابق اگر جسم کے حصوں کی (جو لباس سے باہر رہتے ہیں اور وضو کے لیے استعمال ہوتے ہیں) مالش کی جائے چاہیے اس مساج میں کسی آئل (روغن) کا استعمال نہ ہو پھر بھی وہاں دوران خون نارمل ہو جاتا ہے۔ ایسا مساج اس لیے ضروری ہے کہ کھلے حصے موسمی اثرات کی وجہ سے بے شمار امراض کو وصول کرنے کے لیے مستعد ہوتے ہیں۔ مساج کی وجہ سے انہیں قوت دفاع بدن تیز ہو جاتی ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس جلد ۴، ص ۱۷)

فائدہ:

دورانِ خون جب نارمل ہوتا ہے تو غصہ بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے علاوہ ازیں جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو وضو کر لینے سے بندے میں قوت دفاع میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے غصہ ختم ہو جاتا ہے۔

دیھی روگ نہ لگ ای، پلے سبھ کچھ پاءِ:

جسم کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ اور تیرے لیے جو کچھ مفید ہوگا انشاء اللہ تجھے حاصل ہوگا کیونکہ اگر غصہ برداشت نہ کیا بلکہ غصے کے دوران آدمی غصے پہ قابو نہ پانے کے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں اس سے کون ایسا سمجھدار انسان ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ غصے کے نتائج بڑے خطرناک نکلتے ہیں انہیں کی بنا پر آپ نے فرمایا کہ دیہی روگ نہ لگ ای، پلے سبھ کچھ پاء۔

غصہ پہ قابو پانے کے فضائل:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کف غضبہ سترا اللہ عورتہ

جو غصہ کو روکے اللہ تعالیٰ اس کے عیب ڈھانپے گا۔

(۲) حضرت سلیمان بن داؤد علیہم السلام نے فرمایا: زیادہ غصہ سے بچنا چاہیے کیونکہ غصہ کی کثرت مرد حلیم کے دل کو خفیف کر دیتی ہے۔

(۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول مبارک:

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حسن خلق کو مجملا صرف ایک لفظ میں ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا: ترک غضب کا نام حسن خلق ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳، ص ۲۸۱)

غصہ کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد ۳ کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

-----☆☆☆-----

فریدا پنکھ پرَوھنے ، دُنی سُہاوا باغ نَوبَتْ وَ جِّی سیوں ، چَلَّنْ کا کَرْ کاج

حل لغات:

* پنکھ: پنچھی، پرندے، بازو، پر، بال۔ * پروھنے: مہمان۔ * دُنی: تلفظ ضُحیٰ کی طرح ہے۔ عربی میں دنیا کی جمع اور پنجابی میں واحد ہے۔ دنیا جہاں۔ * سہاوا: سرسبز و شاداب، خوبصورت۔ * نوبت: نقارہ، ڈھولک۔ * وجی: بجی۔ * سیوں: تو۔ * چلن: سفر، روانگی۔ * کاج: سامان تیار کر، کام کاج۔

اس شعر کا آخری لفظ کاج بول فریدی، ص ۱۱۷۔ دیوان فریدی، ص ۱۳۴ اور بعض دیگر کتب میں بھی لفظ کاج بیان ہوا ہے جبکہ Hymns of Baba Faread Shakar Ganj کے صفحہ نمبر ۸۱ اور ص ۱۳۳ پر لفظ (ساز) بمعنی تیاری بیان ہوا ہے۔ جبکہ معارف فریدیہ میں بھی لفظ ساز آیا ہے۔

مطلب:

اے فرید! پرندوں کا یہ جھنڈ (کہ اے انسان اس جھنڈ میں تو بھی شامل ہے) اس دنیا کے خوبصورت باغ میں تو بھی مہمان کے طور پر ایک رات گزارنے کے لیے اترا ہے۔ اس دنیا میں چند گھڑیاں تم نے گزار کر پھر آگے سفر جاری رکھنا ہے۔ اپنی منزل پہ پہنچنا ہے اب جونہی صبح ہوئی نوبت بج رہی ہے یہ اشارہ ہے کہ سفر کی تیاری کرو۔ ہر ایک اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہے تو بھی چلنے کی تیاری کر لے کیونکہ تم نے بھی کوچ کرنا ہے۔ دیکھنا کہیں غافل نہ ہو جانا۔ غفلت کا برا انجام ہوتا ہے۔

فریدا! پنکھ پروھنے:

اے فرید! یہ پنچھی یعنی پرندے مہمان ہیں، مہمان کی مانند ہیں پنکھ سے مراد۔ ساری مخلوق خدا ہے۔ اس میں انسان بھی شامل ہیں اور حیوان بھی، چرند بھی شامل ہیں اور پرند بھی۔ مختصر یہ کہ ساری مخلوق خدا شامل ہے۔ جیسے ہم کہیں مہمان بن کر جاتے ہیں۔ اور مہمان بھی اکیلے نہیں کہ مرضی ہوئی تین راتیں ایک ہی جگہ پہ گزار لیں مرضی ہوئی دس دن لگا لیے۔ یہاں مرضی کی بات نہیں بلکہ قافلے کے ساتھ ہی رہیں۔ جب دن ہوا قافلہ رواں دواں ہو گیا اور جب رات ہوئی تو قافلہ رک گیا۔ فجر طلوع ہوتے ہی پھر قافلہ رواں دواں ہو گیا۔

دنی سہاوا باغ:

جہاں قافلے نے آ کر بحیثیت مہمان ٹھہرنا ہے وہ جگہ کوئی عام سی جگہ نہیں ہے بلکہ بڑا خوبصورت، سرسبز و شاداب باغ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔اس خوبصورت باغ میں مہمان کی حیثیت سے اترے تھے، ایک رات گزارنے کے لیے ٹھہرے تھے۔اس خوبصورت باغ کو ملاحظہ فرمایا اِدھر اُدھر گھومنے لگے۔ سیر وسیاحت کے لیے نکلے تو اسی جگہ دل لگا بیٹھے۔ یہیں دل لگ گیا تو اصل منزل بھول بیٹھے۔حالانکہ اصل حقیقت تو یہ تھی کہ بحیثیت مہمان آئے تھے مہمانانہ رنگ سے ایک رات بسر کرنی تھی اور چلے جانا تھا معلوم تھا کہ مہمان ہیں مگر پھر بھی یہ باغ دیکھ کر حقیقت سے غافل ہو گئے مگر یہ غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں۔موت سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ ہمہ وقت سفر کے لیے تیار رہنا چاہیے جونہی روانگی کے لیے اطلاع ملے فوراً تیار ہو کر روانہ ہو جائیں۔تا کہ وقت ضائع نہ ہو جائے۔قافلے کے ساتھ رواں دواں رہیں۔اس طرح آسانی سے منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔

نوبت وجی سیون:

جونہی نوبت یعنی نقارہ بجے

نوبت اس نقارہ کو کہا جاتا تھا کہ جب قافلے روانہ ہوتے قافلے والوں نے ایک نقارہ بنوایا ہوتا تھا۔نقارے کا بجنا ایک نشان کی حیثیت رکھتا تھا۔روانگی سے قبل بجا دیا جاتا تا کہ قافلے والوں کو اطلاع ہو جائے کہ اب قافلہ روانہ ہونے والا ہے جیسے گاڑی اسٹیشن پر آنے سے پہلے ٹکٹ کھولنے کے لیے گھنٹی بجا دی جاتی ہے۔اس گھنٹی کا بجنا اس بات کی اطلاع ہوتی ہے کہ اب گاڑی آنے والی ہے لہٰذا مسافر ٹکٹ خرید لیں۔اسی طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے جب مساجد میں سپیکرز کا اتنا رواج نہ تھا تو مسجد میں ایک نقارہ بنوا کر رکھا ہوا تھا جب ماہِ رمضان المبارک ہوتا تو سحری شروع ہونے کے وقت وہ نقارہ بجا دیا جاتا تھا یہ نقارے کا بجنا اس بات کی اطلاع ہوتی تھی کہ لوگ اٹھ کر سحری کا انتظام کر لیں۔روزے رکھیں۔اسی طرح افطاری کے وقت افطاری کی اطلاع دینے کے لیے نقارہ بجا دیا جاتا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ افطاری کا وقت ہو گیا ہے لہٰذا روزہ افطار کر لیا جائے۔بعینہٖ قافلے والوں کے ساتھ ایک نقارہ ہوا کرتا تھا روانگی کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے نقارہ بجا دیا جاتا ہے جو اس امر کی اطلاع ہوتی تھی کہ اب قافلہ روانہ ہونے والا ہے۔

چلن کا کر کاج:

نقارہ بجا دیا گیا۔اطلاع ہو گئی کہ قافلہ اب روانہ ہونے والا ہے۔جلدی جلدی تیاری کر لو۔جو غافل رہا۔جس نے موقع پر تیاری نہ کی وہ قافلے سے پیچھے رہ جائے گا وہ نقصان اٹھائے گا۔یہ نقصان اسے جانی نقصان بھی ہو سکتا ہے اور مالی نقصان بھی ہو سکتا ہے اسی طرح جو انسان اس دنیا کے خوبصورت باغ میں غفلت کا شکار ہو گیا۔اس نے قافلے کے ساتھ رہ کر چلنے کی تیاری نہ کی تو پھر نقصان اٹھائے گا۔اس لیے غفلت نہیں اختیار کرنی چاہیے بلکہ مہمان ہیں تو مہمانانہ شان سے ہی زندگی کی بہاریں لوٹیں اور چلنے کی تیاری کریں جونہی موت کا نقارہ بجے، ہم فوراً روانہ ہو جائیں۔اس وقت ہمیں پچھتاوا نہ ہو۔کاش کہ ہم اس دنیا کے باغ میں اتنے محو نہ ہو گئے ہوتے، کاش کہ دنیا کے اس خوبصورت باغ میں ٹہلتے ٹہلتے دور نہ نکل جاتے تو ہم پہ اتنی غفلت نہ چھا جاتی۔ تیاری وقت پر ہو جاتی۔وقت ضائع بھی نہ ہوتا۔کسی قسم کی تنگی کا سامنا بھی نہ کرنا پڑتا اور موقع پر تمام قافلے والوں کے ساتھ ہنسی خوشی ساتھ جاری رہتا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کا بیان :

آپ بیان فرماتے ہیں کہ

"یہ دنیا دار العمل ہے مگر بڑی خوبصورتی اور رعنائی والا دار العمل ہے یہاں کامیاب وہی بندگانِ حق ہیں جو اپنے خون جگر سے حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر اس کی رعنائی انہیں لبھاتی نہیں۔ان کا مرکز نگاہ اپنے رب کی رضا اور اس کا جوارِ رحمت ہوتا ہے اور یہاں وہ مسافر بلکہ راہ چلتا مسافر بن کر رہتے ہیں۔" (معارف فریدیہ، ص ۱۶۲)

دنیا متاع قلیل:

قرآن مجید میں ہے کہ

(۲) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْل

آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا متاع بہت ہی کم ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

(پ۱،البقر ۸۶۔۸۵)

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے۔

فائدہ:

کبھی گناہوں کی شامت سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں نیز یہ کہ کفار پر دنیاوی آفات ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔بخلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی مصیبتیں بھی رب کی رحمتیں بن جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے مصیبت یکساں مگر نتیجہ میں فرق۔(تفسیر نور العرفان)

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری غریبی دور کر دوں گا اور اگر تو یہ نہ کرے تو تیرا ہاتھ کام کاج سے بھر دوں گا اور تیری فقیری [illegible] (مشکوٰۃ)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

یعنی تو اپنا دل میری عبادت واطاعت کے لیے خالی رکھ دست بکار دل بیار پر عمل کر فراغت دل کے یہ ہی معنی ہیں یہ مطلب نہیں کہ دنیا کا کاروبار نہ کر خود بھی بھوکے مر و بچوں کو بھی مار و دل کی دنیا دوسری ہے اگر اس پر عمل نصیب ہوگا تو انشاء اللہ کمائی میں برکت، دل میں فراغت حاصل ہوگی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۱۴)

فائدہ:

اگر تو نے اپنے کو دنیا کی فکروں میں ہی لگا دیا، تیرے دل میں دنیا اتر گئی تو تو کام کرے گا۔ زیادہ فکر کرے گا زیادہ ملے گا وہی جو تیرے مقدر میں ہے تو مالدار ہو کر بھی فقیر ہی رہے گا۔ دل کا چین اللہ کی بڑی نعمت ہے یہ اس کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملک، مال اور علم پیش کیے گئے تو آپ نے علم اختیار فرمایا۔ رب نے علم کی برکت سے انہیں ملک و دولت بھی عطا فرمائے (مرقاۃ) اللہ سے آخرت مانگو دنیا خود بخود مل جائے گی کسان دانہ کے لیے کاشت کرتا ہے بھوسا خود ہی مل جاتا ہے بندہ مومن کو روزی بے گمان ملتی ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۱۵)

حدیث ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور اس کے جو رب کے قریب کر دے اور عالم کے اور طالب علم کے۔

(ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:

جو چیز اللہ و رسول سے غافل کر دے وہ دنیا ہے جو اللہ و رسول کی ناراضی کا سبب ہے۔

فائدہ:

یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ چیزیں دنیا نہیں ہیں اللہ کے ذکر سے مراد ساری عبادات ہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۱۷)

دنیا میں مثل مسافر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے اس حالت میں کہ چٹائی نے آپ کے جسم اطہر میں اثر کیا ہوا تھا تب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو آپ اجازت دے دیتے کہ ہم حضور کے لیے بستر بچھا دیا کرتے اور سب انتظامات کر دیتے تو فرمایا:

مجھے دنیا سے کیا تعلق میں اور دنیا نہیں ہیں، مگر اس سوار کی طرح جو ایک درخت کے نیچے سایہ لے پھر چلا جائے اور درخت کو چھوڑ جاوے۔ (مشکوٰۃ شریف، ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

جیسے یہ سوار اتنی دیر آرام کے لیے [illegible] ڈھل جانے پر چل دیتا ہے ایسے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی ہمارا حال ہے کہ ہم کونین کے مالک ہیں مگر اپنے لیے کچھ نہیں رکھتے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمانے کے بعد دنیا کو اور اپنی امت کو چھوڑ دیا، ان سے بے تعلق ہو گئے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو چھوڑ دیں تو ہم ہلاک ہو جائیں، سورج دنیا کو چھوڑ دے تو دنیا اندھیری ہو جائے۔ روح بدن کو چھوڑ دے تو بدن مر جاوے، جڑ درخت کو چھوڑ دے تو درخت سوکھ جائے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ دیں تو اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۲۵)

حضرت لقمان کی وصیت:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بچے! لوگوں پر وہ دراز ہو گیا۔ جس سے وہ ڈرتے جاتے ہیں اور وہ آخرت کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اور تم جب سے پیدا ہوئے تب سے دنیا کو پیچھے چھوڑ رہے ہو اور آخرت کی طرف جا رہے ہو اور وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو اُس سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

فائدہ:

جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی عمر شروع ہو جاتی ہے عمر گزرتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے مگر حقیقت میں گھٹ رہی ہے۔ (مراۃ شریف، مشکوٰۃ، ج ۷، ص ۵۰)

حدیث شریف:

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔ (احیاء العلوم شریف، جلد ۳، ص ۳۴۴)

فائدہ:

چونکہ دنیا میں ہم بحیثیت مہمان بن کر آئے ہیں اس لیے مہمان بن کر ہی چند گھڑیاں گزار کر اپنے اصلی گھر کی طرف روانہ ہو جائیں اور جو سرمایہ ہمیں ملا اسے محفوظ رکھیں تا کہ اس مسافری کی حالت میں سرمایہ ضائع کرنے کے بعد پھر کیا کریں گے پردیس میں تو کسی کا سہارا بننا بھی نہایت مشکل ہوتا ہے یہاں اس دنیا میں کون اپنا ہے؟ کہ جس کی خاطر ہم اپنی آخرت برباد کر کے دنیا سنبھالیں۔ ایسا کوئی بھی نہیں جو ہیں بھی تو ان میں بھی بکثرت ایسے ہیں کہ دنیا کے نشے میں باپ بیٹے کو بھول جاتا ہے۔ اولاد باپ کو قتل کرتی نظر آ رہی ہے بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ بھائی بہنوں کی دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔ بہنیں بھائیوں سے دشمنی کا روگ اپنائے ہوئے ہیں۔ ایسے عزیز و اقارب کی وجہ سے پردیس میں، مسافری کی حالت میں سرمایہ (نیک اعمال) ضائع کرنا عقلمندی نہیں ہے بلکہ خود اپنا سرمایا محفوظ کرنا چاہیے، یعنی جو سانسیں ہمیں دنیا میں گزارنے کے لیے ملی ہیں وہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور اطاعت میں گزارنی چاہئیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں اپنے عزیز و اقارب کو بھی سمجھانا چاہیے کہ میاں دیکھیے اس طرح کھیل کود، کھیل تماشوں وغیرہ میں سانسوں کا سرمایہ برباد نہ کرو۔ یہ سرمایہ سنبھال سنبھال کر استعمال کرو۔ ہر قدم خوب غور و فکر کے ساتھ اٹھانا چاہیے تا کہ کل کلاں ہمیں پچھتانا نہ پڑے۔

حکایت:

الحمد للہ! اکتوبر ۲۰۰۶ء میں دعوت اسلامی کے بین الاقوامی اجتماع میں حاضری کا شرف ہوا۔ فقیر ابو احمد اویسی کے ساتھ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحبزادہ حضرت علامہ غلام محی الدین اویسی رضوی مدظلہ العالی بھی ساتھ تھے ایک دن بیانات سے وقفہ ہوا تو صاحبزادہ صاحب فرمانے لگے کہ چلو۔ سٹالوں پہ چلتے ہیں دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا کیا خزینے رکھے ہوئے ہیں اتفاقاً میرے پاس واجبی سی رقم تھی مگر جونہی سٹالوں پہ پہنچے تو انتہائی ارزاں کتب کی سیل جاری تھی حتیٰ کہ پچاس فیصد تک رعایت پر کتب اور دیگر ضروری سامان کی سیل جاری تھی۔ کتب کے سلسلے میں بڑی بڑی نادر اور نایاب قسم کی کتب سٹالوں پہ رکھی تھیں۔ فقیر نے جلدی جلدی دو تین کتب کے سٹالوں سے کتابیں خریدیں۔ مگر اس خریداری سے قبل صاحبزادہ صاحب نے بڑا سمجھایا کہ ابھی ہم نے کوئی بھی چیز خریدنی نہیں صرف اس وقت ہم دعوتِ نظارہ کے لیے جا رہے ہیں۔ ہاں جب تمام سٹال دیکھ لیں گے تو پھر خوب غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد مطلوبہ کتب اور چیزیں خرید لیں گے۔ مگر جو بھی کتب فقیر نے خریدیں خریدتے وقت انتہائی ضروری کتب خریدیں مگر بعد میں پچھتانا پڑا جب بقیہ سٹالوں پہ ان سے بھی زیادہ ضروری کتابیں موجود تھیں مگر اب پیسے نہیں تھے وہ کتب اب واپس بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ایسا کوئی ساتھی بھی نہ تھا کہ جس سے کچھ پیسے ملنے کی امید ہوتی کہ چلو اس سے پیسے لے لیتے ہیں۔ نہایت ضروری اور اہمیت کی حامل کتب نہ حاصل کر سکنے کا افسوس آج بھی ہے کاش کہ میں نے چند لمحے مزید صبر وتحمل سے کام لیا ہوتا، اتنی جلد بازی سے کام نہ لیتا تو ان کتب سے زیادہ اہم اور نایاب کتب لے کر واپس آتا مگر اب کیا ہووت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

فائدہ:

یہ ایک مثال محض سمجھانے کے لیے عرض کی ہے ورنہ ایسی مثالیں ہر روز ہمارے سامنے پیش آتی رہتی ہیں مگر ہم پھر بھی ان سے کچھ نہیں سیکھتے اسی طرح اس دنیا میں آکر ہمیں جلد بازی سے کام لے کر اپنی زندگی تباہ وبرباد نہیں کرنی چاہیے؟ بلکہ خوب سوچ بچار کر کے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاریں گے تو انشاء اللہ دنیا وآخرت میں کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اگر جلد بازی سے غیر اہم امور میں وقت برباد کر بیٹھے تو پھر ہمیں سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

اس دنیا میں بظاہر گناہوں کا مال بھی انتہائی خوبصورت اور دل لبھانے والا ہے بلکہ نیکیوں سے زیادہ دل کو لبھاتا ہے۔ بڑا خوبصورت نظر آتا ہے۔ ہر طرف اس دنیا میں رنگا رنگ پھول کی مہکار بھی ہے انہیں دیکھتے ہی انسان اپنی حقیقت بھول جاتا ہے کھیل تماشوں میں محو ہو کر انسان حقیقت بھول جاتا ہے حقیقت سے پردہ اس وقت اٹھتا ہے جب اس دنیا سے رخصتی کا وقت سر پہ آپہنچتا ہے۔ قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ تعالیٰ محدث بہاولپوری اکثر جب دورہ تفسیر القرآن پڑھاتے ہیں تو ٹھنڈی آہ بھی نکلتی ہے اور آپ کی زبان مبارک سے نکلتا ہے کہ جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی اس لیے دوستو! بزرگو! جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے کیونکہ چند لمحات کے لیے ہم اس دنیا میں بحیثیت مسافر آئے ہیں رات گزار کر چلتے بننا ہے۔ اس لیے خدارا چند لمحوں کی خاطر حق سے آنکھیں پھیر کر اپنی دنیا وآخرت دونوں برباد نہ کر لیجیے کیونکہ سرمایہ برباد کر لینے سے نہ دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی آخرت میں سکون میسر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حقیقت سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدارات کتھوری وَنڈِیئے، ستیاں ملے نہ بھاؤ جنہاں نین نیند راولے ، تنہاں ملن کواؤ

حل لغات:

★ کتھوری: کستوری، مشک، نافہ، خوشبو، ذکر سحر گاہی، پچھلی رات کا ذکر، پچھلی رات کی عبادت۔ ★ ونڈیئے: تقسیم کرتے ہیں، بانٹتے ہیں۔ ★ ستیاں: سوئے ہوئے لوگوں کو۔ ★ ملے نہ: نہ ملے۔ ★ بھاؤ: بھانگا، حصہ، مُل، قیمت، حالت، شرح، مُول، دام، پیار، پریم، مقدر۔ ★ جنہاں: جن کے۔ ★ نین: آنکھیں، آنکھ، چشم، نظر۔ ★ نیند راولے: نیند والے (یہی لفظ معارف فرید یہ میں نیند راولے بمعنی نیند میں مست۔ ★ تنہاں: انہیں، ان کو۔ ★ ملن: ملے، ملے گا۔ ★ کواؤ: کیاؤ، کیا، بدنصیبی۔

اے فرید! اللہ تعالیٰ کی یاد میں رات گزارنے والوں میں کستوری تقسیم کی جاتی ہے۔ جبکہ سوئے ہوئے لوگوں کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ نیند میں مست رہنے والی جن کی آنکھیں ہیں۔ انہیں کیا ملے۔

مطلب:

اے فرید! رات اللہ کی یاد میں بسر کرنے والوں میں کستوری تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، ذکر وفکر میں گزارتے ہیں خصوصاً پچھلی رات کے وقت جب اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرتے ہیں غفلت کے پردے چاک کر کے وحدہٗ لاشریک کے قرب کے طلب گار ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ سونے والوں کو اس انعامات کی تقسیم میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا نیند میں مست رہنے والی آنکھوں کے مالکوں کو اس میں سے کیا فائدہ ملے گا۔ یعنی کچھ نہیں ملتا کیونکہ وہ اس وقت نیند کی مستی کی وجہ سے غفلت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں غافلوں کے ہاتھ سوائے بدنصیبی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

فریدا! رات کتھوری وَنڈِیئے:

اے فرید! جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خصوصی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے مراد ذکر اللہ، درود وسلام، تلاوت قرآن مجید، نوافل، تہجد وغیرہ عبادات ہیں۔

رات کا اٹھنا:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلاً ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلاً ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً ۝ (پ۲۹، سورۃ مزمل آیات ۶ تا ۸)

بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو۔ سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے جیسا خشوع

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وخضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۹۱۶)

صلوٰۃ اللیل:

رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے اور طبرانی کی مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دُوہ لیتے ہیں اور فرض عشاء کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلوٰۃ اللیل ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۸)

حدیث شریف ۱:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دس آیتوں کے برابر قیام کرے نہیں لکھا جاتا غافلین سے اور جو قیام کرے سو آیت کے ساتھ لکھا جاتا ہے فرمانبرداری کرنے والوں سے اور جو کوئی قیام کرے ہزار آیتوں کے ساتھ لکھا جاتا ہے بہت ثواب لینے والوں سے۔ (سنن ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ اللیل)

حدیث شریف ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے ہر ایک گرہ پر یہ جماتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے (ابھی اور سوتے رہو پس اگر وہ شخص اُٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز میں مشغول ہو جائے تو تیسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو انسان ہشاش بشاش اور چاق و چوبند ہو کر اٹھتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست ہو کر اٹھتا ہے۔ (سنن ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۱۲۹۲ باب قیام اللیل)

حدیث شریف ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو بیدار کرے اگر وہ عورت بیدار نہ ہو تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو کہ رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بیدار کرے۔ اگر شوہر بیدار نہ ہو تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ (سنن ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۱۲۹۴ باب قیام اللیل)

حدیث شریف ٤:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد اپنی بیوی کو رات کو جگائے پھر وہ دونوں نماز ادا کریں تو شوہر ذاکرین میں لکھا اور بیوی ذکر کرنے والیوں میں لکھی جائے گی۔ (سنن ابوداؤد شریف باب صلوٰۃ اللیل)

حدیث شریف ٥:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ رات کو نماز پڑھتا ہو پھر کسی رات اس پر غلبہ ہو جائے مگر اس کے لیے (ناغہ شدہ) رات کا بھی اجر لکھا جائے گا اور اس کا سونا صدقہ ہوگا۔

(سنن ابوداؤد شریف باب من نوی القیام فنام)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق جو کچھ جیسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے۔ بس نیند کر کے سو رہنے والا اگر اتفاقات کو نہ بھی جاگ سکا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے انعام سے نوازتا ہے۔ یہ کتنی بڑی خالق و مالک کی کریمی ہے۔

نماز تہجد:

مسئلہ: اسی صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۹۔۱۸ بحوالہ ردالمحتار)

مسئلہ: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشاء کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

مسئلہ: منجملہ اُن کے آخر شب کی نماز ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی انتہا آٹھ رکعتیں تھیں اور کم سے کم دو رکعتیں یہ فتح القدیر میں مبسوط سے نقل کیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل اردو ترجمہ، ص ۱۷۹)

مسئلہ: جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور نے ارشاد فرمایا کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دوں ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کروں اور سب سے بڑھ کر تو نماز داؤد ہے کہ بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور نے فرمایا سب نمازوں سے اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نمازِ داؤد ہے کہ آدمی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصے میں سوتے۔ (بہار شریعت جلد اوّل حصہ ۴، ص ۱۹)

مسئلہ: جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا نیز بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے کہ فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۱۹)

رات کے نفل دو، دو ہیں:

بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد ہو یا دوسرے نوافل جو رات کے وقت ادا کیے جائیں بہتر تو یہ ہے کہ دو، دو کر کے ادا کیے جائیں کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات کی نماز (نفل) دو، دو رکعتیں ہیں۔

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ صلوٰةَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وابن المبارك والشافعي واحمد واسحاق

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پر علما کا عمل ہے کہ رات کی نماز دو، دو کر کے پڑھی جائے سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی امام احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

فائدہ:

امام حضرت علامہ الشیخ محمد بن حسین بن علی الطوری قادری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

ای الا فضل فی اللیل والنهار اربع رکعات بتسلیمة واحدة عند ابی حنیفة وقال: فی اللیل رکعتان لحدیث الصحیحین عن ابی عمر أن رجلاً ؟

(بحر الرائق شریف جلد ۲، ص ۹۵)

فضائل صلوٰۃ اللّیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک کے بعد اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں اور فرض نماز کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے۔ (جامع ترمذی شریف ابواب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۱)

حدیث نمبر ۲:

طبرانی کبیر میں باسناد حسن وحاکم بافادۂ صحیح برشرط شیخین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی حضور فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک بالاخانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا (حصہ) باہر سے

ابو مالک اشعری نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کس کے لیے ہے فرمایا اس کے لیے جو اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (بہار شریعت حصہ ۴، ص ۲۰)

حدیث شریف ۳:

بیہقی کی ایک روایت حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اور اس وقت منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ (بہار شریعت)

اللہ تعالیٰ ہر رات خاص توجہ فرماتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر رات اللہ تعالیٰ کی (خاص) رحمت، رات کی پہلی تہائی کے آخر تک اترتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں بادشاہ ہوں۔

کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔

کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں۔

کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں

(ترمذی شریف ابواب الصلوٰۃ، حدیث ۴۳۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیز یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جب رات کا آخری تہائی باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

(ترمذی شریف ابوالصلوٰۃ)

فائدہ:

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس باب میں حضرت علی بن ابی طالب، ابوسعید، رفاعہ جہنی، جبیر بن مطعم، ابن مسعود، ابودرداء اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔ (ترمذی شریف ابواب الصلوٰۃ)

صالحین کا طریقہ:

ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے لازم ہے کہ رات کو عبادت کیا کرو۔ کیونکہ یہ گزشتہ نیک لوگوں کا طریقہ ہے بے شک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب، گناہوں کا کفارہ اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہ بھی کہ بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔

(فیضان سنت، ص ۹۸۴)

فائدہ:

ان فوائد کے پیش نظر ہی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فریدا! رات کتھوری وٹڑیے، ستیاں ملے نہ بھاؤ۔ اے فرید اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو رات عبادت میں گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں کستوری تقسیم کرتا ہے جبکہ سوئے ہوئے اس انعام ربانی سے محروم رہتے ہیں۔

؎ جنہاں نین نیندراولے ، تنہاں ملن کواؤ

نیند میں مست رہنے والی آنکھوں کو کیا ملے گا یعنی انہیں کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ محروم رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے ساتھیوں کے ساتھ شیطان کیا حسن سلوک اختیار کرتا ہے۔

سرکار مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت اقدس میں ایسے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا جو ساری رات سوتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو پیارے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص ہے کہ جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ (فیضان سنت، ص ۹۸۷، بحوالہ مکاشفۃ القلوب)

؎ دن لہو میں کھونا تجھے ، شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی ، خوفِ خدا ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزق خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(حدائق بخشش)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنبیہ:

شب برأت یعنی پندرہ شعبان المبارک کی رات، شب معراج، شب عیدالفطر شب عیدالاضحیٰ وغیرہ کی راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں بڑا اچھا کام ہے مگر یاد رکھیئے شب بیداروں کے لیے یہ شرط لازمی سمجھیئے کہ وہ نماز فجر اور نماز عشاء باجماعت ادا کریں ورنہ اس شب بیداری کا کیا فائدہ جس میں نماز عشاء یا نماز فجر یا دونوں ہی جماعت سے رہ جائیں۔

ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ساری ساری رات تو خطابات سنتے رہتے ہیں یا نعت خوانی کی محافل میں یا قرأت کی محافل یا شبینوں میں وقت گزاریں اور جب نماز فجر کا وقت ہو جائے سو جائیں یہ شب بیداری کیسی؟ ایسی محافل میں شمولیت چہ معنی دارد کہ جب فرائض سے آنکھیں بند کر لی جائیں خدارا یہ امور نہایت خوب ہیں مگر نماز باجماعت سے غفلت نہ اختیار کی جائے ورنہ بہت بڑا نقصان ہے۔

حدیث:

صحیح حدیث میں ہے کہ "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی اس نے ساری رات عبادت کی۔ (فیضان سنت باب فضائل نوافل، ص ۹۹۰)

-----☆☆☆-----

فریدا میں جانیا دُکھ مجھ کوں، دُکھ سنجھا ایہہ جگ اُچے چڑھ کے ویکھا، تاں گھر گھر ایہا اَگ

حل لغات:

* میں جانیا: میں نے جانا، میرا خیال تھا۔ * دکھ: درد، تکلیف، رنج، عذاب، بیماری۔ * مجھ کوں: مجھے۔ * سنجھا: سارا۔ * ایہہ: یہ۔ * جگ: دنیا، کائنات، مخلوق۔ * اُچے: اونچی جگہ۔ * چڑھ کے: چڑھ کر۔ * ویکھا تاں: دیکھا تو۔ * گھر گھر: ہر گھر۔ * ایہا: یہی۔ ایہوای۔ * اَگ: آگ۔

مطلب:

اے فرید! میں تو سمجھا تھا کہ شاید میں ہی دُکھی ہوں صرف مجھے ہی دُکھوں نے ستایا ہوا ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ صرف میں ہی دُکھوں کا مارا ہوا نہیں ہوں بلکہ یہ دُکھ تو ساری دنیا کو ہیں۔ میں دُکھوں کی آگ میں جل رہا تھا جب میں نے اونچی جگہ پہ چڑھ کر دیکھا کہ اردگرد کی کیفیت دیکھوں تو پھر مجھے ہر گھر میں دکھوں کی یہی آگ جلتی نظر آئی۔

گویا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ ارے انسان پوری دنیا میں دکھوں کا راج ہے اس لیے معمولی معمولی سی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے ہائے ہائے یعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا قطعاً مناسب نہیں کیونکہ علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے کہ:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ دُکھوں کا آنا تیرے لیے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دُکھ تو تیرے لیے اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں گناہوں کی دوری کا سبب ہیں۔ صبر اختیار کر۔ اگر یہ سوچ لے گا کہ دکھ تکلیفیں اور مصائب وآلام تو پوری دنیا میں ہیں اس آگ سے تو کوئی گھر نہیں بچا تو اس سے قوتِ برداشت پیدا ہوگی اور صبر کرنا آسان ہو جائے گا۔ صبر کرنے سے اجر میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ صبر اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔

واللہ مع الصابرین اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مصائب وآلام اور دکھ مختلف قسم کے ہوتے افراد مختلف نوعیت کے دکھوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو دکھ جسے لگ جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے جیسا دکھی کوئی نہیں میں ہی تمام انسانوں سے زیادہ دکھی اور مصیبتوں کا مارا ہوں۔ ہر کوئی سکون کی زندگی سے مستفید ہو رہا ہے ایک میں ہوں کہ دن کو آرام اور نہ ہی رات کو سکون ہے ہمہ وقت دکھوں میں گھرا ہوا ہوں۔

دکھوں کا اظہار:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دکھوں کا اظہار کرنے سے کیا دکھ کم ہو جاتے ہیں؟

ج: دکھ کم نہیں ہو جاتے بلکہ دکھوں کی وجہ سے تکلیف محسوس ہوتی ہے اس تکلیف کا احساس بڑھ جاتا ہے اس وجہ سے محسوس ہوتا ہے کہ تکلیف مجھے بہت زیادہ ہے اور اگر صبر سے کام لیا جائے۔ دکھ کا اظہار اور واویلا مچانے کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے تو انسان کا ذہن اس تکلیف سے ہٹ جاتا ہے اس وجہ سے کچھ وقت کے لیے اس تکلیف میں کمی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات وہ دکھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔

مثال:

بعض دکھ جو بظاہر دکھ محسوس ہوتے ہیں انہیں اگر ترقی کا سبب ہونے کی وجہ سے ذہن وفہم میں یہ بات پختہ کر لی جائے کہ یہ دکھ حقیقت میں دکھ ہے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً یہ دکھ نہیں بلکہ سکھ ہے کیونکہ اگر یہ معمولی سی اور تھوڑا عرصہ یہ دکھ اور تکالیف برداشت کر لیں گے تو آئندہ زندگی میں سکون ہی سکون میسر ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ دکھ دکھ ہی محسوس نہ ہوگا بلکہ وہ دکھ بھی کامیابی کا زینہ ہونے کے باعث سکھ محسوس ہوگا جسے ذہنی طور پر ہم برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ بلکہ وہی دکھ ہمیں محبوب محسوس ہونے لگے گا۔

مثلاً ایک طالب علم کو اوائل اوائل میں تھوڑی سی تکلیف کا سبب بھی بنتا ہے مگر ماں باپ محسوس ہی نہیں کرتے دیکھیے حصول تعلیم روزانہ چھوٹے سے بچے کو سکول چھوڑ کر آنا اسے چھٹی کے وقت گھر لے آنا۔ کتنی سردردی ہے کتنی تکلیف کا سبب ہے مگر یہ تکلیف ہمیں تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی کیوں؟ محض اس لیے کہ آئندہ زندگی میں ترقی کا سبب ہے۔ امتحانی ایام میں طالبعلم کو جو شب وروز محنت کرنی پڑتی ہے امتحانی دورانیہ کتنا صبر آزما اور تکلیف کا دورانیہ ہوتا ہے مگر پھر بھی طالب علم ساری ساری رات محنت میں مشغول ہوتا ہے۔ اردگرد سبھی لوگ سکون کی نیند سو رہے ہوتے ہیں مگر ایک اچھا طالب علم تعلیمی محنت میں مشغول نظر آئے گا یہ اپنا سکھ اور سکون کیوں برباد کرنے پہ تُلا ہوا نظر آتا ہے محض یہی کہ اس کی نظر سامنے والے دکھوں اور تکالیف پر نہیں بلکہ اس کی نظر آئندہ دور میں حاصل ہونے والے سکون پر ہوتی ہے کہ کامیاب ہو گیا تو میری زندگی اچھی گزرے گی۔

بعینہٖ یہی حال ہے دنیوی زندگی کے دکھوں، تکلیفوں اور مصائب وآلام کا ہے آج اس دنیا میں جو تکالیف

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچیں ہم ان پہ صبر اختیار کریں تو آخرت کی زندگی میں دکھوں سے نجات کا سبب ہوگا۔ تکلیفوں سے محفوظ رہنے کا سبب ہوگا، گناہوں کی بخشش ہوگی، گناہوں کی بخشش ہو کر جہنم سے نجات حاصل ہوگی اور بہشت میں پہنچنے کا سبب ہوگا۔ حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

اس لیے اس میں شک نہیں کہ دکھ اور تکلیفیں ہر طرف عام ہیں۔ جس کسی کو بھی چھیڑ لیا جائے جس سے بھی پوچھ لیا جائے کہ کیا آپ سکھی ہیں۔ تو شاید کوئی اللہ والا ہی ہو تو ہو عام دنیا والوں سے کوئی بھی ایسا نہ ملے گا جو کہے کہ مجھے دنیا کا کوئی دکھ نہیں وہ اتنا روئے گا شاید اس جیسا دکھی دنیا جہان میں کوئی نہ ہو۔

اسی لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ میں تو سمجھا تھا کہ شاید صرف مجھے ہی دکھ ہیں صرف میں ہی دکھی ہوں میرے علاوہ ساری دنیا سکون میں ہے۔ کسی کو بھی کوئی دکھ نہیں کوئی تکلیف نہیں مگر یہ میری بھول تھی کیونکہ یہاں تو ہر کوئی دکھی نظر آیا۔ میں نے جدھر بھی دیکھا دکھوں، تکلیفوں کا ہی راج نظر آیا۔ قدرے اونچائی پہ کھڑے ہو کر دنیا کا مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ دکھوں، تکلیفوں، مصائب و آلام کی آگ تو ہر گھر میں روشن ہے اس آگ یا تکلیف سے کوئی بھی نہیں محفوظ سبھی گھروں میں یہ آگ ہے۔

جب سارا جہان ہی اس آگ میں جل رہا ہے تو پھر ہمیں اپنا دکھ کسی کے سامنے ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دکھی ہیں ان کو چھیڑ کر اور زیادہ دکھی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے دکھوں میں مزید اضافہ کرنا کہاں کی عقلمندی اور انسانیت ہے بلکہ چاہیے تو یہ کہ ہم ان کے دکھوں کو بھی بانٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر یہ تو نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے دکھوں کی آگ پہ اور تیل چھڑکیں تا کہ اس میں مزید شدت پیدا ہو جائے۔ ان کی جلن میں مزید اضافہ ہو۔

اس لیے ہمیں دکھ، تکلیف اور مصائب و آلام کو برداشت کرنا چاہیے، صبر سے کام لیتے ہوئے ان دکھوں کا اظہار کسی انسان کے سامنے کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ اگر صبر کیا تو ممکن ہے خالق و مالک اس دکھ اور مصیبت سے نجات بھی عطا فرمائے۔ دنیا و آخرت میں ترقیوں کا زینہ بھی بنائے۔ آخرت میں حق تعالیٰ کے قرب کا سبب بھی ہو۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو دکھ، تکلیف اور مصیبت پہنچے وہ گناہوں کی دوری اور حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہوتی ہے مثلاً:

روزہ رکھ کر مکمل کرنے میں کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے خصوصاً گرمیوں کا روزہ کتنی تکلیف کا سبب ہے۔ اس کے باوجود اگر برداشت کریں تو یہی روزہ کی تکالیف برداشت کرنے کے بدلے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ اس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الصیام)

فائدہ:

اسی طرح حج کو دیکھیے کتنی دکھوں اور تکلیفوں سے کمائی ہوئی حج مبارک پہ دولت خرچ کرنا کتنی تکلیفوں کا سبب ہے نفس بھی چاہتا ہے کہ بظاہر نفس کو اس سے کیا ملے گا اور پھر بذات خود حج پہ جانا کتنی تکالیف کا مجموعہ ہے مگر اللہ کی رضا سمجھ کر حج کرنا جنت کے حصول کا سبب ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الحج)

جہاد کی فضیلت:

جہاد میں پیش آنے والے دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں پہ ذرا غور فرمایئے حتیٰ کہ جان تک جانے کا صحیح خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ خاطر رکھ کر جہاد میں شمولیت اختیار کی جائے اس راستے میں آنے والے ہر دکھ، تکلیف اور مصیبت کو برداشت کیا جائے تو حدیث پاک میں ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان المبارک کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ہو یا اپنے وطن میں بیٹھا رہا۔ جس میں وہ پیدا کیا گیا۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی لوگوں کو خوشخبری نہ دیں۔
فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ اوسط جنت ہے اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور جنت الفردوس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔
(رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد)

صبر کا اجر:

انسان کو چاہیے کہ جو دکھ، تکلیفیں آئیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے سمجھ کر برداشت کرے کہ محب کی طرف سے جیسا بھی تحفہ آئے قبول کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ محبوب کی طرف سے اس کی یاد گیری ہوتی ہے کہ میرے محبوب نے مجھے یاد تو رکھا۔ بڑے اجر کا سبب ہے۔ انبیاء کرام اور اولیائے کرام کا اس سلسلے میں دستور یہ ہے کہ محبوب کے راستے میں آنے والے مصائب آلام کو مصائب و آلام تصور ہی نہیں کرتے بلکہ محبوب جانتے ہیں۔ جیسے محبوب کی طرف سے کوئی چٹھی، پیغام یا تحفہ آئے تو اس چٹھی، پیغام، خط یا تحفے کو کوئی دکھ یا تکلیف تو نہیں کہتا اس سے بیزاری تو ظاہر نہیں کرتا بلکہ خوش ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام کا بھی یہی دستور ہے۔

حکایت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ قطب الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ کے وجود مبارک میں کمی آ گئی۔ میں نے کبھی نہ سنا کہ آپ نے کبھی صحت کے لیے التجا کی ہو۔ ہاں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں درد اور محنت ہے شیخ معین الدین کی جان پر بھیج = ایک مرتبہ کسی نے عرض کی۔ آپ کیسی دعا کرتے ہیں کہ سخت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رنج اور مصیبت میں مبتلاء ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جو اس قسم کی دعا کرتا ہے یہ اس کے ایمان کی صحت کی علامت ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ص ۱۳۹۔ ہشت بہشت)

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی عادت مبارکہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ بڑی خواہش اور چاہت سے بیماری اور دکھ درد کے لیے التجا کیا کرتی تھیں۔ جس دن تپ وغیرہ جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوتی تو آپ بارگاہِ حق میں عرض کرتیں کہ یا اللہ! شاید تو اس بڑھیا کو بھول گیا ہے۔ جو آج مصیبت نازل نہیں فرمائی۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

فائدہ:

یہاں بھولنا سے مراد وہ بھولنا نہیں جو ہم عمومی معنوں میں سمجھتے ہیں بلکہ محبت سے توجہ فرمانا کے معنی میں ہے جیسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا عمل مبارک:

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز تپ یا درد یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے تو شکرانہ کے طور پر اس دن ہزار رکعت نماز (نفل) ادا کرتے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

حضرت ایوب علیہ السلام کا عمل مبارک:

بابا فرید رحمتہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی صحت کا وقت قریب آیا تو ایک کیڑا آپ کے وجود اطہر سے نیچے گر پڑا۔ تو آپ نے وہی اٹھا کر اپنے زخم کی اسی جگہ پر رکھ دیا جہاں سے گرا تھا۔ اس نے ایسا ڈنگ مارا کہ آپ نعرہ مار کر گر پڑے۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲۔ ہشت بہشت)

درد و زحمت عشاق کیلئے حلوے کی مانند:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ اے درویش! اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد و زحمت اور بلا عشاق کے لیے حلوے کی مانند ہے جو خوشی کے وقت بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ وہ خوش ہوں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۲۲، ہشت بہشت)

صبر میں اجر:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم کے بیٹے کی نیک بختی یہ ہے کہ جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کیا اس پر وہ راضی ہو اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے اور ابن آدم کی بدبختی یہ ہے کہ جو اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا اس پر خوش نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

حضرت یحییٰ بن جابر طائی سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی پسندیدہ کوئی شے آگے یعنی آخرت کے لیے نہیں بھیجی جو کہ اجر میں بھی بڑھ کر تھی سوائے اس بارہ برس کی عمر کے بچے کے جسے اس نے آگے بھیجا کہتے ہیں کہ صبر تو صدمہ کے ابتداء میں ہوتا ہے جب اس صدمہ پر وقت گزر جائے تو پھر اس کی مرضی صبر کرے یا نہ کرے عقل مند وہی ہے جو ابتداء میں ہی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبر کرے حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو ایک مجوسی نے ان کی تعزیت کی اور آپ سے کہا کہ عقلمند کو وہ کام پہلے دن ہی کرنا چاہیے جسے جاہل پانچ دن بعد کرتا ہے عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا کہ مجوسی کی یہ بات لکھ لو! حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صبر کے تین درجے ہیں (۱) اطاعت الٰہی پر صبر (۲) معصیت پر صبر (۳) مصیبت سے صبر۔ جس نے مصیبت پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے چھ سو درجات لکھ دیتا ہے اور جس نے معصیت سے صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے نو سو درجات لکھ دیتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی بات جو لوح محفوظ میں تحریر فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ میں ہی الٰہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرے رسول ہیں جو شخص میری تقدیر پر سر تسلیم خم کرے گا، میری مصیبتوں پر صبر کرے گا، میری نعمتوں کا شکر ادا کرے گا اس کا نام صدیقوں میں لکھا جائے گا اور قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اس کو اٹھاؤں گا۔ اور جو شخص میری تقدیر پر راضی نہیں میری مصیبت پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں تو اسے چاہیے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا معبود بنا لے، حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں جب کوئی پہلی مصیبت پر ہی جزع فزع کرتا ہے تو پھر وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت دوسرا اجر کا ضائع ہو جانا اور یہ پہلی مصیبت سے بھی بڑی ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اوّل، ص ۳۲۵)

مصیبت پر صبر کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کے فوت ہو جانے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے معاذ بن جبل کے لیے ہے کہ میں معبود برحق کی حمد کرتا ہوں اما بعد اللہ تعالیٰ تیرے لیے اجر کو دگنا کرے اور تجھے صبر عطا فرمائے، مجھے اور تجھے شکر کی توفیق مرحمت فرمائے پھر ہماری جانیں ہمارے اموال، اہل خانہ اولاد اور ان کے اموال یہ سب اللہ تعالیٰ کے بہترین عطیات ہیں اور نفع اٹھانے کے لیے وہ ہمارے پاس امانت ہیں جن کو مقررہ وقت پر وہ ہم سے واپس لے لیتے ہیں پھر جو کچھ اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے نیز اگر آزمائش آ جائے تو صبر کرنا ضروری ہے تیرا بیٹا انہی عطیات الٰہیہ میں سے ایک بہترین عطیہ تھا جس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا اور اجر عظیم کے بدلے واپس لے لیا بشرطیکہ ثواب کی امید پر تو صبر کرے اس لیے اے معاذ ایسا کبھی نہ کرنا ورنہ رونا پیٹنا اور ماتم وغیرہ کرنا تیرا اجر ختم کر دے گا اور تجھے اس کوتاہی پر ندامت ہی ہوگی اگر اپنی مصیبت کو تو دیکھ لے تو تجھے یقین ہو جائے گا کہ وہ مصیبت تیرے اجر سے بہت ہی کم ہے اور جان لے کہ جزع فزع میت کو واپس نہیں لاتی اور نہ غم کو مٹاتی ہے اس حادثے سے اپنے آپ کو دور لے جا۔ یہی مصیبت تجھ پر بھی آئے گی بلکہ سمجھو کہ آ ہی گئی ہے والسلام حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر کرو اس طرح تمہارا غم دور ہو جائے گا یعنی انسان جب اپنی موت کے بارے میں فکر کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ عنقریب موت آنے والی ہے تو وہ جزع فزع نہیں کرتا کیونکہ یہ رونا پیٹنا میت کو واپس نہیں لا سکتا البتہ یوں مصیبت پر صبر نہ کرنے سے اجر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے اور وہ اس کے فیصلے کو بدلنا چاہتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ ۲، ص ۳۱۷۔۳۱۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دنیاوی غم میں مبتلا صبح کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو کر صبح کرتا ہے اور جو کسی مصیبت پر شکوہ کرتا ہے گویا اللہ پر شکوہ کرتا ہے جو شخص حصول مال کی نیت سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی مالدار کے آگے تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کے دو تہائی ثواب کو مٹا دیتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے جس کو قرآن عطا کیا اور وہ اس کے مطابق عمل نہ کرے دوزخ میں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے گویا قرآن پاک کی حرمت نہ کر کے یہ سب کچھ اس نے اپنے ساتھ آپ کیا ہے حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں دیکھیں ان میں سے پہلی سطر میں تھا جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ گمان کرے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ آیات الٰہیہ کے ساتھ مذاق کرتا ہے (۲) جس نے پیش آمدہ مصیبت پر شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا (۳) کسی کی موت پر غمگین ہونا گویا رب کے فیصلے پر غصہ ہونا ہے۔ (۴) مالدار کے آگے تواضع کرنے والے کے دو تہائی حصے ضائع ہو جاتے ہیں یعنی اس کے یقین میں نقص ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کی تین اولادیں فوت ہو جائیں وہ دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کو عبور کرے گا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے چاہے وہ پرانی ہی کیوں نہ ہو اس پر جب بھی وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے گا تو اسے پہلی مرتبہ پڑھنے کا اجر ملے گا۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۳۱۹، حصہ اوّل)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ دکھ اور مصیبتیں تو ہر کسی کو ہیں ان پر بے صبری کا مظاہرہ قطعاً مناسب نہیں بلکہ مصیبت پہ صبر میں اجر ہے اس لیے صبر اختیار کرنا چاہیے تا کہ اجر حاصل ہو۔

-----☆☆☆-----

فَرِیْدا بُھوم رَنگاولی ، مَنْجھ وِسُولا باغ　　جو جَن پیر نوازے آ ، تِنْہاں آنچ نہ لاگ

حل لغات:

★ بھوم: زمین، دھرتی۔ ★ رنگاولی: رنگوں والی، رنگین، خوبصورت۔ ★ منجھ: میں۔ ★ وسولا: وس والا، زہر والا، زہریلا۔ ★ باغ: پھلواڑی، چمن، مجازاً بال بچے۔ ★ جن: آدمی، شخص، جی۔ ★ پیر: مرشد۔ ★ پیر نوازے آ: جن پر مرشد کی مہربانی ہے۔ ★ تنہاں: اُن پر۔ ★ آنچ نہ لاگ: آگ نہ لگے۔ ★ آنچ: گرمی، شعلہ، آگ، تاؤ، جوش، صدمہ، چوٹ، نقصان، دھار، روشنی، شہوت، جوش، خواہش، لالچ، مصیبت، بھوک کی آگ، مگر یہاں نقصان مراد ہے۔

مطلب:

اے فرید! یہ دنیا بڑی رنگین ہے، خوبصورتی کا شاہکار ہے۔ خوش نمائی میں لاجواب ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس خوبصورت دنیا میں ایک ایسا زہریلا باغ بھی ہے۔ جس کے زہریلے پھل کھا کر تمام لوگ نقصان اٹھاتے ہیں تمام لوگوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے ہاں ایسے لوگ اس زہریلے باغ کے زہریلے پھلوں سے نقصان نہیں اٹھاتے بلکہ بچ جاتے ہیں جن خوش قسمتوں پہ ان کے مرشد کریم کی نظر عنایت ہوتی ہے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں مرشد کی اہمیت بیان فرما رہے ہیں کہ زہریلے باغ کے نقصان سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب سے صاف ہوگیا ہے تو ازل سے ابد تک زندہ رہے گا۔(اسرار الاولیاء فصل ۴، ص ۳۵۔۳۴، ہشت بہشت)

فائدہ:

ایسے ہی فوائد کے حامل دل کی بڑی شان ہے ایسا فضائل والا دل میرے جسم میں موجود ہے اس لیے ایسے دل والے جسم کو چونڈ چونڈ کر نہ کھا اے کوے تیرے لیے یہ قطعاً مناسب نہیں۔

کوے سے مراد نفس امارہ یا شیطان بھی ہوسکتا ہے پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسے فضائل پہ مبنی دل کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ اے شیطان یا اے نفس امارہ تیرے تکلیف پہنچانے سے میں اپنی منزل سے رُک نہیں جاؤں گا اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ مجھ سے دور چلا جا! مجھے تنگ کرنے سے تجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا بلکہ خواہ مخواہ کی سردردی سے ہی واسطہ پڑے گا۔

☆☆☆

فریدا گور نِمانی سَدُ کرے، نگھر یا گھر آوَ سَر پَر مَنیں تھے آونا، مَرنُوں نہ ڈَریاوَ

حل لغات:

★ گور: قبر، تربت، مزار۔ ★ نمانی: بیچاری، بے کس و بے نوا، غریب، عاجز، بے سہارا، بے آسرا۔ ★ سَدُ: بلاوا، صدا، بلانے کی آواز۔ ★ سڈ کرے: بلائے، پکارے، دعوت دے۔ ★ نگھریا: جس کا کوئی گھر نہ ہو، بے گھر، اے وہ شخص کہ جس کا کوئی گھر نہیں۔ ★ گھر: مکان، خول، وطن جائے پیدائش، خاندان، گھرانا، ٹھکانہ یہاں یہی مراد ہے۔ ★ آؤ: آگے بڑھو، بے جا کی ضد، کم مرتبہ والے کو، بلانے کی آواز، آنا مصدر سے امر۔ ★ سر پر: ضرور، یقیناً، لازماً، ہر حال میں۔ ★ میں تھے: (میتھے) میرے پاس۔ ★ آوَنا: آنا۔ ★ مرنوں: مرنے سے۔

اے فرید! قبر بیچاری تو بلاتی رہتی ہے کہ ارے وہ انسان! جس کے پاس اس کا اپنا گھر نہیں۔ آ میرے پاس آجا میں تیرا گھر ہوں۔ آخر کار تو نے میرے پاس ہی آنا ہے۔ اس لیے مرنے سے نہ ڈر۔

مطلب:

قبر بیچاری بلاتی رہتی ہے۔ کہ اے وہ انسان جس کے پاس کوئی گھر نہیں ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ شاید تو دنیا میں مستقل طور پر آباد رہے گا یہ تیری خام خیالی ہے۔ اگر تیرا یہی خیال ہے تو پھر اپنے اس خیال کو بھلا دے کیونکہ تو نے دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا بلکہ سوائے وحدہٗ لاشریک خالق و مالک کے کوئی بھی اس دنیا فانی میں ہمیشہ نہیں رہے گا کیونکہ کسی کو بھی ہمیشگی کی زندگی میسر نہیں صرف وحدہٗ لاشریک ہی حیُّ القیُّوم ذات ہے۔

اس لیے اے انسان جب تیرا مستقل ٹھکانہ کہیں نہیں ہے تو پھر اپنے آخری ٹھکانے کی طرف آجا۔ آنا تو تو نے ہے کیونکہ جہاں تو نے بالآخر آنا ہے اسی کے بنانے سنوارنے میں ابھی سے لگ جا۔ اس طرح میرے پاس آنے کے لیے تیاری کر لے۔ اس گھر میں آنے کے لیے روشنی اور راحت و سکون کا انتظام کر لے۔ دنیوی گھر کہ جہاں تو نے مستقل نہیں رہنا ساری زندگی کی کوششیں اسی کے بنانے سنوارنے میں لگا رہتا ہے کبھی اس گھر کا بھی خیال کر لے کہ جس میں تو نے آنا ہے دنیوی گھر کہ جہاں رہنے کے لیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بُڈّھا تھیا شیخ فرید ، کنبن لگے ٹاہل ٹنڈ ڑیاں جل لاڑیاں ، ٹُٹّن لگی ماہل

حل لغات:

★ بڈھا: بوڑھا۔ ★ تھیا: ہوگیا۔ ★ کنبن لگے: کانپنے لگے، لرزنے لگے۔ ★ ٹاھلی: ٹاھلی یعنی شیشم کے بڑے بڑے درخت مراد بڑے زورآور بازو اور ٹانگیں۔ ★ جل: پانی۔ ★ لانیاں: لانے والی۔ ★ ٹٹن لگی: ٹوٹنے لگی ہے۔ ★ ٹنڈ ڑیاں: (ٹنڈیں) لوٹے مراد کام دینے والے جسمانی اعضاء ویسے ٹنڈ ین ٹنڈ کی جمع ہے، ٹنڈ کنوئیں کے لوٹے کو کہا جاتا ہے۔ ★ ماھل: جس رسی کے ساتھ کنوئیں کے لوٹے باندھے ہوئے ہوتے ہیں جب کنواں چلتا ہے تو لوٹوں میں پانی جس کے ساتھ لوٹے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔

ترجمہ:

شیخ فرید اب بوڑھا ہوگیا ہے اس لیے اس بڑھاپے کے باعث اس کی ٹانگیں اور بازو کانپنے لگے ہیں۔ کنوئیں سے پانی لانے والے لوٹے وہ سبھی ماھل یعنی اپنی رسی سمیت ٹوٹنے لگے ہیں۔ یعنی جسم کا ڈھانچہ سارا ہی باقی اعضاء کے ساتھ ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا ہے۔ اسی طرح آخر کار بندہ اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیات کا منظر اس شعر میں بہت خوبصورت اور انوکھے انداز میں بیان فرمایا ہے اس شعر میں تشبیہات واستعارات کا استعمال خوب جچے تلے انداز میں کیا گیا ہے مثلاً کنبن لگے ٹاھل، میں ہاتھ پاؤں کے لیے لفظ ٹاہل کا استعمال کیا ہے اسی طرح کام دینے والے جسمانی اعضا کے لیے ٹنڈ ڑیاں اسی طرح جل لانیاں اور ٹٹن لگی ماھل کے استعمال خوب بیان فرمائے۔ اس شعر اور آپ کے دیگر کلام کی خصوصیات میں سے چند ایک ہماری زیر ترتیب کتاب تجلیات الفرید میں انشاء اللہ بیان کی جائیں گی یہاں اس شعر کا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بڑھاپے کا منظر بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ شیخ فرید تو اب بوڑھا ہوگیا ہے۔ اس کے ٹاھل (یعنی اس کے کام کرنے والے جسمانی اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ پہ انتہائی ضعف کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے کپکپاہٹ طاری ہوگئی ہے۔ جسمانی اعضاء پہ اب پورا کنٹرول نہیں رہا۔ اب سارے جسمانی اعضاء ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں کبھی کوئی بیماری لاحق ہوگئی کبھی کسی تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔ کبھی کسی مرض کا شکار ہوئے، کبھی طبیعت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوگئی۔ حتیٰ کہ سانسوں کی ڈور بھی ٹوٹنے کا وقت قریب آگیا ہے یعنی اچانک ہی ایک ایسا وقت آئے گا کہ سانسوں کی ڈور کٹ جائے گی اور اس طرح موت وارد ہو جائے گی۔ گویا جسم پر رعشہ کا طاری ہو جانا، اعضاء پہ پورا کنٹرول نہ رہنا، قوتوں میں ضعف پیدا ہو جانا، اعضاء کا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جانا یہ سب موت کا پیغام دینے والے ہوتے ہیں کہ گویا اب موت آئی کہ آئی۔ اب کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَرِیدا جِت تَن بڈھا اُچے تِت تَن کیسا ماس اِت تَن ایہہ بھی بہُت ہے ، ہاڈ چام اور ماس

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ جت: جس۔ ★ تن: جسم، بدن۔ ★ برھا: جدائی، فراق۔ ★ اُچے: لگے، طاری ہو۔ ★ تت: (تُس) اُس۔ ★ کیسا ماس: کیسا گوشت۔ ★ اِت ایس، اِس۔ ★ ایہہ: یہ۔ ★ بہت ہے: بہت زیادہ ہے۔ ★ ہاڑ: ہڈی، بڑی بڑی ہڈیاں۔ ★ چام: چمڑا، چم۔ ★ اور: دو لفظوں، دو کلمات، دو اسماء وغیرہ کو ملانے والا کلمہ، دوسرا، زیادہ پھر صرف، فقط، یا وگرنہ، علاوہ، غیر، ہاں وغیرہ، مراد یہاں پہلا معنی ہے۔

ترجمہ:

اے فرید! جو جسم جدائی اور فراق کے دُکھوں کا مارا ہو اس میں گوشت کیسے رہ سکتا ہے؟ درد و فراق اور جدائی کے مارے جسم میں تو ہڈیاں، کھال یعنی چمڑا اور معمولی سا گوشت ہی غنیمت ہے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اور اس محبت کی وجہ سے درد و فراق کی کیفیت اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کی جسمانی کیفیت خوب بیان کی ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ ہمہ وقت اسی جتن میں رہتا ہے کہ کسی طرح حق تعالیٰ کے جلوے میسر آ جائیں اور پھر بقیہ ساری زندگی انہیں میں گزار دے مگر یہ کب آسانی سے میسر آتے ہیں۔ اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پہ لگانا پڑتا ہے۔ بس اسی جدائی، غم اور فراق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جدائی اور فراق کی انتہا ہو جاتی ہے تو اس جدائی اور فراق کی آگ جسم سے گوشت جلانا شروع کر دیتی ہے۔ اس فراق کی آگ میں جلتے جلتے جسم پہ گوشت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے بلکہ محض ہڈیوں کا پنجر ہی رہ جاتا ہے۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے جسم کے لیے تو یہ ہڈیوں کا پنجر، چمڑا اور معمولی سا گوشت ہی کافی ہے یہی غنیمت ہے ورنہ جدائی اور فراق کی آگ تو ایسی سخت ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے کچھ بھی نہیں بچنا چاہیے تھا۔

عشاق کی زندگی:

سید مسلم نظامی دہلوی تحریر فرماتے ہیں سالارِ عارفاں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غافلوں اور عام آدمیوں کی زندگی خون اور ہڈیوں کے مغز سے ہوتی ہے لیکن عاشقوں کی زندگی دوست کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی ہے خون کی بجائے ان کے بدن میں محبت ہوتی ہے۔ (انوار الفرید المعروف تاریخ فریدی ۷۴، بحوالہ سیر العارفین، ص ۴۳)

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

(علامہ اقبال)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مجاھدے اور ریاضیتں:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدات اور ریاضتوں کے متعلق سید مسلم نظام دہلوی نے خوب لکھا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

طے کا روزہ:

طے کا روزہ وہ روزہ کہلاتا ہے جس کا افطار تین یا پانچ یا سات یا اس زیادہ دن میں ہوتا ہے اس عرصے میں ہر روز بعد غروب آفتاب تقریباً دو تولہ پانی تو پیا جا سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

روزہ ہر مذہب وملت میں تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس میں خاص اہمیت رکھتا ہے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ دوام روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ بیمار ہو جاتے یا قصد کھلواتے تب بھی روزہ نہ چھوڑتے تھے آپ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدھا سلوک ہے اور بقیہ آدھے میں نماز واوراد ودیگر طاعات ہیں۔

اسی زمانے کا ذکر ہے جب حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ دروازہ منڈہ کے حجرہ میں مجاہدہ کر رہے تھے کہ ایک دن آپ نے اپنے مرشد سے عرض کیا ''حضور! میں اور سخت مجاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت قطب العالم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''مسعود! تو پھر تم کو طے کا روزہ رکھنا چاہیے۔ لیکن اس میں یہ خیال رکھنا کہ روزے کا افطار غیب کی آئی ہوئی پاکیزہ چیز سے ہو ورنہ روزے کا مقصد حاصل نہ ہوگا''۔

دوسرے روز سے آپ نے طے کا روزہ شروع کر دیا۔ آخری دن شام کو ایک ناواقف شخص از خود کھانا لے کر آیا اور آپ کو دے کر چلا گیا۔ آپ نے یہ غیبی کھانا سمجھا اور اس سے روزہ افطار کر لیا۔

ابھی آپ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کی نظر سامنے درخت پر بیٹھے ہوئے کوے پر پڑی۔ جو کسی مردار کی غلیظ انتڑیاں منہ میں لیے ہوئے تھا۔ اس کو دیکھ کر اس قدر کراہت آئی کہ آپ کو اُلٹی ہو گئی اور تمام کھانا باہر نکل گیا اور پیٹ خالی ہو گیا۔ اس کے بعد آپ اپنے مرشد حضرت قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا ''مسعود! تین دن کے طے کے بعد تم نے جس کھانے سے روزہ افطار کیا وہ تو شرابی کے گھر کا کھانا تھا۔ حضرت حق تعالیٰ کی نوازش تمہارے حال پر تھی جو وہ کھانا تمہارے معدہ میں نہ ٹھہرا۔ اب پھر طے کا روزہ رکھو اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کرو۔

(اسرار الاولیاء، ص ۶۸)

یہ سن کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت طے کے روزے کی نیت کر لی جب اس روزے کے تین دن پورے ہو گئے تو گویا چھ دن کا روزہ ہو گیا افطار کے وقت کوئی چیز نہ آئی اور عشاء کا بھی بُعد ہو گیا ضعف نے غلبہ کیا۔ نفس شدت بھوک سے جلنا شروع ہوا۔ آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک مٹھی کنکر اُٹھا کر منہ میں رکھ لیے۔ قدرت خدا سے کنکر منہ میں جاتے ہی شکر ہو گئے۔ آپ کو معاً یہ خیال آیا کہ یہ بھی کہیں شیطانی وسوسہ نہ ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے انہیں تھوک دیا اور پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے آدھی رات گزرنے کے بعد پھر بھوک کی شدت کے سبب آپ نے ایک مٹھی کنکر اٹھا کر منہ میں ڈال لیے۔ وہ بھی فوراً شکر ہو گئے آپ نے ان کو بھی تھوک دیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آخر صبح کے قریب بھوک اور نقاہت بہت زیادہ ہو گئی تو آپ کو خیال آیا کہ شدت ضعف کے سبب میں کہیں فرائض سے نہ رہ جاؤں اس لیے آپ نے پھر ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر منہ میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈال لیے جو پھر فوراً شکر ہو گئے۔آپ نے ان کو کھالیا اور صبح جب اپنے مرشد حضرت قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا: مسعود نیکو کردی کہ بداں افطار کردی کہ ہر چہ از غیب است نیکو است یعنی مسعود تم نے اچھا کیا جو ان سے روزہ افطار کرلیا کہ جو کچھ غیب سے ہوتا ہے۔وہ اچھا ہی ہوتا ہے" پھر فرمایا: مسعود جاؤ شکر کی طرح شیریں رہو گے"۔(سیر الاولیاء، ص ۶۸)

امیر خورد کرمانی کا بیان ہے کہ آپ کو اسی لیے پیر شکر بار یا گنج شکر کہا جاتا ہے۔

(انوار الفرید، ص ۶۴۔۶۳، بحوالہ سیر الاولیاء، ص ۶۸)

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ گنج شکر کیسے مشہور ہیں اسی سلسلے میں ہماری کتاب حیات الفرید کا مطالعہ کیجئے اس میں بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔

چلہ معکوس:

چلہ معکوس کے متعلق تفصیلات انوار الفرید، حیات الفرید اور دیگر کتب میں ملاحظہ فرمائیے۔

مرشد کریم سے اجازت پا کر آپ نے چلہ معکوس کا طریقہ معلوم کر کے اجازت حاصل کر کے مناسب کنویں کی تلاش شروع کر دی اسی جستجو میں آپ کھتوال پہنچے وہاں کچھ عرصہ رہے پھر اسی جستجو میں آپ چلتے چلتے ایسا کنواں تلاش کرتے کرتے کھتوال پہنچے۔کچھ دن یہاں گزار کر پھر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر پھر رخصت ہو گئے یہاں تک کہ اوچہ شریف پہنچے۔وہاں آپ مسجد حاج میں پہنچے۔یہاں مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے بڑا پُر فضا مقام تھا۔اس مسجد کے پاس ہی کنواں تھا۔وہ کنواں چلہ معکوس کے لیے بڑا موزوں تھا کیونکہ کنویں پہ ایک بڑا درخت تھا اس کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔اتفاقاً اس مسجد کا مؤذن خواجہ رشید الدین مینائی ہانسی کا رہنے والا تھا۔وہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی محبت وعقیدت رکھتا تھا۔آپ نے یہاں چند روز قیام فرمایا اور ایک روز رشید الدین سے اپنا مقصد ظاہر کیا۔رشید الدین نے پوری راز داری کا یقین دلایا اور نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ اپنے آپ کو خدمت کے لیے پیش کیا۔

جب حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کو ہر طرح تسلی ہو گئی تو آپ نے بازار سے ایک رسی منگائی اور ایک دن بعد نماز عشاء تازہ وضو کیا اور اس رسی کا ایک سرا اپنے پاؤں میں اور دوسرا اس درخت کے ٹہنے کے ساتھ باندھ دیا۔پھر مؤذن سے کہا کہ مجھے آہستہ آہستہ کنوئیں میں لٹکا دو۔اور فجر سے تھوڑی دیر پہلے باہر نکال لینا۔

خواجہ رشید الدین مینائی مؤذن نے آپ کو کنویں میں لٹکا دیا اور پھر فجر کی اذان سے قبل عرض کیا کہ حضور صبح صادق ہونے والی ہے۔اب میں آپ کو باہر نکالتا ہوں۔یہ کہا اور آپ کو باہر نکال لیا۔بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ رسی کھول کر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔اور قبلہ رو بیٹھ گئے۔اور نمازِ فجر جماعت سے ادا کی۔یہی شغل چالیس رات جاری رہا۔

چلہ معکوس کی مدت:

چلہ معکوس کی مدت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثلاً کافی کتابوں میں چلہ معکوس کی مدت چالیس رات بیان کی گئی ہے۔
جیسے انوار الفرید، سیر الاولیاء وغیرہ۔ میں چالیس شب بیان کی گئی ہے۔
انوار الفرید میں ہے کہ "صاحب جوامع الکلم کا بیان ہے کہ حضرت کا یہ چلہ رات دن جاری رہا۔ صرف پنج وقتہ نمازوں کے لیے آپ کو باہر نکالا جاتا تھا۔ (جوامع الکلم، ص ۲۳۱)
صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ:
در مقام اوچہ چلہ معکوس کشید تا چہل روز ہر شب دراں چاہ بدرختے کہ براں چاہ بودے۔ اویختند چوں روز میشد بیرونش می آوردند (اخبار الاخیار، ص ۶۳)
یعنی اوچہ میں آپ نے چلہ معکوس کیا چالیس روز اسی طرح کہ ہر شب کنوئیں میں اس کے اوپر والے درخت کے ساتھ لٹکتے رہتے اور دن کو باہر نکال لیے جاتے۔
رفیق العارفین میں لکھا ہے کہ چلہ معکوس کا زمانہ چھ ماہ ہے۔

فائدہ:

حاشیہ انوار الفرید میں ہے کہ رفیق العارفین حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے آپ خلیفہ ہیں حضرت نور قطب عالم پنڈوی کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت علاء الحق بنگالی کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ ہیں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے۔ (انوار الفرید، ص ۶۷)
جواہر فریدی میں لکھا ہے کہ یہ چلہ بارہ سال جاری رہا یہاں تک کہ چڑیوں نے حضرت کے زانوئے مبارک میں گھونسلے بنا لیے تھے۔
"دوازدہ سال خود را چاہے آویزاں کردہ بہ نماز معکوس کرد وظائف برائے صفائے باطن اکسیر اعظم است ادا نمودند دریں مدت حال ریاضت و استغراق و درجہ فنا بجائے رسید کہ گنجشکاں و جانوروں در پائے ہائے وجودِ مبارک ایشاں آشیاں ساختند۔
(جواہر فریدی، ص ۱۸۷)
یعنی بارہ سال کنویں میں لٹک کر نماز معکوس ادا کی کہ یہ وظیفہ صفائی باطن کے لیے اکسیر اعظم ہے اس زمانہ میں حال اور استغراق و درجہ فنا یہاں تک پہنچا کہ چڑیوں اور جانوروں نے آپ کے پاؤں اور وجود مبارک میں گھونسلے بنا لیے تھے۔
(انوار الفرید، ص ۶۸۔۶۷)

مطابقت:

مختصر یہ کہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چلہ معکوس کے متعلق تذکرہ نگاروں نے الگ الگ مدت بیان کی ہے جس میں سیر الاولیاء اخبار الاخیار شریف اور شجرۃ الانوار کا بیان ایک ہے یعنی یہ چلہ چالیس رات کا تھا۔ جوامع الکلم، جواہر فریدی، رفیق العارفین، سیر الاقطاب مراۃ الاسرار وغیرہ کے بیانات مختلف ہیں۔ ان میں مطابقت کی یہی صورت ہے کہ آپ کا پہلا چلہ چالیس رات کا تھا اس کے بعد آپ نے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں مختلف مدت کے لیے یہ مجاہدۂ معکوس جاری رکھا۔ جس کی مجموعی مدت بارہ سال تھی۔ پاک و ہند میں کئی مقامات پر [illegible] معکوس کیے۔ کھتوال، ریواڑی،

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاہ مدار صاحب کی ٹیکری اور اوچہ کے کنویں زیادہ مشہور ہیں۔امیر خورد کرمانی نے لکھا ہے کہ اوچہ شریف کی مسجد حاج کا وہ کنواں اور درخت جہاں آپ نے چلہ معکوس کیا تھا اس وقت تک موجود ہے۔(سیر الاولیاء ص ۷۰۔۶۹) یہ تحریر آٹھویں صدی ہجری کے آخری نصف کی ہے۔(انوار الفرید، ص ۶۸)

آپ کی خوراک:

آپ ہر کسی کے پاس سے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔بلکہ آپ کا ایک فرمان ذیشان یہ ہے کہ نان ہر کس مخور ہر کسی رابدہ
یعنی ہر ایک کی روٹی نہ کھا مگر ہر کسی کو کھلا (سیر الاولیاء، ص ۷۶)

بھوک کی شدت میں نفس کی خواہش کے خلاف جنگلی درختوں کے بے مزہ پھل اور پتے کھایا کرتے تھے مثل پیلو وڈیلہ کہ از جنگل آں ولایت خیز وقانع می بوند۔(سیر العارفین، ص ۴۸)

مثلاً پیلو یا ٹینٹ (کریل کا پھل) پر جو اس ولایت کے جنگلوں میں پیدا ہوتا ہے قناعت کرتے تھے۔مسلسل روزوں اور شب بیداری اور کثرتِ اذکار واشغال کی وجہ سے آپ ایک انسانی ڈھانچہ رہ گئے تھے مگر مجاہدوں میں کمی نہ ہوئی بلکہ روزانہ زیادتی ہی تھی جوانی ڈھل گئی۔بڑھاپا آ گیا، مگر ریاضت ہائے شاقہ اسی طرح جاری رہیں۔(خلاصہ از انوار الفرید، ص ۷۵)

خلاصہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اپنی اسی جسمانی کیفیت کو بیان فرما رہے ہیں کہ اے فرید! جو جسم جدائی اور فراق کے دکھوں کا مارا ہوا ہو۔اس میں رونق کیسی ہو سکتی ہے اس میں گوشت کی فراوانی کیسے پیدا ہوگی۔اسی لیے ہڈیوں کے سوا کچھ نہیں رہا تو پھر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔گھبرانا نہیں چاہیے۔پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں بلکہ اس پہ جو معمولی سا گوشت موجود ہے وہی غنیمت ہے۔

-----☆☆☆-----

پریتم ! تُھم مَت جانیا ، تُھم نچھڑت ہم چین ڈاڈھے بَن کی لاکڑی سُلگت ہوں دِن رین

حل لغات:

★ پریتم: محبوب، جس سے محبت، پیارے۔ ★ تم: تو۔ ★ مت جانیا: یہ خیال نہ کرنا۔ ★ بچھڑت: بچھڑ گئے، جدا ہو گئے۔ ★ ہم چین: ہم آرام وسکون سے ہیں۔ ★ ڈاڈھے: سخت۔ ★ بن: جنگل۔ ★ لاکڑی: لکڑی۔ ★ سلگت: سلگ رہی ہے۔ ★ ہوں: جل رہی ہے۔ ★ رین: رات۔

ترجمہ:

اے پیارے! یہ خیال نہ کرنا کہ تم سے بچھڑ کر میں سکون سے ہوں یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ خیال غلط ہے۔بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ میں بھی کسی جنگل کی گیلی پختہ لکڑی کی مانند شب و روز جل رہا ہوں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ جدائی کی کیفیت ایک اور انداز میں بیان کی ہے کہ اے پیارے ہم جدا ہو گئے ہیں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے ہیں شاید تجھے یہ خیال ہو کہ ہو سکتا ہے کہ تجھے تو جدائی کا صدمہ بہت ہوا ہے بلکہ اس جدائی کا صدمہ سے تجھے سنبھالنا مشکل ہو گیا ہے اور ہمیں سکون میسر ہے یہ غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محبوب کی جدائی ہو اور سکون میسر ہو جائے یہ کیسے ممکن ہے؟ جیسے تجھے اس بچھڑنے کا غم لاحق ہے اسی طرح میں بھی اسی صدمے میں مبتلا ہوں۔ اس کی کیفیت یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کسی جنگل کی گیلی لکڑی کو آگ کے آلاؤ میں پھینک دیا جائے تو جو کیفیت اس لکڑی کی ہوتی ہے وہی کیفیت میری سمجھ لیجئے کہ نہ تو وہ لکڑی جلتی ہے کہ آسانی سے جل جائے اور نہ ہی جلنے سے محفوظ رہتی ہے بلکہ ہم تو مرتے ہیں مر مر کے جیتے ہیں۔ ہمارا تو ہر لمحہ مرنے اور جینے میں گزر رہا ہے۔ جل بھی رہے ہیں مگر شعلہ بھی نہیں پیدا ہوتا کہ لوگوں کو علم ہو کہ انہیں آگ لگی ہوئی ہے جل رہے ہیں۔ یہی کیفیت شب و روز ہے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیْدا پِرِیْ وِسَارَنَ بَیَارَ وَن کو بُدھ چوین　　کَنْچَنْ رَاس وِسَار کَرْ، مُٹّھی دُھوڑ بَھرِیْن

حل لغات:

★ پری: محبوب۔ ★ وسارن: بھولنا، بھول جانا۔ ★ بیا: دوسرا کوئی اور۔ ★ رون: قبول کرنا۔ ★ کو: کوئی۔ ★ بدھ: عقل، سمجھ، عقل والی بات۔ ★ چوین: اختیار کرنا۔ ★ کنچن: سونا۔ ★ راس: سر، سردار، فرد، ڈھیر، کھلیان، کھیل تماشا وغیرہ، اصلی پونجی مراد ہے۔ ★ بھریں: تو بھرے۔ ★ دھوڑ: مٹی، غبار۔ ★ وسار کر بھول کر۔

ترجمہ:

اپنے محبوب کو بھلا دینا اور کسی اور کو قبول کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ یعنی عقل مندی کی بات نہیں یہ تو بالکل اسی طرح ہے جیسے سونے کو چھوڑ کر اپنی مٹھی میں مٹی بھر لے۔

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کوئی کام بھی بندہ کرے سوچ سمجھ کر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سوچ سمجھ اور عقل اسی لیے دی ہے کہ اس سے کام لیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اپنے محبوب کو بھلا دینا عقلمندی نہیں ہے یا اپنے محبوب سے بے پرواہی اختیار کرنا عقلمندی نہیں ہے بے وقوفی ہے۔ اپنے محبوب کی بجائے کسی اور کو قبول کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے سونے سے بے پرواہی اختیار کر لے اور اپنی مٹھی میں خاک ڈال کر اسے اہمیت دی جائے۔ کہاں سونا؟ اور کہاں مٹی۔ یہی حال ہے دنیا میں مست ہونے اور اللہ تعالیٰ سے بے پرواہی اختیار کرنا عقلمندی تو کیا انسانیت بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں کا عقلمند انسان ہے جو اپنے خالق و مالک اور رازق سے بھی بے پرواہی اختیار کر لے کہ جس کے بغیر کوئی رازق نہیں۔ دنیا اور دنیا کے امور میں مست رہنا اللہ تعالیٰ کو بھلا دینا قطعاً مناسب نہیں ہے اس کی وہی مثال ہے جو بابا فرید نے سونے اور خاک کی پیش فرمائی ہے۔ مگر آج کیسا الٹ دور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چل گیا ہے کہ اللہ والوں کو کوئی جانتا بھی نہیں دنیاداروں کی خوب پذیرائی ہوتی ہے۔ اندھوں کو حافظ جی کہنے کا عام رواج ہے حالانکہ بعض اوقات اسے قرآن مجید کے حفظ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ جو دنیاداری کی چالاکیوں سے خوب واقف نہیں ہوتا اسے ملا کہہ دیا جاتا ہے۔ انتہائی بدباطن اور زانی قسم کے لوگوں کو حاجی کہہ دیا جاتا ہے۔ اس سے فقیر کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جن امور کا تعلق خالص دین سے ہے، دینداروں پہ لازم ہے کہ جنہیں عام لوگ بدباطنی کے رنگ میں پیش کرنے لگے ہیں۔ اِن امور کے متعلق انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔ ایسے کاموں سے لوگوں کو روکنے کی کوشش کریں۔ جاننے والوں کو چاہیے کہ ان کو ان کے اس غلط رویئے کے متعلق حقیقت کہ ایسا کہنا غلط ہے۔ ایسے امور سے اس طرح زبان سے ادا کرنا سراسر نقصان ہے۔ ایمان سلامت ہی نہیں رہتا بلکہ محض چند لمحوں کی ہنسی مزاح کے پیش نظر یہ جو چند جملے اور غصے میں آکر ایسے جو جملے بولتے ہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ نادانستگی میں ہم کیا کچھ اپنی زبان سے ادا کر گئے ان کا مطلب کیا ہے! کیا ہم اس سے متفق ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو ایک طرح سے یہ جھوٹ ہوا۔

لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِين۔

جھوٹوں پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

پھر ہم نے دینی امور کی توہین آمیز رنگ میں بول کر بعض اوقات کفر کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور ہمیں علم بھی نہیں ہوتا۔

اس طرح بعض اوقات محض ہنسی مزاح کے طور پر ہم من گھڑت غلط اور دین کے خلاف اولیائے کرام اور انبیائے کرام، قرآن مجید، حق تعالیٰ، اسلام اور اسلامی امور کے متعلق من گھڑت لطائف سنتے بھی ہیں سناتے بھی ہیں۔ جو دین وایمان کے صراحتاً خلاف ہیں انسان کی نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ ایسے غلط اور دین، مذہب، دینی امور اور دین کے متعلقات کے متعلق نازیبا لطائف سننا سنانا سب شریعت مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے جو بعض اوقات کفر تک نوبت پہنچنے کا سبب ہیں فلہٰذا ایسے ڈرامے، لطیفے سننا اور سنانا تمام ناجائز ہیں اس لیے ایسے امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

فائدہ:

لطائف پیش کرنے والے، ڈرامہ کرنے والے بعض اوقات سکولوں میں آجاتے ہیں حکام بالا سے اجازت لے کر یا بعض اوقات سربراہ ادارہ کی اجازت سے پھر نہ جانے کیسے کیسے غلط، من گھڑت، دین اور دین کے متعلقات کے خلاف لطائف پیش کرتے ہیں محض چند لمحات طلبہ اور اساتذہ کو خوش کر کے پیسے بٹورنے کے لیے کوئی خیال نہیں کرتے کہ محض ہنسی مزاق اور مزاح کے رنگ میں ہم دین اسلام کے خلاف شیطانی زہر تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔

لطیفہ:

اسی طرح ایک مرتبہ گورنمنٹ ہائی سکول کلیانہ (ضلع پاکپتن شریف) میں بھی ایک کرتب کرنے والا آیا اس نے مختلف کرتب بچوں کو دکھائے ساتھ ساتھ لطیفے بھی سناتا گیا۔ اس نے علمائے کرام کی بھی خوب خبر لی۔ غالباً ایک لطیفہ اساتذہ کرام کے متعلق بھی سنایا۔ الفقیر ابواحمد اویسی تو وہاں سے اٹھ کر اپنی کلاس کے کمرے میں جا بیٹھا۔ اکیلا بیٹھا رہا۔ کافی وقت بعد جماعت بھی اپنے کمرے میں آگئی۔ الفقیر نے پڑھانا شروع کر دیا کچھ وقت بعد وہی لطائف سنانے والا ہماری جماعت میں آیا اور کہنے لگا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ جی السلام علیکم!

الفقیر نے عرض کیا وعلیکم السلام۔ کیسے تشریف لائے؟

انہوں نے کہا جی آپ سے انعام لینے کے لیے۔

الفقیر القادری نے عرض کیا کہ کس چیز کا انعام کہ تو نے علمائے کرام کی خوب درگت بنائی۔

اس چیز کا انعام لینے آیا ہے کہ دیکھیئے اساتذہ کرام میں نے آپ کی خوب مٹی پلید کی۔اس چیز کا انعام آپ کو دوں کہ تو نے طلباء اور اساتذہ کرام کو دین علمائے کرام اور اساتذہ کرام سے دور کر کے شیطانی راستے پہ ڈالنے کی بھرپور کشش کی۔ کیونکہ یہ آج کل عالمی طور پر سلسلہ چل رہا ہے کہ آپ نے یہود و ہنود اور نصاریٰ کی خوب وکالت کی۔

یہ سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا پھر وہ معذرت کر کے چلا گیا۔

بہر حال بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں یہی بیان فرما رہے ہیں کہ اپنے محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے احکام، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین متین، دین اسلام اور دین متین کے متعلقات کو بھلا دینا، ان سے بے پرواہی برتنا، انہیں لطائف کا نشانہ بنانا۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ان پر جملے بازی کرنا، ان پہ پھبتیاں کسنا وغیرہ کہاں کی عقلمندی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عقلمندی نہیں بلکہ بے وقوفی کی دلیل ہے۔اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کوئی سونا پھینک دے اور مٹی کی مٹھی بھر لے اور یہ سوچے کہ اس مٹی کی مٹھی کے مجھے زیادہ پیسے ملیں سونے کے پیسے بہت کم ملیں۔ کیا ایسا کرنے والا عقلمند ہے یا بے وقوف یہ کیفیت ہے مگر جن کی عقل دانی الٹ جائے اسے کون سمجھائے۔اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا پیریں بیڑا ٹھیلھ کے، کنڈھیں کھڑا نہ رو وت نہ آون تھیسیا ، ایت نہ نیندڑی سو

حل لغات:

★ پیریں: تیریں، عبور کریں۔ ★ بیڑا: بڑی کشتی، بانسوں والا وہ بڑا گٹھڑا جس کے ذریعے سے دریا پار کرتے ہیں۔ جہازوں یا کشتیوں کی قطار وغیرہ۔ ★ ٹھیلھ کے: پانی میں ڈال کر۔ ★ کنڈھیں: کنارے۔ ★ کھڑا نہ رو: کھڑا نہ رہ۔ ★ وت: پھر۔ ★ نہ آون: نہ آنا۔ ★ تھیسیا: ہوگا۔ ★ ایت: اتنا۔ ★ نیندڑی: میٹھی نیند۔

ترجمہ:

اے فرید! دریا میں کشتی ڈالنے کے بعد دریا پار کر لینا چاہیے محض دریا کے کنارے پر ہی کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔ یہاں پھر دوبارہ تجھے آنے کا موقع نہیں ملنا اس لیے اتنی میٹھی اور لمبی غفلت کی نیند نہ سوتا رہ بلکہ غفلت ترک کر دے۔

مطلب:

واضح ہے بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ارے انسان یہ دنیا دریا کی مثل ہے اور تیری زندگی اس دریا میں کشتی کی مانند۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب دریا میں کشتی ڈال دی جائے، لنگر اٹھا دیئے جائیں تو پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو کر دریا کو عبور کر لینا چاہیے۔ بلاوجہ وہیں کھڑا رہنا اور غفلت میں پڑ جانا قطعاً مناسب نہیں ہے بلکہ کسی بھی وقت دریا کی طغیانی نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا بھی ہے۔ جب اس دنیا کے دریا میں داخل ہو گیا ہے تو اپنی زندگی کی کشتی کو معرفت حق کے کنارے کی طرف لے کر چلتا بن۔ صراطِ مستقیم اختیار کرتا ہوا اس دنیا کے دریا کو بہترین طریقے اور صراط مستقیم کا راستہ اپناتے ہوئے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے زندگی کے کنارے کی طرف بڑی ہوشیاری سے بڑھتا چلا جا، یہاں تک کہ معرفت حق کی منزل پالے۔ اگر غافل ہو گیا تو کسی بھی لمحے طوفان کا ایک ہی جھٹکا تجھے لے ڈوبے گا اور کہیں کا نہ رہنے دے گا۔ دین سے بھی جائے گا دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ تو نے اس دنیا کے دریا میں دوبارہ نہیں آنا، یہاں آنے کا تجھے دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا یہی موقع ہے اسے غفلت میں ضائع نہ کر بیٹھنا۔ اس لیے غفلت کی نیند میں نہ پڑا رہ بلکہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

-----☆☆☆-----

پیریں کنڈھے پندھڑا ، سیتی سجانا بھٹھ ہنڈولے دا پینگھنا ، سیتی اُجانا

حل لغات:

* پیریں: عبور کرنا، تیرنا۔ * کنڈھے: کنارے پر۔ * پندھڑا: پینڈا، سفر، فاصلہ راستہ۔ * سجانا: سیانا: پہچاننا، معرفت حاصل کرنا، نیکی کرنا۔ * بھٹھ: بھٹی، بھاڑ، چولہا جس میں چنے بھنے جاتے ہیں، تنور۔ * ہنڈولے: پنگھوڑے میں۔ * پینگھنا: جھولنا۔ * سیتی: کے ساتھ کیلئے، واسطے برائے۔ * دا: کا۔ * اجانا: یہ بے فائدہ کام ہے، کہیں بھی نہ جانا۔

ترجمہ:

سفر کنارے کے ساتھ ساتھ تیر کر طے کر لینا چاہیے۔ معرفت حاصل کرنے اور نیکی کی طرف راغب ہونا چاہیے اس سلسلے میں پنگھوڑے میں جھولنا بھاڑ میں جائے میرا اس سے کیا کام کیونکہ یہ تو فضول اور بے فائدہ کام ہے۔

مطلب:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں غفلت سے بیداری کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ راستے کا سفر جو قریب ہی ہے اگر تیرنا جانتا ہے تو پھر معمولی سی تگ و دو کر کے تیر کر سفر طے کر لینا چاہیے اس معمولی سے کام کے لیے بیڑے کا انتظار کرنا فضول اور وقت کی بربادی ہے ایسے فضول اور بے فائدہ وقت کو برباد کرنے کی بجائے کسی مفید اور کارآمد کام میں صرف کر لینا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رضا اور معرفت کے حصول کے لیے وہی وقت صرف کر لینا چاہیے۔ نیکی اور معرفت کے حصول کے لیے تگ و دو کرنی چاہیے غفلت شعاری کی روش کو ترک کرنا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ جو وقت ضائع ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔ مطلوبہ مقام تک پہنچنے کے لیے کشتی یا بیڑے کا انتظار کرنا اور پنگھوڑے میں جھولنا عبث اور فضول کام ہیں۔ ایسے بے فائدہ کام بھاڑ میں جائیں۔ ان چیزوں میں مشغول ہو کر غافل نہیں ہونا چاہیے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکل کاسہ کاٹھ دا ، واسا وچ وناں باریں اندر جالنا ، درویشاں تے ہرناں

حل لغات:

* تکل: کمر، پیٹھ۔ * کاسہ، کشکول، گداگری کا پیالہ، پیالہ، کٹورا۔ * کاٹھ دا: لکڑی کا۔ * واسا: رہن سہن، ٹھکانہ، رہائش۔ * وچ: میں۔ * وناں: (واحد ون) درخت، جھنڈ، جنگل۔ * باریں: (واحد بار) جنگل بیابان، جنگلات۔ * اندر: میں۔ * جالنا: گزارنا، وقت کاٹنا۔ * درویشاں: درویش کی جمع۔ * تے: اور۔ * ہرناں: ہرن کی جمع۔

ترجمہ:

کمر کے ساتھ کشکول یعنی گداگری والا لکڑی کا بنا ہوا پیالہ ہے۔ پیلو کے درختوں کے گھنے جھنڈ یا جنگلات میں رہنا سہنا اور گزارا کرنا یہ درویشوں اور ہرنوں کا کام ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں درویشی کے راستے میں آنے والی مشکلات کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درویشی کوئی آسان کام نہیں نہایت دشواریوں کا مجموعہ ہے۔ درویشی نہایت جان جوکھوں کا کام ہے۔ تن آسان اس کے قریب بھی نہ پھٹکیں کیونکہ یہ راستہ طے کرنا تن آسانوں کے بس کا روگ نہیں۔ ہمیشہ لکڑی کا کشکول کمر کے ساتھ لٹکائے رکھنا بھکاریوں جیسی صورت بنائے رکھنا پیلو کے درخت انتہائی خطرناک سانپوں، عقرب اور دیگر زہریلے اور موذی جانوروں کا مسکن ہوتے ہیں۔ وہاں بسیرا کرنا، نہایت ویرانے مقامات اور جنگلات میں بسیرا کرنا، درویشوں اور ہرنوں کا ہی کام ہے۔ عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔

ایسے حالات سے گزر کر جب اللہ والے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اللہ والے ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جب اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جو اولیاء اللہ عرض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری کر دیتا کرامات کا تعلق اسی قبیل سے ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔

فائدہ:

جب ایک عام آدمی درویشوں جیسی دکھوں اور تکلیفوں سے بھرپور زندگی گزارنے سے قاصر رہ جاتا ہے تو ان جیسی شان کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ ایک عام آدمی اولیاء اللہ انبیاء کرام جیسی شان نہیں رکھتا۔ محض ظاہری اعضاء ان جیسے نظر آنے کی وجہ سے ان سے برابری کا دعویٰ کرنا عقلمندی کی دلیل نہیں بلکہ بے وقوفی کی دلیل ہے۔ اس لیے ان سے برابری کا دعویٰ قطعاً غلط ہے۔ بلکہ سچ پوچھیے تو کوئی بھی عقلمند آدمی اپنے استاد سے بھی برابری کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ استاد کا ادب واحترام کرے گا خواہ استاد سے اپنے علم میں بڑھ بھی جائے تو پھر بھی اپنے استاد کے علم سے برابری کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ جو علم وعرفان کی حقیقت سے بالکل ہی ناواقف ہوں وہ کیسے انبیاء واولیاء اللہ سے برابری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ہاں انبیاء کرام سے برابری کا دعویٰ البتہ کفار نے کیا تھا اس لیے انبیاء کرام سے برابری کا دعویٰ کرنا شیوۂ مومن نہیں ہے بلکہ کافروں کا شیوہ ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہنا طریقہ کفار:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے اس وقت بشر کہا جب اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کرام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان نے سجدہ نہ کیا جب اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔

قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔

اس نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (۳۳)

بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

فائدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر بشر کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے کیونکہ ایسا ہی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو کہا جس کی اسے سزا یہ ملی کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیات نمبر ۳۲ تا ۳۴)

فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

کیونکہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا۔ انبیاء کرام اور اللہ کے محبوبوں کو بشر بشر کہنا مردودوں کا طریقہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جو بزرگان دین خصوصاً انبیاء کرم کی توہین کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سزا دی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوبوں کی توہین کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ موجبِ عذاب حق ہے۔ مزید فرمایا کہ:

وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ (۳۵)

اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ (کنز الایمان سورۃ الحجر ۳۵ پ۱۴)

کافروں نے نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا:

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ ۾ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ۝

(پ۱۲، سورۃ ھود آیات نمبر ۲۶، ۲۷)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔
تو اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کو بشر کہا:

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ فرماتے رہے بالآخر آپ کی قوم کے لوگ بولے کہ

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (پ۱۹، سورۃ الشعراء آیات نمبر ۱۸۵ تا ۱۸۹)

تم پر جادو ہوا ہے۔
تم نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔
تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔
فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کو تک ہیں۔
تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

فائدہ:

ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا گرمی سے کہیں امن نہ ملتا تھا آٹھویں دن ایک سیاہ بادل شامیانے کی شکل میں نمودار ہوا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے اس سے آگ برسی اور تمام لوگ جل کر راکھ ہو گئے۔

(تفسیر نور العرفان، ص ۵۹۷)

قوم کفار نے اللہ کے پیغمبر کو اپنے جیسا بشر کہا:

قرآن مجید میں ہے کہ:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ ص ۙ (پ۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر ۳۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بولے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے۔ اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے۔

بہر حال حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے بہت بہت بکواس کی آخر میں بولے کہ:

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (پ۱۸ سورۃ المومنون ۳۸ تا ۴۱)

وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں۔

عرض کی میرے رب! میری مدد فرما اس پر انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے

تو انہیں آلیا سچی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر دیا تو دور ہوں ظالم لوگ۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی (نور العرفان، ص ۵۴۹) مگر یہ حقیقت ہے اللہ کے پیغمبر کو انہوں نے اپنے جیسا بشر کہا۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود نے انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہا:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ (پ۲۷، سورۃ القمر آیت نمبر ۲۳۔۲۴)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعدار کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہا گیا:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ○ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ○ (پ۱۸، سورۃ المومنون ۴۵ تا ۴۸)

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درباریوں کی طرف تو انہوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کیے ہوؤں میں ہو گئے۔

فائدہ:

ان کی ہلاکت کا سبب ان دونوں بزرگوں کو جھٹلانا ہے معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے اس لیے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے کہ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

اُس دن، آکڑتے مغروری نکل جانی او تیری
جس دن کیہا محمد سرور صلی اللہ علیہ وسلم ایہہ نئیں امت میری

کفار نے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں جیسا بشر کہا:

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ (پ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳)

ان کے دل کھیل کود میں پڑے ہیں اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی ہے کہ یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی تو ہیں کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ کفار نے انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہا اور اس لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ کفار کا شیوہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بہر حال بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شلوک میں درویشی کے راستے میں جو جو مشکلات راستے کا پتھر بنتی ہیں ان کا تذکرہ بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ درویشوں کو جن تکالیف اور مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ برداشت کرتے ہیں یہ انہیں کا کمال ہے ورنہ عام آدمی ایسی مشکلات سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ یہ انہیں اللہ والوں کی شان ہے اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانیں عطا فرمائیں ہیں ان کی شان کو تسلیم کرنا چاہیے محض انہیں اپنے جیسا آدمی سمجھ کر ان کی شان کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا تن رہیا من پھٹیا طاقت رہی نہ کائے اُٹھ پری ، طبیب تھیو ، کاری دارو لائے

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ تن: جسم، بدن۔ ★ رہیا: رہ گیا، جواب دے گیا، کمزور ہوگیا، کام سے رہ گیا ہے۔ ★ من: دل۔ ★ پھٹیا: بگڑ گیا، خراب ہوگیا۔ ★ طاقت: زور، قوت، جرأت، حوصلہ، برداشت، بساط، حکومت۔ ★ رہی نہ کائے: کوئی نہ رہی، ذرہ بھی طاقت نہ رہی۔ ★ اُٹھ: اُٹھ کھڑا ہو۔ ★ پری: پیارا، محبوب۔ ★ طبیب: علم طب سے واقفیت رکھنے والا، طب جاننے والا، بیماریوں اور ان کے علاج کے متعلق جاننے والا، علاج کرنے والا۔ ★ کاری: کارگر، انتہائی مفید اور کامیاب۔ ★ کائے: کوئی۔ ★ تھیو: ہے۔

اسی شعر کا مفہوم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے یوں بیان کیا ہے۔

جسم نے جواب دے دیا ہے (کام سے رہ گیا ہے) دل بھی خراب ہوگیا ہے اور طاقت بھی نہیں رہی اس لیے اے پیارے اٹھ کھڑا ہو کہ طبیب حاضر ہے اس کے پاس بڑی مفید دوا ہے (یعنی فرشتہ اجل ہی اب آخری معالج ہے جس کا نسخہ بہر حال تیر بہدف ہے)

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے کے دور کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دنیا میں زندگی گزارتے گزارتے بعض لوگ جو بڑھاپے میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ جو اسی شعر میں بیان کی گئی ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! ساری زندگی گزار لی ہے اب زندگی کا آخری دور آ گیا ہے۔ جسم کمزور ہو گیا ہے بلکہ حد سے زیادہ کمزوری لاحق ہو گئی ہے۔ پاؤں جسم کا وزن سہارنے سے قاصر ہو گئے ہیں ہاتھوں سے کوئی کام ہوتا نہیں، آنکھیں بھی جواب دے گئی ہیں یا جواب دیتی جا رہی ہیں، دماغ میں بھی وہ پہلی کیفیت نہیں رہی حتیٰ کہ سارے کا سارا جسم ہی اپنے امور سرانجام دینے سے رہ گیا ہے۔ دل بھی خراب ہو گیا ہے۔ وجود میں طاقت نہیں رہی کمزوری انتہا درجے کی ہو گئی ہے۔ اس لیے اے پیارے! اُٹھ کھڑا ہو۔ یہ بھی غنیمت جان، کیونکہ طبیب آ گیا ہے، یعنی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام دور نہیں ہیں انہیں آیا ہی سمجھ۔ ان ساری بیماریوں کا آخری علاج صرف ان کے پاس ہے۔ جب وہ اپنا نسخہ استعمال کریں گے یعنی جان نکالیں گے تو پھر کسی مزید علاج کی ضرورت نہ رہے گی۔ ان کا لایا ہوا دوا نہایت مجرب ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَنْ سمند ، مَنْسَا لَہرْ اُرتَارُوْ تَریں انیک تے بِرْھِی کیوں جِیُوْت ہے جو آہ نہ کرتے ایک

حل لغات:

★ تن: جسم۔ ★ سمند: گھوڑا، خصوصاً زرد رنگ، اعلیٰ نسل کا گھوڑ۔ ★ منسا: (من، آسا) دل کی امید، دل میں پیدا ہونے والی امید۔ ★ لہر: جوش۔ ★ اُر: اور۔ ★ تارو: تیرنے والا، تیراک۔ ★ تریں: تیرتے ہیں۔ ★ انیک: متعدد، متفرق، کئی ایک، الگ الگ۔ ★ تے: وہ، اسے۔ ★ برھی: فراق میں مبتلا، جدائی کا مارا ہوا۔ ★ کیو: کیسے، کس طرح۔ ★ جیوت ہے: جیتا ہے، زندہ ہے۔ ★ جو: (حرف صلہ) جو شخص، جو چیز، جو بات، اسم ظرف جس قدر، جتنا، (صف) جو کوئی جونسا (حرف شرط) اگر بشرطیکہ اچانک (اسم موصل) جس وقت جبکہ۔ ★ آہ: (۱) کلمہ افسوس، ہائے، وائے، اُف، (۲) سانس، دم، نفس مراد پہلا معنی۔ ★ جو آہ نہ کرتے ایک: جو ایک بار بھی ہائے اف وغیرہ نہ کرتے۔

سمند سے مراد سمندر بھی ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر سمند سے مراد سمندر لیا جائے تو پھر اس شعر کا مفہوم یہ ہوگا کہ:

جسم سمندر ہے اور جسم میں پیدا ہونے والی خواہشات اس کی لہریں ہیں۔ اور سمندر میں پیدا ہونے والی لہروں کی موجودگی کے باوجود تیرنے والے کئی ہیں یعنی ان لہروں میں تیرنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ ہجر و فراق کے مارے کیسے جیتے ہیں، ان کی زندگی کیسے گزرتی ہے کہ ان کے منہ سے ایک بھی آہ نہیں نکلتی۔

(۲) اور اگر سمند بمعنی زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا مراد لیا جائے تو پھر اس شعر کا مطلب یوں ہوگا۔ جسم زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا بن گیا ہے اور دل کی خواہشات جوش مارنے لگی ہیں اور تیرنے والے جدا جدا تیرنے لگے ہیں۔ ہجر و فراق میں مبتلا کیسے جی رہے ہیں کہ ان کے منہ سے ایک آہ بھی نہیں نکلتی۔

وضاحت مطلب:

اس شعر کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں پہلے مطلب میں سمند سے مراد سمندر لیا گیا۔ بقیہ سارا شعر غور سے پڑھا جائے یہی معنی زیادہ قرین قیاس ہے۔ جبکہ دوسرے مفہوم میں سمند سے مراد زرد رنگ کا اعلیٰ نسل کا گھوڑا ہے۔ اگر سارے شعر کا مفہوم دیکھا جائے تو یہ معنی بھی درست ہے۔

فائدہ:

اس شلوک کی ترجمانی جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے یوں بیان کی ہے کہ بدن گھوڑا بن گیا ہے، دل کی امنگ جوش مارنے لگی ہے اور جو تیراک تھے الگ الگ تیرنے لگے ہیں ایسے میں وہ مبتلائے فراق کس طرح جی رہا ہے جو ایک آہ بھی نہیں کرتا۔ (معارف فریدیہ، ص ۲۵۴)

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَرِیدَا تُوں تُوں کَرِیندے جو موئے ، موئے بھی تُوں تُوں کَرَن
جِنْہیں تُوں تُوں نہ کیا ، تِنْہیں نہ سِنجَا تو تَن

حل لغات:

★ تُوں تُوں: یا اللہ تو ہی تو ہے۔ تیرے سوا کچھ نہیں تیرے قائم رکھنے سے ہر چیز قائم ہے ورنہ کچھ نہیں یا یا اللہ ہر چیز میں غور کرنے سے تیری ہی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔ ★ کریندے: کرتے ہوئے۔ ★ توں توں کریندے: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے۔ ★ موئے: مرے، مرے ہوئے۔ ★ کرن: کرتے ہیں۔ ★ نہ سنجا تو: نہ پہچانا۔ ★ تینھیں: اُس نے۔ ★ جیہیں: جس نے۔ ★ تن: تیرا تن تیری ذات کو۔

ترجمہ:

اے فرید! جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں وہ بعد از وصال بھی اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں یعنی بعد از وصال بھی ذکر اللہ میں شاغل رہتے ہیں۔ اور جو زندہ ہونے کے باوجود ذکر اللہ میں مشغول نہیں ہوتا یا اللہ اس نے حقیقتاً تجھے پہچانا ہی نہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بعد وصال کی حالت بیان فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اے فرید! جن لوگوں نے حیات مستعار کے لمحات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزارے ان کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ جس طرح وہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یہ ان کے عشق کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔ جب انہیں اپنے اعضا پہ حکمرانی کی قوت و اختیار حاصل ہوتا ہے تو وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں کوئی لمحہ بھی یاد حق سے انحراف نہیں کرتے بلکہ کوئی لمحہ بھی ان کا یاد حق سے غفلت میں گزرے تو اسے موت خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جوں جوں دنیوی حیات میں آگے بڑھتے رہتے ہیں یعنی جوں جوں موت کے قریب سے قریب ہوتے جاتے ہیں ان کے اعمال قرآن و سنت پہ عمل کے لحاظ سے کمال کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ موت تک جاری و ساری رہتا ہے حتیٰ کہ جب ان پہ موت طاری ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہ اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مرنے کے بعد بھی زندگی کے گزارے ہوئے لمحات کی طرح ذکر میں مشغولیت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

گویا جن لوگوں کی موت جس رنگ میں ہوگی وہ اسی رنگ میں اٹھائے جائیں گے۔

اور جو لوگ اللہ کی یاد سے دنیا میں غافل رہے وہ قبر و حشر میں بھی غفلت کا شکار رہیں گے۔ جن لوگوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہی نہیں۔ گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ جن لوگوں نے دنیا میں تیرا ذکر نہ کیا انہوں نے حقیقتاً تجھے پہچانا ہی نہیں کیونکہ اگر وہ تجھے پہچان لیتے تو اس طرح کبھی غفلت کا شکار نہ ہوتے۔

چند فوائد:

اس شعر سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعد از وصال ذکر اللہ:

کوئی مانے یا نہ مانے یہ اس کی مرضی ورنہ بزرگان دین اپنی تصانیف میں بیان فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا بندہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بعد وصال بھی ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اس کا مشاہدہ بھی کا ہے کا ہوتا رہتا ہے تا کہ اللہ والوں کی شان لوگ ملاحظہ فرمائیں اور زندگی بھر ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کریں۔

حیاۃ الانبیاء:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔(شرح الصدور اردو ترجمہ، ص ۳۰۹)

فائدہ:

شرح الصدور کا بہترین ترجمہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے لمعۃ النور فی ترجمہ شرح الصدور کے نام سے کیا ہے اس کی خصوصیات تو کافی ہیں ان میں سب سے اہم ایک خوبی یہ ہے کہ تقریباً ستر سے زیادہ صفحات پہ مقدمہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی تصانیف کے موضوع پہ بہترین تحقیق بیان کی جو کہ بذات خود ایک الگ تصنیف ہے۔

معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا:

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔اس حدیث کو بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا۔(شرح الصدور، ص ۳۰۹)

قبر میں نماز ادا کرنا:

حضرت علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت ثابت کو حمید طویل سے کہتے ہوئے سنا کہ اے حمید! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔

انہوں نے کہا کہ پھر ثابت نے دعا مانگی کہ "اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور (اجازت) دینا۔

جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا۔میرے ساتھ حمید بھی تھے جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہ فرمایا۔(شرح الصدور، ص ۳۰۹-۳۱۰)

قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز:

حضرت ابراہیم بن صمہ بہلی نے روایت کی، انہوں نے کہا کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔(شرح الصدور، ص ۳۱۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورۃ ملک پڑھ رہا ہے جب وہ پوری سورۃ ملک پڑھ چکا تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۰)

حکایت:

ابوالحسن بن براء نے "کتاب الروضہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی، اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔ (شرح الصدور، ص ۳۱۱)

کسی نے کیا خوب اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

بہر حال بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اے فرید! جو ساری زندگی ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور ذکر اللہ ہی کی حالت میں اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں تو وہ بعد از وصال بھی اپنی قبروں میں ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کتنے اعلیٰ مقام سے نوازتا ہے غور تو کیجئے۔ اس لیے دنیا میں ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کرتا کہ قبر میں ہمیشہ ہی ذکر اللہ میں مشغول رہے بعد قبر سے ذکر اللہ کرتے ہوئے اٹھے۔ اور جو اس جہان فانی میں بظاہر زندہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے تو وہ کیسے زندہ تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دنیا میں ہونے کے باوجود (زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ اس نے دراصل اپنے خالق و مالک کو پہچانا نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہوتا۔

(۱) جو لوگ اس جہان فانی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہ کر وصال فرماتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی حقیقتاً نہیں مرتے بلکہ انہیں خاص حیات جاودانی سے نوازا جاتا ہے۔ وہ مرتے نہیں جاتے بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر کو گئے

(۲) جو لوگ اس جہان فانی سے رخصتی کے وقت یادِ حق میں مصروف ہوتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی یاد حق میں مصروف ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے دنوں جو لوگ میلاد النبی شریف کے جلسہ کراچی میں بم دھماکہ کا شکار ہوئے وہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق الحمد للہ بعد از شہادت بھی ذکر محبوب میں انشاء اللہ مشغول و مصروف ہوں گے۔ کتنی بڑی سعادت ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسے نصیبوں والے لوگوں پہ اپنی شقاوت قلبی کا اظہار کیا ان کے لیے کتنی بڑی شقاوت قلبی ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) جولوگ غافلانہ حالت میں مرتے ہیں وہ غافل ہی رہتے ہیں۔اس لیے خدارا آج دنیا کی زندگی میں ہی اپنی غفلت دور کیجئے۔

(۴) جن لوگوں نے حق تعالیٰ کو دنیا میں یاد نہ کیا گویا وہ حق تعالیٰ سے غافل ہوتے ہیں ان کی یہ غفلت مرنے کے بعد بھی دور نہ ہوگی۔

(۵) بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل انسانوں نے گویا اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہی نہیں۔

(۶) ذکر اللہ میں مشغول انسان گویا اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کر لیتے ہیں۔

(۷) گویا صالح اعمال اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور انعامات کے حصول کا سبب ہے۔

(۸) حیات دنیوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کاملین سے محبت جنہیں حاصل ہے انشاء اللہ بعد از وصال انعام ربانی انہیں میسر رہے گا۔

(۹) جولوگ آج اولیائے کرام وانبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے متمنی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ بعد از وصال انشاء اللہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان عطا فرمائے گا۔

(۱۰) جولوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبر وحشر میں بھی اسی حال میں اٹھائے گا۔

تلك عشرة كامله

-----☆☆☆-----

فَرِیدَا ایہہ مَسجِدیں لَوتھیاں، رکھیاں رَبّ سوار جَانْ جَاں اِنس جَہَان مَنہہ، تَاں تَاں دیکھیں جار

حل لغات:

* ایہہ: یہ۔ * ابوتھیاں: تیار کیں، قدرت نے تعمیر کیں۔ * منہہ: دراصل مانہہ ہے یعنی میں۔ * رکھیاں: محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ * تاں: تب تک۔ * جار: یار۔ * رب سوار: اللہ نے سوار کر رکھا ہوا ہے۔ * مسجدیں: مسجد کی جمع۔ * جاں جاں: جیسے جیسے، جب تک۔ * اِیس: اس۔ * جہاں: جہان۔ * منہہ: میں۔ * تاں تاں: تب تک۔ * ویکھیں: دیکھتے رہیں گے۔

ترجمہ:

اے فرید! یہ جو مساجد جگہ جگہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت کے لیے) تعمیر کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں اپنے ذکر سے آباد رکھا ہوا ہے اور انہیں محفوظ بھی رکھا ہوا ہے۔اس جہان میں تو جہاں جہاں بھی جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے ان گھروں کو اللہ کے پیارے بندے دیکھتے رہیں کہ یہ اللہ کے ذکر سے آباد ہیں۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مساجد اور مساجد کو آباد کرنے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تعمیر ہوئی ہیں۔انہیں تعمیر کرنے والے اور تعمیر

maktabah.org
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کروانے والے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہو کر انہیں تعمیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اجر ضائع نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی عنایات سے خوب نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرت کاملہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو ہی یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ ان گھروں کو وہی آباد کرتے ہیں جن پہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی کرم کرنا ہوتا ہے۔ جہاں بھی یہ گھر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آباد ہوتے ہیں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں، نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور درجات بلند کیے جاتے ہیں اور یہ سب درجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کے ان محبوب گھروں کی زیارت کرتے ہیں اس طرح وہ انعامات ربانی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

سَائیں سَندے نا دُکھے ، دَائم پِری چَون رَبّ نہ بھَنّے پوریا ، سَندے فَقیرَن

حل لغات:

* سائیں: مالک، آقا، مولیٰ، رب۔ * سندے: جن کے، ان کے۔ * ناڈکھے: ناراض نہ ہو، غصے نہ ہو۔ * دائم: ہمیشہ، نت، سدا، مدام۔ * پری: پیار، محبت۔ * چون: پاتے ہیں، حاصل کرتے ہیں۔ * رب: پالنے والا، پروردگار، مالک، اللہ تعالیٰ۔ * نہ بھنے: نہ توڑے، نہیں، توڑتا۔ * فقیرن: فقیروں۔ * پوریا: پوری جیسے کما دیا بانس کی پوری ہوتی ہے مراد سہارے۔

ترجمہ:

وہ جن کا مالک ناراض نہ ہو وہی لوگ اس کی محبت اور پیار ہمیشہ پاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا سہارا نہ توڑے اور فقراء کا سہارا بھی نہ توڑے تاکہ فقراء کا بھرم قائم رہے۔ کیونکہ فقراء کا بھرم مالک کی مہربانی سے ہی قائم رہتا ہے۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کو ساری زندگی خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اسے کبھی بھی ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو دنیا و آخرت دونوں میں ہی تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی تو پھر دنیا و آخرت ہر مقام پہ ہی انعامات سے نوازے جائیں گے۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

وہ لوگ کہ جن کے مالک اُن سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ وہی ہمیشہ محبت پاتے ہیں انہیں ہمیشہ عزت سے نوازا جاتا ہے، انہیں ہمیشہ ہر حال میں انعامات سے نوازا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کے سہارے نہ توڑے بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے قائم رکھے تاکہ اُن کا بھرم، عزت، وقار اور شان قائم رہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے فقراء کا بھی بھرم قائم رکھے۔ کہ دنیا میں جو اُن کے منہ سے نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قبر و حشر اور قیامت کے دن بھی اُن کا بھرم قائم رکھے۔ اسی بھرم کے باعث ہی اولیاء کرام سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لبھی مارن گاکھڑی سدھراں لکھ کرن جتھاں دامن دھرا پیا ، سے مانک لبھن

حل لغات:

★ لبھی : (ٹبی) پانی میں غوطہ لگانا، مراقبہ کرنا۔ ★ مارن: مارتے ہیں۔ ★ گاکھڑی: مشکل۔ ★ سدھراں: شوق، آرزوئیں۔ ★ لکھ: بہت زیادہ، لاکھوں۔ ★ کرن: کرتے ہیں۔ ★ جتھاں: جن لوگوں نے۔ ★ دامن: آنچل، پلو، انگرکھے یا قبا کا وہ حصہ جو نیچے لٹکا رہتا ہے، کور، کنارہ وغیرہ۔ ★ دھرا پیا: بچھا رکھا ہے۔ ★ سے: وہی۔ ★ مانک: موتی، ہیرے۔ ★ لبھن: پاتے ہیں، تلاش کرتے ہیں۔

ٹبی مارنا یعنی غوطہ لگانا نہایت مشکل کام ہے خواہ غوطہ لگانے کی دل میں لاکھوں خواہش موجود ہوں مگر اس کے باوجود غوطہ لگانا نہایت مشکل کام ہے۔ ٹبی یعنی غوطہ لگانے سے مراد دریائے معرفت میں غوطہ زنی کرنا ہے اور یہ کام نہایت مشکل ہے۔ خواہ لاکھوں خواہشیں اس کے متعلق ہوں اور لاکھ کوششیں بھی کر لے۔ دریائے معرفت میں تو وہی غواصی کر سکتے ہیں جن کے نصیب اچھے ہوں اور انہوں نے اپنا دامن اس سلسلے میں بچھا رکھا ہو وہی دریائے معرفت میں غوطہ زن بھی ہوتے ہیں معرفت کے ہیرے جواہرات بھی سمیٹتے ہیں۔

وضاحت:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں مراقبے کی حقیقت اور فضیلت بیان فرمائی ہے کہ مراقبہ کرنا نہایت دشوار کام ہے یہ ہر تیں میں کے بس کا روگ نہیں کہ پوری دنیا سے اپنا تعلق کاٹ کر صرف ایک وحدہٗ لاشریک ذات سے نسبت قائم جدھر دیکھتا ہوں روبرو کی منزل پالے۔ دریائے معرفت ہو اور وہ ہو اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ نہ کوئی اپنا نہ کوئی بیگانہ، صرف اسی کے تصورات ہوں۔ یہ کام نہایت مشکل ہے خواہ اس کی لاکھوں خواہشات دل میں پیدا ہوں اور بندہ ہمت بھی کر دیکھے۔ ہاں صرف وہی لوگ جنہوں نے سوائے معرفت حق کے باقی سب کچھ سے اپنا دامن سمیٹ رکھا ہو۔ کوئی بھی یہ منزل نہیں پا سکتا۔ ہاں ایسے ہی اللہ والے پھر اس دریائے معرفت سے معرفت و وصال کے ہیرے، موتی، جواہرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

ٹوپی لیندے باورے ، دیندے کھرے نلج چوہا کھڈ نہ ماوای پچھے بندھیئے چھج

حل لغات:

★ لیندے: لیتے ہیں۔ ★ باورے: دیوانے، پاگل۔ ★ دیندے: دیتے ہیں۔ ★ کھرے: خالص، ستھرے۔ ★ ماوئی: پناہ کی جگہ۔ ★ نلج: بے شرمی، نہ جھجکنا۔ ★ چوہا: ایک چھوٹا سا جانور۔ ★ کھڈ: چوہوں کی بل جس میں چوہے رہتے ہیں یعنی چوہوں کے رہنے کا سوراخ۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ پچھے: پیچھے۔ ★ بندھیئے: باندھا ہو۔ ★ چھج: چھاج۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب:

بعض لوگ محض دکھاوے کے طور پر سر پہ کلاہ اور ٹوپی لیتے ہیں یہ لوگ محض دیوانے اور پاگل ہوتے ہیں ہاں سنت مدنی تاجدار سمجھ کر سر پہ عمامہ باندھنا درجات کا سبب ہے۔ حالانکہ کھرا مال محض دکھاوے کے طور پر دینے سے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ ایسے بے شرموں کا حال یوں سمجھیے کہ جیسے چوہے کی بل اس کا اپنا ہی گھر ہے مگر اس کے باوجود اگر اس کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ دیا جائے تو پھر وہ اپنے بل میں نہیں جا سکتا جو کہ حقیقتاً اس کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

دکھاوے کے طور پر ٹوپی تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کی حقیقت میں کوئی عزت و آبرو نہیں ہوتی۔ ورنہ انہیں دکھاوے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ محض معززین جیسا ظاہری لباس پہن کر ہی معزز بننے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں حالانکہ یہ ظاہری ٹیپ ٹاپ انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ حالانکہ اس سلسلے میں وہ کھرا مال دیتے ہیں اور محض دکھاوے کا مال لیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ چوہے کی بل (کھڈ) اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کا اپنا گھر ہونے کے باوجود اگر اس کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ کر اسے بڑا ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے تو کیا اسے یہ چھاج باندھا جانا آڑے وقت میں کام دے سکتا کہ یہ کوئی عام سا معمولی چوہا نہیں ہے بلکہ اسے چوہا سمجھ کر نقصان نہ پہنچایئے۔ ایسا چوہا نقصان سے ہرگز نہیں بچ سکتا بلکہ اس کا اپنا گھر (کھڈ) کہ جس میں ہمہ وقت آ جا سکتا ہے جہاں اسے کوئی روکاوٹ نہیں۔ وہ اس کا اپنا گھر بھی اس کے لیے پناہ گاہ ثابت نہیں ہو سکتا اسی طرح جو محض ظاہرداری کی بنا پر اللہ والوں جیسا لباس وغیرہ پہن کر اُن کے صحیح طریقے سے دور رہتے ہوئے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ چھاج بندھے چوہے کی مانند اس کے اپنے گھر میں بھی پناہ حاصل نہ ہو سکے گی۔ جیسے اگر چوہے کی دُم کے ساتھ چھاج باندھ دیا جائے تو مشکل کے وقت اگر وہ بھاگ کر اپنے گھر میں داخل ہونا بھی چاہے گا تو چھاج کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔

یہی حال محض دکھاوا کرنے والوں کا ہے کہ وہ بھی اپنے اسی محض دکھاوے کی وجہ سے نہ صرف فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلکہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے انداز اپنانے کی نیت سے، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ سمجھ کر اپنائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

ریاکاری کی مذمت:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں محض دکھاوے کے طور پر سر پہ ٹوپی پہننے کی مذمت کی ہے۔ وہ لوگ دیوانے اور پاگل ہیں جو محض دکھاوے اور ریاکاری کے طور پر سر پہ ٹوپی پہنتے ہیں یہ ایک ٹوپی ہی کیا جو عمل بھی ریاکاری کے طور پر کیا جائے گا وہ دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث ہوگا ریاکاری اور محض دکھاوے کے طور پر کیے گئے اعمال کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو شرک اصغر فرمایا ہے۔

ریاکاری شرک اصغر:

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک اصغر کیا چیز ہے فرمایا ریاء (یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا۔ (انوار الحدیث بحوالہ احمد، ص ۲۳۳)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ریاکاری کی حقیقت:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ریا کاری کو شرک اصغر کیوں فرمایا گیا ہے اس کا جواب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

"ہر عملے کہ بریا کند شرک ست۔ غایت آنکہ شرک جلی ست وخفی شرک آشکارا بت پرستی کردن ومرائی کہ برائے غیر خدا عمل میکشد نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند کُل ما صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔

(اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم، ص ۲۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریا کار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۳۷۴)

فائدہ:

اسی طرح جو کوئی ریا کاری کے طور پر سر پہ ٹوپی یا عمامہ باندھتے ہیں وہ سمجھ دار نہیں ہے بلکہ بے وقوف ہیں دیوانے اور پاگل ہیں کیونکہ انہیں تو یہ بھی علم نہیں کہ ایسا کرنا سراسر نقصان کا سبب ہے دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہے۔ ایسے بے وقوفوں کو ایسے برے فعل سے اجتناب کرنا چاہیے ریا کاری ترک کر دینی چاہیے اخلاص کے ساتھ جو عمل بھی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہی بارگاہِ حق میں قبول ہوتا ہے جب ان کے ٹوپی پہننے یا عمامہ باندھنے وغیرہ میں اخلاص ہے ہی نہیں تو انہیں اس سے فائدہ کب حاصل ہو سکتا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس سے انہیں اجر حاصل ہو تو پھر ایسے امور سرانجام دینے والے پاگل یا دیوانے ہوئے کہ عبث اور بے کار امور میں اپنا وقت اور پیسہ برباد کرتے ہیں۔

اس لیے ایسے دکھاوے کے طور کیے گئے اعمال کے متعلق توجہ کرنی چاہیے۔ اور جو بھی عمل مبارک کریں اخلاص کے ساتھ کریں وہ بارگاہِ حق میں شرف قبولیت سے نواز لے جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔

عمامہ کے فضائل:

اس شلوک کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ٹوپی سر پہ اوڑھنے کو دیوانوں اور پاگلوں کا نشان بیان فرما رہے ہیں بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو عرض کر دیا کہ محض دکھاوے کے طور پر سر پہ ٹوپی نہ پہنو کہ ایسا کام کہ محض ریا کاری کے طور پر ٹوپی پہن لینا کہ لوگ اللہ والے سمجھنے لگیں گے لوگ عزت کریں گے۔ تو یہ بے وقوفی ہے کہ کچھ وقت کہ جب تک ان کی حقیقت آشکارا نہ ہو گی تب تک تو ایک آدھ یا چند آدمی عزت کریں گے مگر جب حقیقت آشکارا ہو گئی تو اس سے زیادہ ذلت اٹھانی پڑے گی تو ایسا کون شخص ہے جو معمولی سی عزت حاصل کر کے پھر بہت زیادہ ذلت وخواری کا سامان کرے۔ ایسے شخص کو ہر کوئی پاگل اور بے وقوف کہے گا یہی کچھ یہاں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

عمامہ کے فضائل مفصل مطلوب ہوں تو اس سلسلے میں فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری مدظلہ العالی نے فضائل عمامہ بہترین رسالہ تحریر فرمایا ہے دیگر اہلسنت وجماعت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے یہاں مختصراً چند فضائل عرض کیے جاتے ہیں۔

عمامے باندھنا فرشتوں کی علامت:

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمامے باندھنا تم لازم پکڑو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے ان کے شملے اپنی پشت کے پیچھے چھوڑو۔ (مشکوٰۃ شریف، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

عمامہ کے فضائل:

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی نے نہایت اختصار کے ساتھ عمامہ کے فضائل بیان کیے ہیں انہیں کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

پیارے اسلامی بھائیو! عمامہ شریف ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سر اقدس پر اپنی مبارک ٹوپی پر عمامہ مبارکہ کو سجا کر رکھا۔

مدینے کے دیوانو! اپنی جھجک اُڑاؤ اور عمامہ کا تاج سر پر سجاؤ۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ عمامہ سنت متواترہ دائمہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ ارشادات:

(۱) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہیں۔

(۲) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(۳) بے شک اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے عمامہ والوں پر۔

(۴) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ پر کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اُس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(۵) عمامہ باندھو تمہارا حلم (بردباری) بڑھے گا۔

(۶) عمامہ مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہے تو جب عرب عمامہ اتاریں گے اپنی عزت اتاریں گے۔

(۷) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

(۸) عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر (۷۰) جمعہ کے برابر ہے۔

حکایت:

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا۔ وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے تو میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے عرض کی۔ کیوں نہیں۔

فرمایا: اسے دوست رکھو۔ عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(دیلمی۔ جامع الصغیر وغیرہ)

عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہونے چاہئیں چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولینا شاہ احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ شملہ مبارک سیدھے شانہ پر رکھتے نیز باندھتے وقت اس کی گردش بائیں (یعنی اُلٹے) ہاتھ سے فرماتے جبکہ سیدھا ہاتھ مبارک پیشانی پر رکھتے اور اسی سے ہر پیچ کی گرفت فرماتے۔ (خلاصہ از حیات اعلیٰحضرتؒ)

عمامہ کے آداب:

(۱) عمامہ سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے چھوٹا نہ ہو اور بارہ ہاتھ (چھ گز سے بڑا نہ ہو)۔

(۲) عمامہ کے شملے کی مقدار کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔

(۳) عمامہ اتارتے وقت بھی ایک ایک کر کے پیچ کھولنا چاہیے۔ عمامہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے کھڑے باندھے۔

(فیضان سنت، ص ۷۰۹)

فائدہ:

مزید تفصیلات بہار شریعت میں ملاحظہ فرمائیے۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے

جو دم غافل سو دم کافر، سمجھ تو اے ناداں
مقصد حیات جو پورا نہ کرے کیسا ہے وہ انساں

ہر لحہ حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا ہی انسان کا مقصد حیات ہے اسے بھول جانا انسانیت نہیں بلکہ حیوانیت سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ ایسا انسان انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

انسان جو بھی کام کرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے احکام کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرے تو انسان کے جسم سے ظاہر ہونے والی ایک ایک حرکت فضول یا بیکار نہیں بلکہ یاد حق میں ایک ایک لحہ گزرتا ہے رزق کی تلاش کیوں ہے اس لیے کہ محبوب کبریا کا ارشاد گرامی ہے اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔ اللہ کا دوست تبھی ہے کہ یہ رزق کمانا عبادت ہو۔ معلوم ہوا کہ رزق حلال اور حلال ذرائع کے ذریعے، جائز طریقوں سے کمایا ہوا مال برا نہیں بلکہ اچھا ہے اس سلسلے میں جو طریقے اختیار کیے گئے وہ غفلت نہیں بلکہ یہ بھی حق تعالیٰ کی یاد کا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے کر۔ اس لیے میں ایسا کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فرمایا کہ حلال اور جائز ذرائع کے ذریعے رزق حلال کی سعی کرو اس لیے یہ کام اختیار کیا۔ ان ذرائع کے اختیار کرنے میں بھی اللہ کی یاد ہے۔ نماز، روزہ، حج وغیرہ عبادات میں بھی یاد حق ہے۔ رات کے اوقات میں سونا بھی یاد حق

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر عبادت کے لیے جاگنا بھی یادحق ہے، عبادت کے لیے اٹھنا اور بیٹھنا بھی یادحق میں شامل ہے۔ یادحق کے لیے چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ بھی کچھ یادحق ہی ہے۔ اسی طرح یادحق کے لیے شب بیداری کرنا بھی یادحق میں شامل ہوتا ہے۔

شب بیداری:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شب بیداری ہے کیا چیز؟ بعض لوگوں نے شب بیداری کا معنی ہی غلط سمجھ لیا ہے کہ ساری رات جاگنا ہے۔ جاگتے ہوئے خواہ کچھ ہی کریں وہ سب کچھ شب بیداری میں داخل ہے۔ حالانکہ شب بیداری کا یہ مفہوم غلط ہے۔

امیر اہلسنت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ

کم از کم مبارک راتوں کو شب بیداری ضرور کرنی چاہیے مثلاً شب برات، شب معراج، شب قدر، شب میلاد النبی ﷺ شب عاشورہ، بڑی گیارہویں شریف وغیرہ۔

ان راتوں میں نفل نماز پڑھنا، تلاوت قرآن مجید کرنا، سنتوں کے اجتماع میں شرکت کرنا، ذکر و درود پڑھنا، محفل نعت و ذکر میں شرکت کرنا شب بیداری ہے۔ نہ کہ خالی جاگنا کہ خالی تو کتے بھی جاگتے ہیں اور بھونک کر لوگوں کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ اگر کوئی بدنصیب خواہ مخواہ رات جاگ کر محلوں اور گلیوں میں غل غپاڑہ کرے اور دھینگا مشتی میں مگن رہے اور کھیل کود میں مصروف رہے تو اس کو شب بیداری کیسے کہیں گے؟ بلکہ یہ تو شب بربادی ہوئی۔ (فیضان سنت باب فضائل نوافل، ص ۹۹۰)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو شب برأت اور دیگر متبرک راتیں شب بیداری غلط طریقے سے کرتے ہیں کہ ساری رات فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہوئے گزار دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے شب برأت ساری رات شب بیداری میں گزاری ہے ایک لمحہ بھی نہیں سوئے ان کا یہ نہ سونا بے کار ہی نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے بلکہ اس طرح شب بیداری کرنے سے بہتر تھا کہ سو جاتا صرف عشاء اور فجر کی نماز با جماعت ادا کر لیتا۔

فائدہ:

ایسی شب بیدری سے ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ساری رات عبادت میں مصروف رہنے کی بجائے، شرلیاں، پٹاخے اور آتش بازی کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں بلکہ خصوصاً شب برأت کی شب بیداری کے لیے خصوصی طور پر کافی دنوں پہلے سے ہی آتش بازی کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس سے نہ جانے ہر سال کتنا جانی و مالی نقصان ہوتا ایسی شب بیداری مسلمانوں کا شیوہ نہیں لہٰذا خود بھی بچنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی ایسی متبرک راتوں میں آتش بازی سے بچانا چاہیے جہاں تک ممکن ہو مزید کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کو آتش بازی کی وجہ سے بے سکون نہ کیا جائے بلکہ عبادت کرنے والے پرسکون ماحول میں اللہ کی عبادت کر سکیں۔

امیر اہلسنت بیان فرماتے ہیں کہ "عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء و فجر دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں کہ صحیح حدیث میں فرمایا "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھی اُس نے ساری رات عبادت کی" ان راتوں میں اگر جاگے تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی لہٰذا اسی پر اکتفا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔(فیضان سنت، ص ۹۹۰ بحوالہ بہار شریعت)

چشم بے خواب کے صدقے میں ہے بیدار نصیب
آپؐ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

(فیضان سنت بحوالہ ذوق نعت)

-----☆☆☆-----

فَرِیدا جَاگنا اِی تَاں جَاگ، رَاتِوی ہَمھ وِدِھانیاں جے مُوں مَتّھے بھاگ، پِری وِسَارَن نہ کَرَن

حل لغات:

* جاگنا: بے خوابی، سونے کا متضاد، ہوشیار ہونا۔ * ای: ہی۔ * تاں: تو، پھر۔ * جاگ: جاگنا، بے خوابی، ہوشیاری۔ * راتڑیں: راتیں۔ * ہمھ: سب۔ * ودھانیاں: بڑھنا ہے گزارتا ہے۔ * موں متھے: منہ اور ماتھے پیشانی چہرے۔ * بھاگ: خوش بختی۔ * پیری: پیارا، محبوب۔ * وسارن: بھلانا۔ * نہ کرن: نہیں کرتے۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تو جاگنا چاہتا ہے تو پھر جاگ لے، ہوشیار ہو جا۔ یہ سب راتیں تو تجھے گزارنی ہی ہیں۔ کیوں نہ اللہ کی یاد میں گزار لے۔ جن کے ماتھے کا لکھا یعنی چہروں پہ خوش نصیبی کی چھاپ ہے وہ اپنے محبوب حقیقی کو نہیں بھولتے بلکہ ہمہ وقت یاد رکھتے ہیں۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد کی خاطر شب بیداری کی رغبت دلاتے ہوئے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ارے رات کو سونے والے تو نے ساری رات سوتے سوتے گزار دی ہے۔ اس سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اگر تو یہی رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیتا تو تجھے کیا کچھ ملتا۔ کبھی خیال کیا ہے۔ جاگنا تو ہے۔ دن چڑھے جاگے گا تو پھر بھی جاگ گیا اور اگر پچھلی رات یعنی تہجد کے وقت جاگ اُٹھتا تو وہ بھی جاگنا ہی کہا جاتا اور اگر چند لمحات سو کر جاگ پڑتا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاتا تو پھر بھی جاگ اُٹھتا۔ بہر حال اے فرید! اگر تو جاگنا چاہتا ہے تو بڑی بات ہے جاگ لے۔ اس میں تیرا ہی بھلا ہے۔ تیری زندگی کی سبھی راتیں تو تجھے گزارنی ہی پڑیں گی خواہ سوتے ہوئے گزار دے خواہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دے۔ غفلت کی حالت میں یہ راتیں گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ کل قیامت کے دن اُلٹا پچھتاوے کا سبب ہوں گی اور اگر اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی کی راتیں گزار لے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ مالک حقیقی سے رحمتیں حاصل کرے گا۔ مگر ایک بات یاد رکھیے خوش نصیبی کی ایک دلیل تجھے بتاتا ہوں کہ جن کے نصیب اچھے ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب حقیقی یعنی حق تعالیٰ کو کبھی بھی نہیں بھولتے بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنا خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ عمل بدست مختار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمہ وقت یادِ حق:

اس لیے ہمیں ہمہ وقت حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا چاہیے زندگی کا ایک ایک لمحہ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے۔ سارا دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار اور ساری رات بھی حق تعالیٰ کی یاد میں گزار کسی بھی لمحے حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار نہ کر۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا جَاگنا اِی تَاں جَاگ، ہوئی آلے پربھات　　اِس جَاگن نُوں پچھتائیں گا، گھنا سَوَیں گا رات

حل لغات:

* ہوئی آ: دیکھ ہوگئی ہے۔ * اے: یہ۔ * پربھات: سحر، سویرا، صبح، فجر۔ * جاگن: جاگنا، جگراتا، شب بیداری۔ * پچھتائیں گا: تو پچھتائے گا۔ * نوں: سے * گھنا: بہت زیادہ۔ * سویں گا: سوئے گا۔ * رات: شب، دن غروب ہونے کے بعد سے طلوع فجر تک مراد قبر۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر جاگنا چاہتا ہے تو جاگ لے۔ اسی میں تیرا فائدہ ہے، وقت گزار کر جاگا تو اس جاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس دنیا کی شب بیداریوں سے غفلت اختیار کر کے جب سمجھ آئی تو پچھتا رہے گا کیونکہ اس دنیا سے رخصتی کے بعد قبر میں تو ہر وقت سوتا ہی رہے گا۔

مطلب:

حسب سابق اس شعر میں بھی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی یاد کی خاطر شب بیداری کا درس دیا کہ آج وقت ہے آج شب بیداری میں اپنی راتیں گزار تا کہ تیرے لیے قبر میں روشنی کا سبب بنے اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے شب بیداری کی نعمت سے محروم رہا تو مرنے کے بعد پھر تو پچھتائے گا کہ جب ایک آدھ رات کی یا رات کے چند لمحات کا اتنا عظیم ثواب اور اجر عطا ہوا تو بقیہ ساری زندگی کی راتیں اور راتوں کے بقیہ حصے میں نے اللہ تعالیٰ کی یاد میں شب بیداری میں کیوں نہ گزارے۔ اگر ساری زندگی زیادہ سونے میں مصروف رہا تو پھر فائدہ کچھ نہ ہوگا بلکہ پچھتاوے میں اضافہ ہی ہوگا۔ کیونکہ جونہی اس جہان فانی سے کوچ کیا، موت کی وادی میں قدم رکھتے ہی قبر میں ہمیشہ ہی سوتا رہے گا۔

ابو احمد اویسی نے عرض کیا۔

جاگ لے تو جاگ لے سایہ افلاک تلے
عرصہ دراز سوتا رہے گا قبر کی خاک تلے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جتی خوشیاں کیتیاں تتی تھیئم روگ چھلوں کارن ماریئے ، کھادھے دا کیا ہوگ

حل لغات:

★ جتی: جتنی۔ ★ خوشیاں: خوشی کی جمع بمعنی سرور وشادمانی، مرضی، جشن۔ ★ کیتیاں: کیں، کی ہیں۔ ★ روگ: بیماری ، تکلیف۔ ★ تتی: اُتنی ہی۔ ★ تھیئم: میں ہوا ہوں، مجھے ہوا ہے۔ ★ کارن: کے لیے۔ ★ کھادے: کھائے ہوئے۔ ★ کیا ہوگ: کیا ہوگا، کیا بنے گا۔ ★ ماریئے: مارتے ہیں۔ دا: کا۔ ★ چھلوں: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اس کا معنی فریب کیا ہے ممکن ہے اس کا یہی معنی ہو یہ لفظ آجکل کی پنجابی زبان میں بھی مروج ہے۔ چھلوں، چھل کی جمع ہے۔ چھل اور چھل بمعنی چھلکا بھی ہے۔ پھولوں اور سبزیوں کے اوپر والے چھلکے کو بھی چھل ہی کہتے ہیں جبکہ لکڑی اوپر والے چھلکے کو بھی چھل کہا جاتا ہے۔ یعنی چھل بمعنی چھلکا۔

ترجمہ:

اے فرید! میں نے جتنی بھی خوشیاں کی ہیں۔ یعنی جتنا بھی خوش ہوا ہوں۔ اتنا ہی مصائب وآلام اور تکالیف کا شکار ہوا ہوں، اتنے ہی زیادہ مجھے روگ لگے ہیں۔ اگر دھوکے باز کو مارتے ہیں یا سزا دیتے ہیں کہ اس نے دھوکہ وفریب کیا ہے دھوکہ کھانے والے کا کیا ہوگا۔

اگر چھلوں بمعنی چھلکے مراد لیں تو پھر اس کا مطلب ہوگا کہ میں نے جتنی بھی خوشیاں یا جشن منائے ہیں میں اتنا ہی دُکھی ہوا ہوں۔ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں نے عجیب وطیرہ بنا رکھا ہے کہ معمولی معمولی دنیوی مال سامان ودولت دنیا جو کہ چھلکوں کی مانند بے کار اور فضول ہوتے ہیں ان کی خاطر انسانوں کو مارتے ہیں، انسانوں کی جان تک لے لیتے ہیں۔ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ کھانے کا کیا ہے اچھا نہ کھایا تو نرم کھالیا۔ زیادہ دولت خرچ نہ کی تو کم کرلی۔ جیسے تیسے دنیا میں گزارہ تو ہو ہی جائے گا۔ معمولی معمولی بات پہ مرنے مارنے پہ تل جانا۔ معمولی معمولی چیز کی خاطر انسانوں کو مارنا اور قتل کرنا کب اچھا کام ہے۔ ایسے کھائے ہوئے کا کیا ہوگا جس کی خاطر انسانیت کا بھی پاس نہ کیا۔ وہ عذاب کا باعث نہ بنے تو کیا بنے، وہ تکالیف کا سبب نہ بنے تو کیا بنے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث نہ بنے تو کیا بنے۔ پس ایسی معمولی معمولی چیزوں کی خاطر کہیں سے کہیں پہنچ جانا انسانیت کے خلاف ہے۔

ناحق قتل کا انجام:

آج کل بدامنی کا تو یہ حال ہے کی معمولی معمولی جھگڑے پہ قتل کر دیا جاتا ہے اور افسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر بیٹھے بلکہ بعد میں بجائے پچھتانے کے اُلٹا دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فخریہ طور پر سینہ تان کر بیان دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ (سورۃ نساء آیت نمبر ۹۳، پ ۵)

مسلمان جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

جہاں خلود کے ساتھ ابدًا ہوگا وہاں اس کے معنی ہمیشگی کے ہوں گے اور ابد کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے یہاں بھی مدت دراز ہے مسلمان کے لیے جہنم میں ہمیشگی نہیں خیال رہے کہ مومن کو اُس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جھگڑے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے جس کی سزا بہت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔ (تفسیر نورالعرفان، ص ۱۴۶)

حدیث شریف:

حضرت ابوسعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون (قتل) کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف)

قتل میں مدد دینے والے کی سزا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان کے قتل میں مدد کرے اگرچہ ایک لفظ بول کر ہی مدد کرے تو وہ اس حال میں (قیامت کے دن) اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا کہ "یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانے والا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۳۰۲ بحوالہ ابن ماجہ شریف)

فائدہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں کہ جتنی بھی میں نے خوشیاں کیں کہ اب غموں اور تکلیفوں کا خاتمہ ہونے والا ہے اب مجھے سکون ہی سکون حاصل ہوگا۔ تمام دکھ اور تکلیفیں ختم ہو جائیں گے۔ اب میں ہر قسم کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر لوں گا مگر افسوس کہ میرے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے کہ

الٹی ہوئیں سب تدبیریں کچھ نہ میرے کام آیا
سب کچھ ضائع کر بیٹھا سمجھا جسے میں نے پایا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کام کر گئی۔ میرے تمام منصوبے فیل ہوئے۔ جتنا خوش ہوا تھا اس سے بڑھ کر مصیبتوں میں گھر گیا۔ اس دنیا فانی میں جو کچھ ہے فضول ہے بے کار ہے بے قیمت چھلکوں سے زیادہ کوئی چیز بھی وقعت نہیں رکھتی بے ایمانی کر کے ہر کسی سے سب کچھ چھیننے کی کوشش ہے ہم اللہ کی مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں، تکلیفوں میں جھونک دیتے، مخلوق خدا کو مصائب و آلام کا شکار کر دیتے ہیں۔ لوٹتے ہیں قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ معمولی سکوں کی خاطر لٹیرے لوٹ مار کرتے ہیں۔

بے کار دولت کی خاطر ڈاکو ڈاکے مارتے ہیں۔ اسی دولت کے حصول کے لیے ہی اکثر قاتل قتل کرتے ہیں۔ اسی دولت کے حصول کی خاطر دنیا دنگا و فساد کا مرکز ہوتی ہے۔ بھائی بھائی کا قتل کرنے پر تل جاتا ہے۔

حقیقت کے لحاظ سے بے قیمت اور فضول چیز دنیا اور دنیا کی چیزوں کی خاطر قتل تک نوبت پہنچتی ہے۔ جب دنیا اور دنیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے مال ومتاع کا یہ حال ہے کہ دنیا والے اس کی خاطر مومن کا قتل بھی کر دیتے ہیں۔ (جس کی سزا قرآن کے حوالے سے عرض کی جا چکی ہے) کھاتے ہوئے کا کیا ہوگا۔

حکایت:

ہمارے ہی علاقے کی بات ہے سننے میں یہ حکایت آئی ہے کہ ایک آدمی عشاء کے وقت کھاد و نہر پر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ ڈاکو قدرے دور تھے دور سے ہی للکار کر کہا رُک جاؤ۔ مگر جو آدمی گھر جا رہا تھا اس کا گھر اس مقام سے زیادہ دور نہ تھا اس نے سوچا کہ آواز تو شاید نہ پہنچ سکے ہاں ان سے جونہی میں آگے نکلوں گا پھر یہ مجھے پکڑ نہ سکیں گے۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ پیچھے سے ڈاکوؤں نے گولی چلا دی۔ وہ آدمی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب ڈاکو وہاں پہنچے تلاشی لی تو اس سے صرف پانچ روپے نکلے۔ اب سوچئے ایک انسان کے مقابل پانچ روپوں کی کیا وقعت ہے سچا واقعہ ہے مگر یہاں تو ایک ایک پیسہ کی خاطر دنگا فساد ہو رہا ہے۔ یہی کچھ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اسی شلوک میں بیان فرما رہے ہیں۔

☆☆☆

فَرِیدَا جَاں جَاں جِیویں دُنی تے ، تَاں تَاں بِھرا لکھ
دَرْ گَاہ سچّا تاں تھیویں ، جاں کھپن مُول نہ رَکھ

حل لغات:

* جاں جاں جیوں: جب جب زندہ رہے، جب تک تو زندہ رہے۔ * جیویں: تو زندہ ہے۔ * دُنی: دنیا۔ * تاں تاں: اُس وقت تک۔ * بھرا لکھ: صرف رب کا ہو کر رہ۔ * درگاہ: آستانہ، چوکھٹ، خانقاہ، درگاہ خدا مراد ہے۔ * تاں: تبھی اس وقت۔ * جاں: جب۔ * کھپن: کفن۔ * مول: سرے سے، بالکل ہی۔

ترجمہ:

اے فرید! جب تک تو دنیا میں زندگی گزارتا ہے۔ اس وقت تک تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی گزارنے والا بندہ بن کر زندگی گزار۔ بارگاہ حق میں تب ہی سچا ہوگا کہ جب سوائے کفن کے اپنے پاس کوئی چیز بھی نہ رکھے گا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نصیحت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندو! اس دنیا میں جب تک زندہ رہو، اللہ کے بندے بن کر زندگی گزار جاؤ۔ اگر اللہ کے بندوں جیسی زندگی گزار کر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام سے نوازے جاؤ گے۔ حق تعالیٰ کی درگاہ میں سچے تبھی ہو گے جب مرتے دم تک دنیوی مال متاع سے دور رہو گے، کچھ نہ اکٹھا کرو گے بلکہ جو کچھ میسر آ گیا وہ بھی حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کر ڈالنا۔ حتیٰ کہ جب اس جہان فانی سے رخصتی کا وقت آ پہنچے تو اس وقت سوائے کفن کے کچھ بھی تیرے گھر سے نہ نکلے یعنی ساری زندگی سوائے کفن کے کپڑے کے کچھ بھی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوڑ کر نہ رکھنا۔

سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پہ نظر دوڑائیں تو واضح ہوگا کہ آپ نے ساری زندگی کبھی بھی دنیا اور دنیا کے مال ومتاع سے دل نہیں لگایا آپ نے تو ہمیشہ یہ درس دیا کہ رزق حلال کمایئے۔ رزق حلال دعاؤں کے قبول ہونے کا سبب ہے حرام کے قریب نہ جایئے کیونکہ رزق حرام یعنی حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال متاع مفید نہیں بلکہ نقصان کا سبب ہے حتیٰ کہ جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہے۔

حلال روزی کا حصول فرض ھے :

ہر مسلمان پہ حلال ذرائع سے روزی کا حصول فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔ (مشکوۃ شریف)

حرام روزی کا نقصان:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)

حرام ذرائع سے رزق حاصل کرنا جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہے اس لیے پرہیز کرنا چاہیے۔ دھوکے فریب سے حاصل کی ہوئی روزی بھی حرام ہے۔ حالانکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو اس سے بھی آگے کی بات بیان فرمارہے ہیں کہ آپ بیان فرمارہے ہیں جب تک دنیا میں زندگی گزار رہا ہے غفلت چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں زندگی گزارنے والا بن۔ حلال ذرائع سے روزی حاصل کر اور اتنی ہی حاصل کر جتنی تیری ضروریات کو کافی ہے اس سے بڑھ کر اپنے پاس اکٹھی کر کے رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ بقیہ وقت حق تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں گزارا کر۔ اگر کچھ زائد از ضرورت حاصل ہو بھی جائے تو اسے حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر مخلوق خدا میں سے جسے ضرورت مند سمجھے اس کی ضرورت پوری کرنے میں صرف کر دے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ضروریات دنیا میں پوری کرتا ہے حق تعالیٰ دنیا میں بھی اس کی ضروریات پوری کرے گا اور آخرت میں بھی۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

توکل کا درس:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ توکل کا درس بھی دے رہے ہیں کہ ارے انسان یہ نہ سوچ کہ نہ جانے جو کچھ میرے پاس ہے اللہ کی مخلوق پر صرف کر دوں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جب میں مروں تو میرے پاس اپنے گھر سے کفن ہی نہ نکلے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم کفن تو بنا کر رکھ لے۔ گویا مجھے رب تعالیٰ پہ توکل نہیں کہ آج ہے نہ جانے کل حاصل ہو یا نہ ہو۔ جو تیرا رازق ہے اس نے تجھے ہر حال میں رزق عطا کرنا ہے۔ حق تعالیٰ پہ بھروسہ کر۔ توکل اختیار کر تب حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا ہوگا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَسّا ! سَے رَاتیں وَڈیاں ، ڈُو ڈُو گانڈھیاں تُم اِک جَال نہ سَنگھیاں ، اَساں سَبّھے جَالیاں

حل لغات:

★ جسا: ارے ممدوح! اے حبیب، اے پیارے۔ ★ سے راتیں وڈیاں: راتیں بہت بڑی اور لمبی ہیں۔ ★ ڈوڈو: دو، دو۔ ★ تم: تو کی جمع تعظیماً واحد کے لیے بھی بولتے ہیں۔ ★ جال: جالنا سے یعنی گزارا برداشت کیا۔ ★ راتیں: رات کی جمع۔ ★ گانڈھیاں: ملانی ہیں۔ ★ وڈیاں: لمبی، بڑی۔ ★ اک: ایک۔ ★ اساں: ہم نے۔ ★ سبھے: سب، تمام، ساری۔ ★ جالنیاں گزارنی ہیں، برداشت کرنی ہیں۔

ترجمہ:

ارے ممدوح! ارے دوست، ارے پیارے غفلت چھوڑ دے۔ راتیں تو کافی بڑی اور لمبی لمبی ہیں۔ اللہ والے تو دو، دو راتیں ملا کر یعنی دو، دو دن اور دو، دو راتیں ملا کر مسلسل کام میں مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد مسلسل کرتے رہتے ہیں تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تم ایک رات بھی برداشت نہیں کر سکے۔ مگر ہمیں دیکھ ہم سب راتیں ہی اللہ کی یاد میں گزارتے ہیں اور گزارنی ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں کو متوجہ کر کے فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو، ارے دوستو! جب تک اس دنیا میں موجود ہو غفلت کی نیند سے بیداری اختیار کرو، اس نیند سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ نقصان ہے خدارا اس ایسے نقصان سے بچو کہ جس کا کبھی بھی مداوا نہیں ہو سکے گا۔

اس دنیا میں چار دن بسیرا ہے ان میں جو راتیں ہیں انہیں ضائع نہ کیجئے اتنی بڑی بڑی اور لمبی راتیں ہیں۔ زندگی کا آدھا حصہ تو یہی راتیں ہیں ساری راتیں سو کر غفلت کی حالت میں گزار دنیا گویا آدھی زندگی غفلت میں گزار دی۔ یہ راتیں گزارنے کا سلیقہ اللہ والوں سے سیکھیئے جو دو، دو راتیں یکجا کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے ہیں انہیں تھکاوٹ تو کیا انہیں پرواہ ہی نہیں ہوتی بلکہ انہیں وہ لذت و سرور حاصل ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اللہ کے بندو! تم ایک ایک رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہ کر نہیں گزار سکتے جبکہ ہمیں دیکھو۔ ہم نے ساری زندگی کی راتیں اللہ کی عبادت میں گزارنے کا تہیہ کر رکھا ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح گزاریں گے۔ انشاء اللہ ان میں لمحہ بھر بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ خدارا آج وقت ہے اپنی زندگی کی راتوں کو ضائع نہ کیجئے انہیں کے ذریعے حق تعالیٰ کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جان مُوں لگا مینہہ ، تاں مَیں دُکھ وہا جیا جھراں ہمھو ہی ڈینہہ ، کارَن سچے ماہری

حل لغات:

* جاں: جب۔ * ڈکھ: دُکھ،غم،درد۔ * موں (مونہہ) چہرا،میری۔ * وہاجیا: خریدا،ڈے لگا۔ * جھراں: دکھ درد کا اظہار کروں،شکایت کرتا ہوں۔ * لگیا: لگا،محبت ہوئی۔ * ہمھو: سب،تمام،سارا۔سارے۔ * مینہہ: تعلق محبت۔ * ڈینہہ: (ڈ۔ی۔ن۔ہ) دن۔ * ما: (ماں) ماں۔والدہ ماجدہ۔ * تاں: تب،پھر۔ * کارن: کیلئے،کے واسطے۔ * پری: محبوب،پیارا، رب۔

ترجمہ:

جب سے میرا تعلق قائم ہوا ہے یعنی جب سے مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوئی ہے۔اور بعض کتابوں میں مینہہ کی بجائے نینا نین سے بمعنی آنکھ آیا تو پھر اس مصرع کا معنی یہ ہوگا جب سے میرے نین میرے محبوب سے ملے ہیں اس کی مراد بھی وہی ہے کہ جب سے مجھے میرے محبوب سے محبت ہوئی ہے اُسی وقت سے دُکھوں غموں دردوں،تکالیف اور مصائب نے میری طرف دھاوا بول دیا ہے۔

اے میری پیاری امی جان اور اے میرے سچے رب میں سارے دنوں میں شاکی رہتا ہوں۔

مطلب:

جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان کرتا ہے شیطان اسی وقت سے اس اللہ تعالیٰ کے بندے کو تاڑ لیتا، شیطان معہ چیلے اس اللہ کے بندے پر ہر قسم کی تنگی کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔اس بندے پر اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہوتی ہے۔ دکھ تکالیف اُس اللہ کے بندے کی طرف دھاوا بول دیتے ہیں یعنی اسے ہر طرف سے دکھ،تکالیف اور مصائب گھیر لیتے ہیں۔غالباً ایسے ہی مسائل میں گھرے ہوئے انسان کے لیے علامہ اقبال نے بھی ایک حکیمانہ شعر بیان فرمایا ہے کہ۔

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے جب سے اپنے خالق و مالک سے محبت ہوئی ہے اسی وقت سے دکھوں میں گھر گیا ہوں گویا کہ خود ہی میں نے دُکھ خرید لیے ہیں اے میری ماں اور میرے سچے رب میں ساری زندگی شاکی رہتے ہوئے گزار رہا ہوں۔مگر اس کے باوجود ایک لمحہ بھی اپنے محبوب سے غافل نہیں ہوا۔اور نہ ہی غافل ہونا چاہیے۔مسلسل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ

یقین محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَرِیدَا جَنگل ڈھونڈیں سنگھنا ، لے لُڑیا نہ وَت تَن جُجرہ دَرگاہ دا ، تِس وِچ جھاتی گھت

حل لغات:

* جنگل: درختوں کی کثرت کا مقام، بنجر اور ویران جگہ۔ * ڈھونڈیں: ڈھونڈھتا ہے، تلاش کرتا ہے۔ * سنگھنا: گھنا۔ * لے: دور۔ * لڑیا: پانی میں بہنا، پایا گیا۔ * وت: پھر۔ * تن: جسم۔ * حجرہ: کوٹھڑی، مسجد میں چھوٹا سا کمرہ، خلوت خانہ۔ * درگا: آستانہ، چوکھٹ خانقاہ۔ * جھاتی: جھانک۔ * وچ: میں۔ * گھت: ڈال۔ * دا: کا۔ * تس: اُس۔

ترجمہ:

(اے اللہ کے بندے) گھنے جنگلوں میں (اپنے رب کو) تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ اس سلسلے میں جنگلوں میں دور دور تک نہ چل۔ کیونکہ تو نے جنگلوں میں لاکھ جتن کیے مگر وہ تجھے نہ ملا۔ جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی بجائے اپنے جسم کے حجرے میں تلاش کرنے کی کوشش کر کیونکہ اسی تیرے بدن میں ہی درگاہِ خدا کا حجرہ مبارک ہے۔ اس لیے اپنے جسم میں تلاش کرنے کی کوشش کر۔

مطلب:

بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے درویش تجھے اللہ کی تلاش ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا متلاشی ہے میں جانتا ہوں تو نے اس سلسلے میں بڑا کھوج کیا ہے۔ بڑی جدوجہد سے کام لیا ہے۔ سنگھنے جنگلات تو نے چھان مارے ہیں۔ اس سلسلے میں نزدیکی اور دوری تو نے نہیں دیکھی، خوب محبت کی ہے مگر ابھی تک اس مالک کا سراغ نہ پا سکا اسے تلاش کرنے کے لیے اتنی دور دور جنگلات میں گھومنے پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے جنگلات میں دور دور تک نہ بھٹکتا پھر۔ اس کی تلاش کے لیے تو تجھے یکسوئی قلب کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں یکسوئی قلب تجھے جہاں بھی میسر آجائے وہیں بیٹھ جا۔ اس مالک وخالق کی درگاہ خاص کا حجرہ تو تیرے اپنے وجود میں ہے۔ اسے اپنے وجود میں تلاش کر۔ اگر تیرا نصیب اچھا ہوا تو اسی تیرے وجود میں ہی وہ تجھے مل جائے گا۔ اس لیے اپنے وجود میں جھانک کر دیکھ۔ اس میں ہزار ہا نشانیاں تجھے نظر آئیں گی جو تیرے محبوب کا پتہ تجھے بتائیں گے۔ اس وجود کا محور و مرکز دل ہے۔ یہی دل وہ خاص جلوہ گاہ حق ہے جس میں جھانک کر تو اپنا مطلوب پا سکتا ہے۔ وہ جہاں کہیں مرضی ہو بیٹھ جا یکسوئی حاصل ہونے کے بعد اپنے وجود کے مرکز اپنے دل میں جھانک کر تو دیکھ۔ تجھے حقیقت سے آشنائی حاصل نہ ہو تو پھر کہنا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جیں در لگے نینہہ ، سو دَر ناہیں چھڈنا آپوے بھانویں مینہہ ، سر ہی اُپر جھلنا

حل لغات:

★ جیں: جس ۔ ★ در: دروازے ۔ ★ لگے: لگ جائے ۔ ★ نین: آنکھ ۔ ★ سو: پس ۔ ★ ناہیں: نہیں ۔ چھڈنا: چھوڑنا ۔ ★ آ: آجائے، آ آن ۔ ★ پوے: پڑے ۔ ★ آپوے: آن پڑے ۔ ★ بھانویں: خواہ ۔ ★ مینہہ: بارش ۔ ★ سر: سر ۔ ★ اُپر: اوپر ۔ ★ جھلنا: برداشت کرنا ۔ ★ نینہہ: پیار، محبت، تعلق ۔

فائدہ:

معارف فریدیہ میں پہلا مصرعہ یوں ہے

جیں در لگے نین ، سو در ناہیں چھڈنا

لگے نین کا معنی بھی محبت ہو جانا۔ تعلق ہو جانا۔ آنکھیں لگ جانا ہے تقریباً نینہہ کا معنی بھی تقریباً یہی ہے۔

اے فرید جس در پہ محبت ہو جائے، تعلق قائم ہو جائے وہ دروازہ نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ نہایت پختگی کے ساتھ وہ محبت پروان چڑھانی چاہیے ۔ اگر اس راستے میں خدانخواستہ بارش بھی آجائے تو بارش سے گھبرا کر پاؤں پیچھے نہیں ہٹانے چاہیں بلکہ جوانمردی سے سر پہ بھی وہ بارش برداشت کرنی چاہیے یعنی راہ حق کی خاطر جتنے بھی مصائب و آلام اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے مجاہدانہ روش اختیار کرتے ہوئے قدم آگے ہی بڑھنا چاہیے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہمت، جرأت، جوانمردی، مستقل مزاجی کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! اگر محبت کے دریا میں چھلانگ لگانا چاہتا ہے تو پھر یہ سوچ لے کہ اس راستے میں کئی چیزیں راستے کا پتھر ثابت ہوتی ہیں۔

ان کی پرواہ نہ کرنے والا ہی کامیابی کی منزل تک پہنچتا ہے۔ بلکہ ہر آنے والی روکاوٹ دور کرتا ہی نشان منزل کی طرف پہلا قدم ثابت ہوتی ہے۔

اے فرید! جہاں سے محبت حق کا سراغ مل جائے پھر اس در پہ محکم لائے جھوکاں وہ در نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مستقل مزاجی اختیار کرتے ہوئے ہر آنے والے امتحان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے ہر امتحان کامیابی کی طرف ایک زینہ ہے اس لیے اچھی طرح کامیابی سے اس کا استقبال کرنا چاہیے۔ ہر راستے کے پتھر کو ضرب مصطفوی کے ذریعے راستے سے ہٹاتا چلا جا۔ ہر آنے والی روکاوٹ تیرے دل میں محبت کا اور جادو جگا دے مستانہ وار جوش اور جذبہ سے اور طلب صادق کا چراغ جلاتا ہوا نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا۔ اس راستے میں ہر آنے والی مصیبت اور دکھ کو محبوب کی طرف سے پھولوں کے ہار کا تحفہ سمجھ کر سینے سے لگا۔ اگر اتنی مستقل مزاجی سے کام لیا تو کامیابی خود تیرے قدم چومنے کے لیے بے تاب ہو جائے گی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جے توں دل درویش ، رکھ عقیدہ ساہمنا دریں سیتی ویکھ ، متھا موڑ نہ کنڈ دے

حل لغات:

★ جے: اگر۔ ★ دل: قلب، کسی شے کا باطن، مرضی، وسط، مرکز وغیرہ۔ ★ توں: تو: جے توں دل درویش: اگر تیرا دل درویشانہ ہے۔ ★ ساہمنا: سیدھا، صاف۔ ★ عقیدہ: دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان۔ ★ دریں سیتی: دروازے ہی کی طرف ★ متھا: پیشانی۔ ★ موڑ: پھیر۔ ★ نہ کنڈ دے: پیٹھ نہ دکھا۔ پشت نہ پھیر۔ یعنی اس طرف پشت نہ کر۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تیرا دل درویش ہے تو پھر اپنا عقیدہ صاف صاف اور سیدھا سا رکھ پس محبوب حقیقی کے دروازے کی طرف دیکھتا ہوا چلا جا۔ اس طرف سے منہ نہ پھیر کہ اس طرف سے پشت کر کے واپس نہ مڑ۔ یعنی پشت نہ کر۔

عقیدہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید کو غور سے دیکھا جائے قرآن مجید کی تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) اعتقادی (۲) عملی

(۱) اعتقادی حصے کو اصول یا اجزائے ایمان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) عملی حصے سے مراد وہ تعلیم ہے کہ ایک مسلمان جس کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارتا ہے۔

عقیدہ کا لغوی معنی:

لفظ عقیدہ عقد سے نکلا ہے۔ عقد کے معنی ہیں گرہ لگانا۔ دو چیزوں کو باندھنا مضبوط اور پکا باندھنا، عہد و پیمان کرنا نکاح کو بھی عقد اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اسی میں دو افراد کے درمیان شریعت کی رو سے میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنے کی دونوں کے درمیان گرہ لگائی جاتی ہے یا میاں بیوی دو افراد کو میاں بیوی کی حیثیت سے شرعی اصولوں کے مطابق باندھا جاتا ہے۔ اور اس کے لیے بھی کہ میاں بیوی کی حیثیت سے عہد و پیمان باندھنے کا نام عقد یعنی نکاح ہے۔

عقیدہ کا اصطلاحی مفہوم:

عقیدہ اصطلاح اسلام میں اسلام کی اس بنیاد اور اساس کو قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عقیدہ کی بجائے لفظ ایمان استعمال کیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ایمان اور اعمال کو اکٹھا بیان کیا ہے پہلے ایمان کو بیان کیا گیا ہے اعمال صالح بعد میں بیان ہوئے مثلاً

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واضح ہوا ہے پہلے ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا ضروری ہے پھر اعمال صالح اور اگر عقائد ہی درست نہ ہوئے تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے جیسے منافقین کے اعمال صالح ان کے کسی کام نہ آئیں گے۔ کفار بھی اچھے اعمال کیا کرتے تھے ان کے اعمال بھی کام نہ آئیں گے کیونکہ ان کے عقائد صحیح نہ تھے۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے درویش اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے درویشانہ دل نصیب ہوا ہے تو وحدہٗ لاشریک کا شکر ادا کر۔ اپنا عقیدہ بہترین صاف ستھرا اور سیدھا سادہ رکھ بلاوجہ کی اس میں ہیر پھیر پیدا نہ ہونے دے محض چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر حقیقت سے دور پھینک دیتی ہے۔ بس تو محض محبوب کا درمدنظر رکھ۔ اپنا مقصد وحید اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دے۔ مقصد کے حصول کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دے، اپنا تن من دھن سبھی کچھ محبوب حقیقی پہ قربان کر دے۔ اگر سینے پہ گولیوں کی بوچھاڑ آجائے تو محبوب کی خاطر سینہ سپر ہو جا سینہ چھلنی ہوتا ہے تو ہو جانے دے پرواہ نہیں تجھے حیات جاودانی سے نواز دیا جائے گا۔ حسین کی مانند شہزادہ علی اصغر قربان کرنا پڑ جائے تو ذرا بھی نہ جھجکنا، شہزادے علی اکبر کی مانند تیرے کبھی لخت جگر پہ محبوب کی خاطر دشمن حق کے گھوڑے دوڑتے دیکھنے پڑیں تو اپنے پائے استقلال میں ذرا بھی ڈگمگاہٹ پیدا نہ ہونے دینا۔

پس محبوب حقیقی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا۔ اگر محبوب کی خاطر سارا خاندان ہی قربان کرنا پڑ جائے تو یہ سودا پھر بھی مہنگا نہیں۔ پس محبوب کے در پہ تیری نظر ہونی چاہیے۔ زندگی کے ہر لمحے میں تیرے جسم، تیری روح، تیری سوچوں، تیرے دل و دماغ پہ تیرے محبوب کا ہی قبضہ ہونا چاہیے۔ دیکھ جو حق تعالیٰ کی خاطر اپنی جان داؤ پہ لگا دیتے ہیں انہیں شہید کہا جاتا ہے۔ ایک شہید کہ جس نے اپنی جان دی اسی سے اگر تو پوچھے کہ ارے شہید! تو نے بڑا کمال کر دیا کہ محبوب پہ جان نچھاور کر دی تو شہید بزبان حال یہ کہتا نظر آتا ہے کہ

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سب کچھ لٹانے کے باوجود حق ادا نہیں ہوا۔ بہرحال خواہ کیسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑے ہر حال میں محبوب کے در پہ پڑا رہ۔ اس طرف سے چہرہ نہ پھیرنا۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے، مگر محبوب کا در نہ چھوٹ جائے، جان کو آروں سے چیرا جاتا ہے تو چر جانے دے مگر محبوب کا در آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دے، ظالموں کے ظلم کا نشانہ بنتا ہے تو بننے دے مگر راہِ حق سے ڈگمگا نہ جانا، اُس طرف سے کھ موڑ کر، پیٹھ کر کے واپس نہ ہو۔ یہ خسارے ہی خسارے کا سودا ہوگا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا جے تُوں ونجیں حج ، حج ہمھو ہی جیا میں لاہ دلے دی لج ، سچا حاجی تاں تھیویں

حل لغات:

* جے: اگر۔ * لاہ: اتار دے، دور کر دے، پورا کر۔ * ونجیں: جائے۔ * حاجی: حج کرنے والا۔ * ہمھو: سب کا سب، سارا ہی۔ * دلے: دل۔ * تاں: تو۔ * دی: کی۔ * جیا میں: دل میں۔ * لج: وقار عزت * تھیویں: ہوگا۔

ترجمہ:

اے فریدؒ اگر تو حج کرنے کے لیے جائے تو پھر اس حقیقت کو ضرور مدنظر رکھنا کہ حج کا سب کا سب تعلق دل سے ہے۔ پھر اپنے دل کا وقار پورا کرنا۔ اگر تو ایسا پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر سچا حاجی ہوگا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں اعمال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بطور مثال حج کا ذکر فرمایا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جتنے بھی اعمال صالح ہیں ان سبھی کا تعلق دل سے ہے محض ظاہری طور پر یہ اعمال اختیار کرنے اور باطنی طور پر ان اعمال کی حقیقت سے دور رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ ان اعمال کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر ان کا فائدہ ہے۔

مثلاً حج کو ہی دیکھئے اے فرید! حج کے تمام اعمال کا تعلق دل سے ہے۔ حج کے دوران جتنے بھی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں ان سبھی کا تعلق دل سے ہے۔ اگر تو قلبی طور پر حج کے امور صحیح معنوں میں ادا کرے گا تو پھر حج ہے۔ حج کے لیے اپنے دل میں حج کے امور کی اہمیت پیدا کر، ان امور کو سرانجام دیتے ہوئے محض بیکار وجود کی حرکات نہ سمجھ بلکہ ان کے متعلق دل میں عزت، وقار پیدا کر اگر ایسا کرنے میں تو کامیاب ہو گیا تو پھر سمجھ لے کہ حقیقی معنوں میں تو حاجی ہوگا ورنہ تو حاجی نہیں۔

حج کیا ہے؟ اور حج کی حقیقت کیا ہے؟..... اس کے متعلق کچھ تو بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں بیان کیا گیا حج کے فضائل کے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

فضائل حج:

قرآن مجید میں ہے کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(پ۴، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۷-۹۶)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنزالایمان)

فضائل حج:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو (یعنی قران کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو حصلا کرو) اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔

(ترمذی شریف، نسائی شریف، مشکوۃ شریف)

دنیا و مافیہا سے بہتر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں (احیاء العلوم شریف)۔

اللہ کے قاصد اور مہمان:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور اس کے مہمان ہیں اگر اس سے کچھ مانگتے ہیں تو وہ دیتا ہے اگر اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت کرتا ہے۔ اگر دعا مانگتے ہیں تو قبول کرتا ہے۔ اور اگر سفارش کرتے ہیں تو ان کی سفارش منظور فرماتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج اوّل، ص ۵۰۰)

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ علی ابن موفق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند حج کیے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا۔

میں نے عرض کیا۔ ہاں

پھر ارشاد فرمایا کہ تو نے میری طرف سے لبیک کہا۔

میں نے عرض کیا ہاں۔

ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ قیامت میں تجھے اس وقت دوں گا کہ ابھی مخلوق میں حساب کی سختی ہوگی اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔ (احیاالعلوم، جلد اوّل باب ۷، حج کے اسرار)

رمضان المبارک میں عمرہ شریف کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب الحج)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔(نسائی شریف،ابن ماجہ شریف)

حجاج سے بخشش کی دعا کرانے کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جس وقت تو کسی حاجی سے ملے تو اسے سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور اسے کہہ کہ وہ تیرے لیے بخشش کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس لیے کہ اسے بخش دیا گیا ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الحج)

مسئلہ:

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ۔بیٹا بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت جیسے رضائی بھائی باپ بیٹا وغیرہ۔سسر رشتہ کی وجہ سے حرمت آئی جیسے خسر شوہر کا بیٹا وغیرہ۔شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی۔(بہار شریعت حصہ ششم،ص ۱۲)

مسئلہ:

عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم،ص ۶۹۱) بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔(انوار الحدیث،ص ۲۶۳)

فائدہ:

اس سے وہ عورتیں عبرت حاصل کریں تو صحیح محرم کے بغیر ہی حج یا عمرہ غیر محرموں کے ساتھ کرتی ہیں۔محض منہ بولے بھائی،منہ بولے چچا وغیرہ کے ساتھ حج کا سفر بلا جھجک کرتی ہیں۔ایسے عمرے کا کیا فائدہ جو شریعت مطہرہ کے قوانین کو توڑتے ہوئے کیا جائے۔خدارا!ایسے سفر پہ اگر صحیح شرعی قوانین کے مطابق موقع مل جائے تو بہت خوب ورنہ ایسا عمرہ نقصان ہی نقصان ہے۔

مسئلہ:

عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔

(انوار الحدیث،ص ۲۶۳ بحوالہ بہار شریعت)

حج کی حقیقت:

اس شلوک میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حج کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ حج مبارک محض چند رسموں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا نام نہیں ہے کہ حج کے لیے گئے تو محض طواف کعبہ کرلیا، صفا و مروہ میں دوڑ لینے سے حج ہوگیا، یا شیطان کو محض کنکر مار لیے تو حج ادا ہوگیا یا محض قربانی کرلی وغیرہ وغیرہ محض ظاہری امور کے سرانجام دینے کا نام حج نہیں اور نہ ہی محض ظاہری امور کے سرانجام دینے والا سچا حاجی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حج کا تعلق دل سے ہے اس دل سے جو خالق کائنات کی خاص جلوہ گاہ ہے۔

دل کی حقیقت:

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ دل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ دل یہ گوشت کا گاؤدم لوتھڑا نہیں ہے جو بائیں جانب انسانی جوف کے اندر لٹک رہا ہے جو غلیظ گندے خون سے بھرا رہتا ہے بلکہ اصطلاح تصوف میں دل انسانی جسم میں ایک وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور حق نما آئینہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے نوری اسم ذات سے روشن اور تابندہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ رب جلیل کا جلوہ گاہ بن جاتا ہے۔ (عرفان جلد۲، ص۱۴۶)

دل کی وسعت:

غرض دل جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئینہ حق نما بن کر اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہو جاتا ہے تو اس میں عظیم الشان وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور تمام کائنات اس میں رائی کے دانے کے برابر نظر آتی ہے اسی لحاظ سے بزرگان دین نے ایسے دل کو عرش اللہ، قلزم کے بحر عمیق اور قاف قدس سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ ہمارے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اپنے پنجابی دوہے میں فرما گئے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے ، کون دلاں دیاں جانڑے ہو
چوداں طبق وِلے دے اندر جتھاں عشق تنبو وِنج تانڑے ہو

اسی حقیقت کو حضرت پیر محبوب سبحانی نے اپنے قصیدے کے ایک بیت کے اندر یوں ادا فرمایا ہے۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

یعنی جب میں نے اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ تمام مجھے اپنے دل کے آئینہ میں رائی کے ایک دانے کے برابر نظر آئے۔ نہیں دیکھتے کہ آنکھ کی پتلی کس قدر چھوٹی چیز ہے مگر نورِ بصیرت کی وجہ سے تمام زمین و آسمان اس میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جب عارف سالک کے دل کا سودا سویدا اللہ تعالیٰ کے نور سے منور اور ہویدا ہو جاتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی غیر مخلوق نور جلوہ نما ہو جاتا ہے اس وقت اس کے سامنے تمام مخلوق یعنی زمین و آسمان بلکہ چودہ طبق کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے حضرت صائبؒ نے ان ابیات میں دل کی وسعت کا کیا عمدہ نقشہ کھینچا ہے۔

چرخ است حلقہ در دولت سرائے دل
عرش است پردہ حرم کبریائے دل
دل آں چناں کہ ہست اگر جلوہ گر شود

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ اطلس سپہر بگردِ قبائے دل
گرکِ کہ زیر پوست بخون تو تشنہ است
یوسف شود ز پرتوِ نورِ رضائے دل
ماخودچہ ذرّہ ایم کہ نہ محمل سپہر
رقص الجمل کنند زبانگ درائے دل
دست از کتاب خانہ یونانیاں یشو
صد شہر عقل گرد سر رُستائے دل

خانہ کعبہ کو بالکل حقیقی قبلہ قلب کے نمونے پر بنایا گیا ہے اور حجر اسود کے سودا سویدا کے طور پر اس میں قائم کیا گیا ہے جیسا کہ اس کی نسبت اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حجر اسود بہشت کا ایک نوری پتھر تھا جسے بہشت سے اٹھا کر یہاں لگا دیا گیا ہے اور جو حجاج اسے بوسہ دیتے ہیں ان کے گناہ اس میں دھنس جاتے ہیں۔ جس سے وہ سیاہ ہو گیا ہے غرض یہ اس عارف کامل کے دل کی مثال ہے کہ جو اللہ کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور جب لوگ تعظیم و تکریم کی وجہ سے اس کے ہاتھ بوسہ دیتے ہیں تو ان کے گناہوں کو اس کا دل جذب کرتا ہے۔ (عرفان جلد ۲، ص ۱۴۸۔۱۴۷)

حاجیوں کی اقسام:

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

حاجی حرم اور ہیں اور حاجی کرم اور، حاجی بطن اور ہیں اور حاجی باطن اور، حاجی ثواب اور ہیں اور حاجی بے حجاب اور۔ حاجی ثواب محض خانہ کعبہ آب وگل کا طواف کر کے ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن جس وقت اہل اللہ حاجی بے حجاب حج کرنے جاتے ہیں تو وہاں صاحب خانہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی اور مشرف دیدار ہوتے ہیں اور جب مدینہ منورہ جا کر روضہ پر حاضر ہوتے ہیں تو حضور پُر نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اور تربت مبارک سے باہر آ کر انہیں مشروحاً اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ فرما کر دولت باطنی سے مالا مال فرماتے ہیں اور حرمین شریفین کا نور دائمی طور پر ان کے دل کے اندر ہمیشہ کے لیے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے روحانی پیشوا حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ان فارسی اور ہندی ابیات سے ہویدا ہے۔

کعبہ را در دل بہ بینم جہاں کنم بروے فدا
در مدینہ دائماً ہم صحبتم با مصطفےٰ
باہو باغ بہاراں کھڑو یا نرگس ناز نرم دا ہو
دل وچہ کعبہ صحیح کیتو ہے باکوں پاک پرم دا ہو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طالب طلب طواف تمامی حب حضور حرم دا ہو
گیا حجاب تھیو سے حاجی حضرت باہو اللہ بخشیا راہ کرم دا ہو

(عرفان جلد۲، ص۱۴۹)

حکایت:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۵۲ سال ہوگئی۔ آپ پہلے کعبہ شریف گئے پھر وہاں سے آپ نے مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ آستانہ نبوی میں مقیم ہوگئے ایک دن روضہ مقدس سے آواز آئی کہ معین الدین کو بلاؤ۔ خدام نے معین الدین نام لے کر پکارنا شروع کیا تو کئی طرف سے لبیک کی آواز سنی۔ خدام نے عرض کی کس معین الدین کی طلبی ہے یہاں اس نام کے بہت لوگ حاضر ہیں پھر آواز آئی معین الدین چشتی کو بلاؤ۔ خدام آپ کے پاس پہنچے تو ان کی عجیب حالت تھی جب خواجہ گریاں ونالاں درود وسلام پڑھتے ہوئے روضہ مقدسہ پہ حاضر ہوئے آواز آئی اے قطب المشائخ اندر چلے آؤ۔ حضرت بے خود وبدہوش اندر گئے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے معین الدین! تم میرے دین کے مطابق لیکن تم کو فوراً ہندوستان جانا ہے۔ وہاں اجمیر نام کا ایک شہر ہے۔ جہاں میرے فرزندوں میں سے سید حسین نام کے ایک شخص نے جا کر جہاد کیا تھا اور اب وہ شہید ہوگئے ہیں اور وہ مقام پھر کفار کے قبضہ میں آگیا ہے۔ تمہارے دم قدم سے وہاں اسلام کا بول بالا ہوگا اور کافروں کو ذلت وشکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انار خواجہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس میں دیکھو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں کس جگہ جانا ہے آپ نے انار سے دیکھا تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ تھا سب ان کی نظروں کے سامنے آگیا پھر اسی میں سے اجمیر شہر اور اس کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں۔ آپ وہاں سے چالیس مریدوں کے ہمراہ اجمیر کے لیے روانہ ہوئے اُدھر اجمیر کے راجہ کو نجومیوں کے ذریعے آپ کی تشریف آوری کی خبر مل گئی۔ جگہ جگہ احکام جاری کر دیئے گئے کہ اس قسم کا درویش نظر آئے تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ (حیات الفرید، ص۸۲۔۸۱ بحوالہ سیر الاقطاب، ص۱۴۳۔۱۴۲)

فائدہ:

بہر حال دوران سفر آپ پر کوئی بھی قابو نہ پا سکا۔ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے کے مصداق اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں چالیس ساتھیوں کے ہمراہ اجمیر شریف پہنچ گئے۔ (حیات الفرید، ص۸۲)

اسی طرح اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق بھی مشہور ہے کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی اپنی زیارت سے مستفید فرمایا۔

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اس شلوک میں حج کی حقیقت بہترین انداز میں بیان کی ہے۔ یہ ہے بھی حقیقت کہ حج پہ جانے والے کو چاہیے کہ وہ محض ظاہری اعمال پہ ہی خوش نہ ہو جائے بلکہ حج کی حقیقت ضرور مدنظر رکھے۔ حج محض چند ظاہری اعمال کے سرانجام دینے کا نام نہیں بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔ جو دل کا وقار پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہی سچا حاجی ہوتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جے جے جِیوِیں دُنی تے، کُھرِیئے کہیں نہ لاء اِکو کھپھن رَکھ کے، ہور سَبھو دیہہ لُٹاء

حل لغات:

★ جے جے: جیسے جیسے، جہاں جہاں۔ ★ جیویں: تو زندہ رہے۔ ★ دنی: دنیا۔ ★ تے: پہ، پر۔ ★ کھریئے: قدموں کے نشان، قدم۔ ★ کہیں: کسی جگہ پر۔ ★ نہ لا: نہ لگا۔ ★ اِکو: ایک ہی۔ ★ کھپھن: کفن۔ ★ دیہہ لٹا: لٹا دے، قربان کر دے۔ ★ سبھو: سب کچھ۔ ★ ہور: اور۔ ★ رکھ کے: رکھ کر۔

ترجمہ:

اے انسان تو! جہان فانی میں جہاں جہاں بھی رہے، جہاں جہاں بھی زندگی گزارنے کا موقع ملے وہاں قدموں کے نشان نہ لگنے دینا یعنی گناہ نہ کرنا، گناہوں کی گندگی سے بچنا۔ دنیا کے مال اسباب میں سے ایک کفن سنبھال کے رکھ لے تاکہ مرنے کے بعد تیرے کام آئے اس کے علاوہ سب کچھ فی سبیل اللہ لُٹا دے۔

مطلب:

حضرت بابا الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ گناہوں سے بچنے اور صدقات وخیرات کی ترغیب دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ انسان کی زندگی کسی ایک ٹھکانے پہ ہی نہیں بیت جاتی جہاں جہاں جانا انسان کے نصیبوں میں ہے اُس نے ہر حال میں وہاں جانا ہے۔ بہر حال جہاں جہاں بھی جانا پڑے، چلا جا، ضرور جا، کوئی ہرج نہیں۔ ہاں اللہ کی زمین کے کسی بھی حصے میں گناہ نہ کرنا۔ کیونکہ گناہ محبوب کی نافرمانی ہے عصیاں شعاری محبوب کے نافرمانی والی روش ہے۔ گناہ کرنے سے محبوب ناراض ہوتا ہے۔ محبوب کی ناراضگی کسی حال میں بھی مناسب نہیں اس لیے گناہوں سے پرہیز کر۔ اس کے علاوہ دنیوی مال متاع بھی اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں جو آتا جائے اُسے راہِ حق میں لٹاتا جا۔ اپنے لیے اپنے پاس کفن ہر وقت تیار رکھ کیونکہ موت کا کوئی علم نہیں کہ کب آجائے۔ اور اس جہان فانی سے رخصت ہونا پڑے۔

گویا آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ہر وقت موت کی تیاری رکھ کسی بھی وقت موت آسکتی ہے۔ جب بھی موت آجائے پچھتاوے کا سبب نہ بنے بلکہ موت کے لیے تیار پہلے سے ہی ہو۔ کیونکہ موت کا دروازہ گزر کر ہی محبوب سے شرف ملاقات حاصل ہوگا۔

بہر حال موت کی تیاری کے لیے کفن کے علاوہ بقیہ سبھی کچھ راہِ حق میں لٹا دے۔

صدقات وخیرات کی فضیلت:

قرآن مجید میں ہے کہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ (پ ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳)

اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر:

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا وہ دوسری جگہ فرمایا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ یا مطلق انفاق خواہ فرض وواجب ہو جیسے زکوٰۃ۔نذر اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ۔خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ اموات کا ایصال ثواب۔

مسئلہ: گیارہویں شریف، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک وکلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ ہے اور نیکی ملا کر اجر وثواب بڑھاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ومما رزقنا ھم آیت کے تحت)

فضائل نفلی صدقات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دو اگر چہ ایک کھجور ہی ہو اس لیے کہ وہ کسی قدر بھوکے کی تکلیف بند کرتا ہے اور گناہ کو ایسے بجھاتا ہے۔جیسے پانی آگ کو۔(احیاء العلوم جلد اوّل باب ۵، اسرار الزکوٰۃ، ص ۴۷۴)

صدقہ ستر خرابیاں دور کرتاھے:

ابن ابی الجعد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صدقہ آدمی سے ستر خرابیاں دور کرتا ہے اور صدقہ پوشیدہ دینا ظاہر کی بہ نسبت ستر گنا زیادہ ہوتا ہے اور صدقہ ستر شیطانوں کی جڑ چیر دیتا ہے۔(احیاء العلوم، جلد اوّل باب ۵، اسرار الزکوٰۃ، ص ۴۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمیرؓ کا قول مبارک:

حضرت عبید اللہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام بھوکے اور پیاسے اور ننگے اٹھیں گے پس جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا کھلایا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کا شکم سیر کرے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پانی پلایا ہوگا اسے سیراب کرے گا اور جس نے اس کے لیے کپڑا پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو (قیامت کے دن) لباس پہنائے گا۔(احیاء العلوم باب ۵، اسرار الزکوٰۃ)

حکایت:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ ابی الفرج الازدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گاؤں سے گزر ہوا اور اس گاؤں میں ایک دھوبی رہتا تھا گاؤں والوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھ لیتا ہے۔آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یہ اپنے گھاٹ سے واپس ہی نہ آئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ دھوبی اپنے گھاٹ سے واپس نہ آئے۔دھوبی اپنے گھاٹ پر کپڑے دھونے گیا اس کے پاس تین روٹیاں تھیں، وہیں پہاڑوں میں عبادت میں مشغول عابد رہتا تھا وہ اس دھوبی کے پاس آیا اور سلام کر کے کہا کہ کیا تیرے پاس روٹی ہے؟ اگر ہے تو مجھے کھلا یا صرف دکھا دے تا کہ میں صرف ایک نظر روٹی کو دیکھ لوں اور اس کی خوشبو سونگھ لوں کیونکہ بہت عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی۔دھوبی نے اسے ایک روٹی دے دی۔عابد نے کہا اے دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخشش دے اور تیرے دل کو پاک کرے دھوبی نے دوسری روٹی بھی عابد کو دے دی۔عابد نے کہا اے دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے۔دھوبی نے تیسری روٹی بھی دوسری عابد نے کہا اے دھوبی! اللہ تعالیٰ [illegible] تیرے لیے محل بنائے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شام کو دھوبی صحیح سالم لوٹا تو گاؤں والوں نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام یہ دھوبی تو لوٹ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا سے بلاؤ۔ جب دھوبی آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی بتاؤ! آج تم نے کونسا عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ان پہاڑیوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا تھا اس نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے اسے تین روٹیاں دے دیں۔ پس اس نے ہر روٹی پر مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی گٹھڑی لاؤ۔ تا کہ ہم اس کو دیکھیں، وہ لایا۔ اس کو کھولا تو اس میں ایک سیاہ سانپ تھا جس کے منہ میں لوہے کی لگام تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے کالے سانپ۔

اس نے کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے نبی!

آپ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے اس کی طرف نہیں بھیجا تھا؟

اس نے عرض کیا: ہاں! لیکن پہاڑوں سے ایک عابد اس کے پاس آیا تھا اور روٹی مانگی تھی پھر ہر روٹی ملنے پر اس نے اس کو دعا دی تھی اور پاس کھڑا ہوا فرشتہ آمین کہتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے مجھے لوہے کی یہ لگام دے دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دھوبی سے فرمایا تیرے عمل نے تجھے بچالیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عابد پر صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل، آخری باب ۳۸۷، ص ۳۸۶)

حکایت:

حضرت سالم بن ابی جعد فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ باہر نکلی۔ ایک بھیڑیا آیا اور وہ بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے اس کا پیچھا کیا۔ اس کے پاس ایک روٹی تھی۔ آگے سائل مل گیا عورت نے وہ روٹی اس (سائل) کو دے دی اِدھر وہ بھیڑیا آیا اور اس کے بیٹے کو واپس کر دیا تب ایک آواز سنائی دی یہ لقمہ اُس لقمے کے بدلے میں واپس آیا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، حصہ اوّل آخری باب، ص ۳۸۷)

فائدہ:

صدقہ کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے تفصیلاً صدقہ کی فضیلت کے سلسلے میں کتب احادیث اور فضائل اعمال پہ مبنی کتب کا مطالعہ کیجئے۔ مختصر یہ کہ صدقہ دنیا و آخرت میں سینکڑوں مصائب و آلام سے نجات کا سبب بنتا ہے جو دولت سنبھال سنبھال کر اور گن گن کر رکھی جائے گی اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ مرتے وقت افسوس کا سبب ہوگا۔

-----☆☆☆-----

چُوڑیلی سیوں رَتیّا ، دنیا کوڑا بھیت اِیہنیں اَکھیں ویکھدیاں ، اُجڑ ونجے کھیت

حل لغات:

★ چوڑیلی: چوڑیاں والیاں، سجی سجیلی، سجی سجائی۔ ★ سیو: اے سہیلیو۔ ★ رتیا: رات۔ ★ دنیا: دن، اس سے مراد دنیا بھی ہوسکتا ہے۔ ★ کوڑا: جھوٹا۔ ★ بھیت: راز۔ ★ ایہنیں: (ایہناں) اِن۔ ★ اکھیں: آنکھوں۔ ★ ویکھدیاں: دیکھتے ہی دیکھتے۔ ★ اجڑ: تباہ، برباد۔ ★ ونجے: گئے۔ ★ اجڑ ونجے کھیت: کھیت اجڑ گئے ★ ایہنیں اکھیں ویکھدیاں: ان آنکھوں سے دیکھتے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے، ان آنکھوں سے دیکھتے ہی، جیتے جاگتے چلتے پھرتے۔

اے سجی سجلی ہوئی سہیلیو! اس دنیا میں تم اپنے حسن کا کتنا خیال کرتی ہو ہر وقت سجی سجلی رہتی ہو حالانکہ بغور دیکھو تو محسوس ہوگا کہ یہ دن رات کا چکر تو محض ایک جھوٹا چکر ہے۔ حالانکہ اچھے بھلے ہوں گے، چلتے پھرتے ہوں گے، جیتے جاگتے ہوں گے، اس دنیا سے نہ جانے کب چلتے بنیں۔ کب موت کا وقت آجائے اور رخصت ہو جائیں۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی بے ثباتی اور موت کی حقیقت سمجھاتے ہوئے بیان فرمایا کہ ارے دوستو! اس دنیا میں اپنے جسم کی خاطر تو بہت کچھ کرتے ہو ہر وقت سجے سجائے رہتے ہیں، اپنے چہرے پہ مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتے، ہر وقت زرق برق لباس میں ملبوس رہتے ہو۔ شب و روز گزار رہے ہو اور دن رات، مہینوں اور سالوں کا حساب کتاب کرتے ہو حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

یہ دنوں اور راتوں کا حساب کتاب کسی کام کا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمر کا حساب کتاب، دن رات کا چکر سب جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو گنتی کے سانس عطا فرمائے ہیں جب وہ پورے ہو گئے بلا لیے جاؤ گے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جیسے ایک لطیفہ ہے کہ

لطیفہ:

ایک آدمی پہ موت وارد ہونے لگی پاس بیٹھے اس کے بیٹے نے پوچھا۔

ابا جی آپ کی عمر کتنی ہے؟

باپ نے جواب دیا: بیٹا انچاس سال۔

بیٹا: ابھی نہ مرنا

باپ: بیٹا جب موت کا جب وقت آجاتا ہے پھر ٹلتا نہیں۔ مگر تم کیوں کہتے ہو کہ ابھی نہ مرنا۔

بیٹا: ابا جی! ایک اور سال کسی نہ کسی طرح گزار لو تا کہ فغنٹی ہو جائے۔

بہر حال موت کا وقت مقرر ہے جتنا وقت لے کر کوئی آیا ہے اتنا ہی گزار کر چلتا بنے گا۔ دن اور رات کے چکر میں نہ پڑ کہ ابھی میری عمر پچیس سال ہے ابھی تو آدمی زندگی کا بھی وقت نہیں ہوا، یہ حساب کتاب سب جھوٹا ہے جو سانسیں تجھے ملی ہیں وہ گزار کر اچھا بھلا ہوگا یا بیمار، چلتا پھرتا ہوگا یا بستر مرگ پہ دراز ہر حال میں زندگی کا کھیت اُجڑ جائے گا جیسے دیکھنے میں آرہا ہے دیکھتے ہی دیکھتے کتنے لوگوں کے زندگی کے کھیت اجڑ گئے ہیں۔ اس لیے موت کے لیے تیاری میں مصروف رہ۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا داڑھیاں لکھ وَتّن ، ہَمّھ نہ ہکو جیہیاں اِک وَر لکھ لہن ، ہک کِکھوں گنوں ہولیاں

حل لغات:

★ داڑھیاں: داڑھی کی جمع۔ ★ لکھ: لاکھوں۔ ★ وتن: پھرتی ہیں۔ ★ ہمھ: سبھی، سب، ساری، تمام۔ ★ نہ: نہیں۔ ★ نہ ہکو جیہیاں: ایک جیسی نہیں ہیں۔ ★ اک: ایک۔ ★ وُر: موتی۔ ★ لھن: اترتی ہیں، تول کر اترتی ہیں، پڑتی ہیں۔ ★ کنوں: سے۔ ★ ہولیاں: ★ کم قیمت۔ ★ ککھوں: تنکوں۔ ★ ہک: ایک کچھ بعض۔

ترجمہ:

اے فرید! داڑھیاں تو لاکھوں لوگوں نے رکھی ہوئی ہیں۔ مگر سبھی ایک جیسی نہیں ہیں۔ کیونکہ کچھ داڑھیاں تو وہ ہیں کہ ان کی قدر و قیمت لاکھوں موتیوں کے برابر ہوتی ہیں۔ یعنی ان کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور کچھ داڑھیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی قدر و قیمت تنکوں سے بھی کم ہوتی ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر کیے گئے اعمال کی حقیقت واضح بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ضروری نہیں کہ ان کی حقیقت بھی ایک جیسی ہی ہو۔ مثلاً یہی دیکھیے کہ داڑھی سنت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مگر اس کے باوجود ضروری نہیں ہے کہ جس کی داڑھی بھی دیکھ لیں وہ سنت رسول ہی ہو۔ بلکہ داڑھیاں لاکھوں قسم کی ہیں۔ داڑھی سنت رسول بھی ہے۔ مگر بدفطرت لوگ ہر رنگ میں اپنی بدفطرتی کا اظہار کرتے رہتے ہیں مثلاً محض دکھاوے کے لیے رکھی ہوئی داڑھی، فیشنی داڑھی وغیرہ۔ اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرمایا کہ۔ اے فرید! محض داڑھی رکھی ہوئی دیکھ کر انہیں محبوب کے غلام تصور نہ کر لینا بلکہ داڑھیاں تو لاکھوں قسم کے لوگوں کی ہیں۔ یہ سبھی ایک جیسی نہیں ہیں۔ کچھ داڑھیاں تو ایسی قیمتی ہیں کہ ان کی قدر و قیمت کا مقابلہ لاکھوں موتی اور ہیرے جواہرات بھی نہیں کر سکتے۔ اور بعض داڑھیاں اتنی بے وقعت ہوتی ہیں کہ ان کی وقعت تنکے جتنی بھی نہیں ہوتی کیونکہ تنکے پھر بھی کم از کم آگ جلانے کے کام آسکتے ہیں جبکہ ایسی داڑھیاں تو اتنا بھی فائدہ دینے والی نہیں ہوتیں بلکہ اُلٹا نقصان عظیم کا سبب ہوتی ہیں کہ بعض لوگ ظاہری طور پر داڑھی دیکھ کر دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اُس دھوکے کا شکار ہونے والوں کو جو دھوکہ دے کر تکلیف یا نقصان ہوا وہ بھی گناہ ہے اور اس گناہ کا عذاب سہنا پڑے گا اس لیے ایسی داڑھی جو بطور فیشن رکھی جائے یا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے رکھی جائے یا محض دکھاوے کے لیے رکھی جائے ایسی داڑھیاں کسی کام کی نہیں ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں نقصان کا سبب ہیں اس لیے ایسی داڑھیوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور ایسی داڑھیاں رکھنے والوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ایسی داڑھیوں سے زیادہ خطرناک ایسی داڑھیاں رکھنے والے ہیں۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج دیا کہ

قرآن مجید میں ہے کہ

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ز وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ (پ۵ سورۃ النساء ۱۱۸ تا ۱۲۱)

اور بولا کہ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکادوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا۔ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اُس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا"۔ (تفسیر نورالعرفان، ص ۱۵۳)

صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا، عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا، جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش ونگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۷۵)

داڑھی بڑھانے کا حکم:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور لبیں پست کرو۔

اور ایک روایت مبارکہ میں ہے کہ لبیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

حکیم الامت شیخ القرآن مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کفار کی مخالفت کو حضور انور نے مقرر فرمادیا کہ داڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کے کفار داڑھی رکھاتے ہوں جیسے ہمارے ہاں کے سکھ تو ان کی مخالفت میں داڑھی مونڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور نے مقرر فرمادیا یہ بھی خیال رہے کہ ایک مشت داڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت ہارون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ لا تاخذ بلحیتی میری داڑھی نہ پکڑو۔ معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی ہی ہے انبیاء کرام کے متعلق احادیث میں ہے کہ وہ خشخشی یعنی بھری داڑھی والے تھے۔ بھری داڑھی مشت سے کم نہیں ہوسکتی لہٰذا فرنچ یا خشخشی یا مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے کہ یہ منڈانے کے حکم میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اس کی بحث شامی کتاب الصوم میں دیکھو۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ششم، ص ۱۴۸)

داڑھی کے متعلق چند اہم مسائل:

مسئلہ: داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۶۴ بحوالہ درمختار)

مسئلہ: داڑھی چڑھانا یا اُس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے اس زمانہ میں داڑھی مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔ بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں۔ کسی کی داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں اُن کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ جب اُن کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں۔ پامردی و استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے۔ اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے۔ اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر اُس کا اثر پڑے۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۶۴)

تنبیہ:

بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں شریعت کے مطابق داڑھی پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا۔ کس کی توہین و تذلیل کی اسلام کی ہر بات اٹل ہے۔ اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں۔

ان میں کسی بات کو بُرا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا۔ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

قوم لوط کی تباہی کی ایک وجہ داڑھی منڈانا بھی تھا:

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

"دس برے کاموں کی وجہ سے قوم لوط ہلاک کی گئی جن میں سے ایک لواطت (مرد سے بدفعلی) ہے اور شراب پینا اور داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا بھی ہے۔ (فیضان سنت، ص ۵۵۹، بحوالہ دُرِ منثور)

فائدہ:

پیارے اسلامی بھائیو! خدارا! غور فرمائیے، ٹھنڈے دل سے سوچیے۔ قوم لوط کی تباہی اور بربادی کا نقشہ ذہن میں لائیے کہ اُس نافرمان قوم پر کس طرح آسمان سے پتھر برسائے گئے [illegible] پڑاوہیں ڈھیر ہو گیا حتیٰ کہ سیدنا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوط علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے جب یہ ہولناک منظر دیکھا تو اس کے منہ سے صرف اتنا نکلا "ہائے میری قوم! تو اس کے بھی پتھر آلگا اور وہ بھی وہیں ڈھیر ہوگئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عزوجل) کے عذاب سے پناہ مانگیئے مان جایئے اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت کو قبول کر کے چہرہ پر سجا ہی لیجئے۔ (فیضان سنت، ص ۵۵۹)

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کا مطلب:

آپ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ داڑھیاں رکھنے والے تو اس دنیا میں لاکھوں ہوں گے مگر ان میں تمام کی داڑھیاں ایک جیسی نہیں ہیں کیونکہ کچھ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی نیت سے داڑھی رکھی ان کی داڑھی دنیا و آخرت میں اجر عظیم کا سبب ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے۔ ایسی داڑھیاں بڑی قیمتی ہیں اور بعض داڑھیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو یہود و ہنود یا غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی رکھی گئیں یا فیشن پرستی میں مبتلا لوگوں کے ڈھنگ اپناتے ہوئے فیشنی داڑھیاں فیشن کے طور پر رکھیں یا سنت مدنی تاجدار کے مسنون طریقہ کے خلاف رکھیں۔ یا کسی دنیا دار کی خوشی کے لیے رکھی وغیرہ ایسی تمام داڑھیاں بے وقعت ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اُلٹا گناہ ہے جہنم میں جھونکے جانے کا سبب ہیں حق تعالیٰ ایسی فرنچی اور فیشنی داڑھیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا دَرُ بھیڑا، گھر سنگوا، گور نو اُہوں نِت دیکھ فریدا جو تھیا، سو کَل چَلّے مِت

حل لغات:

* در: دروازہ۔ * بھیڑا: بند کیا۔ * گھر: مکان، ٹھکانا، وطن، خاندان، گھرانا وغیرہ۔ * سنگوا: تنگ: * گور: قبر۔ * نت: ہر روز، روزانہ، ہمیشہ۔ * مت: (متر) یار، دوست۔ * نواہوں: (نیویں) نیچی ہوتی ہے، نیچی ہوتی رہتی ہے۔ عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے۔، * جو تھیا: جو کچھ ہوگیا، جو کہ ہے۔ * سو: پس، وہی، ویسا ہی۔ * کل چلے: کل یعنی روز قیامت چلے گا، آخرت میں چلے گا آخرت میں کام آئے گا۔

اے فرید! (آخری گھر یعنی قبر کا) دروازہ بند ہے گھر (یعنی قبر) بھی تنگ ہے۔ قبر روزانہ عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے جو کچھ تو دنیا میں کر چکا ہے یعنی نیکیاں یا بدیاں جو کچھ تیرے پاس ہے وہی کل (قیامت کے دن) تیرے کام آئے گا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے قبر کی حقیقت اور نیک اعمال کی فضیلت بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! اس دنیا فانی میں جو کچھ کمائے گا آخرت میں پائے گا۔ اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے اللہ جل جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور طریقے کے مطابق زندگی گزار کر نیکیاں کما لے کل قیامت کے دن یہی کچھ کام آئے گا۔ اس دنیا میں زندگی گزارنے کے بعد سب سے پہلے [illegible] ایک ایسا گھر ہے کہ جس کو ہر طرف سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بند کر دیا جائے گا، وہاں نہ سورج کی روشنی پڑے گی اور نہ ہی چاند اور تاروں کی روشنی، قبر میں باہر آنے جانے کے لئے دروازہ بھی نہیں ہوگا۔ قبر کا گھر اتنا وسیع اور کھلا بھی نہیں ہوگا بلکہ نہایت ہی تنگ ہوگا۔ اس کے باوجود قبر پھر بھی نہایت عاجزی ظاہر کرتی رہتی ہے۔ بہر حال اے فرید! جو کچھ کیا ہوگا ہے وہی تیرے کام آئے گا۔ اگر نیکیاں کی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازے گا اور اگر گناہوں کی دلدل میں دھنستے ہوئے زندگی کے لیل ونہار گزارے ہوں گے۔ تو اُن کا بدلہ پائے گا۔ دنیا میں اُگائے ہوئے اعمال کے سائے میں بیٹھے گا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر دنیا میں سایہ دار اور پھلدار درخت لگایا جاتا ہے تو انسان اس کے ثمرات سے فوائد ایسے ہی حاصل کرتا ہے۔ اس کے سائے میں آرام کرتا ہے۔ جب دھوپ ہوتی ہے سخت دھوپ بدنوں کو جلاتی ہے ہوا بھی بند ہو جاتی ہے بجلی بھی جواب دے جاتی ہے کمروں میں انتہائی حبس اور گرمی کے باعث ایک ایک لمحہ گزارنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے تو جن لوگوں نے سایہ دار درخت لگائے ہوتے ہیں ان کے لیے ان درختوں کا سایہ کسی بھی نعمت سے کسی طرح کم نہیں ہوتا یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں نیکی کے امور سرانجام دینے میں ہمہ وقت مصروف ہوتے ہیں ہر وقت نیک اعمال اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہی کل دوست بنیں گے۔ وہی مددگار ہوں گے وہی آرام وسکون کا سبب بنیں گے۔

-----☆☆☆-----

فریدا دَرْ سَائیاں گانیاں ، رَبّ نہ گھڑیئین لگّن تِنہاں مُنافقاں ، جو کدھیں نہ جانین

حل لغات:

* در: دروازہ، پھاٹک، چوکھٹ۔ * دسائیاں: (دسنے والیاں) خبر دینے والی ہیں۔ پتہ بتانے والی ہیں۔ * کانیاں: (کانے کی سوٹیاں یعنی کانے) سرکنڈے کی سوٹیاں۔ * رب نے گھڑیئین: (گھڑی، ان) یہ رب نے گھڑی ہیں، یہ رب نے بنائی ہیں۔ * لگن: لگتے ہیں، لگتی ہیں۔ * تنہاں: وہ۔ * منافقاں: منافق کی جمع، جس کے دل میں نفاق ہو، زبان پہ کچھ دل میں کچھ رکھنے والا، ریا کاری کرنے والا، شریعت اسلامیہ میں وہ شخص جو بہ ظاہر مسلمان ہو مگر دل سے کافر ہو۔ منافق کی جمع پنجابی میں منافقاں۔ * کدھیں: (کدی) کبھی۔ * نہ جانن: نہیں جانتے، نہیں جانیں گے۔

نوٹ:

دسائیاں کا ایک مطلب تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اگر دسانیاں لفظ کو "د" کے کسرہ سے پڑھیں یعنی دسانیاں کی بجائے دسانیاں پڑھیں تو پھر اس کا مطلب ہوگا نظر آتی ہیں۔ نظر آنے والی، یعنی دسنے والیاں۔ کانیاں جمع ہے کانی واحد ہے۔

دروازے پر لگے پردے کے سرکنڈے کے دروازے گھر (قبر) کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ رب نے گھڑے ہیں مگر وہ لوگ منافق لگتے ہیں جو اس حقیقت کو کبھی نہیں جانیں گے۔ (معارف فریدیہ، ص ۲۷۱)

اور اسی شعر کا مفہوم پروفیسر محمد یونس حسرت نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اے فریدؒ درد اور عذاب کے تیر جو اللہ تعالیٰ نے تراشے ہوئے ہیں وہ اُن منافقوں کے سینوں میں پیوست ہوں گے جو اوپر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے باخدا بنے ہوئے ہیں لیکن اندر سے بے خدا ہیں۔

فائدہ:

اس شلوک مبارک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے منافقت کی مذمت پرزور طریقے سے بیان فرمائی۔ کہ منافق دنیا میں بھی عذاب سے دوچار رہتے ہیں قبر وحشر اور جہنم میں بھی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

-----☆☆☆-----

فَرِیدا دَرد نہ وَنجم دَارُوئیں، جے لکھ طَبِیب لگَن چنگی بھلی تھی بہاں ، جے مُوں پری ملن

حل لغات:

* درد: دکھ، درد، مصیبت، تکلیف۔ * دردنہ وَنجم: میرا درد نہیں جاتا، میرا درد ختم نہیں ہوتا۔ * جے: اگر۔ * لکھ: لاکھ۔ * دارو ئیں طبیب: دارو کی جمع یعنی دواؤں سے علم طب سے واقف علاج کرنے والا۔ * لگن: لگے رہیں، مصروف رہیں۔ * چنگی بھلی: تندرست، صحیح سلامت۔ * تھی بہاں: ہو بیٹھی ہوں۔ * موں: مجھے، مجھ کو۔ * پری: محبوب، پیارا۔ * ملن: ملے۔

ترجمہ:

خواہ لاکھ طبیب بھی میرا علاج کرنے میں مصروف ہیں میرا دُکھ، درد ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مجھے میرا محبوب مل جائے تو پھر تندرست ہو کر بیٹھ جاؤں۔

مطلب:

بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میرے تمام دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا ایک ہی علاج ہے۔ اس کے سوا لاکھ جتن کیے جائیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ میرا علاج صرف میرے محبوب کی ملاقات ہے۔ پس اگر مجھے میرے محبوب کی ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے تو بغیر علاج کے میری سب بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں۔ اس علاج کے بغیر لاکھوں حکیم طبیب آ کر اپنے جتن لگائیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مجھے تندرستی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میرے تمام دکھوں کا علاج محض محبوب کا جلوہ ہے۔ اس لیے میرے دوستو اگر آپ میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو کوئی ایسی تدبیر اختیار کرو کہ جس سے مجھے محبوب حقیقی کا جلوہ حاصل ہو جائے۔

-----☆☆☆-----

فریدا دل اَندَر دَرِیاوَ، کنڈھی لگا کیہ پھرے ٹبھی مار منجھاہیں ، منجھوں ہی مانک لہیں

حل لغات:

* دل: قلب، کسی شے کا باطن، حوصلہ، جرأت، خواہش، وسط، مرکز وغیرہ۔ * اندر: میں۔ * دریاؤ: دریا ہے۔ * کنڈھی: (کدھی) کنارہ۔ * لگا: لگ کر۔ * پھریں: پھرتا ہے۔ * کی: (کیہ) کیا۔ * ٹبھی مار: غوطہ لگا۔ * منجاہیں: درمیان میں منجدھار میں۔ * منجھوں: درمیان سے ہی۔ * مانک: موتی، لعل: لے گا، حاصل کرے گا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

اے فرید! دل تو دریا کی مانند ہے، صرف اس کے کنارے کنارے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔ دل والے دریا کے درمیان میں غوطے لگا کیونکہ دل کے درمیان سے ہی موتی حاصل ہوں گے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دل کی حقیقت اور کیفیت نیز غور و فکر اور تدبیر کرنے کے متعلق اس شعر میں بیان کیا ہے۔

کہ اے فرید! دل محض ایک گوشت کا ٹکڑا نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ تو دل کا ظاہر ہے۔ دل کا باطن اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ انسان کے دل میں ایک بہت بڑا جہان آباد ہے۔ اسی دل کے دریا میں ہی عشق کا دریا بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اسی دل میں ہی محبوب حقیقی کے جلوہ افروز ہونے کا مقام ہے۔ اسی دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

دل دریا سمندروں ڈونگھے ،کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے ، وچے جھیڑے ، وچے ونجھ مہانے ہو

دل کی وسعت کو سمجھنا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ دل کی وسعتوں کو تو وہی جانے جو دل کی حقیقت سے باخبر ہو۔

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! دل بڑا وسیع ہے۔ دل میں عشق کا دریا بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے، دل میں ہی محبوب حقیقی کا مقام بھی ہے اس لیے دل کے صرف اردگرد ہی نہ پھرتا رہ بلکہ دل کے درمیان میں پہنچ ،دل کے دریا میں غوطہ زن ہو کر دل سے نکلنے والے، معرفت اور حقیقت کے ہیرے، موتی اور جواہرات حاصل کر خصوصاً قلبی سیر کرتے کرتے حق تعالیٰ تک پہنچ اور وہ مقام حاصل کر کہ تجھے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے ،اس مقام تک پہنچنے کی سعی کر کہ اپنے من میں ڈوب کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جا اور حق تعالیٰ کے جلووں سے سرفراز ہو جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا دَمامہ وجیا موت دا ، چڑھیا ملک الموت گھن واہے جندڑی ،ڈھا مَن واہے کوٹ

حل لغات:

* دمامہ: توپ، نقارہ، گھڑیال۔ * وجیا: بجا۔ * موت: وفات۔ * دا: کا۔ * چڑھیا: چڑھا، آیا۔ * ملک الموت: حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ * گھن: لے۔ * واہے: چلے۔ * گھن واہے: لے چلے، لے جاتا ہے۔ * جندڑی: جند، جان۔ * ڈھاھن: گراتا۔ * کوٹ: فصیل، قلعہ۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

اے فرید! موت کا گھڑیال بج چکا، ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام چڑھائی کرتے ہوئے جسم تک پہنچ چکا ہے۔ جسم سے جان یعنی روح کو نکال کر لے جائے گا۔ اور انسانی جسم جو کہ روح کے لیے قلعے کی مانند ہے وہ روح کو لے جاتے ہوئے روح کے قلعے کو گراتا جائے گا۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں موت کی کیفیت بیان کی ہے کہ جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو۔ اس آدمی کی موت کے اعلان والا گھڑیال بجا دیا جاتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اس مرنے والے کے جسم کی طرف چڑھائی کر دیتے ہیں۔ اس کے جسم سے روح نکال کر، اس کے جسم کے قلعے گرا کر چلا جاتا ہے۔

یہ وہی جسم والا قلعہ ہے جس کی حفاظت کے لیے ہم مصروف رہتے ہیں۔ بہترین سے بہترین غذائیں استعمال کرتے ہیں تاکہ جسمانی طاقت حاصل ہو۔ حفظ ماتقدم کے تحت مختلف دوائیں استعمال کرتے ہیں تاکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بیماری لاحق ہی نہ ہو سکے۔ اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف یا بیماری جسم کو لگ جائے تو علاج کے پورے جتن کرتے ہیں اپنے اردگرد کے ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں۔ پھر ڈسٹرکٹ ہسپتال تک اسی لیے رسائی حاصل کرتے ہیں تاکہ بیماری سے نجات حاصل ہو جائے پھر وہاں سے بھی شفا حاصل نہ ہو تو صوبائی سطح کے بڑے بڑے تمام ہسپتالوں کے کئی کئی دن چکر لگاتے ہیں تاکہ بیماری سے جان چھوٹے پھر بھی علاج جاری رہتا ہے پھر ملکی سطح کے بڑے سے بڑے ہسپتال تک اگر رسائی حاصل ہو سکے تو حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ تندرستی حاصل ہو جائے۔ وہاں بھی کچھ نہ فائدہ ہو تو جن کے پاس دولت ہوتی ہے یا جس طرح بھی ہو سکے پوری دنیا میں جہاں سمجھتے ہیں کہ یہاں پوری دنیا سے اعلیٰ سطح پر علاج ہوتا ہے۔ وہاں بھی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شفا حاصل ہو گئی تو ٹھیک ورنہ موت کی وادی میں ہر حال میں مجبوراً قدم رکھنا پڑتا ہے جہاں سے اب تک گریز کی کوشش کرتے رہے بچتے رہے۔ پوری دنیا کے مشہور و معروف اور اعلیٰ ترین ڈاکٹروں کے بورڈ زمل کر بھی ایک سانس کے بڑھانے کا سبب نہ بن سکے بلکہ مجبور ہو گئے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر کے انسانی جسم کا قلعہ گرا کر چلے گئے۔

-----☆☆☆-----

کوٹ ڈھٹھا گھر لٹیا ، ڈیرے پئی کہاہ جیوندیاں دے ہور راہ ، مویاں دے ایہی راہ

حل لغات:

* کوٹ: قلعہ، فصیل مراد جسم۔ * ڈھٹھا: گر گیا۔ * لٹیا: لوٹ لیا گیا، تباہ و برباد کر دیا گیا۔ * ڈیرے: (ڈیرہ) مجلس، گھر۔ * پئی کھاہ: کوک، پکار، فریاد۔ * جیوندیاں: زندہ رہنے والوں، جیتے ہوئے۔ * مویاں: مرے ہوئے لوگوں، مردوں۔ * ہور: اور کئی۔ * دے: کے۔ * ایہی: ایہو ہی، یہی۔ * راہ: راستے۔ * دا: کا۔

جب موت وارد ہو گئی تو روح کا کوٹ انسانی جسم گر پڑا، گھر لوٹ لیا گیا اس انسان کی حیثیت سے تباہ و برباد ہو گیا، گھر میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چیخوں، کوکوں یعنی رونے دھونے کا شور بلند ہو گیا۔ زندوں کے لیے تو کافی سارے راستے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتے ہیں جبکہ مرنے والوں کے لیے تو صرف ایک ہی راستہ موت والا رہ جاتا ہے مجبوراً اسے اسی پہ چلنا پڑتا ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے موت کے بعد والی کیفیت بیان فرمائی ہے کہ زندہ لوگوں کے لیے تو کئی راستے ہوتے ہیں کسی نہ کسی راستے پہ چل کر مصیبت یا دکھ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں کسی سے تعویذ لے لیا، علاج کروالیا، قرآنی آیات وغیرہ کا دم کروالیا اور دیگر نجات کے طریقے بھی اپنا سکتے ہیں۔ مگر مرنے والے کے لیے سوائے موت کے کوئی راستہ نہیں اسے مجبوراً اسی راستے پہ لے جایا جاتا ہے۔ مرنے والا جب مر جاتا ہے تو روح کا قلعہ جسم بے جان ہو کر گر پڑتا ہے۔ جسم سے تمام حرکات ختم ہو جاتی ہے۔ قلبی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ آنکھیں بے نور ہو جاتی ہیں۔ قدم چلنے سے عاجز رہ جاتے ہیں۔ جسم بے حس و حرکت ہو کر گر پڑتا ہے۔ جسم کے بے حس و حرکت ہوتے ہی گھر میں عزیز و اقارب کا ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا ہے عزیز و اقارب رونے پیٹنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں علم بھی ہے کہ مرنے والے نے مرنا ہے اور مرتے ہی یہ جسم بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ پھر یوں آہ و بکاء اور رونے پیٹنے کا کیا فائدہ۔

رونے پیٹنے کی مذمت:

دکھ، تکلیف اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا بالخصوص نوچنی پہ بالوں کا نوچنا، آواز کے ساتھ بین کرتے ہوئے رونا، دو ہتھڑ مارنا سینہ کوبی کرنا وغیرہ سبھی کچھ ناجائز اور خلاف شرع امور ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز، مسلم شریف)

حدیث شریف:

حضرت ابو بُردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا ابو موسیٰ بیہوش ہو گئے اس کی بیوی اُم عبداللہ چلا کر رونے لگی۔ ابو موسیٰ ہوش میں آئے تو کہا تو جانتی نہیں اور اُسے حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اس سے بری ہوں جو سر کے بال منڈوا دے، چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

گندھک اور خارش کا کُرتا:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار کام میری امت میں جاہلیت کے ہیں لوگ ان کو نہیں چھوڑیں گے حسب میں فخر کرنا، نسب میں طعن کرنا، ستاروں کے سبب پانی طلب کرنا اور نوحہ کرنا اور فرمایا اگر نوحہ کرنے والی عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو اُسے قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا اس پر گندھک اور خارش کا کرتا ہوگا۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی:

حضرت ابوامامہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور تباہی اور ہلاکت کا شور مچانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز)

گریبان پھاڑنے وغیرہ کی مذمت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گریبان چاک کیا، رخسار پیٹے اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی شریف ابواب الجنائز)

میت پر رونے کی ممانعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے خاندان والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔

اس باب میں حضرت ابن عمر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ (ترمذی شریف ابواب الجنائز)

فائدہ:

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمہور علماء کے مذہب کے مطابق نوحہ کے سبب اس میت کو عذاب ہوتا ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی ہو لہٰذا اب نفاذِ وصیت پر اسے عذاب ہوگا۔ جس نے منع کیا یا اس کے گھر والوں نے از خود نوحہ کیا تو اسے عذاب نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاتا ہے۔

(حاشیہ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی جلد اوّل، ص ۵۱۶ بحوالہ مرقات)

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فوتگی پہ رونا پیٹنا، ماتم کرنا اور دیگر بے صبری کے مظاہرے اختیار کرنا فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں اس لیے ایسے امور سے یکسر پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے وقت رونے دھونے کا کیا فائدہ۔ حالانکہ معلوم ہے۔ جو زندہ ہے جب تک اس کی موت کا وقت نہیں ہو جاتا اس وقت تکلیفیں اور بیماریاں لاکھ سہی اس کے بچنے کے لاکھوں راستے ہیں۔ متعدد حکیم اور ڈاکٹروں کے علاج سے آفاقہ اور صحت ہو سکتی ہے مگر جس کی موت کا وقت ہو گیا اس کے لیے صرف ایک ہی راستہ موت والا راستہ رہ جاتا ہے۔ اس لیے رونے، دھونے اور پیٹنے وغیرہ جیسے امور سرانجام دینے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان کا سبب ہے۔ اس لیے ایسے امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا دُنی دے لالچ لگیاں ، محنت بھل گئی جاں سرآئی آپنے ، تاں سبھو وسر گئی.

حل لغات:

★ دنی: دنیا۔ ★ لالچ: حرص، لوبھ۔ ★ دے: کے۔ ★ لگیاں: پڑ کر، الجھ کر۔ ★ محنت: مراد عبادت۔ ★ بھل گئی: بھول گئی۔ ★ جاں: جب۔ ★ سرآئی: سر پر آئی، ختم ہوئی، مکمل ہوئی۔ ★ آپنے: اپنے۔ ★ تاں: تو، پھر۔ ★ سبھو: سب کچھ۔ ★ وسر گئی: بھول گئی۔

جب لوگوں کے دل میں دنیا کا لالچ پیدا ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کی خاطر محنت کرنا بھول گئی۔ دنیا کی رنگینیوں میں کھو گئے۔ مگر جب موت کا وقت آیا۔ مرنے لگے تو موت کی تلخی سے دنیوی رنگینیوں کے نشے سب اتر گئے۔ دنیا اور دنیا کے متعلقات سب کچھ بھول گئے۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دنیوی لالچ اور موت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کے دل میں دنیوی لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لالچ کے پیدا ہونے سے وہ بعض اوقات اتنا آگے نکل جاتا ہے کہ واپس اللہ تعالیٰ کی ریاضت اور عبادت کی طرف مڑنا اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے بلکہ جیسے شرابی شراب کے نشے میں دُھت ہوتا ہے تو پھر اسے کچھ بھی نہیں سوجھتا بعینہ جب انسان دنیوی لالچ کے نشے میں دُھت ہو جاتا ہے۔ تو پھر اپنی حقیقت بھی بھول جاتا ہے کہ میں خود مختار نہیں۔ میں اپنا خالق خود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تخلیق کیا ہوا ہوں، میں خود اپنے آپ اس جہان فانی میں نہیں آیا بلکہ بھیجنے والے خالق و مالک کے بھیجنے سے آیا ہوں۔ جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی عطا فرمائی ہے۔ اسی کام میں زندگی بسر کروں۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

اور جنوں اور انسانوں کو نہیں تخلیق کیا مگر (صرف اللہ تعالیٰ کی) عبادت کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور جنوں کو اس جہان فانی میں عبادت کے لیے بھیجا ہے۔ مگر غارت جائے لالچ کا جس میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محنت وریاضت کرنا بھول گیا۔

حتیٰ کہ ساری زندگی اسی غافلانہ روش میں بیت گئی جب موت کا وقت آیا، حضرت عزرائیل علیہ السلام سر پہ آپہنچے تو اُس وقت سب کچھ بھول گیا۔ مگر اب دنیا اور دنیوی لالچ کا بھول جانا چہ معنی دارد اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ عام زندہ انسانوں کو سمجھا رہے ہیں کہ خدارا موت کا وقت آنے سے پہلے سنبھل جاؤ تا کہ اس سنبھلنے کا فائدہ حاصل ہو۔

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا سِکّاں سِک سِکَنْدِیاں سکّن ڈِینہے رات مینڈیاں سِکّاں سَبھ وَنجّن، جاں پرُ یا پائی جھات

حل لغات:

* سکاں: انتظار، بیقراریاں۔ * سک: سکن کا حاصل مصدر یعنی بے قراری، انتظار۔ * ڈینھے رات: دن رات، شب وروز یعنی ہر وقت۔ * مینڈیاں: میری، میریاں۔ * سکاں: سک کی جمع۔ * سبھ: ساری، تمام۔ * ونجن: پوری ہوتی ہیں۔ * جاں: جب، جس وقت۔ * پریا: محبوب، پیارا، دوست۔ * پائی جھات: اندر جھانکا، جھانکا، چہرہ دکھایا۔

ترجمہ:

اے فرید! بیقرار دن رات ہر وقت بیقراری کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں انہیں کسی وقت بھی سکون حاصل نہیں ہوتا۔ یہی حال میرا بھی ہے مجھے بھی کسی وقت سکون حاصل نہیں ہوتا ہاں میری بے قراری اس وقت ختم ہوتی ہے جس وقت میرا محبوب مجھے اپنا جلوہ جہاں آرا دکھاتا ہے۔ جب مجھے اپنے جلوے کی ایک جھلک دکھاتا ہے تو پھر مجھے سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں محبوب کی ایک ایک جھلک دیکھنے کے متمنی کی بے قراری کا اظہار بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ محبوب کے جلوہ سے مستفید ہونے کے متمنی محبوب کے جلوہ کی تمنا لیے ہوئے بیقرار رہتے ہیں۔ ان کی یہ بیقراری اور انتظار ہمہ وقت رہتی ہے کسی طور کسی بھی وقت انہیں سکون نصیب نہیں ہوتا مقولہ بھی ہے کہ الانتظار اَشدُّ من القتل کہ انتظار قتل سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ ہمہ وقت انتظار کی سولی پہ لٹکے رہتے ہیں مجال ہے کوئی لمحہ انہیں سکون آجائے ان کا ایک ایک لمحہ محبوب کی جدائی اور ملنے کی تمنا میں بیتتا رہتا ہے اسی طرح ساری عمر بیت جاتی ہے مگر انتظار اور بے قراری سے سکون نہیں حاصل ہوتا۔ اسی حال میں ان کا دن کا سکون بھی برباد رہتا ہے اور انہیں رات کو بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ ساری ساری رات اسی تلوار سے گھائل ہونے کا سلسلہ جاری وساری رہتا ہے۔ عشاق کا یہ سلسلہ جب سے چلا ہے انشاء اللہ ہمیشہ تا قیامت چلتا رہے گا۔ بابا صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میرے محبوب حقیقی نے جب اپنے جلوۂ حق سے نوازا تو پھر میری تمام بیقراریاں ختم ہوں گی۔ اس سے قبل ختم نہیں ہو سکتیں۔

محبوب کی ایک جھلک:

پروفیسر محمد یونس حسرت نے اس شعر کی ترجمانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میری تشنہ آرزوئیں اور نا آسودہ ارمان مجھے چین نہیں لینے دیتے اور ان آرزوؤں اور ارمانوں کی وجہ سے میں دن رات تڑپتی ہوں۔ اے فرید! میری ساری آرزوئیں اور امیدیں بر آجائیں گی اگر میرا محبوب آکر مجھے ایک نظر دیکھ لے۔ (کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۱۵)

بیقراری:

کشتہ عشق ہونے والوں کو ہمہ وقت، ہر جہت محبوب کی یاد تڑپاتی رہتی ہے۔ محبوب کی ایک ایک جھلک دیکھنے کے لیے دل بیقرار رہتا ہے اور یہ بیقراری بڑھتی رہتی ہے کسی طرح کسی وقت بھی سکون میسر نہیں آتا۔ مضطرب اسی اضطراب میں دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ انہیں اگر خبر ہوتی تو صرف اپنے محبوب کی ایک جھلک کے لیے ترستی رہتی ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب محبوب نظر نہیں آتا ہے تو دل میں ہول سے اٹھنے لگتے ہیں۔دل ڈوبنے لگتا ہے۔دل میں ایسا اضطراب پیدا ہوتا ہے کہ پورا وجود اس بے قراری اور بے سکونی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ایک دل کا اضطراب پورے جسم پہ قیامت ڈھادیتا ہے مگر کیا کریں۔اس بے قراری بے سکونی اور اضطراب سے کیسے جان چھڑائیں۔اس کا ایک ہی حل ہے مگر وہ ہمارے بس میں نہیں۔اس جان لیوا حالت سے کیسے نجات حاصل کریں کہ جس بیماری کی دوا ہمارے پاس نہیں بلکہ محبوب کے پاس ہے اگر محبوب چاہے تو ان کی ایک جھلک ہمارے تمام دکھوں کا مداوا بن سکتی ہے۔جب تک محبوب کی ایک جھلک نصیب نہ ہو دل کے اضطراب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس اضطراب میں مبتلا عشاق شب و روز مضطربانہ حالت میں عجیب وغریب مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔کاش کہ محبوب حقیقی رحم وکرم فرمائے اور ہمیں اس اضطراب سے نجات کی سبیل پیدا کردے۔اس سے نجات ہمارے لیے تو ناممکن نظر آتی ہے ہاں اگر محبوب کا فضل وکرم ہو جائے تو لمحوں میں نجات حاصل ہو سکتی ہے۔محبوب حقیقی تو سب کچھ کر سکتا ہے۔وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔اس کی قدرت کاملہ کے سامنے کچھ بھی ناممکن نہیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔وہ کسی کے کنٹرول میں نہیں پوری کائنات اس کے کنٹرول میں ہے۔وہ کسی کا محتاج نہیں۔پوری کائنات اس کی محتاج ہے۔اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔

-----☆☆☆-----

فریدا دیہہ جرجر ہوئی نینیں وہے سریش ۔۔۔ سے کوہاں منجھا تھیا ، آنگن تھیا بدیس

حل لغات:

★ دیہہ: جسم۔ ★ جرجر: کپکپی،لرزہ،جسم کی ایسی بیماری کہ جس کی وجہ سے جسم پہ لرزہ طاری ہو جاتا ہے جسم بے اختیاری کی حالت میں کانپنے لگتا ہے بندے کا جسم پہ پورا کنٹرول نہیں رہتا خصوصاً بڑھاپے میں یہ کیفیت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ ★ نینیں: نین کی جمع یعنی آنکھیں،آنکھوں سے۔ ★ وہے: بہے،بہتی ہے۔ ★ سریش: پیپ۔ ★ سے: سو۔ ★ کوہاں: کوہ کی جمع کوہ بمعنی تقریباً دو میل یعنی کئی سو میل۔ ★ منجھا: چارپائی،بڑی چارپائی۔ ★ تھیا: پڑا ہے،ہوا ہے،معلوم ہوتا ہے۔ ★ آنگن: صحن۔ ★ تھیا: ہوا۔ ★ بدیس: کوئی دوسرا ملک،اپنے ملک کے علاوہ کوئی دوسرا ملک پردیس مگر یہاں دوری مراد ہے۔

ترجمہ:

میرا جسم کپکپانے لگا ہے۔آنکھوں سے اب پیپ بہنے لگی ہے۔جسمانی کمزوری اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ پاس پڑی چارپائی سینکڑوں میل دور پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔میرے اپنے ہی گھر کا صحن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہیں بلکہ کسی اور ہی ملک میں ہے۔

مطلب:

اے فرید! جسم کمزور ہوتا جارہا ہے بلکہ ہر لحہ کمزوری غالب آتی جارہی ہے۔آنکھیں بھی زوال کا شکار ہوتی جارہی ہیں حتیٰ کہ ان سے پانی بہتے بہتے اب پیپ بہنے لگی ہے۔سارا جسم ہی انتہائی زیادہ کمزور ہو گیا ہے۔اس کمزوری کی کیفیت کیا بیان کروں کہ مجھے اپنی ہی چارپائی جو کہ قریب پڑی ہوئی ہے مجھے کئی میل دور پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔اے اپنے ہی گھر کا صحن اس کمزوری

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نقاہت کے باعث مجھے یوں معلوم ہونے لگا ہے کہ شاید یہ صحن میرے گھر کے سامنے نہیں بلکہ کسی اور ہی ملک میں ہے میرا وہاں تک پہنچنا نہایت دشواری کا سبب ہے۔

بڑھاپا:

انسان جوں جوں بوڑھا ہوتا جاتا ہے۔جسمانی اعضاء کمزور سے کمزور تر ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اعضاء کی کمزوری کا وہی عالم ہو جاتا ہے۔

فرمان ربانی:

مصیبت پہنچنے کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان مبارک ہے کہ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (پ۲۸ سورۃ التغابن آیت نمبر۱۱)

ترجمہ: کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

تفسیر:

اذن سے اس کی تقدیر وارادہ مراد ہے گویا ہر مصیبت انسان کی طرف متوجہ ہے لیکن واقع نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔(تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان)(پ۲۸ سورۃ تغابن آیت ۱۱)

شان نزول آیت مبارکہ:

کفار نے کہا کہ اگر مسلمانوں کا دین حق ہوتا تو انہیں ان کا خدا ان کے ابدان واموال میں مصیبت نازل نہ فرماتا۔ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم پر مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی حکمت کو صرف وہی جانتا ہے۔(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۲، پ۲۸، ص۴۶۱)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزعم خویش دولت مندی اور دنیوی ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنے کو حقانیت کی دلیل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر مسلمان حق پر ہوتے تو اس طرح ہر طرف سے مصائب وآلام کا شکار نہ ہوتے۔

مصیبت کے نزول کی حکمتیں:

نزول مصیبت میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں منجملہ ان کے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تحصیل الیقین یعنی بندوں کو یقین ہو کہ ان کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں جو کچھ ہوتا ہے۔وہی کرتا ہے گویا بندے اپنی قوت وطاقت کو اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کے سپرد کرتے ہیں۔

(۲) گناہوں کا کفارہ اور صبر کے ثواب کا ترتب۔

(۳) قضائے الٰہی پر راضی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ازالہ وہم:

اگر انبیاء واولیاء مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے تو لوگ ان کے معجزات وخوارق عادت (معجزات وکرامات) دیکھ کر غلط فہمیوں میں گرفتار ہو جاتے (کہ معاذ اللہ) یہ معبود یا ابنائے معبود ہیں جیسے نصاریٰ نے غلطی کھائی) ان کے بواطن ایسے آلام ومصائب سے محفوظ تھے کیونکہ ان کے بواطن مشائدہ حق وانس رب میں مشغول تھے (اسی لیے انہیں ایسے آلام ومصائب سے بھی راحت محسوس ہوتی تھی کالعدم تھے بخلاف کفار اشرار کے کہ وہ ان کے آلام ومصائب سے خوب گھبراتے تھے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۸، ص ۴۶۱)

جو کیفیت اس شعر میں بیان کی گئی ہے۔ انسانی جسم دکھوں، تکلیفوں کا گھر بن جاتا ہے کوئی لمحہ بھی سکون سے نہیں گزرتا۔ ہر لمحہ مصائب وآلام کا حملہ رہتا ہے۔

مصائب وآلام سبب انعام:

مگر یاد رکھیے دکھ، تکالیف اور مصائب وآلام اپنے آپ ہی انسان کو گھیر نہیں لیتے بلکہ دکھ، تکالیف اور مصائب وآلام کا آنا من جانب اللہ ہے اس لیے ان کے آنے کو عذاب نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر ان پہ صبر اختیار کرنا چاہیے۔ صبر اختیار کرنا اجر عظیم کا سبب ہوتا ہے۔

حدیث:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَۃٍ فَذَکَرَ مُصِیْبَتَہٗ فَاَحْدَثَ اِسْتِرْجَاعاً وَاِنْ تُقَادِمَ عَہْدَ ھَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَہٗ یَوْمَ اُصِیْبَ

(ابن ماجہ شریف ابواب الجنائز باب ماجاء في الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيْبَةِ حدیث نمبر ۱۶۶۳)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے مصیبت پہنچے اور پھر مصیبت یاد کر کے انا للہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ مصیبت کے دِن سے لے کر اس وقت تک اجر دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت کا خیال:

انسان کو مصائب وآلام کا شکار ہو کر غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تصورات میں گم ہو جانا چاہیے دیکھے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کیسے مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا اور وہ وقت آپ نے کیسے گزارا آیئے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَعَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَاباً بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّاسِ اَوْ کَشَفَ سِتْرًا فَاِذَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ وَرَآءَ اَبِیْ بَکْرٍ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَارَاٰی مِنْ حُسْنِ حَالِھِمْ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَرَجَآءَ اَنْ يُّخْلِفَهُ اللّٰهُ فِيْهِمْ بِالَّذِىْ رَاَهُمْ۔

فَقَالَ آيَاَيُّهَا النَّاسُ اَيُّمَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَوَمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَتَعِزَّ بِمُصِيْبَتِهٖ بِىْ عَنِ الْمُصِيْبَةِ الَّتِىْ تُصِيْبُهٗ بِغَيْرِىْ ۔ فَاِنَّ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِىْ لَنْ يُّصَابَ بِمُصِيْبَةٍ بَعْدِىْ اَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُّصِيْبَتِىْ (سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے سے پردہ ہٹایا لوگ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ کو یہ دیکھ کر نہایت ہی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے فرمایا:
پس نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! جس مومن کو مصیبت پہنچے وہ میری مصیبت کا خیال کرے کیونکہ میرے بعد کسی کو مجھ سے زیادہ مصیبت نہ پہنچے گی۔

مصیبت کے وقت کی دعا:

اگر مصیبت آجائے تو اسے برداشت کرنا چاہیے۔ غفلت وشعاری سے پرہیز کر کے نیچے والی حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی دعا مانگنی چاہیے۔ اس پہ اللہ تعالیٰ اجر عظیم اور بدلہ عطا فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيْبَةٍ فَيَفْزَعُ اِلٰى مَااَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ قَوْلِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِىْ فَاْجُرْنِىْ فِيْهَا وَعَوِّضْنِىْ مِنْهَا اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا۔

جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِىْ هٰذَا فَاْجُرْنِىْ عَلَيْهَا۔

لیکن میں نے دل میں خیال کیا مجھے ابوسلمہ سے بہتر کون ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور مجھے میری مصیبت کا اجر دیا۔ (سنن ابن ماجہ شریف جلد اوّل ابواب الجنائز)

فائدہ:

پس ہر قسم کی مصیبت پہ صبر اختیار کرنا چاہیے۔ بڑھاپے میں انسان کو حق تعالیٰ کی یاد کا وقت میسر آتا ہے اس لیے بڑھاپے کو بھی ضائع ہونے سے بچایئے۔ انسان کو عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ انسانی اعضاء بڑھاپے میں گناہوں کے اکثر امور سرانجام دینے سے قاصر رہتا ہے فلہٰذا اس وقت کو بھی غنیمت جانتے ہوئے حق تعالیٰ کے قرب کے لیے سعی کرنی چاہیے۔ گزرے لمحات میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کمیوں اور کوتاہیوں پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فرمان بابا فریدؒ:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس جہان میں دکھ درد میں بالکل ہی مبتلا نہیں ہوتا وہ کبھی بھی کامیابی کی منزل سر نہیں کر سکتا۔ (اسرار الاولیاء، صفحہ ۱۴۱، فصل ۲۲)

اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دیگر ملفوظات اس موضوع کے متعلق مطالعہ کرنے کا شوق ہو تو اسرار الاولیاء، راحت القلوب اور ہشت بہشت کا مطالعہ فرمائیں نیز ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ بھی انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

بڑھاپا ایک حیثیت سے انعام ربانی:

اگر بندہ غور و فکر کرے تو بڑھاپا ایک حیثیت سے انعام ربانی ہے۔ کیونکہ غافل انسان کو اللہ تعالیٰ جب چاہتا غافلانہ حالت میں اٹھا لیتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غافلانہ حالت میں اٹھا لینے کی بجائے اسے مہلت دی۔ سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا کہ سنبھل جا۔ اب اس کے بعد مزید زندگی کی حرص تو تجھے ہے نہیں کہ اب تو تیرے سامنے موت ناچتی نظر آ رہی ہے۔ اکثر گناہوں کی طرف راغب کرنے والی قوتیں بھی مضمحل ہو چکی ہیں۔ نفسانی خواہشات گناہوں کے متعلق بھی ختم ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپا عطا فرما کر سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ تیرے اکثر ساتھی آہستہ آہستہ تجھے داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ اب تو ٹانگیں بھی چوری اور دیگر گناہوں کے اکثر کام سرانجام دینے سے قاصر ہو گئی ہیں۔ آنکھیں نادیدنی چیزوں سے خود بخود ہی بند ہو گئی ہیں یا کم از کم کمزور تو ضرور ہو گئی ہیں۔ ناشنیدنی باتیں اب تو کان بھی نہیں سن سکتے یا کم سنتے ہیں جس وجہ سے ایسی اکثر برائیوں سے بچ گیا ہے اس لیے اب تو اللہ اللہ کیا کر کیونکہ اب اس کے سوا کچھ کرنے سے تیرا جسم ہی مفلوج ہو چکا ہے اسی وقت کو غنیمت جان۔ اکثر گناہوں کی گندگی میں ملوث ہونے والی قوتیں خود بخود کمزور ہو گئی ہیں یا ختم ہو گئی ہیں۔ اس لیے دِن کے متعلقہ گندگیاں خود بخود ہی تیرے جسم سے دور ہو گئی ہیں یہ تیرے لیے انعام ربانی نہیں تو اور کیا ہے توبہ کرنے کے لیے تجھے وقت میسر ہے قرب ربانی کے لیے ذکر حق کی خاطر تیری زبان کام کر رہی ہے۔ زبان کام نہیں بھی کرتی تو دل تو ابھی تک ذکرِ رحمٰن کے لیے حاصل ہے کم از کم دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لے۔

بڑھاپا موت کی خبر:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اس شعر میں بڑھاپے کی کیفیت بیان کی ہے کہ ہر آنے والا لمحہ میری جسمانی کمزوری میں اضافہ کر رہا ہے آنکھیں بینائی سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ جسمانی کمزوری انتہائی ہو چکی ہے۔ گویا یہ جسمانی کمزوری خبردار کر رہی ہے کہ ارے انسان اس وقت کو یاد کر جب تو جوانی کے دور سے گزر رہا تھا۔ اس وقت تیری جسمانی کیفیت کیا تھی اس وقت سے اب تک مسلسل یہ جسم کمزور ہو رہا ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تجھے تیرے تمام اعضاء ہی جواب دے جائیں گے اور موت آ جائے گی کیونکہ انسان کی ظاہری زندگی کی ابتدا پیدائش سے ہے اور انتہا موت ہے۔ گویا بڑھاپا موت کا پیش خیمہ ہے۔ جس طرح اب بڑھاپے سے جان چھوٹتی نظر نہیں آ رہی بلکہ کمزوری غالب آتی جا رہی ہے اسی طرح موت سے بھی جان نہیں چھوٹے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی پھر تو نے اپنی ساری زندگی میں جو کام سرانجام دیے ہیں ان کا حساب ہوگا۔ گویا بڑھاپا انسان کو آگاہ کرتا ہے کہ ارے انسان اب کب تک تو زندہ رہے گا تیرے جسمانی اعضاء آہستہ آہستہ کام کرنا بند کر دیں گے وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جا۔ جیسے ایک آدمی امتحانی پرچہ دے رہا ہو۔ گھڑی اس کے پاس ہو وہ وقت دیکھتا رہے تو مناسب وقت میں محتاط طریقے سے مکمل پرچہ حل کر لے گا اور اگر وقت معلوم کرنے کے لیے گھڑی نہ ہو وقت ضائع کر بیٹھے تو وقت ہونے پر پرچہ چھین لیا جائے گا نتیجہ فیل کی صورت میں نکلے گا۔ بڑھاپا انسان کو موت کا وقت قریب آنے کا احساس دلاتا رہتا ہے۔ پھر بھی کوئی محتاط نہ ہو تو بالآخر موت آنے پر سب کچھ چھین لیا جائے گا جو سراسر زیاں کا سبب ہوگا۔ بڑھاپا انسان کو اس جہان فانی سے کوچ کا احساس دلاتا رہتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا سودر سچا سیو ، جت مُکلُو بنی جاہِ رِجُ مُستگ ہڈ کھوہ ، عمل نہ وِکن کھاہِ

حل لغات:

★ سو: وہ۔ ★ در: دروازہ۔ ★ سچا: سچا بمعنی حق کا۔ ★ سیو: سمجھ، جان سمجھ لیجئے، جان لیجئے۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ جت: جہاں، جس جگہ۔ ★ مکلو: کھلا، کھلی۔ ★ جاہ: جگہ۔ ★ رج: چوڑا۔ ★ مستک: پیشانی ماتھا۔ ★ ہڈ: بڑی ہڈی مراد جسم۔ ★ کھوہ: کنواں۔ ★ عمل: جسم سے ظاہر ہونے والے اعمال۔ ★ وکن: فروخت ہوں بمعنی ملیں۔ ★ کھاہ: بمعنی کھیہ یعنی مٹی۔

ترجمہ:

(۱) اے فرید! وہی دوارہ سچا سمجھ لیجئے۔ جہاں وسیع اور کھلی جگہ میسر آجائے۔ پیشانی چوڑی اور کھلی ہو۔ یعنی خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اعمال مٹی میں ضائع نہ ہوں۔

(۲) اے فرید! وہی مقام حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دروازہ سمجھ لیجئے جہاں وسیع اور کھلی جگہ مل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے کوئی چیز بھی روکاوٹ نہ بنے۔ پیشانی چوڑی اور کھلی ہو یعنی ہمہ وقت خوشی خوشی سے حق تعالیٰ کی عبادت کریں، دل دریا ہو کہ ہمہ وقت دل اللہ تعالیٰ کی یاد و صفات میں مستغرق رہے اور اعمال وہاں مٹی میں نہ ملیں۔ یعنی اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمہ قسم کے اچھے اعمال شرف قبولیت سے نوازے جاتے ہیں معمولی سے معمولی نیکی کا بھی ایک مقام ہے وہ اللہ ضائع نہیں کرتا۔

ہجرت:

مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا مکہ مکرمہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اسی مقصد کے حصول کے لیے ہی تھا کہ کفار مسلمانوں کو ہر حربہ استعمال کر کے راہ حق کے سفر سے روکنا چاہتے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ ہر وہ حربہ استعمال کرنا چاہیے جس سے مسلمان اسلام چھوڑ دیں اور اپنے سابقہ مذہب کی طرف واپس پلٹ جائیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حفاظت کے لیے مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہجرت کے عوامل ومحرکات:

پیر کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ ضیاء النبی شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ

کئی سال تک رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیاں حرم مکہ تک محدود رہیں یہاں کے اصلی باشندے یا باہر سے یہاں آنے والے لوگ ہی حضور کے مخاطب تھے لیکن وہ دین جو صرف اہل مکہ یا جزیرہ عرب کے مکینوں کی تقدیر بدلنے کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ جس نے سارے عالم انسانیت کو عقیدے اور عمل کی گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کرنا تھا، زندگی کے فکری، نظری اور عملی گوشوں کو نور حق سے منور کرنا تھا وہ کیونکر ایک تنگ گوشہ میں محدود رکھا جا سکتا تھا اس کی فطرت اپنے ظہور کے لیے وسیع آفاق کی متلاشی تھی۔ اسے اپنی گوناں برکات کے اظہار کے لیے بہت کشادہ میدانوں کی ضرورت تھی۔

مکہ کے رئیسوں نے اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہ پہچانی بجائے اس کے کہ وہ اس ہادی برحق کے قدموں میں اپنے دیدہ دل فرش راہ کرتے اور اس دعوت کو قبول کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ عقل کے ان اندھوں نے بڑی بے دردی سے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور اس داعی صادق کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سلیم الفطرت افراد جنہوں نے اس کلمہ توحید کو قبول کیا اہل مکہ نے ان پر ظلم وتشدد کی انتہا کر دی۔ ان کی ستم کیشیوں نے جادۂ حق کے ان خوش بخت مسافروں پر جینا حرام کر دیا۔ ان کے ترکش جفاء میں ظلم وستم کے جتنے تیر تھے۔ انہوں نے ان بندگان خدا پر خوب دل کھول کر آزمائے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات باوجود اپنے ذاتی کمالات باوجود اپنی خاندانی وجاہت وسیادت کے ان کی دست درازیوں سے مستثنیٰ نہ تھی۔ ان کا اندھا تعصب تبلیغ اسلام کی راہ میں ایک سنگین چٹان بن کر حائل ہو گیا۔ حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ان پاکبازوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ جس کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ ان مظلوموں کو ایک ایسا گوشہ عافیت مل گیا جہاں وہ آزادی سے اپنے خالق ومالک کی عبادت کا شوق پورا کر سکتے تھے اور عزت کی زندگی بسر کر سکتے تھے نیز انہیں یہ موقع مل گیا کہ جزیرہ عرب سے باہر حبشہ کے ملک میں اپنے دین کی تبلیغ کر سکیں اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ راست دکھا سکیں نیز اپنے اخلاق حسنہ، طرز عمل، بلند نظریات اور پاکیزہ کردار سے اسلام کی حقانیت پر گواہی دے سکیں۔

(ضیاء النبی جلد سوم، ص ۴۰۔۳۹)

ستر سے زیادہ اہل وفا کی بیعت:

جب اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اڑھائی تین سو میل دور یثرب نامی ایک بستی کے مکینوں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی اور ستر سے زائد اہل وفا نے ایام تشریق میں منیٰ کی ایک گھاٹی کے دامن میں نصف شب کے بعد اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور ہر دشمن سے اپنے آقا کا دفاع کرنے کے لیے جان ومال کی بازی لگا دینے کا عہد کیا تو مکہ کے ستم رسیدہ مسلمانوں کو ایک نئی پناہ گاہ مل گئی۔ جہاں وہ عزت وآرام سے اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کر سکتے تھے۔

اہل مکہ کو جب یثرب والوں کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری اور مسلمانوں پر انہوں نے جبر وتشدد کی مہم از سر نو بڑی تیزی سے شروع کر دی تو حضور سے صحابہ نے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے چند روز سکوت اختیار فرمایا ایک روز حضور مسکراتے ہوئے صحابہ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا "مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا مقام ہجرت یثرب ہے جو شخص ہجرت کا ارادہ رکھتا ہو وہ یثرب چلا جائے۔"

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوں مدینہ کی طرف صحابہ کی ہجرت کا آغاز ہوا۔ (ضیاء النبی، جلد ۳، ص ۴۲)

نبی کریم ﷺ کی ہجرت کی حکمتیں:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسرار بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال رقمطراز ہیں کہ

عقدہ قومیت مسلم کشود از وطن آقائے ما ہجرت نمود

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وطن سے ہجرت فرما کر مسلمان قومیت کے عقدہ کی گرہ کھول دی۔

حکمتش یک ملت گیتی نورد براساس کلمہ تعمیر کرد

حضور کی حکمت نے کلمہ توحید کی بنیاد پر ایک ایسی ملت تعمیر فرمائی جو عالمگیر تھی۔

تا زبخشش ہائے آن سلطان دیں مسجد ماشد ہمہ روئے زمین

یہاں تک کہ دین کے اس بادشاہ کی جود وسخا کے طفیل ساری روئے زمین ہماری مسجد بنادی۔

آنکہ در قرآن خدا او راستود آنکہ حفظ جاں اوموعود بود

وہ ذات اقدس جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور اس کی جان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دشمناں بے دست و پا از ہیبتش لرزہ برتن از شکوہ فطرتش

اس کی ہیبت سے دشمن ہر وقت بے دست و پا رہتے تھے اور جس کی فطرت کے دبدبہ سے ان پر لرزہ طاری رہتا تھا۔

پس چرا از مسکن آبا گریخت؟ تو گماں داری کہ از اعداء گریخت

بایں ہمہ حضور نے اپنے آبائی وطن سے کیوں رخت سفر باندھا۔ تیرا یہ گمان ہے کہ حضور دشمنوں کے خوف سے ڈر کر بھاگ گئے

قصہ گویاں حق زما پوشیدہ اند معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند

ہجرت کا واقعہ بیان کرنے والوں نے حق کو ہم سے چھپالیا اور ہجرت کا غلط معنی سمجھا۔

(ضیاء النبی جلد سوم، ص ۴۳۔۴۲ بحوالہ رموز بے خودی)

فائدہ:

اسی لیے یہ گمان کرنا سراسر غلط ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف اور ڈر سے مکے کو چھوڑا اور وہاں سے بہت دور یثرب کی ایک بستی میں اقامت گزیں ہو گئے۔ جس کا اللہ محافظ ہو، جس کا اللہ مددگار ہو۔ اس کو کسی دشمن کا کیا خوف

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوسکتا ہے اور کیا بڑے سے بڑا دشمن اسے گزند پہنچا سکتا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیرا سالہ مکی زندگی کا ہر دن حضور کی بہادری اور شجاعت پر شاہد عدل ہے۔ اس عرصہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں حضور نے ہزاروں زہرہ گداز مشکلات کا سامنا کیا۔ لیکن ہر موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ایسی شجاعت و استقامت کا مظاہرہ کیا کہ دشمن بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ ان کے بغض وعناد کے اسلحہ خانہ میں کون سا ایسا مہلک ہتھیار تھا جو انہوں نے ہادی برحق کے خلاف نہ آزمایا ہو۔ مکہ کی سنگلاخ وادیاں ہوں یا طائف کے کوچہ وبازار، شعب ابی طالب میں محصوری کے تین سال ہوں یا حرم کعبہ کا کوئی گوشہ راہِ حق کے اس مسافر کا قدم کبھی نہیں پھسلا، منزل توحید کا یہ راہی مشکل ترین حالات میں اپنی منزل سے کبھی بدظن نہیں ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ مکہ کے ماحول میں جہاں کفر وشرک کے تنگ دل اور سنگدل پرستاروں کو بالادستی حاصل تھی وہاں دعوتِ توحید کا شجر بارآور نہیں ہوسکتا تھا۔ خاندانی برتری کا بھوت جہاں سروں پر سوار تھا وہاں اسلامی مساوات کا نظریہ کیونکر نشوونما پا سکتا ہے۔ جہاں دولت اور طاقت کی نخوت کے باعث عظمت انسانی کی ساری قدریں پامال ہوتی رہتی ہیں۔ وہاں اسلامی عدل واحسان کے اصولوں کو کیونکر پذیرائی حاصل ہوسکتی تھی۔ جہاں سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں نے سارے معاشرہ کو غریب وامیر دو طبقوں میں تقسیم کردیا ہو۔ وہاں اسلام کے کریمانہ اور فیاضانہ نظام معیشت پر عمل کیونکر ممکن تھا۔ جہاں ہر شخص اپنے قبیلہ کی قوت وطاقت کے بل بوتے پر ہر ظلم روا رکھتا ہو۔ وہاں انصاف کے نازک نظام کو کیونکر عملی جامہ پہنایا جاسکتا تھا۔ جہاں غریبوں اور زیردستوں کو ستانا اور لوٹنا سیادت کی نشانی ہو، جہاں مے خواری اور قمار بازی، دولت وثروت کی علامت ہو، جہاں فسق وفجور کا ارتکاب متمول خاندانوں کے نوجوانوں کا محبوب ترین مشغلہ ہو، جہاں قحبہ گر عورتوں کے گھروں پر جھنڈے جھولتے ہوں وہاں اسلام کے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور انسانیت پرور نظام حیات کا نفاذ کیونکر ممکن تھا۔

اس لیے ضروری تھا کہ رہبر نوع انسانی ایک ایسے مقام کو اپنی رہائش کے لیے اختیار کرے جہاں کی آزاد فضا میں اسلام اپنے تمام قواعد، قوانین، اخلاقی ضوابط اور سیاسی عادلانہ اصولوں کو بآسانی نافذ کرسکے۔ (ضیاء النبی جلد ۳، ص ۴۴۔۴۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی اجازت:

حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قریش کی اذیت رسانی کے سبب سے اب مکہ میں مسلمانوں کا قیام نہایت دشوار ہوگیا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہجرت کرکے چلے جاؤ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفرق طور پر رفتہ رفتہ چوری چھپے مدینہ پہنچ گئے۔ اور مکہ میں حضور انور فداک بابی وامّی کے علاوہ حضرات ابوبکر وعلی اور کچھ بیمار وعاجز رہ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت مانگی تو حضور نے فرمایا "امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔"

عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ امید ہے؟

فرمایا: ہاں

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمراہی کی امید پر حاضر خدمت رہے۔ (سیرت رسول عربی، ص ۹۷)

دارالندوہ میں کفار کا اجتماع:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہیں اور مہاجرین مکہ کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انصار نے اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے۔تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔اس لیے تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابوجہل، بنیہ ومنبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا۔

انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟

بولا: میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں۔میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو۔اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو۔اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔

وہ بولے: بہت اچھا۔آیئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو خود ہلاک ہو جائے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں۔اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔

دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو۔جہاں چاہے چلا جائے۔ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے اچھی نہیں۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے۔اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنا لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔

ابوجہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو ابتک کسی کو نہیں سوجھی۔

انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے۔

ابوجہل نے کہا: وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار دے دیں پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی۔اس لیے وہ خون بہا پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔

یہ سن کر شیخ نجدی بولا: یہی بات درست ہے۔اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔

سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخواست ہوگئی۔

قرآن مجید کی آیۃ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ○ (سورۃ انفال آیت نمبر ۳۰)

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت:

جب قریش قتل پر اتفاق کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قریش کے ارادہ کی آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ عین دوپہر کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر دستک دی۔ اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو تمہارے پاس ہیں ان کو نکال دو۔"

حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کے اہل کے سوا کوئی اور نہیں"

آپ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے۔

حضرت صدیق نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا۔ (سیرت رسول عربی، ص ۱۰۰۔۹۹)

فائدہ:

ہجرت کے واقعہ کی تفصیلات کے لیے کتب سیرت کا مطالعہ کیجئے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دوارہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک مبارک میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وسیع اور کھلی جگہ جہاں بھی میسر ہو جائے وہی حق تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ دوارہ سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکۃ المکرمہ سے بہت پیار تھا جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ آپ نے یثرب (بیماریوں کے گھر) کی خاک کو خاک شفا کرنا تھا۔ وہاں عبادت کرنے سے روکاوٹیں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا حق تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت عطا فرمائی تو وہی ہجرت سے مدینۃ المنورہ بن گیا۔

وہاں کی خاک بیماریوں کا گھر نہیں بلکہ خاک شفا بن گئی۔ تنگیوں کے مقام خصوصاً کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں رکاوٹیں آئیں۔ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کرنا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے فلہٰذا وہاں سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جانا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی عبادت اچھے ماحول میں کر سکیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں اعمال مٹی میں مل جائیں۔ عقیدہ میں فرق پڑے۔

☆☆☆

فریدا سے داڑھیاں کوڑ دیاں، جو شیطان بھچن　　اہرن تلے و دان جیوں، دوزخ کھڑ دھرین

حل لغات:

★ سے: کافی ساری، بہت سی، سینکڑوں۔ ★ داڑھیاں: داڑھی کی جمع۔ ★ کوڑ: جھوٹ۔ ★ کوڑ دیاں: جھوٹ موٹ کی۔ ★ شیطان: نافرمان، سرکش، شریر، مردود، نکالا ہوا بدبخت بلیس۔ ★ بھچن: ورغلائیں، بہکائیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

* اہرن: لوہاروں کا لوہے کی بڑی سی سل کہ جس پر رکھ کر لوہا کوٹا جاتا ہے۔ * تلے: نیچے۔ * ودان: لوہاروں کا ہتھیار کہ اہرن پہ لوہا رکھ کر ہتھوڑے کی مانند بڑا سا لوہے کا بنا ہوا کہ جس سے لوہا کوٹا جاتا ہے۔ * جیوں: جیسے۔ * دوزخ: حساب کتاب کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سزا دے گا۔ * کھڑ دھریں: جا پہنچاتے ہیں۔

ترجمہ:

سینکڑوں داڑھیاں جھوٹ موٹ کی رکھی ہوئی ہوتی ہیں محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے رکھی ہوتی ہیں۔ جو کہ شیطان کو بھی بہکا لیا کرتی ہیں جیسے لوہے کے بڑے ہتھوڑے جسے ودان کہا جاتا ہے کے نیچے لوہا ایسی ہی جھوٹ موٹ کی بعض داڑھیاں انسان کو دوزخ میں پہنچا دیں گی۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دکھاوے کے اعمال کی حقیقت بیان فرمائی اسی طرح ظاہری شکل وصورت اور بدباطنی کی حقیقت واضح فرمائی ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی، ہر اچھی نظر آنے والی چیز اچھی نہیں ہوتی۔ ہر خوبصورتی کا شاہکار چیز ضروری نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی خوبصورت ہو۔ مثلاً پیتل یا کسی بھی دھات پہ سونا کی ملمع کاری کیا ہوا زیور اصلی سونے کے زیور سے بھی بعض اوقات زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے مگر حقیقت اس سے کوسوں دور ہے۔ کئی دفعہ کا ہمارا مشاہدہ ہے کہ بعض انسان بظاہر ہمیں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر جب ان کی حقیقت سے آشنائی حاصل ہوتی ہے تو ہم کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ سانپ بعض اوقات نہایت خوبصورت رسی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت کیا ہے یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح چہرے پہ داڑھی بڑی خوبصورت لباس بزرگوں جیسا، زبان پہ بزرگانہ کلام مگر بعض اوقات یہ سب ظاہری چیزیں انسان کو دھوکے میں ڈال دیتی ہیں۔ جب حقیقت معلوم ہوتی ہے تو انسانیت بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ مثلاً سکھ جو اپنے مذہب کا پابند ہوتا ہے اسے دور سے دیکھ کر ان کی داڑھی دیکھ کر مسلمان عالم کا گمان ہوتا ہے مگر حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ محض داڑھی دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا۔ اس کی حقیقت معلوم کرنا پھر اعتماد کرنا فرمایا کہ اے فرید! کافی داڑھیاں بظاہر خوبصورت نظر آنے والی داڑھیاں حقیقت میں جھوٹ موٹ کی داڑھیاں ہیں حقیقت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ انسانوں کو دھوکہ دینے کے لیے رکھی ہوئی ہیں اپنے فن میں ان داڑھیوں والے اتنے پختہ ہیں کہ انہیں دیکھ کر شیطان بھی بہکاوے میں آسکتا ہے۔ ان کی گمراہی کا یہ حال ہے کہ جیسے اَہرن کے اوپر ودان کے نیچے جو حشر لوہے کی چیز کا ہوتا ہے اس سے بھی برا حشر دوزخ میں پہنچنے والوں کا ہوگا۔ یہی حشر ایسی جھوٹ موٹ کی فریب کے طور پر رکھی ہوئی داڑھیوں والے انسان کو دوزخ کے راستے پہ ڈال کر دوزخ میں پہنچا کر دم لیں گے اس لیے خدارا آج وقت ہے کہ ایسے بہروپیوں کے بہروپ کو پہچاننے کی کوشش کیجئے تاکہ ان کے بہروپ کو سمجھ کر ان سے دوری اختیار کی جائے۔ اور دوزخ سے نجات کا سامان کیا جائے۔

مذہبی بہروپیئے:

میرے بزرگو! دوستو! آج بھی مختلف بہروپ میں بہروپے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں بظاہر شکل وصورت کے لحاظ سے فرشتہ صفت انسان نظر آتے ہیں۔ اخلاق سے دل موہ لیتے ہیں۔ ان کی گفتار کی مٹھاس دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ان کا راہ ورسم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان کو گرویدہ کر لیتا ہے۔ان کا ظاہری بہروپ انسان کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ جیسے یہ کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔مگر ان کی بد باطنی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

خدارا ایسے مذہبی بہروپیوں سے بچیئے جو بظاہر تو با اخلاق نظر آتے ہیں جب تک انہیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے چنگل میں پھنس جائے گا اس وقت تک ان سے زیادہ پیار کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا مگر جونہی ناامید ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے ہتھکنڈوں میں آنے والا نہیں تو وہی خونخوار بھیڑیوں کی کھال میں ہو جاتے ہیں۔پھر وہ دشمنی کا کردار بھی اسی انداز سے کرتے ہیں۔اگر ان کا بس نہ چلے تو پھر چلتے پھرتے ہوئے سلام کرنا تو کجا سلام کا جواب بھی نہ دیں گے۔سامنے سے آتا ہوا دیکھ کر نفرت کی بنا پر راستہ ہی بدل لیں گے اگر راستہ بدلنا ممکن نہ ہو تو کم از کم چہرہ دوسری طرف پھیر لیں گے۔

خدارا!! ایسے مذہبی بہروپیوں سے بچیئے کہیں ان کا بہروپ تجھے حقیقت سے دور نہ کر دے بعض ایسے بھی مذہبی بہروپیئے نظر آئیں گے جو بظاہر تو بڑے دیندار نظر آئیں گے۔

مگر باطنی طور پر ان پہ دنیاداری کا غلبہ ہوگا۔اس لیے ایسے مذہبی بہروپیوں سے بھی بچنے کی سعی کیجیئے مختصر یہ کہ اللہ والوں کا قرب حاصل کیجیئے یہی وہ آسان اور سیدھا راستہ ہے ہم جسے اختیار کر کے صراط مستقیم پہ گامزن ہو سکتے ہیں۔

فریب کاروں سے بچنا:

اس لیے محض ریا کے طور پر داڑھی رکھنے والوں محض فیشن کے طور پر داڑھیاں رکھنے والوں، محض ظاہری داڑھی والے دیکھ کر بزرگ نہ سمجھ لیجیئے کیونکہ بعض اوقات رہنما کے رنگ میں رہزن بھی ہوتے ہیں۔رہنما کے رنگ میں جو رہزن ہیں ان پہ نظر رکھیئے ان کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجیئے ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی فلہٰذا محض ظاہری سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ ظاہر اور باطن جدا جدا بھی ہو سکتے ہیں۔محض ظاہر خوش نمائی دیکھ کر لٹو نہ ہو جانا۔محض داڑھی والا ہی دیکھ کر اسے صراط مستقیم پہ چلنے والا نہ سمجھ لینا اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے کہ کہیں بھلے مانس کے روپ میں شکاری تو نہیں، کہیں رہنما کے روپ میں کوئی رہزن تو نہیں۔کہیں مسلمان بزرگ کے روپ میں کوئی بدمذہب تو نہیں۔کہیں مسلمان عالم کے روپ میں کوئی سکھ یا کوئی دوسرا کافر تو نہیں۔

نتیجہ:

فلہٰذا داڑھی والا، جبے کپے والا دیکھ کر دھوکہ نہ کھا جانا اس کی تحقیق کر لینا ضروری ہے۔بدمذہب اور کافر تجھے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے گا اس لیے خبردار دوزخ کی طرف لے جانے والوں سے بچنا ہے خواہ وہ کسی بھی روپ میں ہوں ان کے روپ کو نہیں دیکھنا ان کے باطن اور ان کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ورنہ وہ دوزخ کی طرف جانے والی سڑک پہ چڑھا کر انگل پکڑ کر خود بھی جہنم کی طرف جائیں گے تجھے بھی اسی طرف بلائیں گے۔اور دوزخ میں پہنچا کر دم لیں گے۔فلہٰذا ہر ایک کی حقیقت جاننے کی کوشش کر محض ظاہری شکل وصورت دیکھ کر اسے ویسا ہی نہ سمجھ لے۔ ورنہ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ:

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا ایسا ہوئے رہو ، جیسا ککھ مسیت پیراں تلے لتاڑیئے ، کدے نہ چھوڑے پریت

حل لغات:

★ایسا ہوئے: ایسا ہو کے۔ ★رہو: رہ۔ ★جیسا: جیسے، جیسا کہ۔ ★ ککھ: تنکا۔ ★ مسیت: مسجد۔ ★ پیراں: پاؤں (کے)۔ ★ تلے: نیچے۔ ★لتاڑیئے: روندتے ہیں۔ ★ کدے: کبھی بھی۔ ★ نہ چھوڑے: نہیں چھوڑتا۔ ★ پریت: دوستی، محبت۔

ترجمہ:

اے فرید! مسجد کے تنکے کی مانند بن کر اس جہان فانی میں زندگی گزار کیونکہ ہم مسجد کے تنکے کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہیں وہ پھر بھی ہم سے تعلق نہیں توڑتا یعنی جہاں ہم بیٹھے ہوں وہاں سے ہمارے نیچے سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا۔ وہ پھر بھی دوستی قائم رکھتا ہے۔ دوستی چھوڑتا نہیں۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں عاجزی کا درس دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ عاجزی اختیار کیجئے اسی میں آپ کی بھلائی ہے کیونکہ مالک و خالق کے حضور عاجزی اختیار کرنا خالق و مالک کے محبوب پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے اور فخر، غرور اور تکبر اپنانا ابلیس لعین شیطان کی ریت ہے۔ پیغمبرانہ روش اپنانا حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہے اور ابلیسی اور شیطانی روش اپنانا حق تعالیٰ کی بارگاہ سے راندے جانے کا سبب ہے۔ اس لیے عاجزی اختیار کیجئے۔

تشبیہ کے رنگ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

اے فرید! ایسے ہو جا جیسے مسجد میں پڑا ہوا تنکا ہوتا ہے کہ وہ ہمارے پاؤں میں پڑا رہتا ہے ہمیں تکلیف نہیں دیتا بلکہ تکالیف سے نجات کا سبب بنتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ یہ لوگ مجھے پاؤں تلے روندتے ہیں اس لیے یہاں سے چلا جاؤں۔ وہ ایسی سوچ بھی نہیں سوچتا بلکہ مسجد اور مسجد میں آنے والوں سے پریت یعنی تعلق نہیں توڑتا۔ بلکہ محبوب کی خاطر سب نرمی، گرمی، سختی، تکلیف، مصیبت، بے آرامی سب کچھ قبول کرتا ہے مگر محبوب سے دوری قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے دکھ، تکلیف، مصائب و آلام، سختی، نرمی، گرمی، بے آرامی سب کچھ محبوب کی خاطر قبول کر لیں مگر اپنا تعلق حق تعالیٰ سے قائم رکھیں۔

صبر کی فضیلت:

اس سلسلے میں ہمیں جتنی بھی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے ہمیں صبر و تحمل سے برداشت سے کام لینا چاہیے۔ بے صبری کا اظہار قطعاً مناسب نہیں۔

صبر پیغمبروں کا طریقہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کی حکایت بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا اس پیغمبر کی قوم نے اسے مارا اور لہولہان کر دیا وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے اللہ! میری قوم کو بخش دے بے شک وہ نہیں جانتے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

حدیث شریف:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے تعجب ہے کہ تمام بہتر شان اس لیے ہے اور یہ شان کسی کے لیے نہیں مگر صرف مسلمان کے لیے ہے اس لیے کہ اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے یہ شکر اس لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شلوک میں بیان فرماتے ہیں کہ صبر کا درس سیکھنا چاہتا ہے اور صبر کی حقیقت سے آشنائی چاہتا ہے تو مسجد میں پڑے ہوئے تنکوں کو دیکھ۔ مسجد میں بچھی ہوئی صفوں اور دریوں کی حقیقت پہ غور کر۔ لوگ مسجد میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ صفوں اور دریوں پہ بیٹھتے ہیں چلتے ہیں۔ مگر اس میں پڑے ہوئے تنکے جو کہ ان کے دور میں اکثر لوگ مساجد کے فرش پہ ڈال دیا کرتے تھے تا کہ لوگ مسجد میں سکون سے یاد حق میں مشغول ہو سکیں انہیں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اب جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ان میں نرمی آتی جاتی لوگوں کے سکون میں اضافہ ہوتا جاتا۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مسجد میں پڑے ہوئے تنکوں سے صبر کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کر۔ یہی تنکے پہلے پہل جب ڈالے جاتے ہیں تو ان میں قدرے سختی بھی ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ وہ باقیماندہ سختی بھی نرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لوگوں کو سکون میسر آتا ہے۔ تکلیف نہیں ہوتی پرسکون حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہاں پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل ہوتی رہتی ہیں ہمہ وقت وہ تنکے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں اور انوار و تجلیات میں ہوتے ہیں تو ان کی نرمی میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ ان میں یہ سوچ کبھی پیدا نہیں ہوئی کہ لوگوں کے لتھاڑنے کی وجہ سے جو تکلیف ہوتی ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے یہاں سے بھاگ جائیں ہمیں اس تکلیف سے نجات حاصل ہوگی مگر نہیں وہاں یہ سب تکلیف اس لیے برداشت کر رہے ہیں کہ ان پہ حق تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہے۔ ہمارے پاس ہمارے اردگرد اور ہم پہ بیٹھ کر چل پھر کر، کھڑے ہو کر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے۔ اور ہم پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں دکھ، تکلیف اور مصیبتیں برداشت کر کے بھی حق تعالیٰ کے قرب کے ذرائع حاصل کرنے چاہئیں۔ حالانکہ تنکے ہماری طرح کا عقل وفہم بھی نہیں رکھتے جبکہ ہم عقل وفہم کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔ تنکے اشرف المخلوقات بھی نہیں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوق بھی بنایا ہے اس لیے ہم پہ بدرجہ اولیٰ لازم ہے کہ ہم ہر وہ کام کریں کہ جس سے مخلوق خدا کو سکھ سکون اور آرام و چین نصیب ہو ہمارا ہر آئندہ لمحہ پہلے سے بہتر ہونا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا ایسا ہو رَہو ، جیسے ککھ مَسیت پیراں ہیٹھ لِتاڑیئے ، صَاحِبْ نال پَرِیت

حل لغات:

★ پیراں: پاؤں (کے)۔ ★ ہیٹھ: نیچے، تلے۔ ★ صاحب: دوست، ساتھی، مالک، آقا، کلمہ تعظیم وغیرہ۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ پریت: دوستی، پیار، محبت، تعلق۔

ترجمہ:

اے فرید! اس جہان فانی میں اس طرح زندگی گزار جیسے مسجد کا تنکا زندگی گزارتا ہے کہ ہمارے پاؤں تلے روندا جاتا ہے مگر پھر بھی اپنے مالک وخالق کے ساتھ تعلق قائم رکھتا ہے۔ تکالیف ومصائب سے تنگ آکر وہ اپنا تعلق نہیں توڑتا۔ بلکہ پھر اپنے محبوب سے تعلق قائم رکھے ہوئے ہے۔

مطلب:

یہ شعر بھی پہلے شعر سے ملتا جلتا ہے اس شعر میں بھی بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عاجزی اختیار کرنے کا سبق دیا ہے نیز عاجزی اختیار کرنے کے فوائد بھی بیان کیے ہیں کہ اگر ہم مسجد کے تنکے کی مانند چند روزہ دنیا میں دکھ تکالیف برداشت کرنے کے باوجود عاجزانہ رویہ اختیار کر کے اپنے مالک وخالق کو راضی کر لیں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی انعامات سے نوازا جائے جیسے وہ تنکا جو مسجد میں پڑا ہوتا ہے۔ ہم اسے پاؤں تلے روندتے ہیں اس کے باوجود وہ دکھ تکلیف برداشت کرتا ہے تو اس کا تعلق حق تعالیٰ سے قائم رہتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم بھی عاجزی اختیار کریں گے تو ہمارا تعلق بھی حق تعالیٰ سے قائم رہے گا۔ ورنہ ہم کسی کام کے نہ رہیں گے۔

عاجزی اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام، رُسُل، صحابہ کرام اور اولیائے کرام کا طریقہ ہے۔ ایسے محبوبوں کے نقوش پہ عمل پیرا ہونا قرب ربانی کا سبب ہے۔

مزید تفصیلات دوسرے اشعار کی شرح میں بھی بیان کی گئی ہیں وہاں سے ملاحظہ فرمائیے۔

-----☆☆☆-----

سائیں سیویاں کھل گئی ، ماس نہ رہیا دیہہ تب لگ سائیں سیوساں، جب لگ ہوسوں کھیہہ

حل لغات:

★ سائیں: مالک، آقا، خدا، اکثر درویش، آپس میں ایک دوسرے کو اسی لفظ سے پکارتے ہیں۔ ★ سیویاں: (سیوا سے) خدمت کرتے ہیں، عبادات۔ ★ کھل گئیں: کھال یعنی چمڑا گیا، جسم کا چمڑا بھی گیا، ضائع ہو گیا، چمڑا ختم ہو گیا۔ ★ ماس: گوشت۔ ★ سیوساں: (سیوا سے) عبادت کروں گا۔ ★ نہ رہیا: نہ رہا۔ ★ دیہہ: جسم۔ ★ لگ: تک۔ ★ ہوسوں: ہو جائیں گے۔ ★ کھیہہ: خاک، مٹی، غبار۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ :

یا اللہ! میرے جسم سے کھال بھی اُدھڑ گئی ہے۔ جسم پہ گوشت کا نام تک باقی نہیں رہا۔ یعنی گوشت بھی ختم ہو گیا صرف ہڈیوں کا پنجر ہی پنجر رہ گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود میں اس وقت تک تیری عبادت کرتا رہوں گا جب تک کہ میرا جسم خاک میں نہ مل جائے یعنی مرنے تک میں تیری عبادت کرتا رہوں گا۔

مطلب:

انسانی حیات میں مختلف ادوار آتے ہیں۔ انسان کی زندگی کے آثار والدہ کے شکم میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچپن میں انسان نہایت کمزور ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی قوتیں عروج حاصل کرتی جاتی ہیں۔ یہاں کہ انسان پہ جوانی کا دور جب آتا ہے۔ تو ایک وقت اس پہ ایسا بھی آتا ہے کہ اس کی تمام قوتیں عروج پہ پہنچ جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ زوال پذیری کا عمل شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ انسانی جسم دُبلا پتلا انسانی جسم میں طاقت نام کی کوئی شے نہیں رہتی ایسے ہی دور کی کیفیت حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے کہ میرے جسم کی کھال اُدھڑ گئی ہے۔ میرے جسم سے گوشت بھی ختم ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ میرا جسم ہڈیوں کا پنجر ہی رہ گیا ہے۔ پھر بھی یا اللہ! دعا گو ہوں کہ مجھے اتنی توفیق عطا فرما کہ جسمانی حالت جو بھی ہو جائے مگر مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ تا حیات تیری عبادت میں مشغولیت برقرار رہے۔ یہاں تک کہ میری موت آجائے یعنی آخری لمحے تک میں تیری عبادت کرتا رہوں یہاں تک کہ اِدھر میری روح پرواز کر رہی ہو اُدھر میرا جسم تیری عبادت میں مصروف ہو۔ یہاں تک کہ عبادت ہی کی حالت میں مر جاؤں۔

آخری حالت اچھی ہو:

چونکہ انسان عبادت کے لیے تخلیق ہوا اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ انسان کو ہر حال میں عبادت کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ جوں جوں لمحات زندگی آخر کی طرف منتقل ہوتے جائیں انسانی زندگی کم ہوتی جائے اسی نسبت سے انسان کو اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ میں موت کی طرف بڑھ رہا ہوں اور موت دھیرے دھیرے میری طرف بڑھ رہی ہے اس لیے ہر آنے والے لمحہ بیتے ہوئے لمحے سے بہتر ہونا چاہیے۔ دکھ سکھ ہر حال میں عبادت میں مشغولیت اختیار کرنی چاہیے تا کہ زندگی کے آخری لمحات عبادت میں مصروفیت کے باعث پہلے زندگی کے لمحات سے بہتر ہوں۔

فائدہ:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرما رہے ہیں کہ میں ہڈیوں کا پنجر رہ گیا ہوں۔ میرا جسم نہایت کمزور ہو گیا ہے۔ اس کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میری سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے۔ سانسیں اکھڑنے کے وقت بھی انشاء اللہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گا۔ یعنی زندگی کا کوئی بھی لمحہ میں عبادت سے غفلت اختیار نہیں کروں گا۔ پوری زندگی بھرپور طریقے سے عبادت کرتے ہوئے گزار دوں گا۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا پاؤں پسار کے ، اٹھے پہر ہی سوں لیکھا کوئی نہ پچھی ، جے وچوں جاوی ہوں

حل لغات:

* پاؤں: پیر۔ * پسار کے: پھیلا کر، آرام سے۔ * سوں: سوتا رہ۔ * اٹھے پہر: آٹھوں پہر، چوبیس گھنٹے ہی یعنی سارا وقت ہی۔ * لیکھا: حساب۔ * کوئی نہ پچھ: کوئی نہ پوچھے گا۔ * جے: اگر۔ * وچوں جاوی: تیرے اندر سے جائے۔

ترجمہ:

اے فرید! تو آٹھوں پہر ہی آرام وسکون سے سوسکتا ہے اس میں کوئی ہرج نہیں، تم سے کوئی بھی نہ پوچھے گا۔ تم سے کوئی بھی حساب نہ لے گا۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ تیرے وجود سے فخر، غرور اور تکبر نکل جائے۔ کیونکہ تکبر انسان کو نہیں بھاتا اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

مطلب:

تکبر کی مذمت بیان کرتے ہوئے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ اے فرید! ایک دن کے آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ اس میں چار پہر دن کے ہوتے ہیں اور چار پہر ہی رات کے ہوتے ہیں۔ دن اور رات کا سارا وقت جمع کیا تو آٹھ پہر ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے فرید! آٹھوں پہر ہی یعنی دن اور رات کا سارا وقت ہی آرام وسکون سے پاؤں پھیلا کر آرام کر، ایک لمحہ بھی بے سکونی میں مبتلا نہ ہو۔ ہمہ وقت آرام وسکون کر، کوئی پرواہ نہیں تجھ سے کوئی بھی نہیں پوچھے گا کہ تو نے یہ کیا کیا۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اپنے وجود سے تکبر فخر اور غرور کا بھوت نکال دے۔ کیونکہ تکبر ایک انتہائی بری صفت ہے یہی وہ گندی صفت ہے جس نے شیطان کو بھی ذلیل وخوار کر کے چھوڑا۔ اسی طرح جو انسان بھی اس گندی صفت کو اپناتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ شیطان کی مانند رسوا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اپنے وجود سے تکبر نکال کر باہر پھینک دے تا کہ دنیا وآخرت میں تیری رسوائی کا سبب نہ بنے۔

-----☆☆☆-----

فریدا راتیں چار پہر ، ڈوستا ڈو جاگ گھنا سوسیں گور ماں لہسیا ایہہ ویراگ

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * پہر: دن یا رات کا چوتھا حصہ۔ * ڈو: دو۔ * ستا: سویا، سو کر گزار دیا، سو سو کر ضائع کر دیا۔ * گھنا: زیادہ۔ * سوسیں: سوئے گا۔ * گور: قبر۔ * ماں: میں۔ * لہسیا: لہے گا یعنی اترے گا۔ * ویراگ: شوق، ہوس، چاہت، محبت۔ * ایہہ: یہ۔

(۱) اے فرید! راتوں کے چار پہر ہوتے ہیں ہر رات چار پہر پہ منی ہوتی ہے۔ ساری رات سو کر گزارنے کی بجائے۔ دو پہر سو کر گزار اور دو پہر جاگ کر گزار۔ مراد یہ ہے کہ رات کے دو پہر تو جسم کے آرام کے لیے سو لیا کر اور رات کے دو پہر جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار۔ سارا وقت ہی غفلت میں نہ گزار دے۔ موت سے لے کر قیامت کے بعد میدان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حشر میں بلانے کے وقت تک بڑا لمبا عرصہ گزرے گا۔اس درمیان میں سوسو کر اپنی سونے کی چاہت کے پورے پورے ارمان نکالنے کا موقع حاصل ہو جائے گا۔اس لیے دنیا کی زندگی میں ہمہ وقت غفلت میں نہ گزار۔رات کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا کر۔

(۲) اسی شعر کا دوسرا مفہوم کچھ یوں بنتا ہے کہ اے فرید۔ایک رات کو چار پہر میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی ایک رات کے چار پہر ہوتے ہیں۔ان چار پہروں میں سے دو پہر سو لیا کر اور دو پہر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جاگ کر گزارا کر۔اگر تو اس طرح اس انداز سے اپنی زندگی کے لیل ونہار گزار کر اس جہان فانی سے جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔جونہی اس جہان فانی سے رخصتی ہوگی۔ **کل نفسٍ ذائقة الموت** کی وادی سے گزر جائے گا تو قبر میں تجھے آرام میسر ہوگا۔ قبر میں آرام وسکون حاصل ہونے کی وجہ سے آرام کی گہری نیند سویا کرے گا اور آرام کرنے کا پورا پورا موقع نصیب ہوگا۔ وہاں تجھے کسی قسم کا کوئی فکر وفاقہ دامن گیر نہیں ہوگا۔

-----☆☆☆-----

راتیں سو یں کھٹ فریدا ڈینہیں پٹیں پیٹ کوں

جاں تو کھٹن ویل ، تداہیں تیں رہیا سوں

حل لغات:

* فریدا: اے فرید۔ * راتیں: راتوں کے وقت۔ * سویں: تو سوجاتا ہے۔ * کھٹ: چارپائی۔ * ڈینہیں: دن کے وقت ،دن کو۔ * پٹیں: پیٹتا ہے، ماتم کرتا ہے یعنی پیٹ کے لیے محنت مزدوری کرتا ہے۔ * جاں: جب۔ * تُو: تیرا۔ * کھٹن ویل: کھٹن بمعنی کمانے داوو قت ،محنت مزدوری کرنے کا وقت یعنی رات کے وقت۔ * تداہیں: تب اس وقت۔ * تیں: تو۔ * رہیا: رہا۔ * سوں: سو یعنی نیند کے مزے لینے لگا۔

ترجمہ:

اے فرید! ساری ساری رات چارپائی پہ سوسو کر گزار دیتا ہے اور سارا دن پیٹ کی خاطر محنت کرنے میں۔جب تیرے کمانے کا وقت (یعنی رات عبادت کرنے کا وقت رات) آتی ہے تو پھر تو نے ساری رات سونے میں ضائع کر دی۔

اے فرید! رات کے وقت تو چارپائی پر سوتا ہے اور جب دن کا وقت آتا ہے تو سارا دن اپنے پیٹ کے ماتم میں گزار دیتا ہے یعنی جب دن ہوتا ہے تو پیٹ کی خاطر محنت مزدوری کرنے لگتا ہے سارا دن محنت مزدوری میں گزار دیتا ہے۔اور ساری رات سوسو کر ضائع کر دیتا ہے۔حالانکہ جس کمائی کی خاطر تو اس جہانِ فانی میں آیا تھا یعنی عبادت کرنے کے لیے۔تو اس مقصد وحید کو بھلا بیٹھا کیونکہ دن تو چلو جیسے کیسے گزر گیا رات کو ہی اپنے مقصد کے حصول میں گزار دیتا۔یہی غنیمت تھا مگر تو نے ذرہ بھر بھی اس طرف توجہ نہ کی بلکہ رات آئی تو وہ بھی تو نے ساری رات سوتے ہوئے گزار کر یہ بہترین وقت بھی ضائع کر دیا۔گویا سارا دن بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر سکا اور ساری رات بھی اس مقصد سے غافل رہا۔جس مقصد کے لیے زندگی حاصل ہوئی تھی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقصد حیات:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ (پ۲۷، سورۃ الذّٰریٰت آیت نمبر ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی ایسے ہی نہیں پیدا کیے۔ بلکہ اس لیے پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی محض اس لیے عطا فرمائی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، جنوں کو بھی حیات مستعار محض اس لیے عطا کی گئی کہ جنات اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ مگر انسان اور جنات اپنا مقصد حیات بھلا بیٹھے جس مقصد کے لیے زندگی عطا ہوئی تھی وہ مقصد تو آنکھوں سے اوجھل کر دیا بلکہ اس طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا ہم اسی کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ میں مصروف ہو گئے رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہ سب کو روزی دینے والا اللہ ہے۔

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْن

مگر رزق کے لیے ہم نے جائز و ناجائز ہر طرح کا طریقہ اپنایا۔ دولت حاصل ہونی چاہیے خواہ اس سلسلے میں بے ایمانی کرنا پڑے، رشوت لینے سے دولت حاصل ہوتی ہے تو دولت کے ڈھیر لگا لو، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں۔ مخلوق خدا پہ ظلم کرنے سے دولت حاصل ہوتی ہے تو مخلوق خدا کو ظلم کی سولی پہ چڑھا کر بھی دولت کی دیوی رام کر لو قتل و غارت کی کوئی پرواہ نہیں ہاں دولت حاصل ہونی چاہیے۔ دنگا فساد کرنے سے دولت حاصل ہو تو دنگا فساد کرنا عار کی بات نہیں محسوس ہوتی۔ دولت کے حصول کے لیے بعض اوقات انسان ایسے ایسے امور سرانجام دینے میں بھی فخر محسوس کرتا ہے جو انسانیت کے لیے کسی طور پر مناسب ہی نہیں بلکہ تا ابد الآباد جہنم میں جھونکے جانے کا سبب بھی ہے۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے رزق عطا کروں گا۔ اس کے حصول کے لیے تو ہم دین و دنیا دونوں طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ جمعہ کی اذان ہوتی ہے کوئی پرواہ نہیں۔ نماز کا وقت جاتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ دین اسلام پہ کیچڑ اُچھالا جائے کوئی پرواہ نہیں کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف کوئی ہرزہ سرائی بکتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں مگر شرط یہ کہ دولت حاصل ہو جائے۔ اللہ کے بندو! غور تو کیجئے رزق تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمانا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کرنا ہے وہ ہر حال میں تجھے حاصل ہو جائے گا۔ مگر اس کے لیے اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان شکنی کی تو یہ ہمارے لیے دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا ہو گا۔

متوکلین کی صفت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جتنے بھی متوکلین ہیں ان کو رزق وغیرہ کا کوئی غم نہیں اور نہ ہی انہیں کوئی اندیشہ ہے کیونکہ جو کچھ قسمت میں ہے وہ مل کر رہے گا جب جو کچھ قسمت میں ہے مل کر رہنا ہے تو پھر اندیشہ کرنے کا کیا فائدہ۔

فرمایا: کہ سالکین رزق کی خاطر فکر مند درویشوں کے متعلق حکم دیتے ہیں کہ ان کو گردن سے پکڑ کر خانقاہ سے باہر نکال دو کیونکہ وہ بدعقیدہ ہے اسے صدق حاصل نہیں (سراج الفقراء، ص ۲۰۳، مطبوعہ ۲۱۱)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رزق کی خاطر غم:

باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے سنا انہوں نے ارشاد فرمایا یہ ایک گنا کبیرہ ہے کہ انسان رزق کی وجہ سے غمگین ہو کہ آج تو کھالیا ہے پتہ نہیں کل بھی ملے گا یا نہیں ملے گا۔

قسمت سے زیادہ رزق کی تلاش بے سود:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! اگر سو سال بھی رزق کی خاطر مارا مارا پھرتا رہے تو پھر بھی قسمت سے زیادہ رزق طلب کرے تو پھر بھی مقدر سے زیادہ ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

حکایت:

ایک شخص کئی سال تک روزگار تلاش کرتا پھرا ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا۔ اس کے باوجود اس کے رزق میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوا۔ جب وہ شخص واپس آیا تو اس کا حال پہلے کی نسبت بھی زیادہ برا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا! یہ کیا حالت تم نے بنا رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس لیے گیا تھا کہ رزق زیادہ ہو جائے گا مگر قسمت سے زیادہ ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

انسان کو محض کھانے پینے اور کمانے میں ہی ساری زندگی نہیں گزارنی چاہیے بلکہ

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اہل سلوک تحریر فرماتے ہیں کہ جیسے موت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اس کے کندھے پہ لکھی ہے بعینہ اسی طرح رزق بھی لکھا ہوا ہے رزق انسان کو تلاش کرتا ہے آدمی جہاں جہاں بھی جاتا ہے اس کا رزق وہیں اس کے ساتھ جاتا ہے انسان اگر بیٹھتا ہے تو اس کا رزق بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔

فرمایا: اے درویش! رزق کے متعلق تو بے غم ہو جا، بے فکر ہو جا کیونکہ تیرا رزق تیرے کندھے پہ لکھا ہوا ہے بس تو اللہ تعالیٰ کے کام میں مصروف ہو جا کیونکہ جو کچھ تیری قسمت میں ہے وہ تجھے ہر حال میں مل کر رہے گا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳)

فائدہ:

رزق کا حال بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے انوارِ مبارک سے ملاحظہ فرمالیا جس رزق کی خاطر ہم حق تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتے ہیں۔ اس رزق کا کیا فائدہ؟ حالانکہ وہ رزق تو اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں دینا ہے۔ محض اس کی خاطر حق تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دنیوی مال و منال کی خاطر جائز و ناجائز ہر قسم کے ذرائع اپنانا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی راہ اپنانا جہنم میں گرنے کے مترادف ہے خدارا! اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و احوال کے مطابق زندگی کو صراط مستقیم کے مطابق گزارنا ہی دنیا و آخرت میں سعادت کے حصول کا سبب ہے۔

یاد حق سے غفلت کا نتیجہ:

اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن اور انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ہم عبادت، ریاضت اور حق تعالیٰ کی یاد سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غافل ہیں۔بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساری رات عبادت کرنی چاہیے تھی مگر ہم غافلانہ رنگ میں سوتے ہوئے گزار دیتے ہیں سارا دن کمانے میں گزار دیتے ہیں گویا دن بھی غفلت میں گزار دیتے ہیں رات بھی غفلت میں ہی گزارتے ہیں گویا ساری زندگی ہی غفلت میں گزارتے ہیں۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''تصوف کے مذہب وسلوک کے مطابق ایسا شخص صوفی اور سالک بالکل نہیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں نہیں کیونکہ جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوتا ہے اسے کیا معلوم کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں جدا کر دی گئی ہیں۔اس لیے جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

زندہ دل :

بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل تصوف زندہ دل صرف اسی دل کو سمجھتے ہیں جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا شکار نہ ہو۔(اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

حکایت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ولی کامل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا شکار ہو گیا۔تو اس شہر میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ فلاں بزرگ فوت ہو گیا ہے۔شہر کے لوگ اس بزرگ کے گھر آئے اور پوچھا تو اس بزرگ کو زندہ سلامت دیکھا۔زندہ دیکھ کر واپس جانے لگے تو اس اللہ کے بندے نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا وہ آواز جو سن کر آپ آئے ہیں وہ ٹھیک ہی تھی کیونکہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا تھا ایک لمحہ غافل ہوا۔اسی غفلت کی آواز دی گئی کہ فلاں شخص زندہ نہیں رہا۔

(اسرار الاولیاء فصل ۱۷)

خلاصہ کلام:

اس شعر کے سلسلے میں ساری بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری رات چارپائی پہ سوتے ہوئے گزار دیتا ہے سارا دن کمانے میں گزار دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات خصوصی کمائی یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے بنائی ہے گویا حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بنائی ہے وہ وقت بھی غفلت میں سوتے ہوئے گزار دیتا ہے یہ غفلت اچھی بات نہیں۔پچھلی رات خصوصی طور پر انعامات ربانی تقسیم ہونے کا وقت ہے وہ ضائع کر دینا عقلمندی نہیں۔روحانی طور پر یہ غفلت شعاری موت کی مانند ہے۔فقیر ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد نے فرمایا
رحمتاں دے حصول دا لیویں کیوں ویلا گوایا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فریدا ستیاں نیند ، مت پوندے ایو! جہاں نین نندراولے ، دھنی ملندے کیو؟

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ ستیاں: سوتے ہوئے، سونے کی حالت میں، لیٹے لیٹے، لیٹے ہوئے۔ ★ نیند مت پوندے ایو: وہ نیند نہیں کیا کرتے۔ ★ جہاں: جن لوگوں۔ ★ نین: نینوں میں آنکھوں میں۔ ★ نندراولے: نیند والے، نیند میں مست، جن کو نیند زیادہ آتی ہے، سونے کے شوقین۔ ★ دھنی: قسمت، نصیب، دولت۔ ★ ملندے: ملیں گے، حاصل ہوں گے، ملے گی، حاصل ہوگی۔ ★ کیو؟: کیا۔

ترجمہ:

اے فرید! اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی نیند نہیں لیتے یعنی اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی نہیں سوتے کیونکہ اس طرح آنکھوں میں نیند کا خمار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جن کی آنکھیں نیند زدہ ہو جاتی ہیں انہیں خوش نصیبی کیسے ملے گی؟ یعنی سونے والے خوش نصیبی کا دروازہ بند کر لیتے ہیں۔

مطلب:

اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی عبادت میں زندگی کے لمحات گزارے جائیں۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ حق تعالیٰ کے ذکر میں گزارنا چاہیے۔ کوئی لمحہ بھی غفلت میں نہ گزارا جائے۔ جتنے بھی سانس خالق و مالک نے عطا فرمائے ہیں وہ سبھی حق تعالیٰ کی یاد میں گزارنے ضروری ہیں ایک ایک لمحہ کی غفلت کسی طور پر بھی مناسب نہیں کیونکہ بزرگوں کا اصول ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر ہے۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد حق سے روشن ہونا چاہیے تا کہ وہی روشنی قبر و حشر اور پل صراط کے موقع پہ حاصل ہو قرب حق کا سبب بنے۔ اور نیند غفلت کا سبب بنتی ہے اس لیے بچنا چاہیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے فرید! غافلانہ روش چھوڑ ہمہ وقت یاد حق میں مشغول رہ اللہ والوں کا طریقہ غفلت نہیں بلکہ اللہ والے تو لیٹے لیٹے بھی اپنی آنکھوں کے قریب غفلت کو نہیں آنے دیتے بلکہ لوگ انہیں نیند میں سمجھتے ہیں مگر حقیقتاً وہ سوتے نہیں ہوتے بلکہ یاد حق میں شاغل ہوتے ہیں۔ نیند میں مصروف انسان کی آنکھیں نیند کی وجہ سے نیند میں مست ہوتی ہیں، آنکھوں میں نیند کا خمار آنکھوں کو نیند زدہ کر دیتا ہے۔ بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ نیند زدہ آنکھوں والے خوش نصیبی نہیں حاصل کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف شب بیداروں کے لیے ہی خوش نصیبی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لیے شب بیداری کرتا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو سکے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کھیتی اُجڑی ، سچے سیوں بولا جے ادھ کھا دھی اُبریں ، تاں پھل بہیرا پا

حل لغات:

★ فریدا: اے فرید۔ ★ کھیتی: کھیت، فصل۔ ★ اُجڑی: خراب ہو جائے، ویران ہو جائے، تباہ و برباد ہو جائے۔ ★ سچے: سچ بولنے والا، پوری کائنات میں سے سب سے زیادہ سچا، تمام سچے بھی جس سچے کے سامنے اپنی عاجزی کا دم بھرتے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ سیوں: سے، لولا: لو بمعنی تعلق، محبت، لا بمعنی جوڑ، لگا، کر، یعنی تعلق جوڑ لے۔ ★ جے: اگر۔ ★ ادھ: آدھی، نصف۔ ★ کھادی: کھائی ہوئی، ویران تباہ و برباد۔ ★ اُبریں: بچ جائے، بچائیں، سنبھال لیں، محفوظ کرلیں۔ ★ تاں: تو پھر بھی۔ ★ بہتیرا: بہت سا، زیادہ، کافی۔ ★ پائے: حاصل کرے، حاصل ہو جائے۔

ترجمہ:

اے فرید! خواہ تیری کھیتی اُجڑ جائے، ویرانی کی آگ کا شکار ہو جائے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھ۔ ویران شدہ کھیتی اگر تجھے آدمی بھی مل جائے تو پھر بھی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ پھر بھی تجھے اس میں سے پھل بہتیرا مل جائے گا اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا کر دے گا۔

مطلب:

انسان اس دنیا میں آتا ہے جتنے دن ناسمجھی میں گزرتے ہیں وہ تو گزرتے ہی ہیں۔ نابالغ عمر تک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی احکام کا نفاذ نہیں ہوتا ہاں والدین اور بزرگوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد اور زیر کفالت بچوں کو راہ حق کی طرف گامزن کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ جب انسان حد بلوغ کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام آئے ہیں ان کے مطابق زندگی گزارنا لازم ہو جاتا ہے۔ سرمو بھی انحراف کرے گا تو اس کا حساب کتاب ہوگا۔ جس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اب انسان کے لیے دو قسم کے کام اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) جسمانی ضروریات کا حصول (۲) روحانی اور ایمانی ضروریات کا حصول

(۱) جسمانی ضروریات کے حصول کے لیے رزق حلال کمانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ جسم کے لیے لباس، خوراک، اہل وعیال کے مصرف کے لیے بھی ضرورت ہوتی ہے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے معاشرتی تعلقات کی ضروریات پورا کرنے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے اس سلسلے میں مختلف پیشے ہوتے ہیں جس کے جو پیشہ حسب حال ہوتا ہے وہ اپناتا ہے تاکہ اپنی جسمانی ضروریات پوری کر سکے۔

(۲) جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ، باطنی، روحانی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی انسان پہ لازم ہے کیونکہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَاخلقت الجن وانس الا لیعبدون

پس ان دو امور یعنی دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے دنیوی امور سرانجام دینا پڑتے ہیں اور روحانی ایمانی اور باطنی امور میں ترقی کے لیے عبادت کرنا ضروری ہوتی ہے، مگر ان دونوں میں سے اگر دونوں جب ایک دوسرے کے متضاد ہو جائیں تو بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر اے فرید اگر ایک طرف تیری دنیوی کھیتی کا نقصان ہوتا محسوس ہو اور دوسری طرف روحانی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی معلوم ہو تو روحانی رکاوٹ ضرور دور کر دنیوی کھیتی اُجڑتی ہے تو اس کی پروانہ کر۔ دنیوی کھیتی اجڑتی ہے تو اُجڑنے دے۔ دنیوی کھیتی ویرانی کی آگ میں جھلستی ہے تو اس کی پرواہ نہ کر مگر تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھ۔ تجھے ویران شدہ کھیتی آدمی بھی مل جائے تو پھر بھی فکر مند نہ ہو۔ کیونکہ جو رزق تجھے اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینا ہے وہ تو ہر حال میں مل کر رہے گا اس میں ذرہ بھر بھی نقصان نہیں ہو سکتا۔ جب جو کچھ ملنا ہے اور ہر حال میں ملنا ہے تو پھر اس کے متعلق ہمیں فکر مندی کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ وہ جلی ہوئی کھیتی میں برکت پیدا کر کے تیری ضروریات تجھے عطا فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ تھوڑے میں ہی برکت فرمادے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سلسلے میں کوتاہی قطعاً مناسب نہیں۔ بڑے عظیم خسارے کا سبب ہے فلہٰذا اس سے بچنے کی سعی ہر حال میں کر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں جب پانی اتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم آنکھ بنادیں لیکن پانچ دن تک آپ کو احتیاط کرنا پڑے گی کہ سجدہ بجائے زمین کے کسی اونچی زمین پر کرنا ہوگا اُنہوں نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ واللہ ایک رکعت بھی مجھے اس طرح پڑھنا منظور نہیں حضور کا ارشاد مجھے معلوم ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان کر چھوڑے وہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس طرح ملے گا کہ حق سبحانہٗ وتقدس اس پر ناراض ہوگا۔

(حکایات الصحابہ، ص ۶۸، فضائل اعمال، تبلیغی نصاب)

فائدہ:

شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ

اگرچہ شرعاً نماز اس طرح سے مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور یہ صورت نماز چھوڑنے کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضرات صحابہ کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنے کی جس قدر اہمیت تھی کہ اس کی وجہ سے حضرت ابن عباس نے آنکھ بنوانے کو بھی پسند نہ کیا کہ ان حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔

(حکایات صحابہ، ص ۶۸، تبلیغی نصاب، فضائل اعمال)

حکایت:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اڑی اور ڈھونڈنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی پس پسند آیا اُن کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اس طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تب کہا آزمایا اللہ جل جلالہٗ نے اس حال سے تو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ چاہیں۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب النظر فی الصلوٰۃ ما یشغلک عنہا)

حکایت:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر لٹک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اس نے نماز میں اس طرف دیکھا اور نہایت پسند کیا پھلوں کو پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہٗ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور بیان کیا اس سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کرو اس کو نیک راہوں میں پس بیچا اُس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار کو اور اُس مال کا نام ہو گیا پچاس ہزارہ۔ (مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب النظر فی الصلوٰۃ)

فائدہ:

یہ حکایت بیان کرنے کے بعد اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزماں نے لکھا ہے کہ سبحان اللہ! صحابہ کرام کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اُس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہو گئی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اُن کو قتل کیا جب اُن کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا۔ (موطا امام مالک، ص ۸۳ مترجم وحید الزماں)

-----☆☆☆-----

فریدا کھیتی اُجڑی ، گِروی پَرْ رِہیَا مال صاحب لیکھا منگسی ، بندے کون حوال

(۱) معارف فریدیہ، ص ۲۸۷ (۲) کلام بابا فرید، ص ۷۵، از صوفی تاج دین (۳) کلام بابا فرید، ص ۱۲۰)

حل لغات:

★ گروی: رہن۔ ★ پر: پہ۔ ★ رہیا: رہن پر۔ ★ صاحب: مالک، آقا، دوست، ساتھی، کلمہ تعظیم، شریف آدمی، مگر یہاں مراد مالک ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ ★ رہن: گرو، گروی۔ ★ لیکھا: حساب۔ ★ منگسی: مانگے گا۔ ★ بندے: لوگ۔ ★ کون: کس کے۔ ★ حوال: حوالے۔

ترجمہ:

اے فرید! تیری کھیتی تو اجڑ گئی ہے تباہ و برباد ہو گئی ہے۔ مال رھن رکھ کر اُدھار لے کر کھیتی پہ خرچہ کیا تھا۔ اب کھیتی تباہ ہو گئی ہے۔ اب مالک نے حساب مانگنا ہے۔ حشر کے دن بندے کس کے حوالے ہوں گے؟ صاف ظاہر ہے کہ بندے اللہ کے ہی حوالے ہوں گے۔ اللہ کے رحم و کرم پر ہوں گے کیوں نہ آج ہی اُسی کے ہو رہیں۔ تاکہ کھیتی اُجڑنے سے بچ جائے۔

مطلب:

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے انسان کو نصیحت کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ ارے انسان! اس دنیا میں زندگی سوچ سمجھ کر گزار، شتر بے مہار نہ بن کیونکہ اس دنیا میں جو کچھ کرے گا سب کا حساب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر دینا پڑے گا۔ اگر کسی پہ ظلم و زیادتی کرے گا تو اس کا بدلہ تجھے چکانا پڑے گا۔ اگر کوئی تجھ پہ زیادتی کرے گا اور تو اُس پہ زیادتی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی بدلہ دلائے گا اگر بندہ صبر کرے تو اسے اس صبر کا بھی اجر عطا فرمائے گا۔

واللہ مَعَ الصَّابِرِین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ نے جو حیات مستعار کی چند گھڑیاں عطا فرمائی ہیں۔انہیں بہترین انداز میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور طریقے کے مطابق گزار کر قیمتی بنالے۔مگر افسوس کہ اپنی بے ڈھنگی چال کے سبب سب کچھ لٹا بیٹھا۔کھیتی اجاڑ بیٹھا تباہ و برباد کر بیٹھا حالانکہ مال رہن پہ رکھ کر خرچ کیا تھا۔کھیتی برباد ہونے کی وجہ سے سب کچھ برباد ہوگیا اب مالک نے حساب مانگنا ہے۔جب میدان محشر میں تمام انسان حاضر ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ حساب کتاب لے گا۔حشر کے دن بندے کس کے حوالے ہوں گے؟

اس سوال کا آسان سا جواب یہی ہے کہ اُسی دن بندے صرف اللہ تعالیٰ کے ہی حوالے ہوں گے جب اُس دن اُس مالک وخالق کے حوالے ہونا ہے۔تو آج ہی کیوں نہ اپنے آپ کو اُسی کے حوالے کردیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اپنے وجود عنصری کو اُسی کے مطابق چلائیں جن اُمور سے مالک وخالق نے منع فرمایا ہے اُن سے رُک جائیں اور جو اُمور سرانجام دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اُمور سرانجام دیں تاکہ آج اس کی رضا حاصل ہوجائے تاکہ رہی سہی حیات مستعار کی کھیتی ہی کم از کم بچ سکے۔جو کھیتی برباد کر بیٹھے ہیں۔اس کے مطابق اظہار افسوس کریں بقیہ بچانے کی سعی کریں۔

-----☆☆☆-----

فریدا کڈیں اہ ہکڑا ، اتے ہن بھی تھیسی ہک اوپئی ٹنا نہ کرے ، تیہی لایوس سک

(۱) معارف فریدیہ،ص ۲۸۶ (۲) کلام بابا فرید،ص ۱۶۷ از صوفی تاج دین (۳) کلام بابا فرید گنج شکرؒ،ص ۱۲۰ از پروفیسر محمد یونس وحسرت،ص ۱۲۰)

حل لغات:

* کڈیں: کدی،کبھی۔ * آہ: تھا۔ * ہکوا: اکیلا،تنہا۔ * اتے: اور۔ * ہن: اب۔ * تھیسی: ہوگا۔ * ہک: ایک،اکیلا۔ * اوپئی: بنانا،فائدہ مند کام کرنا۔ * ٹنا: کوشش،روز،ہمت۔ * نہ کرے: نہیں کرتا۔ * تیہی: آج کل کی پنجابی میں ترینہہ کہتے ہیں،پیاس،تڑپ،طلب۔ * لایوس: اس نے لگائی۔ * سک: شوق تمنا،توقع،طلب،محبت۔

ترجمہ:

اے فرید! کبھی تو تنہا تھا یعنی پیدائش کے وقت تنہا تھا اور اب پھر (موت کے بعد قبر میں) پھر تنہا ہی رہ جائے گا۔تو فائدہ مند کام کرنے میں ہمت سے کام نہیں لیتا بس صرف (دیدار) کا شوق لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ انسان کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ارے انسان! تو اکیلا آیا ہے اور تو نے اکیلا ہی جانا ہے۔تو اپنے وجود کے لحاظ سے بھی تنہا ہے اور روح کے لحاظ سے بھی تنہا سبھی عزیز واقارب،دوست احباب تجھے اکیلا ہی (نصیب میں ہے تو) غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ پڑھا کر،کاندھوں پہ اٹھا کر قبرستان میں کسی قبر میں تنہا ہی چھوڑ آئیں گے۔جب فرشتے قبر میں تجھ سے سوالات پوچھیں گے تو پھر جواب تو تنہا ہی دے گا۔

ذرا قبر میں تنہائی کا تصور تو کر کتنا ہولناک منظر ہوگا۔چھوٹی سی قبر ہوگی۔ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔اس میں نہ کوئی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روشن دان ہوگا نہ ظاہری سورج کی روشنی ہوگی اس وقت کیسا حال ہوگا۔ عرصہ دراز وہیں گزارنا پڑے گا۔ پھر میدان حشر میں اپنے ہی کیے ہوئے عملوں کو دیکھے گا تو اکیلا ہی افسوس کرے گا۔ میزان کے وقت بھی تنہا ہی ہوگا۔ پل صراط سے گزرتے وقت کی تنہائی کو ذرا تصور میں لا۔ اس لیے انسان اس تنہائی اور بے کسی سے بچنے کے متعلق ذرا سوچ بغور وفکر کر، آج اس دنیا میں ظلم وستم کے ذریعے مال اسباب ہتھیا کر اپنی اولاد، عزیز واقارب اور دوست احباب کو کھلا کر، کچھ دے دلا کر زندگی گزار جائے گا تو اس کا خمیازہ تو اکیلا ہی بھگتے گا۔ اُس دن کوئی تیرا عذاب اور بدلہ آدھا لینے کو تیار نہیں ہوگا۔ آج جن کے لیے رشوت ستانی بے ایمانی، دھوکہ، فریب، ٹھگی، چوری اور ڈکیتی جیسے مذموم دھندے اپنائے ہوئے ہے کل ان مذموم دھندے کی سزائے وقت کوئی بھی تیرا ساتھی اور غمخوار نہیں بنے گا کیوں نہ اس حقیقت پہ آج ہی غور وفکر کر لے۔ آج ہی سنبھل جا۔ زیادہ مال اکٹھا کرنے کی دوڑ میں شامل نہ ہو بلکہ جائز ذرائع سے جو مال ودولت اکٹھی ہوتی ہے محض اسی پر صبر وشکر کر۔ آج ہمت کر لے مفید کاموں کو سرانجام دینے کے لیے مصروف ہو جا اور ناجائز امور کو ترک کر دے۔

ہمت مردان مدد خدا:

آج ہمت سے کام لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا کوئی کام بھی ادھورا نہیں رہے گا۔ کیونکہ جو ہمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمت کرنے کے انعام کے طور پر اپنی مدد سے نوازتا ہے۔ مفید امور کے سرانجام دینے میں ہمت سے کام لے۔ کچھ پانے کے لیے ہمت کرنی پڑتی ہے دیکھیئے واللہ خیر الرازقین قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے مگر کسب حلال کمانے والے کی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ

رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیکھنے کے لیے دی ہیں کان سننے کے لیے دیئے ہیں۔ پاؤں چلنے کے لیے دیئے ہیں۔ دماغ غور وفکر کرنے کے لیے دیا۔ پھر بھی انسان ان اعضاء سے کام نہ لے تو یہ اس کی کم ہمتی ہے۔

شوق دیدار حق:

محض دل میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق لیے در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرنے سے شاید تیرا مقصود تجھے حاصل نہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں تجھے محنت اور ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ اگر حق تعالیٰ کے دیدار کا طالب ہے تو وہ راستہ اپنانا پڑے گا جو اس منزل کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ محض زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے لیے بقول علامہ اقبال کہ

یقین محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتح ہے عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ہمت ہار بیٹھنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا بلکہ نقصان اٹھائے گا۔ منزل مقصود کے لیے جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔ سو بار سوچ لے مگر جب پختہ تہیہ کر لے تو پھر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ ڈر منزل کی دور سے قدم آگے بڑھاتا جا

انشاءاللہ اللہ تعالیٰ تجھے منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ تیری منزل دیدارِ حق انشاءاللہ تجھے حاصل ہوگی۔

-----☆☆☆-----

فریدا کدے آہوں ہیکڑا، اتے ہن تھیو پرگٹ ایوں پاؤ مشاہرو ، جا لابیٹھوں ہٹ

(۱) کلام بابا فرید، ص ۶۷ (۲) معارف فریدیہ، ص ۲۸۸ (۳) کلام بابا فرید گنج شکر، ص ۱۲۱)

حل لغات:

* کدے: کدیں، کدی، (پنجابی) کبھی۔ * آہوں: دل جلا دینے والی آہ، ٹھنڈی سانس نکالنا، کلمہ افسوس، ہائے وائے، اُف۔ * سانس: دم، نفس مگر یہاں کلمہ افسوس کے طور پر ٹھنڈی سانسیں نکالنا مراد ہے۔ * ہائے ہائے کرنا: افسوس کا اظہار کرنا۔ * ہیکڑا: مضبوط۔ * اَتے: اور۔ * ہن: اب۔ * تھیو: تھیا بمعنی ہوگیا۔ * پرگٹ: ظاہر، واضح۔ * ایوں: اس طرح، اسی طرح، یونہی، یوں۔ * پاؤ: پاؤں حاصل کروں۔ * مشاہرو: مشاہرہ، تنخواہ، ماہانہ تنخواہ۔ * لابیٹھوں: لگا کر بیٹھوں، لگا کر بیٹھ جاؤں، بنا کر بیٹھ جاؤں۔ * ہٹ: ہٹی، دکان۔

ترجمہ:

ہائے افسوس کہ کسی وقت یعنی جوانی کے ایام میں تو میرا بھرم تھا کہ میں طاقتور ہوں مگر اب وہ میرا بھرم نہیں رہا۔ اب ہر ایک پہ راز کھل گیا ہے کہ میں کمزور ہوگیا ہوں۔ یا تو اب میری معقول تنخواہ ہونی چاہیے یا پھر دوکان کھول کر بیٹھ جاؤں تا کہ میرے بقیہ زندگی کے دن آسانی سے گزر سکیں۔

مطلب:

زندگی میں انسان پہ کئی طرح کا وقت آتا ہے کبھی دُکھ، کبھی سکھ، کبھی اونچ، کبھی نیچ، کبھی افسوس، کبھی خوشی کبھی غمی، کبھی بچپن کبھی لڑکپن، کبھی جوانی کبھی بڑھاپا۔ کبھی کمزوری اور کبھی طاقت کا خمار، کبھی دن کبھی رات کبھی غموں کی بارات آتی ہے تو کبھی دکھوں کی رات گزارنی پڑتی ہے۔ زندگی میں کبھی چہکار کی بہار آتی ہے تو کبھی غموں کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وقت ایک سا نہیں رہتا اس شعر میں یہی حقیقت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے کہ میں نے کئی قسم کی بہاریں دیکھی ہیں بچپن کا دور بھی بے شک نرالا تھا مگر جوانی کا دور تو عجیب وغریب تھا ہر طرف قوت وطاقت کے مظاہرے کرتا پھرتا تھا۔ میرے نام کے ڈنکے بجتے تھے۔ ہر طرف طاقتوری کی شہرت تھی۔ میرا بھرم قائم تھا کہ بڑا شہزور ہے مگر جونہی جوانی دیوانی کا دور گزرا بڑھاپے نے آدبوچا تو میری شہزوری دھری کی دھری رہ گئی۔ اب میرا وہ بھرم نہیں رہا ہر ایک پہ یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ نہایت کمزوری لاحق ہوگئی۔ اب میں کوئی بھی زور آوری والا کام نہیں کرسکتا۔ اس لیے یا تو اب معقول مشاہرہ ملنا چاہیے۔ یا پھر اب دوکان کھول لینی چاہیے تا کہ آرام سے زندگی گزاروں۔

یہ تو بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش ہے کہ جوانی میں بڑے بڑے کام کیے مگر اب جسمانی طاقت کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کام نہیں ہو سکتے کیونکہ اب کمزوری نے ڈیرے لگا لیے ہیں جسمانی ناطاقتی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔افسوس کہ اب میں جوانی کے دور کی طرح خوب محنت نہیں کر سکتا۔اب تو معمولی سے کام کے بدلے اچھا بھلا مشاہرہ ملنا چاہیے تا کہ زندگی آرام سے گزار سکوں یا آرام سے بیٹھا رہوں اور دکان چلاتا رہوں تا کہ آرام سے زندگی کے لیل ونہار بیت جائیں۔

ہماری حالت:

آیئے اب ہم اپنی حالت پہ ذرا غور فرمائیں کہ ہم اپنی زندگی کے لیل ونہار اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف گزار کر اپنی زندگی تباہی کے گڑھے میں پھینک دی ہم اب بھی ہوشمندی کے قریب جانے کو تیار نہیں ہیں کاش کہ آج ہی سنبھل جائیں بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گزار لیں۔اور ایک ایسی دوکان کھولیں جس میں صرف اخروی مفادات کی خاطر سوداگری کریں۔خود بھی نفع حاصل کریں اور گاہکوں کو بھی حقیقت سے آشنا کرنے کی سعی کریں۔تا کہ ہمارے لیے دنیوی زندگی کے آخری ایام ہی آرام وسکون کا سبب بن سکیں۔

-----☆☆☆-----

فرید چلے پردیس کو ، قطب جو کے بھاؤ سانپاں جو دھاں ناہراں ، تینوں دانت بندھاؤ

(۱) کلام بابا فرید،ص ۷۶ (۲) معارفِ فرید،ص ۲۸۹ (۳) کلام بابا فرید گنج شکرؒ،ص ۱۲۱)

حل لغات:

* چلے: سفر کے لیے نکلے، چلنا مصدر سے۔ * پردیس: غیر وطن، دوسرا ملک، اپنے علاقے کے علاوہ دوسرا علاقہ۔ * قطب: (۱) وہ کیل جس پر چکی پھرتی ہے (۲) زمین کے محور کے دونوں سرے (۳) وہ ولی جس کے سپرد کسی بستی یا علاقے کا انتظام ہو (فیروز اللغات) ۔ * جو: (۱) ندی، نہر (۲) (صف) ڈھونڈنے والا۔ (۳) مرکبات میں مستعمل جیسے جنگجو (فیروز اللغات) یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ * کے: بمعنی کے یعنی حرف اضافت جمع سے پہلے بولتے ہیں جیسے کا۔کی اور اسی طرح کے۔ * بھاؤ: (۱) حالت، (۲) قیمت (۳) شرح (۴) ناز وادا (۴) پیار ومحبت۔یہاں یہی چوتھا معنی مراد ہے جو کہ معارف فرید یہ میں بیان کیا گیا ہے۔ * سانپاں: سانپ کی جمع یعنی سانپو یعنی سانپوں کو مخاطب کر کے کہنا۔ * جو دھاں: جو دھا کی جمع اور یہی لفظ تھوڑا سا تبدیل ہو کر اژدھا بن گیا ہے اور ایسی تبدیلی اردو میں اکثر پائی جاتی ہے مثلاً چراغ کے لیے ایک لفظ دیا بھی استعمال ہوتا ہے جسے پنجابی میں ڈیوا کہا جاتا ہے۔یہ لفظ ضیاء سے لفظ تبدیل کر کے اردو میں دیا بنایا گیا۔مختصر یہ کہ جو دھاں سے مراد ہے اژدھو جو دھاں کا معنی معارفِ فرید یہ میں اے لڑا کو بیان کیا گیا ہے جبکہ کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے،ص ۱۲۱ اور شعر نمبر ۱۸۸ کے تحت پروفیسر محمد یونس نے اس کا ترجمہ اژدھو بیان کیا ہے۔ * بندھاؤ: بنوالو بتیسی بندھوا لو۔دانت تیز کرلو۔ * ناہراں: بھیڑیے۔

ترجمہ:

فرید سائیں سفر پہ چل کھڑے ہوئے ہیں۔یہ فرید کا نکلنا کسی دنیوی لالچ کی بنا پر نہیں ہے بلکہ فرید سائیں تو کسی اللہ والے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولی کامل قطب کی تلاش میں نکلے ہیں۔اس لیے اے سانپو اڑدھو بھیڑیو درندو سبھی اپنے اپنے دانت بند ھوالو۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

فرید! پہلے تو آرام وسکون سے اپنے دیس میں ہی زندگی بسر کرتا رہا ہے جیسے عام لوگ زندگی گزارتے ہیں ویسے ہی زندگی گزارنے میں مصروف رہا ہے مگر پردیس کے لیے سفر کی تیاری کی۔مگر میرا یہ سفر کسی دنیوی غرض کے لیے نہیں ہے۔

چند لطیف اشارات:

(۱) طالب صادق جب ارادہ کرے کہ وہ اپنے شیخ کامل کی خدمت کرے تا کہ وہ اسے سلوک کے منازل طے کرائیں تو اسے لازم ہے کہ توفیق ایزدی کو اپنا رفیق بنائے اس لیے کہ اس کے پاس مردہ مچھلی یعنی قلب ہے جو شہوات نفسانیہ (جس میں جب دنیا اور اس کی زینت کی ملاوٹ ہے) کے حملوں سے مردہ ہو چکی ہے اور وہ ولایت مراد ہے جو مرید اور شیخ کامل کے مابین واقع ہے۔اس میں اشارہ ہے کہ مرید صادق شیخ کی صحبت سے اس وقت کامیابی کامرانی پا سکتا ہے جب مجمع ولایت تک پہنچے گا یاد رہے مجمع ولایت کے قرب میں آبحیات کا چشمہ موجود ہے جسے حیات حقیقیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اسی سے ایک قطرہ مرید کے مردہ قلب پر پڑتا ہے تو وہ مرید کا قلب زندہ ہو کر ولایت کے دریا میں غوطہ زن ہو کر اپنا راستہ بنالیتا ہے۔

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے دل پر تجلی ڈالتا ہے تو وہ اپنے قلب کو بھی بھلا دیتا ہے لیکن یہ اس وقت نصیب ہوتا ہے جب کسی شیخ کامل کی نظر عنایت سے سرشار ہو۔

مثنوی شریف میں ہے۔

اے خنک آں مردہ کز خود راستہ شد　　در و جود زندہ پیوستہ شد

وائے آں زندہ کد بامردہ نشت　　مردہ گشت و زندگی از وے برست

ترجمہ: خوش وہ مردہ ہے جو اپنی ہستی کو مٹا کر کسی زندہ سے جا ملا اور بدقسمتی ہے اس زندہ کی جو کسی مردہ دل کے ہاں بیٹھا تو وہ خود مر گیا اور زندگی سے نجات پا گیا۔

(۳) بہت سے مریدین کو اثنائے طے راہ سلوک میں توہمات گزرتے ہیں کہ خواہ مخواہ ایک اپنے جیسے انسان کے احسانات اٹھا رہا ہوں اور اس کی وجہ سے بہت سے مصائب وتکالیف برداشت کرتا ہوں کیوں نہ ہو کہ اسے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاؤں اور شب وروز اسی کی یاد میں مشغول رہوں اسی طرح سے منزل مقصود کو پہنچ جاؤں گا یہ خیال اس کا غلط اور سراسر غلط ہے۔اس راستہ کے لیے جب تک شیخ کامل کی نگاہ کرم نہ ہوگی منزل پر پہنچنا محال اور سخت محال ہے بلکہ الٹا زندگی ضائع ہوگی اور عبادت کی کلفت اور عبادت وریاضت کی تکالیف ومشقت بے سود اور شیخ کی رہبری کے بغیر سیدھے راستے پر چلنے کا خطرہ اور راہ حق سے بہت دور ہونے کا یقین ہاں عنایات الٰہی کی دستگیری وہ علیحدہ بات ہے لیکن یہ کسی خوش قسمت کو نصیب ہوتا ہے عام قاعدہ یہی ہے کہ راہ سلوک میں مرشد کامل کی رہبری ضروری ہے۔

(فیوض الرحمٰن، پ۱۵، ص۴۲۰)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ کامل کی صحبت:

شیخ کامل کی صحبت مرید کے لیے بمنزلہ صبح کے کھانے کے ہے اس لیے کہ شیخ کے ملفوظات سننا اور اس کے افعال واعمال دیکھ کر پیروی کرنا اس کی روحانی غذا ہے اور صحبت سے محروم ہوگا تو حصول مقصد سے محروم رہے گا الٹا نفس میں تھکاوٹ محسوس کرے گا اور شیطان کا کام ہے کہ وہ رسوائی کی طرف رغبت دلائے اسی لیے سالک پر لازم ہے کہ صحبت شیخ کی طرف رجوع کرے اور شیخ کی خدمت کرتے ہوئے توفیق ایزدی کو اپنا رفیق بنائے جیسے موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام واپس لوٹے تو منزل مقصود کو پایا اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا **الذین امنو اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین** یعنی سچے لوگوں کی صحبت حاصل کرو اور جھوٹے لوگوں سے دور بھاگو۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۲۱)

خلاصہ:

اس شلوک میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ فرید سائیں سفر پہ چل نکلے ہیں فرید سائیں کا یہ نکلنا کسی دنیوی غرض اور لالچ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ کسی اللہ والے ولی کامل اور قطب زمانہ کی تلاش کے لیے ہے۔ ایسے سفر کے دینی، دنیوی اور اخروی بے شمار فوائد ہیں کیونکہ یہ انبیائے کرام، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا مقدس طریقہ ہے۔ یہ محض حق تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے اس کے علاوہ کوئی غرض وغایت نہیں اس لیے آپ ضرر رساں جانوروں کیڑوں مکوڑوں وغیرہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے اژدھو، سانپو، بھیڑیو اور درندو تم کبھی مجھے ضرر نہ پہنچاؤ بلکہ کبھی اپنے اپنے دانت بند ھوالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو درندے اور زہریلے جانور بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے جیسے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے سامنے شیر دم ہلانے لگا بلکہ راستہ بھی بتایا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط دریا میں ڈالنے سے خشک دریا بہنے لگا ایسے بے شمار واقعات کتابوں میں ملتے ہیں کہ نقصان دہ جانوروں نے اللہ والوں کو نقصان نہ پہنچایا کیونکہ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بن گئے غلام جیہڑے شاہ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اوھناں پروردگار دے

بلکہ کسی ولی کامل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہوں۔ اللہ والے کی تلاش میں نکلا ہوں کیونکہ اللہ والے کی نظر کیمیا سے ہی بندہ حقیقت آشنا بنتا ہے۔ اس لیے اے سانپو، اژدھو، بھیڑیو اور درندو! تم اپنے دانت بند ہوالو تا کہ میرے نقصان کے لیے تمہیں بے چین نہ کر دیں۔ میں امن وامان سے اللہ والے تک پہنچ سکوں۔

اللہ والوں کی تلاش:

اولیاء اللہ کی تلاش میں زندگی بسر کرنا نہایت بہترین عمل ہے۔ کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بزرگان دین کی تلاش میں نکلنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بھی سنت ہے۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی محبوب طریقہ ہے۔ نیز جو اس تلاش میں نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پہ خصوصی کرم فرماتا ہے۔ دنیا میں موجود کوئی چیز انہیں نقصان نہیں پہنچاتی ہاں البتہ جو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔

کسی اللہ والے کی تلاش میں نکلنا سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کی سنت:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لیے نکلے یہ واقعہ قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ سراج العلماء زبدۃ الفضلاء حضرت علامہ مولانا شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے مر مٹنے کے بعد جب ملک مصر پر قابض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کو وعظ سنانے کا فرمایا جس کا موضوع کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو نہایت بہترین انداز میں وعظ فرمایا۔ جس سے بنی اسرائیل خوب روئے اور ان کے دلوں پر آپ کے وعظ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ (تفسیر فیض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۱)

مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے۔

فرمایا: نہیں

رب نے فرمایا: اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر نور العرفان، ص ۴۷۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! میں خضر کو کہاں تلاش کروں اور وہ مجھے کس طرح مل سکتے ہیں۔ اس کا کوئی آسان طریقہ بتائیے۔ تاکہ میں آسانی سے مل سکوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ چٹان کے نزدیک مجمع البحرین میں اس کی ملاقات کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ اپنا زادِ راہ ساتھ لے جائیے یعنی مچھلی بھون کر ایک جھولے میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ بھوک ستائے تو بھیک نہ مانگنی پڑے لیکن جب یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو سمجھنا کہ یہیں پر میرا بندہ ہوگا۔

آپ نے مچھلی بھون کر جھولے میں رکھ دی اور اپنے خادم سے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو مجھے مطلع کرنا۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۱)

اعتراض: یہودی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس مقام پر جس موسیٰ کا ذکر ہے اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن میثا بن یوسف نبی علیہ السلام تھے یہ بھی نبی تھے اور یہ موسیٰ بن عمران سے پہلے تھے ان کا وہم اس لیے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات باہرہ ہیں اور کلیم خدا بھی اور حضرت خضر علیہ السلام کا یہ مرتبہ کہاں۔ اس لیے وہ مفضول تھے اور افضل مفضول سے استفادہ نہیں کرتا۔

جواب: یہ ان کا صرف وہم ہے ورنہ کامل افضل ہو کر بہت سے امور سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ کوئی عیب بھی نہیں اور فاضل کبھی مفضول بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ من وجہ سہی۔ اس معنی پر یقیناً اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد ہیں اگر وہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو اسے مقید بہ قید اضافی بیان کیا جاتا ہے اس لیے کہ مشہور و معروف شخصیت کے ہم نام کو جب کسی وقت لکھنا یا کہنا پڑتا ہے تو اس کے ساتھ کسی دوسرے لفظ کا اضافہ ضروری ہوتا مثلاً سیدنا امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہم نام

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک اور امام ابوحنیفہ گزرا ہے۔ اب اس ثانی ابوحنیفہ کو جب لکھا جائے گا تو اس کے دینوری کا لفظ ضرور ہوگا۔ مثلاً کہا جائے گا قال ابوحنیفہ الدینوری ورنہ مطلقاً ابوحنیفہ لکھا ہوگا تو وہاں امام صاحب کے سوا کوئی اور مراد نہ ہو سکے گا ایسے ہی سمجھیے کہ موسیٰ علیہ السلام کو مطلق کہا گیا ہے۔ اگر ان کے علاوہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو ان کے ساتھ موسیٰ بن میشا بن یوسف علیہ السلام لکھا جاتا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۲۔۴۱۱)

خادم:

آپ کے خادم یوسف بن نون بن افراہیم بن یوسف علیہ السلام تھے۔ یوشع بن نون کا تعارف علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے کہ

یہ یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے اور آپ کے اکبر خلفائے میں سے تھے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر وقت ساتھ رہتے یہاں تک کہ تا وصال آپ کے ساتھ رہے موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی خلافت کا بوجھ ان کے کاندھوں پر رکھا گیا اور انہوں نے ہی شریعت موسوی کو چلایا۔ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد انہی یوشع بن نون کو معظم ترین شخصیت سمجھا جاتا تھا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۲)

روانگی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم خاص حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوئے۔ مطلوبہ سامان بھی ساتھ لے لیا۔ اور روانہ ہوئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ○

(پ ۱۵ سورۃ الکھف آیت ۶۰)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

بعض تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں عرصہ دراز تک چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں اس عالم دین کو پالوں۔

(ف) کاشفی نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں اگرچہ عرصہ دراز اسی (۸۰) سال تک سفر کرنا پڑے تب بھی اس بندۂ خدا کو تلاش کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید

ترجمہ: اس کی تلاش سے باز نہیں آؤں گا جب تک مطلب پورا نہ ہو

مثنوی شریف میں ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گرگراں دگر شتا بندہ بود
آنکہ جوینده است یا بندہ بود
در طالب زن دائما تو ہر دو است
کہ طلب در راہ نیکو رہبر است

ترجمہ: اگر آہستہ چلے یا دوڑے بالآخر تلاش کرنے پر مقصد حاصل ہو جاتا ہے مقصد کی طلب میں جدوجہد کیجئے اس لیے کہ طلب ہی بندے کی بہتر رہبر ہے۔

فائدہ طالبعلمانہ:

امام صاحب نے تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کو سفر کی کوفت اور اس کے دکھ اور تکلیف سے تسلی دلائی ہے تا کہ سفر کی تکالیف کو دیکھ کر نفس کو گھبراہٹ نہ ہو اور علم کی طلب میں ایسی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس میں طالب علم کو سبق دیا گیا ہے کہ اگر اسے صرف ایک مسئلہ کے حصول کے لیے مشرق سے مغرب تک جانا پڑے تو بھی علم کی شان میں معمولی امر ہے۔ (فیوض الرحمٰن، پ ۱۵، ص ۴۱۴)

حکایت:

روضۃ الخطیب میں ہے کہ ایک بزرگ نے مدینہ طیبہ سے ملک مصر تک صرف ایک حدیث شریف سننے کے لیے سفر کیا۔
(فیوض الرحمٰن پ ۱۵، ص ۴۱۴)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ○

(پ ۱۵، سورۃ الکہف آیت نمبر ۶۱)

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ سرنگ بنائی۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا تو وہاں دونوں حضرات نے استراحت کی اور مصروف خواب ہو گئے بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی اور تڑپ کر دریا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک محراب سی بن گئی حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ (تفسیر نور العرفان، پ ۱۵، سورۃ الکہف)

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ○

(پ ۱۵، سورۃ الکہف آیت نمبر ۶۲)

پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ (کنز الایمان)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

تھکان بھی ہے بھوک کی شدت بھی اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی منزل مقصود سے آگے بڑھ کر تکان اور بھوک معلوم ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی کو یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے معذرت کی۔

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ○ (پ۱۵، سورۃ الکہف آیت ۶۳)

بولا بھلا دیکھیئے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو مذکور کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

عجیب راہ کہ جہاں جاتی تھی راہ کشادہ پیدا ہو جاتی تھی اور دریا کی زمین بھی خشک ہو جاتی تھی۔

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○ (سورۃ الکہف ۶۵)

موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (الکہف ۶۵)

تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (کنزالایمان)

علم لدنی:

ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ علم لدنی وہ ہے کہ خلق پر توفیق اور خذلان کا حکم کریں اور بعض نے کہا کہ علم لدنی وہ علم ہے جو بے حاصل کیے اور حرف پڑھے ہوئے حاصل ہو جائے۔ صاحب کشف الاسرار نے فرمایا کہ یہ علم جاننے والا محقق ہے جو کچھ پاتا ہے وہی زبان پر لاتا ہے۔ فتوحات میں سلطان العارفین سے نقل ہے کہ علماء کے ایک گروہ سے کہتے تھے کہ تم نے مردہ علم لیا مردے سے اور ہم نے اُس زندہ سے علم لیا جو کبھی نہ مرے گا۔ مثنوی

گلشنے کز نقل روید یک دم ست
گلشنے کز عشق روید خرم ست
گلشنے کز گل دمد گردد تباہ
گلشنے کز دل دمد وافر مناہ

علم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم چوں برگل زندہ بادے شود

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر سے ملاقات:

لکھا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام کی جگہ پر پہنچے تو انہیں دیکھا کہ تکیہ لگائے ہیں اور اپنا کپڑا منہ پر ڈالے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا خضر علیہ السلام نے کپڑا اپنے منہ پر سے ہٹا کر جواب دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ میں موسیٰ ہوں بنی اسرائیل کا نبی۔ حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تم سے صحبت رکھوں اور کچھ سیکھوں انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں پیغمبر شریعت والا ہوں وہ دوسرے سے کیونکر کچھ سیکھے گا اور کہا کہ رسول ایسا چاہیے کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہے اُن سے اُصول وفروع دین کا عالم زیادہ ہو جو ان کی طرف لایا ہے اور جو علم اس قبیل سے نہیں اس کی تعلیم اُمورِ نبوت کے منافی نہیں اور اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ اس قول کا مؤید ہے۔

(تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اوّل، ص ۵۷۹)

مچھلی:

صحیح بخاری کی حدیث سے اس مچھلی کے متعلق اتنا ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لیں۔ اس سے زائد یہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ مچھلی کھانے کے لیے ساتھ رکھنے کا حکم ہوا تھا یا کھانے سے علیحدہ دونوں احتمال ہیں۔ اس لیے مفسرین میں سے بعض نے کہا کہ یہ بھونی ہوئی مچھلی کھانے کے لیے رکھی گئی تھی اور اس سفر کے دونوں ساتھی دورانِ سفر اس میں سے کھاتے بھی رہے اس کا نصف حصہ کھایا جا چکا تھا اس کے بعد بطور معجزہ یہ بھونی ہوئی اور آدھی کھائی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔

ابن عطیہ اور بعض دوسرے لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ مچھلی بطور معجزہ کے پھر دنیا میں باقی بھی رہی اور بہت دیکھنے والوں نے دیکھا بھی کہ اس کی صرف ایک کروٹ ہے اور دوسری کھائی ہوئی ہے۔ ابن عطیہ نے خود بھی اپنا دیکھنا بیان کیا ہے۔

(معارف القرآن جلد ۵، ص ۶۱۰ بحوالہ قرطبی)

موسیٰ علیہ السلام اور طالب علم:

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○ (الکہف ۶۶)

اس سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جلالتِ شان کے باوجود کتنے ادب واحترام سے اپنی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ہر طالب علم کو حضرت کلیم کے اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے جب تک دل میں ادب واحترام کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا [illegible] معلوم ہوا کہ اگر اپنے سے کم درجہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والے میں کوئی کمال ہو تو اس کے حصول سے باز نہ آنا چاہیے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳، ص ۴۱)

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○ (الکھف ۶۷۔۶۸)

اس بندے نے کہا (اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مرشد کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ واستاد کے افعال پر زبان اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان بحوالہ مدارک)

فائدہ:

حضرت خضر علیہ السلام کو معلوم تھا کہ علوم تکوینیہ کے جو راز مجھ پر منکشف کیے گئے ہیں ایک صاحب شریعت رسول اس پر سکوت اختیار نہیں کر سکتا اس لیے پہلے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ایسے امور واقع ہوں گے تو آپ ضرور اعتراض کریں گے اور جہاں اعتراض کی نوبت آجائے وہاں افادہ واستفادہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسی لیے صوفیاء کرام نے فرمایا انہ یجب علی المرید ترك الاعتراض علی الشیخ (مظہری) مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳، ص ۴۱)

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ○ (الکھف ۶۹)

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے پورا واقعہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوا ہے یہاں یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ بزرگوں کی تلاش میں نکلنا موسیٰ کلیم اللہ کی بھی سنت ہے۔ نیز مرشد کریم کی تلاش اور بزرگوں کی تلاش میں نکلنا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے خلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ کو حکم دیا۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

حضرت علامہ عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدۃ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد مرادی جو بعد کو قبیلہ قرن میں داخل ہو گئے تھے یہ بڑے مشہور زاہد ہیں ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انہوں نے نبی کا زمانہ پایا تھا مگر آپ کو دیکھا نہیں کوفہ میں رہتے تھے وہاں کے اعلیٰ طبقہ کے تابعین میں سے تھے۔ (اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اردو ترجمہ، ص ۲۳۶)

آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کہ کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے۔ جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہید ہوئے اکمال نے صفین فرمایا ہے مگر اشعۃ اللمعات

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے نہاوند کو ترجیح دی ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۸، ص ۵۷۴)

خواجہ اویس قرنیؓ سے دعا کرانے کا فرمان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی رو کے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کر دی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے جو اُن سے ملے تو وہ اس سے دعا مغفرت طلب کریں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے ان کی ایک ماں ہیں انہیں برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعاء مغفرت کریں۔
(رواہ مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس القرنی فصل اوّل)

فائدہ:

چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں حج کو آنے والے تھے اس لیے اس علیم وخبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی سے یہ فرمایا مگر یہ کہ تمام صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لیے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صالح سے دعا کرائے۔

حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جا رہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۸، ص ۵۷۵)

فائدہ:

حضرت خضر علیہ السلام والا واقعہ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک پیش کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانا واضح کرتا ہے بزرگوں کو تلاش کر کے ان سے دعا کرانا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پہ عمل پیرا ہونا ہے اس سے حق تعالیٰ کے انعامات اور بخشش حاصل ہو سکتی ہے۔ تفصیل کے لیے فیض ملت حضرت علامہ شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ذکر اویس میں ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اور ادارہ تالیفات اویسیہ نزد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم کو ڈھونڈھتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہوئے اور صحابہ کرام کی سنت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے اولیائے کرام بھی مرشد کریم کی تلاش میں سفر کرتے رہے۔ کامل مرشد کی تلاش ضروری ہے۔ اس سلسلے میں خواہ جتنا بھی سفر کیا جائے کم ہے۔ اس میں ہزاروں دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاعدہ صوفیانہ:

حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

بندہ ولایت میں کمال کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کسی کامل کے ہاں جا کر گھٹنے نہ ٹیکے اور منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا جب تک ہجرت نہ کرے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، ص ۴۱۵)

لطیفہ:

جو شخص استاد کے بغیر اپنی کاروائی سے مقصد کو پہنچنا چاہے یا پیر و مرشد کے بغیر اپنے دل کے پردے ہٹانا چاہے وہ اگرچہ کامیاب بھی ہو تب بھی اسے اس بچے کی طرح سمجھو جو راستہ میں پڑا ہوا ملے لیکن اس کا باپ کوئی نہ ہو کہ جس سے اس کا نسب بیان کیا جا سکے۔ (فیوض الرحمٰن، پ ۱۵، ۴۱۵)

بے پیر شیطان کا چیلہ:

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جس کا شیخ و پیر و مرشد نہ ہو اس کا شیخ شیطان ابلیس ہے۔

مثنوی شریف میں ہے کہ

پیر را بگزیں کہ بے پیرایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر
چوں گرفتی پیر ہن تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر

ترجمہ: پیر کا دامن پکڑ کہ یہ سفر پیر کے بغیر بہت بڑا آفت اور خوف و خطرہ سے بھرپور ہے جب پیر و مرشد کا دامن پکڑا ہے تو ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے خضر کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

چند فوائد:

حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ کی تفسیر میں تفسیر صوفیانہ بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ آیت میں سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) مسافر پر لازم ہے کہ سفر سے پہلے رفیق سفر کی تلاش کرے۔

(۲) سفر میں ایک کو امیر سفر مقرر کر لینا ضروری ہے تا کہ دوسرے اس کے ماتحت کام کریں اور اسی کے تبع رہیں البتہ مشورہ دیتے جائیں اور امیر پر لازم ہے کہ سفر میں ان کے مفید مشوروں کو ضائع نہ جانے دے۔

(۳) رفیق سفر کو اپنے سفر کے مقاصد سے باخبر کرے اور اسے بتا دے کہ اس سفر میں اتنا عرصہ لگے گا تا کہ رفیق سفر اس کے حالات سے آگاہ ہو اگر مناسب ہو تو وہ اس کے ساتھ چلے گا ورنہ معذرت کر لے گا۔

(۴) مرید پر لازم ہے کہ شیخ کامل کو تلاش کر کے اس کی بیت کے بعد اس کی اقتداء میں سر کی بازی لگا دے یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچ کر مقاصد میں کامیاب ہو اس لیے شیخ کامل کی تلاش درحقیقت حق تعالیٰ کی تلاش ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا کرن حکومت دنی ، حاکم ناؤں دھرن
اگے دھول پیادیاں ، پچھے کوت چلن
چڑھ چلن سکھ واسنی ، اپر چور جھلن

حل لغات:

* کرن: کرنا مصدر سے یعنی کرتے ہیں۔ * حکومت: ملک کا انتظام کرنے والا ادارہ، راج، حکمرانی، سختی زبردستی، اختیار یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ * دنی: دنیا، مخلوق، خلق خدا مراد انسان۔ * دی: کی۔ * حاکم: حکمران حکومت کرنے والا، حکم کرنے والا، بادشاہ، آقا یہاں سارے معانی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ * ناؤں: نام۔ * ناؤں دھرن: نام دیتے ہیں۔ * اگے: آگے۔ * دھول: ہنگامہ، شور، خاک، گرد، راکھ، مٹی۔ * پیادیاں: پیادہ کی جمع، پیادہ کے معنی ہیں پیدل سفر کرنے والا، شطرنج کا مہرہ، ہرکارہ: چپراسی۔ * پچھے: پیچھے۔ * کوت: مدح، قدردان، درباری۔ * چلن: چلتے ہیں۔ * سکھ واسنی: آرام طلب، آرام چاہنے والے۔ * اُپر: اوپر۔ * چور: چار چوفیرے، چاروں طرف۔ * جھلن: جھولنے والے پنکھے جھولتے ہیں۔

ترجمہ:

دنیا پہ حکومت کرنے والے حکمران کہلاتے ہیں۔ان کے آگے آگے اچھل کود کرنے والے پیادوں کی قطاریں ہوتی ہیں۔ اوران کے پیچھے پیچھے درباری چل رہے ہوتے ہیں۔آرام طلب سواریوں پہ سوار ہوتے ہیں۔جن پر جھولنے والے پنکھے چاروں طرف سے جھول رہے ہوتے ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے دنیوی حکمرانوں کی حالت بیان کی ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں حکومت کرتے ہیں۔وہ اس دنیا میں حکمران یعنی بادشاہ، وزیر، مشیر، صدر، وزیر اعظم وغیرہ کہلاتے ہیں ان کے چلنے یا ایک مقام سے دوسرے مقام پہ پہنچنے اور جانے کے عجیب وغریب طریقے ہوتے ہیں ان کی ٹھاٹھ باٹھ کا عجیب رنگ ہوتا ہے ان کے آگے آگے پیادے قطاروں کی شکل میں اُچھلتے کودتے جاتے ہیں۔ان کے پیچھے پیچھے درباری ایک خاص ترتیب اور انداز سے چلتے ہیں عام درباریوں سے ہٹ کر بلند عہدے والے اپنی اپنی سواریوں پہ سوار ہوکر چل رہے ہوتے ہیں اور انھیں کے چاروں طرف سے جھولنے والے پنکھے جھول رہے ہوتے ہیں۔وہ عجیب نشے کی حالت میں ہوتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ ہم بھی انسان ہیں اور پیدل چلنے والے پیادے بھی انسان ہیں۔ہم بھی انسان ہیں اور ہمیں پنکھے سے آرام وسکون پہنچانے والے بھی ہمیں جیسے انسان ہیں ۔بحیثیت انسان ہم سب برابر ہیں۔یہ سب اونچ نیچ ہماری اپنی ہے شرف انسانیت کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں ہاں اُن میں افضل وہ ہے جو زیادہ پرہیز گاری اختیار کرتا ہے۔انسان کو ان سب بھول بھلیوں میں اپنے آپ کو گم نہیں کر دینا چاہیے۔بلکہ ہوشیاری اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کناں ، دَنداں ، اَکھیاں ، سَبھناں دِتی ہار ویکھ فَرِیدا چھڈ گئے ، مُڈھ قَدِیمی یار

حل لغات:

★ کناں: کن کی جمع یعنی کان۔ ★ دنداں: دند کی جمع یعنی دانت۔ ★ اکھیاں: اکھ کی جمع یعنی آنکھیں۔ ★ سبھناں: سبھی نے ،تمام نے۔ ★ دتی ہار: ناکام کردیا۔ ★ ویکھ: دیکھ: چھڈ گئے: چھوڑ گئے۔ ★ مڈھ قدیمی: شروع کے، بنیادی، لنگوٹیے یار۔ ★ یار: دوست۔

ترجمہ:

میرے کانوں، دانتوں اور آنکھوں سبھی نے ہی مجھے ہرایا ہے۔اے فرید دیکھ تو سہی سب سے پہلے میرے دوست ہی مجھے چھوڑ گئے ہیں میں اور کسی کا شکوہ کیا کروں۔

مطلب:

وقت ایک سا نہیں رہتا مثل مشہور ہے۔مگر اکثر انسان کی ناسمجھی اسے یہ حقیقت سمجھنے نہیں دیتی۔انسان کے پیدا ہوتے ہی انسانی وجود کو اکثر آہستہ آہستہ عروج حاصل ہونا شروع ہوتا ہے مثلاً یہی دیکھیے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے منہ میں دانتوں کی بہار آہستہ آہستہ آتی ہے۔

جسمانی اعضاء میں قوت آہستہ آہستہ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔فہم وفراست کی قوت میں بھی آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا ہے۔ آنکھ کھولتے ہی علوم کی بہار سے آشنائی شروع ہوجاتی ہے آہستہ آہستہ اس میں اضافہ بھی ہوتا جاتا ہے۔جو قوتیں انسان کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔اسے انسان اپنی قوتیں سمجھ بیٹھتا ہے۔اپنے اعضاء اس کے دوستوں کی مانند ہوتے ہیں کہ اس جہانِ فانی میں آنے سے پہلے ہی یہ دوست اس کے ساتھ آتے ہیں اکثر وبیشتر ساری زندگی ساتھ رہتے ہیں خود بخود دور نہیں ہوجاتے یعنی انسان کا ساتھ جسمانی اعضا خود بخود نہیں چھوڑتے۔مثلاً کان، دانت، آنکھیں یہ سبھی اعضاء جسمانی انسان کو پیدائش سے قبل ہی ملتے ہیں۔یہ اس کا ساتھ شروع سے آخر تک دیتے ہیں حتیٰ کہ جب صحت روبہ زوال ہوتی ہے۔یہ جسمانی اعضا آہستہ آہستہ کمزور ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ دانت ٹوٹ جاتے ہیں۔کانوں کی شنوائی کی قوت ضعف کا شکار ہوجاتی ہے۔حتیٰ کہ کانوں سے سنائی دینا بند ہوجاتا ہے۔ خوب دیکھنے والی آنکھیں جب تک اللہ کو منظور ہوتا ہے آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ ان سے نظر آنا بند ہوجاتا ہے۔بابا فرید مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر کا مطلب ہے کہ کان، دانت، آنکھیں یہ میرے جسمانی اعضاء جو میرے زندگی کی ابتداء سے ہی میرے دوست ہیں ان سبھی نے آہستہ آہستہ میرا ساتھ چھوڑنا شروع کردیا یہاں تک کہ سبھی ہمت ہار بیٹھے۔جب لنگوٹیے یار ہی ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔تو کسی اور کا کیا کہنا، کون کب تک ساتھ دیتا ہے؟ وقت آنے پر سبھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا تو یہی لنگوٹیے یار ہی گواہیاں بھی دیں گے اپنے جسمانی اعضا اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے۔

مگر قربان جائیں اولیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء، محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔کہ بعد از وصال بھی، قیامت میں بھی، میدان حشر میں، اعمال کے میزان کے وقت، پل صراط سے گزرتے وقت، ہر وقت اور انشاء اللہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت فرماتے نظر آئیں گے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبوبانِ حق کی پختہ دوستی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں یوں کیا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (پ۵،سورۃ النساء آیات نمبر ۶۹۔۷۰)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔ (کنزالایمان)

-----☆☆☆-----

کنت نیناں تن گارڑی ، ناگاں ہاتھ منا وس گندلیں مندہ نگر ، ہوریں لہر لہا

حل لغات:

★ کنت: محبوب، آقا، مالک شوہر۔ ★ نیناں: نین کی جمع بمعنی آنکھیں۔ ★ تن گارڑی: بدن کا پھندا۔ ★ ناگاں: (ناگ کی جمع) سانپوں، اژدھوں۔ ★ ہاتھ منا: ان سے ہاتھ دور رکھ۔ ★ گندلیں: (گندل کی جمع) ساگ کی گندلیں، ساگ۔ ★ وس گندلیں: زہریلا ساگ، زہریلی سبزی۔ ★ وس: زہر، زہریلا۔ ★ مندہ: برا، بری۔ ★ نگر: نگری، شہر، قصبہ۔ ★ ہوریں: تو نے منع کرنا ہے۔ ★ لہر لہا: نفع کا جوش۔

ترجمہ:

آقا یا شوہر کی آنکھوں، جسم کے پھندے اور ناگ سانپوں کو چھونا منع ہے انہیں ہاتھ نہ لگا، زہریلی گندلوں یعنی زہریلی سبزی اور برے شہر یا قصبے سے فائدہ تلاش کرنے سے باز رہ کیونکہ یہ سبھی امور نقصان دہ ہیں۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف دینی امور سمجھائے ہیں۔ عبادات کو بھی اپنے کلام کا موضوع بنایا اور ریاضتوں کو بھی اپنے کلام میں بیان فرمایا۔ معاشرتی امور کو بھی آپ اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے مثلاً اس شعر کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

آقا یا شوہر کی آنکھوں، جسم کے پھندے اور ناگ یعنی سانپوں کو چھونا منع ہے۔ کیونکہ انہیں ہاتھ لگانا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح آپ بیان فرماتے ہیں کہ زہریلی سبزی اور بُرے مقامات سے فائدہ تلاش کرنا نقصان کا باعث ہے اس لیے نقصان دہ اشیاء سے فائدہ تلاش کرنا بے وقوفی بھی ہے اور نقصان کا سبب بھی ہے۔ اور نقصان کے اسباب سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آقا یا شوہر کی آنکھوں کو چھونے سے اسی لیے بھی منع کیا گیا ہے کہ ایسا کرنا بے ادبی ہے۔ بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگا ہے ڈھوئی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب عام آقا شوہر کی آنکھوں کو چھونا منع ہے؟ کیوں منع ہے؟ اس لیے کہ ایسا کرنا ان کی بے ادبی ہے تو اولیاء وانبیاء کی بے ادبی کرنا کہاں جائز اسی طرح جسمانی اعضاء کو بار بار اور بلاوجہ چھیڑ چھاڑ کرتے رہنا نقصان کا سبب ہے۔ اسی طرح فضول امور اور کام سرانجام دینا بھی مناسب نہیں کھیل کود میں وقت ضائع کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی طرح ناگوں کو چھونے سے ان کے حملے کا خطرہ ہے۔ جو اُن کے کاٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہر نقصان دہ کام سے بچنا لازم ہے۔

اسی طرح زہریلی سبزی اور دیگر زہریلی چیزوں سے بھی بچنا چاہیے۔ اسی طرح برے شہر قصبے، علاقے وغیرہ سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔

اس کے برعکس مفید امور کا سرانجام دینا ضروری ہے کیونکہ ہر مفید کام فوائد عظیمہ کا سبب بن سکتا ہے۔ مفید اور بابرکت چیزوں کو چھونے سے فائدہ ہوتا ہے اس لیے کہ تبرکات میں شفاء ہوتی ہے، تبرکات اور مقدس مقامات کی زیارت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سبب ہوتا ہے اس لیے ان کی زیارت سے مستفید ہونا چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کوکیندڑا تاں کوک، کدے تاں رب سنیسیا نکل ویسی پھوک، پھر کوک نہ ہوسیا

حل لغات:

* کوک: فریاد کر، گڑگڑا کر دعا مانگ۔ * کوکیندڑا: فریادی، فریاد کرنا، چاہتا ہے تو اللہ کی بارگاہ میں ضرور فریاد کر۔ * کدے: (کدیں، کدی) کبھی۔ * سنیسیا: سنے گا۔ * نکل ویسی: نکل جائے گی۔ * پھوک: ہوا، سانس، مراد مرنا۔ * تاں پھر: تو پھر۔ * کوک نہ ہوسیا: فریاد نہ ہو سکے گی۔

ترجمہ:

اے فرید! اگر تو فریاد کر سکنے والا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ضرور فریاد کر کبھی تو اللہ تعالیٰ سنے گا کیونکہ وہ سمیع وبصیر ہے۔ جب سانس نکل گئی یعنی جب موت وارد ہو گئی تو پھر تجھ سے فریاد نہ ہو سکے گی۔

مطلب:

اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے دعا کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ۔

ارے فرید! اگر تو بارگاہ حق میں فریاد کرنا چاہتا ہے تو بارگاہِ حق میں گڑگڑا کر، رو، رو کر عاجزی سے دعا مانگ، اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور فریاد کر، جو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عاجزی سے دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اُسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے اس لیے اگر تو نے بھی دعا مانگی تو انشاء اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ دعا ہر حال میں قبول ہو جاتی ہے۔ یہ دعاؤں کی توفیق، نیک اور صالح اعمال کا کرنا زندگی تک ہے جب تک تجھے زندگی میسر ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتا رہ، اللہ تعالیٰ دعائیں سننے والا ہے۔ سنے گا۔ اور مرنے کے بعد یعنی جب جسم سے روح کا تعلق ظاہری کٹ گیا تو پھر بارگاہ حق میں اس طرح دعا نہ مانگ سکے گا۔ وہ وقت آنے سے پہلے دعائیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مانگ لے۔ یہ وقت غنیمت ہے اسے ضائع اور برباد نہ ہونے دے۔ اس سے دنیا میں خوب کام لے۔ اتنا کام لے کہ کل جب دعاؤں کے ثمرات سے مستفید ہو تو پھر پچھتاوا نہ آئے کہ کاش اتنا وقت میں نے غفلت کی حالت میں کیوں گزار دیا۔

دعا:

دعا عبادت کا مغز ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ

اَلدُّعَا مخ العبادة

دعا عبادت کا مغز ہے۔

(اطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۵۹۵[1])

قرآن مجید میں ہے کہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

اس میں طالبان حق کی طلب مولا کا بیان ہے جنہوں نے عشق الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

شان نزول:

ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان البقرہ آیت ۱۸۶)

اسی آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت علامہ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

---

(۱) ترجمہ: احیاء العلوم شریف حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے احیاء العلوم شریف کا بہترین ترجمہ: اطاق المفہوم کے نام سے شیخ القرآن والتفسیر فیض ملت ابو صالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے جو کہ اپنے موضوع پر بہترین انداز میں ترجمہ شائع کیا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمہارے پاس آ کر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں۔(تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر ۲:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ج (پ۸ سورۃ اعراف آیت ۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔(کنز الایمان)

تفسیر: دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے۔(تفسیر خزائن العرفان)

احادیث:

چونکہ اس شعر میں دعا کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی فضیلت کے متعلق چند احادیث پیش کر دی جائیں۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ یعنی دعا ہی عبادت ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ترمذی شریف ابوداؤد، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا اصل ہے یا دعا عبادت کا مغز ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ترمذی شریف)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ o

اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف)

فائدہ:

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۔

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِى الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات ترمذی شریف)

ترجمہ: دعا تقدیر کو پھیرتی ہے اور نیکی عمر کو زیادہ کرتی ہے۔

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَآءِ

(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

ترجمہ: دعا نفع دیتی ہے اس چیز میں کہ اتری ہو یا نہ اتری ہو۔ اللہ کے بندو! اپنے پر دعا لازم کرو۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ لَّمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات ، ترمذی شریف)

جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

دعا کے آداب:

دعا کے آداب میں سے چند آداب درج ذیل ہیں۔

(۱) دعا کے وقت ہتھیلیاں آسمان کی طرف پھیلی ہوں۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو۔ ہاتھ نہ بہت نیچے ہوں اور نہ بہت زیادہ بلند بلکہ کندھے کے مقابل ہونے چاہیں دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیر لینے چاہئیں۔

(۲) دعا کرنے والے کا رزق حلال ہو صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دعا آسمان کے دروازے کی ایک کنجی ہے اور غذا حلال اس کنجی کے دندانے۔ (روح البیان)

(۳) دعا کے وقت دل حاضر ہو۔

(۴) دعا کے وقت قبول کی قوی امید ہو ناامیدوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۵) دعا کے وقت اپنے مقصد کو دھیان میں رکھنا چاہیے کیونکہ خیال کا بڑا اثر پڑتا ہے۔

(۶) بہتر ہے کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ اور مسلمانوں کے لیے بھی دعا کرے۔

(۷) دعا میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف بھیجے پھر اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرے اور پھر عرض حاجات کرے پھر درود شریف پہ دعا ختم کرے۔ (خلاصہ از تفسیر نعیمی جلد ۲، ص ۲۴۴)

دعا زیادہ قبول ہونے کے چند اوقات:

چند وقتوں میں دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

(۱) جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان۔

(۲) خطبہ اور نماز کے درمیان۔

(۳) جمعہ کے دن سورج غروب ہوتے وقت۔

(۴) بارش کے وقت۔

(۵) مرغ کے اذان دیتے وقت۔

(۶) ہر رات کے اخیری چھٹے حصہ میں۔

(۷) رمضان المبارک میں افطار کے وقت

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۸) قرآن پاک ختم ہوتے وقت۔

(۹) اذان کے بعد۔

(۱۰) فرض نمازوں کے بعد۔

(۱۱) شب قدر میں۔ (تفسیر نعیمی جلد۲، ص۲۴۴)

دعا زیادہ قبول ہونے کے چند مقامات:

چند جگہ دعا بہت قبول ہوتی ہے۔

(۱) بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت۔

(۲) طواف میں ملتزم کے پاس۔

دعا کے چند ایسے مقامات جہاں قبولیت یقینی ہے:

(۱) کعبۃ اللہ (۲) مساجد ثلاثہ یعنی بیت اللہ بیت المقدس مسجد نبوی کو دیکھتے وقت (۳) سورہ انعام کے جلالتین کے مابین (۴) طواف میں (۵) ملتزم کے وقت (۶) بیت اللہ کے اندر (۷) زمزم کے نزدیک (۸) زمزم کا پانی پیتے وقت (۹) صفا پر (۱۰) مروہ پر (۱۱) سعی میں (۱۲) مقام ابراہیمی کے پیچھے (۱۳) عرفات میں (۱۴) مزدلفہ میں (۱۵) منیٰ میں (۱۶) تینوں کنکریوں کو پھینکے کے وقت (۱۷) حضرات انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات کے نزدیک۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان، پ۲، ص۱۰۸)

کن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے:

چند شخصوں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

(۱) روزہ دار کی دعا افطار کے وقت۔

(۲) عادل بادشا کی دعا۔

(۳) مظلوم کی دعا۔

(۴) ماں باپ کی دعا۔

(۵) مسافر کی دعا۔

(۶) بیمار کی دعا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی دعا۔

(۸) مسلمان کے لیے اس کے پیچھے دعا۔

(۹) مجاہد کی دعا۔ (تفسیر نعیمی، جلد۲، ص۲۴۵)

مسئلہ: ناجائز کاموں کے لیے دعا کرنا منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

مسئلہ: محال چیز کی دعا کرنا منع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

marfat.com

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

دعا تو دراصل بندگی کے اظہار کا نام ہے بظاہر جسے ہم کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی ایسی حالت میں بھی دعا مانگتا رہے دعا کا مانگنا ترک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ سمجھنا یہ چاہیے۔ کہ اس دعا کے قبول نہ ہونے میں ہماری ہی بھلائی ہوگی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہش کے مطابق نہیں کر دیا۔

میری رات کی دعائیں جو نہیں قبول ہوتیں
میں سمجھ گیا یقیناً ابھی مجھ میں کچھ کمی ہے

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی تم میں سے اپنے پروردگار سے سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول ہو گیا ہے تو کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنعمته تتم الصلحت

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس کی نعمت سے پوری ہوتی ہیں نیکیاں
اس کے قبول میں کچھ دیر ہو جائے تو پھر کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَال

ترجمہ: شکر ہے اللہ کا ہر حال پر۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۵۹۹)

دعا کے اوّل و آخر درود شریف:

حضرت ابو سفیان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اسے چاہیے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے (یعنی دعا کرے) پھر خاتمہ درود شریف پر کر دے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دونوں درودوں کو قبول کرتا ہے تو وہ اس سے برتر ہے کہ درودوں کے بیچ کے مطلب کو چھوڑ دے حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو ابتداء میرے اوپر درود پڑھنے سے کرو کہ اللہ تعالیٰ کا کام اس امر کا مقتضی نہیں کہ اس سے کوئی دو حاجتیں مانگے تو ایک پوری کر دے اور دوسری کو نہ کرے۔ (اطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم جلد اول، ص ۶۰۰)

چغل خوری کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی:

چغل خوری ہمارے ہاں وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے ہماری دعاؤں کے قبول نہ ہونے اور بارش کی کمی کی وجوہات میں سے ایک وجہ چغل خوری بھی ہے۔

حکایت:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں لوگوں میں ایک سخت قحط پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ بارش طلب کرنے کے لیے میدان میں نکلے مگر بارش نہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔ پھر آپ تین دن باہر تشریف لے گئے پھر بھی بارش نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی دعا قبول نہ کروں گا کہ تم میں چغل خور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰہی! وہ کون ہے؟ ہمیں بتا دے کہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں، حکم ہوا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) چغلی سے میں منع کرتا ہوں میں خود ہی چغلی کا ارتکاب کروں۔ آپ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم چغلی سے توبہ کرو۔ سب نے توبہ کی تو بارش ہوئی۔ (احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۶۰۰)

حقداروں کے حقوق:

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بار سات برس کی خشکی ہوئی یہاں تک کہ مردار اور لڑکوں کو کھا گئے اور پہاڑوں میں جا جا کر روتے اور تضرع کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبروں پر وحی نازل کی کہ اگر بالفرض تم میری طرف اتنا چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کے بادلوں کو لگ جائیں اور دعائیں کرتے کرتے زبانیں تھک جائیں، تب بھی میں کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کروں گا نہ کسی رونے والے پر ترس کروں گا جب تک کہ حقداروں کے حقوق نہ پہنچا دو۔ جب سب اس امر کے مطابق کاربند ہوئے تو اسی دن بارش ہو گئی۔

(احیاء العلوم جلد اوّل، ص ۶۰۰)

ناپاک بدن کی مذمت:

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا اور کئی بار بارش کے لیے باہر نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، ان کے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ ان سے کہہ دو کہ تم ناپاک بدنوں سے نکلتے ہو اور وہی ہاتھ میرے سامنے پھیلاتے ہو جن سے بہت سے خون کیے اور اپنے پیٹوں کو حرام سے بھر رکھا ہے، اب میرا غصہ تم پر بہت زیادہ ہو گیا ہے اور دوری کے سوا تمہیں کچھ نہ ملے گا۔

(احیاء العلوم، جلد اوّل)

خلاصہ کلام:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے فرید! تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں آہ و زاری اور گریہ زاری کرتے ہوئے دعائیں مانگتا رہ۔ بظاہر دعا قبول ہو یا نہ ہو۔ ہر حال میں دعا مانگتا رہ۔ خالق و مالک کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہ وہ سمیع و بصیر ہے وہ تیری دعا ضرور سنے گا۔ مرتے دم تک دعا مانگتا رہ دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے انعامات سے نوازتا ہے۔

حکایت:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ بصرے میں قحط پڑا اور بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی کہ آپ دعا کریں تو امید ہے کہ بارش ہو جائے گی۔ جب بہت منت سماجت کی تو فرمایا کہ اچھا جامع مسجد میں اکٹھے ہو۔ میں دعائے باراں پڑھوں گا چنانچہ خواجہ صاحب نے جمعہ کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر بارش کے لیے دعا پڑھی، دستار مبارک اور جبہ مبارک جو آستین میں لائے تھے نکال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اس جامے کی حرمت سے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے چھوا ہے۔ بارانِ رحمت بھیج۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ابھی یہ بات کہنے بھی نہ پائے تھے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک بصرہ سے پانی کم نہ ہوا۔ (اسرار الاولیاء فصل ۱۹، ہشت بہشت)

فائدہ:

پس واضح ہوا کہ تبرکات کے وسیلہ مبارک سے مانگی ہوئی دعائیں اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا کیا لڑ چِٹے لٹ، تھیں جائی چنج وَنے جے تُوں مریں پٹ، تاں کیہیا تیرا سو پری

حل لغات:

* کیالڑ: تیرے کپڑے کے لڑ یعنی پلو میں کیا ہے، تیرے دامن میں کیا ہے۔ * چٹے لٹ: چٹے بمعنی سفید اور چندا کٹھے بالوں کو لٹ کہتے ہیں، یعنی سفید بال۔ * جائی: جگہ۔ * چنج: چونچ مراد پرندوں یا پرندے۔ * ونے: درختوں۔ * جے: اگر۔ * تھیں: ہوکر۔ * توں: تو۔ * مریں: مرجائے۔ * پٹ: پیٹ کی خاطر۔ * سو: بمعنی سلوک۔ * پری: محبوب، پیارا، مالک۔

ترجمہ:

اے فرید! تیرے دامن کے پلو میں کیا بندھا ہوا ہے تیرے بال سفید ہوگئے ہیں جو کہ تیرے بڑھاپے کی دلیل ہیں۔ حالانکہ تیری ساری عمر بیت گئی ہے مگر تیرے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو نے ساری زندگی بھاگنے دوڑنے اور پرندوں کی مانند دانہ دُنکا چگنے میں صرف کردی ہے۔ اگر غافلانہ زندگی میں ہی موت آگئی تو مالک وخالق کے حضور تیرا کیا حال ہوگا۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں غافلانہ روش سے دور رہنے کے لیے مشورہ دیا گیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسان اور حیوان کی زندگی میں فرق ہے۔ اس کے باوجود انسان بھی اگر حیوانوں جیسی زندگی گزار کر اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔ تو پھر اس سے جب خالق کائنات اس کی غفلت کے متعلق پوچھا تو اس کے پاس کیا جواب ہوگا حالانکہ حیوانات اور انسان کی زندگی کے راستے جدا جدا ہیں۔ اگر پرندوں نے ساری زندگی روزی کے دھندوں میں گزار دی تو اُن سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی حیات مستعار کی سبھی گھڑیاں محض دانہ دُنکا چگنے میں کیوں گزار کردیں تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی، تم نے روزہ کیوں نہیں رکھا۔ استطاعت کے باوجود تم نے حج کیوں نہیں کیا۔ استطاعت کے باوجود تم نے زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کی، وغیرہ کسی کے متعلق ان سے نہیں پوچھا جائے گا کیونکہ انہیں ان امور کا مکلف نہیں بنایا گیا جبکہ انسان ان فرائض کا مکلف ہے۔ اگر تو نے بھی ساری زندگی کھانے پینے میں ہی گزار دی تو پھر ایسے انداز سے زندگی تو جانور بھی گزار دیتے ہیں پھر ان کی زندگی اور تیری زندگی میں کیا امتیاز ہوگا کہ ان دو زندگیوں میں سے کون سی زندگی اشرف المخلوق کی زندگی ہے۔ اور اگر کوئی کہہ بھی دے کہ یہ زندگی اشرف المخلوق حضرت انسان کی ہے تو ذرا سوچنے کی بات ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ زندگی اشرف المخلوق کی ہے اس کی پہچان کیا ہے۔ تو اس بات کا تیرے پاس کیا جواب ہے کہ اگر محض دانہ دُنکا چگنا اور محض کھانے پینے میں زندگی گزار دینا دونوں ایک جیسے امور ہیں۔ جب دونوں ایک جیسے کام ہیں تو پھر ایسے حال میں انسان اور حیوان میں تو کوئی فرق نہیں رہا۔ حالانکہ ان دونوں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم کی زندگی میں فرق ہوتا اگر اسی طرح غفلت میں مشغول رہا غافلانہ زندگی میں ہی مست رہا تو تیری اور جانوروں کی زندگی ایک جیسی ہی ہوئی فلہٰذا ذرا غور وفکر کر، ذرا تدبر سے کام لے کیا یہ تیرا مناسب طریقہ ہے کیا یہ تیری غفلت تیرے لیے اچھی ہے یا غلط ہے ۔تو ضرور اس نتیجہ پہ پہنچے گا کہ یہ حقیقتاً غلط طریقہ ہے تو خدارا توجہ کر یہ غفلت چھوڑ دے۔ تیری یہ غفلت ایک نہ ایک دن تجھے لے ڈوبے گی فلہٰذا یہ غفلت چھوڑ دے۔ اگر خدانخواستہ اسی غفلت کی حالت میں ہی تجھے موت آ گئی تو پھر کیا بنے گا۔ اسے تو کیسے ٹال سکے گا۔ موت نہیں ٹلے گی کیونکہ موت کا وقت معین ہے آئی موت نے نہیں ٹلنا اس لیے وہ وقت آنے سے پہلے تو ہی بے ڈھنگی چال بدل لے۔ اسی میں تیرا فائدہ ہے۔ اور کچھ نہیں تو اپنے سفید بالوں کی طرف ہی دیکھ کر حقیقت سمجھ جا کہ اب بڑھاپا آ گیا ہے۔ بڑھاپے کا آنا موت کے قرب کی دلیل ہے۔ موت کے قریب ہونے کا پیغام ہے اس لیے اس بڑھاپے کے پیغام میں غور وفکر کر لے ۔چلو پہلی عمر تو جیسے تیسے گزر گئی۔ ان گزرے ایام کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا بھی احساس کر لے بارگاہِ حق سے معافی مانگ کر بخشوا لے ۔ورنہ مرنے کے بعد بہت برا حشر ہوگا۔

-----☆☆☆-----

فریدا لہریں سائر کھیہندیاں بھی سوہنس ترن کیا تریں بگ پڑے ، جو پہلی لہر ڈبن

حل لغات:

* لہریں: لہر کی جمع، موجیں، وہم، خیال وغیرہ۔ * سائر: سمندر، سیلانی۔ * کھیہندیاں: ٹکراتی ہیں۔ * بھی: نیز، اور علاوہ، زیادہ۔ * سو: وہ، جو، اس لیے۔ * ہنس: بطخ کی قسم کا ایک پرندہ، روح یا جان۔ * تریں: تیریں۔ * بگ پڑے: احمق بگلے، نکمے بگلے۔ * ڈبن: ڈوب جاتے ہیں۔

سمندر یا جھیل کی لہریں آپس میں ٹکراتی ہی رہتی ہے اس کے باوجود ان میں ہنس تیرتے ہی رہتے ہیں ڈوبتے نہیں ہیں۔ بے وقوف اور نکمے بگلے جو پہلی لہر کے آتے ہی ڈوب جاتے ہیں انہوں نے کیا تیرنا ہے یعنی وہ نہیں تیر سکتے۔

مطلب:

اسی شعر میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ضروری نہیں کہ ان کی حقیقت بھی ایک جیسی ہی ہو۔ بلکہ حقیقت بھی یہی کہ بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی چیزیں ایک جیسی بھی ہو سکتی ہیں اور ان میں فرق بھی ہو سکتا۔ اس میں امتیاز کرنا عقلمند کا کام ہے۔ عقلمند انسان تو ان کا فرق سمجھ لیتا ہے اور ناسمجھ اپنی ناسمجھی کی بدولت اس حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکتا۔ اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ہنس اور بگلے کے حقائق بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ سمندر پُرسکون رواں دواں ہو یا اس میں لہریں پیدا ہو رہی ہوں۔ سمندر کی لہریں ایک ہی سمت میں چل رہی ہوں یا مخالف لہریں پیدا ہو ہو کر ایک دوسری میں ٹکرا رہی ہوں ہنس کے تیرنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ ہر حال میں ہی تیرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ تیرتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی تیراکی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جبکہ بظاہر انہیں جیسے نظر آنے والے بے وقوف اور احمق بگلے ساکن پانی میں تو تیر سکتے ہیں۔ مگر جونہی پہلی لہر آئی۔ وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اس لیے ڈوب جاتے ہیں انہوں نے کیا تیرنا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیاء وانبیاء کرام کے روحانی مقامات عظیمہ سے ایک عام آدمی کا مقابلہ چہ معنی دارد؟

حالانکہ وہ دنیا کے سمندر میں غوطہ خوری بھی کرتے ہیں۔ ہر طرف بڑی آسانی سے صراط مستقیم اپنائے رہتے ہیں وہ شیطان اور شیطانی چالوں کو سمجھتے ہیں بہترین انداز میں زندگی گزار جاتے ہیں مگر ان کے مدمقابل اگر کوئی ان سے ہمسری کا دعویدار ہو تو وہ پہلی لہر میں ہی ڈوب کر اپنی دنیا و آخرت تباہ و برباد کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے ان کی ہمسری چہ معنی دارد؟ وہ برابر ہرگز نہیں ہو سکتے۔ تمام لوگ ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی عام انسان اور انبیاء کرام اولیاء اللہ سے برابری کا دعویٰ غلط ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مانگ مُول اتھاہ، قدر کیہ جانے شیش گری اِکے تاں گوہڑا شاہ جانے اِکے تاں جانے جوہری

حل لغات:

* مانک: موتی، ہیرے، جواہرات۔ * مول: قیمت۔ * اتھاہ: بے حد گہرا، بہت زیادہ گہرا۔ * قدر: عزت، مقام، بزرگی، توقیر، کسی چیز کا اندازہ، مقدار، قیمت۔ * کیہ جانے: کیا جانے۔ * شیش گری: شیشے کا کام کرنے والا۔ * اکے تاں: (ھکے تاں) یا تو۔ * گوہڑا شاہ: پختہ فطرت بادشاہ۔ * جانے: جان سکتا ہے، معلوم کر سکتا ہے۔ * جوہری: جواہرات کا سوداگر، کسی چیز کی خوبی یا عیب کی پرکھ رکھنے والا، جوہر سے متعلق، ایٹمی، ایٹم کا، پہلا اور دوسرا معنی مراد ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

موتی کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے اس کی قدر و قیمت شیشہ گری کا کام کرنے والا معلوم کر سکتا ہے یا ان کی قدر و قیمت سے صحیح طور پر پختہ فطرت بادشاہ ہی شناسائی حاصل کر سکتا ہے یا پھر کوئی جوہری۔ ان کے سوا موتی کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔

مطلب:

جو مقام یا شان اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے اس کا وہ مقام، مرتبہ اور شان تسلیم کرنا لازم ہے جو ان کے مقام اور شان کو تسلیم نہ کرے وہ مجرموں کی صف میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور جو تسلیم کر لیتے ہیں انہیں انعامات سے نوازا جاتا ہے ہمارے ہاں دنیوی قانون بھی اسے قابل تعزیز جرم قرار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی دیدہ دانستہ ان حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے سزا بھی برداشت کرنا پڑتی ہے اگر کوئی اپنی جہالت کا اظہار کرے تو اسے کم از کم بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ایک لطیفہ ملاحظہ فرمایئے۔

لطیفہ:

کہتے ہیں کہ ایک مقام پر بادشاہ کا ٹھہراؤ ہوا۔ بادشاہ تو اپنے لاؤ لشکر سمیت چلا گیا۔ کئی دنوں بعد ایک دیہاتی کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے ایک چھوٹا سا منکا ملا اس نے دھاگے میں پرو کر گدھے کے گلے میں ڈال دیا اور گھر کی راہ لی۔ راستے میں کسی جوہری کی نظر اس پر پڑی وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا میاں، یہ منکا کہاں سے ملا۔ وہ کہنے لگا کہ فلاں علاقے سے ملا۔ میں نے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوچا کہ گدھے کے گلے میں خوبصورت لگے گا۔اس لیے میں نے اسے اپنے گدھے کے گلے میں ڈال لیا۔وہ جوہری چونکہ ایمان دار تھا اُس نے کہا ارے میاں۔یہ گدھے کے گلے سے اتار لے اور بادشاہ کے پاس لے جاوہ تجھے انعام سے نوازے گا۔کئی دنوں بعد وہ بادشاہ کے دربار میں گیا تو بادشاہ نے اس سے موتی لے لیا اور بیش بہا دولت دی۔

فائدہ:

اس طرح وہ نااہل ہیرے سے محروم ہوگیا۔اور ہیرے کے مقابل جو کچھ اس نے حاصل کیا وہ بہت کم تھا۔لیکن سمجھ بیٹھا کہ میں نے بہت زیادہ کمالیا ہے۔بلکہ بادشاہ کو بے وقوف بنالیا حالانکہ وہ خود بے وقوف ثابت ہوا۔بہر حال عقلمند وہی ہے جو حقیقت سے آشنا ہو۔

اولیاء اللہ وانبیائے کرام کی عظمتوں کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات سے نوازا ہے۔جو اُن کے مقام ومرتبہ کو جانتے ہیں۔کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ۔

قدر پانی دا مچھلی جانے یا جانے مرغابی
قدر نبی دا اللہ جانے یا جانے صحابی

اولیاء الرحمٰن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر، مقام وشان تو وہی جانتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ان کی حقیقت سے آشنا کردیتا ہے۔یا انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر یا شان قبر میں جا کر معلوم ہوگی جب آپ کے متعلق سوال ہوگا تو اس دنیا میں غفلت کا نتیجہ قبر میں جب ہاہالا ادری کہہ کر ظاہر ہوگا۔

قدر یوسف دا معلوم ہویا بھائیاں مصر گئیاں نوں
قدر نبی دا معلوم ہوسی قبراں وچہ گئیاں نوں

جن لوگوں نے اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کی عظمتوں کو دنیا میں تسلیم نہ کیا اور اکڑ گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ محشر کے دن سب اکڑ پھوں نکل جائے گی۔

اُس دن آکڑ تے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کیہا محمد سرور ایہہ نئیں امت میری

بہر حال جسے اللہ تعالیٰ جو شان عطا فرماتا ہے اسے تسلیم کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شان اور مقام کو وہی سمجھے گا اور تسلیم کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی،اور جسے خالق ومالک نے اتنی فہم وفراست سے نہیں نوازا وہ کیسے تسلیم کرے گا مثلاً بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی شعر میں بیان فرمایا ہے کہ اے فرید! موتی کی قدر و قیمت شیشہ گری کا کام جاننے والا ہی معلوم کرسکتا ہے یا اس کی قدر و قیمت پختہ فطرت بادشاہ معلوم کرسکتا ہے اگر بادشاہ ہو مگر ہو بے وقوف تو اسے بھی موتی کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا اسی طرح یا جوہری اس کی حقیقت سے آشنا ہوگا۔کوئی اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوسکتا۔

بعینہ اولیاء اللہ وانبیاء کرام کو جو عظمتیں اور شانیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں انہیں صحیح طور پر تو انہیں نوازنے والا ہی جانتا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے یا ان کی عظمتوں کو انبیاء کرام جانتے ہیں۔ یا راہِ حق پہ گامزن اولیاء کرام ان کی عظمتیں جانتے ہیں یا جن پہ اللہ تعالیٰ کرم کرے انہیں کچھ حقائق معلوم ہوتے ہیں خصوصاً سید الانبیاء، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں عام بندوں کی عقلوں سے ماورا ہیں۔ عام دنیادار لوگ نہیں سمجھتے۔

کیا خوب کسی نے بیان فرمایا ہے کہ۔

قدر نبی دا ایہہ کیہ جانن دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے سوں گئے وچہ مدینے

یعنی عام لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام، شان نہیں جانتے کیونکہ یہ تو محض دنیادار ہیں ان کو دنیوی بھول بھلیوں کو سمجھنے سے فرصت نہیں ملتی۔ قدر نبی کا جاننے والے تو وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جام پیا ہے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے راہِ محبت کے دریا میں مست اپنی جان مدینے والے کے فرمان پہ قربان کر کے ابدی نیند سو گئے ہیں۔ قدر نبی کا تو وہ جانتے ہیں۔ ان عام لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا معلوم جنہوں نے اپنا سب کچھ دنیوی امور میں ضائع کر دیا۔

قدر پھلا دا گرج کی جانے مردے کھاون والی
قدر پھلاں دا بلبل جانے صاف دماغاں والی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کما حقہ قدر، مقام، شان تو قبروں میں پہنچ کر معلوم ہوگا پھر ناقدروں کو پچھتانا پڑے گا مگر اُس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔

قدر گھٹاون نہ شرماون شرماں دور ہٹائیاں
محشر دے دن بے قدراں نوں بھل جاسن وڈیائیاں

-----☆☆☆-----

فریدا ماں جے مینڈی کملی جس ''جیون'' دھریا ناؤں
جاں دن ائے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں
ماؤ مینڈی کملی جن ''جیون'' رکھیا ناؤں
جاں دن ٹپے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں

(کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۱۲۶)

اسی طرح بعض دوسرے اشعار کا بھی معمولی معمولی فرق ہے سوائے چند ایک کے مطلب میں فرق نہیں ہوتا اس لیے ہر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شعر کی اس طرح تحقیق سے قصداً گریز کیا ہے کیونکہ بلاوجہ کی طوالت بھی مناسب نہیں۔

فریداماں جے مینڈی کملی، جس جیون دھریا ناؤں　　جاں دن آئے موت دے، نہ جیون نہ ناؤں

(کلام بابا فرید، ص ۱۲۶)

حل لغات:

★ ماؤ: ماں۔ مینڈی: میری۔ ★ کملی: پگلی، نادان مراد، سیدھی سادھی سی۔ ★ جن: جس۔ ★ جیون: زندگی۔ ★ دھریا: رکھا۔ ★ رکھیا: رکھا۔ ★ ناؤں: نام۔ ★ جاں: جب۔ ★ دے: کے۔ ★ مینڈی: میری۔ ★ پے: پہنچے، پورے ہوئے۔ ★ موت دے: موت کے۔ ★ جیون: زندہ رہنا۔

میری والدہ ماجدہ بھی کیسی سیدھی سادھی سی خاتون تھیں کہ جنہوں نے جیون (زندگی) نام رکھا تھا جب موت پہنچنے کے مقررہ دن پورے ہو گئے اور مقررہ دن آ گیا پھر نہ تو جیون (زندگی، زندہ ہونا) رہے گا۔ اور نہ ہی نام رہے گا۔

بعض کتابوں میں مینڈی کی بجائے تینڈی لکھا ہوا ہے ان کے مطابق میری ماں کی بجائے تیری ماں معنی بنے گا۔ مگر اُس شعر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرید ابیان فرمایا ہے۔ گویا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان فرما رہے ہیں کہ اے فرید، تیری ماں ایک سیدھی سادھی سی خاتون ہیں۔

ماں کی شان:

اس شعر سے یہ مراد لینا بالکل ہی غلط ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے ماں کی شان کے خلاف مطلب نکلتا ہے۔ بلکہ اس شعر میں تو والدہ کی عظمت بیان کی گئی ہے کہ میری والدہ ماجدہ کتنی سیدھی سادھی سی خاتون ہیں کہ انہوں نے میرا نام جیون (زندگی) رکھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ میں اپنی زندگی کو کس نہج پہ گزاروں گا۔ ان کا یہ نام رکھنا ہی کام آ گیا کہ زندگی میں کچھ زندوں جیسے کام کر لیے۔ مقررہ دن تک زندگی گزاری اور خوب گزاری مگر جب موت کا وقت آیا تو نہ زندگی رہے گی اور نہ ہی نام رہے گا۔ اس شعر سے والدہ کی محبت، یعنی اولاد سے پیار کرنے والی اور سادہ سی والدہ ہیں گویا آپ فرما رہے ہیں کہ میری پیار کرنے والی والدہ کتنی پیار کرنے والی اور سادہ خاتون ہیں کہ انہوں نے میرا نام جیون (زندگی) رکھا حالانکہ جب موت کا مقررہ وقت پورا ہو گا تو نہ زندگی رہے گی اور نہ ہی نام رہے گا، زندگی بھی ختم ہو جائے گی اور نام بھی۔

ذرا غور تو فرمایئے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی اور دیگر بزرگان دین کے نام آج تک اور انشاء اللہ تا قیامت لوگوں کے ذہنوں اور فہموں میں اور زبانوں پہ گونجتے رہیں گے اور ایسے مشہور و معروف ہیں کہ بظاہر جنہیں لوگ زندہ سمجھتے اور کہتے ہیں اتنے ان کے نام لوگوں کی زبان پہ نہیں جتنے بزرگان دین کے نام ہیں پس یہ بھی حقیقت سمجھ لینی چاہیے یہاں شلوک سے مراد عام ماں اور عام انسان مراد ہیں نہ کہ اولیاء اللہ۔ کیونکہ اولیاء اللہ کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ انشاء اللہ قیامت والے دن بھی ان کے نام کا شہرہ ہو گا۔

ماں کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول سب سے زیادہ کون لائق ہے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جس کے ساتھ میں حسن سلوک سے پیش آؤں۔فرمایا تیری ماں۔

میں نے عرض کیا۔پھر کون؟

فرمایا: تیری ماں۔

اس نے عرض کیا: پھر کون۔

فرمایا: تیری ماں۔

اس نے عرض کیا: پھر کون؟

فرمایا: تیرا باپ۔

ایک روایت میں ہے کہ تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر اپنے باپ کے ساتھ احسان کر پھر تیرے قریبی رشتہ دار ہیں اور قریبی عزیز ہیں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

خدمت والدین جنت کے حصول کا سبب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس کی؟

فرمایا: جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پاتا ہے پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

کسی کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ جو دوسرے آدمی کے ماں اور باپ کو گالی دیتا ہے وہ اپنے ہی ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

مشرکہ والدہ کے ساتھ بھی حسن سلوک:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں میری ماں میرے پاس آئی وہ اس وقت تک مشرکہ تھیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اس (اپنی والدہ) کے ساتھ حسن سلوک کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو اس کے ساتھ سلوک (حسن سلوک) کر۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

ماں کے ساتھ سب سے بڑھ کر سلوک کا اجر:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت میں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داخل ہوا (تو) میں نے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

فرشتوں نے جواب دیا کہ حارثہ بن نعمان ہے نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے۔ نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے وہ اپنی ماں کے ساتھ سب سے بڑھ کر سلوک کیا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل دوم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت طریقہ:

ابو طفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جعرانہ میں گوشت تقسیم کر رہے ہیں ایک عورت آئی جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئی تو آپ نے اپنی چادر مبارک پھیلا دی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ آپ کی رضاعی ماں ہیں۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ)

حکایت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی جا رہے تھے۔ بارش نے ان کو آلیا۔ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ پہاڑ کا ایک پتھر غار کے منہ پر آ گیا۔ اور نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔

ایک مسافر نے دوسرے ساتھیوں سے کہا تم نے جو خالص اللہ کے لیے عمل کیے ہیں ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ اس پتھر کو دور کر دے ایک شخص کہنے لگا۔ اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے اخراجات کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کے وقت واپس آتا اور دودھ دوہتا تو سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا ایک دن اتفاقاً دور گیا واپس دیر سے آیا۔ میرے ماں باپ سو چکے تھے۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور اس بات کو مکروہ (اچھا نہ) سمجھا کہ میں اپنے والدین کو دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ میں ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے (ان کی عزت واحترام کے باعث) انہیں جگانا بھی مناسب نہ سمجھا اور نہ ہی انہیں دودھ پلانے سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلانا پسند کیا۔ بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں روتے چلاتے رہے (ساری رات) میرا اور بچوں کا یہی حال رہا (میرے والدین نہ جاگے اور نہ ہی انہیں دودھ پلا سکا اور نہ ہی بچوں کو دودھ پلایا) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی (یا اللہ) اگر تو (میری) اس بات کو جانتا ہے کہ میں نے ایسا محض تیری رضا کے لیے کیا تو اس پتھر کو اتنا دور کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر (ذرا سا غار کے منہ سے) ہٹا دیا جس سے وہ آسمان دیکھنے لگے۔

دوسرے نے کہا یا اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی مجھے اس کے ساتھ شدید محبت تھی جس قدر کہ کوئی مرد کسی عورت سے محبت کر سکتا ہے۔ میں اس کے نفس کی طرف مائل ہوا۔ اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے محنت اور کوشش سے سو دینار جمع کیے اور سو دینار لے کر پھر اسے ملا۔ جب میں اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو وہ کہنے لگی۔ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اور مہر کو نہ کھول۔ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر تھوڑا سا اور سرکا دیا۔

تیسرے شخص نے کہا یا اللہ! ایک فرق کے بدلہ میں میں نے ایک مزدور کام پر لگایا۔ جب اس نے کام ختم کر لیا۔ کہنے لگا میرا حق مجھے دو۔ میں نے اسے اس کا حق دے دیا۔ اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے اعراض کر لیا۔ میں اس میں زراعت کرنے لگا یہاں تک کہ میں نے [illegible] کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈراور مجھے میرا حق دے دے میں نے کہا یہ بیل اور چرواہے سب لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا مجھ سے مذاق نہ کرو میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا بلکہ وہ بیل اور چرواہے لے جاؤ۔ اس نے لے لیے اور چلا گیا۔ یا اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا ہے تو جو پتھر باقی رہ گیا ہے اسے بھی کھول (یعنی راستے سے ہٹا) دے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر دور کر دیا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

جنت ماں کے قدموں کے پاس:

حضرت معاویہ بن جاہمہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جاہمہ (یعنی ان کے والد صاحب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں کہ میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیری ماں ہے

انہوں نے عرض کیا: ہاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے (اپنی والدہ کی خدمت کرنا) لازم پکڑ۔ (کیونکہ) جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (رواہ احمد وانسائی والبیھقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

ماں باپ جنت اور دوزخ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ (ماں باپ) دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

(ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

ماں باپ کی فرمانبرداری کی جزا اور نافرمانی کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری میں صبح کرتا ہے جنت کے دو دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور جو شخص ان کی نافرمانی میں صبح کرتا ہے (اس کے لیے) دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔

(مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

مبرور حج کا ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ماں باپ کا فرمانبردار بیٹا نہیں جو اپنے ماں باپ کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے مبرور حج کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر چہ ہر روز سو بار دیکھے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔اللہ تعالیٰ بڑا اور بہت پاکیزہ ہے۔(مشکوٰۃ شریف باب البر والصلہ فصل سوم)

فائدہ:

یہ تمام احادیث اس لیے بیان کی ہیں کہ ہم بحیثیت مسلمان ان پہ غور کریں کہ والدین کے متعلق ہمارے آقا و مولیٰ مدنی تاجدار، احمد مختار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیمات دی ہیں اور ہمارا عمل کیا ہے؟
اگر ہم اپنے گھر میں دیکھیں یا اپنے اردگرد دیکھیں تو ہمیں اکثر ایسے مناظر دیکھنے میں ملیں گے باپ کا گریبان ہوگا اور اولاد کے ہاتھ۔یعنی اولاد کے ہاتھ باپ کے گریبان پکڑے ہوئے اپنے باپ کو گھر یا گلی میں گھسیٹ رہے ہوں گے۔بیٹا باپ یا ماں کو پیٹ رہا ہوگا۔اولاد والدین کو گالیاں دے رہی ہوگی۔اولاد والدین کی نافرمانی پہ فخر کر رہی ہوگی۔اولاد والدین کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہی ہوگی باپ کو بیٹے نے محض جائیداد کے جھگڑے کے باعث قتل کر دیا وغیرہ نہ جانے ہم اسلامی تعلیمات چھوڑ کر کدھر جا رہے۔
خدارا غور ضرور کیجئے ورنہ زندگی گزارنے کے بعد پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔آج کل ہمارا یہ حال ہے جبکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے کہ والدین کے متعلق خالق کائنات کا حکم ہمیں کیا ہے۔
قرآن مجید میں ہے کہ

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ (پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن (بچپن) میں پالا۔(کنز الایمان)

فائدہ:

غور فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی خصوصاً والدہ کی کیا شان بیان فرمائی اور والدین کے متعلق خالق کائنات نے کیا احکام بھیجے اور اب ہمارا اپنا عمل کیا ہے؟ کیا ہم اس سلسلے میں قرآن وسنت کے خلاف تو نہیں کر رہے۔اگر ایسا ہی ہے تو کیا ہم یہ سب کچھ درست کر رہے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر ذرا سوچئے قرآن وسنت کے خلاف عمل کرنے کا کیا نتیجہ ہوگا؟ جواب خود سوچئے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کملی:

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کملی بیان کرنا کئی وجوہ کی بنا پر ہوسکتا ہے۔لیکن میری سمجھ میں جو آرہی ہیں وہ یہ ہوسکتی ہیں۔

(۱) ہمارے محبوب مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی کی نسبت سے یہاں کملی فرمادیا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی بھی عیب چھپانے والی اور یہاں ماں بھی عیب چھپانے والی۔اولاد خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ماں جب اپنی اولاد کو دیکھتی ہے تو اس کی تعریفیں ہی بیان کرتی ہے حالانکہ ماں کو علم ہے کہ میرا بیٹا چور بھی ہے۔ڈاکو بھی ہے قاتل بھی ہے مگر یہ نہیں کہتی کہ میرا بیٹا ان تمام برائیوں میں ملوث ہے بلکہ بیٹے کی تعریفیں ہی بیان کرتی ہے۔

(۲) کملی سے مراد سادگی کا بیان ہے والدہ کی سادگی کا بیان کرنا مقصد ہے کہ میری والدہ کیسی سادہ دل خاتون ہے وہ دنیا کی ہیر پھر سے واقف نہیں ہیں۔وہ دنیوی چالبازیوں سے کوسوں دور ہیں۔انہوں نے سادگی کی بنا پر میرا نام جیون رکھ دیا ہے۔

فائدہ:

کملی بمعنی بے وقوف، عقل وخرد سے بیگانی مراد نہیں کیونکہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ولیٔ کامل اور اپنے وقت کے باکمال عالم دین ہیں ان سے یہ متصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کو بے وقوف کہیں کیونکہ آپ کی والدہ تو ایک ولیہ کاملہ تھیں۔

بابا فریدؒ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ:

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ تھیں اس لیے آپ اپنی والدہ ماجدہ کو کملی یعنی بے وقوف کیسے کہہ سکتے ہیں فلہٰذا آپ کا یہاں کملی بمعنی سادگی بیان فرمایا ہے۔گویا آپ کے اس شلوک کا مطلب یہ ہوا کہ اے فرید! تیری والدہ ماجدہ ایک سادہ سی خاتون ہیں کہ جنہوں نے جیون نام رکھ دیا ہے۔حالانکہ جب موت آنے کا وقت آگیا تو نہ جیون رہے گا اور نہ ہی نام رہے گا۔

-----☆☆☆-----

مُنّاں ! مُن مُنایَا ، سِر مُنّے کِیَا ہوئے؟ کِتّی بھیڈَ اں مُنّیاں ، سِرَک نہ لَدِھی کوئے

حل لغات:

* مناں: میں نے مونڈا۔ * مُن: تو مونڈ امر کا صیغہ۔ * مُنایا: اس نے مونڈوادیا۔ * سر مُنّے: سر مونڈنے سے۔ * کیا ہوئے: کیا ہوگا۔ * کتی: کتنی ہی۔ * بھیڈاں: بھیڑیں۔ * منیاں: مونڈ دی گئیں۔ * سرک: سرا، رستہ، نتیجہ۔ * نہ لدھی: (نہ لدھا) بمعنی نہ ملا۔ * کوئے: کوئی۔

میں نے سر مونڈ دیا ہو تو بھی اپنا سر مونڈ لے، اور کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اپنا اپنا سر مونڈوادیا ہے۔(ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ محض) سر مونڈنے یا سر مونڈوانے سے کیا ہوگا، کیا اس کا کوئی فائدہ ہے یا محض فضول ہے۔حالانکہ اگر غور کیا جائے تو حقیقت کچھ کچھ سمجھ آجائے گی کہ کتنی ایسی بھیڑیں تھیں کہ جنہیں مونڈ دیا گیا ہے مونڈنے سے نتیجہ کے طور پر اس کا کوئی نتیجہ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برآمد نہ ہوا اور نہ ہی نتیجہ یا بات کا کوئی سرا مل سکا۔

فائدہ:

آپ کے اس شلوک کا مطلب ہے کہ محض ظاہری رسم ورواج کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ حقیقت سمجھ نہ آئے اس لیے محض ظاہرداری نہ اپنایئے بلکہ حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

-----☆☆☆-----

فریدا منجھ مکہ منجھ ماڑیاں ، منجھے ہی محراب منجھے ہی کعبہ تھیا ، کیں دی کری نماز

حل لغات:

* منجھ: میں، میرا۔ * مکہ: مکہ شہر کہ جہاں کعبہ شریف ہے۔ * ماڑیاں: محلات۔ * منجھے ہی: میرے ہی، میرا ہی۔ * محراب: مساجد میں وہ کمان نما جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ * کعبہ: کعبہ شریف جسے بیت اللہ بھی کہا جاتا ہے جس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ * تھیا: ہوگیا۔ * کیں دی: کس کی۔ * کری نماز: نماز ادا کی۔

اے فرید! میں مکۃ المکرمہ ہوں، میں ہی محل ماڑیاں ہوں اور محراب بھی میں ہی ہوں۔ بیت اللہ شریف بھی میں ہی ہوں تو اب بتایئے پھر نماز کس کی ادا کی۔

مطلب:

اس شلوک میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفہ وحدت الوجود کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ حضرت علامہ ابوالاسد اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی سابق خطیب اعظم حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف کی خدمت اقدس میں شرفیابی کے لیے حضرت علامہ جناب محمد ارشد قادری عطاری (پاکپتن شریف) نے سعی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ ان کی وساطت سے حضرت علامہ ابوالاسد اللہ دتہ نوری مدظلہ العالی کی زیارت حاصل ہوئی ان کی نگاہِ فیض کا کرشمہ ہے کہ اس شعر اور چند دیگر اشعار پہ کچھ کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ اس شعر کے متعلق آپ کے سامنے عرض کیا تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ شعر وحدت الوجود کے متعلق ہے۔ نیز اس میں قلبی احوال بیان فرمائے جیسے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے وانجھ موہانے ہو
چوداں طبق دِلے دے اندر جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو، سوئی رب پچھانے ہو

ترجمہ:

(۱) (عارفان اہل اللہ کے) دل دریا سمندروں کی مانند (وسیع) ہیں (جو) دلوں کی باتیں جانتے ہیں۔ (ان کے دل) زیادہ گہرے ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) (جیسا کہ دریا کے اندر) کشتیاں (جہاز) جھگڑے ملاح وغیرہ موجود ہیں (اسی طرح عارفان کامل کے دلوں میں تمام کائنات موجود ہے)

(۳) چودہ طبقات (ارض وسماء) (عارف کامل) کے دل میں سمائے ہوئے ہیں) جہاں پر (حضرت) عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں۔

(۴) اے باہو جو (کوئی) دل (کے راز) کا محرم ہو وہی (رب تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح، ص ۲۹۷ از پروفیسر سلطان الطاف علی)

مومن بندے کا دل:

اسی بیت کی شرح میں پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام فرید الدین والحق قدس اللہ سرہٗ العزیز رسالہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل فرمایا ہے کہ۔ لایسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدالمؤمن میری سمائی کے لیے میری زمین اور میرے آسمان کی وسعت کافی نہیں البتہ میرے مومن بندے کا دل میرے سمانے کے لیے کافی ہے۔ (ابیات باہو ترجمہ وشرح، ص ۲۹۸)

الف احد جد دتی و کھالی از خود ہو یا فانی ہو
قرب وصال مقام نہ منزل ناں اوتھے جسم نہ جانی ہو
نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ کواتھے کون مکان ہو
عینوں عین تھیو سے باہو سرو حدت سبحانی ہو

ترجمہ:

(۱) (مقام احدیت میں) جب ذاتِ احد نے تجلیات وارد فرمائیں (تو میں ذات میں تجلی ذات میں مستغرق ہو کر اپنے آپ سے فانی ہو گیا۔

(۲) (فنافی الذات ہونے کے بعد) وہاں نہ تو قرب وصال رہا اور نہ مقام ومنزل نہ ہی وہاں جسم رہا اور نہ روح۔

(۳) (محویت اور قرب حق کے عالم میں عارف پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہاں) نہ تو عشق ومحبت (باقی رہتی ہے اور نہ ہی کون ومکان (کا وجود رہتا ہے۔

(۴) (اس حال میں) اے باہو۔ ہم وحدت سبحانی کا عین راز بن گئے۔ (ابیات باہو معہ ترجمہ وشرح، ص ۶۹)

فائدہ:

اس بیت میں سلطان العارفین قدس سرہ نے مقام احدیت پر اور فقیر کے مقام احدیت میں فنا ہو جانے پر روشنی ڈالی ہے اسی موضوع پر ایک محقق لکھتے ہیں کہ عبد حقیقی کا عمل یہی یافت وشہود ہے اسی یافت وشہود کا نتیجہ محویت فی الذات ہے یعنی جب تجرید نفسی کے ساتھ استغراق فی الحق ہو تو ھوالباطن کے آثار نمودار ہوتے ہیں یہ فناء الفنا کا مقام ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محویت ہے۔اُستر دادامانت،اب عبد نہیں رہتا۔اللہ ہی اللہ رہتا ہے۔

ماند آں اللہ باقی جملہ رفت
اللہ لیس فی الوجود غیر اللہ

(ابیات باہو،ص ۷۰ بحوالہ ڈاکٹر میر ولی الدین قرآن وتصوف،ص ۹۸)

وحدتِ وجود وحدتِ شہود:

وحدۃ الوجود کی اصطلاح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ سید محمد ذوقی احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وحدتِ وجود کا اطلاق صوفیائے کرام کی اصطلاح میں واجب تعالیٰ پر ہوتا ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ صرف ذات حق تعالیٰ ہی ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے برعکس دیگر اشیاء کے جو ہستی مطلق سے قائم ہیں۔

ہرچہ آید در نظر غیر تو نیست
یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

(خسرو)

یہاں توئی سے مراد ذات ہے بوئے تو سے مراد صفات اور خوئے تو سے افعال باری تعالیٰ ہیں۔

چنانچہ وحدت الوجود سے یہی مراد ہے کہ

مجموعہ کونین بقانون سبق کردیم تفحص ورقا بعد ورق
حقا کہ ندیدیم و نخواندیم درد جز ذاتِ حق وشیونِ ذاتیۂ حق

اس حقیقت تک از روئے کشف ومشاہدہ پہنچنے سے قبل ایک درمیانی منزل آتی ہے جس میں سالک بوجہ غلبہ انوارِ حق جملہ موجودات کو اپنی نظر سے غائب پاتا ہے اور غیر حق سے یہاں تک روگردانی کر لیتا ہے کہ بسا اوقات حفظ مراتب سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور غلبہ حال میں سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ یَا اَنَا الْحَق یا اسی نوع کے نعرے بلند کرنے لگتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ دن میں جبکہ آفتاب کی روشنی کا غلبہ ہوتا ہے تو آسمان میں ستارہ ایک بھی نظر نہیں آتا اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ آسمان میں کوئی ستارہ ہی نہیں بلکہ آفتاب ہی آفتاب ہے حالانکہ ستارے ہوتے ہیں گو آفتاب کی چمک انہیں ڈھانپ لیتی ہے لیکن یہ حالت وسط سلوک کی ہے۔ابتدائے سلوک میں سالک کی حالت رات کو ستارے دیکھنے والے کی سی ہوتی ہے کہ تارے تو دیکھتا ہے مگر آفتاب نہیں دیکھتا۔

وسط سلوک میں سالک پر دن چڑھ آتا ہے کہ آفتاب دیکھتا ہے مگر تارے نہیں دیکھتا۔

انتہائے سلوک میں سالک رات اور دن کی کیفیات سے تجاوز کر کے حقیقت کے میدان میں اپنا خیمہ نصب کرتا ہے جہاں سے وہ آفتاب کو بھی دیکھتا ہے اور تاروں کو بھی اور یہ بھی صریح طور پر معلوم کر لیتا ہے کہ یہ سب تارے آفتاب ہی کی روشنی سے چمکتے ہیں یہیں پہنچ کر وہ حفظ مراتب کا بھی خیال رکھ سکتا ہے اور اس مقام

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

وسط سلوک میں جو حالت طاری ہوتی ہے وہ وحدت شہود ہے اور انتہائے سلوک کی حالت وحدت وجود ہے۔

جمہور صوفیہ کا مسئلہ توحید وجودی پر اتفاق ہے۔ اظہار حقیقت کے لیے البتہ مختلف پیرایوں اور مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے مگر حقیقتاً سب آپس میں متفق ہیں عوام اور اغیار کو جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ سطحی اور لفظی ہیں نہ کہ معنوی۔

(سرِ دلبراں، ص ۳۹۵ تا ۳۹۷)

مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری صاحب واحدۃ الوجود کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں کہ۔

حقیقت وحدۃ الوجود:

مسئلہ وحدت الوجود بے حد پیچیدہ اور پر خطر ہے کیونکہ عالم اذہان کی رسائی سے بالاتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق یہ ہے کہ اس کا تعلق خود ذات باری تعالیٰ سے ہے جس کا ادراک حد بشریت سے باہر ہے۔ وحدت الوجود کی حقیقت صرف ان حضرات پر آشکارا ہوتی ہے جو تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی منازل طے کر کے عالم اجساد سے اوپر نکل جاتے ہیں اور عالم ارواح، عالم جبروت اور عالم لاہوت کی پاک و مقدس فضا میں سیر کرتے ہیں اس لیے شروع سے اہل ظواہر اور اہل باطن میں اس کے متعلق نزع چلا آتا ہے۔ اہل ظواہر کثرت وجود کے قائل ہیں اور اہل باطن وحدت وجود کے۔ اہل باطن کے نزدیک وجود صرف ایک ہے اور ایک ہو سکتا ہے اور وہ خود ذات باری تعالیٰ کا ہے ان کا استدلال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ ذات و صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور جب وجود بھی اس کی ایک صفت ہے تو پھر صفت وجود میں اسی کا کس طرح کوئی شریک ہو سکتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ہستی لامحدود ہے اگر اس کو محدود مانا جائے تو کفر لازم آتا ہے لیکن وحدت وجود کے انکار سے اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اشیاء کائنات حق تعالیٰ کی عین نہیں غیر ہیں تو اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ جس ہستی سے کائنات خارج ہو یا جو ہستی کائنات سے خارج ہے اور علیحدہ ہو وہ لازماً محدود ہے یعنی کائنات کی اشیاء میں نہیں ہے باقی ہر جگہ ہے اس سے حق تعالیٰ کی ہستی کا محدود ہونا لازم ہے جو کفر ہے۔ (مقدمہ مجموعہ مکتوبات قدوسیہ، ص ۴۰۔۴۱)

فائدہ:

اسی لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک شلوک مبارک ملاحظہ فرمائیے کہ

فریدا خالق خلق میں، خلق وسے رب مانہہ
مندا کس نوں آکھیئے جاں تس بن کوئی نانہہ

فائدہ:

پروفیسر محمد یونس حسرت صاحب اس شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اے فرید! خالق یعنی اللہ تعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق میں بستا ہے اور مخلوق رب تعالیٰ میں بستی ہے جب صورت یہ ہے تو ہم بُرا کس کو کہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں پس کسی کو یہاں تک کہ دشمن کو بھی بُرا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ دوست دشمن سب میں خالق ہی کی رُوح بستی ہے۔

(کلام بابا فرید گنج شکرؒ، ص ۶۴)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درجہ ہمہ اوست:

فرید اخالق خلق میں والے شلوک کی شرح بیان کرتے ہوئے مخدوم ابرار احمد خان گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا مخلوق میں اور مخلوق خدا میں کس کو برا کہا جاوے۔ سوائے ذات الٰہی کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ (دیوان فرید، ص ۱۲۵)

فائدہ:

پس یہی وحدت الوجود ہے جیسے اس شلوک مبارک سے واضح ہوا کہ اس میں مسئلہ وحدت الوجود بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہی۔ فرید منجھ مکہ منجھ ماڑیاں

منجھے ہی محراب والے شلوک میں بھی مسئلہ وحدت الوجود بیان کیا گیا ہے۔

کافی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔

حسن قبح سب مظہر ذاتی ہر رنگ میں بیرنگ پیارا
نَحْنُ اَقْرَبُ راز انوکھا وھُوَ مَعَکُمْ ملیا ہوکا
سمجھ سنجا نڑو عالم لوکا ہے ہر روپ وچ عین نظارا
ہر صورت وچ رانجھن ماہی کیتا ناز دا ڈھنگ نیارا
حسن ازل دی چال عجیبے! طرح لطیفے طرف غریبے
آپ ہی عاشقِ آپ رقیبے تھی دلبر جگ موہیس سارا
کتھ مطرب کتھ تان ترآنے کتھ عابد کتھ نفل دُگانے
کتھ صوفی کتھ مست یگانے کتھ رنداں میں کرے اتارا
کیا افلاک عقول عناصر کیا متکلم غائب حاضر
سب جانو حقیقی ظاہر کون فرید غریب و چارا

(دیوان فرید مع دو ہڑے کافی نمبر ۷، ص ۹۔۷)

فائدہ:

اسی مسئلہ کی وضاحت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ایک اور کافی میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ

میڈا عشق وی توں، میڈا یار وی توں میڈا دین وی توں ، ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں، میڈا روح بھی توں میڈا قلب وی توں ، جندجان وی توں
میڈا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میڈے فرض فریضے حج زکوتاں　　صوم صلوٰۃ اذان وی توں
میڈی زہد عبادت طاعت تقویٰ　　علم وی توں عرفان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں　　میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں

(دیوان فرید کافی نمبر ۱۳۲)

کلام حضرت شاہ جمال رحمتہ اللہ علیہ:

صورت کے پردے میں اللہ نظر آتا ہے
صورت کے پردہ میں مولا نظر آتا ہے

(کلام شاہ جمالؒ (سوز عشق) ص ۵۴، کافی نمبر ۲۲)

صوفی محمد ظفر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف):

آپ بیان فرماتے ہیں کہ

عالم میں کل ظہور ہے حق کے وجود کا
مظہر ہی خود ثبوت ہے اس کی نمود کا
بے رنگ و بو ہے جسم نہ صورت نہ نور و نار
پابند وقت وہ نہ مقید حدود کا
دنیا میں اور کچھ نہیں ہے ایک حق کی ذات
جو دیکھتے ہیں ہم یہ ہے دھوکہ نمود کا
حق ہی کی ذات سے ہے رونق جہاں
عالم ہی لاپتہ ہو وگرنہ شہود کا
آنکھیں جو بند کیں تو سخن آنکھ کھل گئی
تھا سامنے ہی ، غیب میں عالم شہود کا

(کلیات سخن ڈبائیوی، جذبات، ص ۱۵)

فائدہ:

مختصر یہ کہ اس شلوک مبارک میں بھی دوسرے بزرگوں کی طرح وحدت الوجود کے متعلق کلام کیا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُوسیٰ نٹھا موت تھیں ، ڈھونڈے کائے گلی چارے کُنڈاں ڈھُونڈیاں ، اَگے موت کھلی

حل لغات:

* نٹھا: بھاگا۔ * موت تھیں: موت سے۔ * ڈھونڈے: ڈھونڈنے لگا، تلاش کرنے لگا۔ * کائے گلی: کوئی گلی۔
* چارے: چاروں۔ * کنڈاں: (گنھاں) طرفیں، سمتیں۔ * ڈھونڈیاں: تلاش کیں۔ * اگے: آگے۔ * کھلی: کھڑی۔

تحقیق موسیٰ:

سب سے پہلے یہ تحقیق کر لی جائے کہ موسیٰ سے مراد کیا ہے؟ پھر اس شلوک کا مطلب بیان کیا جائے تا کہ ذہن کسی غلط قسم کی خلفشاری میں مبتلا نہ ہو۔

کیونکہ جو مطلب عام ظاہری معنوں میں محسوس ہو رہا ہے وہ تو ایک پیغمبر کی شان ارفع واعلیٰ کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں الحمد للہ الفقیر ابو احمد اویسی نے بہت سے علمائے کرام سے رابطہ کیا بالمشافہ بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور فون پہ بھی رابطہ کیا کسی بھی عالم بزرگ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد لیے جا سکتے ہیں جن میں سے فیض ملت مصنف اعظم، شیخ القرآن والتفسیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپور استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدیر فیض عالم بہاولپور، حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور، حضرت علامہ عبد المجید اویسی لیاقت پور، حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان۔ حضرت علامہ پیر محمد یار شاہ صاحب خطیب اعظم دربار حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف۔ حضرت علامہ اللہ دتہ صاحب سابقہ خطیب اعظم دربار بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مشتاق احمد قادری چوک حسینہ قادریہ پرانا تھانہ پاکپتن شریف، استاذ العلماء حضرت علامہ علی محمد اویسی، حضرت علامہ ابو احمد بشیر احمد فاروقی خطیب کنڈہ شاپ پاکپتن شریف، علامہ غلام محی الدین اویسی ضلع پاکپتن شریف، حضرت علامہ شفقت رسول سیالوی خطیب کلیانہ اور دیگر بے شمار علمائے کرام سے رابطہ کیا۔ (اس سلسلے میں جن علمائے کرام سے رابطہ کیا ان کے اسماء کی فہرست طویل ہے) کسی نے بھی یہ نہیں جواب دیا کہ اس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد لیے جا سکتے ہیں بلکہ تمام نے ہی یہی جواب دیا کہ یہاں موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں لیے جا سکتے ہیں کیونکہ ایسا کہنے میں موسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی ہے یہ تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسا کہا ہو۔ ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ایسا ہی معنی مراد لیا جائے تو اس صورت میں یہ شعر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپ کا نام غلط منسوب ہے اور ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

من گھڑت حکایت:

دو مولوی صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک مولوی صاحب بزرگ تھے ان سے پوچھا تو وہ خاموش رہے۔ دوسرے نوجوان مولوی صاحب قدرے جوشیلی طبیعت کے تھے ان سے پوچھا تو وہ فوراً جوش میں آ کر کہنے لگے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسا کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دیکھیے موسیٰ علیہ السلام دشمن سے ڈر کر بھاگے تو آپ کے پیچھے پیچھے دشمن تھا آپ نے ایک کنواں دیکھ کر اس میں چھلانگ لگا دی۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دشمن تلاش کرتے پھر رہے تھے دوسری جانب نکل گئے گھوگھی یعنی فاختہ نے کنویں میں آپ کو دیکھ کر زور زور سے گھوہ گھوہ..... موسیٰ کھوہ پکارنے لگی دشمنوں کو بتانے لگی کہ موسیٰ علیہ السلام تو اِدھر کنویں میں ہیں۔ یہ بات اکثر مشہور و معروف ہے اور آج تک گھوگھی یعنی فاختہ اسی طرح بولتی ہے آج بھی تجربہ کر لیجئے۔ الفقیر نے عرض کیا کہ اس کا ثبوت دکھانا پڑے گا۔ مولوی صاحب کہنے لگے تفسیر میں ہے؟

عرض کیا کہ کون سی تفسیر میں؟

مولوی: نعیمی میں

عرض کیا: یہ کسی تفسیر میں بھی نہیں پھر وہ ٹال مٹول سے کام لینے لگے۔

(فائدہ) خدارا غلط باتیں اڑانا کسی لحاظ سے مناسب نہیں یہ من گھڑت حکایت ہے۔

موسیٰ:

ہوسکتا ہے کہ اس شلوک میں موسیٰ نہ ہو بلکہ موسی لفظ ہو۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام ایک اسم معرفہ ہے ایسا اسم معرفہ ہے کہ ہمارے ہاں یہ نام عام رکھا اور بولا جاتا ہے۔ کسی نے سوچا ہو کہ یہ لفظ موسی نہیں ہے بلکہ یہ لفظ غلط ہے بلکہ حقیقت میں یہ لفظ موسیٰ ہے کیونکہ موسیٰ تو ایک پیغمبر کا نام ہے جبکہ موسی کس کا نام ہوا۔ یہ سوچ کر اُس سوچنے والے نے کتابت میں موسیٰ لکھ دیا ہو یعنی اوپر کھڑی زبر لگا دی ہو اسی طرح یہ لفظ موسی سے موسیٰ بن گیا ہو اور یوں یہ غلط نقل در نقل ہوتا رہا اور ہم تک پہنچا۔

فائدہ:

چونکہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ شلوک پنجابی زبان میں لکھا ہے اور پنجابی لغت میں اس کا معنی دکھ مارا۔ دُکھی لکھا گیا ہے لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں موسیٰ نہیں بلکہ مَوْمِسی بمعنی دکھ مارا یا دکھی ہے۔ اور یہ معنی شعر سے مطابقت بھی رکھتا ہے کیونکہ یہ معنی اگر مراد لیا جائے تو پھر اس کا معنی یا مطلب ہوگا کہ دکھ مارا، دکھوں کی دلدل میں پھنسا ہوا انسان انتہائی دُکھی انسان بھی موت سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ حالانکہ اسے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ تو دکھی ہی اتنا ہے کہ دکھوں سے لاچار ہو چکا ہے موت آجاتی تو لحہ کا لحہ دکھی ہوتا پھر تمام دکھوں سے نجات حاصل ہو سکتی تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ موت سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی ایسی گلی ڈھونڈھتا پھر رہا ہے کہ جس میں داخل ہو کر موت سے بچ سکے مگر کل نفس ذائقة الموت موت نے تو ہر ایک کے پاس آنا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی موت سے نہ بچ سکے گا۔ اس لیے اسے کوئی ایسی گلی نظر نہیں آتی کہ جس میں داخل ہو کر موت سے بچ سکے۔ کچھ پہلے دکھی تھا اب یہ اور مسئلہ اس کے لیے پیدا ہو گیا دنیا بھر میں کوشش کرتا ہے چاروں طرف کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح موت سے بچ سکوں مگر پھر بھی موت سے نہیں بچ سکا کیونکہ جدھر بھی گیا موت نے اس طرف اس کا استقبال کیا موت سامنے کھڑی نظر آئی۔

دُکھی:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دُکھی کیسے؟

اس سوال کا جواب عام لوگوں کو کیا معلوم بلکہ معلوم ہو سکتا ہی نہیں جب تک خود بے شمار دکھوں میں مبتلا نہ ہو۔ انتہائی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوڑھے شخص کو دیکھیے جب وہ جوان تھا تو اس کی حالت کیسی تھی مگر اب انتہائی ضعف کا شکار ہے۔ جوانی کے عالم میں دور دور تک دیکھ لیا کرتا تھا مگر ضعیفی کا شکار ہو کر پاس بیٹھا شخص بھی پہچانا نہیں جاتا اس شخص سے پوچھیے کہ اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ کان شنوائی سے محروم ہو چکے زبان سے پورے طور پر بولا نہیں جاتا۔ ہاتھ اور پاؤں ساتھ نہیں دیتے پورا وجود رعشے کا شکار ہو چکا خود اپنے آپ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔ بیٹا، اولاد، وغیرہ عزیز و اقارب بھی نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ہر طرف سے دکھوں کی گھمن گھیری کا شکار ہو چکا ہے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تو بڑے تعجب کے ساتھ ایسے دکھوں اور دردوں کے شکار لوگوں کا ذکر فرما رہے کہ کتنے تعجب کی بات ہے دکھوں اور دردوں نے اسے گھائل کر رکھا۔ کسی لمحے سکون میسر نہیں بلکہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے سخت ہی آتی ہے اس کے باوجود زندہ رہنا چاہتا ہے مرنے سے بچنا چاہتا۔ موت سے بچنے کے لیے ذرائع اور اسباب تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ ہر طرف بھاگتا پھر رہا ہے مگر کیا کہتے ہیں کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر ایک نہ ایک دن چھری تلے آنا ہی ہے۔ جتنا چاہے موت سے بچنے کے اسباب پیدا کر لے جب موت کا وقت آتا ہے تو ہرگز نہ بچ سکے گا خواہ جتنے بھی جتن کر لے۔ آخر کار موت کا شکار ہونا ہی ہے۔

مُوسَا:

ہو سکتا ہے یہاں موسیٰ کی بجائے مُوْسَا ہو۔ مُوسَا لکھا ہوا دیکھ کر کسی نے غلط تصور کرتے ہوئے کہ موسا کیا ہوا حالانکہ نام تو موسیٰ ہے جو کہ ایک پیغمبر کا نام ہے غلط تصور کرتے ہوئے کسی نے موسا کو موسیٰ لکھ دیا۔ اور وہاں سے نقل در نقل آج تک اسی طرح لکھا ہوا ہے حالانکہ ایسی نقل در نقل غلطیاں عام پائی جاتی ہے جن کی طرف آج ہماری توجہ ہی نہیں ہوتی بلکہ ہم اسی طرح لکھتے جا رہے ہیں لکھتے اسی طرح ہیں مگر معنی اس کا اس طرح مراد نہیں لیتے۔

لکھے موسیٰ پڑھے خدا:

جیسے لکھے موسیٰ پڑھے خدا۔

اب دیکھیے اسی مثال کو ہی لیجیے اب لکھنے میں تو اس طرح آتا ہے کہ لکھے موسیٰ پڑھے خدا اگر اس کے ظاہری معنی مراد لیں تو بڑی خرابی واقع ہو گی۔ بظاہر اس کا مفہوم یوں معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ لکھے اور خدا پڑھے گویا معاذ اللہ موسیٰ کا لکھا ہوا کوئی اور تو کیا پڑھے گا خود موسیٰ بھی اپنا لکھا ہوا نہیں پڑھ سکتا۔ تو ان کے لکھے ہوئے کو صرف خدا ہی پڑھ سکتا ہے۔ گویا اس کے علاوہ کوئی اور نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی کیا تحریر ہوئی کہ جو خود لکھنے والا بھی نہ پڑھ سکے صرف خدا ہی پڑھ سکے۔

ایسا مفہوم مراد نہیں لیا جا سکتا ایسا مراد لینے میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ یہ ضرب المثل لکھی اسی طرح جاتی ہے مگر اس کا مفہوم اس ظاہری مفہوم کے مطابق مراد نہیں لیا جاتا۔

حالانکہ سمجھتے بھی ہیں کہ یہ مفہوم قطعاً غلط ہے اس کے باوجود لکھتے اسی طرح ہیں مگر مفہوم اسی طرح کا مراد نہیں لیتے۔

اب لکھنے کے لحاظ سے تو موسیٰ ہی لکھا جاتا ہے مگر اس کا معنی اور مفہوم لکھے مُوسَا کے مطابق مراد لیتے ہیں۔ اسی طرح اس ضرب المثل میں لکھتے تو خدا ہیں مگر معنی و مفہوم خدا کا مراد نہیں لیتے بلکہ خود آپ یا خود آ کے معنی کے مطابق معنی مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خود آپ یا خود آ کا مخفف کر لیا گیا ہے فلہٰذا اس بال جیسی باریک اور بال جیسی گنجلوں پہ مبنی تحریر پہ یہ ضرب المثل بولتے ہیں کہ بال جیسی باریک اور گنجلوں پہ مبنی تحریر کوئی اور نہیں پڑھ سکتا کیونکہ ایسی تحریر پڑھنا بڑا مشکل کام ہے اس لیے ایسی تحریر پڑھنا کسی اور کے بس کا روگ نہیں لہٰذا ایسی تحریر لکھنے والا ہی پڑھ سکتا ہے اس لیے اس کے معنی وہ نہیں جو بظاہر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معلوم ہوتے ہیں۔

لکھے موسیٰ پڑھے خدا کا مطلب:

(مثل) ایسی تحریر جو کسی سے پڑھی نہ جائے۔ (فیروز اللغات اردو جدید، ص ۵۹۸)

(ا۔ مثل) ایسی تحریر جو کسی سے پڑھی نہ جائے۔

فیروز اللغات پروناؤنسنگ ڈکشنری، ص ۱۱۶۰)

فائدہ:

بعینہٖ اس شلوک میں بھی موسیٰ دراصل موسا کے معنی میں ہے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے نام کی حیثیت سے نہیں۔

اب ذرا مُؤ اور سا کے الگ الگ معانی میں غور فرمایئے کہ یہاں لفظ مُؤ اور سَا کے معانی کیا ہیں۔ کیا یہ معانی شلوک میں بیان کردہ مطلب کی وضاحت کرتے ہیں یا نہیں۔

مُؤ کے لغوی معانی:

مُؤ:

(۱) مُؤ۔ موئے۔ (ف) مذکر ھ بال۔

داغ اللہ رے اسی کا رنگ ترقی بلا کی ہے
ہر موئے زلف موئے کمر سے نکل گیا

(۲) وہ خط جو چینی یا مٹی کی ظرف یا موتی میں دڑک جانے سے پڑ جاتا ہے۔ (آتش)

تیر دندان میں دکھائی دی جو مستی کی لکیر
اے پری دُرِّ نجف میں مُو نظر آیا مجھے

(نور اللغات)

(۲) (ف۔ مذکر) (۱) بال (۲) وہ باریک شگاف جو چینی یا مٹی کے برتن یا موتیوں کی تڑخ جانے کی وجہ سے آتا ہے درز۔ دراڑ۔ نقص۔ (جامع اللغات جلد ۲، ص ۱۸۹۶)

(۳) بار۔ وہ خط جو برتن میں ٹوٹنے سے پڑ جاتا ہے۔ (نسیم اللغات ۱۱۲۴)

(۴) (ف۔ ا۔ مذکر) بال کیس۔ (فیروز اللغات جدید اردو جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ، ص ۶۶۰)

(۵) بال۔ درز۔ شگاف۔

مثلاً موی سرم سفید شد۔ میرے سر کے بال سفید ہو گئے اور این بشقاب چینی مُو دارد۔ چینی کی اس پلیٹ میں بال آ گیا ہے۔

(فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی، ص ۶۰۲)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساکا لغوی معنی:

سا:

(ف) حرف تشبیہ

(۱) ساں اور آسا کا مخفف یعنے مثل مانند۔ سائیدن کا (امر)

(۲) حرف تشبیہ مثل، مانند۔ جیسے تم سا

(۳) افراد اور کثرت ظاہر کرنے کے لیے

(۴) سائیدن کا امر جیسے سرمہ سا

(۵) زاید حسن کلام کے لیے

(۶) آواز کا نام جو پہلے سر سے نکلتی ہے۔ (نور اللغات، ص ۲۶۶)

(۲) (ہ۔تف) (۱) بہت بے حد۔ (جامع اللغات، ص ۱۱۷۹، جلد دوم)

(۳) (ف۔حرف۔تشبیہ) ساں اور آسا کا مخفف (۱) مثل مانند (جامع اللغات، ص ۱۱۷۹، جلد دوم)

(۴) (ف۔ہ) حرف تشبیہ۔ مثل۔ مانند جیسے تم سا۔ افراد اور کثرت ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے جیسے اندھیر سا گویا کے معنی دیتا ہے۔

سائیدن: (پینا) کا امر جو سموہ کے آخر میں بطور لاحق آتا جیسے سُر ماسا۔ آواز کا نام جو سُر میں سب سے پہلے نکلتی ہے۔

(جامع نسیم اللغات، ص ۶۶۷)

(۵) (ف) (۱) حرف تشبیہ بطور لاحقہ یہاں اور آسا کا مخفف مثل مانند جیسا لڑکا سا، تم سا

(۲) مصدر سائیدن کا اسم فاعل بمعنی رگڑنے والا، چمکانے والا جیسے جبہ سا پیشانی، رگڑنے والا۔

(۳) (اُر) مقدار ظاہر کرنے والا (۴) گویا

(۶) سا۔ (ہ) لاحقہ بمعنی (۱) بہت بے حد (۲) خاص، یہی (صفات اور ضمائر کے ساتھ مل کر اسم صفت بناتا ہے جیسے کالا سا، بہت سا، کون سا، حسن کلام کے لیے زائد بھی استعمال ہوتا ہے۔ چھوٹا سا، کوئی سا۔ (فیروز اللغات اردو جدید، ص ۴۰۳)

(۷) سا مخفف ہے آسا کا بمعنی مانند۔ (فرہنگ فارسی یعنی جدید لغات فارسی، ص ۵۳۶ از ڈاکٹر عبد اللطیف ایم اے پی ایچ ڈی)

فائدہ:

مُو کے معنی بال ہر لغت میں موجود ہیں۔ جبکہ سا کا معنی دیگر معانی کے ساتھ ساتھ ایک معنی مانند۔ جیسا۔ مثل بھی ہے اب پورے شلوک کو غور سے پڑھیئے کیا ان معانی میں یہ لفظ واضح معنی دیتا ہے یا نہیں۔ مثلاً پورے شلوک میں بات ہو رہی ہے موت کی اور اگر مُو اور سَا کے معنی اس شلوک کے ساتھ ملا کر غور کریں تو واضح ہوگا کہ یہاں مُو اور سا کے معانی ہی صحیح طور پر واضح ہوتے ہیں۔

مُو سا نٹھا موت تھیں ڈھونڈے کائے گلی

چا[illegible] ڈھونڈیاں [illegible] موت کھلی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں جب آدمی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے تو انسان کی صحت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ جیسے جیسے علاج کرتے ہیں۔ مرض میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق حتیٰ کہ آدمی چلنے سے لاچار ہو جاتا ہے بعض اوقات سوکھ سوکھ کر کانٹا سارہ جاتا ہے محض ہڈیوں کے پنجر کے سوا جسم پہ گوشت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی جب جسمانی حالت انتہائی درجہ تک گر جاتی ہے تو جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ جہاں سے ہم علاج کروا رہے ہیں وہاں سے فائدہ نہیں ہو رہا۔ اس لیے اس سے بڑے حکیم اور ڈاکٹر کے پاس علاج کروانا چاہیے ڈسٹرکٹ سطح کے ہسپتال میں داخلہ لے لیا جاتا ہے جب وہاں سے بھی حالت میں کوئی افاقہ نہیں دیکھتے تو صوبائی سطح پر موجود ہسپتال میں علاج کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے بھی ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں تو پھر پاکستان بھر کے سب سے اعلیٰ ہسپتال تک علاج کے لیے رسائی حاصل کرتے ہیں۔

مگر ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے پھر بھی موت سے بچنے کی سعی لاحاصل جاری رکھتے ہوئے جن کے پاس وسائل ہوتے ہیں وہ مریض کو دنیا بھر کے اعلیٰ ترین سہولتوں والے ہسپتال میں چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے بورڈ بٹھا کر علاج کرواتے ہیں۔ دنیا کے اعلیٰ ترین نیک نامی والے ڈاکٹروں کا بورڈ بٹھایا جاتا ہے تمام ڈاکٹر اپنا اپنا جتن لگا لیتے ہیں بلکہ آخر تھک جاتے ہیں تو پھر بھی انسان چاہتا ہے کہ فلاں جگہ چلا جاؤں تو موت کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں مگر جتنی مرضی سعی کر لیں ہر حال میں موت کو سامنے کھڑا پاتے ہیں۔ گویا بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں کہ بیماریوں سے لاچار ہو جانے والا مریض یعنی عام مریض کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس کی بیماری ایک عذاب سے کم نہیں ہوتی ایک عذاب محسوس ہوتی ہے مگر پھر بھی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں میں موت سے بچ جاؤں مگر موت سے بچ نہیں سکتا۔

فلہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ عام مریض اور عام انسان مراد ہے۔

مُوسیٰ کے لغوی معانی:

اگر بالفرض محال یہاں لفظ موسیٰ ہی صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی یہاں ضروری نہیں کہ موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہو بلکہ یہاں لغوی معنی میں ہی مراد لیا جا سکتا ہے آیئے ذرا نور اللغات کا مطالعہ کیجئے نور اللغات میں ہے کہ۔

یہ لفظ زبانِ سریانی کا ہے اور مرکب ہے مو بمعنی تابوت۔ سا بمعنی پانی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے ایک تابوت میں پایا تھا جو دریائے نیل میں بہتا ہوا پایا گیا۔ اس وجہ سے موسیٰ نام ہوا۔ (نور اللغات جلد ۳۔۴، ص ۱۳۹۹)

فائدہ:

گویا صاحب نور اللغات نے اس کا معنی بیان کیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک تابوت میں پایا تھا جو کہ دریائے نیل میں بہتا ہوا پایا تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ کہا گیا۔ اس میں مناسبت دریائے نیل کے پانی اور تابوت جو کہ لکڑی کا تھا اس مناسبت سے اگر غور کیا جائے آدمی کی کیا کیفیت ہے قریب المرگ شخص اسی طرح تختے پہ پڑا ہوتا ہے۔

پانی دا بلبلہ:

کسی معنی کو بیان کرتے ہوئے اگر انسان کو پانی کا بلبلہ کہہ دیا جائے تو اس کے اس طرح کہنے سے انسان عام سادہ سے پانی کا بلبلہ تو نہیں بن جاتا ہے وہاں مراد یہ ہوتی ہے کہ جیسے پانی کے بلبلے کی زندگی ہوتی ہے ہر حال انسان کی زندگی کا ہے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیماریوں سے لاچار زندگی کے آخری لمحات میں جو انسان ہوتا ہے یہی حال اس انسان کا بھی ہوتا ہے اسی لیے ایسے عام فرد کو موسیٰ کہہ دیا گیا فلہٰذا ایسا کہنے سے وہ آخری سانسیں لینے والا مریض مراد ہوگا نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

موسیٰ کا دوسرا معنی:

بعض علماء نے کہا کہ یہ لفظ عربی ہے بروزنِ فُعْلیٰ ہے اور مَاسَ یُمِیْسُ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں اکڑ کر چلنا چونکہ آپ کی رفتار بہت قوت سے ہوتی تھی اس لیے آپ کا نام موسیٰ رکھا گیا۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل، ص ۴۲۵)

فائدہ:

چونکہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسم گرامی کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے مگر یہیں سے عام لفظ موسیٰ کا معنی بھی معلوم ہوا موسیٰ کا ایک معنی اکڑ کر چلنا بھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی رفتار کی وجہ سے ہی موسیٰ کہا گیا اور یہی آپ کا نام مشہور ہو گیا۔

اب اس شعر کی طرف توجہ فرمایئے اس شعر کا مفہوم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اسم گرامی کی حیثیت سے قطعاً درست نہیں معلوم ہوتا فلہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں موسیٰ سے مراد اکڑ کر چلنے والا عام انسان ہے۔ اب ذرا اس معنی کے لحاظ سے پورا شعر ملاحظہ فرمایئے کہ۔

زمین میں اکڑ کر چلنے والا انسان جب موت کو اپنے قریب دیکھتا ہے تو اکثر موت سے پہلے آنے والی بیماریاں ہی اس کی اکڑفوں نکال دیتی ہیں اکڑی ہوئی گردن پہ جب بیماری کا اثر ہوتا ہے تو وہی گردن بیماریوں کی وجہ سے لاچار ہو کر جھک جاتی ہے اگر وہ اکڑانا بھی چاہے تو اس کی گردن اکڑ نہیں سکتی تکبر اور غرور سے زندگی بسر کرنے والا جب موت کو سامنے دیکھتا ہے تو موت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ ہر طرف بھاگتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح موت کے چنگل سے آزاد ہو جاؤں مگر وہ موت سے بچ نہیں سکتا۔ ہر طرف بھاگتا رہتا ہے۔ گلی گلی محلہ محلہ ملک ملک کے ہسپتال اور ڈاکٹرز تک پہنچتا ہے تاکہ میں مر نہ سکوں۔ میری گردن پہ موت کا پنجہ نہ پڑ جائے مگر بالآخر موت اسے بھگا بھگا کر تھکا دیتی ہے جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک پل بھی اس کے لیے کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہے۔ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کی روح اس کے جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ جس موت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی بالآخر اسی کا شکار ہوا۔

یہاں بھی لکھا موسیٰ جاتا ہے مگر معنی موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں لیا جاتا۔

اسی طرح اس شعر میں بھی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ عام انسان یا عام آدمی مراد ہے۔

مگر صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ عبرانی اور مُوْ اور شیٰ سے بنا ہے۔

عبرانی زبان میں مُوْ پانی کی اور شیٰ درخت کو کہتے ہیں چونکہ آپ کو فرعون کی بی بی آسیہ کی لونڈیوں نے اس نہر سے پایا تھا جو ان کے باغ میں بہتی تھی اور ایک صندوقچے میں پایا تھا اس لیے حضرت آسیہ نے آپ کا نام مُوْشیٰ رکھا یعنی درخت و پانی سے پایا ہوا فرزند۔ پھر عربی میں آکر شین سین بن گیا اور موسیٰ رہ گیا۔ (تفسیر نعیمی جلد اوّل، ص ۴۶۵)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ اور کلمات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اس سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصول:

یہ تو ایک شعر ہے اشعار میں تو یہ اصول بکثرت پایا جاتا ہے کہ بظاہر خطاب مخصوص شخصیت کو مگر مراد عام لوگ ہوتے ہیں شاعر کا تخیل محدود دائرہ تک نہیں ہوتا بلکہ شاعر اپنے تخیل میں وسعت پیدا کرتا ہے تا کہ اس کے شعر کا مفہوم محدود نہ ہو یہ نہیں کہ کچھ علاقے کے لوگ ہی استفادہ کریں بلکہ استفادہ عام ہو موجودہ دور کے لوگ بھی استفادہ کریں اور آئندہ نسلیں بھی اس کے کلام سے مستفید ہوتی رہیں۔ بظاہر ہمیں نام موسیٰ پڑھنے کو مل رہا ہے مگر بابا فرید اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عام کو مخاطب کر رہے ہیں کہ ہمارا عمومی رویہ یہی ہے کہ ہم موت سے فرار ہونا چاہتے ہیں تا کہ موت ہم تک نہ پہنچ سکے۔ عام آدمی موت سے چھپنا چاہتا ہے تا کہ موت اسے تلاش نہ کر سکے۔ عام آدمی اتنی دور جانا چاہتا ہے کہ موت اس تک نہ پہنچ سکے۔ عام آدمی اپنا وجود ایسے بنانا چاہتا ہے کہ موت اس کے وجود کو ختم نہ کر سکے۔ مگر کوئی جتنی چاہے سعی کر لے موت سے بچ نہیں سکتا۔ کوئی پردہ یا آڑ موت آنے سے روک نہیں سکتا۔

کوئی دوری اسے موت سے نہیں بچا سکتی۔ کوئی ڈاکٹر یا حکیم یا دوائی اسے موت کے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی کوئی جتنی چاہے کوشش کر لے بالآخر جب وقت آتا ہے تو موت نے اس کے تمام قلعے گرا کر، تمام سپاہ اور پہریداروں کو شکست دے کر اس تک پہنچ جانا ہے۔

اسم موسیٰ کی حیثیت:

بالفرض محال ہر حال میں اسم موسیٰ ہی یہاں مراد لیا جائے تو پھر بھی لازم تو نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور موسیٰ اس جہان فانی میں گزرا ہی نہیں۔ اب تک ہزاروں لوگوں کے نام موسیٰ رکھے گئے ہوں گے نہ جانے کتنے لوگوں کے نام قیامت تک موسیٰ رکھے جائیں گے۔ اتنے سارے ناموں میں سے موسیٰ نام کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ جب یہ نام کسی کا بھی ہو سکتا ہے تو پھر ہزاروں میں سے ایک موسیٰ نام کے ساتھ یہاں کوئی ایسی خصوصیت نہیں پائی جاتی کہ جس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی تخصیص پائی جائے کہ جس سے ثابت ہو کہ اس مقام پر موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ پس واضح ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام خصوصیت سے مراد نہیں فلہٰذا یہاں موسیٰ سے مراد عام موسیٰ نام کوئی شخص ہی ہو سکتا بالخصوص اس شلوک میں جو موسیٰ مراد ہے وہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ تو اللہ کے نبی ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں آپ تو اللہ کے وہ عظیم الشان رسول ہیں کہ جنہیں کلیم اللہ کہا گیا۔ آپ کے مدمقابل دشمن کو ڈبو دیا گیا۔ آپ کے دعا کرنے پر بنی سرائیل کو نجات ملی۔ آپ کے کہنے پر بنی اسرائیل کو دریا کا پانی روک کر پیشل راستے بنا کر یوں گزارا گیا جیسے وہ پانی سے نہیں گزر رہے بلکہ کسی خشک حصہ پہ بڑی وسیع اور کھلی سڑکوں پر سے گزر رہے ہوں۔ آپ ہی کے کہنے پر دریا میں سے گزرتے ہوئے تمام گروہ دریا کی موجوں میں سے اپنے اپنے عزیز و اقارب کو دریا سے گزرتے ہوئے یوں دیکھتے جا رہے تھے جیسے صاف شفاف شیشے سے گزرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ آپ ہی کے کہنے پر آپ کی قوم پہ من وسلویٰ جیسی نعمت نازل کی گئی۔ وغیرہ وغیرہ معجزات آپ کے کہنے پہ ظاہر ہوئے۔ آپ ہی کے کہنے پہ اللہ تعالیٰ نے مردہ بنی اسرائیلیوں کو دوبارہ زندگی سے نوازا۔ ایسا جلیل القدر پیغمبر موت سے کب اور کہاں بھاگا بھاگا پھرتا رہا ہوگا۔ یہ غلط ہے بس غلط ہے فلہٰذا اس شعر کے موسیٰ سے مراد کوئی عام موسیٰ نامی شخص ہو سکتا ہے اور نہ ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں ہیں۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک حدیث:

بخاری شریف میں ہے کہ

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسیٰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسیٰ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَآئَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ اِلَیْهِ فَقُلْ لَهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِمَا غَطَّتْ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ۔ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ قَالَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ تَحْتَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ قَالَ وَاَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ۔ (بخاری شریف کتاب الانبیاء، پ۱۳)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا گیا جب وہ اس کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کا بدل ایک سال عمر دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! پھر کیا ہوگا فرمایا پھر موت! موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی فوت کر دے اور اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے قریب کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس وجود عنصری سے وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر شریف دکھاتا جو سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب ہے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے ہمام سے خبر دی انہوں نے کہا ہم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خبر دی۔ (تفہیم البخاری [illegible])

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ نمبر۲:

یحییٰ بن موسیٰ ، عبدالرزاق ، معمر ابن طاؤس ، ان کے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو موسیٰ کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو موسیٰ نے ان کے گھونسہ مارا تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے ۔اور کہنے لگے کہ تو نے ایسے بندہ کے پاس مجھے بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم واپس جا کر اس سے کہو کہ تم کسی بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھو پس جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے تو ہر بال کے بدلے میں ایک سال کی عمر ملے گی۔موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار پھر کیا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے کہا پھر موت آئے گی۔موسیٰ نے کہا تو ابھی آجائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی انہیں ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کردے۔ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر راستہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے نیچے دکھا دیتا۔(صحیح بخاری شریف مترجم اردو جلد۲،ص۲۹۴_۲۹۳)

فائدہ:

یہ ترجمہ وفوائد (۱) مولانا امجد علی صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب (۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری احمد صاحب نے لکھا اسے محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی نے شائع کی۔یہ ترجمہ غالباً دیوبند مکتبہ فکر کا نمائندہ ترجمہ ہے۔

فائدہ:

اسی حدیث مبارکہ کا ترجمہ اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزمان صاحب نے یوں کیا۔

باب موسیٰؑ کی وفات اور وفات کے بعد کا حال:

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل) موسیٰ پیغمبر کے پاس بھیجے گئے جب وہ آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو (آدمی سمجھ کر) ایک طمانچہ جڑا (ان کی آنکھ پھوٹ گئی) وہ پروردگار کے پاس لوٹ گئے اور عرض کیا تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا پروردگار نے فرمایا تو پھر اُس کے پاس جا اور اس سے کہنا کہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھ جتنے بال اس کے ہاتھ تلے آئیں اتنے برس وہ زندہ رہے گا عزرائیل آئے اور پروردگار کا یہ پیغام پہنچایا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار پھر اُس کے بعد کیا ہونا ہے فرمایا پھر مرنا ہے غرض ہر جاندار کے لیے موت ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی (اگر لاکھ برس جیے تو کیا فائدہ آخر فنا انہوں نے پروردگار سے التجا کی مجھ کو مقدس زمین (بیت المقدس) سے ایک پتھر کی مار برابر نزدیک کردے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں (بیت المقدس) میں ہوتا تو تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتا دیتا راہ کے کنارے لال ٹیلے (ٹبے) کے تلے عبدالرزاق نے کہا اور ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے کہا ہم سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔

(تیسر الباری ترجمہ تشریح صحیح بخاری جلد سوم پارہ گیارہواں، ص۴۰۷_۴۰۶)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

یہ حدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح الصدور (ص ۱۳۹) میں بھی بیان کی ہے اور پھر بیان فرمایا کہ بس اسی دن سے حضرت ملک الموت چھپ کر آنے لگے۔ (لمعۃ النور فی ترجمہ شرح الصدور، ص ۱۳۹)

فائدہ:

درج بالا تینوں تراجم ملاحظہ فرمایئے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ترجمہ غلط کیا گیا ہے اس میں یہ سقم ہے وہ غلطی ہے۔ اب تینوں ترجمے بغور مطالعہ کیجئے غور و فکر کیجئے۔

اب اہلسنت و جماعت کے محدث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم سے اس حدیث مبارکہ کی شرح ملاحظہ کیجئے۔

شرح حدیث:

ملک الموت لوگوں کے پاس اعلانیہ آیا کرتا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلا کے پاس بھی اسی طرح آیا تو انہوں نے مکہ مارا۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اس کو طمانچہ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔ عمار کی روایت میں ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوہ عرض کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ تیرے نزدیک مکرم و معظم نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ ان کو ارض مقدسہ کے قریب دفن کیا جائے کیونکہ اس مقام میں بکثرت انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں اور وہ مشرف ومقدس خطہ ارض ہے۔ معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قرب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سُرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پر اکتفاء کی اور اگر اس کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحۃً بیان فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر یہودیوں کو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی قبروں کا علم ہو جاتا تو وہ ان کی پوجا شروع کر دیتے۔ حضرت وہب نے کہا فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکفین و تدفین کی تھی۔ آپ کی عمر شریف ایک سو بیس سال تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات سے گیارہ ماہ بعد وفات پائی۔ (تفہیم البخاری جلد پنجم، ص ۲۶۳۔۲۶۴)

حدیث شریف ۲:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ جیسی ایک حدیث مبارکہ بخاری شریف کتاب الجنائز میں بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملک الموت کو جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا (ان کی روح قبض کرنے کے لیے تو آپ نے انہیں ایک طمانچہ مارا۔ ملک الموت اپنے رب کے پاس لوٹ گیا اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کر دی اور فرمایا اب جاؤ اور موسیٰ سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں تو جتنے بال ان کے ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کے عوض ایک سال ان کو عمر دے دی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر موت ہوگی" موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر موت ابھی آجائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو ایک پتھر پھینکنے کے مقدار ارض مقدس (بیت المقدس) کے قریب کر دے" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو ان کی قبر راستہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس دکھاتا۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز باب من اَحبَّ الدَّفن فی الارض المقدسه اونحوها)

فائدہ:

اہلحدیث مکتبہ فکر کے علامہ وحید الزمان صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ مارنے والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

حضرت موسیٰ بڑے قوی شہ زور تھے فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا اس لیے طمانچہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔

(تیسر الباری شرح بخاری جلد اوّل، ص ۷۷۸)

شرح حدیث:

حضرت علامہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کے قلم مبارک سے اس حدیث مبارکہ کی شرح ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتے کے ساتھ ایسا سلوک کریں۔ان کا ہاتھ ملک الموت تک کیسے پہنچا۔پھر وہ ان کی روح کیسے نہ قبض کر سکے اور کیسے ان میں اللہ کا حکم پورا نہ ہوا۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی زندگی میں اکرام میں منفرد اور یکتا کیا تھا" اور جب ان کو موت قریب آئی تو ان پر مزید مہربانی فرمائی کہ فرشتہ کو ان کی روح جبراً قبض کرنے کا حکم نہ دیا اور امتحان کے طور پر اس کو بشر کی صورت میں بھیجا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اچھا نہ جانا اور اس کو اپنے سے ہٹانا چاہا تو چونکہ وہ بشری صورت میں تھا اس کی آنکھ طمانچہ سے باہر نکل آئی کیونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبع شریف میں حدت تھی۔

ایک روایت کے مطابق جب موسیٰ علیہ السلام غصہ میں آتے تو ان کی ٹوپی سے آگ نکلتی تھی عادۃً انسان اپنی حفاظت کرتا ہے اور تکلیف دہ شے کا ازالہ کرتا ہے۔ہماری شریعت مطہرہ میں اگر کوئی کسی کے گھر جھانکے تو اہل خانہ اس کو زجر کر سکتا ہے اگرچہ زجر کرنے میں اس کی آنکھ نکال دی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کی تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اسی لیے آپ نے اللہ تعالیٰ کی قضا قبول کی اور اسی کے لیے راضی ہو گئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ کہنا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو طمانچہ ماریں۔(تفہیم البخاری شرح بخاری شریف جلد ۲، ص ۳۹۴)

فائدہ:

فیض ملت شیخ القرآن والحدیث ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تقدیر معلق کے قاعدہ پر عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لیے آئے انہیں رازِ الٰہی کا علم نہ تھا رازِ الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مار کر ظاہر کر دیا یہی تقدیر مبرم ٹالنے والی لیکن ہم اہلسنت اس کا نام شبیہ معلق مبرم یا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبیہ با معلق رکھتے ہیں۔(ماہنامہ فیض عالم بہاولپور ص ۱۱ رجب ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء)

فوائد حدیث از فیض ملّت مدظلہ العالی:

(۱) اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام کا ادب محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا یوں فرمایا: ''اے ملک الموت تم ان سے اس طرح عرض کرو انہیں اختیار دو آنے کے لیے صیغہ امر عرض نہ کرو۔ اگر وہ بہت دراز مدت بھی دنیا میں رہنا چاہیں تو منظور ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے مختار ہوتے ہیں زندگی و موت ان کی اختیاری ہوتی ہے مثلاً رب تعالیٰ کے اس فرمان میں حضرت ملک الموت کا جواب ہے (انہوں نے عرض کیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرنا نہیں چاہتے) ملک الموت جا کر دیکھ لو تم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت سے بچنے کے لیے مارا ہے یا کسی اور وجہ سے۔ موت سے بچنے کے لیے ہوتا تو پھر آخر میں موت کے لیے سر تسلیم خم کیوں؟

(۳) معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا کی دُعا بلکہ ان کی خواہش سے عمریں بڑھ جاتی ہیں۔ آئی قضا ٹل جاتی ہے آفتیں دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف پوری ہو چکی لیکن اگر آپ زندگی چاہتے تو ہزاروں سال عطا ہو جاتی۔ بلکہ ملک الموت کے اس آنے جانے عرض معروض کرنے کی بقدر قضاء ٹلی رہی۔ یہی ہمارا موقف ہے کہ وہ تقدیر پر مبرم جو ملائکہ کے علم میں نہیں اور لوح محفوظ میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اپنے محبوبوں کی دُعا سے ٹال دوں گا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا کہا گیا کہ آپ کی وفات بھی آپ کے اختیار سے ہے خیال رہے کہ انبیاء کے لیے بھی موت ضرور آتی ہے مگر وقتِ موت میں انہیں اختیار ہوتا ہے۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا کہ مجھے اس گھڑی موت منظور ہے تم اس وقت مارنا موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ وہ کہلوانے کے لیے تھا جو تم نے اب کہا خلاصہ یہ ہے کہ بلاوے تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(i) دعوتِ خوشی کے لیے بلاوا جسے کہتے ہیں نوید مسرت۔

(ii) دوسرے سمن عدالت میں حاضری کا بلاوا۔

(iii) تیسرے وارنٹ گرفتاری۔ کافر کی موت وارنٹ ہے عام مومنوں کی موت سمن ہے۔ حضرات انبیاء کی موت دعوتِ خوشی یعنی نوید مسرت ہے۔ ملک الموت نے نوید مسرت کو سمن کے طور پر پیش کیا یعنی نوید مسرت کو سمن بنا دیا کہ کہا اجب ربک حاضر بارگاہ ہو۔ اس لیے مارا تھا۔ حضرت ملک الموت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جان شریف قبض کرنے کی اجازت چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا غرض حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ رب تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے چلیے تب اجازت دی تو انہوں نے روح کو قبض کیا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھا دیا تھا اشعۃ اللمعات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی ہیں۔ جب آپ کو غصہ آتا تو سر پر اوڑھی ہوئی ٹوپی جل جاتی تھی۔ (اشعہ و مرقات) وہ غضب کی آگ جلالی دکھائی نہیں جا سکتی تھی نور نار سے نہیں جلتا ہے۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طمانچہ مارا ان کو نبی کا ادب سکھانے کے لیے (مرآت) کوئی شخص نبی سے یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ لیجئے مسجد میں [illegible] حضرات انبیاء علیہم السلام حاکم ہوتے ہیں کسی بندے کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مامور یا محکوم نہیں ہوتے۔ نیز نبی تو ہر وقت ہی رب کے مطیع ہوتے ہیں۔ ان سے کہنا کہ آپ رب کی اطاعت کریں۔ اس کا شائبہ ہے کہ انہیں غیر مطیع مانا (مرقات) نبی کا ادب یہ تھا کہ ملک الموت عرض کرتے کہ آپ کو یہاں رہنے اور چلنے کا اختیار ہے اگر اجازت ہو تو میں تعمیل ارشاد کروں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت و حیات کے مختار ہوتے ہیں۔ (مرقات) اس طمانچہ کی اور بہت سی وجوہات ہیں۔ (فقیر کی فیض البخاری شرح بخاری میں ملاحظہ ہوں)

(۷) جب فرشتہ شکل انسانی میں آئے تو اس کو انسانی اعضاء دیئے جاتے ہیں ان کے لیے مختلف شکلیں ایسی ہیں جیسے ہمارے لیے مختلف لباس۔ حضرت ملک الموت کی یہی بشری آنکھ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے بیکار ہوئی ورنہ مَلکی آنکھ کسی طمانچہ وغیرہ سے بیکار نہیں ہوسکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی طاقت فرشتہ کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ رسالہ ''نبی و ولی کی قوت'' پڑھیے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اس آنکھ نکلنے کا درد نہ ہوا جیسے ہمارے لباس پھٹنے سے درد نہیں ہوتا۔

(۸) ملک الموت کی واپسی بغیر روح حضرت موسیٰ علیہ السلام قبض کیے ہوئے ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔ مرضی نہ پائی خالی واپس آ گئے۔

(۹) رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قصاص نہیں دلوایا کہ استاد سے شاگرد کا والد سے بیٹے کا۔ نبی سے اُمتی کا قصاص نہیں لیا جاتا بلکہ وہاں تو چھوٹا معافی مانگتا ہے۔ (مرآت)

(ماھنامہ فیض عالم بہاولپور ص ۱۱ تا ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ جولائی ۲۰۰۸ء)

فائدہ:

اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

اس حدیث میں اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ کے الفاظ محل ترجمہ ہیں۔ جس سے واضح ہوا کہ جیسے زندگی میں نیکیوں کی مصاحبت باعث برکت و رحمت ہوتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد جوارِ صالحین میں دفن ہونا بھی باعث رحمت و برکت ہوتا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدس کے قریب دفن ہونے کی دعا اس لیے فرمائی تھی کہ وہاں انبیاء کرام اور صالحین کی قبریں تھیں اور اس لیے بھی کہ لوگ مقدس مقامات پر بالقصد جاتے ہیں اور قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں کے دفن شدہ افراد کے لیے دعا کرتے ہیں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ

انما سال ذالك بفضلِ من دفن فی الارض المقدسة من الانبياء و الصالحين فاستحب مجاورتهم فی الممات كمافی الحيات ولان الناس يقصدون المواضع الفاضلة و يزورون قبورها ويد عون الاهلها ۔

(عینی جلد ۴، ص ۱۶۴)

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حضرت ملک الموت لباس بشریت میں آئے تھے اپنی اصلی صورت میں نہیں آئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچانا بھی نہیں تھا جب آپ نے ایک اجنبی شخص کو اپنے پاس دیکھا تو آپ کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غصہ آ گیا اور آپ نے ایک تھپڑ مار دیا اور حضرت ملک الموت کی صورت بشری کی آنکھ پھوٹ گئی۔
اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت کا اظہار ہوتا ہے اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس برس کی تھی۔

(۳) یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں اوّل یہ کہ حضرت ملک الموت بحضور موسیٰ باِمرِ الٰہی قبض روح کے لیے آئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں اس لیے ان کو تھپڑ مار دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب حضرت ملک الموت بحکم الٰہی قبض روح کے لیے آئے تھے تو پھر تھپڑ کھا کر حکم الٰہی کی تعمیل کیے بغیر کیوں واپس ہو گئے۔ دوم یہ کہ موت کا وقت مقرر ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کیوں فرمایا گیا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے اتنے برس آپ اور زندہ رہیں گے جب موت کا وقت مقرر ہے تو اس میں کمی بیشی کیسے ہوئی؟
جواب یہ ہے کہ جو کچھ ہوا مقدرات ہی سے تھا یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسا ہی لکھا گیا تھا کہ پہلے ملک الموت آئیں گے پھر ان کے ساتھ مذکورہ بالا معاملہ ہوگا وہ بارگاہِ الٰہی میں پہنچیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مذکورہ بالا بات کہی جائے گی اس کے بعد وہ لقاء الٰہی کو پسند کریں گے اور ان کی روح مبارک قبض کی جائے گی۔
اور سوال اوّل کا جواب یہ ہے کہ حضرت ملک الموت کو صرف اسی قدر حکم دیا گیا تھا کہ وہ بحضور موسیٰ علیہ السلام حاضر ہوں اور قبض روح کا قصد فرمائیں۔ پھر اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام قبض روح کو پسند نہ کریں تو واپس آ جائیں چنانچہ ان کو جیسا حکم دیا گیا اسی کی تعمیل فرمائی یعنی حضرت ملک الموت کا قبض روح کے لیے آنا پھر بغیر قبض روح کے واپس ہو جانا دونوں ہی حکم الٰہی تھے۔ (فیوض الباری شرح بخاری جلد ۲، پارہ پنجم، ص ۱۱۹۔۱۲۰)

فوائد:

اس حدیث مبارکہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے ساتھ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا معاملہ نرم بلکہ انتہائی نرم ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے مغضوبوں کے ساتھ بڑا سخت۔

(۲) اللہ کے محبوب بندے سے کسی معاملے میں سختی بھی ہو جائے تو برداشت کرنا چاہیے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی موت اور ہماری عام لوگوں کی موت میں بہت زیادہ فرق ہے۔ بعض اوقات انبیاء کرام کو خصوصی طور پر مرنے کے متعلق خصوصی انعام کے طور پر اختیار دیا جاتا ہے کہ ابھی مرنے پہ راضی ہو تو ٹھیک ورنہ کچھ عرصہ مہلت بھی عطاء کی جاتی ہے جبکہ عام لوگوں کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام موت سے بھاگے نہیں بلکہ موت لانے والے فرشتے کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہ موت سے بھاگنے والوں جیسا نہیں بلکہ موت سے وہ نہیں ڈرے اگر موت سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے بھاگے پھرتے تو جونہی حق تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی کہ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو پھر ایک بیل کے جسم پر ہاتھ رکھیے ہاتھ کے نیچے آنے والے بالوں کے عوض ہر بال کے بدلے سال بھر مزید زندگی عطا کی جائے گی مگر آپ نے ثابت کر دیا کہ نہ تو انہیں موت سے ڈر تھا اور نہ ہی موت سے بھاگے پھرے بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ موت سے بالکل نہیں ڈرتے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۵) اگر موت سے ڈرتے ہوتے تو ہزاروں سال زندگی مزید مل رہی تھی قبول فرمالیتے مزید زندگی کی بجائے موت کو قبول کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ موت سے بالکل نہیں گھبرائے۔

(۶) بلکہ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبوں کی موت کے وقت کی خواہش بھی پوری کر دیتا ہے۔

(۷) یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے غصہ سے بچنا چاہیے۔

(۸) اللہ کے محبوب حق تعالیٰ کی قضا کو ہر حال میں تسلیم کرتے ہیں۔

(۹) نورانی فرشتہ بھی بشری صورت اور اس کے عوارض اختیار کر سکتا ہے۔ اور اس کی نورانیت و ملکیت باقی رہتی ہے۔ اور بشر و نور دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد ۲، ص ۳۹۴)

(۱۰) بزرگان دین کے مدافن کے قریب دفن اختیار کرنا چاہیے اس میں برکت ہے۔ (تفہیم البخاری جلد ۲، ص ۳۹۴)

(۱۱) اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حق تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بعض اختیارات سے نوازا ہے۔

(۱۲) معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قریب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔

(تفہیم البخاری جلد ۵، ص ۲۶۳)

(۱۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پر اکتفاء کی اور اسی کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحۃً بیان فرماتے۔ (تفہیم البخاری، جلد ۵)

(۱۴) جیسے زندگی میں نیک اور صالحین کی مصاحبت و برکت اور رحمت کا باعث ہے اسی طرح بعد از مرگ بھی جوارِ صالحین میں دفن ہونا باعث رحمت و برکت ہے۔ (فیوض الباری، پ ۵، ص ۱۱۹)

(۱۵) فوت شدگان کی مزارات کی زیارت کرنا اور دفن شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت کرنا اچھا طریقہ ہے۔

فائدہ:

اس روایت مبارکہ سے اخذ ہونے والے مزید فوائد بیان کیے جا سکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

فائدہ:

یہ حقیقت ہے کہ اس حدیث مبارکہ کے پیش نظر کہنا کہ موسیٰ پیغمبر علیہ السلام موت سے بھاگا بھاگا پھرا۔ یہ غلط ہے اور صراحتاً غلط ہے بلکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ جو اللہ کا محبوب موت کا پیغام لانے والے سے نہیں ڈرا وہ موت سے کب ڈرنے والا ہے۔ بلکہ آخری حصہ سے تو واضح ہو گیا کہ موت سے آپ نہیں گھبرائے بلکہ بعد میں واضح فرما دیا کہ چلو یہ بات ہے تو ابھی.....

خلاصہ:

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بیماریوں مارا اور دکھوں کا مارا ہوا عام انسان جو بال کی طرح باریک ہو چکا ہے اس کے باوجود اس کی خواہش ہے کہ کاش ابھی میں نہ مروں کسی نہ کسی طرح تندرست ہو جاؤں ہر طرف سے علاج کرواتا ہے کہ شاید میں موت کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤں مگر وہ موت کو شکست نہیں دے سکتا بلکہ موت اسے شکست دے دیتی ہے۔ یہاں موسیٰ

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں بلکہ عام انسان مراد ہے کہ عام انسان موت سے بچنے کے لیے گلی گلی بھاگتا پھرتا ہے موت سے فرار کا راستہ ڈھونڈتا پھرتا ہے جتنی چاہے موت سے بچنے کی سعی کر لے بالآخر موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے۔ بالآخر اپنی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔

انبیاء کرام واولیاء اللہ موت سے نہیں ڈرتے:

اللہ کے محبوب بندے انبیاء کرام اور اولیائے کرام موت سے نہیں ڈرتے ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں تاریخ گواہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کے محبوبوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تن من دھن سب کچھ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان کر دیا۔

استقامت:

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ وہاں تشریف لے گئے تھے تو آپ کے راستے میں اہل طائف نے دو طرفہ جمع ہو کر آپ پر اتنے پتھر برسائے تھے کہ آپ کی ایڑیاں تک زخمی ہو کر آپ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے تھے چنانچہ آپ ان سفاک لوگوں کی سنگ باری سے بچنے کے لیے جو اس طرح آپ کی جان لینے پر آمادہ تھے اس احاطے کے اندر داخل ہو گئے۔ جہاں انگوروں کا باغ تھا لیکن وہاں آپ کو ربیعہ کے بیٹوں عتبہ وشیبہ کی موجودگی ناگوار گزری کیونکہ وہ بھی دشمنانِ اسلام اور مشرکین مکہ میں سے تھے۔ (البدایہ والنہایہ اردو ترجمہ، جلد ۳، ص ۱۵۳)

یہ روایت صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں عبداللہ بن وہب کے حوالے سے آئی ہے جو کہتے ہیں کہ انہیں یونس بن یزید نے ابن شہاب کے حوالے سے بتایا اور یہ بھی کہا کہ آخر الذکر نے عروہ بن زبیر سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ روایت سنی جو انہوں نے یوں سنائی۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہیں اس روز کا واقعہ نہیں معلوم جب تمہاری قوم (قریش) نے مجھ پر یوم احد سے بھی زیادہ مصیبت ڈھائی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: میں نے یہ سن کر آپ سے پوچھا: یوم احد سے زیادہ؟

یارسول اللہ (ﷺ) وہ کونسا دن تھا؟

آپ نے جواب دیا: وہ دن وہ تھا جب میں پہلے روز اہل طائف کے پاس دین اسلام کی دعوت لے کر اور ان سے مشرکین مکہ کے خلاف امداد طلب کرنے گیا تھا تو وہاں سنگ باری کے سوا مجھے کچھ نہیں ملا تھا۔ میں ایک سڑک کے کنارے سر جھکائے کھڑا تھا اور مجھ پر اہل طائف کی طرف سے جن میں مشرکین قریش شامل تھے سنگ باری ہو رہی تھی۔ میں نے جب ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا تو اس چلچلاتی دھوپ میں میرے سر پر ایک بادل سایہ فگن تھا۔ اسی بادل میں سے میں نے ایک آواز سنی: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کا طرزِ عمل دیکھ لیا ہے اور آپ کی دعا بھی سن لی ہے۔ اس نے آپ کے پاس ملک الجبال کو بھیجا ہے آپ جو چاہیں ان سے فرما دیجئے وہ وہی کر دے گا۔ یہ آواز جبریل علیہ السلام کی تھی۔ پھر ملک الجبال میرے پاس آیا۔ اور بولا: "مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں یہاں کے داہنے اور بائیں دونوں پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔"

اس کے بعد آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: [illegible] ملک الجبال سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولاد خدائے واحد پر ایمان لے آئے گی اور پھر کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ (تاریخ ابن کثیر المعروف البدایہ والنہایہ، جلد سوم، ص ۱۵۴)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی استقامت:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہر طرح کی اذیتیں دی گئیں کہ دین چھوڑ دو مگر آپ نے تمام اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کیں مگر دامن اسلام کو ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیا ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد کفار قریش نے مکے کے ان تمام قبائل کو تکلیفیں دینا شروع کر دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے انہوں نے ایسے لوگوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی انہوں نے بھوکا پیاسا رکھا، مارا پیٹا اور موسم گرما میں تپتی زمین پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر رکھے۔

کفار قریش نے ان میں سے سب سے زیادہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی برتی جو امیہ کے حبشی غلام تھے ان کی ماں کا نام حمامہ تھا وہ حد سے زیادہ صادق الاسلام تھے بہت سے دوسرے لوگ ان تکالیف سے تنگ آ کر بظاہر اسلام سے پھر گئے تھے تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کو مجبوری کے پیش نظر انہیں معاف کر دیا تھا کیونکہ وہ دل سے اسلام پر قائم تھے البتہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا معاملہ ان لوگوں سے بالکل الگ تھا انہیں کفار قریش نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں بلکہ ان پر ظلم وستم کی انتہا کر دی انہیں بھوکا پیاسا رکھا گیا، گرمی کے موسم میں انہیں تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے اور ان سے کہا گیا کہ تمہارے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہوتا رہے گا اگر تم اسلام سے بت پرستی کی طرف واپس نہ آئے یا اسی حالت میں مر نہ گئے۔ وہ تپتی زمین پر پشت کے بل لیٹے رہتے تھے جبکہ ان کے سینے پر بھاری بھاری پتھر رکھے جاتے تھے لیکن ان کی زبان سے اس وقت جو الفاظ نکلتے تھے وہ احد احد ہوتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک بار جب وہ یعنی عروہ کے والد ورقہ بن نوفل کے ہمراہ اس راستے سے گزر رہے تھے جہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر عذاب نازل کیا جا رہا تھا لیکن ان دونوں نے ان کی زبان سے اس شدت ظلم وجور اور جبر واستبداد کے صرف احد احد ہی سنا لوگ کہتے تھے کہ اگر کفار انہیں قتل (شہید) بھی کر ڈالتے تو وہ حلف سے کہنے کو تیار ہیں کہ پھر بھی ان کی زبان سے احد احد کی آواز آتی رہتی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم، ص ۸۵۔۸۴)

حکایت:

امام احمد فرماتے ہیں کہ ان سے ابو معاویہ اور اعمش نے مسلم، مسروق اور جناب بن ارث کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کا واسطہ شدائد ظلم وستم کے سلسلے میں العاص بن وائل سے پڑا تھا وہ انہیں دین اسلام سے منکر ہو کر دوبارہ اپنے معتقدات پر لانا چاہتا تھا۔ جب ان پر العاص بن وائل نے جسمانی عذاب کی انتہا کر دی تو انہوں نے اشارے سے کہا کہ وہ اس کی بات ماننے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ بولا: ''جب تک تم زبان سے اس کا اقرار اور دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار کا اعتراف نہیں کرو گے میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا چاہے تمہارا دم ہی کیوں نہ نکل جائے۔''

اس کی زبان سے یہ سن کر ان کے جوش ایمانی اور غیرت اسلامی پر ایسی ضرب پڑی کہ وہ فوراً بولے: ''خدا کی قسم! اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میں قیامت تک تیرے ہاتھوں بار بار مر کر دوبارہ زندہ ہوتا اور تیرے اس ظلم وستم کا شکار ہوتا رہوں اور اس کے علاوہ میرے اموال واولاد پر جس کی دھمکی تو مجھے دے رہا ہے جو کچھ بھی کر گزرے میں دین محمد (ﷺ) سے برضا ورغبت ہرگز منکا نہیں ہو سکتا۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کی یہ آیت اتری تھی۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ ..... وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا

(تاریخ ابن کثیر المعروف البدایہ والنہایہ جلد سوم، ص ۸۷۔۸۶)

فائدہ:

یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال ہیں کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔ ایمان کی حفاظت کے پیش نظر موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی اپنے ایمان کی حفاظت کرتے نظر آتے ہیں کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ کلیم اللہ ہیں موت سے ڈر کر اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح موت سے بچ جاؤں اس شعر میں موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں۔

فائدہ:

اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام دشمنوں سے بھاگے بھاگے ایک کنویں میں اتر گئے۔ دشمن آپ کو ہر طرف تلاش کرنے لگے مگر کسی طرح ان کو موسیٰ علیہ السلام نہ ملے تو ایک فاختہ اڑتی اڑتی اسی کنویں پر آپ کے دشمنوں کو مطلع کرنے کے لیے زور زور سے (گھوہ گھوہ گھوہ موسیٰ گھوہ) کہنے لگی گھوگھی (فاختہ) کی یہ آواز اس وقت سے ہے۔ یہ اور اس جیسی من گھڑت حکایات سے بچنا چاہیے۔

فائدہ:

بخاری شریف کے حوالے سے جو حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہے اس میں بھی موسیٰ نامی ایک راوی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی موسیٰ نام رکھنے کا عام رواج تھا۔ اس شعر سے بھی کوئی اور ہی موسیٰ مراد ہوسکتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں ہیں۔

موت اور مؤمنین:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا اور مجھے خبر دی یا فرمایا مجھے خوشخبری دی کہ جو کوئی میری امت سے فوت ہوجائے جبکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے، فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجائے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ جو کوئی فوت ہوجائے اور وہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ:

یہ عام مومن کا حال ہے جو اس حال میں فوت ہو کہ وہ شریک نہیں کیا کرتا تھا یا شرک سے توبہ کر کے فوت ہوا اسے جنت کی خوشخبری مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور حضرت موسیٰ پیغمبر ہیں کیا آپ عام مومن سے اعلیٰ مقام اور شان کے مالک نہیں ایک مومن موت سے نہیں ڈرتا بلکہ حق تعالیٰ کی رضا کی خاطر اگر وہ راہِ حق میں جان دے دیتا ہے تو اسے شہادت کے مقام سے نواز دیا جاتا ہے۔ جن کو وصال فرمانے کے باوجود مردہ کہنے سے حق تعالیٰ نے خود روکا ہے۔ جب ایسے مجاہد موت سے نہیں ڈرتے بلکہ راضی خوشی شہادت کے طلبگار رہتے ہیں تو کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام موت سے بھاگے بھاگے پھرتے رہے تاکہ موت سے بچ سکیں مگر پھر بھی موت سے نہ بچ سکے۔

اس لیے اس شعر میں موسیٰ علیہ السلام مراد نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خواہش:

حضرت عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ اس سے ملنا نہیں چاہتا اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا حضور کی بعض بیویوں نے کہا کہ ہم تو موت سے گھبراتی ہیں فرمایا کہ یہ مطلب نہیں لیکن جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کے احترام کی بشارت دی جاتی ہے تب اسے کوئی چیز اگلے جہان سے پیاری نہیں ہوتی اس پر وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے اور کافر کو جب موت حاضر ہوتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب و سزا کی خبر دی جاتی ہے تب اسے اگلے جہان سے زیادہ کوئی شے ناپسند نہیں ہوتی لہٰذا وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب تمنی الموت وذکرہ)

فوائد:

یہاں اللہ کو ملنے سے مراد موت ہے کیونکہ موت ہی خدا سے ملنے کا ذریعہ ہے۔ یعنی منہ سے موت مانگنا منع مگر اسے پسند کرنا اچھا، پسند کرنے کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگائے اور آخرت کی تیاری کرے ایسے بندے کو رب پسند کرتا ہے اس کی زندگی بھی خدا کو پیاری ہے اور موت بھی۔ ہر ایک کی زندگی موت خدا کے ارادے سے ہی ہے اور اس کی رضا سے بھی۔ ارادے اور رضا میں بھی بڑا فرق ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۲، ص ۴۳۷)

فائدہ:

یہ تو عام مومنوں کا حال ہے خواص کو جان کنی کے وقت جمال مصطفےٰ دکھا دیا جاتا ہے۔ ان کی اس وقت کی خوشی بیان سے باہر ہے پھر انہیں جانکنی قطعاً محسوس نہیں ہوتی روح خود بخود شوق میں جسم سے نکل آتی ہے جیسا کہ بارہا دیکھا گیا۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۴۳۷)

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر فوراً موت طلب کر لی گویا آپ موت سے نہیں ڈرتے تھے نہ ہی موت سے گھبراتے تھے اس مقام پر آپ دو اصول بتانا چاہتے تھے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱) انبیاء کرام کو دو امور میں سے ایک امر کی اجازت ہوتی ہے اگر چاہیں تو کچھ وقت مزید دنیا میں گزار لیں چاہیں تو بارگاہ حق میں حاضر ہو جائیں۔

(۲) بعض علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بتلا دیا کہ میرے بعد محبوب کبریا جلوہ افروز ہونا چاہتے ہیں ان کی بارگاہ میں حاضری کے لیے ایسے ہی نہ چلے جانا۔

فائدہ:

مومن کی موت عید ہے اور کافر کی موت مصیبت اسی لیے اولیاء اللہ کی موت کو عرس کہا جاتا ہے۔ یعنی شادی۔ فلہٰذا موسیٰ علیہ السلام جو ساری زندگی حق تعالیٰ کی ملاقات کی خواہش کرتے رہے جب وقت آیا تو وہ کیسے انکار کرتے بلکہ فوراً لبیک کہہ دیا۔ یہ بات نہیں کہ آپ موت سے بھاگے انشاء اللہ یہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا ثابت کر سکتا ہے۔ فلہٰذا یہاں اگر موسیٰ بحیثیت اسم ہی ہے تو پھر موسیٰ سے مراد کوئی اور ہی موسیٰ ہے جو موت سے بھاگتا پھرا حضرت موسیٰ کلیم اللہ مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ تو ساری زندگی خالق کائنات کی ملاقات طلب کرتے رہے جب عام مومن موت سے نہیں بھاگتا اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا۔ حق تعالیٰ کے انعامات حاصل ہوں گے جیسے مجاہد شوق شہادت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر جہاد کرتا ہے تاکہ اسے مقام شہادت حاصل ہو۔ ڈرتا، یا گھبراتا نہیں ہے کیا موسیٰ علیہ السلام اس سے بھی گئے گزرے ہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ تو کلیم اللہ ہیں وہ کب موت سے ڈر کر بھاگے۔

مسلمان کا تحفہ موت:

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتِ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: مسلمان کا تحفہ موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز)

فائدہ:

موت مسلمان کو رب کا تحفہ ہے کیونکہ یہ رب سے ملنے اور جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ مگر یہی موت کافر کے لیے مصیبت ہے کیونکہ مسلمان کا محبوب رب ہے اور کافر کا محبوب دنیا موت مومن کو محبوب سے ملاتی ہے اور کافر کو اس کے محبوب سے چھڑاتی ہے۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۴۴۰)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ سے خود بخود یہ بات واضح ہوگئی کہ مومنین انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے لیے موت تحفہ ہے ایسا تحفہ جو محبوب کی جانب سے عطا ہو پسند کیا جاتا ہے ناپسند نہیں کیا جاتا پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے لیے بھی موت تحفہ ہی تھی آپ اسے کیسے رد کر سکتے تھے آپ کو بھی محبوب ہی تھی فلہٰذا واضح ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام موت سے بھاگے بھاگے نہیں پھرتے رہے۔ اگر کوئی ہے تو وہ کوئی اور ہوگا اگر پورا شعر بغور مطالعہ کیا جائے تو موسیٰ بحیثیت اسم ہے ہی نہیں بلکہ دوسرے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی کے لحاظ سے موسیٰ کے معنی متعین ہوں گے۔ نہ کہ موسیٰ بمعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقراء کی موت راحت:

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اموات چار قسم کی ہوتی ہیں علماء کی موت، مالداروں کی موت، فقراء کی موت۔ حکام کی موت۔

(۱) علماء کی موت دین میں نقصان لاتی ہے۔

(۲) مالداروں کی موت حسرت ہوتی ہے۔ (اور ندامت)

(۳) فقراء کی موت راحت ہے۔ (یعنی مصائب دنیا سے)

(۴) حاکموں کی موت فتنہ ہے۔ (لباب الحدیث کا ترجمہ فضائل کا نچوڑ، ص ۱۶۵)

فائدہ:

مخبر صادق (ﷺ) نے سچ فرمایا ہے اب غور فرمایئے فقراء کی موت راحت ہے یعنی دنیوی مصائب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی بخوبی واقف تھے۔ پھر کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پھر بھی موت سے بھاگتے رہے بالآخر موت نے دبوچ لیا۔ یہ غلط ہے۔ پس واضح ہوا کہ شعر میں سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہی نہیں ہیں۔

اللہ کے دوست مرتے نہیں:

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :ان اولیاء اللّٰہ لاتموتون وانما ینتقلون من داری الی اخری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر (یعنی آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (لباب الحدیث باب ۳۷ ص ۱۶۶ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ)

فائدہ:

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ جانتے ہیں کہ موت اللہ کے دوستوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست تو مرتے ہی نہیں محض ایک گھر سے دوسرے گھر (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ بات تسلیم کرنے کی نہیں ہے اللہ کے دوست مرتے نہیں کیا خوب کسی شاعر نے حقائق پہ مبنی شعر کہا کہ۔

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

مومن کی وفات کی کیفیت:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے ریشم اور خوشبودار ٹہنیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال اور اسی سے کہتے ہیں کہ "اے مطمئن اللہ کی رحمت اور اس کی طرف آجا جب اس کی روح نکلتی ہے تو اسے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشک اور خوشبو پر رکھا جاتا ہے اور ریشم میں لپیٹ کر علیین میں لے جاتے ہیں۔

اور جب کافر کی روح نکلنے کو ہوتی ہے تو فرشتے کمبل میں چنگاریاں رکھ کر لاتے ہیں اور سختی سے اس روح کو نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے خبیث نفس! تو خدا سے ناخوش اور خدا تجھ سے ناخوش ہے تو ذلت اور عذاب الٰہی کی طرف چل" جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس کو چنگاریوں پر رکھ کر بھونا جاتا ہے پھر اسے سجین میں لے جاتے ہیں۔

(شرح الصدور، ص ۱۵۹ ترجمہ از فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی)

فائدہ:

اب ذرا ایمانداری سے غور فرمایئے سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کے وصال کے وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ ایسی کیفیت دیکھ اور سن کر اور جانتے ہوئے کون بھاگنا پسند کرتا ہے صحیح غازی کیوں نہیں بھاگتے انہیں شہادت کے حصول کی تڑپ کیوں ہوتی ہے ذرا غور فرمایئے اور اس شلوک میں موجود کلمہ (موسیٰ) پہ غور کیجئے۔ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ موسیٰ سے مراد یا تو اس کے معانی ہیں یا اگر اسم ہی مراد لیں تو پھر کوئی اور موسیٰ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ پیغمبر ہیں وہ یہاں مراد نہیں ہیں۔

حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی کا فرمان:

فقیر ابو احمد اویسی نے حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی (مدرس جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور) کو اسی شعر کا مطلب دریافت کرنے کے لیے فون کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

یہ شعر اور اس جیسے دیگر اشعار جو بزرگان دین کے نام سے منسوب کیے جاتے ہیں یہ انتساب سو فیصد درست نہیں۔ اس شعر میں اگر موسیٰ سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام لیا جائے تو یہ قطعاً غلط ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے عام مومن اور اولیائے کرام موت سے نہیں ڈرتے بلکہ حق تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ کا کلیم جو ساری زندگی اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات کا متمنی رہا۔ کلام کرتا رہا اب موت سے کیسے گھبرائے گا یہ غلط ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام موت سے ڈر کر بھاگے بھاگے پھرتے رہے۔ حالانکہ جب آپ کے امتیوں نے جہاد کرنے سے انکار کر دیا تو آپ اس وقت بھی ثابت قدم رہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سامنے آگ کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپ موت سے نہ گھبرائے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا تو خاصہ ہے کہ وہ موت سے نہیں گھبراتے۔ جہاں تک بخاری شریف کی روایت والا معاملہ ہے تو یاد رکھیئے اگر آپ موت سے گھبرائے ہوتے تو عزرائیل علیہ السلام پہ ہاتھ نہ اٹھا سکتے۔ اس ہاتھ اٹھانے کا اور سبب ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موسیٰ دراصل لفظ مَـوْسِـیْ ہو جس کا معنی ہے دکھیارا، دُکھی تو مطلب ہوا کہ اتنا دکھی ہے تکلیفوں اور بیماریوں نے لاچار کر رکھا ہے مگر پھر بھی مرنا نہیں چاہتا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ مُوْ اور سَا کا مرکب مُوْسَا ہو۔ اس کا مطلب بال جیسا باریک بیماریوں اور تکلیفوں کی وجہ سے بالآخر انسان بال جیسا باریک ہی رہ جاتا ہے۔ آپ فرما رہے ہیں کہ ایسی حالت کے باوجود مرنا نہیں چاہتا۔

فائدہ:

علاوہ ازیں ایک ضرب المثل ہے کہ لکھے موسیٰ پڑھے خدا۔ اس ضرب المثل میں لکھنے میں موسیٰ آتا ہے مگر مطلب سمجھنے کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لحاظ سے یہاں مُوسَا یعنی بال جیسا باریک مراد لیا جاتا ہے اسی طرح لکھنے میں خدا آتا ہے اور مراد پڑھے خود آپ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں بھی سمجھ لیجئے۔

فائدہ:

جب یہ مکمل مضمون فقیر نے لکھ لیا تو پھر دوبارہ حضرت علامہ مدظلہ العالی صاحب سے رجوع کیا اور یہ سارا مضمون آپ کو سنایا تو انہوں نے ارشاد فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا مُوں تن اوگن لیتڑے ، چمی اندر وار ہک نری خواری تھی رہے ، جے ڈسن باہر وار

حل لغات:

* موں: میرا۔ * تن: بدن، جسم۔ * اوگن: ناقص، بیمار۔ * لیتڑے: پھولنا، سوجنا۔ * چمی: چمڑی، کھال، بدن۔ * اندروار: جسم کا اندرونی حصہ۔ * ہک: ایک۔ * نری: بہت زیادہ، صرف، محض، بالکل۔ * خواری: ذلت، رسوائی۔ * تھی: ہوئی، ہوگئی۔ * جے: جو، اگر۔ * ڈسن: دکھائی دینا، نظر آنا۔ * باہروار: باہروں، باہر کی طرف سے۔

ترجمہ:

میرا جسم بیرونی طرف سے سب عیبوں والا، خراب اور بیمار ہوگیا۔ اور میرے جسم میں اندرونی طرف سے بھی سوجن پیدا ہوگئی ہے۔ میرے لیے یہی رسوائی بہت تھی۔ میرے اندرونی عیوب دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہیں یہی اگر دوسرے لوگوں کو نظر آجائیں تو پھر میرے لیے ذلت وخواری اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔

مطلب:

انسان خطا کار ہے اس کی خطاؤں کا شمار بھی مشکل ہے۔ اس کی حیاتی کے ظاہری احوال بھی عیوب سے پُر نظر آتے ہیں اور باطنی حالت نہایت خراب ہے۔ کسی انداز سے بھی اچھے احوال نہیں ہیں، نہ ظاہری احوال اچھے ہیں اور نہ باطنی احوال ظاہر و باطن خراب ہی خراب ہے۔ یہی حقیقت اس شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اے فرید! میرا جسم ظاہری طور پر بھی عیبوں سے پُر خراب اور نہایت خراب بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اور باطنی طور پر بھی۔ میرا جسم ظاہری طور پر بھی عام بندوں کو نظر آنے والی بیماریوں میں بھی مبتلا ہے اور باطنی طور پر اندرونی اعضاء میں سوجن پیدا ہو چکی ہے۔ جو کہ عنقریب موت کا سبب بھی بن سکتی ہے اور یہی میری رسوائی کا سبب بھی ہے۔ میرا ظاہری جسم تو لوگوں کے سامنے ہے، ظاہری امراض وخرابیوں کو تو لوگ دیکھ سکتے ہیں باطنی اور پوشیدہ امور لوگوں کی نظروں سے بچے ہوئے ہیں اگر وہ بھی لوگوں کو نظر آجائیں تو میرے لیے کتنی ذلت وخواری اور رسوائی کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی تمام بیماریوں سے نجات عطا فرمائے جو میری ذلت ورسوائی اور خواری کا سبب بنیں۔ اگر لوگوں کو ان پوشیدہ بیماریوں کا علم ہو جاتا تو میرے لیے ذلت وخواری اور رسوائی ہی رسوائی ہوتی یہ تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ یہ بیماریاں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا میں تن اوگن لیتڑے، جیتے دھرتی ککھ تُو جیہا میں نہ لہاں، میں جیہاں کئی لکھ

حل لغات:

★ میں: میرا۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ اوگن: ناقص، نقائص، بیماریاں نقائص، گناہ۔ ★ جیتے: جتنے۔ ★ دھرتی: زمین۔ ★ ککھ: تنکے۔ ★ تو: تیرے۔ ★ جیہا: جیسا، جیسے۔ ★ میں نہ: میں نہیں۔ ★ لہاں: لبھاں، نہیں پایا۔ ★ جیہاں: جیسی۔ ★ کئی لکھ: لاکھوں۔

ترجمہ:

میرا جسم تو بیماریوں بھرا ہے بیمار ہوں، میرا جسم پھولا ہوا ہے، بے کار ہوں، میرے جسم میں اتنے عیب ہیں جتنے زمین پر تنکے۔ آپ سا مجھے کوئی بھی نہیں ملتا ہاں میرے جیسی لاکھوں ہوں گے۔

مطلب:

انسان جب اس جہان فانی میں آتا ہے تو گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں سے معصوم ہوتا ہے۔ بالکل سفید چادر کی مانند، اس کے ذمے نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی خطا۔ مگر جیسے جیسے وہ لاشعوری حالت سے شعور میں آتا جاتا ہے۔ ناسمجھی سے سمجھداری کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ ایک وقت تک کی غلطیاں، خطائیں تو معاف کر دی جاتی ہیں مگر جب بالغ ہو جاتا ہے تو پھر اس کی غلطیوں اور خطاؤں کو شمار کیا جانے لگتا ہے۔ ایک گناہ ہوا کچھ دل میں احساس پیدا ہوا کہ یہ تو گناہ ہو گیا ہے میں غلط روش پہ چل نکلا ہوں، اسی احساس کے نتیجے میں جو ذہن میں خلش سی پیدا ہوئی۔ اس کا احساس ہوا۔ ندامت پیدا ہوئی۔ انسان توبہ کی طرف راغب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے بارگاہِ حق میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اس کا وہ گناہ معاف کر دیا گیا وہ پہلے جیسا ہی ہو گیا یعنی اس پہ اس گناہ کا کوئی اثر نہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا اور اگر ایک گناہ کیا۔ دل میں احساس پیدا بھی ہوا مگر اس طرف توجہ ہی نہ کی نتیجتاً اس گناہ سے توبہ نہ کی۔ اس کے دل پہ گناہ کے عوض اس کے دل پہ ایک دھبہ لگتا رہا۔ یوں دل بالکل سیاہ ہو گیا۔ گناہوں کا کوئی شمار نہ رہا یہی حقیقت بیان کرتے ہوئے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں فرمایا ہے کہ میرا جسم تو بیماریوں یعنی گناہوں کی گندگی سے لتھڑا ہوا ہے۔ گناہ بھی بیماریاں ہی ہوتے ہیں، میرا جسم ان بیماریوں یعنی گناہوں کے باعث سوجن کا شکار ہو چکا ہے۔ اس لیے کوئی کام تو ہو نہیں سکتا جیسے یرقان اور دیگر بیماریوں کے باعث جب انسانی جسم پہ سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔ تو وہ بندہ لاچار ہو جاتا ہے اس لاچاری کے باعث وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں یہی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ اے فرید! میرا جسم بیماریوں سے پُر ہے بے کار ہو چکا ہے۔ میرا جسم ان بیماریوں کی وجہ سے پھول چکا ہے اتنے گناہ ہو چکے ہیں جیسے زمین پہ تنکے جیسے ان کو شمار کرنا مشکل ہے یہی حال میرے گناہوں کا ہے۔ یا اللہ! تو انہیں بخش دے کہ تو غفار الذُّنُوب ہے۔ ستار العیوب ہے، میرے گناہوں کی بخشش فرما دے کہ تو گناہوں کو بخشنے پہ قادر ہے۔ میرے لیے تیرے جیسا کریم، ستار، غفار، رحمٰن اور دیگر عظیم صفات کا مالک کوئی نہیں مگر میرے جیسے گنہگار، خطا کار، سیہ کار تو لاکھوں کروڑوں بلکہ بے شمار ہیں۔

☆☆☆

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وچھوڑا بُر یار ، جت وچھڑے تن دُبلا سے ماہنو ہینسیار وچھڑے مینے جو تھیین

حل لغات:

★ وچھوڑا: جدائی۔ ★ بُر: برا۔ ★ یار: دوست، محبوب، پیارا۔ ★ جت: جب سے، جو، جب۔ ★ دُبلا: پتلا، (لسّا)۔ ★ تن: بدن، جسم۔ ★ سے: سینکڑوں۔ ★ وچھڑے: بچھڑے، جدا ہوئے۔ ★ ماہنو: آدمی۔ ★ ہینسیار: ہنسوں جیسے خوبصورت، ہنس مکھ۔ ★ مینے: ملائے، بند کیے۔ ★ جو تھیین: جو ہوئے۔

ترجمہ:

بچھوڑا (بچھڑنا) بہت بری چیز ہے۔ جب کوئی اپنے پیارے سے بچھڑ جاتا ہے تو اس کی جدائی اور غم میں وہ دُبلا پتلا ہو جاتا ہے۔ سینکڑوں ہنسوں جیسے سادہ، مخلص، ہنستے کھیلتے، خوبصورت اور پیارے نظر آنے والے آدمی جب بچھڑ گئے تو ان کا یہی حال ہوا۔

مطلب:

اس شعر میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بچھوڑے کا منظر بیان کیا ہے کہ بچھوڑا ایک بڑی بری بلا ہے کہ جسے یہ چمٹ جائے اسے دنیا جہان میں بے سکون کر دیتا ہے۔ جسے بچھوڑا کا آزار لگ جاتا ہے کوئی لمحہ بھی سکون میسر نہیں آتا ہے۔ ہمہ وقت محبوب کا انتظار اور تلاش میں اور بے چینی میں گزرتا ہے۔ ہر وقت بچھڑنے والے کی یاد میں ٹھنڈی آہیں نکلتی رہتی ہیں چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے، کھیل کود مختصر یہ کہ کسی چیز اور کام میں دل نہیں لگتا۔ ہر وقت بچھڑنے والے کی یاد بے چین کیے رہتی ہے نہ کھانے پینے کو جی چاہتا ہے اس طرح شدت پیاس اور شدید بھوک کا بھی احساس نہیں رہتا۔ نہ کھانے پینے کا ہوش اور نہ دکھ سکھ کا ہوش رہتا ہے۔ اسی لیے بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کا بچھوڑا جسے لگ جائے وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

عشق نے نکما کر دیا غالب ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

اس شعر کے مصداق بچھوڑے کا شکار نکما ہو جاتا ہے کچھ بھی کھانے پینے کو جی نہ چاہنے کے باعث فاقوں پہ فاقے گزرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا جسم بھی لاغری کا شاہکار نمونہ بن جاتا ہے۔ سینکڑوں ہنسوں جیسے سادہ، مخلص، ہنستے کھیلتے، خوبصوت اور پیارے نظر آنے والے ایسے دائمی مریض بن جاتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

سیج وِ چھاون پاہرُو ، جتھے جاءِ سون تیہناں جہاں دیاں ڈھیریاں، ڈُورُوں پیاں دِسَن

حل لغات:

★ سیج: سونے کے لیے تازہ تازہ پھولوں کی چادر، بستر، بچھونا۔ ★ وچھارن: بچھاتے ہیں۔ ★ پاہرو: سپاہی، محافظ۔ ★ جائے: جگہ۔ ★ جہاں: جو، جن کی۔ ★ ڈھیریاں: ڈھیری کی جمع، ڈھیری یعنی قبر، قبریں۔ ★ جتھے: جہاں۔ ★ سون: سونے کی۔ ★ تہاں: وہ۔ ★ دوروں: دور سے ہی۔ ★ پیاں: پڑی ہوئی۔ ★ دسن: نظر آرہی ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

جن کے آرام کرنے اور سونے کے لیے محافظ اور خاص پہریدار سیجیں بچھاتے ہیں، ان سبھی کی قبریں دور سے ہی نظر آرہی ہیں۔

مطلب:

قبر سے انکار صرف وہی کریں گے اور کرتے ہیں جن کا عقیدہ درست نہیں جو قرآن وسنت پہ ایمان رکھتے ہیں ان میں سے قبر کے متعلق کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کسی کو انکار ہے۔ قبر کا ظاہری حصہ جو ہر کسی کے دیکھنے میں آتا ہے۔ ان میں سے زیادہ سے زیادہ یہ فرق ہوسکتا ہے کہ بادشاہوں امراء اور وزراء کی قبور پختہ بنادی جاتی ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبرت کے یہ نشان بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے رہتے ہیں پھر انہیں بھی ہاتھ لگانے والا نظر نہیں آتا ہے جبکہ غرباء کی قبریں کچی ہوتی ہیں مگر دونوں قسم کی قبریں دور سے ہی نظر آتی ہیں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ایسے ایسے لوگ بھی اس جہان فانی سے گزرے ہیں کہ جن کے آرام کرنے کے لیے سیجیں بچھانے والے نوکر چاکر ہوتے۔ سیجیں بچھاتے۔ ان کی قبروں کی ڈھیریاں بھی دور سے ہی نظر آتی ہیں عبرت کا نشان بنی ہوئی نظر آتی ہیں اس لیے انسان سنبھل جا۔

-----☆☆☆-----

فریدا وڈی ایہہ بہادری ، کرکسنگ کو تیاگ درگاہ تھیوی مُکھ اُجلا ، کوئے نہ لگے داغ

حل لغات:

* وڈی: بڑی۔ * ایہہ: یہ۔ * بہادری: دلیری، شجاعت، جوانمردی۔ * کسنگ: برا ساتھ، بری صحبت۔ * تیاگ: چھوڑ دے، ترک کردے۔ * درگاہ: کچہری، حضوری، جگہ۔ * تھیوی: (ہووی) ہو۔ * مکھ: اُجلا۔ * تھیوی مکھ اُجلا: سرخ رو ہو، نیک شہرت پائے۔ * اُجلا: روشن، صاف ستھرا۔ * داغ: دھبا۔ * کوئے: کوئی۔

ترجمہ:

اگر تو بری صحبت کو ترک کردے تو یہ بہت بڑی بہادری والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے توفیق عطا فرمائے۔ ہاں ایسی جگہ ڈھونڈ جہاں تو کامیابی کی منازل طے کرے اور تجھے سرخروئی حاصل ہو۔ اور تجھ پہ کسی قسم کا داغ دھبہ نہ لگ سکے۔

مطلب:

اس دنیا میں زندگی گزارتے ہوئے انسان کو ہر قسم کے انسان سے واسطہ پڑتا ہے۔ اچھے انسانوں سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے اور بعض اوقات برے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ انسان کو اچھی اور بری ہر قسم کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ مگر کوشش یہ کرنی چاہیے کہ بری صحبت سے پرہیز کرے اور اچھی صحبت اختیار کرے کیونکہ بری صحبت انسان میں بری صفات کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے جبکہ اچھی صحبت کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شیطان اور شیطان صفت انسان ایک عام انسان کو بری صحبت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اچھے انسان کوشش کرتے رہتے ہیں کہ لوگوں کو اچھی صحبت میں لے جائیں تاکہ ان کی بھی دنیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وآخرت سنور جائے۔ جبکہ شیطان اور شیطان صفت انسان بری صحبت کے برے ثمرات ہر انسان تک پہنچانے کے لیے جتن کرتے رہتے ہیں۔ تا کہ ہر طرف بدعملی کا طوفان آجائے اس طوفان سے کوئی بھی سلامت نہ رہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ۔ اے فرید! بری صحبت کو چھوڑنا نہایت مشکل کام ہے۔ ایک عام آدمی جو شیطانی جال میں پھنس چکا ہے اس کا اس جال سے نکلنا نہایت دشوار کام ہے۔ ایسے جال کو کوئی انتہائی بہادر انسان ہی توڑ سکتا ہے۔ کیونکہ بری صحبت کو ترک کرنا نہایت مشکل کام ہے کوئی انتہائی بہادر انسان ہی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کر سکتا ہے ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں اگر اللہ بری صحبت سے بچ نکلنے کی توفیق عطا فرمادے تو یہ بڑی سعادت ہوگی۔ ایسی بری مجالس اور صحبت کے قریب بھی نہ پھٹک بلکہ ایسا مقام، ایسی صحبت اور مجلس تلاش کر جہاں تو کامیابی کی منازل طے کر سکے اور تجھے بارگاہ حق سے سرخروئی حاصل ہو۔ تجھے کسی قسم کا شیطانی داغ دھبہ نہ لگے۔

سُنی ہے تو جماعت اہلسنت میں آ:

الحمدللہ دعوتِ اسلامی ایک بہترین اسلامی تنظیم پوری دنیا بھر ماحول مہیا کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ اب جماعت اہلسنت بھی خوب کوشش کر رہی ہے غالباً اسی لیے حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی گوجرانوالہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

سنی ہے تو جماعت اہلسنت میں آ

بری صحبت کا اثر:

بری صحبت انسان کو برائی کی طرف راغب کرتی ہے اس لیے بری صحبت سے بچنا چاہیے۔

حکایت:

کہتے ہیں کہ کسی شخص کے بچے بری صحبت سے پرہیز نہیں کرتے تھے بلکہ اگر انہیں باپ سمجھاتا تو پھر بھی وہ باپ کی بات پہ کان نہ دھرتے بلکہ اپنی بے ڈھنگی چال میں ہی مست رہتے۔ بچے ابھی چھوٹی ہی عمر کے تھے۔ باپ ایک دن بازار سے بڑے بہترین پھل لایا۔ باپ نے بیٹوں کے سامنے وہ پھل کھولے بیٹوں نے دیکھا کہ ان پھلوں میں سے پھل کا ایک دانہ خراب تھا اس میں کیڑا لگا ہوا تھا بیٹوں نے کہا کہ ابا! یہ گندہ پھل کیوں لایا ہے؟

باپ نے جواب دیا کہ بیٹا کوئی بات نہیں اگر ایک گندہ پھل آ گیا ہے تو اب کیا کریں۔ گندہ گندہ حصہ پھینک دیں گے اچھا اچھا پھل کھالیں گے۔ بچوں نے پھل کھانے چاہے تو باپ نے کہا کہ بیٹا صبح کھائیں گے اب تو ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ بیٹے رضامند ہو گئے۔ پھل رکھ دیئے گئے صبح ہوئی۔ پھل کھانے کے لیے لایا گیا تو بچے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سارے پھل خراب ہو چکے ہیں باپ نے اپنے بیٹوں کو سمجھایا کہ بچو! تم نے دیکھا کہ کل صرف ایک پھل خراب تھا محض ایک رات گزرتے ہی سارے پھل ہی خراب ہو گئے ہیں کوئی پھل بھی خرابی سے محفوظ نہیں رہ سکا اسی طرح بیٹا گندی اور خراب صحبت کا اثر بھی ہوتا ہے خراب صحبت میں پڑ کر انسان اپنی دنیا بھی تباہ کر بیٹھتا ہے اور آخرت بھی تباہ کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے بچو! بری صحبت سے بچنا چاہیے کیونکہ خراب صحبت یا سوسائٹی میں بیٹھنے سے بندہ خراب نہ ہو جائے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تبصرہ:

اسی طرح اچھی صحبت کا اثر بھی مسلم ہے۔ایک دفعہ فقیر ابواحمد اویسی گورنمنٹ پرائمری سکول کالے چشتی میں بطور عارضی ڈیوٹی پڑھانے جاتا تھا کہ گولڈن سیب کا ایک کلو منگوایا اور ایک بیگ میں وہ سیب ڈالے اور گھر چلا گیا۔گھر جا کر وہ بیگ رکھ دیا صبح سیب نکال کر کھالیے۔پھر اس بیگ کو اسی طرح بند کر کے رکھ دیا عرصہ تقریباً ۱۹ سال گزرنے کے بعد ایک دن اس بیگ کو کھولا تو اس میں سے گولڈن سیب کی خوشبو ظاہر ہوئی اسی طرح یہ تجربہ کوئی بھی شخص کر سکتا ہے۔انشاءاللہ حقیقت واضح ہو جائے گی عطار کے ہاں بیٹھنے سے خوشبو ہی حاصل ہوتی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔جبکہ بدبو والے مقام پہ ٹھہرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔پس واضح ہوا کہ اچھی صحبت انسان کو اچھا بناتی ہے اور بُری صحبت انسان کو برائی کی طرف راغب کرتی ہے۔

-----☆☆☆-----

فریدا ہاتھی سوہن انباریاں ، پچھے کٹک ہزار جاں سر آوی آپنے ، تاں کو میت نہ یار

حل لغات:

* سوہن: (سو۔ہ۔ن) سجے ہوئے۔ * انباریاں: (انبار سے) ڈھیر، ڈھیریاں۔ * پچھے: پیچھے۔ * کٹک ہزار: ہزاروں لشکر، * جاں: جب۔ * سرآوی آپنے: جب اپنے سر آئے، جب براوقت آئے۔ * کو: کوئی۔ * میت: (متر) دوست، عزیز رشتے دار۔ * تا: نہیں۔ * یار: دوست، مددگار۔

ترجمہ:

انسان پہ کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ سجے سجائے ہاتھی اس کی سواری کے لیے، دولت کے ڈھیر اس کے پاس ہوتے ہیں ہزاروں لشکر اس کے اختیار میں ہوتے ہیں مگر جب کبھی اس پہ براوقت آتا ہے تو پھر کوئی بھی دوست، یار اور مددگار نہیں بنتا اللہ برا وقت کسی پہ نہ لائے۔

مطلب:

مثل مشہور ہے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا۔کبھی مشکلات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے تو کبھی تن آسانیاں مہربان ہوتی ہیں، کبھی دکھ، درد اور تکالیف کے طوفان اُمڈ آتے ہیں تو کبھی عیش ہی عیش استقبال کرتے ہیں۔کبھی مصائب وآلام کی آندھیوں کے جھکڑ پریشانی کا سبب بنتے ہیں تو کبھی سکھ اور آرام وسکون کی وادیاں نصیب ہوتی ہیں۔مختصر یہ کہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔کبھی دکھ کبھی سکھ کبھی مشکلات، کبھی آسانیاں، یہی حقیقت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمائی ہے کہ اے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرید! انسان پہ ہر قسم کا وقت آتا ہے۔ مگر انسان کو ہر وقت مستقل مزاجی سے صراط مستقیم پہ چلتے ہوئے اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارنے چاہئیں۔ کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ سواری کے لیے سجے سجائے ہاتھی پیش کیے جاتے ہیں۔ دولت کے ڈھیر آرام وسکون کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ کسی قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بلکہ ہمت کرے تو اوروں کے لیے بھی راحت وسکون کے اسباب مہیا کرسکتا۔ اس کے تابع فرمان ہزاروں لشکر ہوتے ہیں اسے تنہائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ مگر جب حالات بدلتے ہیں۔ اچھا وقت ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ تو پھر دوستی اور یاری کا دم بھرنے والے سبھی دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ اگر انہیں پکارا جائے تو ذرا بھی ادھر توجہ نہیں کرتے جیسے پہچانتے نہیں۔ بس جب تک مطلب رہا دھن دولت رہی۔ سبھی ساتھی رہے مگر جب حالات بدلے تو سبھی کے چہرے بدل گئے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ

اساں تے اج تک ایہہ ازمایا پتروی جے کسے بنایا
مطلب نکلیا تے ٹھکرایا فیر نہ پچھی سار

بہر حال جب برا وقت آیا تو سبھی دوست، احباب، یار اور مددگار کوئی بھی نہیں بنتا۔ ایسے دوستوں کے متعلق حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

دنیا تے جو کم نہ آیا اوکھے سوکھے ویلے
اس بے فیضے سنگی کولوں بہتر یار اکیلے

-----☆☆☆-----

فریدا اُتھاں ٹکیئے ، جتھاں دسن انھے نہ کو ساکوں جانیں ، نہ کو ساکوں منے

حل لغات:

★ اُتھاں: وہاں۔ ★ ٹکیئے: ٹھہریئے، قیام کیجئے۔ ★ جتھاں: جہاں۔ ★ دسن: بستے ہوں، رہتے ہوں، زندگی گزارتے ہوں۔ ★ انھے: اندھے، جنہیں کچھ بھی نظر نہ آتا ہو، نابینا، مراد ناواقف۔ ★ نہ کو: نہ کوئی۔ ★ ساکوں: ہمیں۔ ★ جانیں: جانے، جاننے کی کوشش کرے۔ ★ منے: مانتا ہو۔

ترجمہ:

اے فرید! کسی ایسی جگہ جا کر ٹھکانہ بنا جہاں ہم اندھے بستے ہوں یعنی جہاں کوئی ہمیں جاننے والا نہ ہو۔ ہمارا

maarfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی بھی واقف نہ ہو نہ کوئی ہمیں جانتا ہو اور نہ ہی کوئی ہمیں مانتا ہو۔ تا کہ پرسکون حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغولیت اختیار کی جا سکے۔

مطلب:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ شہرت اور ناموری سے کوسوں دور بھاگتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب اُن کی شہرت دہلی میں پھیلنے لگی تو آپ نے ہانسی میں اپنا ٹھکانا بنایا۔ جب ہانسی میں بھی شہرت پھیل گئی تو آپ نے اجودھن کا رخ کیا۔ مختصر یہ کہ آپ دنیوی شہرت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس شعر میں آپ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اے فرید! وہاں ٹھکانا بنائیں جہاں سب اندھے بستے ہوں یعنی جہاں سارے ہی ایسے لوگ رہتے ہوں جو اللہ والوں کو نہ پہچانتے ہوں تا کہ لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو۔ ایسی جگہ پر پُرسکون انداز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جا سکے۔ نہ کوئی ہماری حقیقت سے آشنا ہو اور نہ ہی کوئی ہمیں مانے بلکہ ہمیں جانتا تک نہ ہو۔ تا کہ ہم سے دور دور رہیں ہمارے قریب نہ ہوں۔ اس طرح ہمیں خلوت حاصل رہے۔ اور ہم خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں۔

-----☆☆☆-----

زندگی دا وساہ نہیں ، سمجھ فریدا توں کرلے اچھے عمل تے ہو جا سرنگوں

حل لغات:

* زندگی: حیات، جینا۔ * دا: کا۔ * وساہ: بھروسہ۔ * کرلے: کرلے۔ * تے: اور۔ * سرنگوں: سر جھکا لے، جھک جا۔

ترجمہ:

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اے فرید یہ حقیقت تو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کر۔ اعمال صالح اختیار کر، خودی، تکبر اور غرور کو اپنے وجود سے نکال کر سرنگوں ہو جا۔

مطلب:

قرآن مجید میں ہے كُلُّ نَفْسٍ ذائقة الموت: ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جو کچھ بنا ہے اُس نے آخر ٹوٹنا ہے جسے زندگی عطا ہوئی اسے آخر موت کا ذائقہ چکھنا ہے یہ قانون قدرت ہے موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں موت کے متعلق ہی بیان فرمایا ہے کہ ارے انسان جس زندگی کے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھروسے پہ تو یہ سب منصوبہ بندیاں بنا رہا ہے اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔

آ گ ت سے کوئی بشر نہیں
ت سو برس کا پل کی خبر نہیں

بہر حال زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اے فرید! اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر۔ اس ظاہری زندگی کا آخر ہونا ہے جسے موت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ موت نے آنا ہے جب اس نے آنا ہے تو پھر اس کے لیے تیاری کر لے کیونکہ مرنے کے بعد تجھے قبر کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ قبر کے احوال سے خبردار ہو۔ ایسے جملہ امور ترک کر دے جو تیرے لیے عذاب قبر کا سبب بنیں اور ایسے امور اختیار کر کہ جو قبر کے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بننے کا سبب بنیں، قبر کی وسعت کا سبب بنیں، قبر کے منور ہونے کا سبب بنیں، ایسے اعمال اختیار کر جن کی وجہ سے عذاب قبر سے نجات حاصل ہو۔ قبر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا سبب ہوں، قبر کے سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کا سبب ہوں۔

ایسے امور کون سے ہیں؟ اس کا جواب اسی شعر میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اے فرید! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس حقیقت سے آشنائی حاصل کر اور صالح اعمال اختیار کر اور بارگاہِ حق میں سرنگوں ہو جا۔ جو اپنے آپ کو سرنگوں کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مقامات علیا سے نوازتا ہے اور جو متکبرانہ شان اپناتے ہوئے سربلند ہونے کی سعی لا حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے در در پہ ٹھوکریں کھانے کے لیے جھکا دیتا ہے۔ جو جھک جاتا ہے وہ پھلدار ہوتا ہے۔ انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے جو درخت پھل لگنے کے بعد سرنگوں ہو جاتا ہے وہ پھل پاتا ہے جو درخت سرنگوں نہیں ہوتا بلکہ اکڑ جاتا ہے وہ درخت ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے سر پہ کلہاڑے والا یا آرے والا پہنچ جاتا ہے اسے سخت مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہی حال اکڑنے والے متکبر انسان کا ہوتا ہے۔ دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے اور جو انسان تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں سربلندی عطا فرماتا ہے کیا خوب کسی شاعر نے لکھا ہے کہ

اُس دن آکڑ تے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کیہا محمد سرور ایہہ نہیں امت میری

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہتھڑیں وٹوں ہتھڑے ، پیراں وٹوں پر تُساں نہ متیاں گاجراں ، اَساں نہ مُتے بیر

حل لغات:

★ ہتھڑیں: اپنے ہاتھوں سے۔ ★ وٹوں: دھاگا یا رسی کو بل دے کر لپیٹیں، جیسے بل دے لوں۔ ★ ہتھڑے: گانٹھیں۔ ★ پیراں: پیر کی جمع یعنی پاؤں۔ ★ وٹوں پیر: پاؤں کے ذریعے کھڈی سے کپڑا بننا۔ ★ تساں: تم، آپ۔ ★ متیاں: بھیجیں۔ ★ گاجراں: گاجر کی جمع یعنی گاجریں۔ ★ اساں: ہم نے۔

ترجمہ:

ہم اپنے ہاتھ سے ہی سوت اور دھاگے کی گانٹھیں تیار کرتے ہیں اور اپنے پاؤں کے ذریعے کپڑا بنتے ہیں۔ تم نے ہمیں گاجریں نہیں بھیجی ہیں اور ہم نے بھی تمہیں بیر نہیں بھیجے یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے سے تعاون نہیں کر رہے اسی لیے ہمیں تمام کام خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔

مطلب:

اس دنیا میں کوئی بھی انسان اپنے تمام کام خود سرانجام نہیں دے سکتا۔ اگر ضرورت کی تمام چیزیں خود ہی بنانا شروع کرے، اپنے ہی ہاتھ کی تیار کردہ چیزیں استعمال کرے تو اس طرح ممکن نہیں۔ آج تک جو ترقی ہوئی۔ سائنسی میدان میں یا عملی میدان میں زرعی میدان میں وغیرہ مختصر یہ کہ آج تک جو بھی ترقی ہوئی ہے یہ سب ترقی ایک دوسرے سے تعاون کا نتیجہ ہے۔

تعاون کی دو اقسام:

ایک دوسرے سے تعاون کی دو قسمیں ہیں ان دونوں کا ہی ذکر قرآن مجید میں ہے۔

(۱) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(۲) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ o

(پ۶، سورۃ المائدہ آیت نمبر۲)

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

ان میں سے پہلی قسم کے تعاون کے سلسلے میں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے ہی پہننے والے کپڑے کے لیے سوت کاتتے ہیں، سوت کاتنے کے بعد سوت کی گانٹھیں تیار کرتے ہیں جب یہ مرحلہ بخوبی طے ہو جاتا ہے تو پھر وہی سوت کسی کو کپڑا بننے کے لیے دینے کی بجائے خود ہی کھڈی پر کپڑا بننے لگتے ہیں۔ اس طرح سارے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کام خود ہی سرانجام دیتے ہیں حالانکہ اس طرح ہم خود اپنے کتنے کام سرانجام دے سکتے ہیں۔اس دنیا میں ایک دوسرے سے تعاون کر کے ہی پرسکون زندگی گزاری جاسکتی ہے ورنہ ایک دوسرے سے تعاون کے بغیر زندگی ایک عذاب سے کم نہیں رہ جاتی۔تعاون کے سلسلے میں بابا فرید صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تم نے گاجریں بیجی ہیں تو تم نے ہمیں گاجریں نہ بھیجیں حالانکہ تمہارے پاس تو گاجریں تمہاری ضرورت سے زیادہ تھیں۔وہ گاجریں خراب ہوگئیں مگر اس کے باوجود تم نے ہمیں نہ بھیجیں۔جب تم نے گاجریں ہمیں نہ بھیجیں تو اسی طرح ہم نے بھی تمہیں بیر نہ بھیجے یعنی نہ تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا اور نہ ہی ہم نے تمہارے ساتھ تعاون کیا۔ تم اپنی جگہ پہ قائم رہے ہم اپنی ضد پہ اڑے رہے اس طرح ہم نے ایک دوسرے سے تعاون نہ کر کے اپنی زندگی اجیرن بنالی۔

اگر ہم سمجھداری سے کام لیتے تو زندگی میں بڑی آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں۔کم وقت میں کام بھی زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ بگڑتے کام سنوارے جاسکتے ہیں مگر

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے

کے مصداق ہم نہ خود ترقی کرنا چاہتے اور نہ ہی کسی کو ترقی کرتے دیکھ سکتے ہیں۔اسی لیے نہ ہم کسی کے ساتھ تعاون کرتے ہیں کہ کسی کی مدد کی جائے تاکہ اس کے بگڑتے کام بھی سنور جائیں کسی کا کام خراب ہوتا دیکھتے رہتے ہیں مگر اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے شاید اگر ہم تعاون کرتے تو اس کا بگڑتا کام بھی سنور سکتا اسی طرح ہماری بھی مدد کوئی نہیں کرتا۔اگر ہم کسی کی مدد کرتے تو کوئی ہماری مدد کرتا کہ جس سے ہمارے بگڑے کام بھی سنور سکتے۔بہر حال ہم سب نے اگر ترقی کی منازل طے کرنی ہیں تو پھر ہمیں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

تنبیہ:

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ گناہ اور حد اعتدال سے بڑھنے کے امور میں ایک دوسرے سے تعاون نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دنیا و آخرت میں خسارے کا سبب ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے تعاون سے منع فرمایا ہے۔نیز ایسا گھناؤنا تعاون ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔اسی طرح ایک شعر اکثر سننے میں آتا ہے کہ

مسجد ڈھاہ دے مندر ڈھاہ دے تے ڈھاہ دے جو کجھ ڈھینہدا
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا

اگر کوئی گناہ اور ظلم پہ مبنی امور کے متعلق کہے تو اس کے کہے پہ چلنا اس لیے کہ کہیں اس کا دل نہ ٹوٹ جائے۔ایسا نہ کرنا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی ذات کو بھی ظلم کی بھٹی میں جھونکنے کے مترادف ہے۔اور دوسرے پہ بھی ظلم ہے فلہٰذا ایسے امور کو سرانجام دینے سے قبل یہ ضرور سوچ لینا چاہیے کہ یہ امر اللہ ورسول کے فرمان ذیشان کے خلاف تو نہیں۔ایسے شخص کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

-----☆☆☆-----

فریدا جنہیں دا صبر کمان، اُتے ذکر کماون کانیاں اُوہناں مندے بان ، خالق خالی نہ کرے

حل لغات:

* جنھیں دا: جن کا۔ * کمان: کمانا، کرنا۔ * صبر: برداشت، تحمل، توقف، تامل، خدا کی مار، توکل، قناعت۔ * صبر کمان: صبر کرنا۔ * اتے: اور۔ * ذکر کماون: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ * کانیاں: کانی کی جمع، تیر، قلم۔ * مندے: بُرے، گندے۔ * اوھناں: ان کا، ان کے۔ * بان: بیان، باتیں کلام گفتگو۔ * خالق: پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام۔

ترجمہ:

اے فرید! جن کا کام ہمہ وقت صبر کرنا ہے، ان کے قلم بھی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی ان کے قلم ہر وقت ذکر میں مصروف رہتے ہیں (مجاہد فی سبیل اللہ یعنی ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہنے والے، مجاہد، صابر اور صحیح اللہ والا عالم مصنف) پہ برے الفاظ کی کوئی یلغار کرے یہ بات اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں۔

مطلب:

علمائے کرام بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہی ہوتے ہیں۔دین حق کی خاطر قربانیاں جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہیں جہاد بالقلم، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان جہاد ہی کی اقسام ہیں۔دینی علوم کے حصول اور دینی علوم کی دعوت وتبلیغ کے لیے جو امور بھی سرانجام دیئے جائیں وہ بھی جہاد ہیں۔اس سلسلے میں جن مصائب وآلام سے واسطہ پڑے ان پر صبر اختیار کرتے ہوئے مستقل مزاجی اختیار کرنا اور نامساعد حالات کے باوجود جہاد بالقلم کا سلسلہ حتیٰ الوسع جاری رکھنا اجر عظیم کا سبب ہے۔اس شعر میں اسی حقیقت کو بالوضاحت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ۔

اے فرید! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت وتبلیغ میں مصروف ہوں، اس راستے میں انہیں جو مشکلات آئیں انہیں ہنسی خوشی برداشت کریں۔صبر اختیار کریں۔جہاد بالنفس اور جہاد باللسان کے ساتھ ساتھ جہاد بالقلم کا سلسلہ جاری رکھیں تو ایسے لوگ تمام مشکلات برداشت کرتے ہیں۔صبر اختیار کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کی کانیاں یعنی قلمیں بھی اللہ جل وجلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں مشغول رہتی ہیں۔ایسے اللہ والے ہر لحاظ سے ذکر میں مشغولیت اختیار کرتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے دین پہ مبنی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لٹریچر لکھنے کے لیے قلموں کو استعمال کرنا بھی ذکر ہی ہوتا ہے ایسے لوگوں کے خلاف برے الفاظ کے تیر وتلوار اور نشتر استعمال کرنا اچھا کام نہیں ہے۔ بلکہ ایسے مؤلفین و مصنفین پہ برے الفاظ کی یلغار کرنے والے لوگوں کی عادت اللہ کریم کو پسند نہیں۔

-----☆☆☆-----

فریدا (بندے رب دے) تنے ٹول کرین مِٹھا بولن نِو چلّن ، ہتھوں بھی کُجھ دین

حل لغات:

* بندے رب دے: اللہ کے بندے۔ * تنے: (تینوں) تجھے، تمہیں۔ * ٹول: اکٹھے، جمع، گروہ۔ * کرین: کرتے ہیں۔ * مٹھا: میٹھا، میٹھے۔ * بولن: بولتے ہیں۔ * نوا: (نیواں) سر اجھکا کر، تواضع سے۔ * چلن: چلتے ہیں۔ ہتھوں: اپنے ہاتھوں سے۔ * کجھ: کچھ۔ * دین: اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔

ترجمہ:

اے فرید! اللہ کے بندے اپنے وجود میں یہ تینوں صفتیں یکجا کرتے ہیں جب بھی بولتے ہیں میٹھا بول بولتے ہیں، تواضع اور عاجزانہ روش اختیار کرتے ہوئے جھک کر چلتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے اس میں سے فی سبیل اللہ بھی خرچ کرتے رہتے ہیں۔

مطلب:

اس شعر میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے تین ایسی باتیں بیان کی ہیں جو اکثر اولیاء اللہ اپناتے ہیں۔ اس شعر کا ایک مطلب تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے فرید یعنی اے بندہ خدا فرید! تو تین باتوں کو اپنانے کی کوشش کر۔

(۱) جب بھی بول میٹھا بول۔ کڑوے اور سخت بول سے پرہیز کر، جو بول کسی کی تکلیف کا سبب ہو اسے اپنی زبان سے ادا نہ کر بلکہ ایسی گفتگو سے اپنی زبان بند رکھ۔

(۲) عاجزی اختیار کرتے ہوئے جھک کر چلنے کی کوشش کر۔ اور اگر ہو سکے تو پھر حتی الامکان کوشش کر کہ کچھ نہ کچھ راہ حق میں فی سبیل اللہ خرچ بھی کیا کر۔

یہ تینوں امور اولیاء کاملین کے طریقے ہیں انہیں اپنانے میں بڑے فائدے ہیں۔

-----☆☆☆-----

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریدا ہے جیا کھڑسی جب، اتے کیسی سی وَن جیون کیا روسی تب ، جو رہی کوڑا تھیا

حل لغات:

★ جیا: (جی) روح۔ ★ کھڑسی: لے جائے گا۔ ★ ہے: ہونا سے مشتق، حاضر، موجود۔ ★ جب: جس وقت، جس صورت میں، جونہی، تب۔ ★ اتے: اور۔ ★ کیسی: کس کام، کیسے، کس طرح۔ ★ کیا: کس کام، کیسے، کس۔ ★ روسی: رونا دھونا۔ ★ تب: پھر، بعد میں، اس وقت، اس پر، اس حالت میں، اس لیے، اس سبب سے، تو۔ ★ کوڑا: جھوٹا، جھوٹ۔ ★ تھیا: ہوا، ثابت ہوا۔

ترجمہ:

اے فرید! جب موت کے فرشتے نے تیرے جسم کے تمام ٹانکے ادھیڑ دیئے۔ اور تیرا جسم اُدھیڑ کر اس میں سے تیری روح نکال کر لے جائے گا تو پھر یہ تیرا رونا دھونا تیرے کس کام آئے گا۔ تو نے جو برا بھلا کیا تھا وہ سب کچھ تیرے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا۔ اس وقت حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ تو پھر تیرے سامنے دنیا اور دنیا کی رنگینیاں سب جھوٹ ثابت ہوں گی۔

مطلب:

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ ایک دن موت کا گھڑیال بجتا ہے اور ہمارا کئی بار کا یہ بھی تجربہ ہے کہ اکثر جب کوئی مرنے والا مر رہا ہوتا ہے تو اُس وقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے حد درجہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مرنے والا بڑے مشکل دور سے گزر رہا ہے۔ مگر کئی اللہ کے بندے موت کے وقت ہنستے مسکراتے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔ کئی اللہ کے بندے سجدہ کی حالت میں سر رکھتے ہیں اسی کیفیت میں ان کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد میدانِ محشر میں تمام زندگی میں کی گئیں نیکیاں اور بدیاں حاضر کر دی جائیں گی۔ اس وقت نیکیوں کو دیکھنا خوشی کا باعث ہوگا اور بدیوں کا دیکھنا دکھ اور تکلیف کا باعث۔ آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ یہی حقائق بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا ہے اے فرید! جب موت کا فرشتہ آئے گا تو تیری عجیب کیفیت ہوگی۔ ذرا غور و فکر سے کام لے کہ جس وقت ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیرے جسم کے تمام ٹانکے اکھیڑ دے گا اور تیرے جسم کے ہر مقام سے تیری روح نکال کر لے جائے گا۔ تو اس وقت کے متعلق تصور تو کر تیرا کیا حال ہوگا؟ اس وقت تیرا رونا دھونا تیرے کسی کام نہ آئے گا۔ تو نے جو کچھ دنیا فانی میں کیا ہوگا وہ سب کچھ تیرے سامنے ہوگا۔ جو نیکیاں کمائی ہوں گی وہ بھی تیرے سامنے حاضر کر دی جائیں گی اور جو گناہ تو نے کیے ہوں گے وہ بھی تیرے سامنے ہوں گے۔ ان سے پیچھا چھڑانا چاہے گا تو بچ نہ سکے گا۔ اس وقت تجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب کی حقیقت سے تجھے آشنائی حاصل ہو جائے گی۔ دنیا میں خوبصورت نظر آنے والی اشیاء کی جب تجھے حقیقت معلوم ہوگی تو پھر ان سے تجھے گھن آنے لگے گی تجھے نفرت ہوگی۔ دنیا کی تمام رنگینیاں جھوٹی معلوم ہوں گی۔ دنیا کی روشنیاں تجھے اندھیر معلوم ہوں گی۔ جیسے بظاہر عام بچہ اگر سانپ کو دیکھے جو سانپ کی حقیقت سے آشنا نہ ہو وہ سانپ کو خوبصورت سی رسی سمجھتے ہوئے اسے حاصل کرنے کے لیے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی طرف لپکے گا مگر جب اس کی حقیقت اس پہ کھلتی ہے تو اس سے دوری اختیار کرتا ہے اسے مار دینے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کہیں مجھے نہ ڈس لے۔ بظاہر خوبصورتی کا شاہکار مگر حقیقت میں زہریلا، بعینہٖ دنیا اور دنیا کی رنگینیاں بظاہر خوبصورت ہیں۔ دل کو اچھی لگتی ہیں لیکن حقیقت ان کی یہ ہے کہ انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ آگ کے انگارے بظاہر دیکھنے کے لحاظ سے بڑے خوبصورت ہوتے ہیں مگر جو ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوتا وہ ان کی خوبصورتی پہ مرمٹتا ہے۔ اگر انہیں اٹھالے تو نقصان اٹھالے گا۔ وہی خوبصورت نظر آنے والے اسے جلادیں گے۔ یہی حال دنیا اور دنیا کی رنگینیوں کا ہے۔ جو دنیا کی حقیقت نہیں جانتے وہ سب کچھ ہی دنیا اور دنیا کی رنگینیوں کو سمجھ بیٹھتا ہے اسے کیا خبر کہ جو دنیا اور دنیا کی رنگینیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ بعض اوقات اپنے دین وایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ دنیا میں مشغولیت کے باعث اپنے مالک وخالق سے رابطہ منقطع کر بیٹھتا ہے۔

بہر حال اے انسان جب تو اس جہان فانی سے رخصت ہوگا تو دنیا کی حقیقت تجھ پہ واضح ہو جائے گی۔ دنیا کی سب رنگینیاں جھوٹ ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ حقائق سے آشنائی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

-----☆☆☆-----

فریدا میں نُوں منج کر ، نکی کر کر کٹ بھرے خزانے رب دے ، جو بھاوے سُولٹ

حل لغات:

★ میں: اپنی ذات، خود آپ، فخر، غرور، تکبر، یہاں فخر، غرور اور تکبر مراد ہے۔ ★ نوں: کو۔ ★ مار کے منج کر: کوٹ کوٹ کر منج کی طرح باریک کردے۔ ★ منج: مونج، جس کا بان بنایا جاتا ہے۔ ★ نکی: باریک۔ ★ کرکر: کر کے۔ ★ کٹ: کوٹ۔ ★ بھاوے: اچھا لگے، پسند آئے۔ ★ بھرے خزانے رب دے: رب کے بھرے ہوئے خزانے۔ ★ سو: پس وہی۔ ★ لُٹ: حاصل کر، لے لے۔

ترجمہ:

اے فرید! میں یعنی جو تیری ذات میں فخر وغرور اور تکبر موجود ہے اسے مونج کی مانند کام کے قابل بنالے۔ اور میں کو کوٹ کوٹ کر نہایت باریک کردے، اتنی باریک کردے کہ اس میں ذرہ بھی رڑک نہ رہ جائے تکبر کا نشان تک باقی نہ رہے۔ اگر تو نے ایسی کیفیت پیدا کرلی تو پھر اللہ تعالیٰ کے سب خزانے تیرے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے ان میں سے جو جی چاہے حاصل کرلینا۔ تیرا ہاتھ کوئی بھی نہیں روکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہر چیز تیری طلب میں ہوگی۔

غالباً اسی لیے علامہ اقبال نے حقیقت واضح کرتے ہوئے اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ایک مفہوم یوں بھی ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! اپنے وجود سے فخر وغرور اور تکبر کا بھوت نکال کر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پہ حاضر ہوجا۔ ان کے فرمان کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزار اُن کا صحیح وفادار بن جا اگر تو نے ایسا کیا تو پھر یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم بھی تیرے ہیں۔ سب کچھ تیرا ہے۔ جیسے چاہے استعمال کر۔ اگر تو میرے محبوب کا وفادار بن جائے گا تو میری کائنات کا ذرہ ذرہ تیرا غلام بننے میں فخر محسوس کرے گا۔

بن گئے غلام جیہڑے شاہِ ابرار دے
دیکھ لے نظارے اوہناں پروردگار دے

-----☆☆☆-----

زمی پچھے اسمان فریدا ، کھیوٹ کن گئے جالن گوراں نال الاھمے جیو سھے

(معارف فریہ ۲۲۱، دیوانِ فرید ۲۵۲)

حل لغات:

★ زمی: زمین ۔ ★ پچھے: پوچھتی ہے ۔ ★ اسمان: آسمان ۔ ★ فریدا: اے فرید۔ ★ کھیوٹ: ملاح، قائد، لیڈر۔ ★ کن: کدھر، کہاں ۔ ★ جالن: بھگت رہے ہیں، برداشت کررہے ہیں ۔ ★ گوراں: قبریں، قبروں میں ۔ ★ نال: ساتھ۔ ★ الاھمے: طعنے، گلے۔ ★ جیو: دل۔ ★ سہے: سہتا ہے۔

ترجمہ:

اے فرید! زمین آسمان سے پوچھتی ہے کہ بڑے بڑے لوگ کدھر اور کہاں چلے گئے ہیں۔ (آسمان جواب دیتا ہے کہ) وہ قبروں (اور مرگھٹوں میں اپنی کی ہوئی بداعمالیوں کی) سزا بھگت رہے ہیں۔ سزا بھگتنے کے ساتھ ساتھ اُن کے دل کو الاھمے طعنے بھی سننے پڑتے ہیں۔

فائدہ:

کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی قانون کے تحت ہر انسان نے بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ انسان مرجاتے ہیں۔ شہزوری سے مقابلہ کرنے والے بھی، اپنے آپ کو خدا کہلانے والے، ظالم وجابر انسان بھی جن کا وقت آیا، اس جہان فانی سے موت کا شکار ہوکر چلتے بنے۔ ان کے متعلق زمین آسمان سے پوچھتی ہے اللہ کی زمین پہ اکڑ اکڑ کر چلنے والے خدائی کے دعویدار کہاں گئے، جنہوں نے دنیا میں محل ماڑیاں بنائی تھیں لوگوں پہ ظلم وستم کرکے دولتوں کے خزانے اکٹھے کیے تھے اب وہ کدھر ہیں۔ آج نظر نہیں آرہے۔

گویا بابا فرید ایک تمثیل کے ذریعے ہر انسان کو تنبیہ کررہے ہیں کہ اے انسان اس دنیا میں اپنی زندگی کے لیل ونہار

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari